محاسبۂ قادیانیّت

- حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی
- جناب عبدالعزیز زمیندار بٹالہ ضلع گورداسپور
- جناب محبوب علی رحمانی (مونگیر شریف)
- حضرت مولانا علامہ نور محمد خان ٹانڈوی
- مولانا ابوالفرح سید انوار الحق (کمالی الٰہ آبادی)
- مولانا احمد عبدالحلیم سوداگر حرم کان پور
- انجمن اصلاح المسلمین امرتسر
- جناب سید سعادت علی خان دربھنگہ
- حضرت مولانا سلامت اللہ رام پوری
- حضرت مولانا ہدایت علی قاسمی رام پوری
- حضرت مولانا عبدالقدوس رومی (آگرہ)
- حضرت مولانا اشتیاق احمد مہراج گنجی
- حضرت مولانا شمس الدین نقشبندی محوی رحمۃ اللہ علیہ
- جناب ڈاکٹر اسرار عظیم الدین حنفی قادری دیوبندی
- حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن شاہ عالمی (مظفرگڑھ)

جلد ۱۵

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام کتاب : محاسبہ قادیانیت جلد پندرہ (۱۵)
مصنفین : حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی
جناب عبدالعزیز زمیندار بٹالہ ضلع گورداس پور
جناب محبوب علی رحمانی (مونگیر شریف)
حضرت مولانا علامہ نور محمد خان ٹانڈوی
مولانا ابوالفرح سید انوار الحق (کمالی الرویائی)
مولانا احمد عبدالحلیم سوداگر چرم کان پور
انجمن اصلاح المسلمین امرتسر
جناب نواب سید سعادت علی خان دربھنگہ
حضرت مولانا سلامت اللہ رام پوری
حضرت مولانا ریاست علی قاسمی رام پوری
حضرت مولانا عبدالقدوس رومی (آگرہ)
حضرت مولانا اشتیاق احمد مہراج گنجی
مولانا شمس الدین نقشبندی محمودی جالندھری
جناب ڈاکٹر ایس ایم عظیم الدین حنفی قادری دیوبندی
حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی (مظفرگڑھ)
صفحات : ۶۴۰
قیمت : ۳۵۰ روپے
مطبع : طیب شمشاد پرنٹنگ پریس لاہور
طبع اوّل : ستمبر ۲۰۲۱ء
ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
Ph: 061-4783486

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجمالی فہرست رسائل مشمولہ.....محاسبہ قادیانیت جلد ۱۵

☆.....	عرض مرتب	حضرت مولانا اللہ وسایا	۱۷
۱.....	ایمان کی کسوٹی	حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی	۲۷
۲.....	دافع الشبہات عن آیات رب الکائنات	〃 〃 〃	۳۵
۳.....	آفتاب اسلام	〃 〃 〃	۱۳۳
۴.....	مرزا کی نبوت کی تردید بصورت تجدید مسمی بہ عجیب سوالات	جناب عبدالعزیز زمیندار بٹالہ	۱۶۷
۵.....	چودھویں صدی کا نبی	جناب محبوب علی رحمانی مونگیر شریف	۲۰۹
۶.....	امراض مرزا	حضرت مولانا علامہ نور محمد خان ٹانڈوی	۲۱۳
۷.....	سیف اللہ الجبار	مولانا ابوالفرح سید انوار الحق	۲۵۱
۸.....	راہ حق متعلقہ قادیان	مولانا احمد عبدالحلیم کان پوری	۲۹۵
۹.....	مرزائے قادیانی کے عقائد والہامات ودعویٰ الوہیت	انجمن اصلاح المسلمین امرتسر	۳۲۷
۱۰.....	مسیح قادیان کے کذب کا اعلان	جناب نواب سید سعادت علی خان	۳۳۵
۱۱.....	مہر صداقت المعروف بہ احکام شریعت	حضرت مولانا سلامت اللہ رام پوری	۳۳۹
۱۲.....	شہر ہاپوڑ میں قادیانی سرگرمیاں اور اس کا کامیاب تعاقب	حضرت مولانا ریاست علی قاسمی	۳۵۱
۱۳.....	فرقہ غلمدیہ یا جماعت احمدیہ	حضرت مولانا عبدالقدوس رومی آگرہ	۳۶۱
۱۴.....	مرزا غلام احمد کادیانی کو مسیح ومہدی ماننا کفر ہے	حضرت مولانا اشتیاق احمد مہراج گنجی	۳۶۹
۱۵.....	قادیانی مغالطوں کے مدلل جوابات	〃 〃 〃	۳۷۵

۱۶.....	سیف الرحمن علی رأس الشیطان	مولانا شمس الدین نقشبندی جالندھری	۳۸۳
۱۷.....	الاعلام من العلماء الربانیین فی عدم جواز صلوٰۃ جنازۃ القادیانیین	// // //	۳۹۱
۱۸.....	فیصلہ ناطق مابین کاذب وصادق	جناب ڈاکٹر محمد عظیم الدین دیوبندی	۳۹۹
۱۹.....	آپ بیتی	حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی	۴۱۵
۲۰.....	آسمانی دلہن	// // //	۴۴۱
۲۱.....	توہین حسین رضی اللہ عنہ	// // //	۴۷۵
۲۲.....	تکفیر مسلم	// // //	۴۸۹
۲۳.....	چھوٹا منہ بڑی بات	// // //	۵۰۱
۲۴.....	مخلصانہ درخواست	// // //	۵۲۵
۲۵.....	جاء الحق وزھق الباطل	// // //	۵۲۹
۲۶.....	انجام مرزا	// // //	۵۳۳
۲۷.....	حیات موسیٰ علیہ السلام از کتب مرزا	// // //	۵۴۵
۲۸.....	حیات عیسیٰ علیہ السلام مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے	// // //	۵۴۹
۲۹.....	ادھوری باتیں	// // //	۵۶۵
۳۰.....	انمول موتی	// // //	۶۱۹
۳۱.....	دس ہزار کا نقد انعام	// // //	۶۳۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفصیلی فہرست

۱.....	ایمان کی کسوٹی (حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی)	۲۷
	مرزا کی اسلامی خدمات	۲۸
۲.....	دافع الشبہات عن آیات رب الکائنات (حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی)	۳۵
	قصیدۂ ثنائیہ	۳۶
	حاشیہ جات ..... قصیدۂ ثنائیہ	۳۸
	مرزا قادیانی کے متعلق دنیا کیا کہتی ہے؟	۴۸
	مرزا قادیانی کے متعلق ان کی تالیفات کا فیصلہ	۴۸
	ذکر مریم علیہا السلام	۵۲
	تمام انبیاء شیطانی اثر سے پاک اور معصوم ہیں	۵۶
	مریم نبیہ نہ تھیں	۵۸
	تربیت	۸۰
	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تمام عورتوں سے افضل ہیں	۸۷
	مریم سے فرشتوں کا کلام کرنا	۸۷
	حاشیہ جات	۱۱۷
۳.....	آفتاب اسلام (حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی)	۱۳۳
۴.....	مرزا کی نبوت کی تردید بصورت تجدید مسمی بہ عجیب سوالات (جناب عبدالعزیز زمیندار بٹالہ)	۱۶۷
	مرزا کا فوٹو	۱۹۰
	مارا کی تشریح	۱۹۵
	احمدیوں کو خاص نوٹس	۲۰۲
	تتمہ	۲۰۷
۵.....	چودھویں صدی کا نبی (جناب محبوب علی رحمانی مونگیر شریف)	۲۰۹
	حضرات اہل اسلام	۲۱۰

۶.....	امراض مرزا (حضرت مولانا علامہ نور محمد خان ٹانڈوی)	۲۱۳
	دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی، اخیر عمر تک کمزور رہا	۲۱۶
	انگلی کٹ گئی	۲۱۶
	درد دندان اور ڈاڑھوں میں کیڑا	۲۱۷
	مرض اعصابی	۲۱۷
	عصبی کمزوری	۲۱۷
	دل ودماغ کی کمزوری عارضۂ اور بے ہوشی	۲۱۷
	فالج کا اثر اور بدن کی بے حسی	۲۱۸
	درد گردہ	۲۱۸
	کاربنکل کا اندیشہ	۲۱۹
	کھانسی کی شدت اور ریزش کا زور	۲۱۹
	درد سر اور دوران سر	۲۱۹
	حافظہ کی خرابی اور نسیان کی زیادتی	۲۱۹
	قولنج زحیری اور خون کا دست	۲۲۰
	خون کی قے اور ابکائی	۲۲۰
	اسہال اور بدہضمی	۲۲۰
	قے اور دست کی بیماری	۲۲۱
	دق وسل	۲۲۲
	ضعف ماہ اور نامردی	۲۲۲
	دوران سر اور ہسٹریا کے سخت دورے	۲۲۲
	آنکھوں کی بیماری	۲۲۴
	کثرت پیشاب اور ذیابطیس	۲۲۴
	عام خرابی صحت اور بیماریوں کی ہمیشگی	۲۲۵

	مراق اور ہسٹریا	۲۲۶
	مرزا قادیانی کو کیوں مراق ہوا؟	۲۲۶
	مرض مرزا کی خاندان مرزا سے شدید محبت	۲۲۷
	مرزا قادیانی کی بیوی صاحبہ کے ساتھ مراق کی محبت	۲۲۸
	صاحبزادہ مرزا محمود صاحب کے ساتھ مراق کا عشق	۲۲۸
	مراق کا تعلق خاندانی	۲۲۸
	مرض مراق کیا چیز اس پر ایک تحقیقی نظر	۲۲۸
	تشریح مراق از روئے طب جدید	۲۳۰
	مالیخولیا کس کو کہتے ہیں؟	۲۳۰
	حقیقت واسباب مرض	۲۳۱
	مراقی نبی نہیں بن سکتا	۲۳۲
	(نقشہ اجمالی) برائے امراض مرزا	۲۳۷
	کیا اصل اور بروز میں کچھ فرق ہوتا ہے	۲۴۰
	کیا خود مسیح مریض ہے	۲۴۱
	مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت	۲۴۲
	مرزا قادیانی کا مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ	۲۴۲
	علاج مالیخولیا ایک اور طرح سے	۲۴۴
	مراق مالیخولیا کے لئے مشک مفید ہے	۲۴۵
	روغن کا استعمال مالیخولیا کے لئے بے حد مفید ہے	۲۴۸
	مالیخولیائے مراقی کے لئے شراب کا استعمال مفید ہے	۲۴۸
۷.....	سیف اللہ الجبار (مولانا ابوالفرح سید انوار الحق کمالی الرویائی)	۲۵۱
	شکریہ	۲۵۲
	دیباچہ	۲۵۲

	اشتہار واجب الاظہار	۲۵۳
	غزل	۲۵۴
	سیف اللہ الجبّار	۲۵۵
	مشتہر صاحب کی عربی اور اردو دانی کا ایک ایک نمونہ	۲۵۵
	جھوٹے پر خدا کی مار	۲۵۶
	پرائیوٹ الہام ٹیلیفون کا سفید جھوٹ	۲۵۷
	مشتہر صاحب کی خدمت میں ایک مشورہ	۲۵۹
	شوم فدائے دروغے کہ راست مانندست	۲۶۰
	بوجھے لال بوجھکڑ اور نہ بوجھے کوئی	۲۶۱
	غزل	۲۶۲
	رنگ میں بھنگ	۲۶۴
	ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ	۲۶۶
	غزل	۲۷۰
	جو گرجتے ہیں کم برستے ہیں	۲۷۱
	(۱) ڈھاک کے تین پات	۲۷۲
	لطیفہ	۲۷۶
	غزل	۲۷۸
	چڑیاں چگ گئیں کھیت	۲۷۹
	غزل	۲۸۲
	غزل	۲۸۹
	دال میں کالا	۲۹۰
	چٹائی کی لنگی	۲۹۱
	اشتہار کی پچھلی پکی	۲۹۳

	نگاہ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں	۲۹۳
۸.....	راہ حق متعلقہ قادیان (مولانا احمد عبدالحلیم سوداگر چرم کان پور)	۲۹۵
	اعتذار تاخیر	۲۹۶
	رسالہ کا خلاصہ	۲۹۷
	(۳) مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ عظیم الشان پیشین گوئی خود مرزا کی عبارت میں	۳۱۹
	وصیت	۳۲۶
۹.....	مرزائے قادیانی کے عقائد والہامات ودعویٰ الوہیت (انجمن اصلاح المسلمین)	۳۲۷
	عقائد، الہامات ودعویٰ الوہیت	۳۲۸
	مرزا قادیانی کے قرآن شریف کی نسبت بہتان	۳۳۰
	توہین انبیائے کرام علیہم السلام	۳۳۱
	توہین عیسوی	۳۳۱
	سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۳۳۲
	اہل بیت پر حملہ	۳۳۲
	مرزا قادیانی کا ملائکہ کی نسبت خیال باطلہ	۳۳۳
	الہامات مختلفہ	۳۳۳
	مرزا قادیانی کے دعوے	۳۳۳
	اخلاق مرزا قادیانی	۳۳۴
۱۰.....	مسیح قادیان کے کذب کا اعلان (جناب نواب سید سعادت علی خان)	۳۳۵
۱۱.....	مہر صداقت المعروف بہ احکام شریعت (حضرت مولانا سلامت اللہ رام پوری)	۳۳۹
	اقوال مرزا کادیانی	۳۴۰
	التماس	۳۵۰

۱۲.....	شہر ہاپوڑ میں قادیانی سرگرمیاں اور اس کا کامیاب تعاقب (حضرت مولانا ریاست علی قاسمی)	۳۵۱
۱۳.....	فرقہ غلمد یہ یا جماعت احمد یہ (حضرت مولانا عبدالقدوس رومی)	۳۶۱
	بنیادی عقیدہ	۳۶۲
	تاریخ گواہ ہے	۳۶۲
	آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی	۳۶۲
	فرقہ غلمد یہ یا احمد یہ	۳۶۲
	قادیانیت کب اور کیوں وجود میں آئی	۳۶۳
	مرزا قادیانی برطانیہ کے خاندانی وفادار تھے	۳۶۳
	مرزا قادیانی اوّل درجہ کے خیر خواہ تھے	۳۶۳
	مرزا قادیانی کا یہ نیا فرقہ بھی اول درجہ کا وفادار و جاں نثار ہے	۳۶۳
	احمدیوں کی آزادی تاج برطانیہ سے وابستہ ہے	۳۶۴
	برطانیہ کی وفاداری مرزا قادیانی کے نزدیک مذہبی فرض ہے	۳۶۴
	مرزا قادیانی ایسے نبی تھے جن کا کام مکہ مدینہ کی بجائے زیر سایہ اقبال برطانیہ انجام پاسکتا تھا	۳۶۴
	مرزا قادیانی کی حمایت برطانیہ الہامی تھی	۳۶۵
	انگریزی اطاعت کیلئے مرزا قادیانی نے پچاس الماریوں کا لٹریچر تصنیف فرمایا تھا	۳۶۵
	مرزا قادیانی کا تعلق گورنمنٹ برطانیہ سے بالکل نرالا ہے	۳۶۵
	مرزا قادیانی صرف وفادار حکومت ہی نہیں تھے بلکہ کانگریس کے مخالف بھی تھے	۳۶۶
	فرقہ احمد یہ کے عقائد و خیالات	۳۶۶
	نبوت ختم نہیں ہوئی آنحضرت ﷺ کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہے	۳۶۶
	ایک نبی نہیں ہزاروں نبی ہو سکتے ہیں	۳۶۶
	چاہے جان چلی جائے	۳۶۷
	مرزا قادیانی مجازی نہیں حقیقی نبی ہونے کا دعوی رکھتے ہیں	۳۶۷

	جو مسلمان قادیانی (احمدی) نہ ہوں وہ سب کافر ہیں	۳۶۷
	کل مسلمان جو مرزا قادیانی سے بیعت نہیں وہ کافر ہیں	۳۶۷
	احمدیوں کا خدا بھی اور اسلام بھی اور ہے	۳۶۷
	غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھنا فرض ہے	۳۶۸
۱۴.....	مرزا غلام احمد کادیانی کو مسیح ومہدی ماننا کفر ہے (حضرت مولانا اشتیاق احمد مہراج گنجی)	۳۶۹
	احادیث میں حضرت مہدی کے ظہور وحالات کا تذکرہ	۳۷۰
	مرزا قادیانی میں مہدی کی علامات نہیں پائی جاتیں	۳۷۱
	قرآن وحدیث سے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول کی بشارت	۳۷۲
	رفع ونزول کا ثبوت باقرار مرزا کادیانی	۳۷۳
	مرزا کادیانی میں مسیح کی صفات وعلامات نہیں پائی جاتی ہیں	۳۷۴
۱۵.....	قادیانی مغالطوں کے مدلل جوابات (حضرت مولانا اشتیاق احمد مہراج گنجی)	۳۷۵
	حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ پر بہتان	۳۷۶
	حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہٗ پر بہتان تراشی	۳۷۷
	وضاحت	۳۷۸
	ختم نبوت کا حقیقی مفہوم باجماع امت مسلمہ	۳۸۱
۱۶.....	سیف الرحمن علی رأس الشیطان (مولانا شمس الدین نقشبندی جالندھری)	۳۸۳
۱۷.....	الاعلام من العلماء الربانیین فی عدم جواز صلوٰۃ جنازۃ القادیانیین	۳۹۱
۱۸.....	فیصلہ ناطق مابین کاذب وصادق (جناب ڈاکٹر ایس ایم عظیم الدین دیوبندی)	۳۹۹
	ذکر امام محمد مہدی خلیفۂ آخر الزمان رضی اللہ عنہ	۴۰۷
	ذکر منارۂ نو تعمیر مرزا قادیانی در قادیاں	۴۰۹
۱۹.....	آپ بیتی (حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن شاہ عالمی مظفر گڑھ)	۴۱۵
	قاضی نذیر سے ملاقات	۴۳۴

	اوکاڑہ کا واقعہ	۴۳۷
	دو خواتین کا قصہ	۴۳۷
۲۰.....	آسمانی دلہن (حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھ)	۴۴۱
	مقدمہ	۴۴۲
	خداداد موقع	۴۴۳
	لالچ اور دھمکی	۴۴۴
	حکیم نورالدین کے نام خط	۴۴۴
	خدا کی طرف سے حکم	۴۴۵
	پروردگار کے حکم سے	۴۴۶
	محمدی بیگم کی حقیقی پھوپھی اور مرزا قادیانی کے صاحبزادے فضل احمد کی ساس کے نام خط	۴۴۸
	مذکورہ بالا خط کا تتمہ	۴۴۹
	مذکورہ بالا خط کا جواب	۴۵۲
	ماموں کی خط و کتابت	۴۵۳
	انعام کا وعدہ	۴۵۳
	خیر خبر	۴۵۴
	خانہ بربادی	۴۵۴
	ترکی تمام شد	۴۵۶
	بیٹے کا جنازہ نہیں پڑھا	۴۵۶
	بھجے دی ماں	۴۵۷
	چہ میگوئیاں	۴۵۷
	خدائی چیلنج	۴۵۸
	اطمینان قلب کے واسطے	۴۵۹

	کسی کی یاد میں	۴۵۹
	بارگاہ خداوندی میں التجاء	۴۶۰
	۴؍جنوری ۱۸۹۳ء مولانا محمد حسین بٹالوی کے خط کا جواب	۴۶۰
	رعایتی توسیع	۴۶۳
	۱۹۰۱ء میں	۴۶۳
	دنیا با امید قائم	۴۶۳
	ناکامی کی تلخی	۴۶۴
	خاص تزوّج	۴۶۴
	بد سے بدتر ٹھہروں گا	۴۶۵
	۱۹۰۵ء میں	۴۶۶
	یاس میں آس	۴۶۶
	سر منڈی ہونے کی تعبیر	۴۶۷
	بلی کے خواب میں چھیچھڑے	۴۶۷
	آخری مایوسی	۴۶۸
	از مؤلف	۴۶۸
	الہام بکر و شیب	۴۷۲
	تیسری شادی کی آرزو اور ربانی ارادہ میں جوش	۴۷۲
	بابرکت خواتین اور ان سے اولاد	۴۷۴
۲۱.....	توہین حسین رضی اللہ عنہ (حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھ)	۴۷۵
	حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی توہین	۴۷۸
	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین	۴۷۹
	تمام اہل بیت کی توہین	۴۷۹

۲۲.....	تکفیر مسلم (حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھ)	۴۸۹
	گالیاں	۴۹۱
	فتویٰ کفر	۴۹۲
	رشتہ کے متعلق	۴۹۴
	نماز کے متعلق	۴۹۵
	جنازہ کے متعلق	۴۹۶
	مکمل مقاطعہ	۴۹۸
	قادیانیت سے اعانت، ایمان کامل نہ ہونے کی علامت	۵۰۰
۲۳.....	چھوٹا منہ بڑی بات (حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھ)	۵۰۱
	مقدمہ	۵۰۲
	خیالات مرزا	۵۰۷
۲۴.....	مخلصانہ درخواست (حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھ)	۵۲۵
۲۵.....	جاء الحق وزھق الباطل (حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھ)	۵۲۹
۲۶.....	انجام مرزا (حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھ)	۵۳۳
	مرزا قادیانی کی تیسری شکست	۵۴۱
	تبصرہ	۵۴۳
	(۱۹۰۸ء آخر ستمبر ۹ ماہ گیارہ دن کم کر دیئے)	۵۴۴
۲۷.....	حیات عیسیٰ علیہ السلام از کتب مرزا (حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھ)	۵۴۵
۲۸.....	حیات عیسیٰ علیہ السلام مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے (حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن)	۵۴۹
۲۹.....	ادھوری باتیں (حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھ)	۵۶۵
	طاعون کی پیش گوئی	۵۶۷
	طاعون شامت اعمال یا مرزا کی دعا؟	۵۷۳

	طاعون کا اعلان مرزا کی دعا سے بچنے کا عمل؟	۵۷۴
	طاعون کی جگہ کو چھوڑنا چاہئے	۵۷۵
	اس ہمدردی پر لعنت	۵۷۶
	قادیان میں طاعون	۵۷۷
	قادیان میں طاعون کی تیزی	۵۷۸
	قادیان میں بے رحمی	۵۷۹
	قادیان دارالامان سے مرزا کا فرار	۵۸۳
	خدا نے جس گھر کو بیماری سے محفوظ کہا، اس سے مرزا نے فرار کیا	۵۸۴
	مرزا کے مخالفین کے نام	۵۸۶
	ملعون قادیان کا عذر لنگ	۵۸۹
	امرتسر مکہ؟	۵۹۲
	اللہ تعالیٰ کا وعدہ۔ قادیان۔ طاعون؟	۵۹۵
	مرزا کے چار بڑے مخالف	۵۹۸
	ڈاکٹر عبدالحکیم کے متعلق مرزا قادیانی کہتے ہیں	۵۹۸
	مولانا ثناءاللہ امرتسری	۶۰۲
	پیر مہر علی شاہ صاحب کو گالیاں	۶۰۵
	مولانا محمد حسین کو گالیاں	۶۰۵
	پنجاب اور مرزا قادیانی	۶۰۶
	تصویر کا دوسرا رخ	۶۱۲
۳۰.....	انمول موتی (حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھ)	۶۱۹
	مرزا قادیانی اپنے ہم عصر علماء سے مخاطب ہیں	۶۲۰
	مولانا ثناءاللہ مرحوم کو گالیاں	۶۲۲

	مولانا سعداللہ مرحوم کو گالیاں	۶۲۲
	مولانا محمد حسین بٹالوی کو گالیاں	۶۲۲
	مولانا عبدالحق غزنوی کو گالیاں	۶۲۳
	پیر مہر علی شاہ صاحب کو گالیاں	۶۲۵
	شیعہ عالم مولانا علی حائری کو گالیاں	۶۲۶
	عیسائیوں کے بزرگ پولس کو گالیاں	۶۲۶
	آریہ قوم کے رشی دیانند کو گالیاں	۶۲۶
	آریوں کے پرمیشر کو گالیاں	۶۲۶
	سوامی جی کو گالیاں	۶۲۶
	عام آریہ کو گالیاں	۶۲۶
	مخصوص گالیاں	۶۲۷
	حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم کی توہین	۶۳۰
	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین	۶۳۲
	بیس ہزار کا نقد انعام	۶۳۴
۳۱.....	دس ہزار کا نقد انعام (حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھ)	۶۳۵
	دس ہزار	۶۴۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ. امابعد!

محض اللہ رب العزت کی عنایت کردہ توفیق سے ''محاسبہ قادیانیت'' کی جلد نمبر ۱۵ پیش خدمت ہے۔ اس جلد میں کل ۱۳۱ رسائل ہیں۔

حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی کے حالات چمنستان ختم نبوت (ج ۳ ص ۱۴۸۵) پر ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ رد قادیانیت کے عنوان پر یہ برصغیر کے مسلمانوں کے محسن تھے۔ ان کی گراں قدر کتابیں: (۱) مسلم پاکٹ بک، (۲) اہل قبلہ کی تحقیق۔ یہ احتساب قادیانیت ج ۲۰ اور ج ۴۵ میں بالترتیب ہم شائع کر چکے ہیں۔

الحمدللہ محاسبہ کی اس جلد میں:

۱..... <u>ایمان کی کسوٹی</u>: نام کا آپ کا رسالہ شامل اشاعت ہے، جس کے ٹائٹل پر آپ نے یہ اشعار لکھے ہیں:

راہ ہدیٰ پہ سکندر کو کیا نہیں ملتا — خضر نہ ملتے یا آب بقاء نہیں ملتا
طلب ہی صدق نہ تھی ورنہ کب یہ ممکن تھا — پھر آیا کعبہ بھی شیخ اور پتا نہیں ملتا
تلاش صدق ہو گردش قدم صورت رقص — پھر ہم بھی دیکھیں تو کیونکر خدا نہیں ملتا

ان اشعار کے نیچے مصنف نے اس رسالہ کا خود یہ تعارف ٹائٹل پر لکھا: ''اس میں ایک طرف مرزائی جماعت کے ایمان کو قرآن وحدیث کی کسوٹی پر کستے ہوئے اہل قبلہ عدم تکفیر کے معنی بتائے ہیں اور دوسری طرف یہ رسالہ حق پرستوں کے لئے جمال خداوندی کا عکسی آئینہ ہے اور دنیا کے مختلف مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی حقانیت کی سچی تصویر ہے۔''

۲..... حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی کی ایک دوسری کتاب ''<u>دافع الشبہاب عن آیات رب الکائنات</u>'' بھی محاسبہ کی اس جلد میں شامل اشاعت ہے۔ اس کا مصنف نے اشاعت اوّل کے ٹائٹل پر تعارف یہ لکھا ہے۔ ''جاء الحق وزھق

الباطل ان الباطل کان زھوقا ''آج کل ملحدین، اسلام کی فطری اور سادہ تعلیم میں اپنی ناسمجھی سے طرح طرح کے شکوک اور اعتراضات پیدا کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ اس فتنہ کی روک تھام کے واسطے ایسی کتاب کی ضرورت تھی جس میں ان کو تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہوں، خدا کا شکر ہے کہ آج ''دافع الشبھات عن آیات رب الکائنات'' کا پہلا حصہ اسلامی خدمت کے لئے حاضر ہے۔ جس میں ملحدانہ شبہات کے جوابات کے علاوہ مرزا قادیانی کے ان شکوک کا جن کی وجہ سے وہ عیسیٰ علیہ السلام کی حیات سے انکار کرنے پر مجبور ہوئے۔ محققانہ طرز پر اس طرح حل کیا گیا ہے کہ جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے سچے حالات بآسانی معلوم ہو جائیں اور مرزا قادیانی کو آئندہ بولنے کی گنجائش نہ رہے۔

مولانا کے یہ دونوں رسائل آپ کے انبالہ چھاؤنی کے قیام ۱۹۲۱ء تا ۱۹۲۴ء کے دوران شائع ہوئے۔ جب آپ مدرسہ معین الاسلام انبالہ چھاؤنی میں خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ گویا قریباً سو سال قبل کے یہ رسائل ہیں جو اس جلد میں شائع کرنے کی ہم سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ یہ دونوں رسائل شیر خدا حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری کی لائبریری دارالعلوم دیوبند سے مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی عنایت سے دستیاب ہوئے۔

۳..... حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی کے ایک رسالہ ''اہل قبلہ کی تحقیق'' کے جواب میں قادیان کے صیغہ تصنیف نے ''انوار احمدیہ'' رسالہ شائع کیا۔ مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی نے ''آفتاب اسلام'' کے نام سے اس کا جواب شائع کیا۔ یہ رسالہ بھی محاسبہ کی اس جلد میں شریک اشاعت ہے۔ مولانا نے خود اس رسالہ کی اشاعت اوّل کے ٹائٹل پر اس کا تعارف لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

''ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون'' جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کو نہیں مانتے وہ کافر ہیں۔

کون ہے تارک آئین رسول مختار — مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعار اغیار — ہوگئی کس کی نظر طرز سلف سے بیزار
قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں — کچھ بھی پیغام محمد کا تمہیں پاس نہیں

(اقبال)

اس رسالہ میں مرزائی جماعت کے وہ کفریہ عقائد بیان کئے گئے ہیں جن کو وہ خود تسلیم کرتے ہیں اور ان سے انکار نہیں کرتے۔ اس رسالہ کے آخر پر ۹/مارچ ۱۹۳۲ء درج ہے۔ الیکٹرک پریس لائل پور سے شائع ہوا ہے۔ یہ بھی اس جلد میں شریک اشاعت ہے۔ یہ بھی دارالعلوم دیوبند میں محفوظ مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری کی لائبریری سے مولانا شاہ عالم گورکھپوری کے توسط سے ہمیں موصول ہوا ہے۔ اب تک:

(۱) مسلم پاکٹ بک احتساب ج ۲۰
(۲) اہل قبلہ کی تحقیق احتساب ج ۴۵

اور اس جلد میں (۳) ایمان کی کسوٹی (۴) دافع الشبہات عن آیات رب الکائنات (۵) آفتاب اسلام۔ گویا پانچ رسائل مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی کے ہم شائع کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں، مزید بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ میسر فرمادیں تو اشاعت پذیر ہوں گے۔ ان شاء اللہ!

۴..... <u>مرزا کی نبوت کی تردید بصورت تجدید مسمّی بہ عجیب سوالات:</u> بٹالہ ضلع گورداس پور کے ایک زمیندار عبدالعزیز تھے جو قادیانی ہوگئے۔ مرزا قادیانی نے اپنی زوجہ نصرت جہاں کے نام اپنی زرعی جائیداد زمین رہن کرائی تھی تو یہی عبدالعزیز زمیندار بٹالہ نے سرکاری عملہ کو قادیان لاکر کاغذات کی تکمیل کرائی تھی۔ بعد میں یہ مرزا قادیانی کے دوسرے مریدوں ڈاکٹر عبدالحکیم خان، میر عباس علی لدھیانوی، الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ لاہور، حافظ محمد یوسف وغیرہ کی طرح معلون قادیان کو چھوڑ کر اس سے علیحدہ ہوگئے تھے ''حقیقت المہدی'' نامی مرزا کی تردید میں کتاب لکھی۔ اس پر پیسہ اخبار لاہور میں تبصرہ شائع ہوا تو اس پر الحکم

قادیان کے ایڈیٹر نے عبدالعزیز کو نشانۂ تنقید پر رکھا اس کا جواب عبدالعزیز نے پیسہ اخبار لاہور میں شائع کردیا جو (گلستان ختم نبوت کے ص۳۷۳) پر چھپ چکا ہے۔ ''حقیقت المہدی'' کتاب تو ہمیں میسر نہ آئی۔

البتہ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری شیر خدا کی لائبریری دارالعلوم دیوبند سے عبدالعزیز کا ایک رسالہ ''مرزا کی نبوت کی تردید بصورت جدید مسمّٰی بہ عجیب سوالات'' مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی عنایت سے ملی ہے۔ مصنف کسی زمانہ میں قادیانی ملعون کا مرید رہا ہے۔ اس رسالہ میں اس کی بعض باتوں سے اب بھی اتفاق نہیں کیا جاسکتا۔ ایک مسلمان ہونے کے ناتے اب بھی وہ باتیں قابل قبول نہیں۔ لیکن رسالہ چونکہ ردقادیانیت کی تاریخ کی ایک اہم دستاویز ہے۔ پھر اس کا طرز تحریر بھی البیلا ہے۔ پڑھیں گے تو ہنسی نہ روک پائیں گے۔ اس کے استدلالات بھی ''جیسا منہ ویسی چپیڑ'' کا مصداق ہیں۔ مرزا قادیانی کے منہ پر اس کے ایک سابقہ مرید کی چھترول کے نکتہ نظر سے اسے شائع کیا ہے۔ پڑھتے ہوئے یہ مدّنظر رہے، اسی عبدالعزیز کو ملعون قادیان نے (انجام اتھم ص۴۲) پر اپنے تین سو تیرہ نام نہاد گواہان مہدویت کے طور پر پیش کرتے ہوئے نمبر ۷۶ پر اس کا نام نبی بخش نمبردار بٹالہ لکھا ہے۔ اس کا اصل نام عبدالعزیز تھا۔ جسے مرزا نے اپنا گواہ لکھا اسی نے بعد میں مرزا قادیانی کو کذاب ثابت کیا۔ یہ رسالہ اس جلد میں شامل ہے۔

۵..... جناب محبوب علی رحمانی جو خانقاہ رحمانیہ مونگیر شریف کے مسترشد تھے۔ آپ نے ''چودھویں صدی کا نبی'' کے نام سے قادیانیوں کے خلاف چند صفحاتی رسالہ لکھا جو ۱۴/مارچ ۱۹۱۹ء کا شائع شدہ ہے۔ یہ رسالہ بھی شیر خدا حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری کی لائبریری دارالعلوم دیوبند سے مولانا شاہ عالم گورکھپوری کے کرم سے ہمیں موصول ہوا۔ ایک سو دو سال بعد اس کی اشاعت باعث خوشی ہے۔ اس کی ضخامت کو نہیں قدامت کو مدنظر رکھیں تو جھوم اٹھیں گے۔ الحمدللہ!

۶..... **امراض مرزا:** حضرت مولانا علامہ نور محمد خان ٹانڈوی مظاہر العلوم سہارن پور

کے مبلغ، مناظر اور داعی تھے۔ آپ نے ردقادیانیت پر:

(۱)	اختلافات مرزا	۲۹/جون ۱۹۳۳ء
(۲)	کفریات مرزا	۱۸/جولائی ۱۹۳۳ء
(۳)	کذبات مرزا	۲۲/مارچ ۱۹۳۴ء
(۴)	مغلظات مرزا	۲۵/فروری ۱۹۳۵ء
(۵)	کرشن قادیانی	۷/مئی ۱۹۳۵ء

میں تحریر کیں جو احتساب قادیانیت ج ۱۷ ص ۳۶۷ تا ص ۶۳۰ پر ہم نے ۲۰۰۶ء میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ کا ایک رسالہ:

(۶) ''دفع الحادعن حکم الارتداد'' فتاویٰ ختم نبوت ج ۳ ص ۲۱۵ تا ۲۳۴ پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

ساتواں آپ کا رسالہ ''امراض مرزا'' آئینہ مظاہر العلوم سہارن پور ختم نبوت نمبر ص ۱۱۷ سے ۱۴۷ پر شائع ہوا ہے۔ جو ہم محاسبہ کی اس جلد پندرہ میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ۲۰۰۶ء میں احتساب قادیانیت ج ۱۷ کے عرض ناشر میں اس کی تلاش کی بابت اپنی طلب کا اظہار کیا تھا۔ پندرہ سال بعد یہ رسالہ حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری کے توسط سے ملا ہے۔ اس پر ہم موصوف کا شکریہ اور اللہ رب العزت کے لئے سجدہ شکر بجالاتے ہیں جس نے ہمیں اس کامیابی سے ہم کنار فرمایا۔ یہ رسالہ مصنف نے ۱۹۶۲ء میں شائع کیا تھا۔

۷..... <u>سیف اللہ الجبار:</u> محاسبہ کی اس جلد میں شامل اشاعت ہے۔ قدم رسول کٹک سے ایک قادیانی میاں محمد محسن نے اشتہار واجب الاظہار مولانا ابوالفرح سحر البیان جناب سید انوار الحق (کمال الرؤیائی) کے خلاف شائع کیا۔ مولانا موصوف نے ''سیف اللہ الجبار'' کے نام سے یہ رسالہ ترتیب دیا۔ مطبع قیومی کان پور سے یہ شائع ہوا۔ یہ مئی ۱۹۱۷ء کی بات ہے۔ حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری کے کتب خانہ دار العلوم دیوبند سے مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے ارسال فرمایا۔ ایک سو پانچ سال بعد اسے ہم دوبارہ شائع کرنے کی سعادت

سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ اس رسالہ کے حواشی مولانا عبدالغفور خازن مدرسہ مصباح العلوم آسن سول ضلع بردوان بنگال اڑیسہ کٹک نے تحریر کئے۔

۸..... راہ حق متعلقہ قادیان: جناب احمد عبدالحلیم صاحب سوداگر چرم اشرف منزل کرنیل گنج کان پور کو قادیانیوں کا ایک رسالہ ''مسلمانوں کا اس زمانہ کا امام کون ہے'' ملا۔ آپ نے ''راہ حق متعلقہ قادیان'' نام سے اس کا جواب تحریر کیا۔ مگر اس کے شائع کرنے میں دس سال سے بھی زائد عرصہ تاخیر ہوگی۔ تب کہیں اکتوبر ۱۹۲۶ء میں جا کر شائع ہوا۔

اس رسالہ اور اس کے مؤلف کی بابت اتنا عرض ہے کہ اس رسالہ کو حکیم الامت حضرت شاہ اشرف علی تھانوی نے حرف بہ حرف پڑھا، تصحیح و تسہیل فرمائی، تصدیق و توثیق سے سرفراز کیا اور اس کی اشاعت کے لئے حکم ارشاد فرمایا۔ اس کی پہلی اشاعت حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحب اور آپ کے بھائی حضرت قاری محمد طاہر قاسمی کے زیر اہتمام مطبع قاسمی دیوبند سے ہوئی۔ مدرسہ جامع العلوم جامع مسجد نیکا پورہ کان پور کے کتب خانہ سے یہ رسالہ حاصل کر کے مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے ارسال فرمایا۔ چورانوے سال بعد اس کی دوسری بار اشاعت محاسبہ قادیانیت کی اس جلد پندرہ میں کتنی خوشیوں کا باعث ہے۔ اندازہ فرمائیں اور مطالعہ بھی۔

۹..... مرزائے قادیانی کے عقائد والہامات ودعویٰ الوہیت: تقسیم ہند سے قبل امرتسر میں ''انجمن اصلاح المسلمین'' نے اس رسالہ کو شائع کیا۔ الیکٹرک پریس امرتسر ہال بازار سے شائع ہوا۔ اس وقت اس انجمن کے سیکرٹری مولانا محمد داؤد پسروری تھے۔ یہ رسالہ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری کی لائبریری دارالعلوم دیوبند سے لے کر مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے بھجوایا۔ الحمدللہ کہ اس کی اشاعت ثانی کی محاسبہ قادیانیت کی اس جلد پندرہ میں اللہ تعالیٰ نے توفیق رفیق فرمائی۔ **الحمدللہ! علیٰ ذالک!**

۱۰..... مسیح قادیان کے کذب کا اعلان: مؤلفہ جناب نواب سید سعادت علی خان دربھنگہ، دربھنگہ کے قادیانی میاں عبداللہ اللہ دین نے ایک ورقہ اشتہار ملعون قادیان کی

حمایت اور مسلمانوں کے خلاف شائع کیا۔ جس کا جواب نواب سید سعادت علی خان پیغمبر پور اسٹیٹ ضلع دربھنگہ نے دوصفحاتی ایک ورقہ شکل میں دیا جو مونگیر شریف رحمانیہ پریس سے شائع ہوا۔ جو محاسبہ کی اس جلد میں شائع کرنے کی ہم سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

۱۱..... مہر صداقت المعروف بہ احکام شریعت: ریاست رام پور جناب مولانا محمد اسماعیل خان صبر رام پوری نے ایک استفتاء مرتب کر کے مدرسہ عالیہ ریاست رام پور کے علماء کرام کی خدمت میں ۱۹۱۷ء کو پیش کیا۔ حضرت مولانا سلامت اللہ صاحب نے اس کا جواب تحریر فرمایا۔ اس فتویٰ پر مدرسہ عالیہ کے مدرسین واساتذہ ومشائخ نے دستخط کئے۔ یوں اس فتویٰ نے ایک وجاہت وثقاہت حاصل کر لی۔ یہ بھی ایک قدیم اور وقیع فتویٰ ہے۔ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری کے کتب خانہ دارالعلوم دیوبند سے حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے بھجوایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی بہتر جزائے خیر سے سرفراز فرمائیں۔ فتاویٰ ختم نبوت مرتب کرتے وقت یہ فتویٰ ہمارے سامنے نہ تھا۔ ورنہ اس میں شامل کیا جاتا۔ اب فتاویٰ ختم نبوت کی نئی اشاعت پر رفقاء اسے بھی شامل اشاعت کر لیں تو کرم ہوگا اور خوشی بھی۔

۱۲..... ''شہر ہاپوڑ میں قادیانی سرگرمیاں اور اس کا کامیاب تعاقب'': شہر ہاپوڑ میں چند قادیانیوں کے بارہ میں معلوم ہوا کہ وہ قادیانیت پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر ان سے رابطہ ہوا تو قادیانی مرکز کے قادیانی مبلغ انصار قادیانی مناظرہ کے لئے تیار ہوگئے۔ شرائط مناظرہ کے لئے تاریخ طے ہوئی تو قادیانی گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہوگئے۔ اس کی پوری کہانی مولانا ریاست علی نے اس رسالہ میں قلمبند کی ہے۔ ۱۹۹۷ء کی ذاکر نگر نئی دہلی اوکھلا کی بات ہے۔ یہ رسالہ بھی التراث الاسلامی دیوبند کی لائبریری سے مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے بھجوایا۔

۱۳..... فرقہ غلمدیہ یا جماعت احمدیہ: سہارن پور شہر کے ایک سرے پر قادیانیوں نے پر پرزے نکالنے چاہے تو مظاہر العلوم وقف کے حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب کے حکم پر یہ رسالہ مولانا عبدالقدوس صاحب رومی مفتی شہر آگرہ نے مرتب فرمایا جسے مظاہر العلوم

(وقف) سہارن پور نے شائع کیا۔ جمعیت علماء دہلی کی لائبریری سے مولانا شاہ عالم گورکھپوری نے ملتان دفتر ارسال فرما کر ممنون احسان کیا۔

۱۴..... **مرزا غلام احمد کادیانی کو مسیح ومہدی ماننا کفر ہے:** کادیانیوں نے ایک پمفلٹ ''مسیح ومہدی معہود کو ماننا ضروری ہے'' لکھا۔کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے مبلغ مولانا اشتیاق احمد صاحب مہراج گنج نے اس کے جواب میں یہ رسالہ تحریر کیا جو محاسبہ کی جلد ہذا میں شریک اشاعت ہے۔

۱۵..... **قادیانی مغالطوں کے مدلل جوابات:** قادیانیوں نے اردو ہندسماچار (پنجاب انڈیا) میں ۱۵رمئی ۲۰۱۱ء کو ایک مضمون لکھا۔کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم کے مبلغ مولانا اشتیاق احمد مہراج گنجی نے اس رسالہ کی شکل میں اس کا جواب دیا۔ یہ بھی محاسبہ کی جلد ہذا میں شریک اشاعت ہے۔

۱۶..... **سیف الرحمن علی راس الشیطان:** یہ فتویٰ ۱۹۱۲ء کا ہے۔فتاویٰ ختم نبوت میں شامل نہیں تو شامل کیا جانا چاہئے۔ جناب مولانا شمس الدین نقشبندی محمودی جالندھری کے حکم پر شائع ہوا۔ایک سو دس سال بعد دوبارہ اس کی اشاعت عنداللہ مقبول عمل ہے۔ان شاءاللہ تعالیٰ!

۱۷..... **الاعلام من العلماء الربانیین فی عدم جواز صلوٰۃ جنازۃ القادیانیین:** ۱۳۳۲ء مطابق ۱۹۱۴ء میں یہ رسالہ مولانا شمس الدین جالندھری نے بلالی سٹیم پریس سادھور سے چھپوا کر شائع کیا۔ایک سنی امام نے جانتے ہوئے ایک قادیانی کا جنازہ پڑھا دیا تھا۔اس فتویٰ میں کہا گیا کہ وہ علانیہ توبہ وتجدید نکاح کرے ورنہ امامت سے علیحدہ کر دیا جائے۔ یہ فتاویٰ ختم نبوت میں جانا چاہئے۔

۱۸..... **فیصلہ ناطق مابین کاذب وصادق:** جناب ڈاکٹر محمد عظیم الدین دیوبندی حنفی قادری نے ۳۰رجنوری ۱۹۰۸ء کو یہ رسالہ لکھا تھا۔ہمیں تراث الاسلامی دیوبند کی لائبریری سے مولانا شاہ عالم گورکھپوری کے ذریعہ موصول ہوا۔اس کا آخری حصہ ذات پات اور

پیشوں سے متعلق تھا۔ وہ ہمارے موضوع سے غیر متعلق تھا وہ ہم نے حذف کر دیا ہے۔ مصنف نے قادیان کے دجال کی خوب خبر لی ہے اور اچھی دھنائی کی ہے لیکن بعض باتیں توجہ طلب یا غیر مانوس ہیں لیکن محض اس لئے کہ یہ ایک ریکارڈ کا حصہ ہے ان کو بھی رہنے دیا گیا۔ یہ رسالہ ملعون قادیان کی زندگی میں اس کے خلاف لکھا گیا۔ اس امتیاز کو سامنے رکھتے ہوئے بعض جگہ صرف نظر کرنا پڑا۔

۱۹..... آپ بیتی: حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ جمالی ضلع مظفر گڑھ کے باسی تھے۔ اوکاڑہ، سیالکوٹ، لاہور میں امام وخطیب رہے۔ آپ اپنے دور میں رد قادیانیت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا عظیم الشان نشان تھے۔ اپنی زندگی میں قادیانیوں کے رد کے سلسلہ میں جو اہم واقعات پیش آئے آپ بیتی کے نام پر آپ نے اس رسالہ میں جمع کر دیئے جو محاسبہ قادیانیت کی جلد ۱۵ میں پیش خدمت ہیں۔

۲۰..... آسمانی دلہن:

۲۱..... توہین حسین رضی اللہ عنہ:

۲۲..... تکفیر مسلم:

۲۳..... چھوٹا منہ بڑی بات:

۲۴..... مخلصانہ درخواست:

۲۵..... جاء الحق وزھق الباطل:

۲۶..... انجام مرزا:

۲۷..... حیات موسیٰ علیہ السلام از کتب مرزا:

۲۸..... حیات عیسیٰ علیہ السلام مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے:

۲۹..... ادھوری باتیں:

۳۰..... انمول موتی:

۳۱..... دس ہزار کا نقد انعام:

نوٹ: ۱۹ سے لے کر ۳۱ تک یہ تمام رسائل مولانا حافظ عبدالرحمٰن مظفرگڑھی شاہ جمالی کے ہیں جن کو اس جلد ۱۵ میں شامل کیا جارہا ہے۔

گویا محاسبہ قادیانیت کی جلد پندرہ میں:

۱.....	حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی	کے	۳	رسائل
۲.....	جناب عبدالعزیز زمیندار بٹالہ ضلع گورداس پور	کا	۱	رسالہ
۳.....	جناب محبوب علی رحمانی (مونگیر شریف)	کا	۱	رسالہ
۴.....	حضرت مولانا علامہ نور محمد خان ٹانڈوی	کا	۱	رسالہ
۵.....	مولانا ابوالفرح سید انوار الحق (کمالی الرویائی)	کا	۱	رسالہ
۶.....	مولانا احمد عبدالحلیم سوداگر چرم نیل گنج کان پور	کا	۱	رسالہ
۷.....	انجمن اصلاح المسلمین امرتسر	کا	۱	رسالہ
۸.....	جناب نواب سید سعادت علی خان در بھنگہ	کا	۱	رسالہ
۹.....	حضرت مولانا سلامت اللہ رام پوری	کا	۱	رسالہ
۱۰.....	حضرت مولانا ریاست علی قاسمی رام پوری	کا	۱	رسالہ
۱۱.....	حضرت مولانا عبدالقدوس رومی (آگرہ)	کا	۱	رسالہ
۱۲.....	حضرت مولانا اشتیاق احمد مہراج گنجی	کے	۲	رسائل
۱۳.....	مولانا شمس الدین نقشبندی محمودی جالندھری	کے	۲	رسائل
۱۴.....	جناب ڈاکٹر ایس ایم عظیم الدین دیوبندی	کا	۱	رسالہ
۱۵.....	حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن (مظفرگڑھ)	کے	۱۳	رسائل
	گویا پندرہ حضرات کے	کل	۳۱	رسائل

محاسبہ قادیانیت کی اس جلد میں شامل اشاعت ہیں۔ اللہ رب العزت قبول فرمائیں۔

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا ملتان

۳ر صفر الخیر ۱۴۴۳ھ، ۱۱ر ستمبر ۲۰۲۱ء

ایمان کی کسوٹی

حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مرزا کی اسلامی خدمات

اس زمانہ میں جب کہ ہوا و ہوس کے جھونکے مذہب اسلام کو بیخ و بن سے اکھیڑنے پر تلے ہوئے تھے۔ آزادی مذہب کی دست درازیاں کانٹ چھانٹ میں لگی ہوئی تھیں اور پیاپے صدمات کی وجہ سے ایک ڈھانچہ رہ گیا تھا۔ جس کے آخری سانس چراغ سحری کی طرح گل ہوا چاہتے تھے۔ اچانک ایک شخص سایہ رحمت بن کر سامنے آیا۔ مسلمانوں کو دلاسہ دیا اور فوراً اپنے دارالشفاء سے مذہب کے گہرے زخموں پر مرہم نوازی شروع کر دی۔ پھائے کا رکھنا تھا کہ تمام بدن میں آگ لگ گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے دل پر صدہا داغ تھے اور داغ میں بے شمار پھپھولے:

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے اس گھر میں آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

معلوم ہوا کہ پھائیا زہر آلود تھا۔ ظالم جلاّد نے ترس نہ کھا کر مسامات کے راستے سے زہر ہلاہل کا خنجر پیٹ میں بھونک دیا۔

سانس دیکھے تن بسمل میں جو آتے جاتے اور چرکا دیا جلاّد نے جاتے جاتے

پھر اس پے یہ دعویٰ کہ افلاطون ان کی درس حکمت کا ابجد خواں ہے۔ جالینوس کو یارا نہیں کہ آپ کے مکتب کی طالب علمی کر سکے۔ آپ روحانی پیشوا بھی ہیں امراض قلبی کا مداوا بھی آپ کی جادو بیانی میں قدرت نے ودیعت کیا ہے۔ آپ کی سحر نگاری کے سامنے ساحران بابل اوندھے منہ لٹکا دیے گئے۔ غرض ہمہ کچھ آپ ہی ہیں۔ لیکن جب کسی دست گستاخ نے حقیقت کے چہرے سے آنچل کھینچا تو معلوم ہوا کہ لنگوٹے میں پھاگ کھیلے جا رہے ہیں۔

مذہب کی آڑ میں دین حق کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی بے سود کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ دیکھتے ہی ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ سر پکڑ کر دیر تک قسمت کو روتے رہے:

دوست سمجھے تھے جسے حیف کہ دشمن نکلا

مگر ہم اسے سنائے دیتے ہیں کہ اس کو خدا کے اس فیصلے کے سامنے گردن جھکا دینی چاہیے۔ جس کا ایک ایک حرف اٹل اور یقیناً پورا ہونے والا ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ ’’**یریدون ان یطفئوا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متمّ نورہ ولو کرہ الکافرون** (التوبۃ: ۳۲)‘‘ دشمن ہزار دین کو مٹانے کی کوشش کرے مگر مذہب کا روشن چراغ

اسی طرح آب وتاب کے ساتھ چمکتا رہے گا۔

لوگو تمہیں معلوم ہے کہ یہ اسلام میں ننگ مذہب ہستی کون ہے۔ وہ مرزا غلام احمد ہے۔ جو قادیان دارلکفر و الطغیان کو کعبہ بنائے بیٹھا ہے:

خدا کے گھر میں بتوں کو جگہ ملی نہ کہیں تو مرزا کعبہ بنا بیٹھے بے گھروں کیلئے

مرزا قادیانی کی اس دورنگی چال نے مذہب کو ناقابل تلافی صدمہ پہنچایا ہے۔ وہ باطل خیالات جو آسمان فلسفہ کے گو چمکتے ہوئے ستارے تھے۔ لیکن آفتاب مذہب کے سامنے ان کی حقیقت چند بے نور ذرّوں سے زیادہ نہ تھی۔ ان کو مرزا قادیانی نے مذہبی رنگ میں عام مسلمانوں کے سامنے پیش کیا۔ دنیا جانتی ہے کہ مسلمان ہی وہ قوم ہے جو مذہب کا نام آتے ہی جان پر کھیل جاتی ہے۔ بے چارے ناواقف مسلمانوں نے جب فلسفی ڈھکوسلے عقل کی روشنی میں مذہبی چاشنی کے ساتھ دیکھے۔ گردوپیش کے خیالات سے یکسو ہو کر اس توہمات کے آگے گردن تسلیم ورضا کی جھکا دی اور ہمارے بھولے بھالے بھائیوں نے یہ نہ دیکھا کہ جس حدیث کا مرزا قادیانی حوالہ دے رہا ہے وہ علماء مذہب کے نزدیک کس پایہ کی ہے۔ کہیں موضوع تو نہیں ہے۔ جن کو چند ہوا پرستوں نے خود گھڑ کر نبی کریم ﷺ (فداہ ابی وامی) کی طرف جھوٹی نسبت کردی۔ یا جو معانی اور مطالب قرآن حدیث کے بیان کئے گئے وہ بروئے لغت ومحاورہ درست بھی ہیں یا نہیں۔

حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اس طرح کے معنی بتائے ہیں یا اپنی رائے سے تحریف اور تفسیر کئے گئے۔ جو شرعاً کفر اور زندقہ ہے۔ آج کل اس کو دیکھا جاتا ہے۔ کہ اس جماعت نے امریکہ میں جا کر اشاعت اسلام کی ہے۔ یہ اسی جماعت کے بہترین کارنامے ہیں۔ جو لندن جیسی صنم خانہ عشق میں مسجد خانہ خدا کی بنیادیں استوار کردیں۔ لیکن اس طرف نہ دیکھا کہ اندر خانہ بیت اللہ کی جڑیں اسی نامبارک گروہ نے کھوکھلی کردیں ہیں۔ خلافت اسلامیہ کی پامالی کیلئے نصاریٰ کے کاسہ لیسی پر جھکے ہوئے ہیں۔ افسوس کہ یہ کبھی نہ دیکھا گیا کہ ان کے کارناموں میں توہین[1]

[1] (دافع البلاء ص اندرون ٹائٹل خزائن ج۱۸ ص۲۲۰ حاشیہ) پر مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہیں رکھا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

انبیاء کرام علیہم السلام بھی پائی جاتی ہے۔ معجزات[1] قرآنیہ کا کھلے بندوں انکار کرتے ہیں۔

بہت سے ہوا خوان مرزا کو دیکھا کہ حشر جسمانی یعنی قیامت سے ان کو انکار ہے۔ قدرت الٰہیہ کے ان غیر متناہی مناظر کو جو عادات انسانیہ کے خلاف ہیں اور ان کا ظہور بلا کسی سبب عادی کے محض قدرت کاملہ سے ہوا ہے۔ اس وجہ سے ان کو تسلیم نہیں کیا جاتا کہ وہ عقول

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۶ خزائن ج۱۱ص ۲۹۰) ''مسیح کے دماغ میں خلل تھا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۵ خزائن ج۱۱ص ۲۸۹ حاشیہ) ''وہ بہت موٹی عقل کے آدمی تھے۔ مسیح کو جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۶ خزائن ج۱۱ص ۲۹۰ ملخص) ''مسیح نے انجیل یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر نقل کی ہے اور سب تعلیم اسی کتاب سے چرا کر اللہ کر طرف نسبت کردی ہے۔'' گویا مرزا نے اس جگہ قرآن مجید کی ان صدہا آیتوں کا انکار کیا ہے جن میں انجیل مقدس کو خدا کا کلام کہا ہے اور تماشہ یہ ہے کہ پھر آپ مسلمانی کا دعویٰ کرتے جاتے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص۳۰۳ خزائن ج۳ص ۲۵۴ حاشیہ) ''مسیح کا باپ یوسف نجار تھا۔'' گویا مریم علیہا السلام (خاکم بدہن) بھی زانیہ تھیں۔ العیاذ باللہ! یہ کفر اور دعویٰ مسلمانی۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۶ خزائن ج۱۱ص ۲۹۰ حاشیہ) ''مسیح کو شیطانی الہام تین دفعہ ہوا ہے۔ وہ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اس لیے ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے چلے گئے۔'' (ازالہ اوہام ص۶۹۱ خزائن ج۳ص ۴۷۳) ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گستاخی کرتا ہوا لکھتا ہے کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال اور ابن مریم کی حقیقت واضح نہیں ہوئی اور نہ دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج کا صحیح علم آپ کو نصیب ہوا ہے اور نہ دجال کے گدھے کا آپ کو پتہ لگا ہے۔'' یعنی مرزا علیہ ماعلیہ پر سب علم کھل گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم العیاذ باللہ! جاہل رہے۔

[1] مرزا (ازالہ اوہام ص۳۰۲، ۳۰۳ خزائن ج۳ص ۲۵۴، ۲۵۵ حاشیہ) میں لکھتا ہے ''جو کام عیسیٰ دکھلاتا تھا وہ شعبدہ بازی تھا اور معجزہ نہیں تھا اور ممکن ہے کہ مٹی کے پتلے میں کوئی کل لگا دی ہوگی جس کے دبانے یا پھونک مارنے سے وہ پرندوں کی طرح اڑتا تھا۔ کیونکہ بائیس برس تک مسیح اپنے باپ یوسف نجار کے پاس بڑھئی کا کام کرتے رہے ہیں اور بڑھئی کی عقل ایسی تیز ہوجاتی ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۴۷ خزائن ج۳ص ۱۲۶) ''نبی کریم کو جسمانی معراج نہیں ہوئی۔ کیونکہ فلاسفہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جسم خاکی کرہ زمہریرۃ تک نہیں جاسکتا تو آسمان پر کیسے جائے گا۔ یہ تو ایک مکاشفہ تھا۔ جو حضور کو تو ایک ہی دفعہ ہوا ہے اور عاجز مرزا کو تو ہزاروں دفعہ ایسی معراج ہوئی ہے۔'' صدلعنت ہو۔

متوسطہ سے بالاتر ہیں اور ان کو معمولی درجہ کے انسانوں کی (تاریک) عقلیں قبول نہیں کرتیں۔
مرزا قادیانی نے اپنی کتاب حقیقت الوحی[1] کے خاتمہ میں اپنے الہامات کو کلام اللہ کا رتبہ دیا ہے۔ جس کے صاف یہ معنی ہوئے کہ مرزا قادیانی ہی کی وہ نامبارک ہستی ہے جس نے ۱۳سو برس بعد قرآن مجید کا جواب دے کر اس آیت ربانی کو جھٹلایا ہے۔ ''قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا (اسراء:۸۸)'' اگر تمام جن اور انسان مل کر قرآن کا مثل لانا چاہیں تو ہرگز نہ لاسکیں گے۔

مرزا قادیانی نے اپنے رسالہ الاسلام میں ابتداءً جہاد کی اصلیت سے انکار کر کے صدہا غزوات اور آیات اور ان احادیث[2] نبویہ کی تکذیب کی ہے جس میں ابتداء کفاروں سے جنگ کرنے کی تحریص اور ترغیب ہے۔

نصاریٰ کی بوٹ بوسی کرتے ہوئے فقط جنگ دفاعی کو اسلام میں شمار کیا ہے اور ان صریح آیات قرآنیہ کو کہ جس میں ابتداء اعلاء کلمۃ اللہ کے واسطے ''قتال مع الکفار'' کی تعلیم ہے اس کو چھپا کر ''من سئل عن علم یعلمہ فکتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من نار (ابن ماجہ)'' کا لعنتی طوق گلے میں پہنا ہے۔ کس قدر حیرت اور استعجاب کا مقام ہے کہ مرزا نے نبی کریم ﷺ (روحی فداہ) کی مسند رسالت پر بھی اپنے ملوث اور ناپاک قدم

[1] (حقیقت الوحی ص۲۱۱ خزائن ج۲۲ ص۲۲۰) میں مرزا لکھتا ہے ''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔''

[2] مشکوٰۃ شریف (ص۵۳۲) میں بروایت بخاری آیا ہے ''قال النبی ﷺ حین اجلی الاحزاب عنہ الآن نغزوھم ولا یغزوننا نحن نسیر الیھم'' غزوہ خندق جو سن ۵ ہجری کو مشرکین مکہ مدینہ پر چڑھ آئے تھے۔ جب وہ مسلمانوں کے مقابلے سے بھاگے ہیں تو آپ نے فرمایا تھا۔ آئندہ کفار مکہ کبھی مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے نہ آئیں گے۔ بلکہ ہم خود ان پر حملہ کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

رکھنے میں جرأت اور شوخ چشمی سے کام لیا ہے۔ وہ آیات[1] اور حدیث جو حضور اکرم ﷺ کی شان میں نازل ہوئیں۔ ان کو مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ میرے ہی ذات کے لئے ہیں۔

حضور سرور عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''انا بشارة عیسیٰ بن مریم'' میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ یعنی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے میرے ہی آنے کی دنیا کو خبر سنائی تھی۔ جیسا کہ آیت ''یاتی من بعدی اسمه احمد (الصف:۶)'' سے ظاہر ہے۔ لیکن مرزا علیہ ما علیہ کہتے ہیں کہ آیت متذکرہ بالا میرے بارے میں اتری ہے اور عیسیٰ علیہ السلام نے میرے ہی آنے کی بشارت دی تھی۔ کوئی مرزا قادیانی سے پوچھے کہ آپ تو غلام احمد تھے۔ غلام ہوتے ہوئے آقا کی گدی پر بیٹھ کر احمد کب سے بنے اور اس آیت کے بعد دوسری آیت کا کیا جواب ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ بصیغہ ماضی فرماتے ہیں ''فلمّا جآء هم بالبیّنات قالوا هذا سحر مبین (الصف:۶)'' (ترجمہ) جب لے آیا وہ (محمد) کھلی ہوئی نشانیاں (سچائی پر) تو کفار مکہ نے کہا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جس شئی کے آنے کی پیغمبر بشارت دیتے ہوئے چلے آئے وہ نبی

[1] (ضمیمہ حقیقت الوحی الاستفتاء ص۸۲ خزائن ج۲۲ ص۷۰۸) میں لکھتا ہے کہ: ''ما ارسلناک الاّ رحمة للعالمین. قل ان کنتم تحبّون اللّٰه فاتّبعونی. انّا فتحنالک فتحا مبینا لیغفرلک اللّٰه ما تقدم من ذنبک وما تأخر'' (الاستفتاء ص۸۴ خزائن ج۲۲ ص۷۱۱) یہ سب آیتیں جو نبی کریم ﷺ کی شان میں نازل ہوئی تھیں وہ دراصل میرے بارے میں آئی ہیں اور یہ حدیث قدسی ''لو لاک لما خلقت الافلاک'' بھی میرے بارے میں ہے (الاستفتاء ص۸۵ خزائن ج۲۲ ص۷۱۲)۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''لواء الحمد بیدی یوم القیامة ولا فخر'' یعنی قیامت کے دن لواء حمد نبی علیہ السلام کے دست مبارک میں ہوگا۔ مرزا کہتا ہے کہ وہ میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ''عسیٰ ان یبعثک ربّک مقاما محمودا'' یعنی شفاعت کبریٰ کی نعمت سے نوازا ہے۔ مرزا علیہ ما علیہ کو الہام ہوا کہ وہ مرتبہ شفاعت کبریٰ کا محمد ﷺ کو نہیں دینگے۔ بلکہ تجھے عطاء کیا جائے گا اور مرزا نے اس آیت کی تحریف کر کے اس طرح بنا دیا ''اراد اللّٰه ان یبعثک مقاما محمودا''

(ضمیمہ حقیقت الوحی الاستفتاء ۷۶، خزائن ج۲۲ ص۷۰۲)

عربی ﷺ ہی تھے تو کیا مرزا قادیانی اس آیت کے جھٹلانے کے بعد مسلمانی کا دعویٰ کرتے رہیں گے اور اس سے بھی زیادہ تعجب خیز امر یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزے خلق طیر سے کل تک یہ کہہ کر انکار کیا تھا کہ خلق اور ایجاد خدا کی صفت ہے۔ خدا کی کسی صفت کا غیر کے لئے ثابت کرنا کفر ہے۔ اسی بنا پر ایسا عقیدہ رکھنے والا مرزا قادیانی کے نزدیک بھی کافر اور بد دین تھا اور دنیا کے مسلمانوں کے خلاف آپکا بڑا حربہ یہی تھا جس سے توبہ کرنے کی بار بار آپ کی طرف سے تلقین ہوتی رہتی تھی۔ لیکن آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ مرزا علیہ ما علیہ کہتا ہے کہ جس طرح اللہ بلا مادہ اور اسباب کے کسی شئے کو لفظ کن سے پیدا کر دیتا ہے۔ اسی طرح میں بھی پیدا کر سکتا ہوں۔ اگر چہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مسلمانوں پر الزام لگانا مرزا قادیانی کی دروغ بافی ہے۔ اس لئے کہ مسلمانوں کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کی طرح لفظ کن اور نفس ارادہ سے بلا مادہ کے جانور بنایا کرتے تھے۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک جانور کی شکل کا پتلا مٹی کا تیار کر کے خدا کے سامنے دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے تھے اور آپ کی دعا سے حق سبحانہ تعالیٰ اس مٹی کے پتلے میں جان ڈال دیا کرتا تھا۔ اللہ کے بغیر ارادہ اور اذن کے عیسیٰ علیہ السلام کو ذرّہ برابر بھی طاقت نہ تھی۔ یہ ہے مسلمانوں کا عقیدہ۔

دوسری طرف مرزا قادیانی کی لغویات سنئے جو آپ پر وحی بن کر اترتے ہیں۔ (استفتاء کے خاتمہ ص ۸۶ خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۴) میں آپ یوں گویا ہوئے کہ خدا نے مجھ پر وحی بھیجی ہے کہ ''انّما امرک اذا اردتّ شیئا ان یقول له کن فیکون (یس: ۸۲)'' یعنی اے مرزا تو جس چیز کو پیدا کرنا چاہے صرف لفظ کن کہہ دے۔ بس وہ چیز پیدا ہو جائے گی۔ گویا اللہ نے جو اپنی ذات کے متعلق فرمایا ہے کہ ''انّما امره اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون''۔ اب اس نے اپنے خدائی میں مرزا قادیانی کو شریک کر لیا ہے۔ مرزا کی اس رنگینی طبع کو دیکھ کر یہ شعر زبان پر آیا:

کبھی غلام ہوئے اور کبھی بنے احمد — اور اگلی جون میں مرزا ہوئے خدا احمد
خدا سمجھ کے جو مخلوق نے کیا پیچھا — کھڑے ہی رہ گئے ننگے اتر گیا تہمد

اس قدر عرض کے بعد ہر انصاف پسند طبیعت خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ مرزائی جماعت کا وجود دنیائے اسلام کے لئے نافع ہے یا مضرّت رساں؟ لیکن ہم اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جس شخص کو اسلامی مسائل سے ذرا بھی لگاؤ ہے وہ اس جماعت کے مرتد اور بددین ہونے میں ہرگز تردد نہیں کرے گا۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو لازم اور ضروری ہے کہ مرزائیوں کو نہ اسلامی سلام کریں نہ ان سے قرابت اور رشتہ داری کے تعلقات رکھیں اور نہ ان کا مردہ مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن ہونے پائے اور نہ ان کو مسجد میں گھسنے دیں۔ ان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور قطعاً حرام ہے۔ غرض کسی قسم کا کوئی اسلامی تعلق رکھنا ہرگز جائز نہیں۔

وما علینا الاّ البلاغ!

نیاز کیش: محمد مسلم دیوبندی

✡ ✡ ✡

دافع الشبهات
عن
اٰیات رب الکائنات

حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

قصیدۂ ثنائیہ

یَا صَاحِبَ الجُوْدِ وَالْاِحْسَانِ وَالْکَرَمِ لَقَدْ عَمَمْتَ بِاَیْدٍ سَائِرَ الْاُمَمِ

اے احسان اور بخشش کرنے والے، تیری نعمتیں تو ہر نیک و بد پر عام ہیں۔

فَاصْفَحْ عَنِ الذَّنبِ اَعْرَضَ عَنْهُ بِالْکَرَمِ اَمْدِدْ عَلَیَّ ذُیُوْلَ الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ

میرے گناہوں سے بھی درگزر فرما اور مجھے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے۔

اِنَّ الْاَنَامَ رَهِیْنُ الْجُوْدِ قَاطِبَةً وَاِنْ کَفَرَتْ اَوصَالُ شِلْوٍ مُصَتِّمِ

تمام مخلوق تیرے احسان میں دبی ہوئی ہے۔ اگرچہ ان کے اعضاء کے جوڑ تیری شکرگزاری سے قاصر رہیں۔

تَفَضَّلْ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَا اکتسبتهٗ اِنَّ الْکَرِیْمَ لَیُرْخِی السِّتْرَ بِاللِّمَمِ

تو اپنے فضل سے کام لے میرے گناہوں کو نہ دیکھ۔ کریم کا کام چشم پوشی ہی کرنا ہے۔

کَمْ مِنْ خَطَاءٍ عِنْدَ فَضْلِکَ مُخْتَفٍ فَمَا اثَرَ بِالْعَفْوِ مِنْکَ لِمَأْثَمِ

تیرے فضل اور عفو کے سامنے، گناہوں کی کوئی حقیقت نہیں۔

لَا جُرْمُتُ اَلَّا اَنْنِی بِکَ مُرْتَجٍ وَلَا یَقْنُطُ الرَّاجِیْ لِاَمْرٍ مُفَخَّمِ

میں گناہ گار بھی ہوں اور تیری رحمت کا امیدوار بھی۔ قرآن کہتا ہے کہ تیری رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہئے۔

تَعَلَّلْتُ مِنْ کَاسِ الْجَرِیْمَةِ کَاجَةً یَکَادُ یَضِیْقُ الصَّدْرُ مِنْ سُوْءِ مَاثِمِ

میں گناہوں سے تنگ آ گیا ہوں، بدانجامی کے خوف سے دل گھٹا جاتا ہے۔

وَاِنْ ضَاقَتِ الْاَرْضُ لِاِثْمِی بِرُحْبِهَا وَلٰکِنَّ عَفْوُکَ اَکْثَرُ عِنْدَ نَادِمِ

اگرچہ زمین میرے گناہوں کی کثرت سے تنگ ہے، لیکن توبہ کرنے والے کے واسطے تیرا عفو اس سے کہیں زیادہ ہے۔

فَلَیْسَ مِنْ سُخْطِکَ الْمَلْجَاءُ غَیرَ اِلَیکَ فَتَطْرُدَنِی اِنْ شِئْتَ، اِنْ شِئْتَ تَنعِمِی

تیرے سوا اور کوئی پناہ کی جگہ نہیں۔ تجھے اختیار ہے کہ عطاؤں پر مجھے سزا دے یا عفو کر کے بخش دے۔

یَا مَنْ یَدَاهُ عَلَی الْمَخْلُوْقِ قَاطِبَةً وَلَا یَعْزُبُ الذَّرَ عَنْ عَیْنِهٖ فِی الظُّلَمِ

اے اللہ تمام جہاں تیری مٹھی میں ہے۔ اندھیری رات میں ننھی سی چیونٹی بھی تیری نظر سے پوشیدہ نہیں۔

لَانْتَ اِلٰـهٌ لَیْسَ مِثْلُکَ وَاحِدٌ وَیَجْرِیْ قَضَائُکَ بِالْاَکْوَانِ فِی الْاُمَمِ

تو بے مثل اور اکیلا خدا ہے اور لفظ کن سے دنیا کی قسمت پلٹی کرتا ہے۔

فَلَیْسَ خَلْقُکَ کَالْفَخَّارِ قَطُّ وَلَا یَدُوْرُ ذَاکَ عَلَی الْاَسْبَابِ مِنْ قَدَمِ

تیرا پیدا کرنا کوزہ گر کی طرح آب وگل کا محتاج نہیں۔

بَنَیْتَ عَلَی الْعَلَّاتِ اَمْراً وَحَسِیناً جَعَلْتَ اِبْنَ مَرْیَمَ اٰیَةً مِثْلَ اٰدَمِ

تو نے اسباب پر دنیا کا نظام قائم کیا ہے، مگر بلا کسی ظاہری سبب کے عیسیٰ اور آدم کو پیدا کیا۔

جَعَلْتَ عَصاً لِلْخَلْقِ اَعْظَمَ حَیَّةٍ اَثَرْتَ النُّقُوْعَ عَنْ بُحَیْرَةَ قُلْزُمِ

ادھر موسیٰ کی لاٹھی کو اژدھا اور دریائے قلزم کو پلک جھپکنے میں خشک کر دیا۔

تُحْیِیْ تُمِیْتُ وَمَنْ تَشَاءُ تُعِیْدُهٗ فِی الدُّنْیَا اَوْ تَاتِیْ بِهٖ یَوْمُ قَادِمِ

تو مارتا اور زندہ کرتا ہے اور بعضوں کو مارنے کے بعد دوبارہ دنیا میں بھیجتا ہے اور کسی کو قیامت تک زندہ نہیں کرتا۔

وَاللّٰهُ یَجْعَلُ حَیْثُ شَاءَ رِسَالَةً فَاِنْ یَحْرِقُ الْحَسَّادُ تَحْرِقْ مِنَ الْغَمِ

اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے وہ رسول بنائے اور اگر کسی کو اس کا حسد ہے تو وہ مر رہے۔

خَلِیْلاً کَلِیْماً رُوْحُهٗ اَصْطَفَاهُمْ وَاَفْضَلُهُمْ خَیْرُ النَّبِیِّیْنَ لَهَاشِمِ

اس نے حضرت ابراہیم وموسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو رسالت کے واسطے منتخب کیا اور ان سب سے افضل کو جو بنی ہاشم میں بہترین آدمی تھا اپنے لئے چن لیا۔

مُحَمَّداً سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ اَرْسَلَهٗ لِکُلِّ خَلْقٍ مِنَ الْاَعْرَابِ وَالْعَجَمِ

وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہان کے سردار ہیں، جن کو عرب اور عجم دونوں کی ہدایت کے واسطے بھیجا ہے۔

نَبُوَّةٌ اِنْقَطَعَتْ بَعْدَهٗ فَلَیْسَ لَنَا وَحْیٌ مِنَ الْحُکْمِ کَانَ اَوْ مِنَ الْحِکَمِ

آپ کے بعد نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور وحی کا آنا مطلقاً بند ہو چکا ہے۔

لِعِیْسٰی سَیَاتِیْ اٰخِراً نَشَرَ حُکْمَهٗ بِسَبْقِ النُّبُوَّةِ لَا تُبْدِی مِنَ الْعَدَمِ

عیسیٰ علیہ السلام ضرور آئیں گے۔ مگر اس دین کے خادم ہو کر۔ ان کو نئی نبوت نہیں دی جائے گی جو ختم نبوت کے خلاف ہو۔ بلکہ ان کی نبوت سابقہ ہوگی۔

وَاهاً لِتَابِعِهٖ قَبْلَ الْعُقُوْبَةِ اِذْ اَتَتْ بَغْتَةً مَا رَدَّهَا نَدْمُ نَادِمِ

مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس دن کے آنے سے پہلے حضور کی غلامی اختیار کر لی جس روز ندامت اور پشیمانی کچھ کام نہ آئے گی۔

وَاِنْ عَلَا سَطْحُ اَفْلَاکٍ مَسْحَکَمُوْا بِنَبِیِّنَا فَوْقَ الْعَرْشِ مَسُّ بِالْقَدَمِ

اگر عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر پہنچے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات عرش اعظم پر پہنچے۔

نِعْمَ الْعَتِیْقُ اِمَاماً لِلْمُقِرِّبِہٖ وَبَارَکَ بُوجَھْلٍ لِاَبٍ مُنَقِّمِ

معراج کے اقرار کرنے والے کو ابوبکر کی اقتداء مبارک ہو اور اس کے انکار کرنے والے کو ابوجہل کی پیروی کرنا۔

مَا اغْبَرَّتِ الْاَرْضُ اِنْطَلَتْ سَمَاءُ ھَا عَلَیْہِ سَلَامُ اللّٰہِ عِدَّۃُ نَائِمِ

جب تک زمین اور آسمان باقی رہیں نبی علیہ السلام پر خدا کی رحمت نازل ہوتی رہے۔

عَلٰی اٰلِہِ الْاَخْیَارِ وَالصَّحْبِ کُلِّھِمْ ھُمْ اَسْقَوْا زُرُوْعَ اللّٰہِ مِنْ قَطْرَۃِ الدَّمِ

آپ کی اولاد اور دوستوں پر رحمت ہو، جنہوں نے اسلام کی کھیتی کو اپنے خون سے سینچا ہے۔

عَلٰی کُلِّ مَنْ کَانُوْا عَلٰی سِمَتِھِمْ وَمَا خَافُوْا عَنِ الْمَوْتِ بِالْاَسْیَافِ وَالْقَلَمِ

اور ان پر بھی جنہوں نے ان کا طریقہ اختیار کیا اور حق کہنے میں تلوار اور قلم سے نہیں رکے۔

تَکَفَّلَ اِلٰھِیْ مُسْلِمًا خَیْرَ خَتِیْمَۃٍ لِاٰخِرِ لَفْظٍ یَخْرُجُ اللّٰہُ مِنْ فَمِ

اے اللہ! مسلم کا خاتمہ بالخیر کر دنیا سے رخصتی کے وقت اس کی زبان سے آخری لفظ اللہ نکلے۔

حاشیہ جات

۱ قرآن میں ہے "قل یٰعبادی الذین اسرفوا علٰی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ (الزمر: ۵۳)" اے گناہ گار و خدا کی رحمت سے کیوں ناامید ہوئے جاتے ہو۔ اگر تمہارے گناہ زیادہ ہیں تو اس کی رحمت بھی بہت پھیلی ہوئی ہے۔

۲ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ فرماتا ہے "انما امرہٗ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون (یس: ۸۲)" یعنی ہر شئے کن کے ساتھ ہی پیدا ہو جاتی ہے۔ چونکہ کسی شئے کو سبب بنانا اور پھر اس سے سبب کا کام لینا خاص خدا ہی کے قبضہ میں ہے۔ اس لئے یہ کہنا جائز ہے کہ ہر چیز لفظ کن سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس کو لفظ کن کہنے کی بھی ضرورت نہیں۔ یہ محض ہمارے سمجھانے کے واسطے کہا ہے ورنہ اس کا نفس ارادہ کافی ہے اور اگر آیت کے ظاہری معنی لئے جاویں تو کن کہنا بطور کلام نفسی ہے اور کلام نفسی یعنی دلی باتوں کے واسطے مخاطب کا خارج میں موجود ہونا ضروری نہیں۔ بسا اوقات بیٹے کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے خیالی تصور کے ساتھ دل ہی دل میں بات چیت کرتا ہے۔ معمار مکان کی تیاری سے پہلے اس کے وہمی اور ذہنی وجود پر نقشہ تیار کر لیتا ہے اور اکثر اینٹ گارا اور بقیہ تعمیری سامان مہیا کر لیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ذہنی وجود پر بعض کاروبار مبنی ہوتے ہیں۔ خطابات اور بات چیت سے بھی کوئی چیز مانع نہیں ہوتی۔ باوجودیکہ وہ شئے خارج میں موجود نہیں ہے۔ اسی طرح خدا کے خطاب کرنے کے واسطے شئے کا وجود علمی کافی ہے اور جو چیز اللہ کے علم میں ہے اس کو موجود خارجی کہنا جائز نہیں۔ غرض معمار ذہنی صورت کو خارج میں موجود کرنے کے لئے علل اور اسباب کا محتاج ہے اور سبحانہٗ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے صورت علمیہ کو بلا اختیار صورت و مادہ پیدا کر دیتا ہے۔ لہٰذا اس سے قدامت عالم پر استدلال کرنا جیسا کہ بعض ملاحدہ نے کیا ہے غلط اور لغو ہے۔

۳۔ بعض لوگوں نے کثرت سے پیش آنے والے طریق کار کو جو اسباب عادیہ سے تعلق رکھتا ہے، قانون قدرت سمجھا اور اس کے خلاف امر کو قانون قدرت اور عادت اللہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے ٹھکرا دیا۔ کبھی اس کی تائید میں بعض مسلم نما فلسفی ''ولن تجد لسنة الله تبديلا (احزاب: ۶۲)'' وغیرہ بھی پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ معجزات جو بلا امداد کسی ظاہری سبب کے خدا کی قدرت سے نبیوں کے ہاتھوں پر ظاہر کئے گئے۔ ان کے ماننے سے بعض نے بالکل انکار کر دیا اور جس کو کسی قدر اسلامی پاس اس سے مانع تھا اس نے بھی اگرچہ اسباب میں توسیع کا قائل ہو کر کثرت سے پیش آنے والے اسباب اور علتوں کو ظاہری سبب اور قلیل للوقوع اسباب کا نام علل خفیہ رکھا۔ لیکن بغیر کسی سبب کے شئے کا وجود اس نے بھی تسلیم نہیں کیا۔ یعنی عادت اللہ اور قانون قدرت کو کثیر الوقوع اسباب میں منحصر نہیں کیا بلکہ اس کو وسعت دے کر خفی اور پوشیدہ اسباب تک اس میں داخل کر دیئے۔ مرزا قادیانی کی ذات گرامی بھی انہیں لوگوں میں سے ہے جو شئی کا وجود بلا کسی سبب ظاہری یا باطنی کے ناممکن سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے (کرامات الصادقین ص ۳۸ خزائن ج ۷ ص ۸۰) کے قصیدہ ثانیہ میں لکھا ہے:

ابدل لسنة ربنا بعد مدة ایمکن فی سنن التقدیم تغیر

کیا اللہ کی مقرر کردہ عادت کبھی بدل سکتی ہے، ہرگز نہیں۔ (ادھر ازالہ اوہام ج ثانی ص ۷۸۰ خزائن ج ۳ ص ۵۲۲) میں احیاء موتی کے معجزہ سے انکار کرنے کی وجہ عادت اللہ کے مخالف ہونا لکھی ہے۔ آپ فرماتے ہیں ''ہمارے اصولوں سے یہ مخالف ہے، ہمارا یہی اصول ہے کہ مردوں کو زندہ کرنا خدا تعالیٰ کی عادت نہیں، اوّلاً اس عقیدہ کے لوگ ہمیں بتائیں کہ اس صورت میں اللہ سبحانہ تعالیٰ اور کوزگر میں کیا فرق ہوگا۔ جب کہ دونوں اپنے فعل میں آب وگل کے محتاج ہوئے۔ پھر غیر کی طرف احتیاج رکھنے والا کہاں تک خدائی کا اہل ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ اس عقیدہ کے آدمی اور مادہ اور صورت کے ماننے والے مشرک اور بددین میں کیا فرق ہے۔ تعجب ہے کہ آیت ''انما امره اذا اراد شيئا ان يقول له كن فيكون (یس: ۸۲)'' کے ہوتے ہوئے ایک مسلمان اس بات کی کب جرأت کر سکتا ہے کہ خدا کی قدرت کو ناقص مان کر اسباب اور علتوں کا محتاج بنا دے اور جب قانون قدرت اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی کا مقرر کردہ ہے تو کیا اس اکثری قاعدہ کے بعد اس کی قوت سلب ہوگئی ہے جو اس کے خلاف کرنے کی اس کو طاقت نہیں رہی اور اگر خدا کا کوئی کام بغیر سبب کے نہیں ہو سکتا تو جب مریم علیہا السلام کو بے باپ کے لڑکے ہونے کی خبر دی اور انہوں نے حیرت زدہ ہو کر ''ولم يمسسني البشر (مریم: ۲۰)'' کہا تو اللہ سبحانہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ''كذالك الله يخلق ما يشاء الخ (آل عمران: ۴۷)'' کیا معنی رکھتا ہے۔ ایسے ہی زکریا علیہ السلام سے ان کی بیوی عاقرہ کے اولاد ہونے کی نسبت ارشاد ہے ''ذالك علىّ هيّن'' بلا سبب پیدا کرنا مجھ پر آسان ہے۔ لہٰذا آیت ''ولن تجد لسنة الله تبديلا (احزب: ۶۲)'' سے قانون قدرت کو اسباب میں منحصر کرنا سخت غلطی ہے۔ جس

طرح اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ بذریعہ اسباب کے چیزوں کا مہیا کرے۔ ایسے ہی بلاسبب پیدا کرنا بھی اس کی عادت میں داخل ہے اور اس عادت کا ظہور، حق اور باطل میں امتیاز پیدا کرنے کے وقت ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ اس قسم کی آیتیں ایک خاص واقعہ کی عدم تبدیلی کے واسطے آئی ہیں۔ جیسا کہ کلام اللہ کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے۔ نیز بہت ممکن ہے کہ آیت کے یہ معنی ہوں کہ عادت اللہ کو کوئی دوسرا شخص نہیں بدل سکتا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خود خدا بھی اپنے مقرر کردہ طریقہ کار کے بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔

۴ بعض لوگوں کا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں آنا قرآن شریف اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ سورہ بقر کے پانچویں رکوع میں ہے ''اذ قلتم یا موسیٰ لن نؤمن لک حتیٰ نری اللہ جھرۃ'' (البقرہ:۵۵) ''بنی اسرائیل کے سرداروں نے کہا اے موسیٰ! جب تک ہم خدا کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں۔ تجھ پر ایمان نہ لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس گستاخی پر جو انہوں نے اپنی لیاقت اور اہلیت سے زیادہ سوال کرنے کی وجہ سے کی تھی، سزا دی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اچانک ایک آگ پیدا ہوئی، جس نے ان کو جلا کر خاکستر کر دیا ''فاخذتکم الصاعقۃ وانتم تنظرون (ایضاً)'' (تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے آگ آ کر تم کو جلا گئی) میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن جیسا موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ بنی اسرائیل کے بڑے بڑے سردار ہلاک ہو گئے اور وہ تنہا ان لوگوں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے تو اللہ کے آگے رونا اور اس طرح فریاد کرنی شروع کی: ''قال ربّ لو شئت اھلکتم من قبل وایّای اتھلکنا بما فعل السفھاء منا (اعراف:۱۵۵)'' اے اللہ! اگر تجھے ہلاک ہی کرنا تھا تو یہاں آنے سے پہلے مجھے اور ان کو ہلاک کر دیا ہوتا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی مناجات پر ان کو دوبارہ زندگی بخشی، ارشاد ہے ''ثم بعثناکم من بعدموتکم (البقرہ:۵۶)'' ہم نے مرنے کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں آنا جائز ہے اور ایسا ہونا قانون قدرت کے ہرگز خلاف نہیں۔ مگر چونکہ مرزا قادیانی کے خیال میں یہ امر عادت اللہ کے مطابق نہیں ہے اور خلاف عادت کسی چیز کا واقعہ ہونا ان کے نزدیک مستبعد بلکہ محال ہے۔ اس لئے آپ نے اس قسم کی آیتوں کے ظاہری معنی سے گریز کر کے ایک ایسی رکیک تاویل بیان کی کہ جس کی نہ عقل گواہی دیتی ہے اور نہ آیت کے الفاظ ہی اس کے مؤید ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ تمام مقامات قرآن کریم میں جو احیاء موتی کے متعلق ہیں، جن میں یہ مذکور ہے کہ فلاں قوم یا شخص مارنے کے بعد زندہ کیا گیا۔ ان میں اماتت کے معنی حقیقی مارنا اور موت دینا مراد نہیں۔ بلکہ سلانا اور بے ہوش کرنا مراد ہے۔ انتہیٰ کلامہ! بادنیٰ تغیر ازالہ اوہام (ج ۲ ص ۹۲۱ خزائن ج ۳ ص ۶۰۵) گویا اس طرح ''بعثنا کم من بعد موتکم'' کے معنی ''ایقظنا کم من بعد نومکم'' ہوئے۔ یعنی تم کو سو جانے کے بعد ہم نے جگا دیا۔

تعجب ہے کہ آیت ہی میں موت کے معنی مرنے اور ہلاک ہونے کے موجود ہیں، کہیں باہر جانے کی بھی ضرورت نہیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام اس واقعہ کو دیکھ کر فرماتے ہیں ''اتھلکنا بما فعل السفھاء

منّا (اعراف:۱۵۵) ''اے اللہ کیا ناسمجھ لوگوں کے برے فعلوں کی سزا میں تو ہمیں ہلاک کرتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی مرغے کی ایک ٹانگ کی طرح موت کے معنی نیند اور بے ہوشی ہی کئے جارہے ہیں۔ اگر یہ واقعہ موسیٰ علیہ السلام کی نظر میں صرف بے ہوشی اور نیند تک محدود رہتا تو کبھی اس کو ہلاکت سے تعبیر نہ کرتے۔ پھر اگر یہ واقعہ صرف اس قدر تھا کہ سوتے ہوؤں کو جگادیا تو یہ ایسی کوئی بڑی نعمت نہیں تھی کہ جس کو احسانات کے ضمن میں بیان کرکے ''لعلکم تشکرون (البقرہ:۵۲)'' سے اس پر شکرگزاری کا مطالبہ کیا جاتا۔ شکر کا مطالبہ کرنا بتارہا ہے کہ ضرور کوئی مافوق العادت بات پیش آئی ہے اور وہ مردہ کا زندہ کرنا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''احیینا کم بعد حرفکم لکی تشکروا احیائی'' تمہیں جلنے کے بعد ہم نے زندہ کردیا تاکہ تم ہمارے زندہ کرنے پر شکر کرو۔ ربیع بن انس سے درمنثور میں منقول ہے ''فبعثوا بعد الموت لیستوفوا آجالھم'' ان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا تاکہ وہ اپنی زندگی کا بقیہ حصہ پورا کریں۔ نیز آٹھویں رکوع میں ہے ''فقلنا اضربوہ ببعضھا کذالک یحیی اللہ الموتیٰ ویریکم آیاتہ (البقرہ:۷۳)'' تفسیر خازن میں ہے کہ جب مقتول کو ذبح کی ہوئی گائے کے کسی عضو سے مس کیا تو وہ زندہ ہوگیا اور اپنے قتل کرنے والوں کا نام بتا کر مرگیا۔

اس جگہ ''واذ قتلتم نفساً فادارأتم فیھا (البقرہ:۷۲)'' کہنا اور اس کو زندہ کرنے کے بعد ''کذالک یحیی اللہ الموتیٰ'' احیاء موتی پر اس سے استدلال کرنا پھر اس واقعہ کو ''یریکم آیاتہ'' اپنی قدرت کی نشانی بتانا یہ سب باتیں ایسی جمع ہوگئی ہیں کہ لامحالہ مردہ کا دوبارہ زندہ ہونا تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اگر یہاں نیند سے جگانا غفلت اور بے ہوشی کا دور کرنا ہوا ہوتا تو اس سے احیاء موتی پر استدلال کرنا درست نہ تھا۔ کیونکہ سوتے ہوئے کو جگانے اور مردہ کو زندہ کرنے میں کوئی تعلق یا لگاؤ نہیں۔ جس سے ایک کی حالت کو دوسری پر قیاس کرنا صحیح ہو اور نہ اس کو قدرت الٰہی کا نمونہ کہنا جائز ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''(کذالک) کما احیا اللہ عامیل (یحیی اللہ الموتی) للبعث (ویریکم آیات) احیائہ (لعلکم تتقون) لکی تصدقوا بالبعث بعد الموت'' یعنی جیسا اللہ نے اس واقعہ میں عامیل نامی شخص کو مرنے کے بعد زندہ کردیا اسی طرح قیامت کے روز مردوں کو زندہ کردے گا۔ تیسرے عزیر علیہ السلام نے بیت المقدس کو منہدم اور اس کی دیواروں کو گرا ہوا دیکھ کر اس کی پچھلی شان وشوکت کو یاد کیا اور کہا ''انّٰی یحیی ھذہ اللہ بعد موتھا (البقرہ:۲۵۹)'' اللہ اس کو اس تباہی اور بربادی کے بعد کس طرح بارونق اور آباد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو دکھانے کے لئے کہ کس طرح ناپید کو پیدا اور معدوم کو موجود کرتا ہے۔ عزیر علیہ السلام کو سو سال تک مردہ بنائے رکھا ''اماتہ اللہ مائۃ عام (ایضاً)'' اور اسی عرصہ میں بیت المقدس کی تعمیر بھی کرادی۔ جب سو سال گزر جانے کے بعد عزیر کو دوبارہ زندہ کردیا تو انہوں نے اپنی آنکھوں سے مردہ کے زندہ ہونے کا تماشہ دیکھ لیا۔

اب اگر یہ واقعہ سوئے ہوئے کو بیدار کرنے تک رہا تھا تو عزیر علیہ السلام کے اس سوال کے جواب میں کہ مردہ کس طرح دوبارہ زندہ ہوتا ہے۔ ایک سوئے ہوئے آدمی کو جگا دینا کس حد تک موزوں اور عقل میں آنے والی بات ہے۔ ادھر عزیر علیہ السلام کا گدھا کہ جس کی ہڈیاں اتنی مدت میں گل سڑ کر خاک ہو چکی تھیں جو اس کے ذرات اکٹھا کر کے اس میں گوشت پوست لگا دیا اور عزیر علیہ السلام کی آنکھوں کے آگے اس کو دوبارہ زندہ کر دیا ''انظر الی العظام کیف ننشزها ثمّ نکسوها لحماً (ایضاً) ''اس کے علاوہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اس واقعہ کو اپنی قدرت کی نشانی بتا رہا ہے ''لنجعله اٰیةً للناس (مریم: ۲۱)''

یہی وجہ ہے کہ عزیر علیہ السلام نے اس نشانی کو دیکھ کر نہ صرف خدا کی قدرت کاملہ کا اقرار کیا بلکہ اس سے متاثر ہو کر فرمایا ''قال اعلم ان اللہ علیٰ کل شئٍ قدیر (البقرہ: ۲۵۹)'' قرآن شریف میں ہے ''الم تر الی الذین خرجوا من دیارهم وهم الوف حذر الموت فقال لهم الله موتوا ثم احیاهم (البقرہ: ۲۴۳)'' ہزاروں کی تعداد میں موت سے ڈر کر بھاگنے والوں کو موت ہی کی سزا دی تا کہ ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ آئی ہوئی موت کبھی سر سے نہیں ٹلتی۔ ایک زمانہ تک ان کو اسی حالت میں رکھا۔ پھر دوبارہ زندہ کر کے ان کو دکھا دیا کہ اس طرح مردوں کو زندہ کیا جاتا ہے۔

اب اگر یہاں موت کے معنی نیند اور بے ہوشی کے لئے جائیں تو موت کے ڈر سے بھاگنے والوں کو غفلت اور سلا دینے کی سزا دینا کس قدر غیر دانشمندانہ فعل ہے۔ ہم حیران ہیں کہ اس قسم کے اسرار اور نکتوں کے بیان کرنے کے بعد مرزا قادیانی کو جہلا یا اہل علم کس طبقہ سے شمار کریں؟ ابراہیم علیہ السلام نے خدا نے مرنے کے بعد لوگوں کے زندہ ہونے کی کیفیت دریافت کی اور کہا ''رب ارنی کیف تحیی الموتی (البقرہ: ۲۶۰)'' اللہ نے چار مختلف قسم کے جانوروں کو ذبح کر کے اس کے گوشت پوست کو آپس میں ملانے کا حکم کیا اور فرمایا کہ ہر ایک جانور کا سر کاٹ کر اپنے پاس رکھ لو۔ پھر اس گوشت میں سے تھوڑا تھوڑا حصہ مختلف پہاڑوں پر رکھ کر ہر ایک جانور کا نام لے کر پکارو۔ چنانچہ جب ابراہیم علیہ السلام نے ہر ایک جانور کو اس کا نام لے کر پکارا تو اس کی ہڈی اور گوشت سر کے ساتھ اڑ اڑ کر ملتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ تمام جانور اس طرح زندہ ہو گئے۔ چونکہ ابراہیم علیہ السلام کا احیاء موتی سے سوال کرنا اور اس کے جواب میں ذبح کئے ہوئے جانوروں کو دوبارہ زندہ کر کے دکھانا ایسا واضح اور یقینی امر تھا کہ جس کا انکار کرنا کچھ سہل نہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کو کوئی صورت مخلصی کی اس سے نظر نہ آئی اور مجبور ہو کر یہ کہنا پڑا کہ ''ان جانوروں کے اگرچہ ٹکڑے کر دیئے گئے تھے۔ مگر جائز ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو حقیقی موت سے بچائے اور اس کی روح کا اس کے پاش پاش شدہ جسم سے وہی تعلق رکھے جو نیند کی حالت میں ہوتا ہے۔ پھر اس کے جسم کو درست کر کے اس کو نیند کی حالت سے جگا دے۔ کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے۔''

(ازالہ اوہام ج ۲ ص ۵۴۳ خزائن ج ۳ ص ۶۲۲ ملخص)

ارباب بصیرت کا خون ہوتے ہوئے دیکھ کر سمجھ لیا ہوگا کہ مرزا قادیانی کی ہٹ دھرمی کس حد تک پہنچ چکی ہے۔اس حالت کو دیکھتے ہوئے یہ شعر یاد آتا ہے:

ملک الموت کو ضد ہے کہ جان لے کے ٹلوں سر بسجدہ ہے مسیحا کہ مری بات رہے

تعجب ہے کہ مرزا قادیانی کل تک قانون قدرت کے خلاف لب ہلانے کو بڑا گناہ سمجھتے تھے اور آج خود ہی خدائی قانون کی رعایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ کو جانور کے ذبح ہوجانے کے بعد اس میں حیات کے تعلق رکھنے کی قدرت ہے، شکر ہے: ''کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے'' یہی تو ہم کہہ رہے تھے کہ خدا قانون قدرت کا محتاج نہیں، نہ ظاہری سبب کی اس کو ضرورت ہے اور نہ وہ باطنی علتوں کا دست نگر ہے۔اس کے لئے اسباب کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے اور اگر یہ سب باتیں۔ان کے نزدیک قانون قدرت کے موافق ہیں تو ہمیں بتائیں کہ سو سال تک کسی کا قتل اور ٹکڑے ٹکڑے ہوجانے کے باوجود زندہ رہنا قدرت کا کون سا قانون ہے۔

چھٹی دلیل انبیاء علیہم السلام کے احیاء موتیٰ والے معجزات ہیں، جن کا ذکر قرآن مجید میں مصرحاً موجود ہے۔اگر نیند سے بیدار کرنے کا معجزہ ان کو دیا گیا تھا تو ایسا معجزہ ہر شخص کو حاصل ہے۔چاہئے کہ ہر ایک آدمی صاحب معجزہ اور نبی ہو۔العیاذ باللہ! ''پتھر پڑیں صنم تیرے ایسے خیال پر''

''قال رسول اللہ ﷺ اریـد ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احیٰ ثم اقتل ثم احیٰ ثم اقتل ثم احیٰ کما رواہ البخاری'' حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میری خواہش ہے کہ میں بار بار زندہ ہوں اور ہر مرتبہ خدا کے راستہ میں قتل کیا جاؤں۔اگر دنیا کی طرف مردہ کا واپس ہونا بے حقیقت شئے ہوتا تو نبی کریم ﷺ ایسی لغو اور لایعنی بات کی کبھی آرزو نہ کرتے۔ان چند آیات اور حدیثوں کے بعد جو بطور اتمام حجت بیان کی گئیں، کسی مسلمان کو یہ جرأت نہیں ہوسکتی کہ وہ خدا کی قدرت کو اسباب کے تنگ دائرے میں محدود کر کے مردہ کے دوبارہ زندہ ہونے سے انکار کردے۔مگر مرزا قادیانی کا ان آیتوں کے خلاف یہ دعویٰ ہے کہ کوئی شخص مرنے کے بعد دنیا میں واپس نہیں ہوتا۔ساتھ ہی اس کی تائید میں یہ آیتیں پیش کیں ''حرام علی قریة اھلکناھا انھم لا یرجعون (الانبیاء:۹۵) ومن ورائھم برزخ الیٰ یوم یبعثون (المؤمنون:۱۰۰)'' اور ''ثم انکم یوم القیامة تبعثون (المؤمنون:۱۶)'' نیز ارشاد ہے ''فلا یستطیعون توصیة ولا الیٰ اھلھم یرجعون (یس:۵۰)''

آخر میں ایک حدیث ذکر کی جس میں ہے ''یا عبدی تمن علیّ اعطک قال تحینی فاقتل فیک ثانیة قال الرب تبارک تعالیٰ انه قد سبق منی انھم لا یرجعون. رواہ الترمذی)'' عام مسلمان اس بات کو جانتے ہیں کہ مذہبی نقطہ نظر سے دنیا کے ہر کام کے لئے خدا کی طرف سے ایک مقررہ وقت ہے جس سے نہ ایک منٹ آگے ہوسکتا ہے اور نہ پیچھے۔انسان کی زندگی میں پیش آنے والے تغیرات اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔منجملہ ان کے موت بھی ایک چیز ہے جس کا ظہور وقت سے پہلے اور بعد میں نہیں ہوتا۔مگر

چونکہ موت سلسلہ حیات کے منقطع ہونے کا نام ہے۔اس لئے یہ انقطاع کبھی حیات کے مقرر کردہ مدت کے ختم ہونے پر ہوتا ہے اور کبھی اس سے پہلے۔اوّل سورتوں میں دوبارہ مردہ کا دنیا کی طرف لوٹ کر آنا غیر ممکن ہے، وہ قیامت ہی کے دن زندہ ہوگا۔اس سے پہلے زندہ نہیں کیا جائے گا۔

اس کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ خدا اس کے زندہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا یا ایسا ہونا چونکہ قانون قدرت کے خلاف ہے۔اس لئے ناممکن ہوگیا بلکہ اس وجہ سے کہ اس کی حیات کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔اب دنیا کے آب ودانہ میں اس کا کوئی حصہ نہیں رہا۔جن حدیث اور آیتوں میں دنیا کی طرف واپس ہونے کی نفی آئی ہے ان سے یہی مراد ہے اور جن میں زندہ ہونے کے واقعات مصرحاً موجود ہیں۔اس سے وہ لوگ مراد ہیں۔جن کو سزاء یا کسی اور مصلحت سے موت دی گئی تھی اور پھر کچھ عرصہ کے بعد زندگی کے بقیہ حصہ کو پورا کرنے کے واسطے ان کو دوبارہ زندہ کر دیا گیا۔ چنانچہ قتادہ رضی اللہ عنہ ''ثم بعثناکم من بعد موتکم (البقرہ:۵۶)'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں ''احیاھم لیستوفوا آجالھم وارزاقھم ولوا ماتو بآجالھم لم یعثوا الی یوم القیامۃ (معالم تنزیل)'' تفسیر درمنثور میں بھی ابن جریر طبری اور ابن ابی حاتم ربیع بن انس اور دیگر مفسرین سے یہی منقول ہے۔ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جن آیتوں میں احیاء موتی کا ذکر ہے، وہاں بغیر کسی تاویل کے مردوں کا زندہ ہونا تسلیم کیا ہے اور دوسری طرف ''حرام علٰی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون (الانبیاء: ۹۵)'' کی تفسیر میں بعض مردوں کے قیامت تک زندہ نہ ہونے کی خبر دی ہے۔اس اختلاف کی وجہ سوائے مذکورہ بالا فرق کے اور کوئی نہیں ہوسکتی۔لہٰذا اجل کی دو قسمیں ہوئیں۔

۱..... زندگی کی مدت ختم ہونے کا نام اجل حیات ہے جس کے بعد دنیا میں زندہ ہو کر آنا ممکن نہیں۔

۲..... اجل موت یعنی مرنے کا وقت جو زندگی کی مدت ختم ہونے سے پہلے واقع ہو، اس صورت میں واپسی جائز بلکہ ضروری ہے۔

معلوم ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اقوال میں کوئی تعارض نہیں اور نہ آیتیں آپس میں ایک دوسرے کی مخالف ہیں۔

سوال: مشہور ہے کہ وقت سے پہلے موت نہیں آتی اور آیت ''اذا جاء اجلھم لا یستأخرون ساعۃً ولا یستقدمون (اعراف:۳۴)'' سے بھی یہی مستفاد ہو رہا ہے۔

جواب: موت ہی کی کیا تفصیل ہے، کوئی فعل وقت سے پہلے نہیں ہوتا جو موت زندگی کی مدت ختم ہونے سے پہلے آنے والی ہے۔اس کے لئے بھی خدا کی طرف سے ایک وقت مقرر ہے۔جس سے تاخیر ممکن نہیں اور اسی طرح جو موت زندگی پوری ہونے کے بعد آئے گی، کبھی نہیں ہوسکتا کہ مقررہ وقت سے آگے یا پیچھے ہوسکے۔غرض دونوں طرح کی موت واقع ہوتی ہیں۔البتہ ثانی کثیر الوقوع ہے اور اوّل بہت کم معجزہ کے طور پر ہوتی ہے اور آیت مذکورہ سے سلسلۂ حیات کے درمیان واقع ہونے والی موت کی نفی نہیں ہوتی۔اس کا مفہوم محض اتنا ہے

کہ آئی ہوئی موت اپنے وقت سے مقدم یا مؤخر نہیں ہو سکتی۔

سوال: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ پر کھڑے ہو کر کہا تھا ''لم تمت موتتین'' آپ دو دفعہ نہیں مریں گے۔

جواب: اس سے عام طور پر دو دفعہ مرنے کی نفی کرنا مقصود نہیں۔ بلکہ نفی خاص مراد ہے۔ یعنی نبی علیہ السلام کو دو مرتبہ موت نہ آئے گی۔ لہٰذا اس جملہ کو ہر شخص سے نفی کرنے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس پر قرینہ یہ ہے کہ دوسرے صحابہ کا یہ خیال تھا کہ کچھ دنوں کے بعد حضور دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں تشریف لائیں گے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی خیال کی تردید میں ''لم تمت موتتین'' کہا تھا۔ اگر دنیا کی طرف واپسی ناجائز ہوتی تو صحابہ کبھی اس غلطی کے مرتکب نہ ہوتے اور نہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خصوصیت کے ساتھ نفی کرنے کی ضرورت تھی۔ بلکہ عام حالت سے آپ کے دو مرتبہ نہ مرنے پر استدلال کرنا کافی تھا۔ اس کے بعد ہم وہ آیتیں ذکر کرتے ہیں۔ جن کو یہاں بیان کر کے مرزا قادیانی نے سوائے کاغذ سیاہ کرنے کے اور کوئی کام نہیں کیا۔ البتہ اس سے عدد میں ضرور اضافہ ہو گیا۔ منجملہ ان آیتوں کے چار آیتیں یہ ہیں ''(۱) وماھم بخارجین من النار (المائدہ:۳۷) (۲) ماھم منھا بمخرجین. (الحجر۴۸) (۳) یریدون ان یخرجوا من النار وما ھم بخارجین. (المائدہ:۳۷) (۴) اولٰئک اصحاب الجنۃ ھم فیھا خالدون (البقرہ:۸۲)'' ہر شخص جانتا ہے کہ آیتوں کو مسئلہ زیر بحث سے کوئی تعلق نہیں۔

جو چیز ان آیتوں سے سمجھ میں آ رہی ہے وہ صرف یہ ہے کہ جتنی جنت میں اور کافر دوزخ میں داخل ہونے کے بعد ہمیشہ اس میں رہے گا۔ اس سے ہمیں بھی انکار نہیں۔ کیونکہ جنت یا دوزخ میں داخل ہونا حساب کتاب کے بعد ہے جو قیامت کے دن ہوگا۔ اس وقت نہ دنیا رہے گی اور نہ اس کی طرف واپسی۔ دوسری آیت ''لا یذوقون فیھا الموت الا الموتۃ الاولی (الدخان:۵۶)'' سے مرزا قادیانی نے موت اولیٰ کے معنی ایک دفعہ مرنا لکھے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہاں اولیٰ سے دنیا کا مرنا مراد ہے۔ خواہ ایک دفعہ ہو یا دو دفعہ۔ اس سے ایک دفعہ موت مراد لینا صحیح نہیں۔ وہ آیتیں کہ جن میں صاف طور پر مرنے کے بعد زندہ ہونے کا ذکر ہے ان سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے نیز قرآن شریف میں ہے ''قالوا ربّنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین (غافر:۱۱)'' اے اللہ تو نے ان کو دو دفعہ مارا اور دو ہی دفعہ زندہ کیا۔ اس میں موت اور زندگی کا دو دفعہ ہونا خواہ وہ کسی قسم کی ہوں۔ موت کے ایک مرتبہ ہونے کے خیال کو باطل کر رہا ہے اور کبھی یہ آیت پیش کی جاتی ہے۔ ''حتی اذا جاء احدھم الموت قال ربّ ارجعون لعلّی اعمل صالحاً فیما ترکت کلّا انھا کلمۃ ھو قائلھا ومن ورائھم برزخ الٰی یوم یبعثون (المؤمنون: ۹۹، ۱۰۰)'' اس آیت کے سمجھنے میں بھی مرزا قادیانی کو غلطی ہوئی ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ کفار دوزخ کے عذاب کو دیکھ کر چاہیں گے کہ دنیا کی طرف واپس ہوں اور

نیک عمل کریں۔ لیکن ان کی یہ درخواست رد کر دی جائے گی۔ کیونکہ اگر وہ دنیا میں بھیج دیئے جائیں تو پھر اسی موجودہ حالت ہی پر مریں گے اور اس میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی نہ آئے گی۔

اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مرنے کے بعد دنیا میں آنا جائز نہیں جیسا کہ مرزا قادیانی نے سمجھا ہے۔ چنانچہ سورۂ انعام کے دوسرے رکوع میں ہے ''**فقالوا یا لیتنا نرد ولا نکذب بایات ربنا ونکون من المومنین بل بدالھم ما کانوا یخفون من قبل ولو ردوا لعادوا لما نھوا عنہ وانھم لکاذبون** (انعام: ۲۷، ۲۸)'' اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ واپسی دنیا کی طرف جائز ہے۔ مگر نتیجہ کے بے سود ہونے کی وجہ سے روک دی جائے گی اور وہ اس لئے کہ اللہ نے ہر شخص کو نیکی اور بدی کی ایک خاص حالت کے واسطے پیدا کیا ہے۔ جس کے حاصل ہونے کے بعد اس کو عمر نوح دینا بھی بے جا ہے۔ کیونکہ اس سے پیدا شدہ حالت میں ذرہ برابر فرق نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد زندگی بے سود ہو جاتی ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ سوائے موت کے اور کچھ نہیں نکلتا۔ معلوم ہوا کہ آیت سے مردہ کا زندہ ہونا نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ اگر کچھ اس پر دلالت کرتا ہے تو آیت کا آخری جزء ''**من ورائھم برزخ الی یوم یبعثون** (المؤمنون: ۱۰۰)'' ہے۔ جس کا جواب پہلے مفصلاً گزر چکا ہے۔ مرزا قادیانی کا آخری استدلال ''**فیمسک التی قضٰی علیھا الموت** (الزمر: ۴۲)'' سے ہے۔ اس آیت میں موت اور نیند دونوں کا باہمی فرق مذکور ہوا ہے۔ نیند میں تھوڑی دیر کے واسطے احساسی روح لے کر واپس کر دی جاتی ہے اور موت کے وقت اس کو واپس نہیں کرتے۔ بلکہ اس سے روح حیات بھی چھین لی جاتی ہے۔ لہٰذا اس آیت کو مردہ کی عدم واپسی سے کوئی ربط یا لگاؤ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ امساک اور روکنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ پھر کبھی اس کو نہ چھوڑا جائے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ قیامت کے روز بھی روحیں اپنے جسموں کی طرف واپس نہ ہوں۔ بلکہ یہاں امساک کے وہی معنی ہیں جو ''**ما یمسکھن الا الرحمن** (الملک: ۱۹)'' میں ہیں۔ ظاہر ہے کہ اڑتے ہوئے جانوروں کو پر کھلے رہنے کے باوجود ہوا میں روکنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ اسی طرح پر کھلے زمین اور آسمان کے درمیان لٹکے رہیں ہر شخص جانتا ہے کہ اس میں ایک خاص وقت تک کے لئے روکنا مراد ہے۔ ایسے ہی یہاں بھی موت کے وقت کا قبض روح ہونا مذکور ہے۔ آئندہ حالت کا اس میں کوئی ذکر نہیں۔

۵ رسالت اور نبوت خدا کی ایک ہبہ کردہ شئے ہے۔ جس کے حاصل کرنے میں کسی شخص کے کسب واکتساب کو ذرہ برابر دخل نہیں۔ نہ دولت مند کی دولت سے یہ نصیب ہوتی ہے اور نہ عقل مند کو اس کی عقل سے اور نہ کوئی اس کو عبادات اور مجاہدوں ہی سے حاصل کر سکتا ہے۔ بلکہ خدا کی انتخابی نظر جس پر بھی پڑ گئی۔ اسی کو اس نعمت سے نواز دیا اور قرآن شریف میں ہے ''**اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ** (انعام: ۱۲۴)'' اللہ تعالیٰ رسالت دینے کی جگہ کو بہتر جانتا ہے۔ یعنی جب کفار مکہ نے نبی کریم ﷺ کو اپنے جیسا دو ہاتھ پاؤں والا انسان سمجھ کر کہا کہ کیوں ہمیں چھوڑ کر ان کو نبوت دی گئی تو اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

دوسری آیت میں ہے ''اھم یقسمون رحمة ربک (الزخرف: ۳۲)'' کیا تیرے پروردگار کی رحمت کی تقسیم ان کے ہاتھوں میں آ گئی ہے جو وہ طائف اور مکہ والوں کو دے رہے ہیں۔ جیسا کہ آیت ''لولا نزّل ھذا القرآن علیٰ رجل من القرتین عظیم (الزخرف: ۳۱)'' میں ان کے اس خیال کو ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ نبوت محض وہبی شئے ہے۔ عبادت اور ریاضت سے یا کسی اور سبب سے حاصل نہیں ہوتی۔ ''ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم (الجمعہ: ۴)'' یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی اپنی خانہ زاد نبوت کے لئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا رہے ہیں۔ کبھی زمانہ کی نزاکت اور فتنہ وفساد کی روک تھام کے لئے نبوت کی ضرورت کو محسوس کرایا جاتا ہے اور کبھی اپنی علمی تدقیقات اور باریک بینیوں سے رعب جماتے ہیں۔ اگر ایک طرف دلائل عقلیہ سے نبوت کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے تو دوسری جانب خواب اور پیش گوئیوں سے سیدھے اور ناواقف مسلمانوں کو بہکانے کی فکر میں ہیں۔ غرض نبوت کیا ہوئی بازیچہ اطفال ہوگئی۔ جو کوشش کرنے والوں کے قدموں کے نیچے گیند کی طرح لڑکتی پھرتی ہے۔

۶ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد وحی کا بذریعہ فرشتوں کے آنا بالکل بند ہو چکا ہے۔ خواہ آنے والی وحی احکام ہوں یا وعظ اور نصیحت کی باتیں ہوں۔ شیخ اکبر فتوحات مکیہ کے باب ۳۵۳ میں لکھتے ہیں، جس کا اردو ترجمہ یہ ہے: ''جان لو کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہے، نہ وحی۔ اس لئے کہ راستہ وحی کا نبی کریم ﷺ کی وفات کے ساتھ منقطع ہوگیا اور وحی قبل حضرت کے تھی ''ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک (الزمر: ۶۵)'' اور کوئی خبر اس باب میں نہیں آئی کہ بعد حضرت بھی وحی ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مانند اولیاء اس امت کے کشف اور الہام ہوگا۔ انتہیٰ۔ کیا مرزا قادیانی ابھی تک احکام کے علاوہ دوسری قسم کے وحی آنے کے بلا دلیل قائل ہیں۔

۷ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی نبوت کے رنگ میں العیاذ باللہ نہ ہوگی۔ اگرچہ وہ نبی کہلائیں گے۔ لیکن نبوت کی خدمات اس وقت ان کے سپرد نہ ہوں گی۔ لہٰذا آپ کے دوبارہ نازل ہونے سے ختم نبوت کے مسئلہ پر کوئی برا اثر نہیں پڑتا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کو وہم ہوگیا ہے۔ اس کی مزید تحقیق ختم نبوت کی بحث میں ملاحظہ ہو۔

۸ دنیا میں قوم نوح اور عاد اور ثمود کی ایسی مثالیں گزر چکی ہیں۔ جن کو خدا کا نافرمان ہونے کی وجہ سے ہلاک کر دیا گیا۔ لہٰذا اگر یہ نافرمانی ایک خاص قوم سے گزر کر تمام دنیا میں پھیل جائے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ کوئی شخص زبان سے اللہ کہنے والا نہیں ہوگا تو اس عام نافرمانی کی وجہ سے عذاب بھی تمام دنیا پر عام ہو جائے گا۔ اسی کا نام قیامت ہے۔ دونوں میں صرف اس قدر فرق ہے کہ ایک قوم کے ساتھ مخصوص ہونے کی وجہ سے قیامت صغریٰ کہلانے کی مستحق تھی اور یہ عذاب چونکہ تمام عالم کو محیط ہوگا۔ اس لئے اس کا نام قیامت کبریٰ ہے۔ اسی دلیل کی طرف اس شعر میں اشارہ کیا گیا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مرزا قادیانی کے متعلق دنیا کیا کہتی ہے؟

اس زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی ہستی اہل ملک کے لئے عجیب معمہ بنی ہوئی ہے۔عقیدت مندوں کی ایک جماعت نبی کہتی ہے۔تالیفات کی کثرت، اسرار شریعت اور معارف قرآنیہ کا علم، سچی خوابوں اور پیش گوئیوں کا سلسلہ، عقل میں نہ آنے والے شرعی مسئلوں کو عقلی اور نقلی دلیلوں سے باطل کر کے ان کے موافق عقل کی تاویل کرنا۔ان لوگوں کے نزدیک ایسی باتیں ہیں جو نبی کے علاوہ دوسرے میں نہیں پائی جاتیں۔ان میں سے ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ نبی نہ تھے۔ بلکہ مجدد تھے۔ان کا دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی نے کسی جگہ اپنے نبی ہونے کا اعلان نہیں کیا اور اگر کہیں لکھا ہے تو اس سے مجازی معنی مراد ہیں۔لیکن چونکہ فتنہ اور فساد کے وقت خدا کی طرف سے ایک مصلح آتا ہے۔اس لئے وہ موجودہ صدی کے مجدد تھے۔

ان دونوں کے مقابلہ مسلمانوں کی جماعت اس کو کافر اور خارج از اسلام سمجھتی ہے۔اس واسطے کہ انبیاء علیہم السلام کی توہین، تاویلات کے پردہ میں معجزات کا انکار، معراج جسمانی کی خلاف عقل ہونے کی وجہ سے تردید، نبوت کا دعویٰ، قرآن شریف میں تحریف معنوی کر کے اس کے ظاہری معنی سے گریز اور اسی قسم کی دوسری کفریات سے اس کی تصنیفات بھری پڑی ہیں۔مسلمانوں کا آزاد خیال طبقہ جو مذہبی پابندیوں کو علماء کی تنگ نظری پر محمول کرتا ہے۔اس کو ایک عالم سمجھتا ہے اور ان کی تبلیغی مشنریوں کو استحسان کی نظر سے دیکھتا ہے۔اس کی کوششوں کو آپ سراہتا ہے۔اگر ہم نے باوجود اس اختلاف رائے کے اپنے خیال کا اظہار کر دیا تو مختلف جماعتوں میں کسی گروہ کے ساتھ ایک عدد کا اور اضافہ ہو جائے گا۔اس سے زیادہ اور کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ دوسری طرف لوگ ہم پر تعصب اور بے جا طرف داری کا الزام رکھیں گے۔اس لئے ضروری ہے کہ تعصب اور ہر طرح کی ہٹ دھرمیوں سے علیحدہ ہو کر مرزا قادیانی ہی کی تالیفات سے ان کی علمی اور روحانی کمالات کا اصلی خاکہ تیار کریں تاکہ اس کے بعد انصاف پسند طبیعتیں ان کے بارہ میں کوئی صحیح رائے قائم کر سکیں۔

مرزا قادیانی کے متعلق ان کی تالیفات کا فیصلہ

چونکہ مرزا قادیانی نے اپنی تالیفات میں ایک سے زائد جگہ علمی کمالات کا دعویٰ

کرتے ہوئے ''ثنائے خود بخود کردن نزیبد مرد دانا را'' کی پرواہ نہ کر کے اپنی تحریرات کو قرآن مجید کے ہم پایہ بتا کر اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا کلام کہا ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے اسی کے متعلق کچھ عرض کیا جائے۔

اس سے بڑی شہادت اس دعویٰ کے خلاف اور کیا ہوگی کہ جب ان قصائد اور عربی تحریرات کی صرفی ونحوی غلطیاں بعض علماء نے نکالیں تو آپ کو بھی اس کا اقرار کئے بغیر چارہ نہ رہا اور مجبور ہو کر آپ نے (کرامات الصادقین ص۵ خزائن ج۷ ص۴۷) میں فرمایا: ''جو شخص عربی یا فارسی میں مبسوط کتابیں تالیف کرے گا ممکن ہے کہ حسب مقولہ مشہورہ ''فلما سلم مکثار'' کے کوئی صرفی یا نحوی غلطی اس سے ہو جائے الخ۔''

(اعجاز المسیح ص۵۹ خزائن ج۱۸ ص۶۱، ۶۲) میں مرزا قادیانی اپنی نسبت لکھتے ہیں ''ما انا فی بلدۃ الادب الا کغریب'' میں علم ادب کی بستی میں شخص بیگانہ اور اجنبی ہوں،'' مرزا قادیانی کی زبانی اقرار کے بعد ان کی علمیت پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

اب معارف قرآنیہ کا حال سنئے۔آپ نے تمام عمر میں سورہ فاتحہ کی تفسیر کی ہے۔ جس کو خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور اپنی سچائی کا بڑا ذریعہ خیال کر رکھا ہے۔لیکن اہل علم حضرات سے مخفی نہیں کہ اس تفسیر میں علمائے مفسرین کی تحقیقات کو خوب عبارت آرائی اور لفاظی سے بیان کرنے کے سوا کوئی نئی بات اس میں نہیں ہے۔البتہ چند سطریں ایسی ہیں، جن کی طرف پہلے لوگوں کا ذہن متوجہ نہیں ہوا۔

(کرامات الصادقین ص۸۱ خزائن ج۷ ص۱۲۳) میں ہے ''فی تعیین سبع آیۃ اشارۃ الی ان عمر الدنیا سبعۃ''

اور (اعجاز المسیح ص۷۶ خزائن ج۱۸ ص۷۸) میں ہے ''فی ایاتھا السبع ایماء الی عمر الدنیا فانھا سبعۃ الاف'' آیت کے سات ہونے سے دنیا کی عمر پر استدلال کرنا کس قدر معقول بات ہے۔اسی طرح کوئی کہہ سکتا ہے کہ قرآن شریف میں بعض ایسی سورتیں جن کی آیتیں سو سے لگ بھگ ہیں۔لہٰذا دنیا کی عمر بھی اتنے ہی ہزار ہونے چاہئیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں ''وفی الایات السادسۃ یعنی صراط الذین انعمت علیھم'' نکتہ آخری ''وھی ان آدم قد خلق فی یوم السادس وانعم علیہ ونفخ فیہ روح الحیات فی الجمعۃ بعد العصر'' چھٹی آیت میں اشارہ

ہے کہ آدم علیہ السلام چھٹے دن جمعہ کو عصر کے بعد پیدا کئے گئے۔ اشارہ کی وجہ مرزا قادیانی کے پیٹ میں ہے۔

آگے لکھتے ہیں ''وکذالک یخلق رجل فی الالف السادس وھو ادم'' اس سے خود مرزا قادیانی مراد ہیں۔ یہاں آپ نے مثل آدم ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ لطف یہ ہے کہ آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اب الف سابع ہے۔ سادس تین سو برس ہوئے کہ گزر گیا ہے۔ یہ ہے مرزا قادیانی کی تفسیر جس پر آپ کو یہ دعویٰ ہے کہ عرب اور عجم مل کر اس کی نظیر نہیں لا سکتے۔ قرآن شریف کی آیتوں میں معنوی تحریف کرنا مرزا قادیانی کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

(اعجاز المسیح ص۸۳ خزائن ج۱۸ ص۸۵) ''الشیطان الرجیم'' کی دجال تفسیر کی ہے اور وہ انگریز ہیں۔ بہت سے کاغذ سیاہ ہونے کے بعد بسم اللہ کی تفسیر کا یہ خلاصہ ہے۔ محمد کا نام رحمانیہ کا مظہر ہے اور احمد رحیمیہ کا پرتو اور تجلی گاہ ہے محمدی صفات کے ساتھ صحابہ متصف ہوئے اور احمدیہ کا رنگ مرزا قادیانی پر چڑھا ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو (ص۸۷ تا ۱۲۴ خزائن ج۱۸ ص۸۹ تا ۱۲۸) ''الحمدللہ رب العالمین'' سے آپ نے یہ نکتہ کیا ہے کہ ''لہ الحمد فی الاولی والاٰخرہ'' میں دو احمدوں کی طرف اشارہ ہے۔ ''فالاوّل منھما احمد المصطفٰی ورسولنا المجتبٰی والثانی احمد اٰخر الزمان الذی سمی مسیحاً ومھدیاً الخ'' (اعجاز المسیح ص۱۳۵ خزائن ج۱۸ ص۱۳۹) یہ نکتے ہیں جن پر مرزا قادیانی کو اعجاز اور کمال کا دعویٰ کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔

(شہادت القرآن ص۱۹ خزائن ج۶ ص۳۱۴) میں ہے ''اذا زلزلت الارض زلزالھا الی قولہ تعالٰی بان ربک اوحٰی لھا'' وہ آیتیں ہیں کہ جن میں اول ارضی تاریکی زور کے ساتھ پھیلنے کی خبر دی گئی ہے اور پھر آسمانی روشنی کے نازل ہونے کی علامتیں بتائی گئی ہیں۔ یعنی ''اخرجت الارض اثقالھا'' سے آخری زمانہ میں زمینی علوم علم طبعی اور فلاحت کا شتکاری مختلف کانوں کا نمودار ہونا وغیرہ مراد ہے۔'' تعجب ہے کہ اس سے اگلی آیت مرزا قادیانی کو کیوں نظر نہیں آئی جو اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ یہ سورت بتامہا قیامت کے بارہ میں آئی ہے۔

یہ وہ تحریفات ہیں، جن کا نام مرزا آنجہانی کی اصطلاح میں معارف قرآنیہ ہے۔

تالیفات کی کثرت کسی کی علمیت کی دلیل نہیں ہوسکتی علم صحیح واقعات کے جاننے کا نام ہے۔ رطب اور یابس جمع کرنے کو علم نہیں کہتے ورنہ اخبارات کے پلندے یقیناً مرزا قادیانی کی تمام تصانیف سے دگنے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ سے کہا تھا کہ سچی اور نفس الامری بات کہا کرو کہ علم حقیقی صحیح بات کے جاننے ہی کو کہتے ہیں۔

سچی خوابیں ایک کافر کو بھی ہوتی ہیں۔ حدیث میں ہے کہ آخری زمانہ میں گناہ گاروں کی خوابیں اکثر سچی ہوا کریں گی اور جس حدیث میں سچی خواب کو نبوت کا چھیالیسواں جزء کہا ہے۔ اس سے مومن متقی پرہیز گار کی خوابیں مراد ہیں اور نہ پیش گوئیوں کی صحت مقبولیت کی نشانی ہیں۔ ورنہ نجومی اور رمال پہلے مقبول بندے ہونے چاہئیں۔

رہا توہین انبیاء اور معجزات کا انکار اس کو علمائے امت نے مرزا کی کتابوں سے اچھی طرح ثابت کر دیا ہے۔ یہاں اس قدر اور عرض کر دینا ضروری ہے۔ جب اس کی کفریات کی وجہ سے علما اس کے کافر ہونے کو طشت از بام کرتے ہیں تاکہ عام مسلمان اس کے دھوکے سے بچیں اور اس کی عقیدت سے نفرت کا اظہار کریں تو اس وقت وہ کلمہ گوئی کی آڑ لیتے ہیں۔ اس کے متعلق ہمارا رسالہ ''ایمان کی کسوٹی'' ملاحظہ کرنا کافی ہے اور جب اس پر بھی مسلمان ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے تو وہ اجمالی عقیدہ ''امنت باللہ الخ'' پڑھ کر سناتے ہیں۔ ''چشم ما روشن دل ما شاد'' اگر وہ اپنی لغویات اور خلاف شریعت باتوں سے توبہ کرنے کے لئے تیار ہیں تو ہمارا سر نہیں پھرا کہ ایک مسلمان کو کافر کہہ کر خود کافر بنیں۔ اصل میں تفصیلی ایمان ان کا مسلمانوں کے بالکل خلاف ہے۔ یعنی جب آمنت باللہ کے ہر جزء کی تفصیل کا موقع آتا ہے تو اس وقت ان کا عقیدہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مخالف نکلتا ہے۔ مثلاً رسولوں اور ان کے معجزات تسلیم کرنے کا دعویٰ ہے۔ لیکن ساتھ ہی انبیاء علیہم السلام کی توہین اور ان کے معجزات کو مسمریزم بھی کہتے ہیں۔ خاتم النّبیین کی آیت پر ایمان رکھنے کا اقرار ہے اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ آپ مستقل نبوت کے خاتم ہیں۔ حضور کے تابع ہو کر نبی ہوسکتا ہے۔ لہٰذا جب تک کلمہ کی تفصیل اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے موافق نہ ہو اس وقت تک ان کو کافر ہی سمجھنا چاہئے۔ چونکہ گزشتہ خیالات پر مستقل رسالے لکھے جا چکے ہیں۔ صرف اعتراض اور شبہات کا ایسا سلسلہ ہے کہ جس

کی طرف علماء نے کم توجہ کی ہے۔اس لئے ضرورت داعی ہوئی کہ مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جن شبہات کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ان کو براہ انسانی ہمدردی اس سے نکالا جائے۔چنانچہ ہم نے تہیّہ کرلیا کہ مرزائی، یہودی، عیسائی جماعتوں کو اس مافوق العادت واقعہ کے متعلق جس قدر شبہات ہیں۔ان کا بطرز احسن عقلی اور نقلی جواب دیں تاکہ ہر خاص وعام کو اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملے۔ساتھ ہی حضرت عیسیٰ کے صحیح واقعات کو بھی جمع کیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ درد مند اور مذہب سے دلچسپی رکھنے والے حضرات بصورت کتاب کی اشاعت کے ہماری ہمدردی کا اظہار کریں گے اور ہمیں اپنی خلوت اور جلوت کے وقت دعاؤں سے نہ بھولیں گے۔**وما توفیقی الا باللہ العلیّ العظیم!**

ذکر مریم علیہا السلام

نسب: مریم کے والد کا نام عمران اور اس کی ماں فاقوذا کی بیٹی حنّہ تھی۔فاقوذا کی دوسری لڑکی ایشاع حضرت زکریا کے ساتھ منسوب ہوئی اور حنہ کا عقد عمران بن ماثان سے ہوا۔عمران بن ماثان، سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی اولاد ہیں اور یہودا بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کی نسل سے تھا۔عمران داؤد علیہ السلام کے ایک ہزار سال پیچھے اور حضرت موسیٰ بن عمران کے ڈیڑھ ہزار برس بعد پیدا ہوا۔

پیدائش: چونکہ اس زمانہ میں بنی اسرائیل کی قیادت ماثانیوں کے ہاتھ میں تھی۔ ان کا امام اور سردار اسی نسل کا ایک آدمی ہوتا تھا۔اس سے عمران جو اوائل عمر سے جوان صالح اور متقی پرہیز گار تھا۔مسجد اقصیٰ کی قیادت اس کے سپرد ہوئی۔

اصلاح اور تقویٰ کے ساتھ دنیوی عزت اور وجاہت ایک ایسی نعمت تھی کہ اس پر جس قدر خوشی کی جاتی ہو تھوڑی تھی۔لیکن عمران کو کچھ ایسا رنج تھا، جس کی وجہ سے اس کی زندگی تلخ اور بدمزہ تھی۔پہلے تو اس کو اپنے لاولد ہونے کا خیال رہ رہ کر ستاتا تھا۔مگر اب دن رات کی ان گنت گھڑیوں میں یہ فکر ہر وقت اس کے سر پر سوار رہنے لگا۔

اس کو اپنی زندگی میں سب سے بڑا رنج اس بات کا تھا کہ بیت المقدس کی خدمت اور امامت کا شرف اور عزت جو اس خاندان میں ایک مدت سے چلی آ رہی تھی۔اس کے بعد کوئی اس کا اٹھانے والا نہیں ہے اور قریب ہے کہ اس خاندان کا چراغ ہمیشہ کے واسطے گل

ہو جائے۔ یہ ایک ایسا صدمہ تھا جس نے عمران کو وقت سے پہلے بوڑھا بنا دیا۔ ادھر ہمعصروں کے سامنے شرم سے آنکھ نہ اٹھتی تھی۔ کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل اور ان کے علماء اپنی مذکر اولادیں مسجد اقصیٰ کی خدمت کے لئے وقف کرتے تھے اور وہ اس سعادت سے محروم تھا۔

خدا کی شان حنّہ عاقر اور بانجھ تھی اور بوڑھی ہوگئی تھی۔ مگر کوئی بچہ اس کے اب تک نہیں ہوا تھا۔ حنّہ اپنے شوہر عمران کو غمزدہ دیکھ کر آبدیدہ ہوئی۔ لیکن قدرت کے کاموں میں کسی کو کیا دخل، کلیجہ پکڑ کر رہ گئی اور دیر تک دل ہی دل میں کڑھتی رہی۔ اسی صدمہ اور رنج میں اٹھ کر ایک درخت کے نیچے جا بیٹھی۔ دل میں ایک درد تھا جو بے تاب کئے دے رہا تھا۔ ایک حسرت بھری آہ تھی جو لب پر آتی ہوئی رکتی تھی۔ اسی اضطراب کی حالت میں جو اوپر نگاہ اٹھی تو کیا دیکھتی ہے کہ ایک پرندا گھونسلے کے اندر اپنے بچے کو چوگا دے رہا ہے۔

یہ دیکھ کر حنّہ سے نہ رہا گیا، شوق اور ولولے دل میں گدگدانے لگے۔ بے اختیار آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھ گیا اور نہایت عاجزی سے گڑگڑاتے ہوئے لہجہ میں خدا کے سامنے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اپنی دلی مراد مانگنے لگی۔ اگرچہ حنّہ کے حیض کے دن گزر گئے تھے۔ بڑھاپے کی وجہ سے اس کی امیدوں پر پانی پھر چکا تھا۔ یاس وحرمان کی گھٹا اس کے دل پر چھائی ہوئی تھی۔ لیکن اس نے قدرت کے بھروسہ پر اپنی نحیف اور کمزور مگر درد بھری آواز کو عرش تک پہنچا دیا۔

اخلاص اور درد کی پکار کب خالی جاتی ہے۔ اجابت کے دروازے کھل گئے اور فریاد کو قبولیت کا درجہ نصیب ہوا۔

حنّہ کے جسم میں تازہ روح پیدا ہوئی۔ برسوں کا سوکھا ہوا درخت ہرا ہو گیا، خشک زمین لہلہانے لگی اور فوراً حیض کا خون جو ایک عرصہ سے بند تھا، جاری ہو گیا۔ حنّہ جب نہا دھو کر فارغ ہوئی تو عمران حسب عادت اس سے ہمبستر ہوا، قضائے الٰہی سے اسی رات حنّہ کو حمل رہ گیا۔

چونکہ اس زمانے میں بیت المقدس کی خدمت کے لئے مرد متعین تھے اور عورتیں اپنی مجبوریوں کی وجہ سے اس کی اہل نہ سمجھی جاتی تھیں۔ اس لئے حنّہ کی بھی دلی تمنا یہی تھی کہ اس کے بطن سے لڑکا پیدا ہو جو ان خدمات کو بحسن اسلوب انجام دے سکے۔

چنانچہ جب حمل کے آثار نمایاں ہوئے تو حنّہ کو یقین ہو گیا کہ نخل مراد پھلنے لگا ہے

اور دلی تمنّا حرف بحرف خدا کے فضل سے پوری ہونے والی ہے۔اس لئے اس نے ایک روز غایت خوشی اور سرور کی حالت میں اپنے مالک عمران کے روبرو اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے کی غرض سے یہ نذر مانی ''رب انّی نذرت لک ما فی بطنی محرراً (آل عمران:۳۵) ''اے اللہ میں نے تیری رضامندی کی قربان گاہ پر اپنے جگر کے ٹکڑے بچہ کو بھینٹ چڑھادیا کہ وہ تیرے گھر کی خدمت میں اپنی زندگی ختم کردے۔

بدقسمتی سے ایام حمل میں حنّہ کے سر سے اس کے پیارے شوہر عمران کا سایہ اٹھ گیا۔مگر چونکہ آخر وقت تک اس کا یہ خیال رہا کہ نتیجہ حسب منشا لڑکے کی صورت میں ظاہر ہونے والا ہے۔اس لئے عمران کے مرنے کا چنداں اس کو صدمہ نہ تھا اور وہ ہمیشہ اپنے دل کو یہ کہہ کر دلاسا دیتی کہ بھلے باپ کا بیٹا بھی بھلا ہی ہوتا ہے۔ایک دن وہ ضرور اپنے باپ کی یادگار اور اس کا سچا جانشین ہوگا۔جس کی وجہ سے باپ دادوں کا نام دنیا میں روشن اور آفتاب کی طرح چمکے گا۔

آہ!اس کو کیا خبر تھی کہ تقدیر اس کے سامنے کھڑی ہنس رہی ہے۔وہ خوشی خوشی اس دن کے انتظار میں تمام تکلیفیں حمل کی برداشت کر رہی تھی۔یہاں تک کہ وضع حمل کا زمانہ بھی سر پر آ گیا۔اپنے اور بیگانے کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔مگر حنّہ کی خوشیاں اس وقت خاک میں مل گئیں اور اس کے رنج کی کوئی انتہا نہ رہی۔جب اس نے امید کے خلاف دایہ کی گود میں لڑکی دیکھی۔حنّہ نے ایک آہ سرد کھینچی اور حسرت بھی آواز میں اپنی ناکامی کا خدا سے نوحہ کرنے لگی ''ربّ انّی وضعتھا انثٰی (آل عمران: ۳۶) ''اے اللہ! یہ لڑکی پیدا ہوئی ہے اور میں نے لڑکا سمجھ کر نذر مانی تھی ''ولیس الذکر کا لانثٰی (ایضاً)'' تو جانتا ہے کہ عورت ان خدمات کی اہل نہیں ہے،جن کا مرد اہل ہے۔مگر انجام سے بے خبر حنّہ کو اس کا علم نہ تھا کہ یہ لڑکی والدین کی مایہ ناز بیٹی اور قدرت الٰہی کا ایک نمونہ ہوگی۔''واللہ اعلم بما وضعت (ایضاً)'' خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ لڑکی اچھی ہے جس کو حنّہ نے جنا ہے یا وہ لڑکا جس کو وہ مانگ رہی ہے۔

اگرچہ حنّہ کا دل اس واقعہ سے ٹوٹ چکا تھا اور وہ سمجھ رہی تھی کہ یہ لڑکی مسجد اقصیٰ کی خدمات انجام نہ دے سکے گی۔لیکن اس کی دلی خواہش تھی کہ کسی طرح عمران کی آرزو پوری ہو۔اس لئے اس نے لڑکی کو بیت المقدس کی عبادت گاہوں میں رکھنے کا تہیّہ کرلیا تاکہ وہ مسجد

کی جاروب کشی کے بعد اپنی عمر کا بیشتر حصہ خدا کی عبادت میں صرف کرے۔ اسی خیال سے اس نے لڑکی کا نام مریم یعنی عابدہ (سریانی زبان میں مریم کے معنی عابدہ کے ہیں اور بعضوں نے خادمہ لکھا ہے) رکھا ''وانّی سمّیتھا مریم (ایضاً)'' اور مریم کے حق میں دعا مانگنے لگی۔

عیسیٰ اور مریم شیطان کے اثر سے محفوظ رہے: ''وانّی اعیذھا بک وذرّیتھا من الشیطٰن الرجیم (ایضاً)'' الٰہی! اس لڑکی کو اپنے خاصوں میں جگہ دے اور اس کو مع اس کی اولاد کے ابلیس لعین کے دھوکے اور فتنے سے بچالے۔ خدا نے اس کی آواز کو سنا اور مریم کو اپنی نعمتوں سے نوازا۔

''قال رسول اللہ ﷺ ما من مولود یولد الا والشیطان یمسّہ حین یولد فیستھلّ صارخاً من مسّ الشیطان ایّاہ الامریم وابنھا رواہ البخاری ومسلم'' رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں شیطان ہر ایک بچہ کے پہلو میں بوقت ولادت چوکے مار کر اس کو رلاتا ہے۔ مگر مریم اور اس کے بیٹے عیسیٰ کو اللہ نے اس کے شر سے محفوظ رکھا۔

سوال ۱: حنّہ نے یہ دعا مریم کی پیدائش کے بعد کی ہے اور حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس دعا کی برکت سے مریم اپنی ولادت کے وقت شیطان کے ناپاک اثر اور اس کے چوکے مارنے سے محفوظ رہی تو کیا دعا کرنے سے پہلے ہی اس کا اثر ہو گیا تھا۔

جواب: یہ دعا حنّہ نے عین وضع حمل کے وقت کی ہے۔ جس کا فوراً اثر ہوا کہ مریم شیطان کے شر اور فتنہ سے بچالی گئی۔ جیسا کہ مستدرک کی روایت سے ظاہر ہے۔ چنانچہ اس میں اسی حدیث کے آخر میں یہ زیادتی ہے ''الّا مریم و ولدھا فان امّھا قالت حین وضعتھا وانی اعیذھا بک الایۃ فضربت بینھا حجابٌ فطعن فی الحجاب'' یعنی شیطان نے حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کی ولادت کے وقت چاہا کہ ان کو مس کرے۔ لیکن اس دعا کی برکت سے درمیان میں ایک پردہ حائل ہو گیا۔ جس سے اس کا اثر پردہ ہی تک رہا اور آگے نہ بڑھ سکا۔

۲..... اور نیز آیت ''وانّی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطٰن الرّجیم لمّا وضعت'' کا جواب ہے اور لمّا ثبوتیہ جس فعل پر داخل ہوتا ہے۔ اس فعل کا زمانہ جملہ ثانیہ کے فعل کا ظرف ہوتا ہے۔ اس لئے وضع حمل اور اس دعا کا ایک ہی وقت ہوا اور شیطان اس استفادہ کی برکت سے مریم کو ولادت کے وقت مس نہ کر سکا۔

۳..... عدم مساس مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کی عصمت اور پاک نفسی سے کنایہ ہے اور یہ مقصود ہے کہ ان پر شیطان کا اثر اور غلبہ کچھ نہیں ہوا۔ اس سے مس بالید یعنی ہاتھ سے چھونا مراد نہیں۔ صاحب کشاف اور علامہ ابوالسعود نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابلیس کو ہر ایک بچہ کے گمراہ کرنے کی طمع ہوتی ہے اور اسی وجہ سے ولادت کے وقت اس پر اپنا اثر اور سایہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر مریم اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اس کو مایوسی ہوئی۔ کیونکہ پہلے ہی دن سے اللہ تعالیٰ نے اس استعاذہ کی برکت سے ان دونوں کو گناہ اور نافرمانی کے مہلک اثرات سے محفوظ رکھا تھا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں ''**انهما كانا لا يصيبان الذنوب كما يصيبها سائر بني آدم رواه ابن جرير**'' عیسیٰ اور مریم مثل دوسرے انسانوں کے گناہ گار نہ تھے اور کبھی کبھی عیسیٰ علیہ السلام خدا کی حمد وثنا کرتے ہوئے بطور تحدیث نعمت کے فرمایا کرتے تھے ''**ربّی اعاذنی وامّی من الشیطان الرجیم فلم یکن له علینا سبیل**'' میرے خدا نے مجھے اور میری ماں کو شیطان کے دھوکے سے بچالیا۔ اب اس کا ہم پر کوئی جادو نہیں چلتا۔

تمام انبیاء شیطانی اثر سے پاک اور معصوم ہیں

مگر یہ بات یاد رہے کہ طہارت نفس اور معصومیت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات تک محدود نہیں بلکہ تمام انبیاء کرام اس میں ان کے شریک ہیں ''**انّ عبادی لیس لک علیهم سلطان** (الحجر ۴۲)'' ایک خدائی وعدہ ہے جو ہر مخلص اور حق پرست کو خدا کی حفاظت اور اس کی نگہبانی کی خوشخبری سنا رہا ہے۔ خواہ وہ عیسیٰ علیہ السلام ہوں یا ان کے علاوہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام ہوں۔ اس معنی کی تائید صاحب المظہری کی اس نقل سے ہوتی ہے جس کو انہوں نے صحیح طریقہ سے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے حق میں ان کی رخصتی کے وقت اور ساتھ ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے خدا سے یہی دعا مانگی تھی۔ ظاہر ہے کہ وہ زمانہ شیطان کے مس سے استعاذہ کرنے کا نہیں تھا بلکہ اس سے یہی مراد تھی کہ اللہ جل شانہ محض اپنے کرم اور فضل سے ان دونوں کو معہ ان کی اولاد کے شیطان کے اغواء اور فتنے وشر سے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

اور یہی آپ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حق میں کی ہے:

’’عن علقمة قال قدمت الشام فقال ابو الدرداء قال افیکم الذی اجارہ الذی اجارہ من الشیطان علی لسان نبیّہ ﷺ یعنی عماراً‘‘ اہل شام کہتے ہیں کہ جب ابوالدرداء صحابی مدینہ منورہ سے یہاں پہنچے تو فرمایا کیا تمہارے اندر وہ شخص ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے شیطان سے بوجہ نبی کریم ﷺ کی دعا کے پناہ میں رکھا ہے یعنی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ۔

سوال۲: جب آیت اور حدیث کی غرض عیسیٰ بن مریم کی معصومیت کا اظہار کرنا ہے اور یہ معصومیت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح دوسرے انبیاء کرام کو بھی بموجب مذکورہ بالا آیت کے حاصل تھی تو عیسیٰ علیہ السلام کو خاص طور سے علیحدہ بیان کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔

جواب: علامہ ابن حجر (فتح الباری شرح بخاری ج۸ ص۱۸۲ مطبوعہ مصر) میں فرماتے ہیں کہ ابلیس لعین ہر بنی آدم کو ابتداء ولادت میں مس کرتا ہے۔ لیکن انبیاء کرام پر اس مس کا کچھ اثر گمراہی اور ضلالت کی صورت میں ظاہر نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ہمیشہ معصیت الٰہی اور اس کی نافرمانی سے مامون اور مصئون رہتے ہیں۔ مگر عیسیٰ اور ان کی والدہ مریم کے ساتھ بوجہ حنّہ کی دعا کے یہ خاص رعایت ہوئی کہ شیطان ان کو مس نہ کر سکا۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام کو اگرچہ مس کیا ہے۔ لیکن ان پر اس مس کا کچھ اثر نہ ہوا۔

اب چونکہ عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ نے مس شیطان سے بچایا اور یہ بات ان کے حق میں نئی تھی جو دوسرے نبیوں کے ساتھ نہیں ہوئی۔ اس لئے ان دونوں کو خاص طور پر علیحدہ ذکر کیا ہے۔

سوال۳: اب تک یہ معلوم نہ ہوا کہ شیطان کس غرض سے ہر آدمی کو مس کرتا ہے۔

جواب: ابلیس لعین ہر ایک بچہ کو اس کی ولادت کے وقت مس کر کے اس پر اپنا اثر اور سایہ ڈالتا ہے تاکہ آنے والی زندگی میں وہ بچہ اس کے اغواء اور سیہ کاریوں کا شکار بنا رہے۔ اب جس شخص کے صفحۂ دل پر اس ناپاک اثر کا سیاہ داغ لگ جاتا ہے، اس کا اوائل عمر سے طبعی رجحان معصیت اور فواحشات کی طرف ہوتا ہے اور جو طبیعتیں اس اثر سے پاک اور بے لوث ہوتی ہیں۔ ان کا نام خاصان خدا کے دفتر میں سنہری حرفوں سے لکھا جاتا ہے۔

سوال۴: اس سے معلوم ہوا کہ مریم جس طرح معصومہ اور بے گناہ تھیں، عنیّہ بھی تھیں۔ کیونکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک غیر نبی کبھی معصوم نہیں ہوتا۔

مریم نبیہ نہ تھیں

جواب: اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی عورت کو نبوت عطا نہیں فرمائی، ہمیشہ مرد ہی نبی اور رسول ہوتے رہے ہیں ''ما ارسلنا قبلک الّا رجالا نوحیٓ الیھم فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (النحل: ۴۳)'' البتہ وہ ایک خدا پرست اور نیک بی بی تھیں۔

''قال النبی ﷺ کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الّا اربع مریم بنت عمران، اٰسیة امرأة فرعون، فاطمة بن محمد وخدیجة بنت خولید'' مرد اکثر خدا پرست ہوتے آئے ہیں۔ مگر عورتوں میں مریم اور آسیہ فرعون کی عورت، فاطمہ اور اس کی والدہ خدیجہ۔ یہ چند عورتیں نیک اور اللہ والی ہوئی ہیں۔

چونکہ مریم نبیّہ نہ تھیں اس لئے معصوم بھی نہیں ہیں۔ محض ولیہ ہونے کی وجہ سے موفق من اللہ اور شیطان کے شر اور فتنے سے محفوظ تھیں البتہ عرف میں معصوم بے گناہ کو کہتے ہیں۔ اس معنی سے مریم بھی معصوم ہیں، لیکن اہل شریعت کے نزدیک معصوم اور موفق من اللہ میں فرق ہے۔

معصوم اور موفق من اللہ: معصوم کی صفائی باطن اور قلبی حالت اس درجہ قابل اعتماد اور درست ہو جاتی ہے کہ اس کے متعلق کفر اور معصیت الٰہی کا خیال بھی نہیں ہوتا وہاں سوء عاقبت کا ڈر یا شیطان کے فتنہ اور شر کا خوف بالکل نہیں رہتا۔ اللہ کی عصمت اور پناہ میں اس کی دلی حالت صلاح اور تقویٰ کے اعتبار سے ایسی ہو جاتی ہے کہ وہ اس کو ہر وقت نیک اور خیر کے کاموں میں مشغول اور منہمک رکھتی ہے اور ان کو برے افعال اور خدا کی نافرمانی سے طبعی نفرت ہو جاتی ہے۔ ایسی بزرگ ہستی انبیاء علیہم السلام ہی کی ہے۔ جن کی نسبت کفر یا گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو جانے کا وہم وگمان بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن اولیاء اللہ کا حال اس کے خلاف ہے۔

انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور اولیاء موفق من اللہ: وہ بھی اگرچہ بے گناہ اور پاک نفس ہوتے ہیں۔ مگر ان کے متعلق ابلیس کے اغواء اور دھوکے دینے کا ہر وقت کھٹکا لگا ہوا ہے۔ ایمان کے سلب ہو جانے کا خطرہ اور گناہ کبیرہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ آخری لمحہ تک رہتا ہے۔ مگر عبادت الٰہی کی وجہ سے خدا کی حمایت اور حفاظت ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ جس سے ان کو شیطانی اثر سے پناہ اور نیک عمل کی توفیق ہوتی رہتی ہے۔ لیکن خاتمہ بالخیر یقینی نہیں

ہوتا۔ انبیاء علیہم السلام کا انجام یقیناً نیک اور اچھا ہوتا ہے اور کبھی کوئی لغزش بھی ہو جاتی ہے تو ان کو فوراً توبہ کی توفیق ہوتی ہے۔ جس کے بعد ان کا دامن عصمت معمولی گناہ اور ادنیٰ لغزش کے بدنما دھبّہ سے بھی پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ ''فلا تبقی لهم صغيرة ولا كبيرة'' اس لئے وہ چھوٹے بڑے دونوں قسم کے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔

سوال ۵: عیسیٰ کی والدہ مریم پارسا اور ولیّہ تھیں اور محمد ﷺ کے ماں باپ مشرک اور بت پرست تھے تو مسیح علیہ السلام نبی عربی ﷺ سے افضل اور برتر ہوئے۔

جواب: والدین کی پارسائی اور بزرگی یا دنائت وکم ظرفی اولاد کے حق میں کبھی عزت یا ذلت کا باعث نہیں ہوسکتی۔ ابراہیم علیہ السلام کا باپ آزر کافر اور خدا کی نگاہ میں ذلیل تھا۔ لیکن ابراہیم کی خلت اور نبوت میں اس سے کوئی فرق نہ آیا اور الٹی دنیا کی پیشوائی اور امامت ان کے سپرد ہوئی۔ ''قال انّی جاعلک للنّاس اماما (البقرہ:۱۲۴)'' دنیا میں ایسے افراد بکثرت گزرے ہیں جو انسانی کمالات کے انتہائی مرتبہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ لیکن ان کی آنے والی نسلیں اپنی بدفعلیوں اور مذبوحی حرکات کی وجہ سے تباہ اور خراب ہوگئیں اور اسی عالم میں ایسے بھی نونہال فرزند ہیں، جن کی اخلاقی جرأت اور زرّیں کارناموں نے نہ صرف ان کو بلکہ ان کے والدین کے نام کو تاریخی صفحات پر روشن کر دیا۔ لیکن معمولی دل ودماغ کا آدمی بھی اس بات کو جانتا ہے کہ والدین کا فضل وکمال اولاد میں اور اولاد کی خوبیوں کا ماں باپ میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بلکہ تمام خوبیاں اسی کی ذات تک محدود رہتی ہیں۔ جس میں یہ کمال پایا جاتا ہے اور جو شخص ان نیک خصلتوں سے خالی ہوتا ہے وہ دنیا کی نظروں میں اسی طرح ذلیل اور نکمّا ہے۔ جس کا کہ وہ مستحق ہے تو کیا مریم کی عفت اور پاک نفسی سے عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت پر استدلال کرنا واقعات عالم سے ناواقفیت یا دانستہ اغماض نہیں ہے:

لیس الفتی من یقول کان ابی انّ الفتی من یقول ھا انا ذا

(۲) پھر مریم کی صلاحیت اور تقویٰ حنّہ کی دعا کا نتیجہ ہے۔ اس کو عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت میں کوئی دخل نہیں۔ ایسی دعائیں اور ان کے ثمرات امت محمدیہ کے ادنیٰ اور معمولی درجہ کے غلاموں پر عام ہیں۔ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے لئے نبی علیہ السلام نے شیطان سے پناہ میں رہنے کی خدا سے دعا مانگی اور وہ قبول ہوئی۔ اسی طرح آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی اللہ کی حفاظت میں سونپا۔ اس پر خدا نے اپنے رسول کی آواز کو

سن لیا اور ان کو دارین کی نعمتیں عطا فرمائیں۔

نیز یہ بھی آپؐ ہی کے فیض صحبت کا اثر اور حضور کی غلامی کی برکت تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے آتے ہوئے شیطان کی روح کانپتی تھی۔ حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ عمر خدا کی قسم! تو جس راہ سے نکل جاتا ہے، شیطان وہ راستہ ہی چھوڑ دیتا ہے۔

سبحان اللہ! جس کے غلاموں کا یہ کمال ہو تو اس آقا کے کیا کچھ کمالات نہ ہوں گے۔

سوال ۶: قرآن مجید مسیح علیہ السلام کو دیگر انبیاء کرام اور محمد ﷺ پر کئی وجہ سے فضیلت دیتا ہے۔

(الف) مسیح کو ان کی ولادت کے وقت ابلیس مس نہیں کر سکا اور دوسرے نبیوں کو اس نے مس کیا ہے۔

(ب) محمد ﷺ کو ''استغفر لذنبک (محمد: ۱۹)'' گناہوں سے معافی مانگنے کا حکم ہوا اور توبہ کے بعد گناہوں سے مغفرت کی خبر دی گئی۔ ''لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر (الفتح: ۲)'' لیکن مسیح نے اپنے زمانہ قیام میں ایک بھی گناہ نہ کیا۔

(ج) نیز قرآن شریف میں ہے کہ محمد صاحب کو گمراہی کے بعد ہدایت نصیب ہوئی ''ووجدک ضالاً فھدیٰ (الضحیٰ: ۷)'' مگر مسیح کو خدا نے پہلے ہی دن سے شیطان کے فتنہ اور شر سے محفوظ رکھا ہے۔ ان میں سے ہر ایک ایسا مستقل سبب ہے، جس سے مسیح کی فضیلت عامہ ثابت ہوتی ہے۔ (عیسائی)

جواب: اگرچہ انبیاء علیہم السلام کے باہمی تفاضل پر بحث وتمحیص کا سلسلہ ایک مستقل رسالہ کا محتاج ہے۔ لیکن یہاں چند ضروری باتیں جواب دینے سے پہلے بطور تمہید سپرد قلم کی جاتی ہیں۔

رسول خدا ﷺ تمام نبیوں سے افضل ہیں: یہ امر ارباب بصیرت پر پوشیدہ نہیں کہ ایک حکومت کے نوکر چاکر آپس میں ملازم اور نوکر ہونے کی حیثیت سے ایک دوسرے کے شریک ہیں۔ لیکن باعتبار اپنے عہدہ اور مرتبہ کے کوئی افسر ہے اور کوئی معمولی درجہ کا نوکر، ایک وزیر ہے، سپاہی ہے۔ ان نوکروں میں ایک حاکم با اختیار ہے اور دوسرا فرمانبردار غلام۔ یہی حال مومنین کی جماعت کا ہے۔ ایک فاسق بدکردار ہے۔ دوسرا متقی

پرہیزگار۔کوئی درجہ ولایت پر فائز ہے اور کوئی جام شہادت نوش کر رہا ہے اور صدیق باصفاء لیکن مومن ہونے میں سب مساوی ہیں۔فاسق ہو کہ متقی،صدیق ہو یا شہید۔نفس ایمان کے اعتبار سے سب ایک ہیں۔فرشتوں کے گروہ میں بھی فرشتے فرشتے سب برابر ہیں۔لیکن باعتبار اپنے مرتبوں کے ایک جماعت مقرّبین کی ہے اور دوسری حملۂ عرش کی۔کوئی ان میں اعلیٰ اور افسر ہے اور کچھ فرشتے اس کے نیچے کام کرنے والے ایسے ہی انبیاء علیہم السلام بھی باعتبار درجۂ نبوت کے برابر اور مساوی ہیں۔مگر مرتبے کے لحاظ سے ان میں بھی باہمی امتیاز ہے۔ بعض نبی ہیں جو کسی سابق رسول کے پیرو ہو کر مخلوق کو ہدایت کرتے ہیں۔ان کا یہی کام ہے کہ خدا کے دین میں جو رخنے اور خرابیاں پیدا ہوگئی ہوں۔ان کو اپنے وعظ اور نصیحت سے دور کرنے کی سعی اور کوشش کریں۔اس کے بعد رسول کا مرتبہ ہے جو خدا کی طرف سے ایک نئی کتاب انسانوں کی ہدایت کے واسطے لے کر آتا ہے۔اسی وجہ سے اس کو ارشاد اور ہدایت خلق کے علاوہ اس میں لکھے ہوئے احکام کی نشر و تبلیغ کا کام بھی انجام دینا پڑتا ہے۔

انبیاء میں فرق مراتب ہے: پھر ان رسولوں میں بعض بڑے بڑے اور اولوالعزم رسول ہیں جن کو اعلاء کلمۃ اللہ کے واسطے دشمن کے مقابلے میں تلوار اٹھانی پڑتی ہے۔پیغمبر خدا ﷺ اور پہلے نبیوں میں موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام بھی اولوالعزم نبی تھے۔ان اولوالعزم نبیوں میں بھی بعض کو بعض پر اللہ جل شانہ نے شرف رتبہ اور علو درجہ عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:''ولقد فضلنا بعض النّبیین علیٰ بعض (الاسراء:۵۵)''ہم نے بعض رسولوں کو بعض سے افضل بنایا ہے۔

دوسری آیت میں ہے:''تلک الرسل فضّلنا بعضھم علیٰ بعض (البقرہ:۲۵۳)''ان رسولوں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج امت کے علماء کا اس بات کا اتفاق ہوگیا کہ بعض رسولوں کو باعتبار اپنے مرتبہ اور درجہ کے دوسرے نبیوں پر ایک قسم کا تفوّق اور فضیلت حاصل ہے اور ان میں بھی فرق مراتب اسی طرح ہے جیسا کہ دوسری جماعتوں میں ہے۔اب اس کے بعد اگر کوئی چیز رہ جاتی ہے تو وہ یہی ہے کہ اس مبارک ہستی کو متعین کریں جو تمام نبیوں کا سردار اور خدا کی مخلوق میں بہترین فرد ہے۔

انبیاء میں باہمی تفاضل جائز ہے: رہا تفاضل بین الانبیاء سو وہ ایک ایسی طے شدہ بات ہوگئی کہ جس کے خلاف لب کھولنا انسانی غلطی کے علاوہ مذہبی گناہ بھی ہے۔ کیونکہ جس حدیث میں ''لا تخیّروا بین الانبیاء'' آیا ہے۔ یعنی آپس میں انبیاء کو فاضل اور مفضول نہ کہنا چاہئے یا ''لا تفضلّونی علیٰ یونس ابن متی'' ہے مجھے یونس علیہ السلام پر فضیلت نہ دو۔ ایک حدیث میں ہے ''من قال انا خیرٌ من یونس فھو کذاب'' جو شخص یونس پر مجھے فضیلت دے وہ کاذب اور جھوٹا ہے۔ ان سب حدیثوں سے یہ مراد ہے کہ کسی رسول یا نبی کی اس طرح شان اور فضیلت بیان کرنی جس سے دوسرے نبیوں کی منقصت لازم آئے جائز نہیں۔ ورنہ نفس فضیلت کا بیان کرنا کوئی گناہ نہیں ہے۔ البتہ اس طرح سے بیان کرنا کہ دوسرے نبی کی اس سے توہین ہو، حرام اور ناجائز ہے اور یہ بات اسی صورت لازم آتی ہے جب کہ تفاضل میں مقابلہ کی شان پیدا ہوجائے۔ اگر اس سے علیحدہ ہوکر نفس فضیلت کا اعتقادی طور پر اظہار کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ''انا سیّد ولد آدم ولا فخر'' میں اولاد آدم کا سردار ہوں ''آدم ومن دونہ تحت لواء ی یوم القیامۃ'' قیامت کے دن تمام انبیاء میرے علم کے نیچے جمع ہوں گے۔ اس قسم کی حدیثوں سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا اس طرح اقرار کرنا کہ دوسرے نبیوں کی اہانت لازم نہ آئے ایک تک ضروری ہے۔

اور کبھی ان احادیث کی توجیہہ اس طرح کی جاتی ہے کہ تمام انبیاء چونکہ اصل نبوت میں برابر اور مساوی ہیں۔ اس لئے درجہ نبوت کے اعتبار سے ایک کو فاضل اور دوسرے کو مفضول کہنا درست نہیں یا بلا دلیل شرعی محض عقلی طور پر کسی نبی کے متعلق افضلیت کا دعویٰ کرنا لغو اور بے معنی ہے۔ فضیلت اور بزرگی اسی کے لئے ہے جس کو خدا نے باعزت ومکرم بنایا ہو۔ کثرت عبادات اور اطاعت کی زیادتی شرف اور کرامت کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ حدیث میں ہے کہ اللہ نے یہود اور نصاریٰ کے عمل کا بدلہ باوجود زیادہ دیر تک کرنے کے ایک قیراط دیا ہے اور امت محمدیہ کو تھوڑے اور قلیل عمل پر دو قیراط کے برابر ثواب عنایت فرمایا ہے۔ حقیقت میں خدا کی ذات بڑی نکتہ نواز ہے۔ اگر وہ چاہے تو قلیل عمل والوں کو وہ کرامت اور قرب منزلت عطاء فرمائے کہ بڑے مجاہدہ کرنے والے کثیر العبادۃ دیکھتے رہ جائیں۔

نوح علیہ السلام نے ۹۵۰ برس تک خدا کی عبادت کی۔ لیکن پیغمبر خدا ﷺ اپنی تیئس سالہ نبوت میں اس مرتبہ کو پہنچے کہ نوح علیہ السلام اس قدر طویل زمانہ صرف کرنے کے بعد بھی اس کا سراغ نہ لگا سکے۔ ''ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشآء واللہ ذوالفضل العظیم (الجمعۃ:۴)''

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدا ئی بخشندہ

ایک دفعہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مجمع میں آپ نے یوشع بن نون علیہ السلام کی نسبت فرمایا کہ انہوں نے ایک ہزار مہینے دن کو روزے رکھے اور خدا کی راہ میں جہاد کیا اور رات کو نفلیں پڑھی ہیں۔ صحابہ یہ سن کر رونے لگے اور عرض کیا یارسول اللہ! اس طرح تو اس امت کا ایک آدمی بھی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ خدا نے ان کی تسلی کے واسطے یہ آیت نازل فرمائی ''لیلۃ القدر خیرٌ من الف شھر'' اس امت کی شب قدر کی ایک رات ہزار مہینوں سے ثواب میں زیادہ ہے۔ کسی شاعر کا قول ہے:

قلیل منک یکفینی ولکن قلیلک لا یقال لہ قلیل

تیرا تو تھوڑا بھی بہت ہے اور اس کو تھوڑا کس نے کہا ہے۔

ایک مرتبہ صحابہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''لم یفضلکم ابوبکر بکثرۃ الصلوٰۃ ولا صیام وانما فضلکم بشیٔ وقر فی صدرہٖ'' ابوبکر کثرت عبادت سے تم پر فضیلت نہیں رکھتے۔ بلکہ مشاہدۂ ذات اور خدا کی عظمت نے ان کے دل میں ایسی جگہ کی ہے۔ جس نے ان کو تم سب پر اونچا کردیا ہے۔

<u>قرآن آپ کی فضیلت کی گواہی دیتا ہے:</u> پس وہ برگزیدہ نبی جس کو تمام نبیوں پر خود اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی ہو، جس کے سر پر کرامت اور بزرگی کا تاج رکھا ہو یا تخلیق عالم کا سبب اور دنیا کا نجات دہندہ بن کر آیا ہو، وہ مقدس ہستی محمد ﷺ کی ہے۔ جن کی عظمت اور بڑائی کا میثاق کے دن اللہ نے ہر نبی سے اقرار کرایا اور ان کے اتباع اور پیروی کا عہد لیا۔

''واذ اخذاللہ میثاق النّبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثمّ جاء کم مصدّق لما معکم لتؤمننّ بہ ولتنصرنہ قال اقررتم واخذتم علٰی ذالکم اصری قالو اقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین فمن تولّٰی بعد

ذلک فاولئک ھم الفاسقون (آل عمران: ۸۱، ۸۲) ''ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا تھا کہ تم نبی آخر الزمان کے آنے تک اگر زندہ رہے تو ان کی پیروی کرنا کہ یہی طریقہ تمہاری فلاح و بہبود کا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''**لم یبعث اللہ نبیاً من اٰدم الا اخذ علیہ العھد فی محمد ﷺ لئن بعث وھو حی لیؤمننّ بہ ولینصرنّہ ویاخذ بذالک العھد علٰی قومہ**'' ہر ایک نبی سے اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے بارہ میں یہ عہد لیا تھا کہ وہ اگر ان کے آنے تک زندہ رہے اور اس کی قوم دونوں ان پر ایمان لائیں گے اور ضرورت کے وقت ان کی مدد بھی کریں گے۔[۳]

اسی لئے آپ نے فرمایا ہے:

''**لو کانؑ موسٰی حیاً لما یسعہ الا اتباعی**'' موسیٰ بھی اگر آج زندہ ہوتے تو میری ہی پیروی کرتے۔

پھر اس آیت کے ظاہری معنی کو بھی فوت نہ ہونے دیئے اور معراج کی رات بیت المقدس میں تمام انبیاء کو آپ کی پیشوائی کے لئے جمع کیا آپ امام بنے اور سب نبیوں نے پیچھے اقتداء کی۔ انس بن مالک سے روایت ہے ''**انہ ﷺ صلّٰی بالانبیاء ببیت المقدس**'' فضیلت اس کو کہتے ہیں کہ شرف اور کرامت کے یہ معنی ہیں۔

(۲) نیز قرآن مجید میں ہے ''**وکذٰلک جعلنا کم امّۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی النّاس ویکون الرسول علیکم شھیداً** (البقرۃ:۱۴۳)''

یعنی قیامت کے دن جب قومیں اپنے نبیوں کی تبلیغ اور ارشاد کے دعوے کو جھٹلاتے ہوئے ان کی آمد کا انکار کریں گی۔ یہاں تک کہ نوح علیہ السلام کی ۹۵۰ برس کی کوشش سے بھی ان کی قوم کو قطعی طور سے انکار ہوگا تو اللہ سبحانہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے ان کے دعویٰ پر سچائی کے گواہ طلب کریں گے۔ اس وقت امت محمد یہ نبیوں کے حق میں گواہی دینے کی غرض سے آگے بڑھے گی۔

اللہ جل شانہٗ شہادت سے پہلے ان سے پوچھے گا کہ یہ نبی اور ان کی قوم تمہاری پیدائش سے صدہا سال پہلے گزر چکی تھی۔ تم کو ان رسولوں کی تبلیغ اور ہدایت کی کیسے اطلاع ہوئی۔ عرض کریں گے کہ الٰہی یہ سب کچھ صحیح اور درست ہے۔ مگر ہمارے پیغمبر ﷺ نے ہم کو

ایسی ہی خبر دی تھی۔ حضور ﷺ سے سوال ہوگا کہ کیا آپؐ نے ان کو اس کی خبر دی ہے۔ آپؐ فرمائیں گے کہ ہاں میں نے ہی ان کو اس سے مطلع کیا ہے۔ اس کے بعد نبی کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے خبر دینے پر ان سے گواہ نہیں مانگتا اور جو کچھ آپ فرماتے ہیں بلا دلیل اس کو مان لیا جاتا ہے اور جب ایک نبی اپنی قوم کے مقابلہ میں بعینہٖ یہی کہتا ہے جو حضور ﷺ نے فرمایا تو کچھ نہیں سنا جاتا اور ان سے گواہ ہی کا مطالبہ ہوتا ہے۔ یہ فرق صاف بتلا رہا ہے کہ نبی عربی ﷺ کی شان خدا کی نظر میں دوسرے نبیوں کے مرتبے اور شان سے ارفع اور بلند تر ہے۔ ''انا اکرم ولد آدم علی ربی ولا فخر'' میں اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

تیسری دلیل: آپ کی فضیلت عامہ پر یہ ہے کہ ہر ایک نبی کو اللہ تعالیٰ نے اس کی قوم کا رہبر بنا کر بھیجا ''ما ارسلنا من رسول الّا بلسان قومه (ابراهيم:۴)'' لیکن نبی عربی ﷺ کو تمام عالم انسی کی ہدایت پر مامور فرمایا ''قل یٰایها الناس انّی رسول الله الیکم جمیعاً (اعراف:۱۵۸)'' دوسری آیت میں ہے ''ما ارسلناک الّا کافةً للنّاس بشیراً ونذیراً ولکن اکثر النّاس لا یعلمون (سبا:۲۸)'' یعنی ہم نے آپ کو تمام دنیا کا رسول بنا کر بھیجا۔ اس خصوصیت کو مسلم کی حدیث نے اچھی طرح واضح کر دیا ہے۔ ''قال رسول الله ﷺ اعطیت خمساً لم یعطهن احد قبلی کان کل نبی یبعث الٰی قومه وبعثت الٰی کل احمر واسود'' ایک روایت میں ہے ''والنبی یبعث الی قومه وبعثت الی النّاس عامة'' ہر ایک نبی اپنی قوم کی ہدایت کے واسطے آیا اور میں دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا۔ ظاہر ہے کہ دنیا میں جس کے اختیارات عام اور دائرہ حکومت اس کا وسیع اور پھیلا ہوا ہو۔ وہی سب سے بڑا بادشاہ اور دنیا کا اکیلا حکمران ہے۔ اسی طرح جس نبی کا حلقۂ اثر تمام عالم کو محیط اور گھیرے ہوئے ہو وہ یقیناً ان نبیوں کی نسبت بڑا اور بلند رتبہ ہوگا۔ جس کی ہدایت اور تبلیغ قوم کے چند افراد تک محدود ہے۔

ادھر جس طرح آپ کی نبوت عامہ ہے۔ ایسے ہی آپ کے پیرو اور تابعین کی تعداد بھی قیامت کے دن تمام امتیوں سے زائد ہوگی۔ حدیث میں ہے ''انا اکثر النّاس

تبعاً ''ایک روایت میں ہے ''فارجو ان اکون اکثرھم ویوم القیامۃ'' پھر کثرت سے جنتی بھی۔ آپ ہی کی امت کے آدمی ہوں گے۔ مسلم میں روایت ہے کہ دو تہائی اہل جنت کی یہ امت ہوگی اور بقیہ ایک تہائی آدمی تمام امت کے ہوں گے۔ یہ آپ کے فضل اور بزرگی پر ایسی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ جس کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ معمولی آدمی بھی جانتا ہے کہ جس کا فیض عام اور نفع کثیر ہو اور زیادہ تعداد میں لوگ اس کے ذریعہ سے ہدایت پاتے ہوں۔ اس کی فضیلت دنیا کی ایک مانی ہوئی بات ہے۔

موسیٰ علیہ السلام چونکہ اس کی اہمیت سے واقف تھے۔ اس لئے معراج کی رات جس وقت آپ سے ملاقات ہوئی تو یہ واقعہ ان کو یاد آ گیا۔ رو کر خدا سے شکوہ کرنے لگے کہ الٰہی اس نبی کی امت بہشت میں زیادہ جائے گی اور میری امت اس کے مقابلہ میں تھوڑی ہوگی ''ھٰذا غلام بعثتہ من بعدی یدخل من امتہ الجنۃ اکثر ممّا یدخل من امتی'' بلکہ ایک روایت میں اس طرح آیا ہے ''قال موسٰی لم اظنّ ان یرفع علیّ احدٌ'' یعنی مجھے اس کا گمان بھی نہ تھا کہ کوئی شخص مجھ سے اس بات میں بڑھ جائے گا۔

(۴) پھر اللہ تعالیٰ نے اس امت کو خیر الانام کا خطاب دیا ''کنتم خیر امت اخرجت للنّاس الخ (آل عمران: ۱۱۰)'' پیروؤں کا شرف اور علو رہبر کی کرامت اور بزرگی کو پہلے چاہتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جس کی پیروی کو ابراہیم جیسا خدا کا دوست اپنا فخر سمجھے اور جس کے امتی ہونے کی موسیٰ علیہ السلام کو آرزو ہو اور جس کی غلامی عیسیٰ علیہ السلام کے لئے باعث صد افتخار ہو، وہی اگر دنیا کا سردار خدا کے بعد بزرگی اور کرامت کا مستحق اور اہل نہ ہوگا تو پھر کون ہوسکتا ہے۔

''عن ابی ھریرۃ اما ترضون ان یکون ابراھیم وعیسٰی علیہما السلام منکم یوم القیامۃ ثم قال انھما فی امتی یوم القیامۃ'' قیامت کے دن ابراہیم اور عیسیٰ علیہما السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہوں گے۔ سبحان اللہ! ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت کے روز آپ کے امتی ہونے کی آرزو کریں گے۔ ''امّا ابراھیم فیقول انت دعوتی وذریّتی فاجعلنی من امّتک (کتاب شفاء حقوق المصطفٰی)'' کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ جب کوہ طور پر پروردگار عالم سے مناجات

کرنے کے واسطے جاتے تو اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہر مرتبہ محمد ﷺ کی امت کی تعریف اور توصیف کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت موسیٰ نے خدا سے آرزو کی کہ الٰہی جس امت کی تو اس قدر ثنا کرتا ہے۔ اس رسول کی امت میں مجھے بھی لے لے۔ (شرح تعرّف)

عقل سے بھی آپ ہی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے: (۵) نیز فضیلت یا ایمان کی ہے ''ولعبدٌ مومنٌ خیرٌ من مشرک (البقرہ: ۲۲۱) ''مسلمان بہتر ہے مشرک سے، یا تقویٰ اور طہارت کی ''انّ اکرمکم عنداللہ اتقاکم (الحجرات: ۱۳)'' پرہیز گار آدمی اللہ کے نزدیک بزرگ اور مکرم ہے۔ پھر اس کے بعد علم شرعی معہ عمل بزرگی اور شرافت کی دلیل ہے ''ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون (الزمر: ۹)'' اہل علم اور جہلاء کبھی برابر نہیں ہوسکتے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے ''فضل العالم علی العابد علیٰ ادناکم '' عالم باعمل کی فضیلت ناخواندہ عابد پر اتنی ہے۔ جیسی میری فضیلت تمہارے ایک معمولی آدمی پر ہے۔ کبھی باعتبار کثرت ثواب اور زیادتی اجر کے فضیلت اور بزرگی ہوتی ہے ''الذین اٰمنوا وھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃً عنداللہ اولٰئک ھم الفائزون (التوبۃ: ۲۰)''

نبی کریم ﷺ ان تمام صفتوں میں کمالات انسانیہ کے انتہائی درجہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ اس لئے آپ کا رتبہ بھی سب سے اعلیٰ اور افضل ہونا چاہئے۔

دنیا جانتی ہے کہ آپ ﷺ کے کمالات علمیہ کا احاطہ کرنا کسی انسانی عقل کا کام نہیں۔ جامع الکلم آپ ہی کا لقب ہے۔ آپ ہی ''اوتیت علم الاوّلین والاخرین '' کے صحیح مصداق ہیں۔ ادھر آپ کی قوت ایمانی اور راسخ الاعتقادی کا یہ عالم ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں ''لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب یعنی جبرئیل علیہ السلام ولا نبی مرسل یعنی ابراھیم علیہ السلام '' مجھے اللہ کے ساتھ وہ تعلق اور لگاؤ ہے کہ کوئی فرشتہ یا نبی اس کا سراغ نہیں لگا سکتا اور خدا کی نسبت وہ اطمینان اور یقین حاصل ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی طرح ''لیطمئنّ قلبی '' کہنے کی نوبت نہیں آئی۔ اسی طرح ایک مرتبہ صحابہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق حضور ﷺ کے سامنے کہا کہ وہ پانی پر ایسے چلتے تھے جیسے کوئی خشکی پر چلے۔ آپ نے فرمایا ''لو ازداد یقیناً لمشی علی الھواء ''یعنی یقین اور بڑھ

جاتا تو پانی کیا چیز ہے، ہوا پر اڑتے۔ گویا آپ معراج کی طرف اشارہ کر رہے تھے کہ اس رات آپ ہوا کے راستے سے آسمانوں پر پہنچے تھے۔ پھر اجر اور ثواب آخرت کے اعتبار سے بھی کوئی نبی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جنت میں ایک بلند اور عالی مرتبہ ہے جو آپ کے علاوہ کسی نبی کو نہیں دیا جائے گا۔ حدیث میں ہے ''قال رسول اللہ ﷺ اطمع ان اکون اعظم الانبیاء اجر یوم القیامۃ (رواہ ابوھریرہ)'' پھر اخلاقی خوبیوں میں آپ ہی اپنی نظیر تھے ''انک لعلیٰ خلق عظیم (القلم:۴)'' آپ ہی کی شان میں کہا گیا۔ ساتھ ہی غیر محدود معجزات آپ کو عطا ہوئے۔ پہلے نبیوں کی ایک حد مقرر ہوتی تھی۔ مگر آپ کی ہر ادا ایک نیا معجزہ تھا۔ غرض وہ تمام خوبیاں جو فرداً فرداً انبیاء کو عطا ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ میں جملۃً سب کی سب جمع کر دی گئیں:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اور کیوں نہ ہو قرآن مجید میں ہے ''وکان فضل اللہ علیک عظیماً (النسا:۱۱۳)'' غرض اس مصدر اوصاف وکمال کی خوبیاں شمار کرنے کے واسطے عمر نوح کی ضرورت ہے، یہی کہنا پڑتا ہے:

یا صاحب الجمال ویا سید البشر من وجھک المنیر لقد نوّر القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اجمالی طور سے آیت ''لقد فضلنا بعض النّبیین علی بعض (اسراء:۵۵)'' کی اچھی طرح وضاحت ہوگئی۔ اب اس کے بعد ہم نمبروار ہر ایک سوال کا جواب قرآنی شہادت اور حدیث نبوی سے عقل اور تجربہ کی روشنی میں دینا چاہتے ہیں۔ جس کا عیسائی صاحبان کی طرف سے مطالبہ بھی ہے۔

(جواب۵) یہ امر اپنی جگہ پر واضح ہو چکا ہے کہ عدم مساس کا فائدہ اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ عیسیٰ اور مریم علیہما السلام شیطان کے شر اور فتنے سے محفوظ رکھے گئے اور یہ ایک ایسی بات ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام بموجب آیت ''ان عبادی لیس لک علیھم من سلطان (الحجر:۴۲)'' یا بمقتضائے آیت ''لا غوینّھم اجمعین. الّا عبادک منھم المخلصین (ص:۸۲، ۸۳)'' (شیطان نے کہا اے اللہ! میں تیرے مخلص بندوں کو نہ بہکا

سکوں گا) اس میں عیسیٰ علیہ السلام بھی ساتھ شریک ہیں۔ اس حد تک عیسیٰ علیہ السلام میں بہ نسبت دوسرے نبیوں کے کوئی زائد بات نہیں تھی۔ جس سے فضیلت کا سہرا ان کے سر رہتا۔ زائد از زائد یہ کہہ سکتے ہیں کہ شیطان بوقت ولادت عیسیٰ علیہ السلام کو چوکے مار کر رلا نہیں سکا تو تکلیف سے بچا رہنا کسی قسم کی عزت اور کرامت کی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ جس قدر انسان کا دین اور ایمان قوی اور مضبوط ہوتا ہے، تکالیف اور مصیبتیں بھی ایسی سخت اور دل دہلا دینے والی ہوتی ہیں۔

حدیث میں ہے ''انما یبتلی الرجل علی قدر دینه فمن ثخن دینه ثخن بلائه ومن دق دینه دق بلائه'' اور انبیاء علیہم السلام تو علائق دنیوی سے ہمیشہ پناہ مانگتے رہے۔ فقر و فاقہ سے زندگی بسر کرنا ان کا فخر تھا اور وہ طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا رہنے کی خدا سے آرزومند رہتے تھے۔ اس لئے ان پر مصائب اور الام باعتبار دوسرے لوگوں کے زیادہ سخت ہوئے تھے ''الانبیاء اشدّ بلاء'' وہ بلائیں جو کسی پر نہ آتی تھیں۔ وہ ان پر ٹوٹتی اور پھر ان کے لئے عین راحت تھی۔ کیونکہ جس قدر مصیبتوں پر صبر اور شکر کرتے اتنے ہی درجہ خدا کے یہاں بلند ہوتے تھے۔

(۲) اس کے علاوہ استعارۃ کے برکات انبیاء کرام کی ذات تک محدود نہیں۔ بلکہ اس امت کے عام افراد بھی اس سے بہرہ اندوز ہیں۔ ابن سنی سے روایت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ان احدکم اذا اراد ان یخرج من المسجد تداعت جنود ابلیس واجلبت واجتمعت کما تجتمع النحل علی یعسو بها فاذا قام احدکم علی باب المسجد فلیقل اللهم انی اعوذبک من ابلیس وجنوده فانه اذا قالها لا یضره'' کہ جب تم مسجد سے باہر نکلتے ہو تو ابلیس معہ اپنے لشکر کے تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے۔ اس وقت تم ''اللهم انّی اعوذبک من ابلیس'' پڑھ لیا کرو، اس دعا کی برکت سے تمہیں شیطان کے شر اور فتنے سے امن میں رکھے گا۔

اس حدیث میں قریب قریب وہی الفاظ ہیں جو حنہ نے استعاذۃ کے وقت کے کہے تھے۔ اب اگر گناہوں سے بچنا نبوت کی خصوصیات میں سے ہے تو یہ دعا مریم کے حق میں قبول نہ ہوتی۔ کیونکہ وہ نبیہ نہ تھیں۔ مگر واقعہ اس کے خلاف ہے۔ اس لئے ایک ایسی عام چیز جو غیر نبی کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔ اس سے کسی نبی کی فضیلت اور بزرگی پر استدلال کرنا ایک

حد تک نادانی اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔ گناہوں سے بچنا ایک مسلمان کے لئے بحیثیت سچے مومن اور ایمان دار بننے کے ضروری اور لازمی شرط ہے۔ اس کو کسی نبی کے حق میں عزت اور افتخار کا باعث جاننا بجائے تعریف اور ثنا کے اس کی ندامت اور ہجو ہے۔ کیونکہ وہ باتیں جو چھوٹے اور ادنیٰ لوگوں کے لئے ہوتی ہیں۔ ان کو اعلیٰ افراد کے لئے ثابت کرنا سخت بے ادبی اور گستاخی میں داخل ہے۔ البتہ اگر کوئی چیز نبی کی عزت اور کرامت پر دلیل ہوسکتی ہے تو وہ یہ ہے جو نبی کریم ﷺ کے لئے تھی۔

''قال رسول اللہ ﷺ ما منکم من احد الا وکّل بہ قرینہ من الحقّ وقرینہ من الملانیۃ قالوا: وایّاک یا رسول اللہ قال وایّایّ ولکنّ اللہ اعاننی علیہ فاسلم'' ہر ایک آدمی کے ساتھ ایک فرشتہ ہے جو نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور ایک شیطان ہے۔ بدی کی طرف کھینچتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے ساتھ بھی ہے فرمایا کہ ہاں ضرور ہے۔ لیکن اللہ نے میری مدد کی اور وہ میرا مطیع اور فرمانبردار ہوگیا۔

دشمن کے حملے اور شر سے بچا رہنا آسان ہے۔ لیکن اس کو مطیع اور رام کرنا نہایت مشکل ہے۔ اس سے بھی زیادہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو وہ قوت ملکوتیہ عطا فرمائی تھی کہ ایک روز شیطان بلّی بن کر آپ کی نماز توڑنے کے لئے آیا۔ آپ نے چاہا کہ مسجد کے ستون سے اس کو باندھ دیں۔ مگر سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی، جس میں انہوں نے کہا تھا:

''رب اغفرلی وھب لی ملکالا ینبغی لاحد من بعدی (ص:۳۵)''

الٰہی میرا جیسا ظاہری تصرف اور حکومت کسی کو نہ دینا۔

ان کا خیال کر کے چھوڑ دیا ورنہ مدینے کے بچے اس سے کھیلتے اور ہنسی کرتے۔

''فی مسلم عن ابی ھریرۃ یقول قال رسول اللہ ﷺ ان عفریتاً من الجنّ جعل یفتک علی البارحۃ لیقطع علیّ الصلوٰۃ وان اللہ امکننی منہ فذعۃ فلقد ھممت ان اربطہ الی جنب سارۃ من سواری المسجد حتی تصبح تنظرون الیہ اجمعون اوکلکم ثم ذکرت قول اخی سلیمان علیہ السلام رب اغفرلی وھب لی الخ فیرد بہ خاسعاً'' انسانی طاقت کا جنی اور ناری طاقت پر غالب آنا کمال ہے اور اس کے شر سے محفوظ رہنا کچھ کمال نہیں۔

(۳) اس میں اگر کچھ فضیلت ہے تو حنہ کے لئے ہے۔ کیونکہ اس کی دعا کا یہ اثر اور نتیجہ ہوا کہ مریم اور عیسیٰ علیہ السلام گناہوں سے بچے رہے۔ اس سے حنہ کی مستجابۃ الدعوات ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ جو اس کی پارسائی پر کھلی ہوئی دلیل ہے۔ مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کی فضیلت میں اس کو کچھ دخل نہیں۔ بہت سے بہت ان کو خوش قسمت کہہ سکتے ہیں کہ ان کے حق میں یہ دعا قبول ہوگئی۔ لیکن افضل نہیں کہہ سکتے۔ پھر فضیلت عامہ صرف گناہوں سے پرہیز کرنے میں ختم نہیں ہوتی۔ اس کے لئے کچھ اور بھی شرطیں ہیں۔

(ج) عام لوگ فرائض اور واجبات کے ترک یا حرام اور ناجائز افعال کرنے کی وجہ سے گناہ گار کہلاتے ہیں۔ مستحبات اور آداب شرعیہ کے چھوڑ دینے پر ان کی گرفت نہیں ہوتی۔ لیکن نیک اور پرہیز گار لوگوں کا حال اس کے خلاف ہے وہ اچھے اور نیک عملوں کے ترک اور برے فعلوں کے کرنے کی وجہ سے نہیں پکڑے جاتے بلکہ معمولی معمولی باتوں اور مستحبات کے فوت ہونے اور چھوٹ جانے پر ان کی گرفت ہوتی ہے۔

انبیاء کی خلاف اولیٰ کام کرنے اور ترک مستحبات پر گرفت ہوتی ہے:

''یٰنساء النّبی من یات منکن بفاحشة مبینة یضاعف لها العذاب ضعفین (احزاب: ۳۰)'' اے نبی کی عورتو اگر تم نے کوئی کیا تو تم کو اوروں سے دوگنا عذاب دیا جائے گا۔ میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے انبیاء علیہم السلام تو بھول اور غفلت کی بناء پر پکڑے جاتے ہیں اور یہی ان کا قصور اور گناہ ہے ورنہ تو یہ گروہ باجماع امت گناہوں سے پاک ہے۔ آدم علیہ السلام سے ایسا کیا بڑا گناہ ہوگیا تھا جو دیس نکالا ہوئے اور تین سو سال تک روتے رہے۔ غربت اور تنہائی کی ٹھوکریں کھائیں اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلیں۔ صرف ایک گیہوں کا دانہ ہی تو کھالیا تھا اور وہ بھی بھولے سے ''فنسی آدم ولم نجد له عزما'' نوح علیہ السلام نے محبت پدری میں آکر بیٹے کے لئے نجات کی دعا کی اور خدا کو اپنے اہل کے بچانے کا وعدہ یاد دلایا ''ونادیٰ نوح ربه فقال ربّ انّ ابنی من اهلی وانّ وعدک الحقّ وانت احکم الحاکمین (هود: ۴۵)'' اس پر نوح کو جاہل تک کہہ کر پکارا اور سختی کے ساتھ جھڑکا۔ نوح کا اس کے سوا کچھ قصور نہ تھا کہ انہوں نے بیوی بچوں کو اپنا اہل سمجھا اور اس حقیقت کو بھلا دیا کہ انبیاء کے اہل رشتے اور کنبے کے لوگ نہیں ہوتے۔ بلکہ پیرو اور ان کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے والے مومن ان کے اہل ہوتے ہیں۔

’’قال یا نوح انه لیس من اهلک انه عمل غیر صالح فلا تسئلنی ما لیس لک به علم انی اعظک ان تکون من الجاهلین (ھود: ۴۶)‘‘ نوح علیہ السلام اتنا سن کر بے تاب ہوگئے اور جناب باری میں رونا شروع کیا۔ یہاں تک گریہ کیا کہ بہت زیادہ رونے کی وجہ سے نوح (اکثر نوحہ کرنے والا) نام ہوگیا۔’’قال ربّ انّی اعوذ بک ان اسئلک ما لیس لی به علم والّا تغفرلی وترحمنی واکن من الخاسرین (ھود:۴۷)‘‘

غرض جس قدر آدمی کا مرتبہ بلند اور اونچا ہوتا ہے، اتنا ہی زیادہ ادنیٰ اور معمولی باتوں پر اس کی پکڑ ہوتی ہے۔ اسی جگہ سے ’’حسنات الابرار سیئات للمقربین‘‘ ’’مقرباں رابیش بود حیرانی‘‘ کہا گیا ہے۔ سچ ہے:

جن کے رتبے ہیں سوا ان کی سوا مشکل ہے

اس لئے عوام کی استغفار گناہوں سے معافی مانگنے کا نام ہے اور خاص لوگوں کی مغفرت طلب کرنی معمولی لغزش اور خلاف ادب کام کرنے کی بناء پر ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی دوسرے نبیوں کی طرح بعض معمولی اور ادنیٰ لغزشیں غفلت اور بھول چوک کے طور پر ہوگئیں تھیں۔ مثلاً منافقین نے غزوہ تبوک میں جانے سے انکار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر نہ جانے کے عذرات بیان کئے اور ساتھ ہی قسم بھی کھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اعتبار کر کے غزوہ میں شریک ہونے کی ان کو تکلیف نہ دی اور گھر میں بیٹھ جانے کی اجازت دے دی۔

اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت نازل فرمائی ’’عفی الله عنک لم اذنت لهم حتی یتبیّن لک الذین صدقوا وتعلم الکاذبین (التوبة:۴۳)‘‘ جب تک آپ کو کھرے کھوٹے کی تمیز نہ ہو جاتی اس وقت تک ان کو اجازت نہ دینی چاہی تھی۔ اگرچہ اس آیت میں لغزش کے بیان کرنے سے پہلے ہی معافی سنا دی ہے۔ مگر معمولی سی خطا کو اس پر بلا مواخذہ وعتاب کئے ہوئے نہ چھوڑا۔ غزوہ بدر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا اور خدا کے حکم کا انتظار نہ کیا اور ایسا کرنا خدا کی مرضی کے بالکل خلاف تھا۔ اس بارے میں ایک آیت نازل ہوئی۔ جس میں یہ بھی تھا ’’لولا کتٰب من الله سبق لمسّکم فیما اخذتم عذابٌ عظیم (انفال:۶۸)‘‘ قسمت کے ہی تھے جو بچ گئے۔ ورنہ

آج تم پر خدا کا عذاب آ جاتا۔ عبداللہ ابن ابی منافق کے جنازہ پر آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے۔ فوراً یہ آیت اتری جس میں سختی کے ساتھ اس سے آپ کو روکا گیا تھا ''ولا تصل علیٰ احد منهم مات ابداً (التوبة: ۸۴)'' کبھی کسی منافق کے جنازے کی نماز نہ پڑھنا۔

نبی علیہ السلام نے کبھی کوئی چھوٹا بڑا گناہ نہیں کیا: اس قسم کے واقعے شرعی حکم کے اعتبار سے قابل توجہ نہیں تھے۔ مگر انبیاء علیہم السلام سے اس پر ہمیشہ مواخذہ ہوتا رہا۔ بس یہی وہ لغزشیں ہیں جن کو ذنب اور گناہ کے لفظوں سے ''استغفر لذنبک (محمد: ۱۹)'' میں تعبیر کیا ہے۔ ورنہ آپ سے کبھی کوئی گناہ کبیرہ یا صغیرہ کا ارتکاب نہیں ہوا تھا۔ جس سے معافی مانگی جاتی۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ شعبان کی پندرہویں رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے۔ مجھے سوتے ہوئے چھوڑ کر کہیں چلے گئے۔ آنکھ جو کھلی تو فکر ہوا تلاش کے لئے گھر سے نکلی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ آپ مسجد میں سجدہ کے اندر پڑے ہوئے خدا سے یہ مناجات کر رہے ہیں:

''سجدتک سوادی وامن بک فوادی وهذه یدای التی ما جنیت بهما علیٰ نفسی فاغفر الذنب العظیم انه لا یغفر الذنب العظیم الا الرب العظیم'' جسم میرا تیرے سجدہ میں پڑا ہے اور دل تجھ پر جھکا ہوا ہے۔ یہ میرے دونوں ہاتھ ہیں جن سے میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ مگر تو میرے گناہ بخش دے کہ تو ہی گناہوں کا بخشنے والا ہے۔

اس حدیث میں یہ الفاظ ''هذه یدای ما جنیت بهما علیٰ نفسی'' صاف بتا رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گناہ سے پاک اور صاف تھی۔ محض اپنی معمولی غفلتوں کو ذنب عظیم کہہ رہے تھے۔ صحیح مسلم کی کتاب الزکوٰۃ میں ہے:

''قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فمن یطع الله ان عصیته ایا مننی علیٰ اهل الارض ولا تامنونی الخ'' رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں نے خدا کی نافرمانی کی تو پھر اس کی عبادت کرنے والا کون ہوگا۔ کیا خدا تو امین بنا کر مجھے زمین پر اتارے اور تمہیں انکار ہو۔ پھر اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے دنیا ہی میں ان لغزشوں کو نبی علیہ السلام کے حق میں معاف کر دیا۔ لیکن دوسرے نبیوں کی خطائیں یہاں معاف نہیں ہوئیں۔ چنانچہ قیامت کے دن جب لوگ

گرمی سے بے تاب ہو کر عرصہ محشر کی مصیبتوں کو ہلکا اور کم کرانے کے واسطے انبیاء کی سفارش چاہیں گے تو ہر ایک نبی اپنی خطا اور لغزش کو یاد کر کے شفاعت کا انکار کر دے گا۔ حتی کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی ''لست هناكم'' یعنی میں اس کا اہل نہیں کہہ کر نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کو بھیج دیں گے۔ تب آپ فرمائیں گے کہ الحمدللہ میں ہی اس کا اہل ہوں۔ اس کے بعد آپ ان کی شفاعت کریں گے۔

آیت ''لیغفر لک اللہ'' کسی گناہ پر نہیں اتری: چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغفور تھے اور جملہ خطائیں کردہ اور ناکردہ معاف ہو گئیں تھیں۔ اس لئے ''لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخّر (الفتح: ۲)'' کے یہ معنی ہوئے کہ جو کچھ بھی آپ کی خطائیں اور لغزشیں پہلے تھی یا آئندہ ہونے والی ہیں۔ سب کی سب معاف کر دی گئیں اور تم سے کسی قسم کا کوئی مواخذہ قیامت کے دن ہونے والا نہیں ہے۔ سبحان اللہ! اپنے حبیب کی کس قدر پاسداری اور دلجوئی منظور ہے کہ جو پچھلی لغزشیں تھی وہ تو معاف کی ہی تھیں۔ ان کے ساتھ ساتھ آئندہ ہونے والی خطائیں بھی پہلے ہی معاف فرما دیں۔

اگر کوئی شخص یہ شبہ کرے کہ اس طرح معاف کرنے سے ان کو گناہ کرنے کی زیادہ جرأت ہوگی۔ کیونکہ کسی شخص کی اس کے جرموں پر گرفت نہ کرنا اس کو دلیر بنا دینا ہے تو ایسا شبہ کرنا بالکل لغو اور جہالت پر مبنی ہے۔ اس لئے کہ نبی علیہ السلام کو ان کی معمولی لغزشوں سے معافی کی خبر دینے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس بات کا پہلے ہی علم تھا اور وہ جانتا تھا کہ زندگی کی آخری ساعت تک سوا معمولی درجہ کی خطاء اور لغزشوں کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی گناہ ہونے والا نہیں ہے۔ اس لئے ان کو ادنیٰ درجہ کی بھول اور غفلتوں سے معافی کی پہلے ہی خوشخبری سنا دی۔ یہ بعینہٖ ایسا ہوا جس طرح اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اہل بدر کے حق میں ''اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم'' فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ بدر میں شریک ہونے والے آخر عمر تک کسی گناہ میں مبتلا نہیں ہوں گے اور ان کو ببرکت اس غزوہ کے گناہوں سے بچایا جائے گا۔ مگر اس معصومیت اور بے گناہی کو اس آیت میں مغفرت سے تعبیر کیا ہے۔

چنانچہ جب حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ بدری نے مسلمانوں کی خبریں کفار مکہ کے پاس پوشیدہ طور سے بھیجیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس خیانت اور جاسوسی پر مطلع ہونے کے بعد طیش

آیا۔ یہاں تک کہ نبی علیہ السلام سے آ کر عرض کرنے لگے ''دعنی اضرب عنق هذ المنافق'' یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کا سر اس کے تن سے جدا کردوں تو اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ! حاطب رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک تھے اور اللہ نے بدریین شرکاء کی نسبت ہر قسم کے گناہ یا نفاق سے پاک ہونے کا اطمینان دلایا ہے۔ چنانچہ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ حاطب رضی اللہ عنہ کی نیت نیک تھی اور انہوں نے عمداً اور جان بوجھ کر کوئی کام اسلام کو مضرت اور نقصان پہنچانے والا نہیں کیا تھا۔ بس اس لئے اس آیت کی دوسری تاویل یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ مغفرت کے بیان کرنے سے ان کی معصومیت اور بے گناہی کو بتا رہے ہیں۔ ورنہ یہاں نہ کوئی گناہ ہے اور نہ اس سے معافی۔ اس پر قرینہ یہ ہے کہ ما تقدم یعنی گزشتہ گناہوں کو معاف کرنا تو ٹھیک ہے۔ مگر جو گناہ اب تک نہیں ہوئے۔ جیسا کہ لفظ ما تأخّر سے ظاہر ہے ان کی معافی درحقیقت وقت سے پہلے ہے۔ کیونکہ گناہ کے بعد معافی ہوا کرتی ہے۔ کسی کو اس کے گناہ سے پہلے ہی معافی کا حکم سنا دینا اس کی معصومیت کا اظہار کرنا ہے۔ اس لئے آیت کے یہ معنی ہوئے کہ اے محمد فتح مکہ کی خبر کے ساتھ ہم تجھے یہ خوشی بھی سناتے ہیں کہ تو معصوم اور بے گناہ ہے تجھ سے کبھی کوئی چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی نہ ہوگا۔

(۲) بندہ ہزار کوشش کرے اور اپنی ساری عمر عبادت اور اطاعت میں صرف کردے۔ لیکن اس حقیقی مولا کی خدمت کا حق جیسا کہ اس کے ذمہ واجب تھا کسی صورت میں ادا نہیں کرسکتا۔ پیغمبر خدا ﷺ خدا کی حمد وثنا سے عاجز ہو کر فرماتے ہیں: ''لا احصی ثناء علیک انت کما ثنیت علی نفسک'' الٰہی تیری حمد وثنا کے واسطے تو تری ہی ذات مناسب ہے۔ یہ کام میری طاقت سے باہر ہے:

نہ وصفش راحدّے باشد نہ سعدی راسخن پایاں بمیرد تشنہ مستسقی ودریا ہمچناں باقی

داؤد علیہ السلام کو نعمتوں پر شکر گزاری کا حکم ہوا۔ ''اعملوا ال داؤد شکراً (سبا: ۱۳)'' اتنا سنتے ہی دن رات خدا کی حمد وثنا کرنے لگے۔ کچھ دنوں کے بعد چپکے ہو کر بیٹھ رہے۔ خدا نے پوچھا کہ داؤد کیا تم نے ہمارا شکر ادا کردیا ہے جو چپ ہو رہے ہو۔ عرض کی کہ الٰہی تیرا کمزور بندہ داؤد تیرے شکر کے حق ادا کرنے سے عاجز ہے۔ وحی آئی کہ داؤد پہلے تم نے شکر کا حق ادا نہیں کیا تھا۔ مگر عاجزی کے اقرار کرنے کے بعد تم نے ہمارا شکر

کر دیا ہے۔ درحقیقت اس بارگاہ عزت میں عاجزی ہی کام دیتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام بھی جب دیکھتے ہیں کہ خدا کے حق کے مقابلہ میں ان کی اطاعت اور بندگی ہیچ ہے اور باوجود اپنی پوری طاقت اور ہمت صرف کرنے کے پھر بھی خدمت کا پورا حق ادا کرنے سے قاصر اور پیچھے رہتے ہیں تو ان کو اپنی عجز اور تقصیر پر خدا کے آگے ندامت ہوتی ہے اور اس کو ایک عظیم اور بڑا گناہ جان کر اس سے استغفار اور عذر خواہی کرتے ہیں۔ اس لئے نبی عربی ﷺ ہر روز سو مرتبہ استغفار فرمایا کرتے ''انی لاستغفر اللہ کل یوم مائۃ مرۃ'' تو اس وقت ''استغفر لذنبک'' کے یہ معنی ہوئے کہ اے محمد ﷺ! اپنی عبادت کو ہمارے حق خدمت کے مقابلہ میں ہیچ سمجھ کر اس عجز و تقصیر پر ہم سے معافی مانگو تا کہ خدمت کے ادا کرنے میں جو کچھ تجھ سے کوتاہی ہو وہ عذر خواہی اور استغفار کی وجہ سے علو مرتبہ اور رضاء الٰہی سے بدل جائے اور ان تقصیرات کو بشری کمزوریوں پر محمول کر کے مواخذہ نہ کیا جائے۔

(۳) کبھی انسان پر خوف الٰہی اس درجہ غالب اور وہ اس کے عذاب سے اس قدر خائف ہوتا ہے کہ اس کے سامنے اپنی تمام عبادتیں اور نماز روزہ بھول جاتا ہے اور اپنے قصور اور لغزشوں کو دیکھتے ہوئے۔ اس کو تمام عبادتیں ذنب اور گناہ ہی نظر آتی ہیں۔ اہل اصلاح اور پرہیزگار لوگوں کو یہ خطر اور خوف بہ نسبت غفلت شعار آدمیوں کے زیادہ پریشان کرتا ہے ''لا یأمن مکر اللہ الا القوم الخاسرون (اعراف: ۹۹)'' کیونکہ گناہ گار اور بدافعال آدمی خدا کے عذاب سے نہیں ڈرتے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ منافق اور بددین آدمی اللہ کے معاملے میں گستاخ اور اس کے عذاب سے بے پرواہ اور نڈر ہوتا ہے اور جس قدر آدمی متقی اور پرہیزگار ہوگا۔ اسی درجہ اللہ سے خائف اور ڈرتا رہے گا۔ انبیاء علیہم السلام بھی خدا کے عذاب کے سامنے اپنی کوششوں کو حقیر اور معمولی سمجھ کر اس سے اپنی کوتاہیوں پر معافی مانگتے رہتے اور اپنا سارا وقت استغفار اور توبہ میں گزار دیتے تھے تا کہ آنے والے عذاب سے نجات کی کوئی صورت نکل آئے۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آسمان پر بادل آتے یا ہوائیں چلتیں تو حضور اکرم ﷺ بوجہ خوف اور ہراس کے بے تاب ہو جاتے۔ کبھی گھر کے اندر اور کبھی باہر پریشان حالت میں گھبرائے ہوئے پھرتے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول

اللہ! لوگ بادلوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں کہ بارش ہوگی اور آپ گھبرا جاتے ہیں فرمایا کہ اے عائشہ! قوم عاد نے بادلوں کو دیکھ کر کہا تھا ''ھذا عارض ممطرنا (احقاف:۲۴)'' یہ آئے برسانے والے بادل اور درحقیقت ان میں خدا کا عذاب تھا۔ اسی طرح کیا خبر ہے کہ ان بادلوں میں بھی کہیں خدا کا عذاب نہ ہو۔ یہ محض آپ ﷺ کا خوف اور خشیۃ تھا۔ ورنہ آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے تو کفاروں کے سر پر آیا ہوا عذاب ٹل جاتا تھا۔ ''وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (انفال:۳۳)'' مومنین کی جماعت پر تو خدا کا عذاب کیا آنا تھا۔ یہی وجہ تھی جو آپ ﷺ اخیر عمر میں کثرت سے استغفار فرماتے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ استغفار کسی گناہ کی وجہ سے نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ اپنی کوتاہی عمل اور قصور عبادت کی سبب خدا کے عذب سے ڈر کر پناہ مانگتے تھے۔

(۴) جو وقت اور لحہ زندگی کا اللہ کی یاد سے غفلت کا گزرتا ہے خاص لوگوں کی نظر میں ان کی عمر کا وہ برا وقت ہوتا ہے اور اس غفلت کو وہ ایک بڑا گناہ خیال کرتے ہیں۔ نبی عربی ﷺ بھی اس غفلت اور اعراض پر خدا سے استغفار اور معافی مانگا کرتے تھے۔ ابوداؤد میں ہے ''لیغان علی قلبی وانّی لاستغفر اللہ فی کل یوم مائۃ مرّۃ'' یعنی دوسری مشغولیتوں کے سبب سے ایک قسم کی غفلت دل پر طاری ہوجاتی ہے۔ اس لئے روزانہ سومرتبہ استغفار کرتا ہوں تاکہ یہ اثر غفلت کا دل سے دور ہوجائے۔ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے توبہ کے معنی پوچھے تھے، فرمایا ''توبۃ العام عن الذنب وتوبۃ الخاص عن الغفلۃ'' عام آدمیوں کی توبہ تو گناہوں سے ہوتی ہے اور خاص لوگ غفلت سے وقت گزرنے پر توبہ کرتے ہیں۔

(۵) جب حضور ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا ہے کہ ''اللھم ھل بلغت'' تو گویا آپ نے اپنی طاعت اور عبادت کو کسی درجہ میں سمجھ کر اللہ کے سامنے پیش کرنا چاہا تو حکم ہوا ''واستغفرہ انہ کان توابا (نصر:۳)'' یعنی طاعت اور عبادت کی وجہ سے یہ خیال کرنا کہ جو حق خدا کی عبادت اور خدمت کا تھا وہ ادا کردیا ہے۔ سخت غلطی اور گناہ ہے۔ تمام عمر کی عبادت بھی اللہ کے حق کے آگے کچھ نہیں ہے۔ اس خیال سے استغفار اور توبہ کرنی چاہئے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

عام را توبہ زکار بد بود خاص را توبہ زدید خود بود

(۶) جب آپ شرف وکرامت کے بلند درجہ پر پہنچتے اور خدا کی معرفت کے وہ بھید کھل جاتے جو اس سے پہلے نصیب نہیں ہوئے تھے تو اس سے نیچے درجہ میں گزرا ہوا وقت بیکار اور ضائع معلوم ہوتا تھا اور جس درجہ میں اس سے پہلے خدا کی عبادت کرتے تھے۔ اس کو حقیر جانتے تھے اور افسوس ہوتا کہ پہلے ہی کیوں وہ طریقہ اختیار نہ کیا۔ جس سے خدا کی نزدیکی کرامت اور بزرگی کا مرتبہ نصیب ہوتا۔ اسی تقصیر اور کوتاہی کی معافی کے واسطے نبی کریم ﷺ کثرت سے استغفار فرمایا کرتے تھے۔

(۷) استغفار ہمیشہ گناہوں سے معافی مانگنے پر نہیں ہوتی بلکہ گناہوں کے معاف ہونے کے علاوہ اس کا اور بھی فائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جو لوگ گناہ گار ہوتے ہیں۔ ان کے عبادت کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ''ان الحسنٰت یذھبن السیئات (ھود:۱۱۴)'' لیکن جب استغفار کرنے والا گناہ گار نہیں ہوتا تو اس کی استغفار اور عبادت سے درجات میں ترقی اور زیادتی ہوتی ہے۔ نبی علیہ السلام کی عبادت اور استغفار سے آپ ﷺ کے درجے بلند ہونے بزرگی اور کرامت میں خاص قسم کا اضافہ ہوتا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہٗ علم الکتاب!

(ج) ضلالت اور رشاد یہ دونوں لفظ اہل لغت کے نزدیک ایک دوسرے کے ضد اور مقابل ہیں۔ ضلالت کے معنی سیدھا راستہ گم کرنا اور رشاد کا ترجمہ سیدھی راہ پانے کے ہیں۔ سیدھا راستہ وہ ہی ہے جو حقیقی اور واقعی مطلوب تک پہنچادے۔ اس راستہ پر نہ چلنا یا ایسی راہ اختیار کرنی جو صحیح مقصد سے دور لے جائے۔ ضلالت اور گمراہی ہے۔ اب اگر وہ مطلوب شئے جن کو یہ حاصل کرنا چاہتا ہے اللہ پر ایمان لانا اور خدا کی صحیح معرفت حاصل کرنا ہے تو اس راستہ کا نام اسلام اور اس پر چلنے والا مومن کہلاتا ہے اور اس کو چھوڑ کر کفر کی راہ اختیار کرنے والا کافر ہے جو ایمان اور اسلام کا راستہ گم کئے ہوئے ہے۔ ''فقد ضلّ سواء السبیل (البقرہ:۱۰۸)'' اور اگر نیک عمل ہونا مقصود ہے تو جس راستے پر چلنے سے یہ حاصل ہوتا ہے۔ اس راہ کو تقویٰ اور طہارت کی راہ کہتے ہیں اور اس پر چلنے والے کو متقی اور پرہیزگار اور نیکی کے راستے کو چھوڑ کر بدی کی راہ اختیار کرنے والا گناہ گار اور فاسق ہے۔ عام اہل ہند کے نزدیک ضال اسی معنی میں زیادہ مشہور ہے۔ لیکن یہ عرف لغت عربی اور قرآن کریم کے

استعمالات کے سراسر خلاف ہے۔ اسی طرح اگر درجہ نبوت کا عطا کرنا مقصود ہے تو نبوت اور رسالت کے عطا کرنے کا زمانہ ہدایت کا زمانہ کہلائے گا اور اس سے پہلے وقت کو ضلالت اور گمراہی یعنی نبوت کے عطا نہ ہونے کا زمانہ کہیں گے۔

اسی معنی سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے بارے میں فرمایا ہے ''**ووجدک ضالا فھدی** (الضحیٰ:۷)'' یعنی آپ پہلے نبی نہ تھے۔ اللہ نے آپ ﷺ کو نبوت اور رسالت عطا فرمائی اور اپنے علم کے وہ اسرار اور بھید تم پر کھول دیئے جن کو آپ پہلے نہیں جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''**ماکنت تدری ماالکتٰب ولاالایمان ولکن جعلناہ نوراً نھدی بہ من نشاء** (الشوریٰ: ۵۲)'' بس اس لاعلمی اور نبی ہونے کو اللہ نے ضلالت سے اور علم و نبوت کے عطا کو ہدایت سے تعبیر فرمایا ہے اور یہ بات ایسی ہے کہ دوسرے انبیاء بھی اس سے خالی نہیں ہیں۔

اور اس کے یہ معنی سمجھنا کہ نبوت سے پہلے آپ اپنی قوم کی طرح العیاذ باللہ مشرک اور بت پرست تھے۔ بعد میں اللہ نے اسلام اور ایمان کی ہدایت دی ہے۔ سراپا لغو اور خلاف واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''**ما ضلّ صاحبکم وما غویٰ** (النجم: ۲)'' یعنی محمد ﷺ اپنی عمر کے کسی حصہ میں گمراہ نہ تھے۔ ادھر آپ کا سینہ لڑکپن میں جبرئیل امین نے شق کیا اور اس میں سے جمے ہوئے خون کا ٹکڑا نکال پر پھینک دیا اور کہا ''**ھذا حظ الشیطان منک وملؤہ حکمۃ وایماناً**'' حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سینہ چاک ہونے کا نشان اور سیون بالکل نظر آتی تھی تو چونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو نبوت سے پہلے اور بعد میں کفر اور معصیت سے پاک رکھا ہے۔ اس لئے اس آیت کے یہ معنی لینا کہ نبی علیہ السلام نبوت سے پہلے دوسرے مشرکوں کی طرح گمراہ تھے، سرتاپا غلط اور جھوٹ ہے۔ نبی علیہ السلام کی عمر ابھی بارہ برس کی تھی کہ ایک سفر میں اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ بحیرہ راہب کے عبادت خانہ کے پاس سے گزرے۔ راہب مذکور نے آپ ﷺ میں نبوت کی نشانیاں دیکھ کر آپ ﷺ کو جانچنے کے لئے لات اور عزیٰ کی قسم کھلانی چاہی تو اس وقت کے الفاظ آپ ﷺ کے یہ تھے ''**لا تسئلنی بھما فواللہ ما ابغضت شیئا ابغضھما**'' ان کا نام میرے سامنے نہ لو خدا کی قسم میرے نزدیک کوئی چیز ان سے زیادہ بری نہیں۔ اس واقع سے معترض کے خیال کی صاف تردید ہوتی ہے۔

(۲) یہ آیت ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ میسرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے غلام کی سرکردگی میں ایک قافلہ مکہ والوں کا تجارت کے ارادہ سے ملک شام کی طرف نکلا۔ نبی علیہ السلام اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ تھے۔ جیسا پہلے مذکور ہوا۔ جب رات ہوگئی اور اچھی طرح اندھیرا چھا گیا تو ابلیس آیا اور جس اونٹ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے اس کی مہار پکڑ کر قافلہ سے اس کو علیحدہ کر دیا۔ اللہ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے شیطان کو مار بھگا دیا اور مہار پکڑ کے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قافلہ والوں سے ملا دیا۔ اللہ نے اسی نعمت کو سراہا ہے اور وقت کی غیبی امداد کو یاد دلایا ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا شکر ادا کریں۔

(۳) تفسیر عزیزی میں ''ووجدک ضالاً فھدیٰ (الضحیٰ:۷)'' کے یہ معنی لکھے ہیں کہ نبوت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین ابراہیمی کی تلاش تھی اور کوئی شخص اس کا صحیح راستہ بتانے والا نہیں ملتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پریشانی کو دور کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل عبادت میں لگا دیا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات ذکر الٰہی میں مشغول رہتے اور جو عمل عبادت کرتے تھے۔ وہ دین ابراہیمی کے موافق ہوتا تھا۔ جیسا کہ نوری میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن عام غریبوں کی طرح میدان عرفات میں ٹھہرتے تھے اور مزدلفہ میں اس روز نہ رکے باوجودیکہ آپ کی قوم قریش مزدلفہ میں ٹھہرتی اور عرفات میں جانا اپنے لئے ذلت سمجھتی تھے۔ مگر چونکہ ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں ہر شریف اور رذیل کو اس دن عرفات میں ٹھہرنے کا حکم تھا۔ اس لئے اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی ہدایت فرمائی۔ یہی حکم بعد میں اس شریعت کے لئے باقی رکھا گیا۔ قرآن مجید میں ہے: ''ثم افیضوا من حیث افاض النّاس'' واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم!

تربیت

لڑکی کو دیکھ کر حنّہ ڈری کہ کہیں بیت المقدس کی خدمت سے مریم محروم نہ رہ جائے۔ کیونکہ اب تک بجز لڑکوں کے، عورت ذات کوئی اس خدمت کے واسطے نہیں رکھی گئی تھی۔ مگر حنّہ نے خدا پر بھروسہ کر کے مریم کو کپڑوں میں لپیٹا اور مسجد اقصیٰ کے ارادہ سے اٹھی۔ مسجد میں جاتے ہی اس معصوم بچی کو علماء بنی اسرائیل اور احبار کے سامنے رکھ دیا جو ہارون علیہ السلام کی نسل سے مسجد کے محافظ اور کنجیاں بردار تھے۔ اس وقت ان کی تعداد ۲۷ تھی۔

جن میں زکریا علیہ السلام اس زمانے کے نبی اور سب کے سردار تھے۔ چونکہ عمران اپنی زندگی میں ہر دل عزیز اور اپنی قوم کا امام اور پیشوا تھا۔ اس لئے احبار میں سے ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ مریم جو اپنے باپ دادا کی یادگار ہے، اس کے ہاتھوں پرورش پائے۔ زکریا علیہ السلام کے گھر میں مریم کی خالہ تھی۔ اس لئے ان کو مریم کی پرورش کا حق زیادہ تھا۔ مگر ہر شخص کی طبعی خواہش کے سامنے زکریا علیہ السلام کا یہ عذر تربیت نہ چل سکا اور آخر کار قرعہ اندازی پر فیصلہ ٹھہرا۔

قرعہ ڈالنے کا طریقہ ان کے یہاں یہ تھا کہ جن قلموں سے توریت لکھی جاتی، ان میں سے ہر ایک کو پہلے نامزد کر لیتے اور پھر سب کو اکٹھا کر کے کسی شئ میں چھپا دیتے۔ اس کے بعد ایک نابالغ بچہ اپنے ہاتھ سے اس مجموعہ میں سے ایک قلم نکالتا۔ جس کا قلم نکل آتا، قرعہ کا فیصلہ بھی اسی کے حق میں سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ جب ایسا کیا گیا تو زکریا علیہ السلام کا قلم ہاتھ میں آیا۔ مگر احبار اس پر رضامند نہ ہوئے اور ایک نئے طریقہ سے قرعہ اندازی کی خواہش کی اور وہ یہ تھا کہ ہر شخص پانی کے بہاؤ کی طرف اپنا قلم پھینکے۔ جس کا قلم پانی میں سیدھا کھڑا ہو گیا۔ لڑکی اسی کی تربیت میں رہے گی۔ یہ شرط منظور ہوئی اور سب مل کر اسی ارادہ سے نہر ارون کے کنارے پہنچے۔

جب سب نے اپنے اپنے قلم پھینکے تو زکریا علیہ السلام کا قلم بہتے ہوئے پانی میں ایسا کھڑا ہو گیا جیسے زمین میں نیزہ گاڑ دیا جائے اور دوسروں کے قلم پانی کے اندر اتر گئے۔ احبار نے کہا کہ ایک دفعہ اور قلم پھینکنا چاہئے۔ اس مرتبہ جس کا قلم بہاؤ کے خلاف اوپر کو پھینکا جائے گا۔ لڑکی اسی کے پاس رہے گی۔ اس مرتبہ زکریا علیہ السلام کا قلم بہاؤ کے مخالف جانب کو بہنے لگا اور باقی راہبوں کے قلم پانی کے ساتھ ساتھ ہو لئے۔ اس وقت احبار کو یقین ہو گیا کہ قدرت مریم کو زکریا علیہ السلام کے دامن عاطفت میں رکھنا چاہتی ہے۔ اس لئے سب نے خوشی سے مریم کو زکریا علیہ السلام کے سپرد کر دیا۔

اسی واقعہ کی نسبت رب العزت فرماتے ہیں ''فتقبلها ربها بقبول حسن وانبتها نباتاً حسناً وكفّلها زكريّا (آل عمران: ۳۷)'' یعنی مریم کو زکریا نبی کی پرورش میں رکھا۔ اپنی طاعت اور ذکر میں میں اس کو پالا اور باوجود مونث ہونے کے اس کو مسجد اقصیٰ کی خدمت کے واسطے قبول فرمایا۔ اس کے بعد زکریا نے مریم کو دودھ پلانے والی ماما کے سپرد کیا اور خود ایک مکان کی تیاری میں لگ گئے۔ یہ مکان مسجد اقصیٰ میں ایک چھت کی

بلندی پر مریم کے رہنے کے واسطے تجویز ہوا تھا۔ اس کے واسط میں ایک دروازہ بھی نصب کیا گیا۔ مگر چڑھنے اور اترنے کے لئے کوئی زینہ نہیں لگایا بلکہ اس کی جگہ ہاتھوں کی سیڑھی بنوائی گئی۔ جس کو زکریا علیہ السلام ضرورت کے وقت لگاتے اور غیر وقت میں کسی دوسری جگہ اٹھا کر رکھ دیتے تھے۔ جب مریم ہوشیار ہوگئی اور اپنا کارکاج اپنے ہاتھوں سے کرنی لگی تو زکریا علیہ السلام نے اس بالا خانہ میں مریم کی رہائش کا ضرور سامان کردیا اور حوائج انسانی اور دوسری ضروریات کی زکریا برابر روزانہ خبر لیتے رہے۔ زکریا علیہ السلام کی ابتدائی زمانہ سے یہ عادت رہی کہ مریم کے پاس روزمرہ خوردونوش کا انتظام کر کے لے جاتے اور واپسی کے وقت مکان کو مقفل کر دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ کوئی غیر آدمی زکریا علیہ السلام کے علاوہ مریم کے پاس نہیں جاسکتا تھا۔ مریم کا اس تنہائی میں خدا کے سوا کوئی رفیق یا ساتھی نہ تھا۔ مگر اس وقت کی تنہائی مریم کے حق میں کام دے گئی۔ لڑکپن جو فطری اور پیدائشی طور پر کھیل کود کا زمانہ ہے، سب کا سب خدا کی یاد اور اس کے ذکر میں صرف ہونے لگا۔ عبادت کے سوا دوسرا کوئی کام یا مشغلہ نہ رہا اور جب خدا کی طرف سے یہ حکم پہنچا ''یا مریم اقنتی لربّک واسجدی وارکعی مع الراکعین (آل عمران: ۴۳) ''تو مریم اس وقت اپنا راحت وآرام بھی بھول گئی۔ تمام رات نماز میں کھڑی رہتی۔ جس سے پاؤں تک ورم کر گئے۔

یہی وہ عبادت تھی جس نے مریم کو خدا سے ملایا اور اپنے زمانے کی تمام عورتوں پر اس کو فضیلت دی ''واصطفاک علیٰ نساء العالمین (آل عمران: ۴۲) ''ادھر جنت کے غیر موسمی میوے اس کے دسترخوان پر چنے گئے۔ ''کلما دخل علیها زکریا المحراب وجد عندها رزقاً (آل عمران: ۳۷) ''جب کبھی زکریا کھانا لے کر مریم کے پاس آتے اور دیکھتے کہ غیر موسمی میوے مریم کے سامنے رکھے ہیں تو زکریا مبہوت رہ جاتے۔ کیونکہ بند مکان میں میووں کا پہنچنا اور وہ بھی غیر موسمی جیسا کہ صحیح روایتوں سے ظاہر ہے کہ گرمی کے میوے سردی کے دنوں میں اور جاڑے کے گرمیوں میں دیکھے جاتے تھے۔ یہ دونوں باتیں زکریا کو حیرت زدہ بنا رہیں تھی۔ ایک روز تعجب سے پوچھا ''قال یا مریم انّی لک هذا قالت هو من عندالله ان الله یرزق من یشاء بغیر حساب (ایضاً) ''

یہ سب کچھ خدا کا دیا ہوا ہے۔ اس کے یہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ وہ جس کو جس قدر چاہے دے۔

سوال ۷: جنت کے میووں کی یہ خاصیت ہے کہ وہ کبھی فنا نہیں ہوتے۔ جب ایک میوہ درخت کی شاخ سے ٹوٹتا ہے تو فوراً دوسرا پھل اس کے بدلے میں اسی جگہ لگ جاتا ہے۔ حدیث میں ہے ''والذی نفس محمد بیدہ ان الرجل من اھل الجنۃ لیتناول الثمرۃ لیاکلھا فما ھی واصلۃ الی فیہ حتی یبدل اللہ مکانھا مثلھا '' جب جنتی میوہ توڑتا ہے تو ابھی یہ پھل اس کے منہ تک نہیں جاتا کہ اللہ تعالیٰ اس شاخ پر دوسرا میوہ لگا دیتے ہیں۔ اس لئے علماء نے اس حدیث ''فقال انی رأیت الجنۃ فتناولت منھا عنقوداً ولو اخذتہ لاکلتم منہ مما بقیت الدنیا رواہ الشیخان فی الکسوف'' کی شرح میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

اب اگر مریم کے پاس جنت سے میوے آتے تھے تو چاہئے تھا کہ وہ کبھی ختم نہ ہوتے اور باوجود یکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ مریم پر اترنے والے میووں کا تو کیا ذکر ہے، ان کا تو بیج بھی باقی نہیں رہا۔

جواب: جو رزق بلا ظاہری اسباب اور بغیر مادی ذرائع کے محض خدا کی قدرت سے غائبانہ طور پر حاصل ہوتا ہے۔ اس کو آسمان یا جنت کی طرف اہل شرع کے نزدیک نسبت کر دیا جاتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کی درخواست پر آسمان سے مائدہ اترنے کی اللہ سے دعا مانگی۔ ''اللھم ربّنا انزل علینا مائدۃ من السمآء (المائدہ:۱۱۴)'' جب چند روٹیاں اور گوشت مچھلی وغیرہ بصورت مائدہ نازل ہوئیں تو شمعون حواری نے عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ اے خدا کے پیارے نبی یہ رزق دنیا کے کھانوں میں سے ہے یا آخرت کے۔ مسیح علیہ السلام نے جو الفاظ اس وقت شمعون کے جواب میں کہے تھے وہ قابل غور ہیں۔

''فقال لیس منھما ولکنہ شیٔ اخترعہ اللہ بالقدرۃ العالیہ '' یہ رزق دنیا کا ہے اور نہ آخرت کا بلکہ اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کر دیا ہے۔ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کئی وقت سے فاقہ تھا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر آپ تشریف لائے اور بیٹی کو حقیقت حال سے خبر دی۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہاں بھی کئی وقت کا فاقہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر بیٹھ کر چلے گئے۔ آپ تو گھر سے نکلے ہی تھے۔ کسی پڑوسن نے دو روٹی اور کچھ بھنا ہوا گوشت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہدیۃ بھیجا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور فوراً لونڈی کے ہاتھ دونوں روٹیاں کپڑے میں لپیٹ کر رسول اللہ کی خدمت میں بھیج

دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی کے پاس لے جاؤ، میں وہیں آ رہا ہوں۔

لونڈی مکان پر پہنچی ہی تھی کہ جناب تشریف لے آئے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو روٹیوں کے اوپر سے رومال ہٹایا تو کیا دیکھتی ہیں کہ بجائے دو روٹیوں کے طباق گوشت اور روٹیوں سے اوپر تک بھرا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ''انی لک ھذا'' بیٹی اتنا کھانا تمہارے پاس کہاں سے آیا ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا جواب میں کہتی ہیں ''ھو من عنداللہ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب '' اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا ''الحمدللہ الذی جعلک شبیھۃ لیسدۃ بنی اسرائیل '' خدا کا شکر ہے کہ اس نے تجھے بنی اسرائیل کی سیدہ یعنی مریم علیہا السلام کے مشابہ کیا۔ (تفسیر ابی السعود در منثور عن مسند ابی یعلی) پھر آپ ﷺ نے حسنین رضی اللہ عنہما اور علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر اپنے ساتھ کھانے میں شریک کر لیا مگر کھانا اس قدر زیادہ تھا کہ بہت بچا رہا۔ غریبوں پر تقسیم کرنا پڑا۔ اس تشبیہ دینے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جس طرح فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے لئے محض خدا کی قدرت سے کھانا زیادہ ہو گیا تھا۔ یہی طریقہ مریم علیہا السلام کو رزق پہنچانے کا تھا۔

(۲) جنت کے میووں کے ختم نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی بہشتی ثمرہ یا پھل فنا نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو میوہ کھایا گیا ہے وہ تو یقیناً جاتا رہا بلکہ یہ مراد ہے کہ درخت کبھی خالی نہیں رہتا۔ جب کسی شاخ سے ثمرہ علیحدہ ہوا فوراً اس کی جگہ دوسرا ثمر اس شاخ میں لگ گیا اور حدیث میں ہے کہ آپ نے عنقود یعنی خوشہ انگور کا جنت کے درخت سے توڑنا چاہا تھا۔ چونکہ شگوفہ یا شاخ جنت کی درخت کی کبھی خالی نہیں رہتی۔ اس لئے آپ نے فرمایا ''لاکلتم ما بقیت الدنیا'' یعنی جب تک تم زندہ رہو گے اس وقت تک یہ شاخ میوہ دیتی رہے گی۔

اور مریم علیہا السلام کے واقعے میں یہ بات نہیں ہے۔ ان کے پاس اگر جنت کا میوہ آتا بھی تھا تو مع شاخ نہیں آتا تھا بلکہ محض میوے خوشہ سے علیحدہ ہو کر آتے تھے۔ اس لئے جنت کی جس شاخ کا یہ میوہ ہو گا ممکن ہے کہ اس شاخ پر ان میووں کے ٹوٹنے کے بعد دوسرا پھل لگ جایا کرتا ہو گا۔

سوال ۸: ''قالت ھو من عنداللہ '' کے یہ معنی لینا کہ وہ رزق جنت سے آتا تھا محاورہ کے بالکل خلاف ہے۔ ایسا رزق جو بلا محنت اور تکلیف کے حاصل ہو اس کو عام طور پر اللہ کی طرف نسبت کر دیا جاتا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ کوئی شخص مریم کو کھانا دے جاتا ہو گا۔ جس کی

زکریا کو اطلاع نہ ہو۔ جب انہوں نے پوچھا، مریم نے اسی کو خدا کا دیا ہوا رزق کہہ دیا۔

جواب: قرآن مجید کے سیاق پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ان آیات میں مریم علیہا السلام کی فضیلت اور بزرگی کو بیان کر رہا ہے۔ اگر سائل کے تجویز کردہ معنی لئے جائیں تو مریم علیہا السلام کی کرامت اور بزرگی اور ان کی امتیازی شان سب کچھ خاک میں مل جاتی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں مفاد آیت کا یہ ہوگا کہ مریم علیہا السلام کو کوئی شخص بطور صدقہ اور خیرات کے دیتا تھا اور وہ محتاجوں کی طرح اس کو لے کر رکھ لیتی تھیں۔

(۲) علاوہ ازیں اس سے اگلی آیت ''ھنالک دعا زکریا (آل عمران: ۳۸)'' کے کوئی معنی نہیں رہتے۔ کیونکہ زکریا علیہ السلام کو باوجود اپنے اور بیوی کے بوڑھے ہونے کی اولاد کے لئے دعا کرنے کی جرأت اور طمع اسی وقت ہوئی۔ جب انہوں نے مریم کے بارے میں خدا کی قدرت کا کرشمہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اگر وہ کوئی کام خلاف عادت نہیں تھا تو اس کو دیکھ کر اسی قسم کے خرق عادت فعل کی دل میں آرزو نہ ہوتی اور نہ خدا سے اس کے لئے دعا کرتے اور آیت سے صاف ظاہر ہے کہ مریم کے حق میں خلاف عادت بات دیکھ کر ان کو طمع ہوئی کہ اپنی بوڑھی اور بانجھ عورت سے بھی اولاد ہونے کی خدا سے دعا کریں۔

(۳) تیسرے بہت سی روایتوں میں ہے کہ زکریا علیہ السلام مریم کے پاس غیر موسمی میوے گرمی کے سردی میں اور جاڑے کے گرمیوں میں دیکھا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ غیر موسمی میووں کا پیدا کرنا انسانی طاقت سے بالکل باہر ہے۔ خدائے قدوس کے سوا اس کو کوئی مہیا نہیں کر سکتا۔

سوال ۹: قرآن میں ہے کہ اللہ نے مریم کے واسطے جنت سے میوے بھیجے اور عیسیٰ پر آسمان سے مائدہ اتارا۔ نیز مریم کو تمام دنیا کی عورتوں پر فضیلت دی ''واصطفاک علی نساء العالمین (آل عمران: ۴۲)'' اس کے خلاف محمد صاحب کے لئے کبھی نہیں سنا گیا کہ ان کے پاس جنت سے میوے آتے تھے یا ان کی والدہ کو تمام عورتوں پر فضیلت دی گئی ہو۔ اس لئے ابن مریم ابن آمنہ سے بہتر اور افضل ہے۔

جواب: اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کے لئے جنت سے کچھ نہیں آیا بلکہ خدا کی قدرت سے بلا کسی سبب کے رزق پیدا ہو جاتا تھا۔ اس قسم کے واقعے

نبی علیہ السلام کے لئے تو بار ہا ہوئے اور آپ کے غلاموں میں سے ابھی گزرا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھی ایسا ہوا ہے۔

(۲) نیز جنت سے میوؤں کا آنا اگر نبوت کے درجہ سے بڑھ کر کوئی عزت اور بزرگی ہے تو مریم کے پاس نہ آنے چاہئیں تھے، کیونکہ نبیہ نہ تھیں۔ یہ ایک ادنیٰ اور معمولی درجہ کی بات ہے بہت سے اولیاء اس امت کے ایسے ہوئے ہیں۔ جن کی کرامتیں اسی قسم کی منقول ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام سے کسی حواری نے پوچھا تھا کہ کھانوں میں کون سا کھانا بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو محنت اور مزدوری کر کے کمایا ہو۔ وہ سب سے عمدہ ہے تو ایسی ادنی اور حقیر چیز کو عزت اور کرامت کی دلیل سمجھنا شرم کی جگہ ہے۔

(۳) علاوہ ازیں مریم اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تو جنت سے دو چار میوے اور ایک دو دفعہ کھانا آیا ہوگا۔ مگر پروردگار عالم نے ساری جنت ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کر دی تھی۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم کی روایت سے ظاہر ہے کہ سورج گرہن کے دن جنت ان کے سامنے کر دی گئی تھی گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کلی اختیار دے دیا گیا تھا کہ جس قدر آپ چاہیں اس میں سے دے سکتے ہیں۔ اس پر یہ طرہ کہ دنیا ہی میں ایک زمین کا حصہ آپ کی خاطر بہشتی ٹکڑا بنا دیا گیا۔

صحیحین میں ہے ''ما بین قبری ومنبری روضة من ریاض الجنة'' میری قبر اور منبر کے درمیان کی زمین جنت کی زمین ہے۔ اب اگر کسی کو یہ فخر حاصل ہے تو وہ پیش کرے۔

(۴) نبی علیہ السلام کی شان تو بہت ارفع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے واسطے جنت سے میوے آتے رہے ہیں۔ چنانچہ بخاری نے لکھا ہے کہ جب خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ غزوہ رجیع میں کفاروں کے ہاتھوں اسیر ہوئے تو ایک کافر نے جو مکہ کا رہنے والا تھا ان کو خرید لیا۔ وجہ خریدنے کی یہ تھی کہ خبیب رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر میں اس کے کسی رشتہ دار کو قتل کیا تھا تو اس نے چاہا کہ ان سے اپنا بدلہ نکالے اور ان کو قتل کر کے دل ٹھنڈا کرے۔ چنانچہ ان کو خرید کر مکہ میں لے آیا اور مکہ میں آتے ہی ایک بند مکان میں قید کر دیا۔ مگر قید کی حالت میں دیکھا گیا کہ خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس صبح شام انگور آتے تھے اور وہ موسم بھی انگوروں کی نہ تھی۔

جب ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس غیر موسمی میوے کہاں سے آئے ہیں تو انہوں نے کہا ''ھذا من عنداللہ'' خدا نے غیب سے میرے لئے بھیج دیئے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تمام عورتوں سے افضل ہیں

اور آیت ''واصطفاک علی نساء العالمین'' سے اگرچہ مریم کی فضیلت عامہ کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن ابن عساکر سے روایت ہے کہ عورتوں میں مریم اور آسیہ فرعون کی بیوی، خدیجۃ الکبریٰ اور ان کی بیٹی فاطمہ نیک بیبیاں ہیں اور فاطمہ ان سب سے افضل اور بہتر ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ''قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت سیدۃ نساء اھل الجنۃ لا مریم البتول'' کہ رسول خدا نے مجھ سے فرمایا کہ مریم جنتی عورتوں کی سردار نہیں ہے بلکہ بتول ان سے بڑی ان کی سردار ہے۔ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ''علی نساء العالمین'' سے دنیا کی عام عورتیں مراد نہیں ہیں۔ اس زمانے کی عورتیں مراد ہیں جو مریم کے عہد اور وقت میں تھیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''وانی فضلتکم علی العالمین (البقرہ:۴۷)'' ہم نے تم کو ایک عالم پر فضیلت دی۔ دوسری طرف امت محمدیہ کی نسبت قرآن مجید میں ارشاد ہے ''کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (آل عمران:۱۱۰)'' پچھلی تمام امتوں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بہتر اور افضل ہے۔

اب اگر علی العالمین کے معنی پہلی آیت میں عام لئے جائیں تو دونوں آیتوں میں صریح مخالفت اور یا تعارض پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے لامحالہ بنی اسرائیل ہی کے زمانے کے لوگ مراد ہوں اور علی العالمین کے ظاہری معنی کو چھوڑ دیا جائے گا۔

مریم سے فرشتوں کا کلام کرنا

جب مریم علیہا السلام نو برس کی ہوئی تو عبادت کرنے میں اپنا مثل نہ رکھتی تھی۔ اس زمانے کے علماء اور عباد اس کی کوششوں کے آگے شرم سے سرنگوں تھے۔ چونکہ اس نے اپنی جان کو جان نہ سمجھا اور خدا کی مرضی کو ہر حال میں مقدم رکھا اس لئے خدا نے بھی اس کی طرف شفقت اور مہربانی کا ہاتھ بڑھایا اور ایک فرشتہ اس لئے مریم علیہا السلام کے پاس بھیجا تا کہ اس کو یہ خوشخبری سناوے کہ تیری محنت ٹھکانے لگی۔ تیرا مالک تجھ سے راضی ہوگیا اور اس نے تجھے

اپنی خدمت میں لے لیا۔

چنانچہ اس بند مکان میں آنے والے فرشتہ نے مریم علیہا السلام سے کہا ''یا مریم ان اللہ اصطفاک وطھّرک واصطفاک علٰی نساء العالمین (آل عمران:۴۳)'' اے مریم! تجھے اللہ نے اپنی خدمت کے لئے چن لیا اور تجھے شیطانی اثر اور تمام گناہوں سے پاک اور بے لوث بنایا اور ایک عالم کی عورتوں پر تجھے فضیلت بخشی۔

کہتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام مریم کے پاس بھیجے گئے تھے۔ قرآن میں ہے ''وارسلنا الیھا روحنا فتمثّل لھا بشراً سویّاً (مریم:۱۷)'' ہم نے اس کی طرف اپنی روح کو بھیجا۔ روح الامین یا روح القدس جبرئیل علیہ السلام ہی کا نام ہے۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا ''یا مریم اقنتی لربّک واسجدی وارکعی مع الراکعین (آل عمران:۴۳)'' مریم اگر خدا کی تلاش ہے تو اس کی یاد سے ایک لمحہ بھی غافل نہ ہونا۔

سوال۱۰: مریم کے پاس جبرئیل علیہ السلام کا وحی لے کر آنا بتا رہا ہے کہ مریم نبیہ تھیں۔ کیونکہ وحی الٰہی انبیاء ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔

جواب: وحی کے معنی لغت عرب میں نامہ و پیغام اور غیر کی طرف پیغام بھیجنا اور دل میں کسی بات کا ڈالنا اور اہل شرع کے نزدیک شرائع اور احکام کے خبر دینے کا نام وحی ہے۔

اور کبھی وحی کا اطلاق موحی اسم مفعول پر بھی ہوتا ہے اور وہ اللہ کا انبیاء کے پاس خدا کا پیغام لے کر آتے ہیں اور کبھی صرف اپنی آواز ہی سناتے ہیں اور کوئی شکل وصورت نہیں دکھاتے۔ اس طرح کی وحی آپ پر نہایت سخت ہوتی تھی۔ بسا اوقات غیر معمولی سردی کے باوجود آپ نزول وحی کے وقت پسینہ پسینہ ہو جاتے اور آپ کی سواری کا جانور وحی کے گراں باری سے زمین پر لگ جاتا اور اس وقت ایک لگاتار متواتر آواز ہلکی ہلکی سنائی دیتی۔ جس کو بخاری میں مثل صلصلۃ الجرس یعنی گھنٹی کی متصل اور پے در پے آواز کہا ہے۔ ایک حدیث میں اسی کو روی النحل مکھی کی بھنبھناہٹ سے تشبیہ دی ہے۔

غرض وحی خدا کا کلام ہے اور جبرئیل علیہ السلام اللہ اور اس کے رسول کے درمیان ایلچی اور پیغامبر ہیں جو وحی الٰہی میں ایک نقطہ کی کمی یا زیادتی نہیں کر سکتے۔ اس قسم کی وحی یعنی خدا کلام جو جبرئیل کی زبان سے نکل رہا ہے اور بیداری کی حالت میں مشافہۃ سنا جاتا ہے۔ انبیاء

کے ساتھ خاص ہے۔ کبھی اور کسی زمانے میں نبی کے علاوہ دوسرے آدمی کے پاس جبرئیل یا کوئی فرشتہ کلام الٰہی لے کر نہیں آیا۔ جیسا کہ آیت ''انّا اوحینا الیک کما اوحی الیٰ نوح والنّبیین من بعدہ (النساء:۱۶۳)'' سے ظاہر ہے۔ کیونکہ اس میں وحی کو انبیاء کے ذکر کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اگر کسی زمانے میں غیر نبی پر وحی اتری ہوتی تو بجائے ''والنّبیین من بعدہ'' کے ''والذین من بعدہ'' ہوتا۔

اس کی تائید میں شیخ عبدالوہاب شعرانی یواقیت والجواہر جلد ثانی کے بیسویں باب میں لکھتے ہیں: ''اعلم ان وحی الانبیاء لا یکون الا علی لسان جبرئیل یقظۃ مشافھۃ وامّا وحی الاولیاء ما یکون علیٰ لسان ملک الالھام علی ضروب ''انبیاء کی وحی جبرئیل کی زبانی بیداری کی حالت میں مشافہۃ اور دیکھتے ہوئے ہوتی ہے اور اولیاء کا حال اس کے خلاف ہے۔

فتوحات مکیہ کے باب نمبر ۱۵۷ میں ہے ''لا یقبلھا الا بواسطۃ روحی قدسی ینزل بالرسالۃ تارۃ علی قلبہ وتارۃ یتمثل لہ الملک رجلاً وکل وحی لا یکون بھذہ الصفۃ لا یسمی رسالۃ ''اس کے پاس ایک فرشتہ کبھی انسان کی صورت میں اور کبھی اصلی شکل میں خدا کا کلام سناتا ہے۔

اور اگر فرشتہ کا آنا اس طرح پر نہ ہو تو اس کا رسالت یا نبوت نام نہیں ہے، گویا کہ وحی خدا کے کلام کا دوسرا نام ہوا جو بذریعہ فرشتوں نبیوں پر نازل ہوتا ہے۔

اور کبھی اللہ تعالیٰ نبیوں سے بلا واسطہ کلام کرتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر اور نبی کریم ﷺ سے معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے کلام کیا ہے۔ ''وما کان لبشر ان یکلّمہ اللہ الّا وحیاً او من ورآء حجاب او یرسل رسولاً فیوحی باذنہ ما یشاء (شوریٰ: ۵۱)'' میں انہیں دو طریقوں کی طرف اشارہ ہے اور اس آیت سے یہ امر بھی مستفاد ہوتا ہے کہ وحی خدا کے کلام کا نام ہے، فرشتوں کی بات چیت وحی نہیں ہے۔

اولیاء اللہ کے ساتھ بھی خدا کی بات چیت اور محادثہ ہوتا ہے۔ مگر مذکورہ بالا دونوں طریقوں میں سے کوئی صورت بواسطہ یا بلا واسطہ ان سے کلام کرنے کی نہیں ہوتی۔

البتہ خواب کے اندر کبھی کبھی بشارتیں ہوتی ہیں۔ ان بشارتوں کو مبشرات ''یراھا

او تری لہ ''اوراس خواب کورویاء صادقہ کہتے ہیں جونبوت کا چھیالیسواں جز ہے۔نہ اس قسم کی خوابیں نبوت کی نشانیاں ہیں اور نہ ان کا دیکھنے والا نبی کہلایا جاتا ہے۔طبرانی اور ابن ماجہ ومسند امام احمد میں امام کرز الکعبتیہ سے روایت ہے''قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات ''نبوت ختم ہوگئی اب صرف بشارتیں رہ گئیں ہیں۔اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے صحیح کہا ہے۔اصحاب السنن نے ابن عباس سے اسی مضمون کی ایک حدیث بیان کی ہے،جس کے یہ الفاظ ہیں:

''فکشف رسول اللہ ﷺ الستارۃ فی مرضہ والناس صفوف خلف ابی بکر فقال ایھا الناس انہ لم یبق من المبشرات النّبوۃ الا الرویاء الصالحۃ یراھا المسلم او تری لہ''نبی کریم ﷺ نے مرض الموت میں فرمایا کہ لوگو نبوت کی بشارتوں میں سے صرف سچی خوابیں رہ گئی ہیں اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔مسند ابویعلی اور ترمذی میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''قال رسول اللہ ﷺ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت ولا نبی ولا رسول بعدی ولکن بقیت المبشرات قالوا ما المبشرات قال رویاء المسلمین جزء من اجزاء النبوۃ ''رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت دونوں ختم ہوچکی ہیں۔میرے بعد نہ کوئی نبی ہے اور نہ رسول،البتہ مبشرات باقی رہیں گے۔ لوگوں نے پوچھا مبشرات کیا چیز ہیں۔آپ نے فرمایا کہ مسلمان کی سچی خواب ہے جو نبوت کے حصوں میں سے ایک جز اور حصہ ہے۔جزء اور ٹکڑا ہونے کے یہ معنی ہیں کہ جیسے خدا کی وحی باعتبار اپنی مراد کے صحیح اور سچی ہوتی ہے۔اسی طرح رویاء صادقہ بھی اپنی تعبیر کے لحاظ سے حرف بحرف درست ہے۔یہی وجہ ہے کہ انبیاء پر وحی آنے سے کچھ پہلے سچی خوابیں ان کو دکھائی جاتی ہیں۔

بخاری میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو نزول وحی سے پہلے سچی خوابیں ہوتی تھیں اور جو بات رات کو خواب میں دیکھتے صبح ہوتے ہی اس کی تعبیر پوری ہوجاتی۔گویا رویاء صادقہ نبوت کے شروعات اور مبادیات میں سے ہے۔یعنی جس کو نبوت دینی مقصود ہوتی ہے،اللہ تعالیٰ اس کو نبوت سے پہلے رویاء صادقہ دکھاتے ہیں۔پھر اس

کے بعد نبوت عطا ہوتی ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے ایک حدیث میں رویاء صالحہ کو مبشرات نبوت کہا ہے۔ مگر چونکہ آپ کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، اس لئے کسی ولی کو رویاء صادقہ کے بعد کوئی اور چیز نصیب نہیں ہوتی۔ ان کا مبلغ پرواز انہیں خوابوں اور بشارتوں تک رہتا ہے۔ آیت ''لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا (یونس: ۶۴)'' میں رویاء صادقہ ہی کی طرف اشارہ ہے۔

غرض جب نبیوں میں رویاء صالحہ کا زمانہ نبوت کے عطا کرنے سے پہلے اور مقدم ہے تو غیر نبی کے واسطے کیونکر سچی خوابوں کا دیکھنا نبوت کی دلیل ہو گیا ہے اور پھر مذکورہ بالا احادیث کے الفاظ بھی اس خیال سے مانع ہیں۔

اور کبھی قرآن اور حدیث کے معانی اور اسرار کا خزانہ اولیاء اللہ کے دلوں پر کھل جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کو الہامی طور پر کلام الٰہی کے معنی اور شریعت کے احکام کا صحیح اور واقعی علم ہو جاتا ہے۔ چونکہ ان کا علم کسی کتاب کے پڑھنے اور تعلیم تعلم سے حاصل کیا ہوا نہیں ہوتا، بلکہ کشفی طور پر ان کے نفس میں پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے اگر اس کو خدا کا سکھایا ہوا علم کہا جائے تو کچھ تعجب نہیں۔ جیسا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ان الحق تعالیٰ یخبرنا فی سرائرنا بمعانی کلامہ و کلام رسولہ ﷺ'' اللہ تعالیٰ خود ہمیں اپنے کلام کے معانی اور مراد پر مطلع کرتا اور اس کی خبر دیتا ہے۔ یہ درجہ مقام ولایت کا آخری مرتبہ ہے۔ اس پر پہنچ کر ولایت ختم ہو جاتی ہے۔ امت محمدیہ میں سے کسی کو اس سے اونچا مرتبہ نصیب نہیں ہوتا، کیونکہ اس کے بعد نبوت کا درجہ ہے جس کا دروازہ نبی کریم ﷺ کے بعد بند ہو چکا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت حدیث میں آیا ہے ''قال النّبی ﷺ لقد کان فیمن قبلکم من الامم ناس محدّثون فان یک فی امّتی احد فانّہ عمر'' ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ''قد کان من قبلکم عن بنی اسرائیل رجال یکلّمون من غیر ان یکونوا انبیاء الخ (رواھما البخاری)'' ایک دفعہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلی امتوں میں سے ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں کہ بلا کسی کے سکھائے ہوئے، ان کو علم حاصل ہو جاتا تھا۔ باوجودیکہ وہ نبی نہ ہوتے تھے، میری امت میں بھی اگر کوئی ایسا ہوا تو وہ عمر ہوگا۔

عیسیٰ علیہ السلام بھی آسمان سے اترنے کے بعد نبی کریم ﷺ کے تابع اور پیرو ہونے کی وجہ سے اس مرتبہ سے آگے نہ بڑھ سکیں گے۔ چونکہ اس درجہ کا نام نبوت غیر تشریعہ یا نبوت ولایت ہے۔ اس لئے ان کی نبوت، نبوت غیر تشریعہ اور وہ غیر تشریعی نبی ہوں گے۔ جو ولایت کا ایک درجہ اور مقام ہے، اس کی تحقیق نبی تشریعی اور غیر تشریعی کے فرق میں اچھی طرح واضح ہوئی۔

غرض کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نزول کے بعد شریعت کے احکام اور مسائل مذہبی کا علم کشفی طور پر ہوگا، ورنہ اللہ تعالیٰ خود ان سے کلام کرے گا اور نہ کوئی فرشتہ وحی آسمانی لے کر ان کے پاس آئے گا بلکہ ان کے دل میں از خود بلا کسی سے دریافت کئے ہوئے شریعت کی صحیح معرفت حاصل ہو جائے گی۔ اس لئے ان کا ہر ایک فعل شریعت کے حرف بحرف مطابق ہوگا۔ جیسا کہ رسول خدا ﷺ نبوت سے پہلے دین ابراہیمی کی اتباع کرتے تھے اور آپ نے کسی سے ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کی تعلیم بھی حاصل نہیں کی تھی، مگر جو کام بھی آپ کرتے تھے وہ بتوفیق الٰہی مذہب ابراہیمی کے موافق ہی ہوتا تھا۔

اسی کی طرف یواقیت والجواہر جلد ثانی کے باب پینتیسویں میں شیخ عبدالوہاب شعرانی نے ختم نبوت پر بحث کرتے ہوئے بدیں الفاظ ارشاد کیا ہے:

''امّا الیوم فالیاس والخضر علیہما السلام علٰی شریعة محمد ﷺ اما بحکم الوفا او بحکم الاتباع وعلٰی کل حال فلا یکون لھما ذلک الا علٰی سبیل التعریف لا علٰی طریق النّبوة وکذلک عیسٰی علیہ السلام اذا نزل الی الارض لا یحکم فینا الّا بشریعة نبیّنا محمد ﷺ یعرفه الحق تعالٰی لھا علٰی طریق التعریف وان کان نبیاً. انتھٰی کلامه''

شیخ کے اس خیال کی تائید حدیث ''ان الرسالة والنبوة قد انقطعت الخ'' جو رویاء کی بحث میں مذکور ہوئی اور اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں ''قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من ان یکونوا انبیاء فان یک من امتی بعد فانه عمر'' ان دونوں حدیثوں کے ملانے سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ نبوت کے منقطع ہونے کی صورت میں اولیاء اللہ کے واسطے دو ہی راستے کھلے ہوئے ہیں، رویائے

صادقہ جس کو مبشرات کہا ہے اور دوسرا تحدیث النفس بالحق ہے۔ یعنی حق اور واقع کے مطابق بات کا دل میں پیدا ہونا اس مرتبہ کے حاصل ہونے والے کو محدّث یا مکلّم کہتے ہیں جو نبی تو نہیں ہوتا لیکن اس میں نبی کی شان کی کچھ جھلک ضرور ہوتی ہے۔

بعض اولیاء اللہ کا خیال ہے کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ مرتبہ نصیب ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے معنی بایزید کو مرنے سے پہلے الہامی طور پر سمجھا دیئے تھے ''ولم یمت ابویزید البسطامی حتی استظھر القرآن'' کے یہی معنی ہیں۔ جس حدیث میں ''من حفظ القرآن فقد ادرجت النبوۃ بین جنبیہ الا انہ لا یوحی الیہ'' آیا ہے۔ یعنی قرآن کا محفوظ کرنے والا اس بات کا اہل ہو گیا ہے کہ اللہ اس پر اپنے کلام کے اسرار کا خزانہ کھول دے۔ اس کا مطلب بھی وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا ہے۔ ان دونوں قسموں کو خواہ وہ رویاء صادقہ ہو یا تحدیث نفس محادثہ اور مناجاہ کہتے ہیں اور مکالمہ نبیوں سے خدا کے کلام کرنے کا نام ہے جو اکثر فرشتے کے ذریعے سے ہوتا ہے اور کبھی اولیاء اللہ سے فرشتے کلام کرتے ہیں۔ مگر چونکہ فرشتوں کا اپنے طور پر کلام کرنا خدا کے کلام کی نقل نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ نہ مناجاۃ اور محادثہ میں داخل ہے اور نہ مکالمہ میں۔ یعنی وحی ربانی ہی اس کو کہہ سکتے ہیں۔ پھر فرشتے کلام اور سلام کرنے کے وقت کبھی نظر آتے ہیں اور کبھی نظر نہیں آتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا تجھے جبرئیل علیہ السلام سلام کہتے ہیں۔ عائشہ سلام کا جواب دے کر فرماتیں ''تری ما لا اری یا رسول اللہ'' جسے آپ دیکھ رہے ہیں، وہ میری نظروں سے پوشیدہ اور چھپا ہوا ہے۔ رواہ البخاری

عمران بن حصین کو بھی فرشتے سلام کرتے تھے۔ مسلم نے اس واقعہ کو کتاب الحج میں عمران سے اس طرح نقل کیا ہے ''وقد کان یسلم علیّ حتی اکتویت فترکت ثم ترکت الکیّ فعاد'' عمران بن حصین کہتے ہیں کہ فرشتے مجھے سلام کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے بواسیر کی وجہ سے داغ لگوالیا۔ فرشتوں نے سلام کرنا بند کر دیا۔ میں نے اس سے توبہ کی تو مجھے فرشتے پھر سلام کرنے لگے۔

نیز مسلم میں ہے کہ حنظلہ بن ربیع رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں جب آپ کی خدمت میں ہوتا ہوں تو دل کی عجیب حالت ہوتی ہے۔

آپ کے پاس سے علیحدہ ہوتے ہی دل پر غفلت کے پردے پڑ جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حنظلہ رضی اللہ عنہ اگر تمہاری حالت ہمیشہ ایسی ہی رہا کرتی جیسی کہ میرے پاس ہوتی ہے ''لصافحتکم ملائکته علیٰ فرشکم وفی طرقکم'' تو فرشتے تم سے گلی کوچوں میں مصافحہ کرتے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ملائکہ کبھی اولیاء اللہ سے بالمشافہہ اور منہ در منہ بھی گفتگو کیا کرتے ہیں۔ مریم علیہا السلام سے جبرئیل علیہ السلام کا کلام کرنا اسی قسم کا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے انسان کی شکل میں ظاہر ہو کر مریم سے گفتگو کی۔ مگر یہ جبرئیل علیہ السلام کی اپنی گفتگو تھی۔ خدا کے کلام کی نقل نہ تھی کہ جس سے اس کو وحی کہا جاتا۔ اگرچہ جبرئیل علیہ السلام نے اپنی گفتگو میں خدا کی مراد کو ادا کیا ہے۔ مگر اللہ سبحانہٗ کی غرض یا مراد کے نقل کرنے کا نام وحی نہیں ہے۔ وحی خدا کا کلام ہے جس کو جبرئیل علیہ السلام انبیاء کے پاس لے کر آتے ہیں۔ غرض وحی نبیوں کے ساتھ خاص ہوتی ہے اور فرشتوں کا کسی سے کلام کرنا نبیوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتا۔ اس میں اولیاء اللہ بھی ان کے شریک ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب نبوت کے ساتھ وحی آنے کا دروازہ بھی بند ہو گیا ہے۔ مگر فرشتوں سے کلام کرنے کا دروازہ ابھی تک اسی طرح کھلا ہوا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام جب حضور علیہ السلام کی خدمت میں آخری ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو سلام کے بعد عرض کرنے لگے: ''السلام علیک یا رسول اللہ! هذا اخر ما انزل فیه الارض طوی الوحی وطویت الدنیا'' یارسول اللہ! آج زمین پر میرا آنا آخری ہے۔ اس کے بعد پھر کبھی نہ آؤں گا، وحی کا آنا بند ہو گیا۔ اب دنیا بھی کوئی دن میں فنا ہوا چاہتی ہے۔ نیز وہ الفاظ جو اس جانکاہ صدمہ کے وقت بی. بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زبان مبارک سے نکلے تھے وہ اس دعویٰ کی تائید میں ہیں ''واحسرتا لانقطاع الوحی من السماء'' افسوس کہ آج کی تاریخ میں وحی کا آنا بند ہو گیا۔

شواہد نبوت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریف اور مدح کے بعد ایک واقعہ ذکر کیا گیا ہے جس سے اس خیال کی پوری پوری تائید ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص اجنبی عورت کو بری نظر سے دیکھ کر عثمان غنیؓ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب اس کو

دیکھا تو فرمانے لگے کہ لوگوں کو شرم نہیں آتی۔ اپنی ماں بہنوں کو راستوں میں گھورتے ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین میں تو سمجھتا تھا کہ وحی کا آنا نبی کریم ﷺ کے بعد بند ہو چکا ہے۔ کیا آپ کے پاس وحی آئی ہے؟ عثمان نے فرمایا کہ وحی تو نہیں آئی، لیکن مومن ''ینظر بنور اللہ'' خدا کے دیئے ہوئے باطنی نور سے دیکھتا ہے۔

ادھر عبداللہ بن عیینہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ''ان اناسا کانوا یوخذون بالوحی فی عھد رسول اللہ ﷺ وان الوحی قد انقطع ''رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تو نیک و بد لوگوں کا پتہ بذریعہ وحی کے چل جاتا تھا، مگر آپ ﷺ کے بعد تو وحی کا آنا بھی بند ہو گیا۔ (رواہ البخاری فی باب الشھداء العدول)

سوال ۱۱: اللہ تعالیٰ نے اس آیت ''انہ لقول رسول کریم (التکویر: ۱۹)'' میں قرآن شریف اور وحی الٰہی کو جبرئیل کا قول کہا ہے۔

جواب: قرآن شریف میں ہے ''انہ لتنزیل رب العالمین نزل بہ الروح الامین علی قلبک (الشعراء: ۱۹۲ تا ۱۹۴)'' یہ خدا کا بھیجا ہوا کلام ہے جس کو جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس لے کر آئے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جبرئیل علیہ السلام کلام الٰہی کے ناقل اور اس کو انبیاء کرام کے سامنے اپنی زبان سے پڑھ کر سنانے والے ہیں۔ چونکہ وہ سب سے پہلے جبرئیل کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو جبرئیل کا کہا ہوا اور ان کی زبان سے نکلا ہوا کلام کہا ہے۔ جیسے ہماری تلاوت کرنے سے قرآن مجید ہمارا کلام نہیں ہو جاتا، اسی طرح جبرئیل علیہ السلام کے تلاوت کرنے سے بھی وہ ان کا کلام نہیں ہوگا۔

سوال ۱۲: ترمذی کی کتاب الفتن میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے اترنے کے وحی نازل ہوگی ''ثم اوحی اللہ الیہ ان حوز عبادی الی الطور الخ ''میرے بندوں کو کوہ طور پر جمع کر۔ اس وحی کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ وحی القاء اور الہام کی صورت میں نہ ہوگی۔ اس لئے معلوم ہوا کہ وحی کا آنا بند نہیں ہوا۔

جواب: ابھی گذرا ہے کہ وحی کلام الٰہی کا نام ہے جو بیداری کی حالت میں نبیوں پر اترتا ہے۔ چونکہ یہ معنی لینا بموجب گزشتہ بیان کے ناجائز ہیں۔ اس لئے بہت ممکن ہے کہ

خواب میں عیسیٰ علیہ السلام کو اس امر پر آگاہ کر دیا جائے۔ انبیاء کی نوم بھی وحی کا حکم رکھتی ہے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بخاری کی ایک روایت میں نوم کو وحی کہا ہے ''اوّل ما بدئ به رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصّالحة فی النّوم ''نبوت سے پہلے ان کی وحی سچی خوابیں تھیں۔

۲..... یا یہ مراد ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو کشفی طور پر اس کا علم ہوگا چونکہ اس بات کی صحیح معرفت ان کے دل میں خود بخود پیدا ہوگی۔ اس لئے اس کو وحی من اللہ خدا کی وحی سے تعبیر کیا ہے۔ جیسا کہ آیت ''وما ینطق عن الهوی ان هو الّا وحی یوحی (النجم:۳،۴)'' میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور ملفوظات کو بھی جو احادیث نبویہ کے ساتھ موسوم ہیں وحی کہا ہے۔ باوجودیکہ یہ ان کے دل میں پیدا شدہ علم کا ذخیرہ ہے۔ خضر علیہ السلام کشتی کے توڑنے اور دیوار درست کرنے اور معصوم بچہ کا سر اتارنے کے بعد کہتے ہیں ''وما فعلتهٗ عن امری (الکهف: ۸۲) ''یعنی جو کچھ کیا ہے وہ اپنی رائے اور اجتہاد سے نہیں کیا بلکہ اللہ سے اجازت لے کر کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس بارہ میں ان کے پاس کوئی وحی نہیں آئی بلکہ جو کچھ بھی کیا باطنی طور پر اللہ کی مرضی حاصل کر کے کیا ہے۔ اس لئے اگر اس حدیث میں یعنی ''اوحی الله الیه'' سے اس طرح کے علم کو بیان کیا گیا ہو تو محل تعجب کا نہیں ہے۔

۳..... اور یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو کسی فرشتے کی زبانی اس واقعہ کی اطلاع دی جائے۔ مگر چونکہ فرشتہ خدا کا بھیجا ہوا ہوگا اور اس کی مراد کو اپنے لفظوں میں ادا کرے گا۔ اس لئے حدیث میں فرشتہ کی گفتگو کو وحی الٰہی سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔ گویا ''اوحی الله'' کی جگہ ''اوحی ملائکة الله'' ہے اور لفظ وحی کا اطلاق ملائکہ کی بات چیت پر استعمالات قرآنیہ میں موجود ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت ''اوحی الی عبده ما اوحی (النجم: ۱۱)'' کی تفسیر میں جبرئیل کی گفتگو کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ! دوسری امتیں آپ کی امت سے اور انبیاء علیہم السلام آپ سے پہلے جنت میں داخل نہ ہوں گے، ظاہر ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کی اپنی گفتگو ہے، قرآن کی کوئی آیت نہیں ہے۔ غرض اس حدیث کو ایسے صحیح معنوں پر اتارنا واجب ہے جو ختم رسالت کی سچی حدیثوں اور آیات قرآنیہ سے نہ ٹکرائے۔ سائل نے جس معنی کو لینا چاہا

ہے وہ ختم نبوت کے صریح مخالف ہے باوجودیکہ ختم نبوت کا مسئلہ ایک قطعی اور ضروری مسئلہ ہے۔ جس نہ تاویل کی گنجائش ہے اور نہ اس سے انکار ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ضروریات دین سے انکار کرنا یا اس کو ظاہری معنی سے پھیرنا کفر ہے۔

سوال ۱۳: نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کے ختم ہونے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: یہ امر واضح رہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم ﷺ کے زمانہ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر گزرے جن میں سے تین سو تیرہ رسول ہوئے اور باقی سب کے سب نبی تھے۔ جیسا کہ صحیح ابن حبان، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند بزاز اور مسند احمد، معجم طبرانی کی روایات سے ظاہر ہے۔ لیکن رسولوں کو ایک ایسی نئی شریعت دی جاتی تھی، جس کے احکام کی پابندی رسول اور امت دونوں پر یکساں فرض ہوتی اور نبیوں کو لوگوں کی ہدایت اور رہبری کے واسطے نئی شریعت اور جدید احکام عطا نہیں کئے جاتے بلکہ وہ پہلے رسول کے مذہبی احکام کی تبلیغ اور اشاعت پر مامور ہو کر آتے تھے۔ اس شان کے نبی موسیٰ علیہ السلام کے بعد بکثرت پیدا ہوئے ہیں جو توریت میں لکھے ہوئے حکموں کی لوگوں میں تبلیغ کرتے تھے۔ آج اسی خدمت کو اس امت کے علماء انجام دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے رسول خدا ﷺ نے حق پرست علماء کو بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح کہا ہے۔ البتہ اس قدر فرق ضرور ہے کہ نبیوں کو پہلی شریعت کے ہر حکم کی اتباع کرنی ضروری نہیں تھی بلکہ وہ اپنی باطن کی صفائی اور نفس کے کامل کرنے کے طریقے خدا سے بلا واسطہ سیکھتے تھے۔ بعض بعض حکم ان کی خاص ذات کے لئے ایسے نازل ہوتے جو پہلی شریعت کے حکم اور مسئلے کے بالکل خلاف ہوں۔ مثلاً ایک چیز جو پہلے حرام تھی وہ ان کے حق میں حلال کر دی جاتی یا حلال شئے ان پر حرام ہو جاتی۔ مگر علماء پر ہر بات میں شریعت کی پابندی لازم ہے۔ مذہب کے علاوہ ان کے پاس کوئی نجات کا راستہ نہیں۔ غرض اس طرح نبی کے واسطے بھی ایک نئی شریعت ہو جاتی ہے۔ لیکن اس شریعت کے احکام صرف انہیں کے ساتھ خاص ہیں، دوسرا کوئی آدمی ان کا شریک نہیں اور رسول کی شریعت ایک ساتھ خاص نہیں ہوتی بلکہ اس میں امت بھی ان کی شریک ہے۔ مگر اب یہ دونوں سلسلے نبی کریم ﷺ کے بعد بند ہو چکے ہیں۔ کیونکہ ان کی شریعت جس طرح پہلی تمام شریعتوں کے حکموں کو اٹھانے والی اور آپ کا دین ناسخ الادیان ہے۔ اسی طرح آپ کی شریعت خاتم الشرائع بھی

ہے۔یعنی قیامت تک آنے والوں پر آپ کی شریعت کے ایک ایک حکم کی اتباع ضروری اور لازمی ہوگئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون (المائدہ:۴۴)'' جولوگ قرآن کے فیصلوں کے سامنے اپنی گردنیں نہیں جھکاتے وہ کافر ہیں۔دوسری جگہ ارشاد ہے ''ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا (الحشر:۷)'' ہمارا رسول (محمد) جس چیز کو تمہارے پاس لائے اس کو لے لو اور جس شئے سے تمہیں روکے اس سے تم رک جاؤ۔اس قسم کی آیتیں اس بات کا پتہ دیتی ہیں کہ قرآنی فیصلوں اور رسول خدا ﷺ کے ارشادات کے خلاف کوئی فیصلہ یا حکم قابل سماعت نہیں ہوسکتا۔رسول ہو کہ نبی ہر ایک کو ان کی شریعت کی پیروی کرنی لازمی ہے۔اللہ تعالیٰ نے میثاق کے دن انبیاء علیہم السلام سے آپ کی اتباع اور پیروی کا عہد لے کر جیسا کہ آیت ''اذ اخذاللہ میثاق النّبیین (آل عمران:۸۱)'' نے اس بات کا ثبوت دے دیا کہ قیامت تک آنے والوں میں سے نبی یا علاوہ نبی کے کوئی شخص آپ ﷺ کے مذہبی حکموں سے باہر نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ''لو کان موسی حیا لما یسعہ الا اتباعی'' اگر آج موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری ہی پیروی کرنی پڑتی۔اس لئے لامحالہ یہی کہنا پڑتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔کیونکہ نبی کو اس کے عمل کرنے کے واسطے خدا کی طرف سے حلال اور حرام کے متعلق خاص ہدایتیں ہوتی ہیں اور نہ کوئی رسول ہی آئے گا کہ جس کو مخلوق کی رہبری کے واسطے ایک عام شریعت دی جائے بلکہ یہ دونوں سلسلے ہمیشہ کے لئے بحکم اتباع بند ہو چکے ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ترمذی اور مسند ابو یعلی میں روایت ہے ''قال رسول اللہ ﷺ ان الرسالۃ والنّبوۃ قد انقطعت ولا نبی ولا رسول بعدی'' نبوت اور رسالت بند ہو چکیں اب نہ کوئی نبی آنے والا ہے اور نہ رسول۔یہی مطلب اس آیت کا ہے جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین (احزاب:۴۰)'' محمد ﷺ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں

ہیں وہ تو رسول ہیں جن کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔اس جگہ نبی سے عام معنی مراد ہیں جو رسول اور نبی دونوں کو شامل ہیں۔ یاد رہے کہ خاتم النّبیین میں خاتم کی تاء کو زبر اور زیر دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ ہر حالت میں معنی ایک ہی ہیں کیونکہ خاتم کے تاء کے زبر کی صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں، کسی تحریر کے آخر میں مہر کا ہونا اس مضمون اور مکتوب کے ختم ہونے کی علامت ہے یا جو تحریر سربمہر ہوتی ہے وہ ہر ایک طرح کے تغیّر سے محفوظ ہے۔اسی طرح سے نبی عربی ﷺ تمام انبیاء کی نسبت ایک مہر کی حیثیت رکھتے ہیں۔یعنی آپ ﷺ تمام نبیوں کے آخر میں مبعوث ہوئے۔جس قدر نبی آنے والے تھے، وہ سب آچکے ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''قال رسول اللہ ﷺ نحن الأخرون السابقون یوم القیامة بید کل امة اوتوالکتاب من قبلنا واوتینا من بعدھم'' رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ یہ امت دنیا میں سب نبیوں سے پیچھے ظاہر ہوئی، لیکن قیامت کے دن قبروں سے اٹھنے اور حساب کتاب میں سب سے آگے رہے گی۔

خاتم تا کے زیر کے ساتھ اسم فاعل ہے ختم سے اور ختم کے معنی کسی چیز کو تمام کرنے اور مہر لگانے کے ہیں۔اس لئے آیت کے یہ معنی ہوئے، آپ ﷺ سب نبیوں کو تمام اور اس سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں یا آپ ﷺ نبیوں میں سے مہر کرنے والے نبی ہیں۔ پہلی صورت میں اضافت لفظی ہے اور دوسری صورت میں اضافت معنوی بمعنی لام ہے جیسا کہ موسیٰ بنی اسرائیل کے معنی موسی از قوم بنی اسرائیل کے ہیں۔اسی طرح خاتم النّبیین کے معنی نبی مہر کنندہ از جملہ انبیاء ہیں۔یعنی آپ ﷺ نے نبوت کے سلسلے پر مہر لگا کر اس کو قیامت تک کے واسطے بند کر دیا ہے۔جس طرح مضمون کے آخر میں مہر لگا کر اس کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے بھی اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے۔

چنانچہ بخاری اور مسلم نسائی اور ترمذی وغیرہ میں ہے ''انّ رسول اللہ ﷺ قال مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون بہ ویتعجبون لہ ویقولون ھلّا وضعت ھذہ اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النّبیین'' حضور ﷺ نے فرمایا کہ

میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اس مکان کی طرح ہے جو نہایت خوش نما اور خوبصورت تیار ہوا ہے لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہے۔ دیکھنے والا حسرت سے کہتا ہے کہ کیا اچھا ہوتا کہ یہ اینٹ کی جگہ بھی خالی نہ رہتی اور مکان بالکل مکمل کر دیا جاتا۔ لہٰذا نبوت کے مکان کی آخری اینٹ میں ہوں، میں نے ہی اس سلسلہ کو تمام اور مکمل کیا ہے، میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

ترمذی اور مسند احمد میں ثوبان رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ''قال رسول اللہ ﷺ انہٗ سیکون فی امّتی ثلٰثون کذابون کلھم یزعم انہٗ نبی وانا خاتم النّبیین لانبی بعدی ھذا حدیث صحیح '' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس آدمی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے ہوں گے۔ خبردار رہو کہ میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ شمائل ترمذی میں اسی مطلب کی یہ حدیث آئی ہے ''انا العاقب والعاقب الذی لا بعدہ نبی '' میرا نام عاقب ہے اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

ابونعیم نے دلائل نبوت میں، بخاری نے اپنی تاریخ میں احمد اور بغوی اور دیلمی نے اپنی مسانید میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ''کنت اوّل النّبیین خلقاً و اٰخرھم فی البعث '' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک میری نبوت تمام نبیوں کی نبوت سے پہلی ہے۔ لیکن دنیا میں سب نبیوں سے پیچھے بھیجا گیا ہوں۔

جب آپ تبوک کی لڑائی پر جانے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ کی حفاظت کے لئے چھوڑا اور ساتھ نہ لیا۔ اس واقعہ سے علی رضی اللہ عنہ کو رنج ہوا۔ آپ نے ان کو خوش کرنے کے لئے فرمایا ''انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الّا لا نبی بعدی'' ایک روایت میں ہے ''الّا لا نبوۃ بعدی'' کہ علی رضی اللہ عنہ آج میں تجھے اپنا نائب اور قائم مقام بنا کر جاتا ہوں جس طرح موسیٰ نے ہارون کو اپنا نائب بنایا تھا، مگر ہارون نبی تھے، تو نبی نہیں کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں ارشاد ہے ''لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب '' میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتا مگر نبوت ختم ہو چکی ہے۔

اس قدر صحیح حدیثوں کے بعد کسی ادنیٰ مسلمان کی یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ

آپ ﷺ کے خلاف لب کھولے تمام امت اسلامیہ کا اس پر اتفاق ہوگیا ہے کہ نبوت کے تمام شعبے آپ ﷺ پر ختم ہو چکے ہیں آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی آنے والا ہے اور نہ رسول۔ یواقیت والجواہر میں شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''واعلم ان الاجماع قد انعقدعلی انه ﷺ خاتم المرسلین کما انه خاتم النّبیین ''فتوحات مکیہ میں شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی اجماع کے متعلق لکھا ہے ''قد ختم الله تعالٰی بشرع محمد ﷺ جمیع الشرائع فلا رسول بعده یشرع ولا نبی بعده یرسل الیه بشرع یتعبد به فی نفسه انما یتعبد الناس بشریعته الی یوم القیامة ''اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی شریعت سے تمام شریعتوں کو ختم کر دیا نہ آپ کے بعد کوئی رسول شریعت عامہ لے کر آئے گا اور نہ نبی ہوگا جس کو خود عمل کرنے کے واسطے شریعت دی جائے، قیامت تک آنے والوں میں سے ہر ایک شخص آپ کی شریعت کا پیرو ہوگا۔

غرض ختم نبوت کا مسئلہ مذہب کا کھلا ہوا اور یقینی مسئلہ ہے جس کا انکار اور خلاف کرنا باتفاق تمام علماء کے کفر ہے۔ مگر مرزا قادیانی قرآن شریف اور نبی کریم ﷺ کے صریح ارشادات کے خلاف کرتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ چنانچہ انہوں نے تمام مسلمانوں سے الگ اس آیت کی یہ تفسیر کی ہے۔ آپ نبیوں کی نبوت پر تصدیق اور سچائی کی مہر ثبت کرنے والے ہیں۔ یعنی جب تک اس کے دفتر سے تصدیق اور سچائی کی مہر نہ لگے تو کسی نبی کی نبوت قابل اعتبار نہیں ہوسکتی ہے۔ اللہ اللہ اس جہالت اور بددینی کا کیا ٹھکانا ہے باوجودیکہ نقلیات کے خلاف کسی آیت کی اپنی رائے سے تفسیر کرنا کفر ہے۔ مگر مرزا قادیانی اسی طرح ایمان کا دعویٰ کرتے جاتے ہیں اور آپ کے حوارییّن نبی کہتے ہوئے خدا کے غصے اور اس کے عذاب سے نہیں ڈرتے۔ علاوہ ازیں مرزا قادیانی کے خیال کے موافق لازم آتا ہے کہ نبی ﷺ سے پہلے جس قدر انبیاء گزرے ہیں، وہ سب کے سب نبی نہ تھے۔ کیونکہ ان کی خدمت پر مہر لگانے والا اور ان کو نبی بنانے والا ہی پیدا نہ ہوا تھا تو وہ کس طرح نبی بن جاتے اور اگر خدا نے ان کو نبی بنایا تھا تو العیاذ باللہ یہ اس کا عبث فعل تھا۔

بالفرض اگر خدا کی یہی مراد ہوتی جو مرزا قادیانی کہہ رہے ہیں تو پھر بجائے خاتم النّبیین کے خاتم نبوت النّبیین کہنا چاہئے تھا۔

سوال۱۴: روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کے فرزند ابرہیم کا انتقال ہوا تو حضور نے جنازہ کی نماز پڑھی اور فرمایا ''لو عاش لکان صدیقاً نبیاً ''اگر یہ زندہ رہتا تو نبی ہوتا۔(ابن ماجہ کتاب الجنائز)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کے بعد نبی کا ہونا جائز ہے؟

جواب: یہ بات اہل علم سے مخفی نہیں کہ ''لو عاش لکان صدیقاً نبیاً ''قضیہ شرطیہ ہے اس میں ''لو عاش ''مقدم یعنی قضیہ کا پہلا جزء ہے اور ''لکان صدیقاً نبیاً '' ثانی یعنی دوسرا جزء قضیہ کا ہے۔ قضیہ شرطیہ کے صدق کے واسطے ثانی کا وقوع تو بجائے خود ہے، اس کے واقع ہونے کا امکان بھی ضروری نہیں ہے۔ مثلاً کوئی شخص کہے ''لو کان اجتماع الضدین جائزا لکان اللیل مع النھار موجوداً ''اگرچہ اس میں جزء ثانی پہلے جزء کی طرح محال ہے مگر قضیہ کے سچے ہونے میں ذرا شک نہیں ہے۔ اس لئے اس عبارت سے نبوت کے واقع ہونے یا اس کے امکان پر استدلال کرنا عقل مندی سے بعید ہے۔ اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ اگر وہ زندہ رہتا تو نبی بنایا جاتا۔ مگر چونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے وہ بڑی عمر تک زندہ نہیں رکھا گیا۔

چنانچہ اس بیان کی تائید میں اسی باب کی پہلی حدیث موجود ہے ''عن اسماعیل بن خالد قلت لعبداللہ بن ابی اوفی رأیت ابراھیم بن رسول اللہ ﷺ قال مات وھو صغیر ولو ان یکون بعد محمد ﷺ نبی لعاش ابنہ ولکن لا نبی بعدہ ''اسماعیل بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی صحابی سے پوچھا کہ تم نے حضور کے صاحبزادے ابراہیم کو دیکھا ہے؟ فرمایا کہ وہ لڑکپن ہی میں مر گئے تھے۔ اگر آپ پر نبوت ختم نہ ہوتی تو وہ زندہ رکھے جاتے اور آپ کے بعد وہی نبی ہوتے مگر چونکہ آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ اس لئے وہ دیر تک زندہ نہ رکھے گئے۔ یہی معنی اس روایت کے ہیں جو مسند احمد میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ''انہ لو بقی یعنی ابراھیم بن النبی ﷺ کان نبیاً ولکن لم یبق لان بینکم آخر الدنیا ''(آیت ''ما کان محمد ابا احد من الخ (احزاب: ۴۰) '' سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام کی پسری اولاد اس لئے دیر تک زندہ نہ رہی کہ آپ خاتم النبیین تھے) اگرچہ ان دونوں روایتوں میں عبداللہ بن ابی اوفی اور انس کا ذاتی خیال ذکر کیا گیا ہے۔ مگر صحابی کا وہ قول جس میں قیاس کو دخل نہ ہو

مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتا ہے۔

علاوہ اس بات کے یہی معنی آیت ''وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین وکان اللہ بکل شیٔ علیماً (احزاب:۴۰)'' سے مستفاد ہو رہے ہیں۔ کیونکہ ''وما کان ابا احد من رجالکم'' سے اس بات کی نفی ہوتی ہے کہ آپ کی کوئی پسری اولاد سن بلوغ تک نہیں پہنچے گی۔ بلکہ لڑکپن اور نابالغیت ہی کے زمانہ میں فوت ہو جائے گی اور ''لکن رسول اللہ وخاتم النّبیین'' میں آپ کے خاتم النّبیین ہونے کا ثبوت دیا گیا ہے۔ ان دونوں جزءوں میں اگرچہ بظاہر کوئی تعلق یا لگاؤ معلوم نہیں ہوتا۔ مگر لفظ لکن جو عربی زبان میں مقصود کے خلاف پیدا شدہ وہم اور شبہ سابق کو دور کرنے کے واسطے آتا ہے۔ اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ دونوں جملوں میں کوئی خاص تعلق اور لگاؤ ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آیت کے پہلے جزء میں یہ بیان فرمایا کہ نبی اکرم کی پسری اولاد دیر تک زندہ نہ رہے گی تو اس کے سبب کی ہر شخص کو تلاش ہوئی اور عام طور پر یہ خیال پیدا ہوا کہ کیوں آپ کی نرینہ اولاد اس عمر تک نہ پہنچے گی۔ اس لئے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اس وہم کو دفع کرتے ہوئے اس کی علت ''ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین'' سے بیان فرمائی کہ اگر لڑکا جوانی اور رجولیت کی عمر کو پہنچتا تو نبی بنایا جاتا مگر نبوت نبی عربی پر ختم کر دی گئی ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ اس لئے آپ کی پسری اولاد کو اس وقت تک زندہ نہ رکھا جائے گا۔

لڑکے کے زندہ رہنے کی صورت میں اس کے نبی ہونے کی یہ وجہ ہے کہ چونکہ اولاد اپنے ماں باپ کے بدن کا ایک ٹکڑا اور حصہ ہوتی ہے۔ چونکہ آپ کے جسم کا ہر ذرّہ نبوت کے نور سے روشن ہو چکا تھا۔ اس لئے آپ کے لڑکے کا نبی ہونا ضروری تھا۔ اس لئے آپ کی اولاد بھی جسم اطہر کا ایک ٹکڑا ہوگی، مگر ان کے جسم کا ہر ایک ذرّہ خدا کا مطیع اور فرماں بردار ہے۔ اس لئے یہ کب ممکن تھا کہ نوح علیہ السلام کی طرح آپ کے صلب میں کسی کافر کا نطفہ رکھا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تمام لڑکیاں مسلمان ہوئیں۔ کبھی اور کسی زمانہ میں انہوں نے کفر نہیں کیا۔

پھر اس سے زیادہ بات یہ ہے کہ آپ کی ذات اللہ کے نزدیک مکرم اور باعزت تھی۔ جیسا کہ حدیث ''انا اکرم الخلق عنداللہ'' سے ظاہر ہے۔ اس واسطے یہ نامناسب

بات تھی کہ حضور کا لڑکا جو آپ ہی کے جسم کا ایک ٹکڑا ہے وہ نبوت کے درجہ سے گرا دیا جاتا اور عام مسلمانوں کی طرح وہ بھی ایک مسلمان ہوتا۔ اگرچہ قیاس تو لڑکیوں پر بھی یہی چاہتا تھا مگر چونکہ عورت ذات نبی نہیں بنائی جاتی۔ اس لئے لڑکیوں کے صرف مسلمان ہونے اور نبی نہ ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ کی ذات پر کوئی نقص یا عیب لازم نہیں آتا اور پسری اولاد ہونے کے باوجود اس کا نبی نہ ہونا صراحۃ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے جسم کا کچھ حصہ نبوت کے ضیاء سے متنوّر اور روشن نہیں ہوا تھا جو علیحدہ ہو کر لڑکے کی صورت میں ظاہر ہو گیا اور ایسا ہونا آپ کی فضیلت عامہ اور بزرگی کے سراسر خلاف ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ''ولکن رسول اللّٰہ الخ'' نازل فرما کر یہ بات بالکل واضح کر دی کہ اگر آپ خاتم النّبیین نہ ہوتے تو آپ کی پسری اولاد دیر تک زندہ رکھی جاتی۔ کیونکہ آپ کی فضیلت اور بزرگی کا یہ تقاضا تھا کہ آپ کا لڑکا جو آپ ہی کے جسم کا ایک حصہ ہے نبی ہو۔ محض ایک دوسری صورت اختیار کرنے کی وجہ سے نبوت کے مرتبہ سے نہ گرایا جائے۔ لیکن چونکہ نبوت آپ پر ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے آپ کے لڑکے کو نبوت کی عمر تک پہنچ کر نبی نہ بنانے سے یہ بہتر تھا کہ اس کو اس وقت تک زندہ ہی نہ رکھا جائے تاکہ آپ کی فضیلت اور بزرگی میں کسی قسم کی کمی یا نقصان لازم نہ آئے۔

سوال ۱۵: عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں ظاہر ہونا اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ نبوت ابھی تک ختم نہیں ہوئی کیونکہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ سے ان کی نبوت چھین لی جائے۔ خصوصاً جب کہ ہر ایک نبی کی نبوت کے باقی رہنے کا ثبوت حساب کتاب کے دن تک احادیث صحیحہ سے ملتا ہے۔ اس کے علاوہ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ نقل ہے کہ جب آیت ''ولکن رسول اللّٰہ الخ'' ان کے سامنے پڑھی جاتی تو آپ فرمایا کرتی تھیں کہ حضور ﷺ کو خاتم النّبیین کہو مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ''عن عائشۃ قالت قولوا خاتم النّبیین ولاتقولوا لا نبی بعدہ'' اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نبی عربی ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا۔

جواب: دراصل جن حدیثوں میں ''لانبی بعدی'' آیا ہے ان میں سے بعد کے معنی سوا اور غیر کے ہیں۔ اگرچہ اس سے اکثر بعدیۃ زمانی مراد ہوئی ہے۔ لیکن اس کا استعمال غیریت ذاتیہ میں بھی کم نہیں ہے۔ نووی نے شرح مسلم میں ''قالت یا رسول اللّٰہ اقتل من بعدنا من الطلقاء'' کی شرح میں ''من بعدنا'' کے معنی ''من سوانا'' کئے

ہیں۔ایسے ہی بخاری میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے خواب میں یہ دیکھا کہ دو کنگن سونے کے آپ ﷺ کے ہاتھوں میں آ گئے ہیں مگر جب ان میں پھونک ماری تو اڑ گئے۔صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ!اس خواب کی کیا تعبیر ہوئی۔فرمایا''اولتھما کذابین یخرجان من بعدی احدھما عنسی والآخر مسیلمة'' میرے بعد دو شخص نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے،ایک اسود عنسی ہے اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔اب اگر بعدی کے معنی میرے زمانہ کے بعد لئے جائیں تو واقعات کے سراسر خلاف ہے۔کیونکہ اسود اور مسیلمہ دونوں نے نبی علیہ السلام ہی کی زندگی میں نبوّت کا دعویٰ کر دیا تھا۔جس کا حضور ﷺ کو بھی علم تھا۔اس کے علاوہ بخاری میں اس سے اگلی روایت کے اندر''کذابین یخرجان بعدی'' کی جگہ ''الکذابین اتا بینھما'' آیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ بعدی سے بعد زمانی میرے زمانہ کے بعد مراد لینا درست نہیں بلکہ یہ معنی ہیں کہ سلسلہ نبوت کا جو مجھ پر ختم ہو چکا ہے،اس تک اور میرے سے دوسری مرتبہ پر وہ نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کریں گے۔بس یہی معنی ''لانبی بعدی'' کے ہیں۔یعنی جس قدر نبی آنے والے تھے وہ مجھ سے پہلے ظاہر ہو چکے ہیں،میں اس سلسلے کا آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی دوسرا نیا نبی نہیں ہے۔چنانچہ جس حدیث میں نبی علیہ السلام نے خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے اپنے آپ کو ایک خوبصورت اور تیار شدہ مکان کی آخری اینٹ سے تشبیہ دی ہے وہ ہمارے دعویٰ پر کھلی ہوئی دلیل ہے۔کیونکہ کسی مکان کے بالکل مکمل اور تیار ہونے کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ اب اس میں دوسری نئی اینٹوں کے رکھنے کی جگہ نہیں رہی اور اس وقت یہ کہنا درست ہوتا ہے کہ اس آخری اینٹ کے بعد کوئی نئی اینٹ نہیں لگائی جائے گی۔

اس کے علاوہ ایک اور حدیث سے اسی معنی کی تائید ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ تبوک کی لڑائی پر جانے لگے تو علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں حفاظت کی غرض سے متعین فرمایا۔حضرت علیؓ نے آپ کے حکم کو مان تو لیا مگر ان کو جہاد میں شریک نہ ہونے کا رنج ضرور تھا۔حضور ﷺ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا''یا علی اما ترضی انت منی بمنزلة ھارون من موسی ولکن لا نبی بعدی''یعنی جس طرح موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جاتے ہوئے ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی حفاظت کے واسطے اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے۔اسی طرح آج میں بھی تجھے مدینہ والوں کے واسطے اپنا قائم مقام بنا کر

جارہا ہوں لیکن ہارون نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے تو بھی نبی نہیں ہے۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ جب ''لانبی بعدی'' کی عام نفی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نبی ہونے کی نفی کی ہے، اس کے معنی اگر یہ ہیں کہ میرے زمانے اور موت کے بعد کوئی نبی نہیں تو دعویٰ اور اس کی دلیل میں کوئی تطابق نہیں رہتا۔ کیونکہ اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ چونکہ میرے زمانہ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے تو میری زندگی میں نبی نہیں ہوسکتا۔

ان دونوں جملوں کا بے جوڑ ہونا ظاہر ہے۔ حضور ﷺ کی موت کے بعد نبی نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کے سامنے اور زندگی میں بھی کوئی نبی نہ ہو۔ اس لئے ''لانبی بعدی'' کے معنی یقیناً یہی کہنے پڑیں گے کہ میرے سوا کوئی دوسرا نیا نبی آنے والا نہیں ہے خواہ وہ زندگی میں ہو یا آپ ﷺ کے بعد فرض کیا جائے۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ میرے بعد پہلے نبیوں میں سے کوئی نبی نہ آئے گا۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ تشریف لانا ''لانبی بعدی'' کے مخالف ہے اور نہ اس سے ختم نبوت ہی پر کچھ اثر پڑتا ہے، کیونکہ جس طرح ایک تسبیح جس کے سو دانے ہیں۔ اگر اس کا آخری دانہ لے کر یہ کہا جائے کہ اس کے بعد کوئی دانہ اس تسبیح میں نہیں تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ پورے سلسلے سے علیحدہ کوئی نیا دانہ سویں دانہ کے بعد نہیں ہے لیکن اس دانہ کے آخری ہونے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس تسبیح پر ایک سو سے زیادہ شمار نہیں کر سکتے یا اسی سلسلہ کا کوئی دانہ آگے پیچھے کر کے نہیں دکھا سکتے یا اگر اس طرح دکھایا بھی گیا تو وہ تسبیح بجائے سو دانہ کے ایک سو ایک دانہ کی ہو جائے گی۔ حاشا وکلا معمولی عقل کا آدمی بھی ایسی بات نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو نبوت کے سلسلے کے ایک فرد ہیں۔ اگر اس سلسلے کے آخری شخص یعنی نبی کریم ﷺ کے بعد دوبارہ تشریف لائیں تو اس سے حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے میں ہرگز کوئی فرق نہیں آتا۔ آخر موسیٰ علیہ السلام بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح نبی ہیں اور ان کی نبوت کے سلب ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں لیکن باوجود اس بات کے آپ ﷺ ان کے بارہ میں فرما رہے ہیں ''لو کان موسیٰ حیاً لما وسعهٗ الا اتباعی'' یعنی اگر وہ میرے بعد ظاہر ہوں تو ہو سکتے ہیں مگر ان کو میری ہی اتباع کرنی پڑے گی، معلوم ہوا کہ پہلے نبیوں کا آپ ﷺ کے بعد دوبارہ آنا ختم نبوت کے منافی نہیں۔ اسی واسطے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خاتم النبیین کے بعد ''لا نبی بعدہ'' نہ کہنا چاہئے۔ کیونکہ اس کے ظاہر سے پہلے نبی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ

آنے کی نفی ہوتی تھی اور جب گزشتہ کسی نبی کا آپ ﷺ کے بعد ظاہر ہونا ختم رسالت کے ہرگز خلاف نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ ''لانبی بعدی'' کو ختم نبوت کے خلاف سمجھ کر عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر استدلال کرنا جیسا کہ مرزا قادیانی نے کیا ہے ناواقفیت پر مبنی ہے۔

۲..... جن حدیثوں سے انبیاء علیہم السلام کا قیامت کے دن نبی ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس کی مراد یہ ہے کہ یہ لوگ کبھی دنیا میں نبوت کے منصب پر فائز تھے اور آج اسی سابق عہدہ کی وجہ سے ان کو نبی کہا جارہا ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ نبی کا کام مذہب کی تبلیغ اور اشاعت کرنا ہے اور وہ اس معنی سے ہرگز قیامت کے دن نبی نہ ہوں گے۔ لہٰذا جب نبی کہلانے کے واسطے نبوت کے کاروبار کی ضرورت نہیں ہے تو ''لانبی بعدی'' کے یہ معنی تسلیم کرتے ہوئے کہ میرے زمانہ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کو مان لیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں، نہ کسی قسم کا کوئی تعارض نصوص میں ہوتا ہے اور نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سلب ہونے کا ڈر ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی نبوت تشریعیہ کے رنگ میں نہ ہوگی یعنی آپ کے پاس خدا کی طرف سے بلا واسطہ وحی نہ آئے گی بلکہ وہ تمام وکمال ہر حکم میں شریعت محمدیہ کے مطیع اور فرمانبردار ہوں گے۔ جیسا کہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔

غرض آپ کا کاروبار نبوت سے علیحدہ ہوکر زمانہ سابق کے اعتبار سے نبی کہلانا اسی طرح جائز ہے جس طرح قیامت کے دن ہر ایک نبی باوجود نبوت کے فرض منصبی سے الگ ہونے کے نبی کہلائے گا اور ایک نبی اگر نبوت کے فرائض اور خدمات سے علیحدہ ہوکر نبی کریم ﷺ کے بعد آئے تو اس سے ختم نبوت میں ذرّہ برابر فرق نہیں آتا۔ چنانچہ حضور ﷺ کا موسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں یہ فرمانا ''لو کان موسٰی حیاً لما وسعهٗ الا اتباعی'' (اگر موسیٰ علیہ السلام اب دنیا میں آئیں تو ان کو اس شریعت کی پیروی کرنی لازم ہوگی) اس سے صاف طور پر ظاہر ہورہا ہے کہ کسی پہلے نبی کا آپ ﷺ کے بعد آنا جائز ہے۔ مگر نبوت کی خدمات اس کے سپرد نہیں کی جائیں گی۔ اسی وجہ سے وہ ہر حکم میں اس شریعت کا تابع ہوگا۔ البتہ عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی اگرچہ نبوت کے رنگ میں نہ ہوگی لیکن ان کو نبی کہنا زمانہ سابق کے اعتبار سے ہر حالت میں جائز ہے۔ لہٰذا کسی نبی کے مطلقاً نفی کرنے سے ظاہر طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا بھی انکار ہوجاتا ہے جو واقعات کے سراسر خلاف ہے۔ اس لئے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خاتم النبیین کے بعد ''لا نبی بعدہ'' کہنے سے منع فرمایا کیونکہ اس

کے ظاہر سے عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کی نفی ہوتی تھی۔

اس جواب سے معلوم ہوا کہ کسی پہلے نبی کا آپ ﷺ کے بعد آنا ختم رسالت کے خلاف نہیں۔ البتہ نبوت کا عہدہ اور اس کے فرائض کسی کے لئے نہ ہوں گے۔ چنانچہ مسند ابو یعلی میں صاف طور پر نبوت اور رسالت کے منقطع ہونے کی خبر دی ہے ''انقطعت النبوة والرسالة لا نبی بعدی ولا رسول'' اس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ ''لا نبی بعدی'' سے نفی کرنے کے معنی وہی ہیں کہ جو نبوت کے رنگ میں ہو۔ واللہ اعلم وعلمہٗ اتمّ!

۳..... چونکہ قرآن شریف میں ''یاتی من بعدی اسمہٗ احمد (الصف:۶)'' عیسیٰ علیہ السلام نے رسول خدا ﷺ کو اپنے بعد آنے والا نبی کہا ہے۔ اب اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی آمد ثانی پر آپ کے بعد کہا جائے تو ''بعدمة شیٔ عن نفسه'' لازم آئے گی جو صریح دور ہے۔ مزید برآں ان کو بعد والا نبی ماننے کی وجہ سے مذکورہ بالا آیت کی مخالفت ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ''لانبی بعدی'' کی نفی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف آوری کو داخل نہ کیا جائے کیونکہ ''لانبی بعدی'' میں بعد کے آنے والے نبی کی نفی کی گئی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا جیسا کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے، بعد آنے والے نبی کی حیثیت سے نہ ہوگا۔

۴..... عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ دوبارہ تشریف لائیں گے مگر ان کو محض نبی علیہ السلام کے بعد آنے والا نہیں کہہ سکتے بلکہ ان میں دو حیثیتیں جمع ہیں۔ اگر وہ ایک اعتبار سے آپ کے بعد ہیں تو دوسری وجہ سے وہ آپ سے پہلے بھی ہیں۔ لہٰذا آپ کی آمد ثانی ''لانبی بعدی'' کے مخالف نہ ہوگی۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ کسی آدمی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ صحابی کے سامنے حضور ﷺ کی شان میں کہا کہ آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں کوئی نبی آپ کے بعد نہ ہوگا۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے نبی علیہ السلام سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں ظاہر ہوں گے۔ پس اگر وہ آئے تو ان کا آنا ''لا نبی بعدی'' کے خلاف نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ نبی قبل اور نبی بعد دونوں ہیں۔ ''روی ابن ابی شیبه عن الشعبی قال قال رجل عند المغیرة بن ابی شیبه صلی الله علیٰ محمد خاتم الانبیاء لا نبی بعده فقال المغیرة حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء فانّا کنّا نتحدّث ان عیسیٰ علیہ السلام خارجٌ فان هو اخرج فقد کان قبله وبعده''

سوال ۱۶: اہل کلام کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً نبوت بند نہیں ہوئی بلکہ محض نبوت تشریعہ ختم ہوئی ہے۔ کیا ایسا کہنا ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے؟

جواب: یوں تو مطلقاً وحی کا آنا نبوت کی نشانی ہے اور خدا کا مطلق پیغام خواہ وہ امر اور نہی کی صورت میں ہو یا عبرت آموز قصوں اور مثالوں کی شکل میں وعظ اور حکمت کی باتیں ہوں یا اچھے اور نیک کاموں کی طرف اس میں ترغیب ہو، خوش خبری دینے والی بشارتیں ہوں یا ڈرانے اور دھمکانے والے الفاظ ہوں۔ عقائد دینیہ کا بیان ہو یا حلال اور حرام کے کھلے کھلے مسئلے ہوں۔ غرض کسی قسم کی وحی ہو، وہ انبیاء کے ساتھ خاص ہے لیکن جس قسم کی وحی آنے پر ایک انسان نبی یا رسول کہلایا جاتا ہے اور عامی آدمی اس کی وجہ سے نبوت کے منصب پر فائز ہوتا ہے وہ خدا کے اس کلام کا نام ہے جس میں حلال اور حرام کے متعلق مسئلے اور شرعی حکموں کا ذکر ہو۔ اب اگر اس میں لکھے ہوئے احکام اور شرعی مسائل کی پابندی صرف اسی شخص کے لئے ضروری تھی جس پر یہ مسئلے نازل ہوئے ہیں یعنی دوسرا آدمی ان شرائع اور احکامات کا مکلّف نہیں ہے اور نہ ان مسائل کی تبلیغ اور اشاعت اس کے ذمہ واجب ہے تو ایسا شخص نبی کہلائے گا اور اگر نازل ہونے والی شریعت کی پابندی اس کے ساتھ خاص نہ تھی بلکہ ان احکام کی پیروی جس طرح اس پر واجب ہے۔ اسی طرح امت کے جملہ افراد پر ضروری ہے جس کی وجہ سے تبلیغ اور اشاعت کی اہم خدمت بھی اسی کو انجام دینی پڑتی ہے تو ایسا شخص رسول ہے۔ نبی بھی رسول کی طرح صاحب شریعت ہوتا ہے۔ گویا صاحب شریعت ہونے میں نبی اور رسول دونوں ایک دوسرے کے شریک ہیں۔ اگر فرق ہے تو محض تبلیغ اور عدم تبلیغ کا فرق ہے۔

شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ کے چودھویں باب میں نبی اور رسول کا شرعی فرق کرتے ہوئے لکھا ہے: ''**واعلم ان حقیقة النّبی الذی لیس برسول هو شخص یوحی الیه بامر یتضمن ذلک شریعةً یتعبدبها فی نفسه فان بعث بها الی غیره کان رسولاً ایضاً**'' اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ نبی بھی صاحب شریعت ہوتا ہے۔ لیکن اس کی شریعت کے احکام اسی کے عمل کرنے کے واسطے ہوتے ہیں اور رسول کو جو شریعت دی جاتی ہے اس کی پابندی رسول اور اس کی امت دونوں پر یکساں ضروری ہوتی ہے اور انہیں دونوں کا نبی تشریعی نام ہے۔ اس زمانہ میں بعض خود غرض جاہل نبی تشریعی اور رسول میں فرق نہیں کرتے اور جو تفسیر رسول کی کی جاتی ہے یعنی اس کو ایک کتاب خلق کی ہدایت کے لئے

اور شریعت عامہ امت کے عمل کرنے کے واسطے دی جائے۔ یعنہ وہی معنی نبی تشریعی کے لیتے ہیں۔ باوجودیکہ نبی تشریعی عام جو نبی اور رسول دونوں کو ہاوی ہے اور رسول اس کی ایک قسم ہے اور قسم کبھی مقسم کی عین نہیں ہوتی۔

علاوہ ازیں نبی تشریعی اور غیر تشریعی صوفیاء کرام کی ایجاد کردہ اصطلاح ہے۔ شارع علیہ السلام کے الفاظ سے اس کا پتہ نہیں چلتا۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ہم تشریعی اور غیر تشریعی نبی کا فرق صوفیاء کی ہی جماعت سے دریافت کریں۔ ''صاحب البیت ادری بما فیه'' نبوت غیر تشریعی دراصل نبوت نہیں ہے، بلکہ ولایت کا ایک ذریعہ ہے۔ سوم اولیاء اللہ ولایت کے ایک درجہ کو جو نبوت کے قریب ہے متعین اور ممیز کے واسطے پہلے نبیوں اور رسولوں کو جو زمانہ سابق سے چلے آرہے تھے نبی تشریعی کے لفظ سے نامزد کردیا۔ ولایت کے اس مرتبہ کا نام غیر تشریعی نبوت رکھا جس پر ہونے والا حقیقت میں نبی کہلاتا۔ بلکہ وہ ولایت کا ایسا مرتبہ ہے جس کی شان کسی قدر نبوت کی شان سے ملتی جلتی ہے۔ چنانچہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے جو صوفیاء کی جماعت میں بڑے پایہ کے بزرگ ہیں فتوحات مکیہ میں ختم نبوت پر بحث کرتے ہوئے نبی اور رسول دونوں گروہوں کو نبی تشریعی کے نام سے موسوم کیا ہے۔

''قد ختم الله تعالٰی بشرع محمد ﷺ جمیع الشرائع فلا رسول بعده بشرع ولا نبی بعده فیرسل الیه بشرع یتعبد به فی نفسه انّما یتعبد النّاس بشریعته الٰی یوم القیامة'' اللہ تعالیٰ نے تمام شریعتوں کو محمد ﷺ کی شریعت پر ختم کردیا، نہ آپ کے بعد کوئی رسول مخلوق کی ہدایت کے لئے شریعت عامہ لے کر آئے گا اور نہ کوئی ایسی شریعت کسی کو دی جائے گی جس پر وہ خود عمل پیرا ہو بلکہ آپ کی شریعت کی پابندی قیامت تک آنے والوں پر ضروری ہے۔

یواقیت والجواہر میں شیخ عبدالوہاب شعرانی نبی اور رسول کا فرق کرتے ہوئے اسی مضمون کو ذرا اور وضاحت سے اس طرح بیان کرتے ہیں ''الفرق بینهما هو ان النّبی اذا القی الیه الروح شیئاً اقتصر به ذالک النبی علی نفسه خاصة ویحرم علیه ان یبلغ غیره ثم ان قیل له بلغ ما انزل الیک امّا لطائفه مخصوصة کسائر الانبیاء او عامه ولم یکن ذلک الا لمحمد ﷺ سمی بهذا الوجه رسولاً وان لم یخص فی نفسه بحکم لا یکون لمن بعث الیهم فهو رسول

لا نبی واعنی بھا نبوۃ التشریع الّتی لا یکون للاولیاء ''نبی کو اس کے خود عمل کرنے کے واسطے خاص شریعت دی جاتی ہے اور ان احکام کی تبلیغ سے اس کو روک دیا جاتا ہے اور اگر یہ حکم ابتداء میں خاص تھا اور کچھ مدت کے بعد ان احکام کی تبلیغ اور اشاعت کی اجازت دی گئی تو اس شخص میں رسالت اور نبوت کی دونوں حیثیتیں پائی جاتی ہیں اور اگر پہلے ہی سے شریعت عامہ دی گئی تھی۔ جس کی پابندی رسول اور امت دونوں کے لئے یکساں تھی تو وہ رسول کہلائے گا اور ہم ان تینوں قسموں کا نام نبوت تشریعیہ رکھتے ہیں، جس کا دروازہ حضور اکرم ﷺ کے بعد مطلقاً بند ہو چکا ہے۔

ان تحریرات سے جہاں اس امر کا پتہ چل رہا ہے کہ نبی تشریعی کا لفظ رسول اور نبی دونوں پر صوفیاء کی اصطلاح میں بولا جاتا ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بات بھی نمایاں طور پر ظاہر ہے کہ رسول اور نبی دونوں صاحب شریعت ہوتے ہیں، رسول اور نبی میں شریعت عامہ اور خاصہ کا فرق ہے۔ محض اتنا فرق ہے کہ نبی کی شریعت اسی کے لئے ہوتی ہے اور رسول کی شریعت کی پابندی امت اور رسول دونوں پر لازم ہے۔ رسول کو اس نئی شریعت کے تبلیغ اور اشاعت کا حکم ہوتا ہے لیکن نبی کو ان نئے احکام اور شرائع کی تبلیغ کا حکم نہیں ہوتا۔ اگرچہ سابق رسول کی مذہبی مسائل کی نشر و تبلیغ اس کے ذمہ واجب ہے لیکن جو احکام خداوندی اس کی ذات کے ساتھ خاص ہوئے ہیں، ان میں امت اس کی شریک نہیں ہوتی۔

نبی کریم ﷺ پر بعض خاص خاص احکام نازل ہوئے جیسا کہ ''یاایّھا المزّمّل الخ (المزمّل: ۱) ''یا اس جیسی دوسری آیتوں سے ظاہر ہے لیکن کچھ عرصہ کے بعد ایسا زمانہ بھی آیا جب کہ ''بلّغ ما انزل الیک (المائدہ:۶۷) ''سے تبلیغی خدمت تفویض ہوئی۔ اس وقت آپ نے نبوت کے دائرے سے نکل کر مسند رسالت پر قدم رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ قرآن میں رسول اور نبی دونوں مبارک لفظوں سے یاد کئے گئے اور انہیں لفظوں سے موسیٰ علیہ السلام کو پکارا ''انّہ کان مخلصاً و کان رسولاً نبیاً (مریم: ۵۱) ''اور جن نبیوں میں دونوں حیثیتیں جمع نہ تھیں، مثلاً خدا کی طرف سے صرف ان کے عمل کرنے کے طریقہ تو بتائے گئے۔ مگر امت کی ہدایت کے واسطے وہ پہلے رسول کی شریعت پر عمل کراتے تھے، ایسا شخص نبی محض ہے۔ اس طرح کے نبی موسیٰ علیہ السلام کے بعد بکثرت ہوئے ہیں اور بعض نبیوں پر تو ابتدا ہی سے ایسی شریعت اترتی ہے کہ وہ خود بھی اس پر عمل کرتے ہیں اور امت کو بھی اس کی

پیروی کرنا لازم ہے۔ ایسا شخص رسول محض ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں بعضوں کو رسول اور نبی دونوں اور بعضوں کو صرف رسول اور بعض کو محض نبی کہا ہے۔ غرض نبی ہو کہ رسول دونوں کے لئے نئی شریعت ہوتی ہے۔ ایک کی شریعت خود اس کے عمل کرنے کے واسطے اور دوسرے کے مسائل امتی اور رسول دونوں کے واسطے عام ہوتے ہیں۔

نوح علیہ السلام دنیا میں سب سے پہلے رسول ہیں جیسا کہ ترمذی کے باب ذکر الشفاعت میں ''یا نوح انت اوّل الرسل الی اھل الارض '' کی روایت سے ظاہر ہے اور ان سے پیشتر آدم اور ان کے بیٹے شیث اور ادریس علیہ السلام گزرے، جن میں ہر ایک نبی تھا، رسول کوئی بھی نہ تھا۔ لیکن باوجود اس بات کے ۱۰۴ آسمانی کتابوں میں سے اکثر صحیفے ان تینوں پر اتارے گئے جن کے اندر ان کی عبادت اور معاش کے طریقے بتائے گئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شریعت نبی کے لئے بھی ہوتی ہے۔ البتہ ان کی نبوت صرف اس لئے ہوتی ہے کہ وہ پہلے رسول کی شریعت کو زندہ کریں اور اس کی تبلیغ اور اشاعت کی خدمات انجام دیں اور خود ان مسائل پر عمل کریں جو خدا کی طرف سے ان پر وحی ہوئے ہیں۔ اس کی تبلیغ ان کے ذمہ فرض نہیں ہوتی۔ بے شک اگر ان سے پہلے کسی رسول کی شریعت نہ تھی اور کوئی آدمی ان کا پیرو ہو کر رہنا چاہتا ہے تو وہ ان شرائع اور احکام کی اس شخص کو تبلیغ کر سکتے ہیں۔ اگرچہ اس شریعت کی پیروی ابتداءً ضروری نہیں ہوتی۔ لیکن اس کو مان لینے کے بعد پھر ان سے پھر جانا ارتداد سمجھا جاتا ہے۔ ان کی شان اولیاء اللہ کے طریقے سے کس قدر ملتی جلتی ہے یعنی ایک شخص کو ابتداءً اختیار ہے کہ جس کے ہاتھ پر چاہے بیعت کرے لیکن مرید ہونے کے بعد اس کے طریق عمل کی پابندی مرید پر لازم ہو جاتی ہے اور فسخ بیعت کو مذموم سمجھا جاتا ہے۔ مگر رسولی شریعت کا نہ ماننے والا ابتداءً کافر ہو جاتا ہے۔ خواہ رسول نے اس کو اپنی شریعت کی پیروی کی ہدایت فرمائی تھی یا اس سے خاص طور پر کچھ نہیں کہا۔

غرض پہلے زمانے کے انبیاء، علماء حق اور ربانیین ہوتے تھے جن کی خدا کے فضل سے اس امت میں کمی نہیں ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ان لوگوں کو بلا واسطہ خدا کی طرف سے عمل کے طریقے فیضان ہوتے تھے اور اس امت کے علماء پر شریعت محمدیہ کی اتباع لازمی ہو گئی ہے اس کے سوا کوئی راستہ نجات کا نہیں رہا۔ اس سے نبی کریم ﷺ کی شریعت کمال اور ان کی فضیلت عامہ کا پتہ چلتا ہے۔ اسی پر شیخ عبدالوہاب شعرانی یواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں:

’’النّبوۃ البشریۃ خاصۃ من کان قبل بعثۃ نبینا ﷺ وھم الذین یکونون کالتلامذۃ بین یدی الملک فینزل علیھم روح الامین بشریعۃ من اللہ تعالیٰ فی حق نفوسھم یتعبدھم بھا تحل لھم ما شاء ویحرم ما شاء ولا یلزمھم اتباع الرسل وھذا المقام لم یبق لھا اثر بعد محمد ﷺ‘‘ انبیاء کے پاس جبرئیل علیہ السلام ایک نئی شریعت لائے ہیں جس میں حلال اور حرام مسئلوں کا ذکر ہوتا ہے۔ وہ اس شریعت کے پابند ہوتے ہیں۔ رسولوں کی پیروی ان کے ذمہ واجب نہیں ہوتی۔ اب یہ درجہ نبی علیہ السلام کے بعد بند ہو چکا ہے۔ معلوم ہوا کہ نبی تشریعی یعنی شریعت والا نبی جس طرح رسول ہوتا ہے۔ ایسے ہی نبی کے لئے بھی شریعت ہوتی ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ کے بعد نبی تشریعی کی نفی کرنے کے یہی معنی ہوں گے کہ نبی اور رسول جس طریقہ پر صدہا سال سے چلے آرہے تھے ان دونوں قسموں کا آنا رسول خدا ﷺ کے بعد بند ہو چکا ہے۔ نبی غیر تشریعی کو نبی کے نام سے یاد کرنا محض مجاز ہے اور بلا قید غیر تشریعی نبی کہنا قطعاً ناجائز اور جہلاء کو دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ نبی غیر تشریعی کوئی نام ہی نہ ہونا چاہئے۔ لہٰذا ’’انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی‘‘ کے کھلے ہوئے یہی معنی ہوں گے کہ آپ کے بعد کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔ کیونکہ نبی جس طرح رسول کے مقابلہ میں ایک خاص معنی کے لئے ہے اسی طرح قرآن اور حدیث کی استعمالات میں یہ لفظ رسول اور نبی بمعنی خاص دونوں پر بولا جاتا ہے گویا نبی بمعنی خاص رسول کا قسیم ہے اور بمعنی عام اس کا اور نبی بمعنی اوّل کا مقسم ہے۔ اس لئے جس جگہ ’’خاتم النّبیین لا نبی بعدی‘‘ وغیرہ آیا ہے، وہاں معنی عام مراد ہیں اور اس کی نفی سے رسول اور نبی دونوں کی نفی مقصود ہے۔

اس تقسیم کی طرف مسامرہ شرح مسائرہ میں جو عقائد دینیہ کی مستند کتاب ہے بایں الفاظ اشارہ کیا ہے ’’فالنبی علٰی ھذا انسان اوحی اللہ سواء امر بتبلیغہ والدعوۃ الیہ ام لا فان امر بذلک فھو نبی رسول والّا فھو نبی غیر رسول‘‘ نبی وہ شخص ہے جس پر شرعی احکام اور مسائل کی وحی نازل ہو۔ اب اگر اس شریعت کی تبلیغ اور اشاعت کا بھی حکم ہوتا ہے تو وہ رسول ہے اور اگر تبلیغ کا حکم نہیں ملا تو ایسا شخص نبی محض کہلاتا ہے۔ اس عبارت سے جس طرح نبی کے عام اور خاص معنی کا پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نبی رسول کی طرح صاحب شریعت ہوتا ہے، محض تبلیغ اور عدم

تبلیغ کا دونوں میں فرق ہے اور بس۔

چونکہ یہ بات اچھی طرح واضح ہو چکی ہے کہ نبوت غیر تشریعیہ دراصل نبوت نہیں ہے بلکہ جو کچھ بھی ہے وہ نبوت تشریعیہ ہی ہے۔ اس لئے نبوت تشریعیہ کی نفی کرنا درحقیقت مطلق نبوت کی نفی کرنے کے ہم معنی ہے جس کا دروازہ رسالت پناہ ﷺ کے بعد قیامت تک کے لئے بند ہو چکا ہے۔ اب نہ کوئی نبی آنے والا ہے اور نہ رسول اور جو شخص اس کے خلاف کہتا ہے، وہ زندیق اور مسلم نما کافر ہے۔ اعاذنا اللہ منه و من خبث فعله. آمین!

سوال ۱۷: باوجودیکہ یہ امت بنسبت پہلی امتوں کے خیر الامم ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ پچھلی امتوں کو نبوت جیسی نعمت سے نوازا اور امت محمدیہ کو اس دولت سے محروم رکھا۔

جواب: کسی رسول کی امت کے ہر فرد کو اس رسول کے ہر ایک حکم کی پیروی لازمی نہ ہونا اس رسول کی عظمت شان اور علوّ مرتبہ کے منافی ہے۔ بخلاف اس کے جس رسول کے ہر حکم کی اتباع کرنی ضروری ہو اس کی بزرگی اور فضیلت میں کسی کو کلام نہیں ہوتا تو چونکہ نبی کریم ﷺ باعتبار شرف مرتبہ اور فضیلت عامہ کے دوسرے نبیوں سے ممتاز ہیں۔ اس لئے ان کی امت میں سے کسی شخص کا نبی ہونا کہ جس سے حضور ﷺ کی ذات میں نقص اور عیب لازم آئے اس سے نہ ہونا بہتر ہے بلکہ اس عزت اور بزرگی سے امت کا محروم رہنا ہی حضور ﷺ کے لئے کمال ہے اور آپ کا کامل اور اکمل ہونا امت کے واسطے پہلے کمال اور عزت کا باعث ہے۔

۲..... ادھر آیت میثاق ''اذ اخذ اللہ میثاق النّبیین لما اٰتیتکم من کتاب و حکمة الخ (آل عمران: ۸۱) '' سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ہو یا غیر نبی کوئی شخص آپ کی پیروی سے باہر نہیں ہو سکتا۔ قیامت تک آنے والوں کو آپ کی شریعت کے ہر حکم کی اتباع کرنی لازمی ہوگئی۔ اگر آپ کی امت میں سے کوئی شخص نبی ہو سکتا ہے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ بعض افراد کو آپ کے ہر حکم کی پابندی ضروری نہیں بلکہ اس کو بلا واسطہ خدا کی طرف سے اس شریعت کے خلاف عمل کے طریقے سکھائے جاتے ہیں اور یہ نص قرآنی کے سراسر خلاف ہے۔ اس لئے لامحالہ اس عزت سے محروم رہنے کا بطیب خاطر اقرار کرنا پڑے گا۔ ورنہ اس شریعت کو ناقص اور ناتمام ماننا لازمی ہے اور ایسا ہونا ''الیوم اکملت لکم دینکم (المائدہ: ۳) '' کے صریح منشاء کے مخالف ہے۔

۳..... اس امت کے علماء اگرچہ نبی نہیں ہیں، لیکن فضیلت اور بندگی میں قیامت کے دن بنی اسرائیل کے نبیوں سے ان شاء اللہ! کچھ کم نہیں رہیں گے۔ اس امت کی فضیلت اور بزرگی کا کیا ٹھکانہ ہے جس کے ادنیٰ درجہ کے افراد دوسری امتوں کے بڑے لوگوں کے ہم پلّہ ہوں، آپ کے صرف امتی ہونے ہی میں وہ عزت اور بزرگی اس کے آگے ہیچ ہے۔ عیسیٰ جیسے اولوالعزم نبی اس عزت کے حاصل کرنے کی غرض سے دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ انہوں نے نبی عربی ﷺ کے امتی ہونے پر نبوت کی عزت کو قربان کر دیا۔ **فطوبٰی لامة و راها لمن اتبعه:**

غلام ہیں اسی آقا کے ہم بھی جن کے لئے فلک سے اتریں گے عیسیٰ کہ ہوں غلام ان کے

سوال ۱۸: محدّث نبی ہے یا نہیں؟

جواب: محدّث بفتح دال تحدیث کا اسم مفعول ہے۔ ابن وہب نے اس کی ملہم تفسیر کی ہے۔ چونکہ ملہم کے دل میں غائبانہ طور پر خدا کی طرف سے کسی واقعہ اور امر کے متعلق ایسا صحیح اور نفس الامری علم پیدا ہوتا ہے کہ گویا خود ربّ العزت نے اس سے آکر کہہ دیا تھا۔ اس لئے ملہم بایں معنی محدّث کہلانے کا مستحق ہے یا محدّث وہ شخص ہے کہ فرشتے اس سے بات چیت اور کلام کریں۔ چنانچہ بعض صحیح روایتوں میں محدّثون کی جگہ مکلّمون آیا ہے۔ امام بخاری کے نزدیک اس کی تفسیر ''من جری الصواب علٰی لسانه'' ہے یعنی جس کی زبان پر درست اور حقیقی بات خود بخود جاری ہو اور اس کا ظن اور گمان واقعہ کے مطابق اور سچا نکلے جیسا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسبت مشہور ہے کہ تقریباً بائیس جگہ آپ کے خیال کی تائید میں وحی الٰہی نازل ہوئی۔

غرض محدّث باعتبار اپنے ہر ایک معنی کے نبی نہیں کہلایا جاسکتا۔ نبی کی طرف وحی نازل ہوتی ہے اور محدّث اس نعمت سے محروم رکھا گیا ہے۔ البتہ محدّثیت ولایت کا ایک مرتبہ ہے جس کی حیثیت نبوت کے درجہ سے گری ہوئی ہے۔ بخاری میں ہے:

''قال النّبی ﷺ لقد کان فیمن کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن من امتی منهم احد فعمر'' اس حدیث میں نبی علیہ السلام نے ''من غیر ان یکونوا انبیاء'' کی قید کو بڑھا کر اس بات کو ثابت کر دیا کہ محدث نبی نہیں ہوتا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت ''وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی (الحج: ۵۲) '' کو'' ولا محدّث '' کی زیادتی سے پڑھا ہے۔ نبی اور رسول کی نبی کے ساتھ بصورت واؤ عاطفہ محدّث کی نفی کرنا مغائرت کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔ لہٰذا رسول اور نبی اور محدّث یہ تینوں الگ الگ شخصیتیں ہیں اور ان کو ایک سمجھنا غلطی ہے۔ یہی حال مبشرین کا ہے۔ وہ بھی نبی نہیں ہوسکتے کیونکہ قرآن مجید میں ان کی نسبت صرف اس قدر ہے ''لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الأخرۃ (یونس: ۶۴) '' ان کے واسطے دنیا اور آخرت کی بشارتیں ہیں۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی نسبت استفسار کیا ہے، آپ نے فرمایا ''تلک الرویاء الصالحۃ یراھا الصالح او تراٰی لہ (مسند احمد) '' بشارتیں سچی، فرحت بخش اور مفید خوابیں ہیں جو نیک آدمی کے لئے دیکھی یا دکھائی جاتی ہیں۔

ابن جریر نے بروایت ابوہریرہ اس حدیث کو اس طرح بیان کیا ہے ''قال ھو فی الدنیا الرویا الصالحہ یراھا العبد او تری لہ وفی الأخرۃ الجنۃ '' دنیا کی بشارت سچی خواب ہے اور آخرت کی خوشخبری جنت ہے۔ معلوم ہوا کہ مبشر کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ اس کو سچی خوابوں کے ذریعہ خوش کن اور امید افزا حالات دکھائے جاتے ہیں۔ ایسی سچی خوابوں کا دیکھنا یا دکھانا نبوت کی نشانی نہیں ہے بلکہ حدیث میں رؤیا صادقہ کو نبوت کا چھیالیسواں جزء کہا ہے۔ یعنی نبوت کے لئے اور ۴۵ جزء کی ضرورت ہے جو مبشر میں نہیں پائے جاتے۔

اس کے علاوہ مسند ابویعلی میں انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے ''ان الرسالۃ والنّبوۃ قد انقطعت لا نبی ولا رسول بعدی ولکن بقیت المبشرات '' رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے میرے بعد کوئی نیا نبی یا رسول آنے والا نہیں ہے۔ البتہ سچی خوابوں کے ذریعہ بشارتیں ہوتی رہیں گی۔ اس حدیث سے جہاں بشارات کے باقی رہنے کا پتہ چلتا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ رسالت اور نبوت ہرگز مبشرات کی عین نہیں ہے اور نہ ایسا شخص نبی یا رسول کہلایا جاتا ہے۔ مگر چونکہ مرزا قادیانی شرعی فیصلوں اور مذہبی حکموں سے بالکل آزاد ہیں۔ اس لئے آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کے خلاف محدث اور مبشر کو اپنی تالیفات میں ظلی نبی لکھا ہے اور پھر اس پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ خود بروزی اور غیر مستقل نبی ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔

حاشیہ جات

۱ ایک حدیث میں عیسیٰ بن مریم کو یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کا خالہ زاد بھائی ھما ابنا خالۃ کہا ہے۔ جس کے ظاہر سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ یحییٰ کی ماں ایشاع حنہ کی بیٹی اور مریم کی بہن ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے بنت اخت (بھانجی) پر اہل عرب اخت کا لفظ اپنے محاورات میں اطلاق کرتے ہیں چونکہ مریم دراصل ایشاع کی بھانجی ہے اس لئے اس کو ایشاع کی بہن کہتے ہوئے عیسیٰ اور یحییٰ کو ابنا خالۃ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بابت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ہے ''این ابن عمک'' ظاہر ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فاطمہ کے ابن عم نہیں ہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہیں۔ اس لئے فاطمہ علی کی بنت الاخ ہوئیں۔ لیکن آپ نے فاطمہ کو علی رضی اللہ عنہ کی چچازاد بن کہا ہے۔

۲ مرزا نے (دافع البلاء اندرون ٹائٹل خزائن ج۱۸ ص۲۲۰) کے حاشیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خاکش بدہن بہت کچھ گالیاں دینے کے بعد اس حدیث کی یہ شرح لکھی ہے جس سے مرزا قادیانی کی ہمہ دانی کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں ''اور مسلمانوں میں یہ جو مشہور ہے کہ عیسیٰ اور اس کی ماں مس شیطان سے پاک ہیں۔ اس کے معنی نادان لوگ نہیں سمجھتے۔ اصل بات یہ ہے کہ پلید یہودیوں نے حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں پر سخت ناپاک الزام لگائے تھے اور دونوں کی نسبت نعوذ باللہ شیطانی کاموں کی تہمت لگاتے تھے۔ سو اس افترا کا رد ضروری تھا۔ پس اس حدیث کے اس سے زیادہ کوئی معنی نہیں کہ یہ پلید الزام جو حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں پر لگائے گئے ہیں، صحیح نہیں۔ (مگر مرزا قادیانی پھر بھی گالیاں دینے سے باز نہیں آئے) بلکہ ان معنوں کر کے وہ مس شیطان سے پاک ہیں اور اس قسم کے پاک ہونے کا واقعہ کسی اور نبی کو کبھی پیش نہیں آیا۔'' اگرچہ فہمیدہ اور سمجھ دار لوگوں نے اس توجیہ کے بعد مرزا قادیانی کی قابلیت کا صحیح اندازہ اپنی طبیعتوں میں لگا لیا ہوگا۔ مگر عام آگاہی کے واسطے ضروری ہے کہ کسی قدر زیادہ وضاحت کے ساتھ اس پر روشنی ڈالی جائے۔

مرزا قادیانی جس حدیث کی توجیہ اور شرح میں علماء کو نادان بتا رہے ہیں وہ حدیث یہ ہے: ''**کل مولود یولد الا والشیطان یمسہ حین یولد فیستھل صارخاً الا مریم وابنھا فان امھا قالت حین وضعتھا انی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرّجیم**'' اس کے معنی سوائے اس بات کے کچھ نہیں ہیں کہ ہر ایک بچہ کو شیطان چوکے مار کر پیدائش کے وقت رلاتا ہے۔ جس سے وہ بچہ چیختا اور چلاتا ہے۔ مگر مریم کی ماں کے دعا کرنے کی وجہ سے اللہ نے مریم اور ان کے بیٹے عیسیٰ کو اس سے بچا لیا۔ چونکہ مرزا قادیانی لفظی جکڑ بندیوں سے آزاد ہیں۔ اس لئے ان کے مذاق کے موافق اس حدیث کے یہ معنی ہیں۔ ہر ایک بچہ کو زنا کی تہمت

لگانا صحیح ہے۔اس لئے کہ اس کے ماں باپ زنا کار اور وہ بچہ حرامی ہوتا ہے۔مگر یہودیوں کا مریم اور عیسیٰ علیہ السلام پر زنا اور بدکاری کی تہمت رکھنا درست نہیں۔کیونکہ یہ دونوں نیک اور پارسا تھے اور یہ اس لئے کہ جب عیسیٰ اور مریم کے بارے میں عدم مس کے یہ معنی لئے گئے کہ وہ زنا کی تہمت اور اس کے الزام سے بری ہیں تو ان دونوں کے علاوہ جن بچوں کو مس کیا ہے۔جیسا کہ استثنا سے پہلی عبارت کا منشا ہے۔ان کے بارے میں صریح معنی یہی ہوں گے کہ وہ سب کے سب زنا کار اور حرامی ہیں۔العیاذ باللہ!

معلوم نہیں کہ مرزا قادیانی نے ایسی لغو اور بے ہودہ تاویل کرتے وقت حدیث کے الفاظ پر بھی غور کیا تھا یا آنکھوں پر پٹی باندھ لی تھی۔حدیث کے لفظ صاف بتا رہے ہیں کہ شیطان ہر ایک بچہ کو اس کی پیدائش کے وقت چوکے مارتا ہے اور اس سے اس کی غرض سوائے تکلیف دینے اور بچہ کو رلانے کے اور کچھ نہیں ہوتی۔علاوہ ازیں کیا حنہ کی دعا ''انی اعیذھا بک الخ'' کے یہی معنی ہوں گے کہ الٰہی مریم اور اس کی اولاد کو زنا اور اس کی تہمت سے بچالے۔اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حنہ کے زمانہ میں زنا کاری کی تیز اور تند ہوائیں چل رہی تھیں۔جس سے ڈر کر اس کو اپنی اولاد کے لئے اس سے بچنے کی دعا کرنی پڑی۔اس پر بھی تہمت تو لگ ہی گئی۔ماشاء اللہ! ایسی توجیہہ کرنا تو مرزا قادیانی ہی کا حصہ ہے۔بے چارے علماء نے نبوت کا خواب کہاں دیکھا ہے جو ایسی بار یکبیں بیان کریں۔عجب نہیں کہ اس وقت مرزا قادیانی کو دوران سر کا عارضہ لاحق ہو یا شاید کچھ دال میں کالا ہو۔افسوس علماء کو نادان کہتے ہوئے شرم بھی تو نہیں آئی۔غضب تو یہ ہے کہ یہاں عیسیٰ علیہ السلام کو پارسا کہا جارہا ہے اور اسی حاشیہ میں ایک دوسطر پہلے ان کو گناہ گار اور بداطوار کہا ہے۔چنانچہ آپ فرماتے ہیں:''لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر جس کو عیسائی یوحنا کہتے ہیں جو پیچھے ایلیا بنایا گیا، اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی اور ان کے خاص مریدوں میں داخل ہوئے تھے اور یہ بات حضرت یحییٰ کی فضیلت کو ببداہت ثابت کرتی ہے۔کیونکہ بالمقابل اس کے یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ یحییٰ نے بھی کسی کے ہاتھ پر توبہ کی تھی۔پس اس کا معصوم ہونا بدیہی امر ہے۔'' (دافع البلاء ص ابتدائیہ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰)

یہ ہے مرزا قادیانی کا ایمان۔اللہ تعالیٰ تو مسیح علیہ السلام کو اپنا مقرب کہہ کر پکارتا ہے ''وجیھاً فی الدنیا

والاخرۃ ومن المقربین ''اور حدیث میں نبی کریم ﷺ ان کو ''الاخ الصالح العبد الصالح'' فرمارہے ہیں۔مگر مرزا ہے کہ اپنی بدزبانی سے باز نہیں آتا۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۶ خزائن ج۱۱ص۲۹۰ حاشیہ) میں مرزا نے لکھا ہے کہ ''مسیح کو شیطانی الہام تین دفعہ ہوا'' (ص۶ خزائن ج۱۱ص۲۹۰ حاشیہ) میں ہے کہ ''ان کے دماغ میں خلل تھا'' اسی کتاب میں ہے ''آپ کو ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر غصہ آجایا کرتا تھا اور بدزبانی اور گالیاں دینے کی بھی اکثر عادت تھی۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵ حاشیہ خزائن ج۱۱ص۲۸۹)

غرض اس قسم کی سینکڑوں لغویات ضمیمہ انجام آتھم، توضیح المرام اور ازالۃ الاوہام میں بلاتکلف آپ دیکھیں گے۔ یہاں یہ بتادینا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ بعض مرزائی صاحبان مرزا کو توہین انبیاء کے الزام سے بری کرنے کے لئے کہا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں نہیں دیتے، جن کا قرآن میں ذکر ہے بلکہ یسوع مسیح کو برا کہتے ہیں۔جن کو عیسائی خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ یہ الگ الگ دو شخصوں کے نام ہیں اور جو ان کو ایک سمجھتا ہے وہ خود اس کی غلطی ہے۔مرزا قادیانی اس سے بری ہیں۔سبحان اللہ!

اس وقت تو مرزا قادیانی کا دنیا کے عیسائیوں پر بڑا احسان ہوا ان کو آج تک یہ معلوم نہ تھا کہ عیسیٰ بن مریم کے علاوہ یسوع نامی کوئی شخص ان کا رسول ہوا ہے۔ بے چارے عیسائی تو عیسیٰ بن مریم ہی کو خدا وند یسوع مسیح کہتے ہیں۔مگر مرزا قادیانی کو الہام ہوا کہ یسوع اور شخص ہے اور عیسیٰ علیہ السلام سے عیسائیوں کو کوئی تعلق نہیں۔ واہ مرزا جی اس جدت طرازی کی ہم بھی آپ کو داد دیتے ہیں۔ ''بیل نہ کودا کودی گون یہ تماشا دیکھے کون'' مرزا قادیانی اگر لغت کی معمولی کتاب اٹھا کر دیکھ لیتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ عیسیٰ حقیقت میں ایشوع سے بنایا گیا ہے۔عبرانی زبان میں ایشوع کے معنی سید اور بڑے کے ہیں۔عرب والوں نے اس کو توڑ مروڑ کر عیسیٰ بنالیا ہے۔ چونکہ قرآن بھی عربی ہے۔اس لئے ہر جگہ اس میں عیسیٰ ہی آیا ہے۔ایشوع کہیں نہیں آیا اور انجیل عبرانی زبان میں اتری تھی۔ اس وجہ سے اس میں ایشوع کہا ہے۔اب کثرت استعمال کی وجہ سے عیسائی یسوع کہنے لگے۔

علاوہ ازیں مرزا قادیانی کی ان عبارتوں کا کیا جواب ہے۔جن میں صریح عیسیٰ کا نام لے کر گالیاں دی ہیں۔ہم تو خدا سے چاہتے ہیں کہ مرزا قادیانی اس بددینی کو چھوڑ کر سچے اور خالص مسلمان بن جائیں۔مگر ان کی کفریات اور ملحدانہ باتوں کو دیکھ کر وہی فیصلہ کیا جاتا ہے جس کے وہ مستحق ہیں تاکہ عوام مسلمان ان کو مسلمان سمجھ کر ان کی منافقانہ باتوں میں نہ آئیں۔ اسی غرض سے اس حاشیہ کا اقتباس بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے۔ تاکہ ناظرین مرزا قادیانی کی بے ایمانیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

چنانچہ آپ شروع فرماتے ہیں: ''یاد رہے کہ یہ جو ہم نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے بہت لوگوں کی نسبت اچھے تھے یہ ہمارا بیان محض نیک ظنی کے طور پر ہے۔ ورنہ ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں خدا تعالیٰ کی زمین پر بعض راست باز اپنی راست بازی اور تعلق باللہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل اور اعلیٰ ہو۔ الخ!'' (دافع البلاء ص اندرون ٹائٹل خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۹ حاشیہ)

اس تحریر سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نیک ظنی کا اظہار کر رہے ہیں اور اس حاشیہ کو ان کے علاوہ کسی اور یسوع مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ اسی کی تردید میں دو چار سطر بعد یہ عبارت بھی موجود ہے ''تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کمتر الی قولہ'' کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ بالاطلاق اپنے وقت کے تمام راست بازوں سے بڑھ کر تھے۔ جن لوگوں نے ان کو خدا بنایا ہے۔ جیسے عیسائی یا وہ جنہوں نے خواہ مخواہ خدائی صفات ان میں دی ہیں۔ جیسا کہ ہمارے اور خدا کے مخالف نام کے مسلمان الخ۔ کیونکہ مسلمانوں کا بموجب قرآن شریف کی تعلیم کے جو عقیدہ ہے کہ مردوں کو زندہ کرنے اور پرندوں کے پیدا کرنے کا معجزہ اللہ نے ایک نبی کو دیا ہے، وہ عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں کوئی اور نبی نہیں ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام صرف مٹی کی تصویر بنا کر یا قبر کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے اس میں جان ڈالنے کی دعا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کی برکت سے اس میں جان ڈال دیتا تھا۔ گویا پیدا کرنا یا جلانا تو اللہ ہی کا کام تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام تو صرف دعا کے لئے خدا کے سامنے ہاتھ اٹھاتے تھے اور بس۔ یہ ہے مسلمانوں کا عقیدہ۔ خدارا کوئی شخص بتائے کہ اس عقیدہ کو بموجب کون سی خدائی صفت حضرت عیسیٰ کو دی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے مرزا قادیانی مسلمانوں پر مشرک ہونے کا الزام لگا رہے ہیں۔ مگر چونکہ مرزا قادیانی ناواقف مسلمانوں کو اسلام کی سچی تعلیم سے ہٹا کر اپنا الو سیدھا کرنے کی فکر میں ہیں۔ اس لئے آپ جھوٹے اور من گھڑت الزامات اسلام اور مسلمانوں کے سر آئے دن تھوپتے رہتے ہیں۔

اس حاشیہ کا ایک ٹکڑا اوپر گزرا ہے جس میں مسیح کے نام سے گالیاں دی ہیں۔ مگر اس سے بھی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہی مراد ہیں۔ کیونکہ اس کی یہ عبارت خاص طور پر غور کرنے کے قابل ہے۔ ''اسی وجہ سے یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔'' ظاہر ہے کہ قرآن شریف میں حضرت یحییٰ کے ساتھ جس نبی کا ذکر آیا ہے وہ عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں اور ان ہی کو اللہ تعالیٰ نے مسیح کے نام سے پکارا ہے ''انما المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ (النساء: ۱۷۱)'' مگر مرزا قادیانی کی یہ منطق عجیب ہے کہ حضرت عیسیٰ العیاذ باللہ چونکہ گناہ گار تھے اور یحییٰ ان کے مقابلہ میں نیک اور پارسا تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یحییٰ

کو حصور کہا ہے اور حضرت عیسیٰ کو حصور نہ کہا۔ خوب! اگر قرآن میں کسی کو حصور نہ کہنا اس کے گناہ گار ہونے کی دلیل ہے تو یحییٰ کے علاوہ تمام انبیاء نعوذ باللہ گناہ گار ہونے چاہئیں۔ کیونکہ قرآن شریف میں یحییٰ علیہ السلام کے سوا کسی نبی کو حصور نہیں کہا گیا ہے۔

پھر آپ نے ایک دو سطر بعد حضرت عیسیٰ ہی کا نام لے کر بدزبانی شروع کر دی ہے۔ ملاحظہ ہو "اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ کے ہاتھ پر جس کو عیسائی یوحنا کہتے ہیں جو پیچھے ایلیا بنایا گیا اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی۔" (دافع البلاء ص اندرون ٹائٹل خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰ حاشیہ)

تعجب ہے کہ مرزا قادیانی کو آج تک یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ انبیاء علیہم السلام باتفاق تمام مسلمانوں کے ہر ایک چھوٹے بڑے گناہ سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں۔ پھر کیا خدا کو رسول بنانے کے لئے کوئی نیک آدمی میسر نہیں آیا تھا جو گناہ گار کو رسول بنایا۔ رسول اور نبی کے واسطے مومن اور متقی ہونا پہلی شرط ہے۔ شاید مرزا قادیانی مثیل عیسیٰ ہونے کی وجہ سے اپنے لئے راستہ صاف کر رہے ہیں۔ شاید کوئی شخص یہ کہے کہ یسوع اور عیسیٰ بے شک ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ مگر مرزا قادیانی اس عیسیٰ کو گالیاں دے رہے ہیں۔ جس کو عیسائی خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور اس عیسیٰ کے بارے میں بے ادبی کا ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکالتے، جن کا ذکر خیر قرآن میں آیا ہے۔ مگر ہم اس قائل سے پوچھتے ہیں کہ کیا کسی ایک شخص کے سچے یا جھوٹے مختلف اوصاف بیان کرنے سے اس کی دو شخصیتیں ہو جاتی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ہر حالت میں یہ ایک ہی شخص رہتا ہے۔ اس لئے عیسیٰ کو نصاریٰ کے بڑے ہونے کی حیثیت سے گالی دینا اور مسلمانوں کے بزرگ ہونے کی وجہ سے بدزبانی سے احتراز کرنا عین حماقت اور بد دینی ہے اور اگر مرزا قادیانی نے اس بدکلامی کی خود جرأت نہیں کی۔ بلکہ انجیل محرف سے یہ گالیاں نقل کی ہیں تو مرزا قادیانی کا فرض تھا کہ اس کی تردید کرتے نہ کہ مزے لے لے کر اپنی کتاب میں اس طرح ان کو بیان کریں کہ گویا اسلامی تعلیم یہی ہے۔ اس بے حیائی کو تو دیکھئے کہ آپ انجیل محرف کی جھوٹی باتوں کو قرآنی منشاء کے ساتھ ملانے میں ذرا نہیں شرماتے۔ چنانچہ آپ کی اس گزشتہ تحریر (کہ اس وجہ سے قرآن میں۔ الخ!) کا ماحصل یہ نکلتا ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بدفعلیوں کی نسبت جو کچھ انجیل میں لکھا ہے وہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے۔ اسی وجہ سے خدا نے عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن میں حصور نہ کہا۔ لعنت بولیے۔

دراصل مرزا قادیانی کو اس قدر بدزبانی کی اس لئے ضرورت ہوئی کہ عیسائیوں نے مسلمانوں کے مقابلہ میں یہ کہا تھا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان نے مس نہیں کیا۔ نہ انہوں نے کوئی گناہ کیا ہے۔ اس لئے وہ تمام نبیوں سے اور بالخصوص نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں۔ اس کا جواب مرزا قادیانی

کو کچھ نہیں آتا تھا اور ہارا ہوا آدمی ہمیشہ گالیاں ہی دیا کرتا ہے۔اس لئے مرزا قادیانی نے دس پانچ عبارتیں محرف انجیل کی عیسائیوں کے سامنے پیش کردیں جو مسیح علیہ السلام کے گناہ گار ہونے پر دلالت کرتی تھیں۔لیکن اگر عیسائی صاحبان یہ کہیں کہ ہماری انجیل کا بیان غیر معتبر ہے۔مگر تم اپنے قرآن کا جواب دو تو مرزا قادیانی بغلیں ہی جھانکتے نظر آویں گے۔اب چونکہ مرزا قادیانی کو آنے والے عیسیٰ سے مسلمانوں کو بدظن کرکے اپنا سکہ بٹھانا مقصود تھا۔اس لئے وہ باتیں جو آپ پہلے عیسائیوں کے مقابلہ میں بطور الزامی جواب کے پیش کرتے تھے۔اب وہ مسلمانوں کے سامنے اسلامی رنگ میں بیان کرنے لگے۔

۳ تمام نبیوں سے آپ کی پیروی کا عہد لینا حضور ﷺ کی فضیلت عامہ ثابت کرنے کی غرض سے تھا اور یہ غرض محض غلامی کے اقرار کرنے سے پوری ہوجاتی ہے۔اس کے واسطے آقا کا موجود ہونا لازمی نہیں ہے۔اس لئے ہر ایک نبی کا ان کی آمد تک زندہ رہنا چنداں ضروری نہیں۔اس کے بغیر بھی عہد اور میثاق کا فائدہ حاصل ہے۔علاوہ ازیں نبیوں سے آپ کے اتباع اور پیروی کا عہد لینا ان کے امتیوں کو اس بات کی ہدایت ہے کہ نبی کریم پر ان کی تشریف آوری کے بعد ایمان لائیں اور ان ہی کی پیروی اختیار کریں۔جیسا کہ ان کے نبیوں کو آپ کی اتباع کرنی لازم ہے۔ہر شخص جانتا ہے کہ اس فائدہ کے واسطے نبیوں کا اس وقت تک زندہ رہنا ضروری نہیں ہے۔

۴ بعض روایتوں میں ''لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما یسعھما الا اتباعی'' آیا ہے۔جس سے مرزا قادیانی اور ان کے حواریین نے عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر استدلال کیا ہے۔لیکن علامہ ابن حزم اندلسی جو جرح اور تعدیل کے مسلّم اور مانے ہوئے امام ہیں۔اس زیادتی کی نسبت یوں فرماتے ہیں۔''اصل میں حدیث کے الفاظ صرف اس قدر ہیں ''لو کان موسیٰ حیاً لما یسعہٗ الا اتباعی'' جیسا کہ صحاح کی روایتوں سے ظاہر ہے۔عیسیٰ کی زیادتی رسول خدا ﷺ کے بعد جھوٹے اور کذاب راویوں نے اس حدیث میں اپنی طرف سے بڑھادی ہے۔یہ لفظ ہرگز ہرگز نبی علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلا ہوا نہیں ہے۔

۵ دنیا کی ظاہری تکالیف اور اس کی تمام راحتیں باعتبار اپنے نتیجہ اور انجام کے مصیبت اور نعمت کہلاتی ہیں جو مصیبتیں کسی راحت اور آرام کے حاصل کرنے کے واسطے اٹھانی پڑتی ہیں۔اگرچہ وہ دیکھنے میں دل آزار اور رنجیدہ ہیں۔لیکن نعمت اور راحت حاصل کرنے کے اسباب اور ذرائع ہونے کی وجہ سے اسی کو عیش اور آرام سمجھا جاتا ہے۔یہاں تک کہ ہر شخص ان مصیبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کے لئے تیار ہے نہ دنیاوی مال واسباب کا جمع ہونا رضا الٰہی کی دلیل ہے اور نہ تنگی عیش اور فقر وفاقہ سے زندگی گزارنا خدا کی رضامندی کا نشان ہے۔جس مال اور دولت کے نشہ میں انسان اس مالک حقیقی کو بھول کر تمرد اور سرکشی پر اتر آئے اور اپنی غلط کاریوں

کی وجہ سے اخلاقی کمزوریوں کا شکار ہے اور بجائے خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے شیطان کے پیچھے ہولے۔ جس کا نتیجہ یہی نکلے کہ قہر الٰہی کی بجلی اس کو جلا کر خاک سیاہ کر دے تو ایسا مال یقیناً اس کی تباہی اور بربادی کا سبب بنے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ''بھٹ بڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان''

یہی وہ غنا کا فتنہ ہے جس سے نبی کریم ﷺ نے پناہ مانگی ہے ''اللھم انی اعوذبک من فتنة الغناء'' کفاروں کو ان کی دولت ہی نے خدا کا نافرمان بنایا۔ حق بات کے سننے اور نیک کاموں کے کرنے ان کو باز رکھا۔ اگرچہ ان کا مال اور اولاد دنیا کی عیش اور آرام کا ظاہری سامان ہے۔ لیکن اس کے باطن میں زہر کے بجھے ہوئے فولادی ٹکڑے چھپے ہوئے ہیں۔ جن کی باڑ ان راحتوں سے زیادہ تکلیف دہ ہیں اور یہ سب دنیوی اسباب قیامت کے روز ان کے لئے حسرت اور ندامت کا سبب اور گلے کا سانپ ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ ہر ایک دولت مند قیامت کے دن یہ کہیں گے کہ غریب اور مسکینوں پر خدا کی نعمتیں بہ نسبت امیروں کے زیادہ اور عام ہیں تو اس وقت حسرت کے ساتھ آرزو کریں گے کہ کاش دنیا میں ہمارے جسم کی کھالیں قینچیوں سے کاٹی جاتیں تاکہ ہم بھی خدا کی بڑی بڑی نعمتوں سے محروم نہ رہتے۔ یہی حال فقر وفاقہ کی مصیبت اور دنیا کی دوسری تکلیفوں کا ہے۔ اگر انجام اس کا اچھا ہے تو وہ تکلیفیں بھی راحت ہیں۔ ورنہ ان کے مصیبت ہونے میں ذرا شک نہیں۔ بہت سے آدمی تکالیف اور مصیبتوں کے بعد ان کمالات کو پالیتے ہیں جو عیش کی حالت میں کبھی ان کو نصیب نہ ہوتے۔ اہل اللہ کے نزدیک مال و دولت خدا سے دوری کا سبب ہے۔ تکلیف اور مصیبتیں قرب منزلت اور نزدیکی کی باعث ہیں۔ اسی وجہ سے وہ فقر وفاقہ کے متلاشی رہتے ہیں۔ حضور ﷺ بھی الفقر فخر حق فرماتے ہیں۔ حقیقت میں ایسی لوگوں کی مثال سونے کی طرح ہے کہ جتنا اس کو آگ میں تپایا جائے۔ اسی قدر اس کی قیمت بڑھتی جائے۔ اگر مصیبتوں سے گھبرا کر خدا کی شکایت کی یا اپنی تنگدستی پر قسمت کا گلہ کیا اور قضائے الٰہی سے راضی نہ رہا یا مفلسی سے تنگ آ کر چوری یا ڈکیتی کرنے لگا یہ سب صورتیں خدا کی ناراضی کا سبب ہیں۔ نبی علیہ السلام بھی فقر کے اس فتنہ سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ ''اللھم انی اعوذبک من فتنة الفقر وفتنة الغناء'' غرض دنیا کی تکلیف نہ تکلیف ہے اور نہ اس کی راحت راحت۔ اگر تکلیف کا انجام اچھا ہے تو وہ ایک نعمت ہے اور اگر عیش کا نتیجہ خراب ہے تو ایسی نعمتیں مصائب اور الام سے کچھ کم نہیں۔

۶ بعض شیعہ صاحبان کے خیال میں یہ حدیث نبی کریم ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے درمیان کمال یگانگت اور غایت درجہ اتحاد پر دلالت کرتی ہے۔ جس کو وہ علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت عامہ کے ثبوت میں پیش کر دیا کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت نفس الامری اس کے سراسر خلاف ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے یہ حدیث اس وقت ارشاد فرمائی تھی جب کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں چھوڑ کر تبوک کی لڑائی پر جا رہے تھے اور علی رضی اللہ عنہ کو اپنی تنہائی کا رنج تھا۔

اگر اس واقعہ کو پیش نظر رکھ کر حدیث کے الفاظ پر غور کیا جائے تو صاف طور پر یہ معنی سمجھ میں آتے ہیں کہ اے علی رضی اللہ عنہ! آج میرا معاملہ تیرے ساتھ ایسا ہے جیسا کہ موسیٰ کا ہارون کے ساتھ تھا کہ ان کو تنہا بنی اسرائیل پر چھوڑ کر توریت لینے طور پر چلے گئے تو چونکہ ہارون کی نیابت نبوت کی حیثیت سے تھی، جس سے علی رضی اللہ عنہ محروم تھے۔ اس لئے آپ نے اس شبہ کو دور کرنے کے واسطے ''ولکن لا نبی بعدی'' فرمایا۔ اس سے کہیں اتحاد و یگانگت کا پتہ نہیں چلتا۔ البتہ اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تسلی ضرور ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ جب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے صفیہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو بنت الیہودی یہودی کی بیٹی کہا تو ان کو اس بات سے رنج ہوا اور حضور ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ اس وقت آپ ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو خوش کرنے کے واسطے فرمایا ''لا بل ابوک هارون وزوجک محمد فانت ابنت النبی وزوجة النبی'' نہیں بلکہ تو نبی ہارون کی اولاد میں اور محمد ﷺ کی بیوی ہے۔ ظاہر ہے کہ اتنا کہہ دینے سے صفیہ رضی اللہ عنہا کی شان عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں بڑھی، یہ محض تسلی اور تشفی بخش کلمات تھے جن کو فضیلت اور بزرگی سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے علاوہ اگر قرابت اور یگانگت فضیلت کی دلیل ہے تو چاہئے کہ قریش کا ہر فرد بڑے بڑے جلیل القدر صحابیوں سے بزرگ اور اشرف ہو۔ کیونکہ قریش کے بارے میں بھی اسی قسم کے الفاظ آئے ہیں ''هم منی وانا منهم'' دنیا جانتی ہے کہ قریش کا ہر فرد سچے اور قدیمی جان نثاروں سے بڑھ کر نہیں ہوسکتا۔

ے چونکہ ''لا نبی بعدی'' میں نفی عام ہے جو علی رضی اللہ عنہ اور غیر علی رضی اللہ عنہ دونوں کو شامل ہے اور عام کی نفی کرنا خاص کی نفی کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے یہ معنی ہوئے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس وجہ سے اے علی رضی اللہ عنہ! تو بھی نہیں۔ مرزا قادیانی کے یہاں عام اور خاص کی کوئی تمیز نہیں۔ اس واسطے آپ نے احمدیہ نوٹ بک میں ''لا نبی بعدی'' کے معنی ''ولکن لست نبیاً'' کئے ہیں۔ یعنی ''لا نبی بعدی'' سے ہر شخص کی نبوت کا انکار نہیں ہے۔ بلکہ خاص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نبی ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ سبحان اللہ! اگر مرزا قادیانی کی یہ نرالی منطق اس حدیث میں تھوڑی دیر کے لئے مان لی جائے تو ''انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی'' اور ''انا العاقب لیس بعدی نبی'' میں کسی خاص کی نفی ہے۔ اس کے علاوہ متعدد ایسی حدیثیں ہیں۔ جن میں عام معنی کے سوا خاص معنی کا ارادہ کرنا لغو اور بے معنی ہے۔ افسوس یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو اس جہالت پر اپنی علمیت کا دعویٰ کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اصل میں حیا کریں تو کھائیں کہاں سے؟

پھر لطف یہ ہے کہ اس قسم کی من گھڑت تاویلیں جن کا شریعت میں کہیں پتہ نہیں چلتا قرآن اور حدیث کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور خدا کے قہر سے ذرا نہیں ڈرتے۔ پھر آپ ''لا نبی بعدی'' کی دوسری تاویل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اگر اس کا مطلب یہ بھی لیا جائے کہ میرے بعد کوئی شخص بھی نبی نہیں تو یہ معنی ہوں گے کہ میرے بعد میرا جیسا کوئی نبی نہیں۔ واہ مرزا قادیانی اوّل تو ان حدیثوں کا کیا جواب ہے، جن میں ''انقطعت

النبوۃ والرسالۃ فلا نبی بعدی ولا رسول ‘‘ آتا ہے۔ یہاں نبی اور رسول دونوں کو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں مان کر ہر ایک کی نفی کی ہے۔ صرف رسول ہونے کی نفی نہیں کی گئی جس سے آپ کی بات مانی جائے۔

پھر ایک حدیث میں نبی ﷺ نے اپنے آپ کو نبوت کے مکان کی آخری اینٹ کہا ہے جس سے صاف طور پر مطلقاً نبی مستقل اور غیر مستقل کی نفی سمجھ میں آتی ہے۔ لہٰذا آپ کا اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ بس جہاں بھی حدیثوں میں ’’لانبی بعدی ‘‘ آئے، اس کے یہی معنی ہوں گے کہ کمالات نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکے۔ اس شان کا اب کوئی نبی نہیں۔ دوسرا جو نبی ہوگا وہ آپ ﷺ کے ماتحت ہوگا۔ بالکل بے محل اور لغو ہے اس کے علاوہ ایک عام لفظ نبی کا بول کر دنیا کو مغالطہ اور دھوکے میں ڈالنے سے بہتر تھا کہ صاف طور پر خاتم المرسلین کہہ دیا جاتا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہدایت کے راستہ کو کھول کر بیان کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ بھول بھلیوں ہی میں پھنسانا چاہتے ہیں۔ العیاذ باللہ!

کبھی کبھی مرزا قادیانی اس دعوے کی تائید میں یہ حدیث پیش کیا کرتے ہیں ’’اذا ھلک کسری فلا کسری بعدہ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہ ‘‘ یعنی جب قیصر اور کسریٰ ہلاک ہو جائیں گے تو اس شان کا نہ قیصر ہوگا اور نہ کسریٰ۔ البتہ اسی خاندان میں کسریٰ اور قیصر کے نام پر چھوٹے چھوٹے حکمراں ہوں گے۔ ماشاء اللہ! مرزا قادیانی کو تاریخ دانی میں بھی بڑا کمال ہے۔ آج تک یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ مسلمانوں کے عہد سے کسریٰ کے خاندان کا ایک بچہ بھی نہیں رہا، چھوٹا اور بڑا حکمران کا کیا ذکر ہے۔ دراصل اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ موجودہ قیصر کی ہلاکت کے بعد کوئی شخص اس خاندان کا قیصر کے نام سے بادشاہ نہ ہوگا۔ چنانچہ روما رومۃ الکبریٰ اٹلی کے بادشاہوں کی حکومت عرب سے ہٹی ہے، اس وقت سے لے کر آج تک ان میں سے کوئی بادشاہ قیصر کے نام سے نہیں پکارا گیا اور یہی معنی دوسرے جزء ’’اذا ھلک کسری فلا کسری بعدہ ‘‘ کے ہیں کہ جب موجودہ کسریٰ مر جائے گا تو اس نام کا کوئی بادشاہ اس خاندان سے نہ ہوگا۔ مگر چونکہ نبی ﷺ نے نامہ مبارک چاک کرنے کی وجہ سے اس کے حق میں ’’اللھم مزقہ کل ممزق ‘‘ کے ساتھ بددعا کی تھی۔ اس لئے اس خاندان کا بالکل چراغ گل ہو گیا اور اب ان میں سے کسی کا نام ونشان باقی نہیں۔ سبحان اللہ من لا زوال الدوام ملکہ!

۸۔ اکثر روایتوں میں رویاء صالحہ اچھی اور عمدہ خوابوں کو نبوت کا چھیالیسواں جزء کہا ہے لیکن بعض جگہ بجائے صالحہ کے صادقہ آیا ہے۔ اس وقت یہ شبہ ہوتا ہے کہ بسا اوقات ایک کافر اور بددین فاجر کی خوابیں بھی سچی اور واقعہ کے مطابق نکلتی ہیں۔ حدیث میں ہے کہ قیامت کے قرب فاسق کی خوابیں اکثر سچی ہوا کریں گی تو کیا ایسے لوگ قابل مدح ہیں یا ان کو بھی مشکوٰۃ نبوت سے کچھ حصہ ملا ہے۔ مگر جب حدیث میں ’’یراھا او تریٰ لہ ‘‘ موجود ہے تو اس کے بعد اس شبہ کی کوئی حقیقت نہیں رہتی۔ کیونکہ ’’تری لہ ‘‘ کے ظاہر سے مستفاد ہے کہ محض سچی

خواب دیکھنا کچھ عزت نہیں ہے۔ بلکہ وہ خواب جس میں اس کے عمدہ اور خوش کرنے والے حالات کا انکشاف ہو، مراتب علیا اور قربت الٰہی کے درجات کا اس میں پتہ چلے وہ خوابیں مبشرات اور نبوت کا چھیالیسواں جزء ہیں۔ ورنہ چاہئے تھا کہ سچی خواب دیکھنے والے ستائش کے مستحق سمجھے جائیں۔ ''او تریٰ لہ'' سے اس شخص کی عزت کا پتہ چلتا ہے جس کے لئے یہ خواب دیکھا گیا ہے اور سچی خواب دیکھنے والے کی بزرگی ثابت نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ اگر یہی بات ہے تو چاہئے کہ سچی خوابیں خواہ نافع اور مفید ہوں یا مکروہ اور مضرت رساں، دونوں مبشرات کہلائیں باوجودیکہ حدیث میں مبشرات صرف انہیں خوابوں کا نام رکھا ہے جو نیک اور عمدہ ہیں۔

''عن ابی قتادة عن رسول اللہ ﷺ انہ قال الرویاء الصالحہ من اللہ والرویا السوء من الشیطان فمن رای رؤیاً فکرہ منھا شیئاًفلینفث عن یسارہ ولیتعوذباللہ من الشیطان لا تضرہ ولا یخبربھا احداً فان رای رویا حسنة فلیبشر ولا یخبر الا من یحب'' رویا صالحہ خدا کی طرف سے اور بری خواب شیطان کی جانب سے ہے جو شخص مکروہ خواہ دیکھے وہ تین دفعہ بائیں طرف تھوکے ان شاء اللہ! وہ اس کے ضرر سے محفوظ رہے گا اور اگر اچھی خواب دیکھی تھی تو خوش ہونا چاہئے اور اپنے دوست سے نقل کرے۔ اب اگر رویاء سوء جھوٹی خواب کا نام ہے جو آئندہ ہونے والی نہیں ہے تو اس ضرر سے بچنے کی ترکیب بتانے کی کیا ضرورت تھی، معلوم ہوا کہ مبشرات رویاء حسنہ کا نام ہے اور مکروہ یا کوئی اور خواب اگرچہ وہ سچی ہو مبشرات نہیں اور نہ اس کا دیکھنے والا کسی تعریف اور مدح کا مستحق ہے۔

۹ اصل میں مرزا قادیانی کو صوفیائے کرام کی بعض عبارتوں سے دھوکا لگ گیا انہوں نے سلوک کے مدارج میں سے ایک مرتبہ کا نام ولایت نبوت یا نبوت غیر تشریعیہ رکھا ہے جس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ بلا کسی فرشتہ کے الہامی طور پر قرآن اور حدیث کے حقائق اور اس کے اسرار کا خزانہ ان کے مرتبہ والوں کے لئے کھول دیا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اس سے یہ سمجھا کہ محدّث یعنی ملہم ادنیٰ درجہ کا نبی اور غیر شریعت والا رسول ہے اور وہ شریعت محمدیہ کی اتباع کی وجہ سے ظلّی اور بروزی نبی کہلانے کا مستحق ہے اور اس پر شرعی حکموں کے علاوہ دوسری قسم کی وحی بذریعہ جبرئیل علیہ السلام کے نازل ہوتی ہے یا اس کو بلاواسطہ موسیٰ علیہ السلام کی طرح خدا سے شرف مکالمہ اور مخاطبہ حاصل ہے۔ چنانچہ (ازالہ اوہام ج۳ ص۵۶۹، خزائن ج۳ ص۴۰۷) میں ہے: ''ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے وہ نبی بھی ہے۔''

اور (نشان آسمانی ص۲۸ خزائن ج۴ ص۳۹۰،۳۹۱) میں ہے: ''ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جل شانہٗ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے رنگ میں رنگین کئے جاتے ہیں اور ان میں سے میں ایک ہوں۔''

(ریویو مباحثہ بٹالوی اور چکڑالوی ص۶ خزائن ج۱۹ ص۲۱۳) میں لکھا ہے: ''متابعت نبوی سے نعمت وحی حاصل کرنے کے لئے قیامت تک دروازے کھلے ہوئے ہیں وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہ ہوگی، مگر نبوت شریعت والی یا نبوت مستقلہ منقطع ہو چکی اور اس کی طرف تا قیامت کوئی راستہ نہیں۔''

گویا مرزا قادیانی کی نظر میں نبوت کی تین قسمیں ہیں جس میں سے دو کا سلسلہ بوجہ ختم نبوت کے بند ہوگیا اور ایک قسم نبوت کی ابھی تک باقی ہے۔

۱..... نبوت شریعت یعنی ایسی نبوت کہ جس کی وجہ سے نبی پر شرعی احکام اور حلال وحرام کے متعلق وحی نازل ہو، خواہ اس کے مسائل شریعت سابقہ کے بالکل موافق تھے یا مخالف۔

۲..... نبوت مستقلہ غیر شرعی یعنی ایسا نبی کہ صاحب شریعت نہیں ہے اور نہ اوامر ونواہی اس پر وحی کئے جاتے ہیں اور نہ وہ کسی سابق نبی کی شریعت کا پیرو اور اس کا امتی ہے تو اس قسم کی نبوتوں کا سلسلہ قیامت تک کے لئے معدوم ہو چکا ہے۔

البتہ نبوت کی تیسری قسم ابھی تک باقی ہے۔ جو نبوت غیر مستقلہ کے نام سے موسوم ہے یعنی احکام کے علاوہ ہر قسم کی وحی بذریعہ فرشتے کے اس پر نازل ہوتی ہے اور وہ شریعت سابقہ کا پیرو اور امتی ہو کر آتا ہے اسی کا نام ظلی اور بروزی نبی ہے جس کے مرزا قادیانی دعوے دار ہیں۔ ہم اس کے متعلق اس سے زیادہ اور کیا کہیں کہ خود مرزا قادیانی کو اسی معنی کے غیر شرعی اور ناقابل تسلیم ہونے کا اعتراف ہے۔

جیسا کہ آپ نے (اخبار الحکم نمبر۲۹ ج۳ مؤرخہ ۷/اگست ۱۸۹۹ء) میں لکھا ہے: ''مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کے منسوخ کرتے یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔'' اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس جگہ یہ معنی نہ سمجھ لیں۔ اگر ایک طرف اس عبارت سے شریعت والی نبوت اور نبوت مستقلہ غیر شرعیہ کا پتہ چلتا ہے تو دوسری طرف بروزی اور ظلی والے معنی کا اسلامی اصطلاح کے مطابق نہ ہونا بھی اس سے واضح ہے۔ اس کے علاوہ نبوت مستقلہ غیر شرعی کی تجویز مذہبی اور شرعی فیصلہ کے مخالف ہونے کے باوجود انسانی عقل کے بھی خلاف ہے۔ اس واسطے کہ جب نبی غیر شرعی نہ کسی پہلی شریعت کا تابع اور پیرو ہوا اور نہ کسی

قسم کے شرعی احکام اور کوئی کتاب اس پر نازل ہوئی تو خود اس کی عبادت اور عمل کے طریقے کس سے ماخوذ ہیں اور اگر صرف اس کو عمل کے طریقے بذریعہ وحی الٰہی کے سکھا دیئے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ پہلے نبی کے امتی ہونے سے نکل جاتا ہے تو اس کی کیا دلیل ہے کہ جس پر خاص احکام نازل ہوں۔ اس کا امتی ہونا عقلاً یا شرعی طور پر ناجائز ہے۔ کیا موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی امت میں سے آنے والے نبی جن کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے، سب کے سب علاوہ ان خاص حکموں کے جو ان پر نازل ہوئے توریت میں لکھے ہوئے مسائل کے پیرو نہ ہوتے تھے۔

یوشع اور کالب نبی کے امتی اور شریعت موسوی کے پیرو ہونے میں کس کو کلام ہوسکتا ہے۔ نیز اگر تشریعی نبی وہی ہے کہ جس کو کتاب دی گئی ہو تو چاہئے کہ نبی کریم ﷺ (روحی فداہ) بھی غیر شرعی نبی ہوں۔ کیونکہ ان پر توریت اور انجیل کی طرح لکھی ہوئی کتاب آسمان سے نازل نہیں ہوئی۔ پہلے آپ پر زبانی وحی نازل ہوتی اور پھر نازل شدہ آیتوں کو صحیفوں میں جمع کرنے کا اہتمام ہوتا تھا اور نہ شریعت عامہ ہی محض شرعی کہلانے کی علت ہوسکتی ہے۔ کیونکہ جب عام یا خاص شریعت میں احکام اور حلال اور حرام جائز ناجائز کے مسئلے موجود ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ شریعت عامہ والے نبی کو نبی تشریعی کہا جائے اور جس کے لئے خاص شریعت ہو اس کو نبی تشریعی نہ کہیں، نہ عقل انسانی اس کی گواہی دیتی ہے اور نہ مذہب ہی اس کے اجازت دیتا ہے۔ چنانچہ تشریعی اور غیر تشریعی نبی کے فرق میں ظاہر ہو چکا ہے۔

رہا مرزا قادیانی کا یہ خیال کہ محدث ادنیٰ درجہ کا نبی ہے اور اس پر حکمت اور وعظ کی باتیں اس طرح وحی کی جاتی ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام پر ہوتی رہی ہیں یا خدا سے بلا واسطہ موسیٰ علیہ السلام کی طرح مخاطبہ یا مکالمہ ہوتا ہے تو ایسا کہنا صوفیہ کی تحقیقات اور ان صحیح حدیثوں کے خلاف ہے جس سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد بذریعہ فرشتوں کے وحی کا دروازہ مطلقاً بند ہو چکا ہے اور بخاری میں محدث کے ساتھ ''من غیر ان یکونوا انبیاء'' کی قید کا اضافہ کرنا اور حضور ﷺ کا ''انقطعت النبوۃ والرسالۃ ولکن بقیت المبشرات'' فرمانا اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہیں کہ محدث یا مبشر ادنیٰ یا اعلیٰ قسم کا نبی نہیں ہوسکتا۔

شیخ محی الدین ابن العربی نے فتوحات کے چودھویں باب میں وحی کی دو قسمیں ''کصلصلۃ الجرس او یتمثل الملک رجلاً'' کے بیان کرنے کے بعد لکھا ہے ''ھذا باب اغلق بعد موت محمد ﷺ فلا یفتح لاحد الٰی یوم القیامۃ ولکن لاولیاء الھام الذی لا یشرع فیہ'' بذریعہ جبرئیل علیہ السلام کے وحی کا آنا مطلقاً بند ہو چکا ہے۔ اولیاء اللہ کی طرف محض الہام ہوتا ہے کہ جس میں سوائے مناجات الٰہی کے حلال اور حرام مسئلوں کا ذکر نہیں ہوتا۔ اسی طرح خدا سے بلا واسطہ مخاطبت اور محادثت بھی ناجائز اور غیر ممکن الوقوع ہے۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی یواقیت والجواہر میں ختم نبوت کی بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں ''من قال الله تعالٰی کلمه کما کلمه موسٰی علیہ السلام فقد اخطاء وافتری علی الله حیث لم یقل به احد لا من علماء النقل ولا من علماء الذوق. انتھٰی کلامه'' جس شخص نے بلاواسطہ خدا سے ہم کلام ہونے کا دعویٰ کیا وہ مفتری اور کذاب ہے علماء اور صوفیہ میں سے کوئی شخص اس کا قائل نہیں البتہ اولیاء اللہ کو الہام ہوتا ہے۔ چونکہ وحی کے معنی لغت عرب میں الہام کے بھی آتے ہیں۔ اس معنی سے اگر الہام کو وحی الہامی کہہ دیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں، لیکن بایں ہمہ وحی الہامی، وحی نبوت سے بالکل جدا اور الگ شئے ہے۔

جیسا کہ یواقیت چھیالیسویں باب میں ہے ''اعلم ان وحی الانبیاء لایکون الّا علٰی لسان جبرئیل علیہ السلام یقظة ومشافهة وامّا وحی الاولیاء فیکون علٰی لسان ملک الالهام وهو علی ضروب فمنه ما یکون ملتقی بالخیال کالمبشرات فی عالم الخیال وهو الوحی فی المنام ومنه ما یکون فی عالم المشاهدة ومنه ما یکون معنی یجده الموحیٰ الله فی نفسه من غیر تعلق حس ولا خیال ممن نزل علیه'' انبیاء کی وحی بذریعہ فرشتوں کے ہوتی ہے اور اولیاء کو محض الہام ہوتا ہے اس کی کئی قسمیں ہیں۔ کبھی بذریعہ سچی خوابوں کے اور کبھی کشف اور شہود کے طور پر اور کبھی خود بخود ایک شئے کے صحیح معنی اس کے دل میں منجانب اللہ پیدا ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ محدّث محض ملہم ہوتا ہے نبی نہیں ہوتا۔ نیز اس کو مجازی طور پر نبی کہنا بھی جائز نہیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو صوفیاء کی جماعت میں بڑے پایہ کے بزرگ ہیں۔ جن کی ذات گرامی سے اہل اسلام کا ہر ایک بچہ واقف ہے، فرماتے ہیں: ''اوتی الانبیاء اسم النّبوة واوتینا اللقب ای حجر علینا اسم النبی مع ان الحق تعالٰی یخبرنا فی سرائر بمعانی کلامه وکلام رسوله صلی اللہ علیہ وسلم ویسمی صاحب هذا المقام من الانبیا الاولیاء فغایته نبوتهم التعریف بالاحکام الشرعیة حتی لا یخطئوا فیها لا غیر انتھٰی کلامه'' البتہ اللہ تعالیٰ دوستوں کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے کلام کے معانی اور اسرار کا علم پیدا کرتا ہے۔ نبوت کا لفظ نبیوں کے ساتھ خاص ہو چکا ہے۔ کسی ولی کو مجازی طور پر بھی نبی نہیں کہہ سکتے اور ان کو انبیاء علیہم السلام کی طرح اپنی کتاب کی فہم عطا فرماتا ہے اور یہ تعلیم محض الہامی اور کشفی طور پر ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر ولی میں کوئی بات نبوت کی شان سے ملتی جلتی ہو تو اس کی وجہ سے اس کو مجازی طور پر نبی کہنا جائز نہیں۔ کیونکہ نبوت کا لفظ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہو چکا ہے۔

اس جگہ ان شبہات کا ذکر کرنا بھی مناسب ہے کہ جن کی وجہ سے مرزا قادیانی ظلیت اور بروزیت جیسی بدعت کے احداث اور عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف آوری سے انکار کرنے پر مجبور ہوئے۔ پہلا شبہ یہ ہے کہ

نبی اور امتی میں دو متعارض مفہوم ہیں۔ نبی خود مقتدا اور پیشوا ہوتا ہے اور امتی دوسرے کا پیرو ہے جیسا کہ آیت ''ما ارسلنا من رسول الّا لیطاع باذنه'' سے ظاہر ہے۔ لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کا رسول ہوتے ہوئے دوبارہ دنیا میں تشریف لانا امتی ہونے کی حیثیت سے نہیں ہوسکتا اور ان کا امتی ہونا احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔

جواب: نبی اور امت کے مفہوم میں تعارض سمجھنا قرآن اور حدیث کی تصریحات کے بالکل مخالف ہے۔ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے ''لو کان موسٰی حیّا لما یسعهٗ الاّ اتباعی'' ظاہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک زندہ رہنے کی صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو ہونا اس امر کی صریح دلیل ہے کہ ایک نبی دوسرے کا امتی اور پیرو ہوسکتا ہے۔ یحییٰ علیہ السلام کو خدا کا یہ حکم پہنچا ''یا یحییٰ خذ الکتاب بقوة واتیناه الحکم صبیاً (مریم: ۱۲) ''اے یحییٰ توریت کو لے اور اس پر عمل کر۔ دنیا جانتی ہے کہ یحییٰ پر کوئی نئی کتاب نازل نہ ہوئی کہ جس کے لینے کا خدا کی طرف سے حکم آیا بلکہ اس میں وہی توریت ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔

ادھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا عہد لیا ہے جیسا کہ ''واذ اخذ اللّٰه میثاق النّبیین (آل عمران: ۸۱) '' سے ظاہر ہے۔ معلوم ہوا کہ نبی بحیثیت نبی ہونے کے کسی دوسرے کا متبع ہوسکتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والے اسرائیلی انبیاء کا حال اس پر گواہ ہے۔ لہٰذا اس کے خلاف جو معنی آیت ''وما ارسلنا من رسول الخ (ابراھیم: ۴)'' سے لئے گئے ہیں۔ وہ سراسر غلط اور بے محل ہیں، آیت کا مفہوم صرف اس قدر ہے کہ جس قوم کی طرف کسی کو رسول بنا کر بھیجا جاتا ہے۔ وہ اپنی قوم کا پیشوا اور بڑا ہوتا ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر وہ اپنی قوم کا مقتدا ہے تو اپنے سے بڑے کا وہ فرمانبردار اور مطیع نہیں ہوسکتا۔ بلکہ آیت مذکورہ میں غور کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ کسی رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کے واسطے تین چیزوں کی ضرورت ہے۔

۱..... اوّل ارسال ہے یعنی اللہ نے اس کو رسالت کی خدمات سپرد کر کے بھیجا ہو اس شرط کے بموجب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کے بعد محض مطاع ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ آمد ثانی کے وقت اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام نبی کہلائیں گے لیکن وہ نبوت کے منصب پر نہ ہوں گے اور نہ رسالت کی خدمات ان کے سپرد ہوں گی۔

۲..... دوسری یہ شرط ہے کہ آنے والا رسول ہو یعنی شریعت عامہ لے کر آیا ہو نبی نہ ہو کہ جس کو اس کے عمل کے واسطے خاص شریعت دی جاتی ہے۔ لہٰذا بنی اسرائیل کے نبیوں پر یہ حکم عائد نہیں ہوسکتا کیونکہ محض متاع ہونے کا حکم رسولوں کے واسطے ہے نبی اس سے خارج ہے۔ پھر مطاع ہونے کے لئے خدا کے امر اور اذن کی ضرورت ہے، جیسا کہ آیت میں باذنہ کی قید کا منشاء ہے۔ مگر خدا کا امر رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کے واسطے محض اس قوم کو ہوتا ہے جس کی طرف یہ شخص رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اس لئے اگر ایک شخص باعتبار اپنی قوم کے مطاع اور اس کا حکم ان کے لئے واجب التعمیل ہو اور

وہ خود دوسرے کا مطیع اور فرمان پذیر ہو تو اس میں کیا تعارض ہے۔

آیت میں مطاع ہونا محض اپنی قوم کے اعتبار سے آیا ہے اس سے کبھی بڑے رسول کی مطیع اور پیرو ہونے کی نفی لازم نہیں آتی۔ جائز ہے کہ ایک لحاظ سے مطاع ہو اور وہی شخص دوسرے کے اعتبار سے مطیع و فرمانبردار ہو۔ لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی جو نبوت کے رنگ میں نہ ہوگی اور نہ اس امت کے لئے وہ رسول بنانے کی حیثیت سے آئیں گے تو کیا حرج ہے کہ باوجود نبی کہلانے کے وہ امتی ہوں اور بنی اسرائیل کے نبی ہوتے ہوئے اس امت کے اولیاؤں میں سے ایک ولی ہوں۔ نہ ایسا ہونا عقلاً ممنع ہے اور نہ کسی شرعی پہلو سے ناجائز ہے۔

اس قدر وضاحت کے بعد مرزا قادیانی کا یہ شبہ بھی جاتا رہا کہ جب وہ نبی ہوں گے تو ان پر وحی کا نازل ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ نبی کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس پر وحی ربانی نازل ہوتی رہے۔ لہٰذا اس نازل شدہ وحی کے پیرو ہوں گے، کسی کے تابع ہو کر امتی نہیں کہلائیں گے لیکن مرزا قادیانی کو واضح ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ نبی کہلائیں گے مگر نبوت کے منصب پر نہ ہونے کی وجہ سے ان پر نبیوں کی طرح وحی نہ اترے گی۔ البتہ الہام ہوگا جو اولیاء اللہ کے ساتھ مخصوص ہے اور کسی شخص کے نبی کہلانے کے واسطے وحی کا آنا لازمی نہیں ہے۔ قیامت کے دن تمام انبیاء نبی کہلائیں گے مگر خدمات نبوت میں سے کوئی خدمت بھی ان کے سپرد نہ ہوگی اور نہ کسی قسم کی وحی ان پر نازل ہوگی۔ نبی علیہ السلام پر پہلے دن وحی آکر تین برس متواتر بند رہی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ تین سال تک کے لئے ان کی نبوت چھین لی گئی تھی۔ العیاذ باللہ! اور بالفرض اگر وحی نازل بھی ہوئی تو جائز ہے کہ اس میں حکم ہو کہ تم شریعت محمدیہ کی اتباع کرلو۔ اس وقت امتی ہونے میں کیا نقص لازم آتا ہے اور رہا یہ خیال کہ عیسیٰ علیہ السلام آکر جزیہ کو اٹھادیں گے اور یہ شریعت کے موجودہ حکم کے بالکل مخالف ہے۔ لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو حقیقی معنوں پر اتارنا چاہئے ورنہ اس شریعت کو منسوخ ماننا پڑے گا۔

یہ محض وہم ہے جو سوء فہمی سے پیدا ہوگیا ہے۔ اس وقت جزیہ کا اٹھ جانا اسی شریعت کا حکم ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو اس حکم کے وضع کرنے میں کوئی دخل نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ ہی نے اس حکم کو اس وقت کے لئے رکھا ہے۔ البتہ اجراء اس کا عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ہوگا۔ یہ بعینہٖ ایسا ہے کہ آپ نے خیبر فتح کرنے کے بعد وہاں کے رہنے والے یہودیوں سے کہا کہ ''اضعکم ما وضعکم اللہ'' میں تمہیں خیبر میں رکھتا ہوں جب تک کہ تم کو خدا رکھنا چاہئے۔ ادھر آپ نے ''اخرجوا الیھود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب'' کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ ایک روز اہل خیبر کے رہنے والے یہودی نکالے جائیں گے۔ چنانچہ جب اس وصیت اور پیش گوئی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں پورا کرنا چاہا تو خیبر کے یہودیوں نے کہا کہ ابوالقاسم ﷺ نے ہم کو رکھا تھا اور اے عمر رضی اللہ عنہ! تو نکالتا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک انہوں نے رکھا تھا۔ مگر نکالے جانے کے متعلق بھی فرمایا تھا گویا

جلاوطنی کا حکم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک ملتوی تھا۔ پھر وضع جزیہ شریعت میں کوئی نیا حکم نہیں۔ حجاز کے لئے تو اب بھی یہی حکم ہے۔ فرق اتنا ہے کہ اب یہ حکم خاص ہے۔ اس وقت عام ہو جائے گا۔

آخری شبہ مرزا قادیانی کا یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب عربی سے ناواقف ہوں گے تو قرآن اور حدیث کا علم بغیر وحی یا پڑھنے کے کیونکر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا پھر وہ خرابیاں ختم نبوت میں پیدا ہو گئیں۔ مرزا قادیانی اوّل تو اس حدیث کا جواب جس میں آیا ہے کہ جنتیوں کی زبان عربی ہوگی۔ منکر نکیر کا سوال اور اس کا جواب بھی عربی میں ہوگا۔ اس وقت ایرانی، اصفہانی، ہندی اور چینی مسلمانوں کو عربی کون سکھائے گا؟ جو ان کو سکھائے گا وہ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی سکھا سکتا ہے۔ پھر واضعین لغت کو کون سکھاتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہے تو وہی اللہ یہاں بھی ہے۔

اس کے علاوہ شیخ عبدالوہاب شعرانی یواقیت میں لکھتے ہیں ''کذالک عیسیٰ علیہ السلام اذا نزل الی الارض لا یحکم فینا الا بشریعة نبیّنا محمد ﷺ یعرف الحق بها علی طریق التعریف وان کان نبیّاً'' عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد اس شریعت کے تابع ہوں گے اور اسی کے موافق فیصلے کریں گے۔ اگرچہ وہ نبی ہوں گے مگر ان کے ساتھ نبوت کا سا معاملہ نہ ہوگا بلکہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ان کو الہامی طور پر شریعت کے مسائل سے واقف کریں گے۔ یہی مضمون فتوحات مکیہ کے تہترویں باب میں ذرا وضاحت کے ساتھ اس طرح آیا ہے: ''ان عیسیٰ علیہ السلام وان کان بعده ومن اولوالعزم وخواص الرسل فقد زال حکمه من هذا المقام بحکم الامات علیه الذی هو لغیره فیرسل ولیاً ذا نبوة مطلقة بشرع محمد ﷺ ویفهمه علیٰ وجهه کالاولیاء المحمدین فهو منا وسیدنا فکان آخر الامر نبیّاً کما کان اوّل الامر نبیّاً فختمت النّبوة بمحمد والولایة بعیسیٰ'' عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ اولوالعزم اور خواص رسل میں سے ہیں۔ مگر نبی کریم ﷺ کے بعد آنے کی وجہ سے نبوت کے منصب پر نہ ہوں گے۔ وہ اس امت کے ایک ولی ہو کر آئیں گے۔ آپ کو شریعت کا علم اور اس کی فہم اولیاء اللہ کی طرح بذریعہ الہام دی جائے گی۔ اگرچہ وہ بنی اسرائیل کے لحاظ سے نبی ہوں گے لیکن اس امت کے ولی ہونے کی وجہ سے ہم میں سے کہلائیں گے۔ جس طرح نبوت نبی کریم ﷺ پر ختم ہوگئی ایسی ہی ولایت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم ہو جائے گی۔ معلوم ہوا کہ ان کو شریعت کی تفاصیل جاننے کے لئے کسی وحی اور استاد کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کا علم خود بخود ان کے دل میں پیدا کر دے گا۔ بعض بے پڑھے اولیاء اللہ کو قرآن کی فہم اور شریعت کی معرفت روحانی طور پر حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایسے شبہات میں پڑنا زندقہ اور بے ایمانی نہیں ہے تو کیا ہے۔ جس شخص کو اپنی آخرت کی فکر ہے وہ ہماری مختصر گزارش کو بنظر انصاف دیکھ کر حق کو اختیار کرے۔ بر رسولاں بلاغ باشد وبس۔ ابوالرضا مسلم عثمانی

آفتاب اسلام

بجواب

انوار احمدیہ

حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ناظرین کو یاد ہوگا کہ خاکسار نے تقریباً دو ماہ کا عرصہ ہوا اہل قبلہ کی تحقیق کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا تھا کہ مرزائی جماعت کے عقیدے قرآن وحدیث اور اسلامی روایات کے سراسر خلاف ہی۔ ان عقائد باطلہ کی وجہ سے مرزا قادیانی اور ان کے متبعین پر شرعی فیصلہ کے مطابق کئی وجہ سے کفر عائد ہوتا ہے۔ ان کو چاہئے کہ وہ اپنے عقیدوں کی قرآن اور سنت کے مطابق اصلاح کریں اور خود ساختہ اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کر کے آخرت کا عذاب نہ خریدیں۔ اس تحریر سے اصلاح اور ہمدردی کے سوا ہماری اور کوئی غرض نہیں۔ لیکن ''الحق مـــر'' سچی بات کڑوی لگا کرتی ہے۔ مرزائی جماعت نے ہماری اس مخلصانہ گذارش کو فتنہ انگیزی اور بے جا تعصب پر محمول کیا۔ اپنے عقائد کو اسلامی روایات اور شرعی فیصلوں کے مطابق کرنے کی بجائے جدل ومناظرہ کا دروازہ کھولنا چاہا ہے۔ چنانچہ رسالہ ''انوار احمدیہ'' میں ہماری معروضات کا جواب دیتے ہوئے راقم الحروف کے لئے سخت وست الفاظ استعمال کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا اور اس فحش گوئی کا یہ عذر گھڑ لیا کہ خاکسار نے مرزا کے ساتھ ''صاحب'' نہیں لگایا اور ''کہتا ہے'' کی جگہ ''فرماتے ہیں'' نہیں لکھا۔ لیکن ہم کیا کریں یہ سبق تو مرزا قادیانی ہی کا دیا ہوا ہے۔ وہ خود انبیاء علیہم السلام کا نام عزت کے ساتھ نہیں لیتے۔ پھر ہم سے اس امر کی توقع رکھنا کہ ہم مرزا کی عزت کریں۔ کس قدر عبث اور بیکار فعل ہے۔ اس جگہ بطور مشتے نمونہ از خروائے مرزا قادیانی کی وہ عبارت نقل کر دینی کافی ہے جو مرزائیوں کے صیغہ اشاعت نے (انوار احمدیہ کے صفحہ ۲۱) پر تحریر کی ہے۔ ملاحظہ ہو: ''قرآن شریف میں کسی جگہ یہ ذکر نہیں کہ مسیح بیماروں کے چنگا کرنے یا پرندوں کے بنانے کے وقت دعا کرتا تھا''۔ ایک سطر کے بعد لکھتا ہے۔ ''ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا۔''

کیوں صاحب! کیا بزرگوں کا نام اس طرح لیا جاتا ہے؟

نیز اس رسالہ میں ہمارے اعتراضات پر جرح اور قدح کرنے سے پہلے رسالہ ''پیر کامل'' مؤلفہ خاکسار پر یہ اعتراض بھی کر دیا ہے کہ ہم نے اس رسالہ میں مرزا کے اشعار کو ''جواہر خمسہ'' والے بتا کر علمی خیانت جیسے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

اس کے جواب میں اس قدر عرض کر دینا کافی ہے کہ مرزائی جماعت پہلے کوئی

انعام مقرر کرے اور پھر ہم سے اس حوالہ کے طلب کرنے کی خواہش ظاہر کرے۔ حوالہ پیش ہو جانے کے بعد ناظرین اس بات کا خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ سرقہ مرزا قادیانی کی طرف سے ہوا ہے یا ہماری اور جواہر خمسہ والے کی طرف سے۔

اس کے بعد مرزائی جماعت نے اس رسالہ میں ہمارے الزامات کفر میں سے بعض کو تسلیم اور بعض کا انکار کر کے اپنے عقائد کو نقد تبصرہ کے بعد مسلمانوں کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ ایک منصف مزاج انسان کے لئے مرزائی صاحبان کے ایمان و اسلام پر شرعی پہلو سے بحث و تمحیص کرنے کے واسطے اس سے بہتر موقع میسر نہیں آ سکتا۔ اس لئے ہم آج کی صحبت میں مرزا قادیانی کے ایمان و کفر پر ہی بحث کریں گے۔ انکار ختم نبوت، وفات مسیح اور صداقت مرزا وغیرہ۔ جھگڑے جن کا ذکر اس رسالہ میں کیا گیا ہے۔ دوسرے وقت کے لئے اٹھا رکھتے ہیں۔ ان شاء اللہ!

اگر وقت نے مساعدت کی اور توفیق الٰہی شامل حال رہی تو ہم حیات مسیح علیہ السلام پر ایسا زبردست اور مدلل بیان شائع کریں گے جو مرزائی حلقوں میں کھلبلی اور ایوان مرزائیت میں قیامت خیز زلزلہ پیدا کر دے گا۔ لیکن حق و باطل کا فیصلہ کرنے اور سچ کو جھوٹ سے علیحدہ کرنے کے واسطے ایک غلطی کا ازالہ کرنا اس وقت ضروری ہے کیونکہ اسی نے مرزا قادیانی اور ان کے متبعین کو اس مفسدہ عظیمہ کے ارتکاب اور گمراہی کا راستہ اختیار کرنے پر مجبور کیا ہے۔

مرزائی صاحبان قرآن کی تفسیر کس طرح کرتے ہیں: یاد رہے کہ مرزا قادیانی اور ان کے متبعین قرآن مجید کی کسی آیت کے معنی اور مطلب اخذ کرنے کے لئے پہلے اس کے معنی اپنی عقل اور رائے سے تجویز کر لیتے ہیں۔ جب اس کی مراد ان کے ذہن میں متعیّن ہو جاتی ہے۔ تو اس کو قرآن مجید کے حقیقی اور اصلی معنی کا جامہ پہنا دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی حدیث صحیح سے صحیح اس مزعومہ اور مجوّزہ معنی کے خلاف نظر آتی ہے تو اس کو ٹھکرا دیا جاتا ہے اور اگر ضعیف سے ضعیف حدیث اس خیال کی تائید کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے تو وہ اس کی صحت کی دلیل سمجھی جاتی ہے اور اسکو فوراً قبول کر لیا جاتا ہے۔ یہ بات ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ مرزا قادیانی نے قرآن فہمی کا یہ ضابطہ متعدد جگہ ذکر کیا ہے۔ اس رسالہ کے (ص ۳۲) پر بھی اس امر کی تشریح کرتے ہوئے (کشتی نوح ص ۵۸ خزائن ج ۱۹ ص ۶۳) سے مرزا قادیانی کی یہ عبارت نقل کی ہے۔

’’لیکن اگر حدیث ایسی ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف ہے تو اسکی تطبیق کیلئے فکر کرو۔ شائد وہ تعارض تمہاری غلطی ہو اور اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو تو ایسی حدیث کو پھینک دو۔ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے نہیں ہے اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہے مگر قرآن سے مطابقت رکھتی ہے تو اس کو قبول کرلو۔ کیونکہ قرآن اس کا مصدق ہے‘‘

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ پہلے قرآن کے معنی اور اسکی مراد متعین کر کے اسکے بعد حدیث کی مطابقت اور عدم مطابقت کی طرف توجہ کرنی۔ قرآن فہمی کیلئے اس ضابطہ کی پابندی اس قدر ہولناک اور تباہ کن نتائج اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بیان کرنے سے ہماری زبان قاصر ہے۔

احادیث صحیحہ کی رعایت کرنے کے بغیر قرآن کے معنی بیان کرنا تفسیر بالرائے ہے: انہی خطرات کا احساس کرتے ہوئے رسالت پناہ ﷺ نے تفسیر بالرائے کو نہایت سختی کے ساتھ روکا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے۔ ’’من قال فی القرآن برائہ فلیتبوأ مقعدہ من النار (ترمذی) ‘‘یعنی جو شخص قرآن کے معنی اور مطلب محض اپنی عقل اور رائے سے بیان کرے اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ دوسری حدیث میں ہے۔ ’’المراء فی القرآن کفر (ابو داود) ‘‘یعنی قرآن کی کسی آیت کا مطلب اپنی رائے سے گھڑ کر اس پر اصرار کرنا اور اس کو صحیح جاننا کفر ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں تفسیر بالرائے کی تشریح اس طرح کی ہے۔ ’’من تکلم فی معناہ او فی قرأتہ من تلقاء نفسہ من غیر تتبع اقوال الائمۃ من اھل اللغۃ والعربیۃ المطابقۃ للقواعد الشرعیۃ بل سبب ما یقتضیہ عقلہ وھو مما یتوقف علی النقل (مرقات) ‘‘یعنی جو شخص قرآن کے معنی یا اس کی قرات اپنی طرف سے بیان کرے اور اس میں ائمہ لغت کے اقوال کی جو قواعد شرعیہ کے موافق ہیں رعایت نہ کرے بلکہ جو کچھ اس کی عقل میں آئے وہ معنی بیان کرے اور باوجود نقل کی احتیاج کے اس کی طرف توجہ ہی نہ کرے۔ ایسا آدمی قرآن کی تفسیر اپنی عقل اور رائے سے کرتا ہے۔

معلوم ہوا کہ قواعد شرعیہ کی رعایت نہ کرتے ہوئے جو قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہیں قرآن کے معنی اور مطلب بیان کرنا تفسیر بالرائے کہلاتا ہے۔ جو صریح طور پر زندقہ اور بے ایمانی ہے۔

مرزا قادیانی نے جو ضابطہ قرآن فہمی کا مقرر کیا ہے اسکے غلط ہونے کی شرعی وجوہات: اگر انسان قرآن عزیز کے معنی اور مطلب کے سمجھنے میں بالکل آزاد ہے اور اس کو حضور ﷺ کی تعلیم اور تشریح کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر آپ ﷺ کو معلم بنا کر بھیجنے کا کوئی فائدہ نہیں رہتا اور یہ آیت بھی بے معنی رہ جاتی ہے ''فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکّموک فیما شجر بینھم الخ (النساء: ۶۵)''

اگر مرزا قادیانی کی تصریحات کے مطابق قرآن کے معنی اور اس کی مراد متعیّن کرنے کے بعد حدیث کو مطابقت اور عدم مطابقت کے لئے دیکھیں اور بصورت مطابقت مقبول ورنہ اس کو مردود اور نا قابل التفات جانیں تو پھر حدیث رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی تعلیم کوئی چیز نہ رہی صرف اپنی رائے ہی رائے رہ گئی۔ ایسی صورت میں اپنی رائے کو رسول اللہ ﷺ کی تصریحات پر ترجیح دینے والا قرآنی فیصلے کے مطابق کافر اور بددین ہے۔

قرآن مجید کی تفسیر کرنے کا صحیح طریقہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''وانزلنا الیک الذکر لتبیّن للناس ما نزّل الیھم لعلھم یتفکرون (نحل: ۴۴)'' یعنی ہم نے قرآن مجید کو آپ ﷺ پر اس لیے اتارا کہ آپ ﷺ لوگوں پر وہ بات واضح کر دیں جو ان کی طرف بھیجی گئی ہے تاکہ وہ اس میں غور و فکر کر سکیں۔

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے معانی اور مطالب کسی شخص کی رائے اور فہم کے تابع نہیں ہیں۔ بادی النظر میں جو معنی اور مطلب قرآن مجید کی عبارت سے سمجھ میں آ جائیں واقع اور نفس الامر میں وہی معنی اس آیت کے نہیں ہو جایا کرتے۔ بلکہ قرآن مجید کی کسی عبارت کو سمجھنے کے لیے احادیث نبویہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی تحقیقات کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں اندیشہ ہے کہ قرآن مجید کی کسی آیت کے ایسے معنی اور مطلب نہ سمجھ لیے جائیں جو رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کے مخالف اور قواعد شرعیہ کے خلاف ہوں۔ یا اس کے مان لینے سے احادیث صحیحہ کا ترک یا اجماع امت کا خلاف لازم آتا ہو جو بحکم قرآن صحیح نہیں ہے۔

لہٰذا قرآن مجید کی کسی آیت سے وفات مسیح کے معنی اخذ کرنے صحیح نہیں ہو سکتے کیونکہ اس صورت میں ایک طرف احادیث کثیرہ متواترہ کا انکار اور دوسری جانب اجماع امت کی مخالفت کرنی لازم آتی ہے۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے سورہ نساء کی تفسیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق رفع

جسمانی اور دوبارہ دنیا میں نازل ہونے پر احادیث کے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ نیز صاحب فتح الباری تلخیص الحبیر میں عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی پر امت کا اجماع نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''اما عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر انه رفع حیا'' یعنی اس بات پر تمام محدثین اور مفسرین کا اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں۔ نزول کے متواتر ہونے کا دعویٰ صاحب مجمع البحار نے بھی کیا ہے۔ اسی طرح یواقیت والجواہر میں ختم نبوت پر تمام امت کا اجماع منقول ہے۔ اس لئے کسی آیت کے معنی اس کے خلاف بیان کرنے سراسر بددینی اور الحاد ہے۔ لہٰذا جب لفظ توفی کی وضع لغت میں معنی عام کیلئے ہے تو ایک معنی کے واسطے خاص کرنے کے لئے حدیث نبوی ﷺ اور اجماع امت سے قرینہ تلاش کرنا چاہئے۔ کیونکہ فقط قبض روح مراد لینے سے جس کو موت لازم ہے۔ احادیث صحیحہ کثیرہ کا ترک اور اجماع امت کا خلاف لازم آتا ہے۔ اس لیے ایسے معنی مراد لینے چاہئیں جس سے حدیث اور قرآن میں تطبیق قائم رہے اور رسول اللہ ﷺ کا قول آیت قرآنیہ کی تفسیر بن جائے اور یہ بات اسی صورت میں نصیب ہوسکتی ہے جب کہ اس کے معنی قبض روح مع الجسد لئے جائیں اور ان کو آسمان پر زندہ مان لیا جائے۔ اس کے بعد عقل انسانی ایسے رفع کی اجازت دے یا نہ دے مگر مسلمانی اسی کا نام ہے کہ حضور ﷺ کے فیصلہ کو بلا چوں وچرا تسلیم کرلے۔ اگر کہیں بعض مفسرین کی تحریرات سے موت کے معنی سمجھ لئے گئے ہیں تو وہ قلت تدبر اور سوء فہم سے پیدا ہوئے ہیں۔ ورنہ سلف صالحین میں سے کوئی شخص بھی رفع جسمانی کا منکر نہیں ہے اور نہ وفات مسیح علیہ السلام پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کوئی اجماع ہوا ہے: شعر

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است سخن شناس نہ دلبرا خطا ایں جاست

مولانا روم نے اپنی مثنوی میں ایسے ہی لوگوں کے لیے کہا ہے:

بر ہوا تاویل قرآن میکنی پست وکژشد از تو معنی سنی

فکر تو تاویل کردہ ذکر را ذکر رامان وبگر داں فکر را

(تو اپنی رائے سے قرآن کی آیتوں میں تاویلیں کر کے اس کے عمدہ معانی کو ٹیڑھا کر رہا ہے۔ یہ سب کچھ تیری فہم کا قصور ہے تو قرآن کو اس کی حالت پر رہنے دے پہلے تو اپنے فکر کی اصلاح کر)

اس کے بعد ہم اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ہم نے جن متعدد وجوہ سے

مرزائی جماعت کو خارج از اسلام کہا تھا۔ وہ (۱) توہین انبیاء (۲) انکار نزول ملائکہ (۳) مریم علیہا السلام پر زنا کی تہمت (۴) تفسیر القرآن بالرائے (۵) انکار معجزات قرآنیہ (۶) ملائکۃ اللہ کو نفوس فلکیہ کہنا (۷) انکار احیاء موتی بر سبیل معجزہ (۸) معجزہ شق القمر کو از قبیل خسوف کہنا (۹) ان آیات کا انکار جن میں جنگ جارحانہ کی تصریح موجود ہے۔ (۱۰) انکار از حیات مسیح علیہ السلام و ختم نبوت وغیرہ ہیں۔

ظاہر ہے کہ کفر اور ارتداد کیلئے دس پانچ وجہوں کی ضرورت نہیں ہے۔ عقائد اسلامیہ میں سے کسی ایک عقیدہ کا صاف طور پر انکار کر دینا اسی طرح اسلام سے خارج کر دیتا ہے جیسا کہ دو چار عقیدوں کے نہ ماننے سے آدمی کافر ہو جایا کرتا ہے۔ اس بات کا ثبوت ہم ''اہل قبلہ کی تحقیق'' میں دے چکے ہیں۔ مرزائی صاحبان نے وجوہ مذکورہ بالا میں سے بعض کے تسلیم کرنے سے انکار اور بعض وجوہ کفر کو تسلیم کر لیا۔ بلکہ ان کے ثابت کرنے کی ناکام کوشش بھی کی گئی ہے۔ اگرچہ کفر تو ایک وجہ کے تسلیم کرنے سے بھی عائد ہو جایا کرتا ہے۔ لیکن جن چیزوں کے ماننے سے انکار کیا ہے اس انکار کی حقیقت بھی ناظرین پر ظاہر کرنی ضروری تھی۔ اس لئے اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ مرزائی جماعت توہین انبیاء علیہم السلام سے انکار کرتی ہوئی کہتی ہے کہ مرزا قادیانی نے کسی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی نہیں کی بلکہ الزامی طور پر اس یسوع مسیح کو برا کہا گیا ہے۔ جو خدائی کا دعوٰی کرتا اور نبیوں کو چور بٹمار بتاتا تھا۔

<u>مرزا قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ضرور کی ہے:</u> (دافع البلاء کے آخری صفحہ کے حاشیہ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۹) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''یاد رہے کہ یہ جو ہم نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے بہت سے لوگوں کی نسبت اچھے تھے یہ ہمارا بیان محض نیک ظنی کے طور پر ہے الخ'' آگے اسی حاشیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بہت سی گستاخیاں کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ ''اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔'' (دافع البلاء حاشیہ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰)

ناظرین! انصاف کریں کہ اس حاشیہ میں مرزا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام صاف طور پر لیا ہے یہ وہ یسوع جھوٹا نہیں ہے ورنہ علیہ السلام کبھی نہ کہتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو کچھ گستاخی اور بدزبانی اس حاشیہ میں کی گئی ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ''نزہ اللہ ساحۃ عزہ'' کی شان اقدس میں کی ہے اور یہ کہنا کہ قرآن میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ لفظ

حصور کہا اور ان قصوں کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے نہ کہا اس بات کی صریح دلیل ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے دامن عفت پر بدنما دھبہ لگانا چاہتا ہے۔ کیونکہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے جھوٹے یسوع کا کہیں ذکر نہیں۔ جیسا کہ مرزا نے خود اس بات کا اقرار کیا ہے۔ دیکھو (انجام آتھم ص ۱۳، انوار احمدیہ ص ۱) اور اگر الزامی جواب کا یہ مطلب ہے کہ عیسائیوں کی تحریرات سے ان کو ساکت کرنے کیلئے اہانت آمیز جملے کہے گئے ہیں تو اپنے باپ سے بھائی کا باپ سمجھتے ہوئے گالی گلوچ سے پیش آنا کہاں تک شرافت اور انسانیت ہے۔؟

لیجئے توہین انبیاء علیہم السلام اگرچہ بطور نقل ہو۔ مرزا قادیانی اس کے متعلق کیا کہتے ہیں ''اسی وجہ سے آئمہ اور اہل تصوف لکھتے ہیں کہ جن لغزشوں کا انبیاء علیہم السلام کی نسبت ذکر فرمایا ہے جیسا کہ آدم علیہ السلام کا دانہ کھانا اگر تحقیر کی راہ سے ان کا ذکر کیا جائے تو یہ موجب کفر اور سلب ایمان ہے (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۷ خزائن ج ۲۱ ص ۹۱)'' ایک الزام یہ تھا کہ مرزا قادیانی نے حضرت مریم علیہا السلام پر زنا کی تہمت لگائی ہے۔ اس کی تائید میں کشتی نوح کی وہ عبارتیں پیش کر دی گئیں تھیں جس کے مجموعہ سے یہی نتیجہ صاف طور پر ظاہر ہو رہا تھا۔ مگر مرزائی صاحبان نے ان دونوں عبارتوں کے ماحصل کو چھپانے کے لئے ہر ایک حوالہ کا الگ الگ جواب دینا چاہا ہے۔ تاکہ ناظرین پر ان دونوں عبارتوں کا نتیجہ ظاہر نہ ہو سکے۔

مدعی سست گواہ چست: مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بہن بھائی تسلیم کرتے ہوئے ان سب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بہن بھائی بتا رہے ہیں اور حقیقی بہن بھائی کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''یہ سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی'' لیکن (انوار احمدیہ ص ۵) میں حقیقی بھائی کا استعمال روحانی بھائی کے مقابلہ میں بتایا ہے۔ اس بوالعجبی کو ملاحظہ فرمائیے کہ مرزا قادیانی سب کو ایک ماں باپ کا کہتے ہیں اور اس کے حواریین محض ماں شریک بھائی بتا رہے ہیں:

بیل نہ کو دا کودی گون یہ تماشا دیکھے کون

اچھا تھوڑی دیر کیلئے ہم نے مان لیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے متعلق مرزا قادیانی کا عقیدہ اسلامی طریقہ پر تھا اور ان کو بغیر باپ کے محض قدرت الٰہی سے پیدا ہونا مانتے تھے لیکن قانون قدرت کے خلاف ہونے کا پھندا جو مرزائیوں کے گلے میں پڑا ہوا ہے اس کو کس طرح نکالا جائے گا۔

(کرامات الصادقین کے قصیدہ ثانیہ ص ۳۸ خزائن ج ۷ ص ۸۰) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

ابدل لسنة ربنا بعد مدة ایمکن فی سنن القدیم تغیر

کیا اللہ کی مقرر کردہ عادت بدل سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔

اور (ازالہ اوہام ص ۷۸۰ خزائن ج ۳ ص ۵۲۲) میں لکھتے ہیں: ''ہمارے اصولوں سے یہ مخالف ہے ہمارا یہی اصول ہے کہ مردوں کو زندہ کرنا خدا تعالیٰ کی عادت نہیں''

جب احیائے موتی سے محض عادت اللہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے احیائے موتی کا انکار کیا جاتا ہے تو بغیر باپ کے پیدا ہونا عادت اللہ کس طرح بن گیا۔ مرزائی صاحبان اس عقدے کو حل کریں۔ آپ فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے حضرت رسالت پناہ ﷺ سے افضلیت کا کسی جگہ بھی دعوٰی نہیں کیا اور یہ ان پر بہتان عظیم ہے۔ اچھا صاحب آپ کو خوش کرنے کے لئے مان لیا کہ یہ بہتان ہے لیکن حضور ﷺ کے ساتھ مساوات اور برابری کا اور دوسرے انبیاء سے افضلیت کا دعوٰی تو بہتان نہیں ہے۔ چنانچہ (انوار احمدیہ ص ۶) پر یہ عبارت موجود ہے ''ہم مانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب رسول کریم ﷺ کے کمالات کے جامع ہیں اور اس لحاظ سے تمام انبیاء کے نمونے جس طرح استاد یعنی آنحضرت ﷺ میں ظاہر ہوئے۔'' آنحضرت ﷺ کے واسطے سے مرزا قادیانی میں بھی ان کمالات کے نمونہ ظاہر ہوئے ہیں۔ اس عبارت میں رسول اللہ ﷺ کے کمالات نبویہ کے ساتھ مساوات اور باقی انبیاء علیہم السلام پر افضلیت کا کھلا ہوا دعوی ہے جو یقیناً موجب کفر ہے۔

ہم نے ''اہل قبلہ کی تحقیق'' میں ازالہ اوہام کے حوالہ سے یہ بات نقل کی تھی کہ مرزا قادیانی کے خیال میں آنحضرت ﷺ کو ابن مریم، دجال، خر دجال، یاجوج ماجوج، دابۃ الارض کی وحی نے خبر نہیں دی۔ مرزائیوں نے اس حوالہ کی تردید کرتے ہوئے ہم پر یہودیت اور بددیانتی کا لزام لگانے کے بعد ایک حوالہ پیش کر دیا۔ جس سے ہمارا دعوٰی روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے۔ ملاحظہ ہو (انوار احمدیہ ص ۹) ''ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی حقیقت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہہ کی وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی ظاہر فرمائی ہو۔'' (ازالہ اوہام ص ۶۰ خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)

یہ دو فقرے کہ عمیق تہہ تک وحی الٰہی نے اطلاع نہ دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی

ماہیت کما ہی ظاہر فرمائی ہو۔ قابل غور ہیں کیا ان سے یہ بات صاف طور پر ظاہر نہیں ہو رہی ہے کہ مذکورہ بالا اشیاء کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا بیان تسلی بخش نہیں ہے۔ کیونکہ وحی الٰہی نے اس کو وضاحت کے ساتھ بیان نہیں کیا وحی کے نہ آنے کا دعوی مرزا قادیانی کے بیان کے موافق صحیح نکلا۔ لیکن ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں کہ وحی الٰہی سے قطع نظر کرنے کے باوجود کیا آپ کی نظر میں رسول اکرم ﷺ کی تصریحات قابل التفات نہیں اور آپ کے نزدیک حضور علیہ السلام کی خبر سے یقین حاصل نہیں ہوتا اور ''وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (النجم: ۳، ۴)'' کی رو سے رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیثوں میں شک کرنے والا اس آیت کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر کیوں نہیں ہوتا۔ اگر ان بیانات میں تھوڑی دیر کے واسطے خطا اجتہادی سمجھ لی جائے تو وفات تک اسی خطا پر باقی رہنا تو کسی طرح بھی جائز نہیں تھا اور پھر آپ کی وفات کے بعد کسی صحیح خبر میں خطا اجتہادی کا قائل ہونا منافق اور بد دینوں کا کام ہے۔ تعجب ہے کہ مرزا کا بیان تو رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں صحیح ہو اور رسول اللہ ﷺ کی وفات خطا پر مان لی جائے اور پھر بھی مسلمانی میں کوئی فرق نہ آئے:

اگر مسلمانی ہمیں است کہ مرزا دارد آہ گر از پس امروز بود فرد اے

ایک عجیب نکتہ کا انکشاف: مرزا قادیانی نے اس تحریر میں یہ بھی کہا ہے ''کہ ابن مریم کی حقیقت صحیح طور پر رسول اللہ پر منکشف نہیں ہوئی'' معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی بھی یہ بات اچھی طرح سمجھے ہوئے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ذہن میں ابن مریم سے حقیقتاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مراد تھے اور انہی کے حقیقی طور سے دوبارہ آسمان سے اترنے کی آپ نے خبریں دی تھیں اور مثیل عیسیٰ کا مفہوم تک بھی آپ کے خیال میں نہیں تھا۔ ورنہ اس کو مرزا قادیانی کبھی غیر منکشف نہ کہتے۔

مرزا قادیانی نے ملائکہ کو نفوس فلکیہ اور ارواح کو اکب ضرور کہا ہے: ہم نے ''اہل قبلہ کی تحقیق'' میں یہ بھی لکھا تھا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک ملائکہ نفوس فلکیہ اور ارواح کواکب کا نام ہے۔ اس پر مرزائی صاحبان کی طرف سے یہ الزام عائد کیا گیا کہ ہم نے توضیح المرام کو خود مطالعہ نہیں کیا بلکہ کسی یہودی صفت مصنف سے سنی سنائی باتیں نقل کر دیں۔ بہت اچھا اگر ہم نے مطالعہ نہیں کیا تو آپ ملاحظہ فرمالیں (توضیح المرام ص ۳۲ خزائن ص ۳ ص ۶۷) پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''اسی طرح روحانیات سماویہ خواہ ان کو یونانیوں کے خیال

کے موافق نفوس فلکیہ کہیں یا دساتیر اور وید کی اصطلاحات کے موافق ارواح کواکب سے ان کو نامزد کریں یا نہایت ہی سیدھے اور موحدانہ طریق سے ملائک اللہ کا ان کو لقب دیں۔ در حقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام میں مستقر اور قرار گیر ہے اور بہ حکمت خداوندی زمین کی ہر ایک مستعد چیز کو اس کے کمال مطلوب تک پہنچانے کے لیے یہ روحانیات خدمت میں لگی ہوئی ہیں ظاہری خدمت بھی بجالاتے ہیں اور باطنی بھی۔ الخ!''

ظاہر ہے کہ ظاہری تاثیرات باذن الٰہی سیاروں اور حرکات فلک کی مانی گئی ہیں اس طرح مرزا نے روحانیات کی تربیت بھی انہی روحانی قوتوں کے ذریعہ جن کا مرزا قادیانی نے نفوس فلکیہ نام رکھا ہے تسلیم کی ہے اور انہی کو فرشتہ کہا ہے۔ لیجئے اس عقیدہ کو (توضیح المرام کے ص ۴۰ خزائن ج ۳ ص ۷۱) پر بالکل ہی واضح کر دیا ہے۔ ''قرآن شریف سے ثابت ہے کہ یہ سیارات اور کواکب اپنے اپنے قالبوں کے متعلق ایک روح رکھتے ہیں۔ جس کو نفوس کواکب سے بھی نامزد کر سکتے ہیں اور جیسے کواکب اور سیاروں میں باعتبار ان قالبوں کے طرح طرح کے خواص پائے جاتے ہیں جو زمین کی ہر ایک چیز پر حسب استعداد اثر ڈال رہے ہیں۔ ایسا ہی ان کے نفوس نورانیہ میں بھی انواع واقسام کے خواص ہیں جو باذن حکیم مطلق کائنات الارض کے باطن پر اپنا اثر ڈالتے ہیں اور نفوس نورانیہ کامل بندوں پر بشکل جسمانی متشکل ہو کر ظاہر ہو جاتے ہیں اور بشری صورت سے متمثل ہو کر دکھائی دیتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ تقریر قبیل خطابیات نہیں بلکہ یہ وہ صداقت ہے جو طالب حق کو ضرور ماننی پڑے گی۔'' اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ نفوس نورانیہ کو جس کا تعلق کواکب کے ساتھ روح جیسا ہے۔ مرزا قادیانی فرشتہ خیال کرتے ہیں اس کو یقینی طور پر سچا جانتے ہیں اس میں کسی قسم کا شک اور شبہ نہیں رکھتے اور ان کو مجسم نہیں کہتے۔ جیسا کہ (توضیح المرام ص ۴۳ خزائن ج ۳ ص ۷۳) پر تحریر فرماتے ہیں۔ ''مگر شریعت فرقانی نے تو ایسا نہیں کیا بلکہ ان نفوس نورانیہ کو جو اجرام سماویہ سے یا عناصر یا دحامات سے ایسا تعلق رکھتی ہیں جیسے جان کا جسم سے تعلق ہوتا ہے صرف ملائک اور جنات کے نام سے موسوم کیا ہے۔''

مرزا قادیانی فرشتوں کا نزول بعینہٖ بشری صورت میں نہیں مانتے: ہمارا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ مرزا قادیانی جبریل علیہ السلام اور دیگر فرشتوں کا بشری صورت میں نازل ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ (انوار احمدیہ ص ۱۷) میں اس کا جواب دیا گیا ہے کہ تمثیلی صورت میں

مانتے ہیں اسی صفحہ پر دو چار سطر بعد تمثل کے یہ معنی بتائے ہیں۔ ''تمثل کا یہ مطلب ہے کہ جبرئیل اپنے اصلی وجود میں تو اپنے مرکز پر موجود رہتا ہے مگر وہ وہاں سے عکس ڈالتا ہے جو انسانی شکل میں متمثل ہو کر انبیاء مقربین الٰہی سے ہم کلام ہوتا ہے'' مرزا قادیانی نے اسی مطلب کو (توضیح المرام ص ۲۹ ۳۰ خزائن ج ۳ ص ۶۶) پر وضاحت کے ساتھ اس طرح بیان کیا ہے۔ ''محققین اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائکہ اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے چل کر زمین پر اترتے ہیں اور یہ خیال بداہت باطل بھی ہے کیونکہ اگر یہ ضرور ہوتا کہ ملائک اپنی اپنی خدمات کی بجا آوری کے لئے اپنے اپنے اصل وجود کے ساتھ زمین پر اترا کرتے تو پھر ان سے کوئی کام انجام پذیر ہونا غائت درجہ محال تھا۔'' اس کے بعد وہی شبہ پیش کیا ہے جو ملاحدہ کیا کرتے ہیں کہ عزرائیل ایک منٹ میں مختلف شہروں میں کیونکر جا سکتے ہیں اس سے حقیقی طور پر سب جگہ پہنچ جانا عقلاً محال ہے اور اس بات پر کہ وہ اپنے اصلی مقام سے کسی جگہ نہیں جاتے آیت ''**وما منا الا له مقام معلوم** (الصافات: ۱۶۴)'' سے استدلال کیا ہے۔ نزول جبریل کے معنی (توضیح المرام ص ۶۸ خزائن ج ۳ ص ۸۶) پر یہ بیان کیے ہیں ''نزول کی اصل کیفیت جو صرف اثر اندازی کے طور پر ہے واقعی طور پر یاد رکھنی چاہئے۔'' (توضیح المرام ص ۷۰ خزائن ج ۳ ص ۸۷) پر اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''یا یوں کہو کہ اس وقت جبرئیل اپنا نورانی سایہ اس مستعد دل پر ڈال کر ایک عکسی تصویر اپنی اس کے اندر لکھ دیتا ہے۔ تب جیسے اس فرشتہ کا جو آسمان پر مستقر ہے جبریل نام ہے اس عکسی تصویر کا نام بھی جبرئیل ہی ہوتا ہے یا مثلاً اس فرشتے کا نام روح القدس ہے تو عکسی تصویر کا نام بھی روح القدس ہی رکھا جاتا ہے سو یہ نہیں کہ فرشتہ انسان کے اندر گھس آتا ہے بلکہ اس کا عکس انسان کے آئینہ قلب میں نمودار ہو جاتا ہے۔''

ان عبارتوں سے صاف ظاہر ہو گیا کہ مرزا قادیانی اور ان کے متبعین فرشتوں کا نزول حقیقی طور پر نہیں مانتا ورنہ ان کا انسانی شکل میں آنا تسلیم کرتے ہیں بلکہ ان کا عکسی وجود یا انسانی تصویر میں ظاہر ہونا تسلیم کرتے ہیں انہوں نے اس کا نام مثالی صورت میں نازل ہونا رکھا ہے۔ حقیقی طور پر انسان بن کر انبیاء علیہم السلام کے پاس دنیا میں آسمان سے اتر کر آنا تسلیم نہیں کیا اور اس خیال کی تائید میں دو آیتیں اور محققین کی رائے پیش کر دی ہے پہلی آیت ''**وما منا الا له مقام معلوم**'' ہے۔ یعنی ہم میں سے ہر ایک کے رہنے کی جگہ معین ہے۔

قرآن کی کسی آیت سے فرشتوں کے عدم نزول پر استدلال کرنا غلط ہے:

اس آیت میں رہنے کی جگہ کا تعین بتایا گیا ہے اس سے یہ بات کہیں بھی ثابت نہیں ہوتی کہ وہ اس مقام سے بعض ضرورتوں کی وجہ سے ادھر ادھر نہیں جاسکتا ور یا یہ معنی ہیں کہ آسمان پر پہنچ کر ہر فرشتہ اپنی مقررہ جگہ پر رہ جاتا ہے اور آگے نہیں بڑھ سکتا۔ جیسا کہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر یک سر مو برتر پرم فروغ تجلی بسوزد پرم

دوسری آیت یہ ہے۔ ''نزل بہ الروح الامین. علی قلبک (الشعراء: ۱۹۳، ۱۹۴)'' (روح الامین نے اس کو تیرے قلب پر نازل کیا۔) اس آیت میں وحی کرنے کی صورتوں میں سے ایک صورت کا بیان ہے۔ اس میں انحصار نہیں ہے۔ دیکھو (مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۴۴)

مرزا قادیانی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا مطلب نہیں سمجھے یا دانستہ غلط بیانی کی ہے:

محققین کے قول سے جو استدلال کیا گیا ہے اس کی سند میں شیخ صاحب کی عبارت (مدارج النبوۃ ص ۴۵) سے پیش کی ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم ناظرین کے سامنے اس عبارت کا صحیح مفہوم رکھیں اس اعتراض کا ذکر کر دینا مناسب ہے جس کے جواب میں شیخ نے محققین کا قول نقل کیا ہے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ جبرئیل امین علیہ السلام کبھی دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اور سراقہ رضی اللہ عنہ کی شکل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وحی لے کر آیا کرتے تھے۔ دوسری طرف یہ بھی ثابت ہے کہ جبرئیل کی اصلی شکل چھ سو پر والی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اصلی شکل میں صرف دو ہی مرتبہ دیکھا ہے اب شبہ یہ ہے کہ جب ان کی روح دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں نمودار ہوتی تھی تو ان کا اصلی جسم بے روح رہ جانے کی وجہ سے مردہ ہوتا تھا یا زندہ؟ اس شبہ کا شیخ نے تحقیقی جواب یہ پیش کیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذہن میں جو دحیہ کی صورت علمیہ موجود تھی اس پر قدرت کاملہ کی وجہ سے جو ان کو خدا کی طرف سے حاصل تھی اپنے وجود کا افاضہ کرتے تھے اور جو صفات کہ ان کے لئے تھیں ان کو اس صورت علمیہ کے لئے ثابت کر کے اپنے آپ کو دحیہ کی صورت میں ظاہر کرتے تھے اور اس طرح وہ صورت علمیہ جبرئیل کی صفتوں کے ساتھ متصف ہو جاتی تھی اس صورت میں جبرئیل اپنی جگہ پر جبرئیل فرشتہ رہتے تھے اور دحیہ اپنی جگہ پر انسان رہتا تھا۔ نہ جبرئیل بعینہ

دحیہ بن جاتے تھے اور نہ دحیہ جبرئیل اور نیز یہ انسانی صورت جبرئیل کی ملکوتی حقیقت کے عین نہیں ہوتی تھی اور نہ اس کو غیری کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ جبرئیل اس صورت میں بعینہ اپنی ذات اور صفات کے ساتھ ظاہر اور متمثل ہوتے تھے۔

اب اصل عبارت شیخ کی ناظرین کے ملاحظہ کے لئے پیش کی جاتی ہے تاکہ وہ اس بات کا صحیح اندازہ لگاسکیں کہ جو معنی اس عبارت کے ہم نے بیان کیے ہیں وہ صحیح ہیں یا جو مرزا قادیانی سمجھ رہے ہیں۔ ''نزد اہل تحقیق کیفیت تمثل بصورت دحیہ آنست کہ صورت علمیہ از دحیہ در ذہن جبرئیل بسبب قدرۃ کاملہ وارادت شاملہ کہ دارد افاضہ وجود خود بر آن صورت علمیہ بصفاتے کہ مراد است نمودہ خود را بصورت دحیہ نمودہ وآں صورت علمیہ مقبس بآں صفات موجودہ گردانید و جبرئیل در مقام خود ثابت وکائن است بذات وصفات ملکی کہ دارد ودحیہ در جائے خود است بصورت کہ داشت وایں صورت متمثل نہ عین جبرئیل است زیرا کہ حقیقتے دیگر دارد وصورتے دیگر و نہ غیر اوست زیرا کہ ہماں ذات وصفات جبرئیل است بایں صورت برآمد و متمثل گشتہ۔ الخ!

اس عبارت میں شیخ نے کسی جگہ بھی یہ اقرار نہیں کیا کہ جبرئیل کی مثالی صورت محض عکس یا تصویر تھی یا وہ اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا انسان کی عکسی تصویر میں دکھائی دیتا تھا جیسا کہ مرزا قادیانی اس عبارت سے سمجھے ہیں۔ اگر شیخ کی مراد تمثل سے عکسی تصویر ہوتی تو اصل شبہ کے جواب دینے کے لئے اس قدر پیچ دار عبارت لکھنے کی کیا ضرورت تھی یہ کہہ دینا کافی تھا کہ تصویر میں اصل شئے کی روح اس کے جسم سے جدا نہیں ہوا کرتی اس لئے یہ شبہ کرنا صحیح نہیں اور نہ اس کے جواب دینے کی ضرورت ہے۔ مگر وہ تو یہ فرماتے ہیں کہ دحیہ کی صورت اگرچہ جبرئیل کی اصلی صورت نہیں تھی لیکن جبرئیل دحیہ کی صورت علمیہ میں اپنی تمام صفتوں کو معہ اپنی ذات کے دحیہ کی شکل میں متشکل کر کے اپنے آپ کو ظاہر کرتے تھے کیا تصویر میں اصل شئے کی تمام صفتیں آجایا کرتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اس لئے شیخ کی مراد اس عبارت سے یہ ہے کہ خدا کے فرشتے جو انسانی شکل اختیار کرتے ہیں وہ حقیقت میں انسان ہی کا جسم ہوتا ہے اور تصویر کی طرح غیر مجسم نہیں ہوتا۔ البتہ وہ فرشتوں کی اصلی شکل نہیں ہوتی بلکہ مثالی یا غیر اصلی ہوتی ہے۔

مرزا قادیانی کو شیخ کے اس جملے سے غلط فہمی ہوگئی ''کہ جبرئیل در مقام خود ثابت وکائن است بذات وصفات ملکی'' اس کے یہ معنی سمجھ بیٹھے کہ جبرئیل اپنے آسمانی مقام پر ثابت

ہیں۔ باوجودیکہ شیخ کی یہ مراد ہرگز نہیں ہے بلکہ ان کا یہ مطلب ہے کہ جبرئیل علیہ السلام دحیہ کی شکل اختیار کرنے کے بعد بھی ملکوتی صفات کے ساتھ متصف رہے بعینہ دحیہ نہیں بن گئے جس طرح دحیہ اپنی جگہ پر دحیہ رہے اور جبرئیل نہیں بنے چنانچہ یہ عبارت ''دحیہ بجائے خود است بصورت کہ داشت'' ہمارے خیال کی مؤید ہے ورنہ دحیہ کا اپنی جگہ پر رہنے کے کوئی معنی نہیں ہوسکتے۔ یہ ہے مرزا قادیانی کی سخن فہمی۔ جب ان کا یہ حال ہے جوان میں بوجھ بجھکڑ کہلاتے ہیں تو ان کے چیلے چانٹوں کی غلط فہمی کا کیا شکوہ اور گلہ ہوسکتا ہے۔

مرزا قادیانی نے جو معنی نزول ملائکہ کے سمجھے ہیں وہ فلسفیوں کا خیال ہے۔ مسلمانوں میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں ہے: پھر جبرئیل علیہ السلام کے نازل ہونے کے متعلق جو عقیدہ مرزا قادیانی نے ظاہر کیا ہے وہ یونانی ملحدوں کا خیال ہے ورنہ مسلمانوں کے نزدیک بالاتفاق انسانی جسم کے ساتھ حقیقی طور پر نازل ہونا مراد ہے۔ جیسا کہ امام رازی نے (تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۴۶۸) پر لکھا ہے۔ ''**فان قالوا نحن لا نقول ان جبرئیل علیہ السلام جسم ینتقل من مکان الی مکان وانما نقول المراد من نزول جبرئیل علیہ السلام ھو زوال الحجب الجسمانیۃ عن روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم حتی یظھر فی روحہ من المکاشفات والمشاھدات بعض ماکان حاضرا متجلیا فی ذات جبرئیل علیہ السلام قلنا تفسیر الوحی بھذا الوجہ ھو قول الحکماء واما جمھور المسلمین فھم مقرون بان جبرئیل علیہ السلام جسم وان نزولہ عبارۃ عن انتقالہ من عالم الافلاک الیٰ مکۃ**'' ''اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جبرئیل علیہ السلام جسم نہیں ہیں جو ایک جگہ سے منتقل ہوکر دوسری جگہ جائیں اور ان کے نازل ہونے کے یہ معنی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے جسمانی پردہ اٹھ جانے کی وجہ سے جبرئیل کی ذات میں جو تجلیات موجود تھیں وہ مکاشفہ اور مشاہدہ کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روح پر وارد ہونے لگیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نزول اور وحی لانے کے یہ معنی یونانی فلسفیوں کے نزدیک ہیں۔ تمام دنیا کے مسلمان اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام مجسم ہوکر عالم افلاک سے مکہ میں اترتے تھے۔''

معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کے خیالات ملائکہ کی حقیقت اور ان کے نازل ہونے کے متعلق وہی ہیں جو یونانی ملحدوں کے تھے اور وہ اسی کو اسلام سمجھ رہے ہیں اور انہوں نے اس بارہ میں اسلامی عقیدہ کو جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے بالکل چھوڑ دیا ہے۔ ناظرین!

انصاف کریں کہ فلسفی خیالات کو اسلام میں داخل کرنا اسلامی خدمت ہے یا رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کو مٹانے کے لئے اسلام کی جڑ پر کلہاڑا چلایا جارہا ہے۔

مرزائیوں نے تسلیم کرلیا کہ معجزہ از قبیل مسمریزم ہے: ہم نے جو یہ کہا تھا مرزا قادیانی نے بعض معجزات قرآنیہ کو تسلیم کرنے سے قطعی طور پر انکار کیا اور ان کو مسمریزم کہا ہے تو مرزائی صاحبان نے انوار احمدیہ میں پہلے الزام کو تسلیم کرتے ہوئے انکار کی مختلف وجہیں بیان کی ہیں اور دوسرے الزام میں مسمریزم کی جگہ از قبیل مسمریزم کہنا تسلیم کیا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کی وہ عبارتیں پیش کی ہیں جن سے مرزا قادیانی کے نزدیک معجزہ کا مسمریزم بلکہ شعبدہ تک ہونا ظاہر ہورہا ہے۔

مرزائیوں کا معجزہ خلق طیر اور احیاء موتیٰ سے صاف طور پر انکار: (انوار احمدیہ ص ۱۹) پر قرآن مجید کے معجزہ خلق طیر اور احیاء موتیٰ کا انکار ان لفظوں کے ساتھ کیا ہے ''مسیح علیہ السلام کا خلق طیر اور احیاء موتیٰ کا معجزہ یہ معنی نہیں رکھتا کہ درحقیقت وہ پرند بنا لیتے تھے اور درحقیقت مردہ زندہ ہو جاتا تھا۔ کیونکہ ایسا خیال شرک ہے اور قرآن کریم کی دوسری آیات اور خدا تعالیٰ کے وعدوں کے خلاف ہے۔'' خلق طیر اور احیاء موتیٰ کے حقیقی معنی لینے سے انکار کرنے کی دو وجہیں بتائی ہیں (۱) لزوم شرک (۲) مخالفت آیات قرآنیہ:

اس شبہ کا جواب کہ خلق طیر اور احیاء موتیٰ کے حقیقی معنی لینے سے شرک لازم آتا ہے: دونوں شبہے محض شرعی مسائل اور اسلامی روایات سے ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں نہ حقیقی معنی لینے سے شرک لازم آتا ہے اور نہ کسی آیت قرآنیہ کی مخالفت۔ البتہ مرزا قادیانی کی تحقیق اور ان کے فہم ناقص کی مخالفت ضرور لازم آتی ہے۔ مگر دین الٰہی میں اس کا ذرہ کے برابر بھی اعتبار نہیں ہے۔

احیاء موتیٰ اور خلق طیر خدا تعالیٰ کا فعل تھا عیسیٰ علیہ السلام محض دعا کرتے تھے: اسلامی عقیدہ کے موافق معجزہ احیاء موتیٰ کا ظہور اس طرح ہوتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو رکعت نماز پڑھ کر خدا تعالیٰ سے دعا کرتے تھے اور پھر قم باذن اللہ فرمایا کرتے جس سے مردہ زندہ ہو جاتا تھا اور قرآن مجید میں ''واحی الموتیٰ باذن اللہ (آل عمران: ۴۹)'' کی قید سے بھی یہی مفہوم مستفاء ہورہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں خالق اور محی الموتیٰ پروردگار عالم ہی رہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو محض دعا کرنے والے تھے۔ اس کے علاوہ معجزہ وہی چیز ہے

یعنی خدا تعالیٰ اس کو نبیوں کے ہاتھ پر ان کی سچائی ظاہر کرنے کے واسطے پیدا کرتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو اس معجزہ کے ظاہر کرنے میں ذرہ برابر بھی اختیار نہیں ہوتا۔

اس روشن حقیقت کے ہونے کے باوجود سمجھ میں نہیں آتا کہ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہاں سے سمجھ لیا کہ وہ ان معجزات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فاعل مختار اور پیدا کرنے والا مانتے ہیں۔ البتہ اگر ان کا عقیدہ ہے تو وہ اس سے توبہ کریں اور مسلمانوں کے عقیدے کے موافق اس کی اصلاح کریں۔ اپنے من گھڑت خیالات مسلمانوں کے سر پر تھوپنا کہاں کی دیانت اور عقلمندی ہے۔ اس طرح خلق طیر کے طریقہ سے جو قرآن مجید میں مصرحاً موجود ہے کسی قسم کا شرک یا کفر لازم نہیں آتا۔ چنانچہ ارشاد ہے ''واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی (المائدہ: ۱۱۰)'' اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تو مٹی سے جانور کی شکل بنا کر اس میں پھونک مارتا تھا اور ہم اپنے ارادہ اور قدرت سے اس کو جانور بنا دیتے تھے۔ اس میں عیسیٰ علیہ السلام کا فعل تصویر بنانا اور پھونک مارنا اور خدا کا فعل اس کو بعینہٖ جانور بنا دینا بیان فرمایا ہے اس کے علاوہ جانور بنانے سے پہلے تصویر بنانے کا محتاج ہونا ہی نقص کی دلیل ہے اور ناقص خدا نہیں ہوسکتا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام خدا کیونکر ہوگئے۔ نیز پرندہ کا بن جانا بطور معجزہ تھا جو خدا کی طرف سے ایک وہبی چیز ہے اور اس کے ظاہر کرنے میں نبی کو کسی وقت بھی اختیار نہیں ہوتا اس لئے جو کچھ کیا خدا تعالیٰ نے کیا اور اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خالق ہونا لازم نہیں آتا۔

اس شبہ کا جواب کہ اگر احیاء موتی کو حقیقی طور مان لیا گیا تو آیات قرآنیہ کی تکذیب لازم آئے گی: رہا یہ خیال کہ احیاء موتی تسلیم کرنے سے قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔ بالکل غلط ہے بلکہ قرآن مجید میں حقیقی طور پر مردوں کے زندہ کرنے کا ذکر متعدد جگہ آیا ہے۔ اگر کسی آیت سے مرزا قادیانی کو احیاء موتی کی نفی سمجھ آرہی ہے تو وہ محض قلت تدبر اور سوء فہمی سے پیدا ہوئی ہے۔ ہم نے اس قسم کے تمام شبہوں کے مسکت جوابات اور احیاء موتی کا تسلی بخش ثبوت ''دافع الشبہات'' میں وضاحت کے ساتھ ذکر کر دیا ہے جس شخص کو اس مسئلہ کی تحقیق کا شوق ہو وہ اس کو دیکھ لے۔

ہم نے کہا تھا کہ مرزا قادیانی قرآنی معجزات کے شرعی پہلو سے منکر ہیں۔ مگر انوار احمدیہ میں مرزائیوں نے ہمیں اس الزام میں جھوٹا ٹھہراتے ہوئے ''لعنۃ اللہ علی الکٰذبین''

تک کہہ دیا اور اس بات کے ثبوت میں کہ مرزا نے قرآن کے معجزات کو مسمریزم کہا ہے دس روپیہ کا انعام بھی رکھ دیا ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کریں اور لعنت کے مستحقین کو ناظرین کے انصاف پر چھوڑ دیں۔ مرزا قادیانی کے نزدیک جو معجزہ کی حقیقت ہے اس کو ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی کے خیال میں معجزہ کی جو کچھ حقیقت ہے اس کو ظاہر کرنے کے لیے (انوار احمدیہ ص ۱۸ پر ازالہ اوہام ص ۳۰۱ خزائن ج ۳ ص ۲۵۳۔۲۵۴ در حاشیہ) کی عبارت نقل کی گئی ہے۔ ''سو واضح ہو کہ انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہیں جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔ جیسے شق القمر جو ہمارے سید و مولا نبی علیہ السلام کا معجزہ تھا اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے اس کو دکھایا تھا۔ (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے۔''

مرزا قادیانی نے جو معجزہ کی حقیقت سمجھی ہے وہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے: معجزہ کی یہ دونوں قسمیں خانہ ساز ہونے کے علاوہ غلط بھی ہیں۔ کیونکہ معجزہ کی پہلی قسم میں ان امور اور واقعات کے ظاہر ہونے کو بتایا ہے جو قدرتی طور پر دنیا میں واقع ہوں اور اس میں انسان کی تدبیر اور عقل کو مطلق دخل نہ ہو۔ اگرچہ اس عبارت سے دنیا کے ہر واقعہ کو جو قدرتی طور پر بلا انسانی تدبیر کے ظاہر ہو معجزہ کہنا لازم آتا ہے۔ مگر (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱ خزائن ج ۲۱ ص ۱۶۴) پر اس واقعہ کے لیے غیر معمولی اور خیال سے بالاتر ہونے کی شرط بھی لگائی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ''پس اسی بات کا نام تو معجزہ ہے کہ کوئی ایسی بات ظہور میں آوے جو پہلے اس سے کسی کے خیال و گمان میں بھی نہ تھی اور امکانی طور پر بھی اس کی طرف کسی کا خیال نہ تھا۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اس ملک کے رہنے والوں نے اس زلزلہ شدید کو بڑی تعجب کی نظر سے دیکھا۔'' مرزا قادیانی زلزلہ کی پیشگوئی کو غیر معمولی واقعہ ہونے کی وجہ سے معجزہ کہہ رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ سماوی امور سے خاص آسمان پر ہونے والے واقعات مراد نہیں بلکہ وہ زبردست واقعات مراد ہیں جو کے ظاہر کرنے میں انسان کی تدبیر کو بالکل دخل نہیں اور وہ قدرتی طور پر ظاہر ہوتے ہیں یہ معنے جو مرزا قادیانی نے معجزہ کے قسم اول کے بیان کئے ہیں۔ وہ پیشگوئی کی ناتمام حقیقت ہے کیونکہ پیش گوئی ایسے واقعہ کی قبل از وقت اطلاع دینے کو کہتے ہیں۔ جس کے ہونے کو کوئی علامت موجود نہ ہو اور نہ اس کا وجود خبر دینے

والے کے امکان میں ہو۔ اگر چہ وہ بھی پورا اترنے کے بعد ایک قسم کا معجزہ ہی ہے۔ کیونکہ اس سے خبر دینے والے کی سچائی ظاہر ہوتی ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے جو کچھ بیان کیا وہ ایسا ناقص ہے کہ نہ وہ معجزہ پر صادق آتا ہے اور نہ پیش گوئی پر اور ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزائی معجزہ کی اس حقیقت کا شرعی ثبوت کسی معتبر کتاب سے قیامت تک پیش نہیں کر سکتے۔

لطف یہ ہے کہ اس جگہ شق القمر کو قدرتی اور سماوی امور میں داخل کیا ہے اور (آئینہ کمالات اسلام ص ۶۵، ۶۶ خزائن ج ۵ ص ۶۵، ۶۶) پر اسی کو اقتداری یعنی معجزہ کی عقلی قسم میں داخل کیا ہے۔ ملاحظہ ہو اور (انوار احمدیہ ص ۳۱) ''اور ایسا ہی دوسرا معجزہ آنحضرت ﷺ کا جو شق القمر ہے۔ اس الٰہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا۔ کوئی دعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی۔ کیونکہ صرف انگلی کے اشارے سے جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی وقوع میں آ گیا تھا اور اس قسم کے اور بھی معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت ﷺ نے دکھائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی۔''

اسلامی عقیدہ کے خلاف مرزا قادیانی کے نزدیک معجزہ کسبی چیز ہے اور وہبی نہیں ہے: معجزہ کی دوسری قسم عقلی ہے جس کو مرزا قادیانی نے اقتداری بھی کہا ہے۔ عقلی ہونے کے معنی خود مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۳۰۴ خزائن ج ۳ ص ۲۵۵ در حاشیہ) کے حاشیہ میں یہ لکھے ہیں۔ ''تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ معجزہ دکھایا ہو اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں۔ کیونکہ حال کے زمانہ میں دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں اور میں سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں۔'' معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک عقلی ہونے کے یہی معنی ہیں کہ وہ کسی تدبیر اور عقل کے زور سے ظہور پذیر ہو۔

مرزا قادیانی کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لکڑی میں کل لگا کر اس کو اڑاتے تھے یا مسمریزم والوں کی طرح روح کی گرمی پہنچا کر اس کو متحرک دکھاتے تھے: وہ عقلی تدبیر جس کے ذریعے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پرندہ بنا کر اڑاتے تھے۔ اس کے متعلق مرزا قادیانی نے اسی حاشیہ میں چند سطر پہلے لکھا ہے۔ ''کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے اسی طریق پر اطلاع دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے سے یا کسی پھونک کے مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے۔ یا اگر

پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح بن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔''

پھر اسی حاشیہ میں (ازالہ اوہام ص ۳۰۵، ۳۰۶ خزائن ج ۳ ص ۲۵۵، ۲۵۶) پر تحریر کرتے ہیں۔ ''ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز بطریق عمل الترب یعنی مسمریزمی طریقہ سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ عمل الترب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں۔ ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔'' پھر آگے لکھتے ہیں۔ ''اگر ایک شخص اس فن میں کامل مشق رکھنے والا مٹی کا ایک پرند بنا کر اس کو پرواز کرتا ہوا بھی دکھاوے تو کچھ بعید نہیں'' ان تحریرات سے صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ خلق طیر کے معجزہ کی حقیقت مرزا قادیانی کے خیال میں صرف اس قدر تھی کہ کسی تدبیر اور حیلہ سے یا مسمریزم والوں کی طرح روح کی گرمی سے پرند کی تصویر میں حس وحرکت یا پروازی کیفیت دکھادی گئی تھی۔ ورنہ حقیقی طور پر خلق طیر کا معجزہ کوئی نہیں ہوا۔

معجزہ کے مسمریزم ہونے پر مرزا قادیانی کا صاف اقرار اور مرزائیوں پر انعامی دس (۱۰) روپیہ کی ڈگری: اس عبارت میں جہاں اس بات کا صاف طور پر اقرار ہے کہ اس قسم کا معجزہ ہر وہ شخص کر سکتا ہے جو اس فن میں مہارت پیدا کر لے اور یہ اختیاری اور کسبی چیز ہے اور نبی ہونے کی بھی کوئی شرط نہیں ہے۔ اسی لئے اس کا نام اقتدار ہے اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اس کو مسمریزم کہہ رہے ہیں۔ جیسا کہ عبارت سے ظاہر ہے۔ مرزائیوں کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی نے از قبیل مسمریزم یا اس جیسا کہا ہے غلط ٹھہرا اور اپنی ہی زبان سے لعنت کے مستحق بنے۔ علاوہ ازیں (ازالہ اوہام حاشیہ ص ۳۰۷ خزائن ج ۳ ص ۲۵۷) میں اس عمل کو عمل الترب یعنی مسمریزم کی شاخ بتایا ہے اور شاخ اپنی اصل سے الگ نہیں ہوتی۔ ملاحظہ ہو ''اس جگہ یہ بھی جاننا چاہئے کہ سلب امراض کرنا روح کی گرمی جماد میں ڈال دینا درحقیقت یہ سب عمل الترب کی شاخیں ہیں۔ ہر ایک زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں۔''

نیز (ملخص ازالہ اوہام ص ۳۰۵ تا ۳۰۷ خزائن ج ۳ ص ۲۵۶) میں مسمریزم اور معجزہ کو ایک ہی بتایا ہے۔ دونوں میں صرف اتنا فرق رکھا ہے کہ اگر بری جگہ اس کا استعمال ہو تو

مسمریزم کہلاتا ہے ورنہ اس کو معجزہ کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو (انوار احمدیہ ص ۲۰) کا اقتباس جس میں وہ لکھتے ہیں۔ ''مسمریزم بھی کوئی بری چیز نہیں اس کا برا استعمال بری چیز ہے۔ پھر جب یہ قوت کسی کو خارق عادت طور پر خدا سے مل جاتی ہے تو اس کا نام مسمریزم نہیں رہتا۔'' یعنی حقیقت تو معجزہ کی وہی ہے جو مسمریزم کی ہے محض نام کا فرق ہے۔

لطف یہ ہے کہ اس صفحہ پر مسمریزمی معجزہ کو برا نہیں کہتے مگر (ازالہ اوہام ص ۳۰۹ خزائن ج ۳ ص ۲۵۸) پر اس عمل کو مکروہ بتایا جا رہا ہے۔ ''اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا کے فضل اور توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔'' گویا مرزا قادیانی کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کے ایسے معجزے مکروہ اور قابل نفرت تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو ان کو قرآن میں آیات بیّنات اور سلطان مبین ارشاد فرماتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی مذمت کریں۔:

ببیں تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا

مرزا قادیانی کا یہ عقیدہ کہ معجزہ میں کسی شئی کی اصلیت نہیں بدلتی محض نظر بندی ہوتی ہے اسلامی عقیدے کے بالکل خلاف ہے: نیز یہ بھی یاد رہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک معجزہ میں شئی کی اصلیت اور حقیقت کبھی نہیں بدلتی صرف نظر بندی ہوتی ہے۔ خلق طیر میں مٹی مٹی ہی رہتی اور عصائے موسوی میں عصا لکڑی ہی کا رہتا تھا۔ اگرچہ دیکھنے میں اژدھا دکھائی دیتا تھا۔ چنانچہ (ازالہ اوہام کے ص ۳۰۶، ۳۰۷ خزائن ج ۳ ص ۲۵۶) پر لکھتے ہیں۔ ''مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا جانور جو مٹی یا لکڑی وغیرہ سے بنایا جائے اور عمل الترب سے اپنی روح کی گرمی اس کو پہنچائی جائے وہ درحقیقت زندہ نہیں ہوتا بلکہ بدستور بے جان اور جماد ہوتا ہے صرف عامل کی روح کی گرمی بارود کی طرح اس کو جنبش میں لاتی ہے۔'' (انوار احمدیہ کے ص ۲۰) پر لکھا ہے۔ ''حضرت موسیٰ کو ان کا عصا سانپ دکھائی دیتا تھا۔ ساحروں نے یہ قوت مشق سے حاصل کی تھی اور موسیٰ علیہ السلام کو خارق عادت کے طور پر دی گئی۔'' یعنی وہ عصا حقیقت میں سانپ نہیں بنتا تھا۔ دیکھنے میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سانپ ہے۔ مرزا قادیانی کے نزدیک سحر اور معجزہ ایک جیسا ہے صرف معمولی فرق ہے۔ نیز اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک سحر اور معجزہ ایک ہی چیز ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ سحر میں قوت مشق سے حاصل ہوتی ہے اور معجزہ میں خدا کی طرف سے، ورنہ حقیقت کے

لحاظ سے دونوں اسباب اور قوت کے محتاج ہیں۔

مرزا قادیانی کے نزدیک معجزہ کی حقیقت بیان کرنے کے لیے اب تک جس قدر اقتباسات اور عبارتیں نقل کی گئی ہیں ان سے صریح طور پر بغیر کسی تاویل کے معجزہ کی جو حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے۔

(۱) وہ زمانہ کے پیش آنے والے غیر معمولی واقعات جو قدرتی طور پر خدا کی طرف سے ظاہر ہوتے ہیں اور ان کے واقع کرنے میں انسانی عقل اور اس کی تدبیر کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یہ معجزہ کی پہلی قسم ہے۔

(۲) اور وہ کام جو ہوشیار آدمی کی تدبیر اور عقل رسا کی کوشش سے حاصل ہو تو وہ معجزہ عقلی یا اقتداری ہے۔ کیونکہ وہ ایسے اسباب کے ماتحت ظاہر ہوتا ہے۔ اگر انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی اور شخص بھی کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔

(۳) کسی نبی کے معجزہ میں شئی کی حقیقت اور اصلیت نہیں بدلتی صرف نظر بندی اور دھوکا ہوتا ہے۔

(۴) ایسا معجزہ وہبی اور خارق عادت کے طور پر نہیں ہوتا۔ یعنی اسباب کے ماتحت کسب سے تعلق رکھتا ہے اس کو خارق عادت محض اس وجہ سے کہہ سکتے ہیں کہ عام آدمیوں کی عقل اس کو نہیں معلوم کرسکتی۔ یا نبیوں کو یہ قوت بغیر سعی اور کوشش کے مل جاتی ہے۔ نہ یہ کہ وہ چیز بغیر سبب کے ہو جاتی ہے اور دنیا میں کوئی شخص کوشش کرنے کے بعد بھی ایسا نہیں کرسکتا۔ جو ایسے کرتبوں کے اسباب جمع کرنے میں مہارت پیدا کرے گا وہ یقیناً کامیاب ہوسکتا ہے۔

(۵) نیز معجزہ، سحر، مسمریزم تینوں کی حقیقت ایک ہے۔ صرف تعلقات یا کوشش اور عدم کوشش کا فرق ہے۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا قادیانی نے جتنی باتیں معجزہ کے متعلق بیان کی ہیں غلط ہونے کے علاوہ اسلامی عقیدے کے بالکل خلاف ہیں۔ جیسا کہ ہم آئندہ انشاء اللہ بیان کریں گے۔

انبیاء علیہم السلام کی پیش گوئی بھی ایک طرح کا معجزہ ہے اور وہ کبھی جھوٹی نہیں نکلتی: اگر کسی واقعہ کے ظاہر ہونے کی قبل از وقت بغیر کسی قرینے کے اطلاع دی جائے اور اس کا واقع کرنا خبر دینے والے کے قبضہ اور قدرت میں بھی نہ ہو تو ایسی خبر پیشگوئی کہلاتی ہے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام کی ایسی خبر کا ہر حصہ پورا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ ان کی سچائی اور

مویّد من اللہ ہونا ظاہر ہو سکے۔ اس لیے اس میں غلطی یا جھوٹ کی معمولی آمیزش بھی نہیں ہوتی اور وہ اس وجہ سے ان کی صداقت پر زبردست دلیل ہونے کی وجہ سے معجزہ کہلاتی ہے۔ قرآن عزیز کے ایسے معجزات کو اخبار بالغیب کہتے ہیں اور اگر ان پیشگویوں کے کسی حصہ یا جز میں جھوٹ یا غلطی کا ہونا تسلیم کر لیا جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اس پیشگوئی کا خبر دینے والا خدا کی طرف سے خبر نہیں دیتا بلکہ کاہنوں کی طرح سچ اور جھوٹ ملا کر کہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس کا ساری عمر میں ایک دفعہ بھی جھوٹ ثابت ہو جائے وہ کبھی نبی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ ''کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی کسی پیشگوئی کے معنی کرنے میں کبھی غلطی نہ کھائی ہو۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۶ خزائن ج ۲۱ ص ۲۴۷) نہایت درجہ کی بد دیانتی اور ابلہ فریبی ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی نے اپنی پیشگوئیوں پر پردہ ڈالنے کے واسطے انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں میں غلطیاں نکالی ہیں اور ایسی چند مثالیں بیان کر کے معترضین کا منہ بند کرنا چاہا ہے۔ اس لیے ضروری ہوا کہ ہم اس موقعہ پر اگر تفصیلی بحث نہ کریں تو کم از کم حقیقت کے چہرے سے پردہ اٹھا دیں۔ تاکہ مسلمان غلطی اور کذب کی نسبت انبیاء علیہم السلام کی طرف کر کے اپنی آخرت کو تباہ نہ کریں۔

اصل بات یہ ہے کہ پیشگوئی کے الفاظ کبھی عام شامل اور غیر موقت ہوتے ہیں اور کبھی تفصیلی طور پر واضح اور کھلے ہوئے الفاظ مخصوصہ میں ذکر کی جاتی ہے مگر جن لفظوں کے ساتھ بیان کی جاتی ہے انہیں لفظوں کے ساتھ وہ پیشگوئی سمجھی جاتی ہے اور اتنے ہی حصہ میں اس کا پورا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو عام کے عام اور خاص کے خاص سمجھنے میں کبھی غلطی نہیں ہوتی اور وہ اپنے ہر جز میں پوری ہوتی ہے۔ لیکن کبھی بھی پیشین گوئی کا ماخذ اور منبع یعنی جس جگہ سے یہ پیشگوئی لی جاتی ہے وہ وحی ربانی یا قرآن کی کوئی آیت ہوتی ہے اور کبھی نور نبوت سے کسی واقعہ کے متعلق حالات دریافت کر کے اطلاع دی جاتی ہے۔ ایسی پیشگوئیوں کے معنی یا مراد متعین کرنے میں کبھی تردد یا غلط فہمی نہیں ہوتی۔ مگر کبھی پیشین گوئی کی وجہ کوئی خواب ہوتا ہے۔ چونکہ خواب کی تعبیر ہمیشہ صاف اور کھلی ہوئی نہیں ہوتی۔ اس لیے اس کی مراد یا معنی کے متعین کرنے میں مختلف توجیہیں انبیاء علیہم السلام کے ذہن میں آتی ہیں اور وہ جلدی سے کسی ایک بات پر نہیں جمتے۔ جب تک ایسی توجیہیں خیال میں رہتی ہیں اور ان میں سے کسی ایک کو زبان پر نہیں لاتے وہ پیشگوئی کا حصہ نہیں بنتا۔ البتہ جب ان توجیہوں اور

مختلف تعبیروں میں سے ایک تعبیر متعین کر کے اس کا ذکر فرما دیتے ہیں۔ تو پھر وہ پیشگوئی کا حصہ بن جاتا ہے اور اس کے پورا ہونے میں کسی قسم کا تردد یا شک نہیں ہوتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو خواب میں ذبح کرتے ہوئے دیکھ کر پہلے تأمل کیا اور جب دو روز بعد اس کی تعبیر ذہن میں متعین ہو گئی تو بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے بالکل مستعدی کے ساتھ تیار ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اگر کہیں تأمل یا تردد کا ذکر آیا ہے تو وہ خواب کی تعبیری توجیہات ہی میں ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس کی مراد الفاظ میں متعین کرنے کے بعد تردد کیا ہو یا وہ تعبیر پوری نہ ہوئی ہو۔ چنانچہ جس وقت نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں داخل ہونے کا خواب دیکھا اور آپ بارادہ عمرہ مکہ کی طرف احرام باندھ کر روانہ ہوئے اور حدیبیہ میں پہنچ کر روک دیئے گئے اور آئندہ سال کے لئے داخلہ کی اجازت حاصل کر کے مدینہ کی طرف روانہ ہونے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے تو یہ فرمایا تھا کہ مکہ میں داخلہ ہوگا۔ لیکن ہم بغیر داخل ہونے کے واپس ہو رہے ہیں تو حضور علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ عمر! کیا میں نے یہ بھی کہا کہ اسی سال داخل ہوں گے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو آپ نے نہیں فرمایا تھا۔ یہ سن کر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر تردد کس بات کا ہے۔؟

معلوم ہوا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال کا تعین فرما دیتے تو پھر وہ پیشگوئی کا جز بن جاتا اور اس کے پورا نہ ہونے سے کذب لازم آتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ اس لئے اگر آپ کا یہ سفر محض داخلہ ہی کی نیّت سے مان لیں اور اس کے علاوہ دوسری مصلحتوں کو نظر انداز کر دیں تب بھی اس کو غلط فہمی نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ خواب کی تعبیری وجہ تھی۔ اس کو پیشگوئی کا حصہ نہیں کہہ سکتے اور نہ اس کا پورا ہونا کوئی ضروری امر ہے۔

علاوہ ازیں اس سفر سے مکہ میں داخلہ کا دروازہ کھل گیا اور ممکن ہے کہ آپ کا سفر اسی مصلحت کی وجہ سے ہو۔ اس لئے مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ حضور علیہ السلام کا یہ سفر غلط فہمی ہی کی وجہ سے تھا محض حماقت اور نادانی ہے۔ مرزا قادیانی نے جس قدر صورتیں تردد اور شک کی بیان کی ہیں۔ وہ سب رؤیا کے واقعات ہیں اور اسی میں تعبیری تأمل اور تردد ہے۔ پیشگوئی کے سمجھنے میں ہرگز کبھی کسی نبی کو غلط فہمی نہیں ہوئی اور اگر کسی پیشگوئی کے لفظ عام کو اس کے عموم پر رکھا گیا ہے تو اس کو غلطی فہم نہیں کہہ سکتے۔ ایسے واقعات کے علاوہ جس جگہ بھی مرزا قادیانی کو

انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں میں غلطی یا اس کے کسی حصہ کا پورا نہ ہونا نظر آتا ہے وہ محض ناسمجھی اور قلت تدبّر پر مبنی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی دوسرے وقت اس کی پوری وضاحت کی جائے گی۔

اسلام میں معجزہ کی حقیقت اور اس کی تحقیق: غرض پیشگوئی بھی ایک طرح کا معجزہ ہے۔ اس کے ہر جز کا پورا ہونا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ معجزہ کا دھوکہ اور فریب سے الگ ہونا لازمی ہے۔ علامہ تفتازانی نے شرح عقائد میں معجزہ کی یہ تعریف لکھی ہے۔ ''**وھی امر یظھر بخلاف العادۃ علیٰ ید مدعی النبوۃ عند تحدی المنکرین علیٰ وجہ یعجز المنکرین عن الاتیان بمثلہ** (انتھیٰ)'' ''یعنی معجزہ وہ ہے جو عادت کے خلاف مدعی نبوت کے ہاتھ پر منکرین کے مقابلہ کرنے کے وقت ظاہر ہو اور وہ ایسی چیز ہو کہ منکرین اس کی مثال لانے سے عاجز ہوں۔''

شرح عقائد کے حاشیہ خیالی میں سحر اور معجزہ کا فرق بتاتے ہوئے خارق عادت کے یہ معنی لکھتے ہیں کہ ''جو بغیر کسی سبب اور تدبیر کے ظاہر ہو۔'' سحر کا نتیجہ اگرچہ بادی النظر میں خارق عادت معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس میں اسباب خفیہ موجود ہوتے ہیں اور معجزہ میں کوئی سبب یا ذریعہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ''**والحق ان السحر لیس من الخوارق وان من اطلق القوم علیہ لانہ مما یترتب علیٰ اسباب کلما باشرھا احد یخلقہ اللہ تعالیٰ عقیبھا البتۃ فیکون من ترتب الامور علیٰ اسبابھا کالاسھال بعد شرب السقمونیا الا یریٰ ان شفاء المریض بالدّعاء خارق وبالادویۃ الطبیّۃ غیر خارق**'' اگرچہ لوگوں کا ایسا خیال ہو مگر حق بات یہ ہے کہ سحر خارق عادت چیز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ بذریعہ اسباب کے ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص اس کے حصول کے اسباب جمع کر لیتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ وہ سحر بھی ظاہر کر دیتا ہے۔ جس طرح سقمونیا لینے سے اسہال کا جاری ہونا ضروری ہے۔ ایسے ہی سحر کے اسباب استعمال کرنے کے بعد ہی اس کا واقع ہونا یقینی ہے۔ دعا کے ذریعے سے مریض کا اچھا ہونا خارق عادت سمجھا جاتا ہے مگر دوا کے استعمال کرنے سے جو شفا حاصل ہوتی ہے اس کو خارق عادت کوئی نہیں کہتا۔ معلوم ہوا کہ معجزہ کے ظاہر کرنے میں انسانی تدبیر اور اس کی عقل کو مطلق دخل نہیں۔

مرزا قادیانی نے سحر کا نام معجزہ رکھا ہے: لہٰذا مرزا قادیانی کا معجزہ کی دوسری قسم میں اس بات کا قائل ہونا کہ وہ تدبیر اور اسباب کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے

خلاف شرع ہونے کے علاوہ اس کو معجزہ نہیں کہہ سکتے۔ اگر کہہ سکتے ہیں تو اس کو سحر اور جادو ضرور کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ اسباب اور ذریعے سحر میں ہوا کرتے ہیں معجزہ میں نہیں ہوتے۔ مگر مرزا قادیانی کے خیال میں تو سحر اور معجزہ ایک ہی چیز ہے۔ اسی لئے وہ دونوں میں اقتدار اور قوت کے قائل ہیں۔ مرزا قادیانی نے (انوار احمدیہ ص۲۰) کے اقتباس کے موافق موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ عصاء اور ساحرین کے سانپوں کو قوت اور اقتداری ذریعہ سے مانتے ہوئے صرف عطائی اور کسبی قوت کا فرق کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ''جس طرح موسیٰ علیہ السلام زمانہ میں ساحر رسیوں اور سونٹوں کے سانپ بنالیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو یہ معجزہ دیا کہ ان کا عصا سانپ دکھائی دیتا تھا۔ ساحروں کو یہ قوت مشق سے حاصل ہوئی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کو خارق عادت طور پر (یعنی بغیر مشق) عطا کی گئی۔''

مرزا قادیانی کا معجزہ کے متعلق یہ کہنا کہ وہ بذریعہ اسباب کے ہوتا ہے۔ اس کو سحر کے ساتھ ملاتے ہوئے روح کی گرمی ڈالنے سے مٹی اور لکڑی میں حرکت ہونے کو معجزہ کہنا باتفاق علماء کفر ہے۔ چنانچہ علامہ ابوالسعود نے اپنی تفسیر میں سحر کی قسمیں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ''**ومنها سحر اصحاب الاوهام والنفوس القويّة فانهم يزعمون ان الانسان تبلغ روحه بالتصفية فى القوة والتاثير حيث يقدر على الايجاد والاعدام والاحياء والاماتة وتغيير البنية والشكل**'' سحر کی قسموں میں سے ایک قسم یہ ہے کہ جس کی نسبت یوں کہتے ہیں کہ انسان کی روح کو مشق اور تزکیہ نفس کی وجہ سے ایسی قوت حاصل ہو جاتی ہے کہ جس پر وہ اس روح کا اثر ڈالتا ہے وہ موجود سے معدوم اور عدم سے وجود میں آجاتی ہے اور اس کے ذریعے سے مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ بنا سکتا ہے۔ ایسے سحر کا نام سحر اصحاب الاوہام والنفوس ہے۔

پھر آگے لکھتے ہیں۔ ''**ولا خلاف بين الامة فى ان من اعتقد الاول فقد كفر وكذا من اعتقد الثانى وهو سحر اصحاب الاوهام والنفوس القويّة**'' جو شخص جادو کی پہلی اور دوسری قسم کا اعتقاد رکھے اور دوسری قسم کا اعتقاد رکھے اور دوسری قسم وہ ہی ہے جس کا نام سحر اصحاب الاوہام والنفوس القویہ ہے۔ اس کے کفر پر سب کا اتفاق ہے اور امت میں سے کسی شخص کو بھی اس کے کافر ہو جانے میں اختلاف نہیں ہے۔

(تفسیر ابوالسعود ج اول ص۳۲۵)

اس کے علاوہ معجزہ میں قدرت اور کسب کے قائل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ مرزا قادیانی کے نزدیک معجزہ وہبی یا عطائی نہ ہوا بلکہ اپنی سعی اور تدبیر یا قوت روحانیہ کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ عقیدہ قرآن مجید کی ان آیتوں کے بالکل خلاف ہے۔(۱)''وان کان کبر علیک اعراضھم فان استطعت ان تبتغی نفقافی الارض او سلّمافی السماء فتاتیھم بایٰۃ (انعام:۳۵)''اگر آپ پر ان کا اعراض کرنا گراں گذر رہا ہے تو زمین میں گھس کر یا آسمان پر سیڑھی لگا کر وہاں سے کوئی معجزہ یا نشانی ان کے واسطے لے آؤ۔(۲)''قالوا لو لانزل علیہ اٰیۃ من ربہ قل انّ اللہ قادر علیٰ ان ینزل اٰیۃ (انعام:۳۷)''کفار کہتے ہیں کہ آپ پر خدا کی طرف سے نشانی کیوں نہیں اترتی۔ ان سے کہہ دو کہ نشانی بھیجنے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے۔(۳)''قل انما الاٰیات عنداللہ'' کہہ دو کہ معجزات اور نشانیاں اللہ ہی کے پاس ہیں۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ معجزہ کے ظاہر کرنے میں نبی کو کسی قسم کا اختیار نہیں ہوتا اور نہ ان کے پاس کوئی ایسی قوت ہوتی ہے جس کے ذریعہ سے وہ جب چاہیں معجزہ ظاہر کردیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جب کفاروں کے مقابلہ میں ان کو سچا کرنا چاہتا ہے تو ان کے ہاتھ پر خارق عادت فعل کو ظاہر کردیتا ہے اسی واسطے علامہ نے معجزہ کی تعریف میں''یظھر علیٰ ید مدعی النبوۃ'' کہا ہے۔ یہ نہیں کہا''والنبی یظھر اٰیتہ بالقوۃ الالٰھیۃ المودعۃ فیہ'' کہ نبی قوت روحانیہ کے زور سے نشان دکھاتا ہے۔''اذتخلق من الطین کھئیۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیرا باذنی (المائدہ:۱۱۰)''خدا تعالیٰ نے اس آیت میں جانور کی شکل بنانے اور اس میں پھونکنے کا فعل عیسیٰ علیہ السلام کا بتایا ہے اور بعینہٖ جانور بن جانے کو اپنا کام کہا ہے۔ کیونکہ تصویر اور نفخ خارق عادت فعل نہیں ہے۔ مٹی کا جانور بن جانا خارق عادت ہے اسی کو اپنا بتا کر ثابت کردیا کہ معجزہ وہبی ہے۔ کسبی یا اقتداری نہیں ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے سمجھ رکھا ہے۔

<u>معجزہ منکرین کے مقابلہ میں دکھایا جاتا ہے:</u> علامہ تفتازانی نے جو معجزہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے''عند تحدی المنکرین'' مخالفین کے مقابلہ کی شرط لگائی ہے وہ اس لئے کہ دنیا میں پیش آنے والے ہر واقعہ کو اپنی سچائی کی دلیل نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ دنیا میں کوئی نہ کوئی عجیب واقعہ ہوتا ہی رہتا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کرتا کہ دنیا میں کہیں زلزلہ

آ وے اور کوئی مرے یا کہیں جنگ ہو اور اس میں کسی کا نقصان ہو تو اس کو زید وعمر کی سچائی کا نشان قرار دے دیا جائے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کرتے رہے ہیں۔ بلکہ قوم کے مطالبہ پر یا خود بخود بطور ثبوت دعوی کے واضح اور کھلے طریقہ پر پیش کیا جائے اور وہ بالکل صحیح اور درست نکلے اور اور اس میں کسی قسم کی نظر بندی اور دھوکا نہ ہو اور نہ کسی طرح کا لفظی ہیر پھیر ہو۔

معجزہ میں شئی کی اصلیت بدل جانے کا شرعی ثبوت: لہٰذا مرزا قادیانی کا معجزہ کو نظر بندی کہنا اور اس میں اس بات کا قائل ہونا کہ معجزہ میں شئی کی ماہیت کبھی نہیں بدلتی اور مٹی مٹی ہی رہتی تھی۔ دیکھنے میں پرندہ نظر آتا تھا یا عصائے موسوی لکڑی رہتا تھا۔ بادی النظر میں سانپ دکھائی دیتا تھا اور حقیقت میں سانپ یا اژدہا نہیں تھا۔ بالکل غلط اور قرآن مجید کی آیت کے سراسر خلاف ہے۔ البتہ سحر ایک ایسی چیز ہے جس میں شئی کی ماہیت نہیں بدلتی۔ مگر معجزہ کیلئے یہ کہنا کسی طرح جائز نہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ ''**فلما القوا سحروا اعین الناس واسترھبوھم وجاؤا بسحر عظیم** (اعراف:۱۱۶)'' جب جادو گروں نے اپنی رسیاں اور لکڑیاں ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر سحر کر دیا یعنی نظر بندی کر دی اور ان کو ڈرایا۔ یہ ان کا بڑا جادو تھا جس کو وہ لے کر آئے تھے۔ دوسری آیت میں ہے۔ ''**قال بل القوا فاذا حبالھم وعصیّھم یخیّل الیہ من سحرھم انھا تسعیٰ** (طٰہٰ:) '' موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ پہلے تم ڈالو جب انہوں نے ڈالا تو ان کی رسیاں اور لاٹھیاں اس کے خیال میں جادو کے زور سے دوڑتی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔

معلوم ہوا کہ سحر میں شئی کی حقیقت نہیں بدلتی بلکہ نظر بندی ہوتی ہے۔ مگر معجزہ میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ شئی کی اصل حقیقت ہی بدل جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے۔ ''**فالقٰھا فاذا ھی حیّۃ تسعیٰ قال خذھا ولا تخف سنعیدھا سیرتھا الاولی** (طٰہٰ:۶۶) '' اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر موسیٰ سے کہا یہ لاٹھی اپنے ہاتھ سے پھینک دے جب اس کو پھینکا تو وہ دوڑتا ہوا سانپ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا تو اس کو بے خوف ہو کر پکڑ لے ہم اس کو پھر پہلی حالت کی طرف لوٹا دیں گے۔ پہلی حالت کی طرف واپس کرنے کیلئے فرمانا اس امر کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ جس وقت عصا اژدہا بن گیا تھا اس وقت وہ اپنی پہلی حالت پر یعنی لکڑی نہیں رہا تھا۔ ورنہ حالت اولیٰ کی طرف اعادہ اور واپسی کے کوئی معنی نہیں رہتے۔ لہٰذا اس آیت کی موجودگی میں مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ قرآن مجید میں حقیقی طور پر قلب ماہیت کا

زندہ ہونے اور بعینہٖ اژدہا بن جانے کا کہیں ذکر نہیں سخت نا واقفیت یا کتمان حق ہے۔ ہمارے بیان سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ مرزا قادیانی نے سحر اور عمل الترب یعنی مسمریزم کا نام معجزہ رکھا ہے۔ آپ اور آپ کے متبعین ایسے ہی معجزے کے قائل ہیں۔ ورنہ جو معنی معجزہ کے قرآن وحدیث سے مستفاد اور علمائے سلف کی تحقیقات سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کے مرزائی ہرگز قائل نہیں۔ اسی طرح ملائکہ کی تحقیق میں فلسفیوں کی رائے پر چلتے ہیں اور جس طرح مسلمان ملائکہ کی حقیقت اور ان کے نزول کو مانتے ہیں۔ اس طرح مرزائی جماعت قطعاً تسلیم نہیں کرتی۔ یہ جماعت اپنی خبث باطنی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کو مٹا کر فلسفہ اور الحاد کا نام اسلام رکھتی ہے اور اسی کی طرف دنیا کو بلاتی اور دعوت دیتی ہے اور اسی کو وہ اشاعت اسلام یا مذہبی تبلیغ کہتی ہے۔

اس بات کی تحقیق کہ مرزا قادیانی معجزہ شق القمر کو خسوف کہتے ہیں: ہم نے کہا تھا کہ مرزا قادیانی معجزہ شق القمر کو خسوف کہتے ہیں۔ مرزائی صاحبان نے سرمہ چشم آریہ سے چند عبارتیں پیش کر کے اپنے خیال میں یہ بات ثابت کر دی کہ اس بارے میں ہم نے مرزا قادیانی پر بہتان باندھا ہے۔ چشم ما روشن ودل ما شاد۔ اگر آپ معجزہ شق القمر میں حقیقی معنی سے چاند کے دو ٹکڑے ہونا مانتے ہیں اور چاند گرہن نہیں کہتے تو ہمیں اس عقیدہ میں آپ پر اعتراض کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں رہتا۔ خدا کرے کہ دوسرے عقائد بھی درست ہو جائیں۔ لیکن مرزائی اس مشکل کو کس طرح حل کریں گے کہ حقیقی معنی لینے سے ان کے بنائے ہوئے قانون قدرت کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔ علاوہ ازیں اس عقیدہ کی صفائی میں سرمہ چشم آریہ کی تحریر پیش کرنی کافی نہیں ہے۔ یہ عقیدہ مرزا قادیانی کا اس وقت تھا جب کہ آپ حیات مسیح پر مسلمانوں کی طرح اعتقاد رکھتے تھے۔ اس زمانہ کی تحریر پیش کرنی چاہئے جب کہ مرزا قادیانی نے وفات مسیح کا عقیدہ گھڑا اور فلسفہ کے مقابلہ میں اسلامی تعلیم کو رد کیا۔ اگر ایسی تحریر کا پتہ آپ کو نہیں ہے تو دیکھئے مرزا قادیانی (اعجاز احمدی کے ص ۱ے خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳) پر کیا لکھتے ہیں:

لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر

(ترجمہ) اس کیلئے (یعنی رسول اللہ ﷺ کے واسطے) چاند کا خسف ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔ یعنی آپ کے لئے محض چاند گرہن ہی ہوا تھا اور میری سچائی ثابت کرنے کیلئے چاند اور سورج دونوں کا گرہن ہوا۔ یعنی مرزا کی

صداقت کی دلیل رسول اللہ ﷺ کی صداقت سے بڑھی ہوئی ہے۔

اب غور طلب یہ امر ہے کہ اگر معجزہ شق القمر میں مرزا قادیانی کا وہی عقیدہ تھا جو تمام مسلمانوں کا ہے تو اس کو خسوف کہنا اور اپنے چاند اور سورج گرہن سے اس کا مقابلہ کرنا کہاں تک درست اور صحیح ہے۔ اگر مرزا کے چاند اور سورج گرہن میں شق اور پھٹنا تھا تو سمجھ لیا جائے گا کہ آنحضرت ﷺ کے معجزہ شق القمر میں بھی مرزا قادیانی کا عقیدہ حقیقی معنی سے تھا۔ مگر یہاں تو معمولی گرہن ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ کے معجزہ شق القمر میں بھی معمولی گرہن کے معتقد تھے اور اس عقیدہ کی تائید میں مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ بعض علماء کا بھی یہی خیال ہے۔ دروغ بافی اور افترا پردازی ہے۔ کوئی نصرانی عالم ہی اس معجزہ کو خسوف کہتا ہوگا۔ مسلمانوں میں سے تو ایک بھی اس طرف نہیں گیا۔

پھر انوار احمدیہ کے روپوش مصنف کو جو اسلامیہ اسکول کے ڈر سے منہ چھپائے ہوئے ہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ''فخسفنا بہ وبدارہ الارض (القصص: ۸۱)'' کا مصدر خسف ہے۔ خسوف نہیں ہے۔ خسف کے معنی زمین میں دھنسنا اور خسوف چاند گرہن کو کہتے ہیں۔ روپوش صاحب فرماتے ہیں کہ ''انما المؤمنون اخوۃ (الحجرات: ۱۰)'' حدیث ہے مہربان من یہ حدیث نہیں ہے۔ قرآن مجید کی آیت ہے اور بھی بہت سی اغلاط ہیں جن کو ہم نظر انداز کرتے ہوئے اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

<u>قرآن وحدیث اور صحابہ کے عمل سے جنگ جارحانہ کا ثبوت:</u> ہم نے یہ بھی کہا تھا کہ جن آیتوں اور حدیثوں میں جنگ جارحانہ کا ذکر ہے۔ ان سے مرزا قادیانی اور ان کے متبعین کو کلیۃً انکار ہے۔ انوار احمدیہ میں اس الزام کے جواب میں لکھا ہے کہ: ''افسوس یہ ہے کہ ہمیں دین کیلئے جنگ جارحانہ کا قرآن شریف سے کہیں پتہ نہیں ملتا۔'' (انوار احمدیہ ص ۳۲) آپ کو تو قرآن وحدیث میں حیات مسیح علیہ السلام اور ختم نبوت بھی نظر نہیں آتی اگر انگریزوں کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے یہ بھی نظر نہ آئے تو مقام تعجب نہیں ہے۔ ابھی حال میں ایک ٹریکٹ بعنوان ''مسلمان بھائیوں سے اپیل'' لاہوری پارٹی نے شائع کیا ہے اس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ مرزا قادیانی نے جہاد کے حکم قرآنی کے متعلق صرف اس قدر اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ ''ان وجوہ الجہاد معدومۃ فی ھذہ البلاد'' یعنی جہاد کی شرائط اس زمانہ اور اس ملک میں پائی نہیں جاتیں جس سے معلوم ہوا کہ آپ جہاد کے حکم کو صحیح اور قائم تسلیم کرتے ہیں۔''

ہم حیرت میں ہیں کہ مرزائیوں میں سے لاہوری جماعت جھوٹی ہے یا قادیانی؟ لیجئے صاحب اگر آپ کو ایسی آیتیں نظر نہیں آتیں تو اتمام حجت کیلئے ایک دو پیش کر دینی کافی ہیں۔(۱)''انفرو خفافا وثقالا وجاھدوا باموالکم وانفسکم فی سبیل اللہ ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون (توبہ: ۴۱)''(۲)''یٰاایھاالنبیّ حرّض المؤمنین علی القتال (انفال: ۶۵)''(۳)''قاتلوا الذین لایؤمنون باللہ ولابالیوم الآخر ولا یحرمون ماحرّم اللہ ورسولہ الا یدینون دین الحق من الذین اوتو الکتاب حتی یعطوالجزیۃوھم صاغرون (توبہ: ۲۹)''

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول خداﷺ نے غزوہ احزاب کے بعد فرمایا تھا کہ آئندہ ان کے شہروں پر حملہ کرنے کے واسطے ہم جائیں گے وہ ہمارے شہروں پر چڑھائی نہیں کریں گے۔صحابہ کرام کا اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے قیصر اور کسریٰ کے ملک پر حملہ کرنے کے واسطے جانا جنگ جارحانہ پر بمنزلہ نص کے ہے۔ہاں اگر آپ نے اعلاء کلمۃ اللہ کے معنی اسلام پر مجبور کرنے کے سمجھ رکھے ہیں۔تو یہ آپ کے فہم کا قصور ہے اس میں اسلامی تعلیم کی کیا خطا ہے؟

مرزائی جماعت نے اس رسالہ کے شروع میں اس بات پر یک صد(۱۰۰) روپیہ انعام رکھا کہ ہم مرزا قادیانی کے علاوہ اس صدی کا ایسا مجدد بیان کرنے جس نے عین صدی کے سر پر مبعوث ہو کر مجددیت کا دعویٰ کیا ہو اور اسکی شاندار اسلامی خدمات کا ثبوت مل رہا ہو اور ایک شرط انعام کی ڈگری سے بچنے کیلئے یہ بھی لگادی کہ مولوی صاحب (یعنی خاکسار) اس پر ایمان بھی لے آئے ہوں۔اس کا جواب حاصل کرنے سے پہلے ناظرین حدیث کے الفاظ پر غور کریں۔''انّ اللہ یبعث لھٰذہ الامّۃعلیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد دینھا(ابوداؤد)''اللہ تعالیٰ اس امت کی اصلاح کیلئے ہر صدی کے سرے پر ایک ایسا شخص بھیجے گا جو اسلام کی مدہم اور مٹی ہوئی باتوں کو از سر نو چمکائے گا۔اس میں مولوی صاحب کے ایمان لانے اور مجددیت کے دعویٰ کرنے کی کوئی شرط موجود نہیں ہے۔یہ مرزائیوں کی طبع زاد شرطیں ہیں۔شاندار اسلامی خدمت بہت سے کاغذ سیاہ کرنے لغو اور فضولیات کی بھرمار کرنے کا نام نہیں ہے۔بلکہ اس حدیث میں خود اس خدمت کا ذکر موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ دین میں جو باتیں خلاف شرع ہیں اور اس میں بدعات پیدا ہو جائیں۔آنے والا مجدد ان سب کو دور کر کے سنت مستقیمہ پر لوگوں کو قائم کرے۔احیاء سنت اور رد بدعات ان کا مشغلہ ہو۔

مجدد کون ہوسکتا ہے؟: تجدید دین کے یہی معنی ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں۔ ’’من یجدد لھا دینھا ای یبین السنة عن البدعة ویکثر العلم ویعز اھلہ ویقمع البدعة ویکسر اھلھا‘‘ یعنی دین کو بدعات سے پاک کرتا ہو سنت کی اشاعت کرے اور بدعات کو اکھاڑے۔ دینداروں کی عزت کرے اور اہل بدعت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے۔

مرزا قادیانی مجدد نہیں ہوسکتا: کیا مرزا قادیانی نے ۱۳ سو برس سے جو دین چلا آتا تھا اس کی اشاعت کی اور کیا سنت کی ترویج کرتے ہوئی خلاف شرع کاموں اور بدعات کے دور کرنے میں جان لڑادی اور جس طرح دین کی تجدید ہر صدی کے ۱۳ مجدد کرتے آئے ہیں کیا مرزا قادیانی نے اس طرح تجدید کی۔ دنیا جانتی ہے کہ ان میں سے مرزا قادیانی نے ایک کام بھی نہیں کیا۔ (۱) بلکہ اسلامی تعلیم کو مٹانے کیلئے وفات مسیح کا عقیدہ جاری کیا۔ (۲) نبوت کا دروازہ کھولا (۳) ملائکہ کی شرعی حقیقت سے انکار کرتے ہوئے فلسفیوں کے خیال کی تائید کی۔ (۴) جبرئیل علیہ السلام اور دوسرے فرشتوں کے بعینہٖ انسانی شکل میں حقیقی طور پر نازل ہونے سے باوجود اسلامی عقیدہ ہونے کے انکار کیا اور فلسفی رنگ میں نزول مانا۔ (۵) معجزہ میں اسلامی تحقیق کو ٹھکرا کر اس پر ملحدانہ شبہے کئے اور ملحدین کے خیالات کی تائید کی۔ (۶) احیاء موتی اور خلق طیر اور اس قسم کے دوسرے معجزوں کو تسلیم نہ کیا اور اس کو جادو اور مسمریزم کے ساتھ ملایا۔ (۷) قرآن میں اپنی رائے کو دخل دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کی پرواہ نہ کی۔ (۸) جہاد کی آیتوں کو نہ مانا۔ (۹) باوجود استطاعت کبھی حج نہ کیا۔ نہ دعویٰ مسیحیت سے پہلے نہ بعد میں اور اس گناہ کو سر پر لے کر چلتے بنے۔ (۱۰) فرقہ باطنیہ کی طرح قرآن کی آیتوں کو ظاہری معنی سے پھیر کر ان کو استعارات کا رنگ دیا اور اس پردہ میں ناواقف مسلمانوں کو اسلام کی سیدھی سادھی تعلیم سے ہٹا کر گمراہی کے گڑھے میں دھکیلا اور اس طرح قرآن میں تفسیر بالرائے کا دروازہ مفتوح کیا۔ اگر مجدد دنیا میں ایسے ہی کاموں کے واسطے آتا ہے تو ایسی مجدد کو دور سے سلام ہے۔

روپوش صاحب فرماتے ہیں کہ اگر مرزا قادیانی مجدد نہیں تو آپ بتائیں کہ اس صدی کا مجدد کون ہے۔ جناب من اگر مجدد کا نام نہ بھی بتائیں تب بھی مرزا قادیانی کو سمجھدار اور ذی ہوش آدمی مجدد ماننے کیلئے تیار نہیں ہے:

کس نیائد بزیر سایہ بوم در ہما از جہاں شود معدوم

خود مرزا قادیانی نے مجدد کا فعل احیاء سنت اور رد بدعات بتایا ہے۔ چنانچہ (براہین احمدیہ ج چہارم ص ۳۱۰ خزائن ج ۱ ص ۳۶۲ در حاشیہ) پر لکھا ہے ''گفت پیغمبر ستودہ صفات از خدائے علیم مخفیات (۲) پر ہر صدی برون آئد۔ آنکہ ایں کار را ہمے شاید (۳) ناشود پاک ملت از بدعات۔ نابیا بند خلق زو برکات۔ چونکہ احیاء سنت اور بدعت کا کام مرزا قادیانی نے عمر بھر ایک بھی نہیں کیا۔ اس لئے وہ تو اس منصب جلیلہ کے اہل کبھی ہو ہی نہیں سکتا:

مرزا کجا کہ تا بنہد پا بمنبر ش

دوسرے مجدد کا ثبوت اور مرزائیوں سے سو (۱۰۰) روپیہ کی انعامی ڈگری کا مطالبہ

: لہٰذا مجدد وہی ہوسکتا ہے جس کی دینی خدمات احیاء سنت کے سلسلہ میں بہت ہوں۔ دنیا میں بہت سے اولیاء کرام اس خدمت کو انجام دے رہے ہیں اور اولیاء کی کا یہ کام ہے۔ مرزا قادیانی نے خود بھی اس کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا اشعار کے بعد لکھتے ہیں:

الغرض ذات اولیاء کرام ہست مخصوص ملت اسلام

ہندوستان میں بھی اس وقت ایسی جماعت ہر طبقہ میں موجود تھی جو اپنی جگہ پر احیاء سنت کا کام کر رہی تھی۔ جس میں سے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد حسین صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مہر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات تھے اور اگر ایسے آدمی کے ساتھ لفظ مجدد کا لگنا ہی آپ کے خیال میں ضروری ہے۔ تو مولانا احمد رضا خان صاحب کو مجدد مائۃ حاضرہ کہا جاتا ہے مرزائیوں سے بڑی جماعت نے ان کو مجدد تسلیم کر لیا ہے اور اپنی کتابوں میں ان کے نام کے ساتھ مجدد لکھتی ہے۔

علاوہ ازیں اگر (ازالہ اوہام ص ۱۵۴ خزائن ج ۳ ص ۱۷۹) اور (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱۹، ۲۲۰ خزائن ج ۵ ص ۲۱۹، ۲۲۰) سے قطع نظر کر لیا جائے کہ جن سے مرزا قادیانی کا دعویٰ مجددیت ۱۲۷۴ھ یا ۱۲۷۵ھ میں معلوم ہوتا ہے تو پھر بھی مرزا قادیانی نے مجددیت کا دعویٰ صاف لفظوں میں (براہین احمدیہ ج ۴ ص ۴۱۲ خزائن ج ۱ ص ۴۶۳) پر کیا ہے۔ چنانچہ اس قصیدہ میں لکھتے ہیں:

وعدہ کج بطالبان ندہم کاذبم گر از ونشاں ندہم

من خوداز بہر ایں نشاں زادم دیگر از ہر غمے دل آزادم

ایں سعادت چو بود قسمت ما رفتہ رفتہ رسید نوبت ما

یہ کتاب ۱۲۹۷ھ یعنی صدی سے ۳ سال پہلے طبع ہوئی جیسا کہ مادہ تاریخ یا غفور سے ظاہر ہے اور حصہ سوم کے شروع میں ص ۸۷ پر خریداروں سے عذر خواہی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ''حصہ سوم کے نکلنے میں تقریباً دو برس کی تاخیر ہوگئی مگر اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں بلکہ مالک مطبع کی طرف سے بعض مجبوریاں ایسی پیش آ گئیں جن سے طباعت میں دیر ہوگئی۔ گویا تقریباً دو سال مسودہ مطبع میں پڑا رہا۔'' اس لئے دعوی مجددیت صدی سے تقریباً ۵ سال پہلے کا ہے اور اگر ۱۲۹۷ کو مسودہ کی تاریخ مان لیں تب بھی ۳ سال پیشتر ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں۔ لہٰذا بعینہٖ صدی کے سر پر دعوی مجددیت نہ ہونے کی وجہ سے مرزا قادیانی مجدد نہیں ہو سکتے۔

شاندار اسلامی خدمات کا حال ناظرین کو پہلے معلوم ہو چکا ہے۔ اب ایک بات اور سن لیں۔ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ کے تالیف سے پہلے اسلام کی صداقت پر پچاس (۵۰) جز میں ۳۰۰ دلائل بیان کرنے کا وعدہ کر کے لوگوں سے بہت سا روپیہ بٹور لیا اور کتاب کی قیمت ۲۵ اور ۱۰ رکھی۔ جب کتاب کے چار حصے اشتہارات اور تمہیدات اور بے مغز باتوں میں ختم کر دیئے اور لوگوں نے ایفاء وعدہ کی درخواست کرتے ہوئے تین سو (۳۰۰) دلائل کا مطالبہ کیا تو جناب نے ۲۳ برس بعد حصہ پنجم میں خریداروں کو اطمینان دلاتے ہوئے یہ کہا۔ ''کہ بیشک ہم نے تین سو دلائل دینے اور پچاس جز تک کتاب لکھنے کا وعدہ کیا تھا مگر رائے یہی رہی کہ بجائے تین سو دلیلوں کے دو دلیلیں دی جائیں۔ کیونکہ ایک دلیل یعنی میری پیشگوئیاں بہت سی دلیلوں کے قائم مقام ہے۔ رہا پچاس جز کا وعدہ سو ہم اب تک ۵ جز لکھ چکے ہیں۔ پانچ اور پچاس میں نقطہ کا فرق ہے۔ اس لیے یہ وعدہ بھی پورا ہو گیا۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷ خزائن ج ۲۱ ص ۹۰۸)

سبحان اللہ! ایفائے وعدہ اسی کا نام ہے۔ اگر مرزائی صاحبان کو اس حوالہ کی ضرورت ہو تو انعام مقرر کرنے پر بتایا جا سکتا ہے۔

آخر میں ہماری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں راہ مستقیم پر قائم رکھے اور رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں اٹھائے اور ہر قسم کی زیغ اور کج رویوں سے بچا کر رکھے اور ان لوگوں کو توفیق دے کہ وہ حق کو باطل سے تمیز کریں اور باطل پرستی کو چھوڑ کر سچائی کا راستہ اختیار کریں۔ آمین!

''آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین''

نیاز کیش: محمد مسلم دیوبندی صدر مدرس مدرسہ اشاعت العلوم لائل پور مؤرخہ ۱۵/مارچ ۱۹۳۲ء

مرزا کی نبوت کی تردید بصورت تجدید

مسمّٰے بہ

عجیب سوالات

جناب عبدالعزیز زمیندار بٹالہ ضلع گورداس پور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ نصلّی علیٰ رسولہ الکریم!

احمدیوں کے نزدیک مرزا انبیاء علیہم السلام کی طرح نبی ہے۔ اس کا منکر آنحضرت ﷺ کے منکر کی طرح کافر اور جہنمی ہے۔ مرزا کی تصدیق سے آنحضرت ﷺ کی تکذیب ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی تصدیق کے لئے مرزا کی تکذیب لازمی ہے۔ رسالہ ہذا انہیں باتوں پر مبنی ہے۔ حق کا باطل سے مقابلہ کرنا اور باطل کا ہمیشہ مغلوب رہنا قدرتی ہے۔ الحق یعلوا و لا یعلیٰ!

۱..... ایک غلام اپنے عمل سے آقا کے لئے باعث افتخار ہوتا ہے اور ایک عمل ہی سے باعث ننگ و عار ہوتا ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی آنحضرت ﷺ کی غلامی کا دعویٰ تھا جنہوں نے اپنے عمل سے ہی ثابت کیا کہ میرا آقا بھی ایسا تھا۔ مثلاً جب ایک زبردست دشمن نے زیر ہو کر آپ کے چہرہ مبارک پر تھوکا تو آپ نے اس کی چھاتی سے خنجر اٹھا کر اسے متحیر کیا اور جواب دیا کہ تیرے تھوک سے اخلاص عمل میں فرق آ گیا۔ اس واقعہ کا اشارہ مثنوی روم نے بھی اس طرح کیا:

ادخیو انداخت بروئے علی افتخار ہر نبی وہر ولی
از علی آموز اخلاص عمل شیر حق را دان منزہ از دغل

مرزا غلام احمد قادیانی بھی احمد عربی کا غلام تھا۔ جس نے اپنے عمل سے آنحضرت ﷺ کے عمل کو اس طرح ظاہر کیا کہ مجھ پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا جو آنحضرت ﷺ پر نہیں ہوسکتا یا مجھ میں کوئی نقص نہیں جو آنحضرت ﷺ میں نہیں پایا جاسکتا۔ مرزا میں یہ بھی نقص تھا کہ امیروں کی خاطر از حد تکلف کرتا۔ یہ بھی نقص تھا کہ خلاف منشاء قرآن لوگوں کو گالیاں دیتا اور کلمہ گوؤں پر ہی لعنت کرتا۔ یہ بھی نقص تھا کہ صرف تعریف سننے کے لئے حکیم نورالدین کے مقابل لنگڑے کو امام کرتا اور خود امامت سے ڈرتا۔ یہ بھی نقص تھا کہ مراقی بیماری کے باعث بے ہوش ہو کر فرش پر گر پڑتا اور ہمیشہ سلسل البول کی مرض میں مبتلا تھا۔ یہ بھی نقص تھا کہ قرآن بھی حفظ نہ تھا وغیرہ۔ جس سے ثابت ہوا کہ احمد عربی میں بھی وہی ہر ایک نقص تھا جو اس کے بروز اور پورے غلام غلام احمد میں تھا۔

اب احمدی بتائیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو احمد عربی ﷺ کا واقعی غلام اور باعث

افتخار تھا، غلام احمد قادیانی پر جو اپنے عمل سے ہی احمد عربی ﷺ کے لئے باعث ننگ و عار تھا، کیوں فوق نہیں؟

دوسرا سوال اس سے یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر غلام احمد قادیانی کے عمل سے اس کے آقا احمد عربی ﷺ کا عمل ثابت ہے تو کیوں وہی عمل رسالت کی تکذیب پر دلیل نہیں؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ میں وہ نقص نہ تھے جو مرزا میں تھے تو مرزا اپنے نقصوں کے ساتھ کیونکر آنحضرت ﷺ کا بروز ہو کر نبی ہے؟

چوتھا سوال یہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلحاظ عمل مرزا پر فوق ہے تو مرزا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کسی غلام پر بھی جو اپنے آقا کا کامل مظہر ہو کیونکر فوق ہے؟

پانچواں سوال یہ ہے کہ جب مرزا کا عمل آنحضرت ﷺ کے غلاموں کے کسی غلام کا بھی بعض اخلاقی امور میں مقابلہ نہیں کرتا ہے تو آنحضرت ﷺ کے اخلاق کا جو تمام انبیاء کے کمالات کے جامع تھے۔ کیونکر مظہر ہو سکتا اور بروزی نبی بن سکتا ہے؟

چھٹا سوال یہ ہے کہ جب مرزا کو بلحاظ پوری غلام اور اطاعت آنحضرت ﷺ نبوت ملی ہے تو دوسروں کو آنحضرت ﷺ کے بعد تا قیامت اس نبوت میں کیوں حق نہیں ہے۔ کیا مرزا پر ہی آخری نبوت ختم ہوئی ہے اور خاتم النبیین خدا کا کلام نہیں ہے؟

ساتواں سوال یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کی پوری غلامی سے نبوت مل سکتی ہے اور آنحضرت ﷺ کے بعد سوا غلام احمد قادیانی اور کوئی نبی نہیں ہے تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پوری اطاعت یا غلامی پر کیا دلیل ہے؟

آٹھواں سوال یہ ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عدم نبوت کے باعث آنحضرت ﷺ کے پورے غلام ثابت نہ ہوئے تو ان کی نافرمانی میں کیا شک ہے؟

نواں سوال یہ ہے کہ جب مرزا کی نبوت جو تابعین اور تبع تابعین کلہم کو نافرمان دکھاتی ہے کیوں لعنت سے اڑانے کے قابل نہیں۔ اس ضمن میں ناظرین کو ایک ہی مسلمہ سے جو شروع سوال میں درج ہے نو (۹) طرح استدلال کر کے طریقہ استدلال بتا دیا ہے اور ہر بار علم کلام کے رو سے مرزا کے مسلمات کو بھی قائم رکھ کر اس کا دعویٰ نبوت اڑا دیا ہے اور آخری بار علماء کی لعنت کو جو اس دعویٰ سے مستلزم ہے جائز کر کے دکھا دیا ہے کیوں کہ احمدیوں نے مرزا کو آنحضرت ﷺ کا کامل بروز مان کر خاتم النبیین کی حقیقت کو مٹا دیا ہے۔ اب

ناظرین خود ہر ایک سوال پر نیا سوال کر کے استدلالی قوت کو بڑھائیں اور احمدیوں کے اصولی اختلاف کو دور کر کے ان کو ہوش میں لائیں۔

۲..... خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو قرآن مجید عطا کر کے اس کے کلمہ کلمہ کو علم حکمت سے پر کیا اور اس سے تمام دینی اور دنیوی صداقتوں کو جمع کیا اور کسی جزوی حقیقت کو بھی جس کا جاننا انسان کے لئے ضروری تھا نہیں چھوڑا، جس کے باعث آنحضرت ﷺ کو بھی سراجاً وقمراً منیرا کہا گیا اور اس شمس الضحیٰ اور بدرالدجیٰ نے دنیا کی مختلف اور گمراہ فرقوں کو ایک ہی صراط مستقیم پر قائم کر کے رحمۃ اللعالمین ہونے کا ثبوت دیا، لیکن مرزا نے قرآن کے صریح احکام ''**واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا. الصلح خير. انّما المؤمنون اخوةٌ**'' وغیرہ کا بھی انحراف کر کے زحمۃ المسلمین ہونے کا ثبوت دیا۔

امۃ محمدیہ سے تفرقہ کر کے مسلمانوں کو ہی کافر کہنے لگا اور ان بے گناہوں کو بھی نہ چھوڑا جنہوں نے مرزا کو نہ کبھی دیکھا اور نہ سنا اور ان کو بھی نہ چھوڑا جنہوں نے مرزا کو شریف، بھلا مانس سمجھا اور الہاموں کی خاطر قرآن کو چھوڑا اور آنحضرت ﷺ کا نائب بن کر منکرین کو صرف کافر کہہ چھوڑا اور جماعت کو بھی مسلمانوں کی تکفیر کے لئے چھوڑا۔ کلمہ گوؤں سے ہر ایک تعلق چھوڑا یہاں تک کہ موت کے بعد ان کا جنازہ بھی چھوڑا۔

اب احمدی بتائیں کہ مرزا کو جو زحمۃ للمسلمین ہے، رحمۃ اللعالمین کے نائب ہونے کا کس طرح حق ہے۔ اس سوال میں زحمۃ للمسلمین ایسا جامع کلمہ ہے کہ اس کو یاد رکھنے سے مرزا کے حال کا فوٹو سامنے آجاتا ہے جس سے دعویٰ نیابت آنحضرت ﷺ خاک میں مل جاتا ہے۔

۳..... آنحضرت ﷺ کے مقابل مرزا اس قدر نسبت بھی نہیں رکھتا جس قدر پہاڑ کے آگے ذرہ یا دریا کے مقابل قطرہ۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم، رحمۃ اللعالمین ﷺ کو اپنی کامل اکمل اتم جامع جمیع کمالات کتاب سے ممتاز کیا اور اس کا نام قرآن اس لئے رکھا کہ اس کو قرأت میں لانا اور حفظ کرنا لازم تھا لیکن مرزا کو ایک الہام بھی ایسا نہ ہوا جس کا حفظ کرنا یا پڑھنا ضروری تھا یا جس نے کوئی اختلافی مسئلہ مثلاً رفع یدین آمین وغیرہ کا فیصلہ کیا۔ رسول خدا ﷺ نے خلق عظیم سے تمام انبیاء کے اخلاق پر احاطہ کر کے گالی دینے والوں کا جواب بھی دعا سے دیا اور مرزا نے حتی الوسع ہر ایک گالی اور طعن تشنیع کے استعمال سے دل ہلکا کیا اور اپنی اس ناملائم تہذیب سے اپنی کتابوں کو پر کر کے ہمیشہ کے لئے یادگار کیا۔ اب احمدی بتائیں کہ مرزا

آنحضرت ﷺ کا کیونکر بروز تھا جس کے زعم میں وہ نبی بن کر کلمہ گوؤں کو ہی کافر کہتا رہا؟

۴..... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ وغیرہم پر مرزا کو کیونکر فوقیت ہے۔ انہوں نے تو خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے گھر بار مال و دولت اور سب تعلقات کو چھوڑ کر ہجرت کو اختیار کیا اور مرزا نے خدا کی رضا کے لئے لوگوں کے مال سے مکانات، باغات اور اراضیات کو آراستہ کر کے اولاد کو ان کا مالک بنا دیا۔ ایک مینار کی نظیر کافی ہے جس کے بہانہ پچاس ہزار روپیہ وصول ہو کر مکانات پر خرچ آ گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ساری عمر آنحضرت ﷺ سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا اور قرآن مجید خود حضور علیہ السلام سے سیکھا اور مرزا کو آنحضرت ﷺ نے بزعم مرزا کبھی خواب میں آ کر شرف ملاقات بخشا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے مسلمانوں میں وحدت قائم کر کے ملکی فتوحات کو بھی حاصل کیا اور مرزا نے مسلمانوں سے تفرقہ اختیار کر کے اوروں کی طرح ایک اور فرقہ بڑھا دیا۔ اب مرزا کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے کیونکر فوقیت ہے اور جب ان کا شخصی انکار موجب کفر نہیں بلکہ شریعت کا انکار موجب کفر ہے تو مرزا کا شخصی انکار کیوں کر موجب کفر ہے؟

۵..... آنحضرت ﷺ نے بالواسطہ قرآن تمام کمالات انبیاء کو اپنی ذات واحد میں ثابت کر کے خاتم النّبیین کی حقیقت کو دکھا دیا ہے اور خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ ''لیستخلفنّھم فی الارض'' سے کامل متقیوں کو مثیل انبیاء فرما دیا ہے۔ اس لئے خلفاء راشدین اور دیگر مصلحین اور مجددین کو مثیل انبیاء کا ہی رتبہ ملا ہے لیکن انہوں نے قرآن کو ہی سب کا امام قرار دے کر اپنے منکرین کو کافر نہیں کہا ہے اور مرزا نے کلمہ گوؤں کو ہی کافر کہا ہے اور یہ ترجیح بلا مرجّح ہے اور یہی خود غرضی ہے۔

دوم: اگر مرزا کی طرح آج تک کوئی اور نبی نہیں ہوا ہے تو خدا نے خاتم النّبیین میں النّبیین کو کیوں بصیغہ جمع رکھا ہے جس سے ثابت ہے کہ مرزا کو قرآن سے کامل مس نہیں ہوا ہے۔ جس سے ان کا دل بھی پورا پاک نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ متقیوں کو خدا نے علم کا وعدہ دیا ہے اور اس کو ''واتقوا اللہ ویعلّمکم اللہ'' میں ظاہر کیا ہے اور جب مرزا قرآن کا عالم ہی نہیں ہوا ہے تو وہ خشیۃ اللہ سے بھی محروم رہا ہے۔ کیونکہ علماء کا خاصہ ہی خشیۃ اللہ ہے۔ جس کو خدا نے ''انّما یخشی اللہ من عبادہ العلماء'' میں ظاہر کیا ہے۔

سوم: اگر النّبیین کو جو بصیغہ جمع ہے مرزا نے صرف اپنی ذات اور اپنی اولاد پر عائد کیا ہے تو رسول خدا بھی خاتم النّبیین نہیں ہوا ہے جس سے ۱۳ سو سال سلسلہ نبوت ہی بند رہا ہے۔ اب اس میں کیا شک رہا کہ مرزا نے دونوں خاتم اور النّبیین کی حقیقت کی عدم واقفیت سے ثابت کر دیا کہ اس کو قرآن کی اعلیٰ حقیقتوں سے مس ہی نہیں ہوا ہے جس کے باعث اس کی فرضی نبوت سے کلمہ گوؤں پر کفر ہی گرا ہے۔ اب احمدی بتائیں کہ جب مرزا اہل غرض بھی تھا اور اس کو قرآن سے کامل مس بھی نہ تھا جس کے باعث وہ کامل مطہر بھی نہ تھا تو وہ کس طرح آنحضرت ﷺ کا پورا نائب اور خلاف جمہور ایک نیا نبی تھا؟

۶..... مرزا نے اپنے الہاموں کو قرآن کے احکام پر مقدم کیا کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ باوجود صوم صلوٰۃ اقرار توحید اور حج زکوٰۃ بھی مسلمان نہیں ہوسکتا اور مرزا محمود قادیانی اور حکیم نورالدین نے ان الہامات کو بدر اور تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۱ء کی ۲۸ صفحوں میں مشرع کر کے مرزا کے منکرین کو کافر ثابت کیا اور خواجہ کمال الدین اور حکیم نورالدین نے پبلک میں مسلمانوں پر تقریروں کا اثر ڈالنے کے لئے دھوکا دیا کہ ہمارے نزدیک کلمہ گو کافر نہیں ہوسکتا اور یہ اس لئے کہا کہ ان کے نزدیک سوا ان کے اور کوئی کلمہ گو حقیقتاً کلمہ گو بھی نہیں ہوسکتا اور یہی دھوکا تھا۔ اگر یہ دھوکہ بازی نہ ہو تو مرزا کے ماننے اور نہ ماننے کا خیال یکساں ہو کر مسلمانوں کو احمدی سلسلہ کی طرف متوجہ نہیں کرتا۔ اب احمدی بتائیں کہ جب وہ خود سکھ، آریہ، عیسائی وغیرہ کو کلمہ سے مشرف باسلام کرتے ہیں تو کلمہ گو باوجود صوم وصلوٰۃ اور حج زکوٰۃ کیوں کافر ہیں اور جب مرزائیوں کے نزدیک دوسرے کلمہ گو مسلمان کافر ہیں تو دوسروں کے نزدیک مرزائی کیوں کافر نہیں ہیں اور جب دونوں کافر ہیں تو مسلمان کون ہیں؟

دوم: خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کو کافر کہنے اور کفر کا لقب دینے سے منع فرمایا ہے اور یہ ''**لا تقولوا لمن القٰی الیکم السلام لست مؤمنا** (نساء: ۹۴) **لاتنابزوا بالالقاب الخ** (الحجرات: ۱۱)'' سے ثابت ہے۔ اب قرآن کے احکام سچے ہیں یا مرزا کے الہام جو قرآن مجید کے صریح احکام کی تکذیب کرتے ہیں؟

۷..... ''**الیوم اکملت لکم دینکم الخ** (المائدہ: ۳)'' سے قرآن مجید کی تکمیل ہو چکی ہے۔ اب کسی اور الہامی امر و نہی کی ضرورت نہیں رہی۔ البتہ قرآن کی تصدیق میں یا پیش گوئی کے رنگ میں الہام ہونا سعادت کی نشانی ہے۔ سچی پیش گوئی کا ثبوت اس کا وقوعہ

ہے جس الہام کا وقوعہ نہ ہو وہ جھوٹا یا القاء شیطانی ہے۔ محمدی بیگم کا آسمانی نکاح جو اپنے ساتھ ''لا تبدیل لکلمات اللہ'' کی تحدی بھی رکھتا تھا، وقوع میں نہیں آیا۔ اس لئے وہ جھوٹا ہے اور جب ایک الہام جھوٹا ہے تو دوسرا جو قرآن مجید کی صریح احکام کے خلاف ہے کہ جو مجھ کو نہیں مانتا وہ مسلمان بھی نہیں ہوسکتا، کیونکر سچا ہے؟

۸..... ڈاکٹر عبدالحکیم کو یہ الہام ہوا کہ مرزا مسرف کذاب ہے، تین سال کے اندر اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہوگا۔ اس پر مرزا کو یہ الہام ہوا کہ فرشتوں کی کھچی ہوئی تلوار ترے آگے ہے۔ یعنی اے ڈاکٹر عبدالحکیم تو آسمانی عذاب سے ہلاک ہوگا۔ پھر ڈاکٹر کی تجویز پر مرزا کو الہام ہوا کہ ترا دشمن عبدالحکیم جھوٹا ہے۔ ہم نے تری عمر کو بڑھا دیا اور وہ ترے سامنے اصحاب فیل کی طرح ہلاک ہوگا۔ اس کے مقابل ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کو یہ الہام ہوا کہ اگر مرزا کی عمر بڑھائی گئی تو تیری پیش گوئی کی میعاد سے اس کا تجاوز نہیں ہوگا اور تو ہی فتح مند ہوگا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ مرزا کا ہر ایک الہام ڈاکٹر کے متعلق جھوٹا نکلا اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان کا ایک ایک الہام مرزا کی موت کے متعلق سچا نکلا۔ اگر مرزائیوں کا یہ خیال ہے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کے الہام سچے ہیں اور مرزائیوں کے نزدیک وہ خود جھوٹے ہیں تو اس سے لازم آیا کہ جھوٹوں کے الہام بھی سچے ہوسکتے ہیں۔ اب احمدی بتائیں کہ مرزا نبی کی سچائی پر ان کے بعض الہام کیونکر حجت ہوسکتے ہیں۔ جب کہ جھوٹوں کے الہام بھی سچے ہوسکتے ہیں؟

۹..... مرزا کے الہاموں کے ساتھ زیادہ اجزاء خوابوں کا سلسلہ تھا اور اس وحی ''من وراء حجاب'' پر ان کو پورا یقین تھا۔ اسی بناء پر نئی بیوی کے آثار سے ایک عظیم الشان پیش گوئی کا اشتہار دیا کہ اس کے بطن سے ایک بے نظیر لڑکا ہوگا، لیکن جب لڑکے کی جگہ لڑکی کی صورت کو دیکھا تو کہہ دیا کہ مجھ کو مغالطہ لگا، جب لڑکا دیکھا جائے تو اس کی تعبیر لڑکی ہوتی ہے اور لڑکی کا لڑکا۔ تعبیر کی صحت کے بعد پھر آثار پر مرزا نے اشتہار دیا کہ پسر موعود کا ۹ ماہ حمل میعاد سے تجاوز نہیں کرے گا۔ آخر موعود بچہ بھی اشتہار اڑا کر اور اپنی خوشی میں آسمان پر فرشتوں کو بھی خوشی دکھا کر اور بہت سا روپیہ بھی خرچ کرا کر راہی ملک بقا ہوا اور ایک سبز اشتہار مشتمل بر صبر و قرار اپنی یادگار چھوڑا لیکن لیکھرام کی موت کی خواب کے پورا ہونے پر ایسا دل دلیر ہوا کہ صاف لکھ دیا کہ میری وحی اور قرآنی وحی میں خدا نے فرق نہیں رکھا۔

اب احمدی بتائیں کہ جب عبداللہ آتھم کی رجوع بحق سے اس کی موت کے بارہ

میں مرزا کا خواب اپنی سال کی معیاد سے تجاوز کر گیا اور اس کے مقابل ایک اندھے کا خواب جس کا حوالہ عصائے موسیٰ میں بھی ہے کہ عبداللہ آتھم سال کے اندر نہیں مرے گا، مشتہر ہو کر حرف بحرف پورا ہوا تو مرزا کی وحی کو اس اندھے کی وحی پر ترجیح کا کیا حق رہا؟

۱۰..... مرزا نے قرآنی وحی جلی پر اپنی وحی خفی کو بھی مقدم کر کے اللہ تعالیٰ کے قانون ''فاذا جاء اجلھم الخ'' کو (کہ انسانوں کی اجل یا مقررہ موت سے ایک سیکنڈ بھی آگے پیچھے نہیں ہوتا) غلط کر مارا اور اپنی وحی کو سچا کرنے کے لئے رجوع بحق کی آڑ میں (انجام آتھم کو ص ۲۸۴ مندرجہ خزائن ج ۱۱) تک لکھ مارا اور اسی آڑ میں آسمانی نکاح والی سے دوسرے کا ناجائز تعلق ثابت کر کے ۸ صفحہ کا اشتہار ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۹-۴۹) کو مشتہر کر مارا اور مولویوں کو بھی اسی آڑ میں رکھ کر بدفطرت، ملعون اور تاریکی کے فرزند کر مارا۔ جس سے خدا تعالیٰ کے صریح احکام ''انما المؤمنون اخوۃ ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب'' پر بھی اپنی وحی کو ہی مقدم کر مارا۔ آخر خدا نے اپنے قانون ''فاذا جآء اجلھم لا یستأخرون ساعۃ ولا یستقدمون'' کی غیرت کھا کر رجوع بحق کی آڑ کو جو مرزا کے الہاموں کی باڑھ تھی الٹا کر مارا۔ اسی قانون نے مرزا کی درازی عمر کے الہام کو بھی الٹا کر مارا اور اسی قانون نے باوجود الہام الرّحیل ثم الرّحیل لاہور لے جا کر مارا اور باوجود الہام مباش ایمن از بازی روزگار۔ ذلت کا نشانہ بنا کر مارا۔

احمدی بتائیں کہ جب خدا تعالیٰ کے قانون ''فاذا جاء اجلھم الخ'' نے مرزا کے چال رجوع بحق کو مات کر مارا تو اس چال کی آڑ میں مرزا نے الہامی پیش گوئی سے عبداللہ آتھم کو کیونکر مارا۔ مرزا کے غلط الہاموں نے مرزا کو خود بے قرار کر مارا۔ دیکھو آسمانی منکوحہ کے ناجائز شوہر نے مرزا کو تا مرگ کیسا غم زدہ کر مارا اور میں نے بھی مرزا کی نبوت کی تردید میں کمال کر مارا۔

نوٹ: کر مارا الحاقی کلمہ ہے جس میں کسی فعل کا ڈبل زور اور نتیجہ بھی ہے مثلاً اس نے غضب کیا بے چارے کو مارا اور اس نے غضب کر مارا کہ بے چارے کو مار ہی ڈالا یا اس نے اندھیر کیا کہ فیصلہ میں قانون کو مدنظر نہ رکھا اور اس نے اندھیر کر مارا کہ سرکاری قانون کو توڑ ڈالا۔ ایسا ہی اس نے درخت کو اردگرد سے اکھیڑا بے نتیجہ ہے اور اس نے درخت کو اکھیڑ کر مارا بازور اور بانتیجہ ہے۔ فصاحت سے مراد وسعت معانی ہے اور بلاغت سے مراد کسی نکتہ

خیال کی کمال بلاغت ہے اور کرمارا دونوں پر حاوی ہے۔ پس یہ کلمہ بصورت استفہام مدعی کو اس کے دعویٰ اور دلیل کی اصلیت کی طرف متوجہ کرنے کی اعلیٰ مشین ہے مثلاً مرزائی اکثر کہتے رہتے ہیں کہ مرزا نے یہ کیا وہ کیا، قادیان کا چھپڑ پور کر اس کو آباد کیا، اسلامی سکول تیار کیا، سرکاری سکول اور بورڈنگ بھی تیار کیا۔ درس تدریس کا بھی انتظام کیا وغیرہ۔

اب کرمارا کی استفہام سے دیکھو کہ مرزا کا دعویٰ نبوت کیسا بے دلیل ثابت ہے مانا کہ مرزا نے یہ کیا وہ کیا لیکن اس نے اوروں سے یا سرسید سے بڑھ کر کیا کرمارا۔ نبوت کا دعویٰ ہی کرمارا جس سے اسلام کے اصول کو توڑ کر اندھیر کیا۔ گویا اپنے سلسلہ میں اسلام کو جڑ سے ہی اکھیڑ کرمارا۔ ناظرین اس الحاقی کلمہ کو یاد رکھیں جس نے اپنی فصاحت اور بلاغت سے مرزا کے دعویٰ نبوت کو باطل کر کے حق کا اظہار کرمارا۔ اس لئے میں نے بھی کرمارا کا بار بار تکرار کرمارا۔

۱۱..... اگر مرزا اس لئے نبی ہے کہ وہ احمدیوں کے نزدیک آنحضرت ﷺ کا بروز اور نائب ہے تو یہ بھی قاعدہ ہے کی اصل نائب منیب کا ظل ہوتا ہے جو اپنے افعال سے منیب کی شناخت کراتا ہے۔ پس احمدیوں پر ان باتوں کا ثابت کرنا واجب ہوگیا کہ آنحضرت ﷺ نے جن کا مرزا بروز اور نائب تھا کون سے نکاح کے متعلق پیش گوئی کر کے اس کو مشتہر کرادیا اور خدا نے اس کو غلط کر دکھادیا اور کس مرید نے آپ کو الہامی چیلنج میں فاش شکست دے کر جھٹلادیا یا کون سے باغات اور اراضیات کو اپنی ملک قرار دے کر اولاد کو وارث بنادیا یا کن قرض خواہوں کو براہین کے تقاضا کی طرح صرف گالیوں سے ہی دھمکادیا یا کس عدالت میں مرزا کی طرح انذاری پیش گوئیوں کو قرق کرالیا اور کس بیوی نے ناحق طلاق پالیا اور کس[1] بیوی

[1] اس ضمنی سوال کا اصل واقعہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کی بیوی صاحبہ کو ہمیشہ تفریح طبع کا از حد شوق تھا، یہاں تک کہ میرے مریدانہ زمانہ میں تین دفعہ بٹالہ آ کر بھی دو دو تین تین راتیں میرے ہاں قیام فرما دیا۔ باغ کا اس قدر شوق تھا کہ اس کے انتظام کی خاطر مجھ کو اپنے پاس بلالیا اور اس کو اپنے نام منتقل کرانے کے لئے مرزا سے جو قانوناً پہلی اولاد کی حق ورثہ جدی کو تلف نہیں کرسکتا تھا، جھگڑا کیا۔ اس کش مکش میں بیوی کے زیر ہو کر رجولیت کو جو مرد کا خاصہ ہے، گرادیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے قانون ''الرجال قوّامون علی النّساء'' کے خلاف عمل کر کے بیوی کو ہی اوپر چڑھالیا۔ گویا خود عورت بن کر بیوی کو مرد بنادیا۔ پھر میں نے بہ تعمیل حکم بٹالہ آ کر مفتی احمد بخش رجسٹرار بٹالہ اور اس کے رجسٹری نویس کو اپنے ہمراہ لے کر ۲۵ر جون ۱۸۹۸ء کی شام کو مرزا کے مکان کے اوپر کی منزل پہنچادیا۔ مرزا خدا بخش، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نے ہوائے نفس کے پیچھے لگا کر باغ کی فرضی رجسٹری میں جھوٹ بکوالیا اور فریب کرالیا یا کب کرشن کے عقائد مشرکانہ کی تردید کے بغیر ہی اس کا بروز ہونے کا دعویٰ کیا اور ''انت منّی وانا منک (دافع البلاء ص۷ خزائن ج۱۸ ص۲۲۷) '' کہہ کر اپنی ذات کو خدا کی ذات سے ملا دیا اور اس شرک کو توحید میں پھیلا دیا بلکہ آپ نے تو ''انّما ابا بشرٌ مثلکم یوحٰی الیّ '' ہی فرما دیا۔ جب ایسے افعال آنحضرت ﷺ کے ذمہ ثابت نہیں تو کس نسبت نے مرزا کو آنحضرت ﷺ کا بروز اور نائب بنا دیا؟

۱۲..... جیسا کہ مرزا آنحضرت ﷺ کا بروز بنا، عیسیٰ علیہ السلام کا بھی بن کر عیسیٰ بن گیا اور اس تناسخ کو آیت ''ضرب اللہ مثلاً للذین آمنوا امرأۃ فرعون..... ومریم ابنت عمران الّتی احصنت فرجھا '' سے کشتی نوح میں اس طرح ظاہر کیا۔ ''اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس زمانہ میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اس کو ملے گا، پھر اس میں عیسیٰ کی روح پھونکی جائے گی، تب مریم میں سے عیسیٰ نکل آئے گا یعنی وہ مریمی صفات سے عیسیٰ کی صفات کی طرف منتقل ہو جائے گا گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسیٰ ہونے کا کہہ دیا۔ مرزا نے جو پہلے مریم بنا اور پھر اسی کا بچہ بن کر عیسیٰ بنا، اپنے مریم ہونے کے الہام کو بھی اسی جا اس طرح لکھا: ''انّی لک ھذا '' یعنی اے مریم تو نے یہ نعمت کہاں سے پائی۔ ''یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ نفخت فیک من لدنی روح

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) مولوی نورالدین اور حکیم فضل الدین کو بھی بلا لیا۔ بیوی کا ہزار ہا روپیہ کا سونے کا زیور جو قومی چندہ سے بنا تھا، خادمہ کی معرفت آ گیا، پانچ ہزار جو قیمت باغ تھی، ایک ہزار کا نوٹ بھی بطور دکھلاوہ دکھا دیا اور مرزا نے قیمت باغ کو رجسٹرار کے روبرو وصول پالیا اور وثیقہ بیوی صاحبہ کو پہنچا کر دکھا دیا اور پھر سب کو سونے کے لئے رخصت کر کے سونے والی کو ہی سونے کا انبار گن گن اٹھا دیا۔ اب مولوی نورالدین صاحب ہی جن کی آنکھوں کے سامنے یہ جھوٹ اور فریب کا معاملہ پیش آ گیا ''لا تکتموا الشھادۃ '' کو یاد کر کے جواب دیں کہ کیا وہ نبی بھی جس کا مرزا بروز تھا بیوی کی محبت سے یہی چال کر کے دکھا گیا یا ''ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا الخ '' ہی فرما گیا۔ فرضی رجسٹری کے بعد جلد مرزا نے مینار کے بہانے ۵۰ ہزار کے قریب اڑا کر بیوی کو نصرت جہان بیگم بنا دیا اور مریدوں کو صرف الہام ''پائے محمدیان بر مینار بلند تر محکم افتاد'' سے بھلا دیا کہ خدا تعالیٰ کا بھی وعدہ ہے کہ جب ہم نے مینار کو بنا لیا تو اسی وقت اس نے ہمارا قدم دنیا میں جما دیا۔ بادشاہت کی خوشی میں بعض نے تو مینار پر گھر بار بھی لوٹا کر صدیق اکبر کا خطاب پا گیا۔

الصدق ''یعنی مریم تو معہ اپنے دوسرے کے بہشت میں داخل ہو۔ میں نے تجھے اپنے پاس سے صدق کی روح پھونک دی۔'' فاذا جاء المخاض الی جذع النّخلة قالت یالیتنی متّ قبل ھذا و کنت نسیاً منسیاً'' پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے، درد زہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی۔ تب مریم نے کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور میرا نشان باقی نہ رہتا۔'' ما کان ابوک امراء سوء وما کانت امّک بغیاً'' لوگوں نے کہا کہ اے مریم تو نے یہ کیا مکروہ اور قابل نفرین کام دکھلایا ہے جو راستی سے دور ہے، تیرا باپ اور تری ماں تو ایسے نہ تھے۔'' (کشتی نوح ص ۴۸ خزائن ج ۱۹ ص ۵۱) ان الہاموں نے اپنی لغویت کو تو ایک ہی فقرہ سے کہ دردزہ کھجور کی طرف لے آئی، ظاہر کر دیا کیونکہ قادیاں میں کوئی کھجور نہیں جس کی طرف کبھی مرزا کے پیٹ کے درد نے کھینچا اور اس نے کشمیری بولی میں کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور میرا نشان باقی نہ رہتا۔

اب احمدی صرف یہ بتائیں کہ جب مرزا آیت مذکورۃ الصدر کا مصداق ہو کر مریم بنا اور مریم ہونے کی صفت سے عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا اور وہ بچہ مرزا نکلا تو وہ فرعون کی عورت کیوں نہ بنا اور اس صفت سے بھی کوئی بچہ جنا۔ دوم ''ضرب اللہ مثلاً للذین آمنوا الخ'' میں صیغہ جمع کا ہے جس میں خدا نے تمام مومنوں کو امرأۃ فرعون و مریم ابنت عمران کی کامل ایمان کی طرف متوجہ کیا تا کہ مؤمن مرد اور مومن عورتیں اعلیٰ نظیر سے معلوم کریں کہ عورتوں نے بھی کیا کیا کمال کیا۔ لیکن مرزا نے صرف اپنے تئیں اس آیت کا مصداق کیا۔ اب مرزا کو کیونکر قرآن سے مس تھا۔ سوم مرزا پہلے مریم بنا، پھر آپ ہی اپنا بچہ ہو کر عیسیٰ ہو نکلا اور عیسیٰ کی روح کو اپنے اندر داخل کیا تو یہ کیوں تناسخ نہ ہوا۔ چہارم جب مرزا نے ''انت منی اور انا منک'' سے خدا کی ذات اور صفات میں شرک کر کے اسلام میں شرک داخل کیا اور تناسخ کو بھی تصدیق کیا اور قرآن سے مس ہونے کا بھی ثبوت نہ دیا تو وہ کیونکر عیسیٰ بن گیا؟

۱۳..... مرزا کا یہ قیاس بھی غلط تھا کہ رسول خدا مثیل موسیٰ تھا اور موسیٰ کے لئے عیسیٰ تھا۔ پس آنحضرت ﷺ کے لئے بھی ایک عیسیٰ کا ہونا لازمی تھا۔ موسیٰ صرف ایک قوم کے لئے تھا اور دوسرا یہ کہ توریت کے ساتھ انجیل کا تتمّہ مقدر تھا لیکن آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ نے تمام قوموں کے لئے مبعوث کیا اور آپ کی کتاب کو بھی تمام کتب کا مہیمن کر کے ایسا کامل اکمل اتم کیا کہ اس کے بعد کسی اور کتاب کا نازل ہونا ضروری نہ رہا۔ موسیٰ نے اپنے تئیں عیسیٰ کا محتاج

کہا اور عیسیٰ نے احمد عربی کا لیکن احمد عربی نے ''الیوم اکملت لکم دینکم الخ (المائدہ: ۳)'' کہہ کر اپنے تئیں کسی اور نبی محتاج نہیں رکھا۔ اب احمدی بتائیں کہ مرزا آنحضرت ﷺ کے لئے کیونکر عیسیٰ ہوا؟

دوم: خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی تعلیم کو یہ شرف بخشا کہ اس کے کامل اتباع جسے کامل مؤمنوں کو مماثلت انبیاء کا بھی وعدہ دیا اور اس وعدہ کو ''وعداللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت الخ (النور: ۵۵)'' میں ظاہر کیا۔ لیکن مرزا نے صیغہ جمع کو چھوڑ کر صرف اپنے آپ کو بھی اس وعدہ کا مصداق سمجھا۔ اس سے ثابت ہے کہ مرزا کو قرآن سے کامل مس نہ تھا جس سے یہ بھی ثابت ہے کہ اس کے عیسیٰ ہونے کا دعویٰ بھی باطل تھا۔

۱۴..... یہ کہ مرزا مسیح موعود ہے، مرزا کی اپنی اصطلاح ہے۔ جن کا یہ خیال ہے کہ مسیح ابن مریم آسمان پر ہے انہیں کا یہ خیال ہے کہ وہ کسی وقت آسمان سے نازل بھی ہوگا اور جن کے نزدیک وہ فوت ہو چکا ہے، ان کا ہرگز یہ خیال نہیں کہ مسیح ابن مریم آئے گا، گویا مسیح ابن مریم کی آمد کا خیال اس کے رفع آسمانی سے مشروط ہے۔ پس جب مرزا کے نزدیک رفع آسمانی جو شرط ہے باطل ہے تو مشروط بھی باطل ہے۔ ''اذا فات الشرط فات المشروط'' مسلم امر ہے۔

اب احمدی بتائیں کہ جب مرزا مسیح ابن مریم کو مار چکا ہے تو اس کی آمد کے غلط خیال سے کیونکر فائدہ اٹھا کر مسیح موعود کہلا سکتا ہے۔ دوم یہ قیاس (کہ نصاریٰ کی کمال بداعمالی پر مسیح کی روح نے آسمان سے جوش مار کر مرزا میں نزول کیا۔ اس لئے وہ مسیح موعود ہوا) ایک ڈھکوسلہ ہے۔ مرزا نے آیت ''فلمّا توفّیتنی کنت انت الرّقیب علیھم'' کو بار بار وفات مسیح پر پیش کیا ہے کہ وہ مر چکا اور اس کا دنیا سے کوئی تعلق نہیں رہا ہے، قیاس منطقی اس طرح پر کیا ہے کہ ''اگر توفیتنی میں توفی کے معنی روح قبض کرنے کے نہیں بلکہ پورے جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھا لینے کے ہیں تو مسیح کو اپنے نزول پر دنیا کے سب حال معلوم ہونے والے ہیں، لیکن خدا کے حضور میں یہ کہنا کہ جب تو نے مجھ کو پورے جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا تو اس کے بعد مجھ کو قوم کا حال معلوم نہیں رہا۔ صریح جھوٹ ہے، جس سے ثابت ہے کہ ''فلمّا توفیتنی الخ'' سے یہی مطلب ہے کہ جب تو نے میری روح کو قبض کیا تو میرا دنیا سے کوئی تعلق نہ رہا۔''

اب مرزا کا یہی بیان کہ مسیح مر کر دنیا سے تعلق کھو چکا، اس کے دعویٰ مسیح موعود کو رد کرنے کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ جب مسیح کی موت سے اس کی روح کو دنیا کی خبروں سے

تعلق نہ رہا تو اس نے آسمان سے کس طرح جوش مار کر مرزا میں حلول کیا۔

۱۵..... مرزا کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ ابن مریم کی حدیث میں ابن مریم سے مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ یہ بھی کمال جعل سازی ہے جو آج تک کسی کی نظر سے نہیں گزری ہے۔ مرزا نے پہلے اس حدیث کے نشانوں کو اس طرح قائم کیا کہ انگریزوں کو دجال کہا، ان کی ٹرین کو گدھا، تنعم کے اسباب کو بہشت اور جیل خانوں کو دوزخ کہا وغیرہ اور پھر انگریزوں کو محسن اور ان کے انتظاموں کو برکات اور اپنی ۲۲، ۲۳ سالہ تالیفات کو ان کی خدمات قرار دیا۔ اب دونوں متضاد بیانوں سے صاف ظاہر ہو گیا کہ مرزا کو خود ابن مریم کی حدیث پر اعتبار نہ تھا۔ صرف مسیح موعود بننے کا حیلہ تھا، کیونکہ اس کے نشانوں کو قائم بھی کیا اور پھر خود مٹا بھی دیا۔ جب ابن مریم کی حدیث کے نشانوں سے کوئی نشان قائم ہی نہ رہا تھا تو اس کے غلط ہونے میں کیا شک شبہ باقی رہا۔ اب احمدی بتائیں کہ اگر ابن مریم سے مراد مرزا غلام احمد تھا تو دجال[1] جس کو اس نے قتل کرنا تھا کون تھا۔

[1] آخری زمانہ میں ایک شخص خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ نام اس کا دجال ہوگا، گدھے پر سوار ہوگا، ایک آنکھ سے کانا اور پیشانی پر کافر لکھا ہوگا۔ بہشت اس کے داہنے ہاتھ اور دوزخ بائیں ہاتھ ہوگا۔ بارشوں پر بھی اس کا حکم ہوگا اور مردوں کو بھی زندہ کرے گا وغیرہ۔ اسی واسطے مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو حدیثوں کا بڑا عالم ہے، دانش مندی سے مہدی اور دجال کے متعلق روایات کو انگریزی رسالہ میں رد کر کے انگریزوں سے چار مربعہ اراضی کو حاصل کیا۔ اتفاقاً یہ رسالہ مرزا کے مریدوں کو بھی لاہور کے ایک پریس سے جس میں وہ چھپا تھا، مل گیا اور مرزا نے ایک فرضی نام پر ڈاکٹر اسماعیل کی معرفت مولویوں کو دھوکہ دیا اور انکار مہدی سے مولوی محمد حسین پر تکفیر کا فتویٰ لیا۔ مرزا نے اس فسانہ کو عجیب طرح سنا کر بڑے بڑے مولوی کو قابو کیا۔ انگریزوں کو دجال اور ریل گاڑی کو ان کا گدھا کہا۔ دینی بے خبری کے باعث ایک آنکھ کو کانا اور کیپ یا انگریزی ٹوپی کو جو پیشانی کو سایہ کرتی ہے، کافر بیان کیا۔ ان کی تنعم کے اسباب کو بہشت اور جیل خانوں کو دوزخ ثابت کیا۔ محکمہ آب رسانی کو دجال کی بارش اور بڑے بڑے بیماروں کا صحت یاب ہونا، مردوں کا زندہ ہونا ظاہر کیا وغیرہ۔ یہ وہ تاویلیں ہیں جنہوں نے انگریزی خواں مسلمانوں میں نئی روح اور جان ڈال کر مرزا کی طرف متوجہ کیا تو نئی روشنی سے متاثر ہونے والوں نے مرزا کو فوراً ابن مریم تسلیم کیا اور ابن مریم یا عیسیٰ کو مردہ سمجھا اور پھر ''لا مھدی الا عیسٰی'' پر یقین کر کے مرزا کو ہی مہدی سمجھا اور جب قتل دجال بھی اس کے مشن میں سمجھا اور انگریزوں کو ہی غلطی سے دجال سمجھا تو پھر تو اپنے تئیں دنیا کا بادشاہ سمجھا۔ یہی مرزا کی ترقی کا راز تھا جس کو مرزا اور اس کی جماعت نے سمجھا، یا صرف میں نے سمجھا۔

۱۶..... (ازالہ اوہام ص ۷۲۷ تا ۲۳۵، خزائن ج ۳ ص ۴۹۰ تا ۴۹۲) میں یہ حقیقتیں بدیہی اور واضح طور پر مندرج ہیں:

۱..... شروع دنیا سے دجال کے فتنہ سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں ہوا۔

۲..... دجال ایک آنکھ سے کانا یعنی دینی بصیرت سے محروم ہے۔

۳..... دجال کے ساتھ بعض اسباب تنعم اور آسائش جنت کی طرح ہوں گے اور بعض اسباب محنت و بلا دوزخ کی طرح۔

۴..... دجال کا گدھا کسی ہوائی مادہ کے زور سے چلے گا اور اس میں شک نہیں کہ ریل گاڑیاں دخانی زور سے چلتی ہیں۔

۶..... دجال ویرانوں سے خزانے نکالے گا یعنی زمین سے بہت فائدہ اٹھائے گا اور اپنی تدبیروں سے زمین کو آباد کرے گا۔ پھر آخر باب لد پر قتل کیا جائے گا اور مسیح موعود ہی اس کے جھگڑوں کا خاتمہ کرے گا۔ اب احمدی ہوش کر کے بتائیں:

(الف) ریل گاڑیوں کے مالک سوا انگریز اور کون ہیں؟

(ب) مشرق میں ہند کے مالک سوا انگریز اور کون ہیں؟

(ج) اپنی تدبیروں سے زمینوں کو آباد کر کے ویرانوں سے خزانے نکالنے والے سوا انگریز اور کون ہیں؟

جب مرزا کے نزدیک وہی بڑے دجال ہیں جنہوں نے انڈیا میں آ کر اس کو جنت نشان اور باشندوں کو مہذب انسان کیا اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہی مسیح موعود ہے جو اپنے مشن سے ان کو باب لد پر قتل کر کے ان کے جھگڑوں کا فیصلہ کرے گا تو اب اس کا کیا ثبوت ہے کہ فرقہ احمدیہ گورنمنٹ عالیہ کا دلی خیر خواہ ہے۔

دوم: اگر دلی خیر خواہ ہے تو مرزا بغیر قتل دجال جس میں ناحق محسنوں کو ہی لپیٹا ہے کس طرح مسیح موعود ہے؟

سوم: جب مرزا کے دعویٰ مسیح موعود کے ساتھ انگریزوں کا قتل لازم ہے اور فرقہ احمدیہ اپنے مشن کو سچا جانتا ہے تو وہ کس طرح گورنمنٹ عالیہ کا خیر خواہ ہے؟

چہارم: جب خیر خواہ نہیں تو بدخواہ ہونے میں کیا شک ہے؟

پنجم: جب مرزا نے انگریزوں کو دجال بھی کہا اور محسن بھی کہا تو اس کے منافق ہونے میں کیا شک ہے؟

ششم: کیا منافق بھی نبی ہوسکتا ہے؟

۱۷..... مرزا کا یہ دعویٰ بھی کہ وہ مہدی تھا اور یہودی صفت علماء کو غلطیوں سے نکال کر قرآنی حقائق اور معارف سکھانے آیا، غلط نکلا۔ حکیم نورالدین جس نے مرزا کے علوم سے زیادہ فیض یاب ہونے کا اقرار کیا۔ میری خط وکتابت میں قرآن دانی کا صاف انکار کیا، اس کے تین خطوں کو عجیب خط وکتابت میں جو عجیب سوالات کا دوسرا حصہ ہے ان شاء اللہ! عنقریب شائع کیا جائے گا۔ جب مرزا اپنے خلیفہ اور نائب کو بھی قرآن نہیں سیکھا سکا تو وہ کیونکر مہدی تھا؟ مرزا نے وفات مسیح کے مسئلہ کو سرسید مرحوم سے لے کر اپنی کتابوں کو اس کی بحث سے مالا مال کیا لیکن ''ما صلبوہ'' کی حقیقت کو جس کے ساتھ ان کا کشف بھی رہبر تھا، غلط ہی سمجھا۔ اس غلطی کو حکیم نورالدین نے بھی بذریعہ خط تسلیم کیا۔ شق القمر کی تشریح سے سرمہ چشم آریہ کے ۱۹ (مندرجہ کتاب ایضاً ص ۶۰ تا ۹۷ خزائن ج ۲ ص ۱۰۸ تا ۱۲۷) کو پر کیا لیکن شق اور انشقاق میں جو اصلی کلمہ ہے فرق نہ کیا۔

''وان خفتم الا تقسطوا فی الیتٰمٰی الخ او ما ملکت ایمانکم'' کی حقیقت کو بھی غلط بیان کیا۔ یہ وہ غلطیاں ہیں جن کو میں نے بٹالہ کی ملاقات میں حکیم نورالدین سے بھی منوالیا۔ اگر میں سچ نہیں کہتا تو سچ کو جھوٹ کرنا حکیم نورالدین پر لازم ہوگا تاکہ ثابت ہو کہ مرزا کا دعویٰ قرآن دانی صحیح تھا اور ساتھ ہی ''لا تقربا ھذہ الشجرۃ الخ'' اور ''فقلنا اضربوہ ببعضھا الخ'' کے علم سے جو میں نے ہی ان کو بتایا، انکار کرنا لازم ہوگا تاکہ ثابت ہو کہ مجھ کو اس پر اور مرزا پر کوئی ترجیح کا حق حاصل نہیں ہوسکتا؟ ورنہ بصورت خاموشی ظاہر ہوگا نہ مرزا کے خلیفہ کو ہی قرآن سے مس ہے اور نہ مرزا کو ہی تھا جس سے مرزا کا دعویٰ مہدی باطل ہو کر ثابت ہوگا کہ اس کے منکرین کا ایسا ہی درجہ ہے جیسا کہ جماعت علی شاہ یا میاں صاحب بٹالہ کے منکرین کا۔

۱۸..... قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ اس کی تعلیم ہر فطرت پر حاوی ہے۔ مثلاً جن کے اندر گالی برداشت کرنے کا مادہ کم ہے ان کو ''جزاء سیئۃ سیئۃ بمثلھا (الشوریٰ: ۴۰)'' کا حکم

ہے اور جن کے اندر عفو کا مادہ ہے ان کو ''وجزاء سیئة سیئة مثلها ومن عفیٰ واصلح (ایضاً)'' کا حکم ہے اور جن کی اعلیٰ فطرت ہے، ان کو بدی کے عوض نیکی کرنے کا حکم ہے اور یہ ''ادفع بالتی هی احسن الخ (حم السجدہ: ۳۴)'' سے ثابت ہے۔ اگر مرزا کو قرآن سے مس ہوتا تو اعلیٰ فطرت کا نمونہ دکھلا کر گالیاں دینے والوں کے حق میں آنحضرت ﷺ کی طرح دعا کرتا یا سرسید مرحوم کی طرح گالیاں کھا کر مخالف مولویوں کو معاف کرتا لیکن مرزا نے اپنی کمزور فطرت سے گالی کا عوض گالی ہی سمجھ کر مخالفین کو گالیوں سے ایسا کوسا کہ حتی الوسع گالی کا کوئی مفہوم نہ چھوڑا۔ یہاں تک کہ مصنف عصائے موسیٰ نے اس کی گالیوں کو ایک ڈکشنری کی صورت میں جمع کر دیا۔

اب احمدی بتائیں کہ اگر مرزا کو قرآن سے مس تھا تو کیوں اس نے ہر قسم کی گالیوں سے یہاں تک کہ مسیح علیہ السلام اور اس کی نانیوں پر بھی بدزبانیوں سے اپنی کتابوں کو گندہ کیا جس کے باعث مہذب اور شائستہ نظیروں کو مرزا کی تصانیف سے تعلق نہ رہا۔ اب مرزا جس کو کمزوری فطرت کے باعث قرآن سے مس ہی نہ تھا کیونکر مہدی ہوا۔

۱۹..... آج تک دنیا میں جس قدر اسلامی فرقوں کے بانی گزرے ہیں، ان کی اصلی تالیفات سے کوئی ایسی کتاب دکھائی جائے جس میں انہوں نے بھی مرزا کی طرح اپنے لٹریچر کو گالی گلوچ سے مملو کر کے بدزبانی اور بداخلاقی کا سبق دیا ہے۔ جب تک احمدی اس سوال کا جواب نہ دیں تو اس میں کیا شک ہے کہ اسلام کے ایسے ریفارمروں میں گالی گلوچ اور درشت کلامی کا پہلا موجد مرزا قادیانی ہے جس نے آنحضرت ﷺ کا بروز کہلا کر اس تہذیب کے زمانہ میں بھی پیروان کو گالی گلوچ کا طریقہ سکھلا کر خود اسلام کو بھی بدنام کیا ہے اور بانیٔ اسلام کی توہین وتحقیر میں بھی غیروں کو چھیڑ کر دلیر کیا ہے۔

۲۰..... مرزا نے اپنے مہدی ہونے پر بڑی علامتیں طاعون اور ماہ رمضان میں چاند وسورج کے گرہن کو سمجھا اور الٹا ہی سمجھا۔ طاعون نے حسب رسد اس کے مریدوں کے پکڑنے میں فرق نہیں کیا بلکہ اس کی دعاؤں اور التجاؤں پر بھی کچھ لحاظ نہ کر کے اس چار دیواری کے اندر گھسے ہوئے مریدوں کو بھی جا پکڑا اور ماہ رمضان میں چاند سورج کا یہ معاملہ تھا کہ جب مسلمانوں نے خیر امت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تفرقہ اور باہمی جنگ وجدل سے بانیٔ اسلام

سراج اور قمر منیر یا دنیا کے روحانی آفتاب اور بدر منیر کو بدنام کیا تو ضروری تھا کہ ظاہری آفتاب اور مہتاب کو بھی خدا اس حقیقت پر شاہد کرتا کہ زمین پر ایک روحانی عالم بھی نہیں رہا۔ یہاں تک کہ جو سراج امۃ اور قمر الانبیاء کے بروز ہونے کا دعوے دار ہوا وہ بھی ہندوؤں کے اسی کرشن مہاراج کا بروز بن نکلا۔ جس نے روحوں اور مادہ کو ازلی ابدی قرار دے کر تناسخ کو بھی قائم رکھا اور پھر ''انت منی وانا منک'' سنا کر شرک کا مرتکب ہوا اور آسمانی نکاح میں ''لاتبدیل لکلمات اللہ'' کو خدا کے ذمہ لگا کر اس کو جھوٹا کیا اور خود سچا ہی رہا اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے الہاموں سے بھی شکست کھا کر سچا ہی رہا اور کسی الہام میں بھی اپنی شریعت کا ثبوت نہ دیا۔ بلکہ ''یحمدک اللہ علی عرشہ'' سے یہی کہا کہ خدا تعالیٰ عرش پر بھی میری ہی تعریف میں مشغول ہوا۔ حالانکہ افضل الانبیاء کو بھی خدا نے ایک اندھے پر ذرا سی عدم توجہ سے ''عبس وتولّٰی الخ'' ہی کہا اور غریبوں پر امیروں کو ترجیح دینے سے روکا اور دولت کو ورثہ بنانے سے منع کیا۔

مرزا نے تعلّی میں کمال کر چھوڑا۔ الہام ''فاینما تولّوا فثمّ وجہ'' کا مطلب ریویو آف ریلیجنز میں یہ لکھوا چھوڑا کہ جدھر مرزا نے منہ کر چھوڑا، ادھر ہی خدا نے منہ کر چھوڑا۔ یہاں خطاب جمع میں خدا نے صیغہ واحد مخاطب کو بھی چھپا چھوڑا یا بھول کر چھوڑا۔ اب احمدی بتائیں کہ ماہ رمضان میں چاند سورج کا گرہن مرزا کا مصدق تھا یا مرزا اپنی مشرکانہ تعلیم سے خود ان کا مصدق تھا کیونکہ اس نے اسلام میں شرک ایجاد کر کے سراج امت اور قمر الانبیاء پر گرہن لگا چھوڑا۔

دوم: جب مرزا کو قرآن سے مس ہی نہ تھا اور اس نے اسلام میں تفرقہ کر کے ہر ایک اصولی مسئلہ کو غلط کر چھوڑا اور کلمہ گوؤں کو ہی کافر کہہ چھوڑا تو خدا نے کس طرح چاند اور سورج کے گرہن کو اس کے لئے مقدر کر چھوڑا۔

سوم: اگر آئندہ کبھی ماہ رمضان میں خسوف وکسوف ہوا تو کیا اس وقت بھی مرزا قبر سے نکل کر کہہ دے گا کہ یہ چاند وسورج کا گرہن بھی خدا نے میرے لئے ہی کر چھوڑا۔

چہارم: اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ آئندہ خدا نے اس کسوف وخسوف کو بند کر چھوڑا۔

پنجم: اگر چاند سورج کا گرہن مرزا کی شہادت کے لئے آیا تھا تو مرزا اور اس کی

جماعت کے لئے اس کا دیکھنا ضروری تھا مگر ان کے بداعمالی سے خدا نے خسوف وکسوف کو دوسری جانب ظاہر کر کے ان کی نظروں سے چھپا چھوڑا۔

ششم: اب اگر یہ نشان سنوسی الاعظم کا ہی ہو جس کے لاکھ ہا مریدوں نے خود بخود اسے مہدی مان کر جان ومال کو قربان کر چھوڑا تو اس مقدر نے کیا خطا کر چھوڑا۔ اٹلی نے تو اس نشان کے بعد حجاج کا راہ بھی بند کر چھوڑا اور حرمین شریفین کے منہدم کرنے کے لئے بھی ارادہ کر چھوڑا بلکہ اسلام کو دنیا سے مٹانے کے لئے بھی دول یورپ سے مشورہ کر چھوڑا۔ اب بھی اگر کسی مہدی کی ضرورت نہیں تو پھر کبھی مہدی کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ مہدی کے لئے خدا نے حفاظت اسلام کو ہی مقدر کر چھوڑا۔

۲۱..... شیخ سنوسی نے جواب سنوسی الاعظم ہے، طرابلس کی تباہی اور ظلمت میں اپنے تئیں ماہ انور کی طرح تاباں کیا۔ حفاظت حرمین شریفین کے لئے کروڑ ہا روپیہ قربان کر کے مریدوں اور عزیزوں کی جانوں کو بھی قربان کیا۔ اس قربانی نے یورپ کو بھی اس کی مدح سرائی میں رطب اللسان کیا اور اس دلکش آواز نے باقی حصہ دنیا کو بھی اسی طرح مدح خواں کیا۔ لیکن مرزا نے صرف کتابوں میں ہی شوروفغاں کیا اور گالی گلوچ سے ہی مخالفین کو پریشان اور حیران کیا۔ مکانات کی توسیع سے اولاد کا دل ہی شاداں کر کے قومی چندہ کو ویران کیا۔ عنبر وکستوری یا قوتی وغیرہ کے کثرت استعمال سے تعیش کے راز کو بھی عیاں کیا اور کتابوں پر لاکھ ہا خرچ کر کے ان میں اپنا ہی دعویٰ بیان کیا جس میں مسلمانوں کو ہی کافر بیان کیا۔ جو معمّہ قرآن بھی بیان کیا وہ بھی غلط ہی بیان کیا۔ اب مرزا کو جس نے صرف شوروفغاں کیا، سنوسی الاعظم سے کیا فضیلت ہے جس نے اٹلی کے شوروفغاں پر کل جان ومال کو قربان کیا۔ مہدی بننے کے لئے بھی آخر خدا نے کچھ نشان کیا۔ کیا مرزا کے مہدی ہونے کا یہی نشان تھا کہ اس نے مسلمانوں کو ہی کافر بیان کیا؟

۲۲..... مرزا کا دعویٰ ہے کہ آیت ''**انّی مبشرٌ برسول یاتی من بعد اسمہ احمد**'' میں، احمد سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ کیونکہ آنحضرت کا ذاتی نام احمد ہے۔ اب احمدی بتائیں کہ اگر احمد سے مراد آنحضرت ﷺ نہیں بلکہ کوئی اور مصلح وقت مراد ہے تو پھر اس سے کیوں سرسید ہی مراد نہیں۔ کیونکہ سر اس کا خطاب ہے اور سیّد اس کی ذات ہے اور صرف احمد ہی اس کا نام ہے اور مرزا بھی بلحاظ تعلیم اسی کا غلام ہے۔ وفات مسیح کا مسئلہ اسی

سے سیکھا ہے۔ گو بعض نے پہلے بھی وفات مسیح کو تسلیم کیا ہے لیکن مرزا اور اس کے معلم سرسید کی طرح آج تک کسی نے بھی نہیں کہا ہے کہ مسیح سولی پر بھی چڑھا ہے۔ ملائکہ کے ذاتی نزول کا انکار بھی اسی کی تعلیم کا اثر ہے۔ ملائکہ کو سیاروں کی روح قرار دینا اور جبرائیل کو بڑا جان کر آفتاب کو اس کا ہیڈ کوارٹر سمجھا، سرسید ہی کے خیال کا (کہ اشیاء قدرتی کے قویٰ ہی ملائکہ ہیں) مترادف ہے۔ بہشت دوزخ کو اعمالی تمثل بتانا اور معجزات کی تاویل دکھانا سرسید سے ہی سیکھا ہے اور باتیں مثلاً جہاد کی نفی یا حکام وقت کی پیروی وغیرہ بھی اسی کی پیروی کا نتیجہ ہے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ مرزا بلحاظ تعلیم سرسید کا ہی غلام ہے اور بلحاظ نام بھی اسی کا غلام ہے کیونکہ احمد ہی اس کا ذاتی نام ہے۔ اب احمدی بتائیں کہ مرزا جو سرسید کا ہی شاگرد اور غلام ہے کیوں کر اپنے معلم اور آقا پر فوق پا سکتا ہے؟

۲۳..... سرسید نے دعاؤں کے ساتھ اسباب ظاہری کو خدا تعالیٰ کا منشاء بتایا۔ خود خطبوں میں لمبی لمبی اور دلسوز دعائیں کر کے بھی بار بار شہروں کا چکر لگایا اور مرزا نے دوا فروشوں کی طرح بیت الدعا بنا کر دکھایا اور دوائی اشتہاروں کی طرح دعائی اشتہاروں کو اڑایا۔ سید امیر علی شاہ رسالدار کا دل بھی لڑکے کے لئے للچایا اور اس نے بوساطت مصنف عصائے موسیٰ پانصد روپیہ سے مرزا کی سال کی ساری دواؤں کا ٹھیکہ چکایا۔ آخر جب کوئی لڑکا نہ پایا تو تقاضا اٹھایا، پر کچھ ہاتھ نہ آیا۔ سرسید نے قومی چندہ لے کر قومی تعلیم پر خرچ کرایا اور مرزا نے چندہ لے کر خود بھی کھایا، اولاد کو بھی کھلایا اور اس سے کتابوں کو بھی چھپوایا اور ان میں اپنا ہی راز چھپایا۔ سرسید نے اپنی کل جائیداد کو بھی قوم پر قربان کر دکھایا اور مرتے وقت کفن بھی گھر سے نہ پایا۔ آخر قوم نے ہی لاش پر ترس کھایا۔ مرزا نے دن بدن اپنی جائیداد کو بڑھایا اور اولاد کو ہی اس کا وارث بنایا۔ سرسید نے دجال شیطان ملعون وغیرہ بھی کہلا کر قوم کا غم کھایا اور علماء کی بدزبانیوں کو ان کی غیرت ایمانی کا مقتضا بتایا اور اسی کو مردہ قوم کا آخری روح رواں ٹھہرایا اور مرزا نے گالیوں کے عوض بھی گالیوں میں ہی کمال کر دکھایا۔ سرسید نے قومی ہمدردی کا سبق پڑھایا اور مرزا نے چند افراد کو قوم سے اکھیڑ کر ان کو اصولی اختلاف کا سبق پڑھایا اور ان کو قوم کا ہی دشمن بنایا۔ دیکھو میں نے سرسید اور مرزا کا مقابلہ کیسا کر دکھایا۔

اب احمدی انصاف سے بتائیں کہ کیا مرزا نے فوق پایا یا سرسید نے پایا اور کیا

جمہور اسلام کی ہمدردی نے مرزا کو ہر دلعزیز بنایا یا سرسید مرحوم کو بنایا۔

۲۴..... مرزا نے اپنے ہر ایک مقدمہ کو بھی مسیح موعود ہونے کا نشان قرار دیا اور بار بار مماثلت مسیح کرتے ہوئے اپنے مقدموں کا ہی اظہار کیا۔ ایک مقدمہ کی بریّت پر ایک مبسوط کتاب کو ہی لکھ دیا اور باقی کتابوں کو بھی مقدمات کے حالات سے رنگین کر کے مثیل مسیح ہونا ثابت کیا۔ میاں محمود قادیانی اور حکیم نورالدین نے بھی (فتویٰ تکفیر کے ۲۸ ص) میں مرزا کو نبی اور مثیل عیسیٰ منوانے کے لئے پہلے دونوں کے مقدمات کا ہی مقابلہ کیا۔ مرزا نے اپنی کتابوں میں مسیح کے حالات کو بار بار لکھ کر ان واقعات کو ظاہر کیا کہ وہ کئی روز حوالات میں رہا، سولی بھی دیا گیا، زخمی اور بے ہوش بھی ہوا اور مردہ تصور ہو کر چھوڑا گیا اور میت کی طرح عیسائیوں کے سپرد کیا گیا اور یونس کی طرح چالیس روز وہ بھی قبر میں رہا۔ جہاں مرہم عیسیٰ سے حواریوں نے اس کا علاج کیا اور پھر وہ براہ نصیبین ہند کی طرف آ کر آخر کشمیر میں یوز آسف کے نام سے دفن کیا گیا۔

جب صاف ظاہر ہے کہ ان سب واقعات سے مرزا نے اپنے ساتھ کسی ایک واقعہ کو بھی ثابت نہیں کیا نہ وہ کبھی حوالات ہوا، نہ سولی چڑھا، نہ زخمی اور بے ہوش ہو کر میت ہوا اور نہ مریدوں نے علاج کے لئے اسے کسی بے خبر کوٹھڑی میں رکھا اور نہ کسی طرف مہاجر ہو کر مرتے وقت نام بھی بدلا تو اب مرزا کس مماثلت کے ساتھ عیسیٰ ابن مریم بن گیا؟

دوم: جب حکیم نورالدین نے ''ما صلبوہ'' کو جس کے اندر ہر قسم کی صلب کی نفی یا سلب ہے بذریعہ خط سالبہ کلیہ تسلیم کر کے مسیح کے صلیبی واقعات سے انکار کر دیا تو اب اس میں کیا شک رہا کہ مرزا نے مسیح موعود بننے کے لئے صلیبی واقعہ سے اپنی کتابوں کو پر کر کے خود ہی ان کو فسانہ کر لیا۔

سوم: جب حکیم نورالدین نے مرزا کے صلیبی فسانہ کو رد کر کے اس کی ساری تالیفات کو بھی خاک میں ملا دیا تو اب ان کتابوں کے رکھنے سے فائدہ ہی کیا۔

۲۵..... جب گورداس پور کی عدالت صدر نے مولوی محمد حسین کی نالش پر مرزا کے انذاری الہاموں کو قرق کیا اور اس بات کا اقرار لیا کہ وہ آئندہ کسی کے حق میں کوئی برا اور سخت کلمہ نہیں لکھے گا اور نہ کافر کہے گا تو میاں محمود قادیانی اور حکیم نورالدین کو کس طرح حق حاصل ہو گیا کہ انہوں نے ۲۸ صفحہ کا فتویٰ تکفیر شائع کر کے تمام روئے زمین کے کلمہ گو یا محمدیوں کو کافر اور جہنمی کہہ دیا۔

دوم: کیا انہوں نے عدالت سے مرزا کا حلفی معاہدہ منسوخ کرا کر قرق شدہ الہاموں کو واگزار کرلیا یا ان کے دل میں حکّام وقت اور خدا تعالیٰ کا بھی جس کو مرزا نے اقرار پر شاہد کیا، خوف نہ رہا۔

۲۶..... میں نے عقل وانصاف کی عدالت میں نالش یا دعویٰ دائر کیا ہے کہ مرزا نے دعویٰ نبوت مہدی اور مسیح موعود میں غلطی کھا کر مسلمانوں کو لعن وطعن اور گالی گلوچ سے رنج دیا اور کافر اور جہنمی بھی کہا ہے اور پھر میاں محمود قادیانی اور حکیم نورالدین نے ۲۸ صفحہ کے اعلان میں مرزا کے دعاوی کو ثابت کر کے عام کلمہ گوؤں کو آنحضرت ﷺ کے کافر کی طرح کافر کہا ہے اور میں نے اپنے اس دعویٰ کو صحیح واقعات اور عام مسلمات پر جو احمدیوں کے نزدیک بھی مسلم ہیں، قائم کیا ہے اور اس کو کئی ضمنوں میں پیش کر کے صورت سوال کو اپنے وکیل قرار دیا ہے۔ یہ عام قانون ہے کہ جواب دعویٰ میں دعویٰ کے ہر ایک ضمن کا انکار یا اقرار یا بعض کا اقرار اور بعض کا انکار یا کسی ایک ضمن سے کچھ انکار اور کچھ اقرار کر کے جواب دعویٰ کو باقاعدہ مترتب کیا جاتا ہے، وکیل بھی اسی واسطے ہوتا ہے کہ بنائے دعویٰ یا جواب دعویٰ کو باقاعدہ مترتب کرتا ہے۔

اب احمدی جن میں خواجہ کمال الدین جیسا وکیل اور محمد علی جیسا عقیل اور حکیم نورالدین جیسا تجربہ کار اور میاں محمود قادیانی جیسا ہوشیار بھی ہے، عجیب سوالات کے ہر ضمن کو مدنظر رکھ کر جواب با دلیل دیں ایسا نہ ہو کہ عقل وانصاف کی عدالت سے دھکے کھا کر اپنی مشن کو ذلیل کریں۔

۲۷..... جب میں نے عجیب سوالات کو عام مسلّمات اور صحیح واقعات پر قائم کیا ہے اور کوئی ایک واقعہ بھی خلاف واقعہ نہیں لکھا ہے بلکہ خلاف واقعہ ثابت کرنے پر سو روپیہ انعام رکھا ہے اور پھر طرز تحریر سے بھی اسلام کی سابقہ تہذیب اور علم کلام کو زندہ کیا ہے اور محض مسلمانوں کی ہمدردی اور بہتری کے لئے لکھا ہے اور مرزا کی نبوت کی تردید سے صرف آنحضرت ﷺ کی عظمت کا اظہار کیا ہے اور الہاموں کو بے اعتبار کر کے قرآن کی عظمت کا ہی اظہار کیا ہے اور کمال یہ کہ چند اوراق میں مرزا کی ۲۲، ۲۳ سال کی تالیفات کو رد کر کے ردّی کا انبار کیا ہے اور ان کی پوری اشاعت کا بھی دل میں اقرار کیا ہے اور محض خدا کی رضا کے لئے اقرار کیا ہے تو اب اس کی قبولیت میں کیا شک ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نیکی کرنے والوں سے ''لا یضیع

اجر المحسنین '' کا اقرار کیا ہے۔ اب احمدی بتائیں کہ جب یہ رسالہ شہر و دیار میں مقبول عام ہو کر مسلمانوں کی روح کو تازہ کرے گا اور ہر ایک باسمجھ اس کو اپنے پاس رکھے گا تو سلسلہ احمدیہ بغیر تردید کیونکر ترقی کر سکے گا بلکہ حق کے آگے زک اٹھا کر پیچھے مرے گا کیونکہ باطل کے لئے زک اٹھانا قدرتاً لازم ہو چکا۔ ''قال اللہ تعالیٰ قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (اسراء: ۸۱)''

۲۸..... رسالہ سوالات عجیب علمی کمالات کا مجموعہ ہے اور علم صرف متقیوں کو ملتا ہے اور یہ ''واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ'' سے ثابت ہے۔ قرآن بھی جو کتاب لاریب فیہ یا انسانی خیالات کی ملونی سے پاک ہے، از روئے ہدایت متقیوں کا ہی حق ہے یعنی متقیوں کو ہی اس کا علم (جو اہتمام دین و دنیا کی برکات کا باعث) ہے حاصل ہوتا ہے۔ اب احمدی اپنی علمی قابلیت سے رسالہ ہذا کی تردید یا تصدیق کر کے متقی ہونے کا ثبوت دیں۔ ورنہ بتائیں کہ کیوں وہ فاسق اور ظالم نہیں کیونکہ انہی لوگوں کو خدا اپنی رہنمائی سے دور رکھ کر کسی مقصود تک نہیں پہنچاتا ہے اور یہ ''انّ اللہ لا یھدی القوم الظالمین (المائدہ: ۵۱) انّ اللہ لا یھدی القوم الفاسقین (منافقون: ۶)'' سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔

۲۹..... جس مرکز پر میں نے عجیب سوالات کو چلایا ہے وہ مرزا کی نبوت ہے جس کی تصویر سے آنحضرت ﷺ کا مرتبہ ایک شریف بھلے مانس انسان سے بڑھ نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو رحمت اللعالمین کہہ کر ثابت کر دیا کہ اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو دنیا کو بھی پیدا نہ کرتا۔ کیونکہ رحمت کے بغیر دنیا کا سلسلہ نہیں رہ سکتا۔ خدا تعالیٰ نے رحمت اللعالمین اس لئے کہا کہ آپ کو قرآن دیا جو روز ازل سے لوح محفوظ پر لکھا گیا۔ انبیاء کو بھی اسی کے نور سے وقتاً فوقتاً حصہ ملتا رہا جس نے سورج چاند کے نور کی طرح دنیا کو روشن رکھا۔ اسی واسطہ سے آنحضرت ﷺ کو خدا نے سراجاً وقمراً منیراً کہا۔ اگر خدا سراج امت اور قمر الانبیاء کو پیدا نہ کرتا تو چاند سورج کو بھی پیدا نہ کرتا کیونکہ جب انسانوں کا روحانی عالم ہی روشن نہ ہوتا تو ظاہری روشنی سے کیا ہوتا۔ آنحضرت ﷺ کے مقابل مرزا اس قدر بھی نہ تھا جس قدر پہاڑ کے آگے ذرّہ یا دریا کے مقابل قطرہ۔ اگر خدا مرزا کو نہ بھی پیدا کرتا تو دنیا کا ذرّہ بھر بھی حرج نہ تھا۔ اب حکیم نورالدین ہی بتائیں کہ مرزا کو آنحضرت ﷺ جیسا مان کر آنحضرت ﷺ کا مرتبہ ایک معمولی انسان سے

کیونکر بڑھ سکتا ہے اور اس کا منکر آنحضرت ﷺ کی طرح کس طرح ہو سکتا ہے؟

۳۰..... جب حکیم نورالدین اور اس کے ساتھی عجیب سوالات کے جواب سے عاجز آئیں تو پھر وہ (۱) کیوں نہ فتویٰ تکفیر کو واپس کر کے مرزا کی نبوت کا انکار کریں اور اسے دوسروں کی طرح اپنا ایک مصلح تصور کریں۔

(۲) کیوں نہ اصولی اختلاف کو چھوڑ کر مسلمانوں سے بھائی بنیں اور ''انما المؤمنون اخوۃ'' کی یاد سے کہ مؤمنون کا خاصہ ہی اخوت ہے۔ اخوت میں ترقی کر کے ایمان میں ترقی کریں۔

(۳) کیوں نہ دین کو دنیا پر مقدم کر کے صادق بنیں اور دوسروں کو بھی ''کونوا مع الصّادقین'' کی آواز سے اپنے ساتھ شامل کریں۔

(۴) کیوں نہ مرزا کے الہام ''پائے محمدیان بر مینار بلند تر محکم افتاد'' کو یاد کر کے محمدی بنیں اور مرزا کا ہی وجود خود محمدی تھا اور کبھی اپنے تئیں احمدی نہیں کہا، پیروی کریں۔

(۵) کیوں نہ مرزا کے الہاموں پر قرآن مجید کو مقدم کریں۔

(۶) کیوں نہ مرزا کی طرح سنت نبوی اور قرآن کو دستور العمل بنا کر اس کی کتابوں کو نظر انداز کریں۔

(۷) کیوں نہ مرزا کی طرح اختلاف سنت پر قرآن کو حکم کریں اور عامل بالقرآن بنیں۔

(۸) کیوں نہ بہ تعمیل حکم ''واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرّقوا (آل عمران:۱۰۳) والصلح خیر (النساء:۱۲۸)'' کی خود تعمیل کر کے مسلمانوں کے تفرقہ مٹانے کی کوشش کریں۔

(۹) کیوں نہ تحقیق حق کے لئے اسلامی کانفرنس قائم کریں اور اس کو مستقل کر کے مسلمانوں کے اختلافی مسائل کا محققانہ بحثوں سے فیصلہ کریں۔

(۱۰) کیوں نہ مسلمانوں کی قومی مجموعی طاقت سے اشاعت اسلام کے لئے غیر ممالک میں چیدہ اور لائق انگریزی خواں روانہ کریں اور اسی طرح صدق یا اخلاص عمل کا ثبوت دے کر خدا تعالیٰ کے وعدہ ''لیستخلفنّھم فی الارض الخ (النور:۵۵)'' کے مصداق یا حق دار بنیں۔ تلک عشرۃ کاملہ! والسلام علیٰ من التبع الھدیٰ!

مرزا کا فوٹو

مرزا کی زندگی کے ہر واقعہ صحیحہ کے ساتھ الحاقی کلمہ ''مارا'' کا استعمال ہے اس کے بغیر اصل مطلب کو ادا کرنا محال ہے۔ اس کے اندر وسعت معانی اور ترقی خیال ہے۔ یہی اس کی فصاحت اور بلاغت پر دال ہے۔ مارا کی تشریح سے آخری نوٹ مالا مال ہے۔ اس کے ملاحظہ کے بعد مرزا کی تصویر میں نیا ہی لطف اور نیا ہی جمال ہے۔ بار بار بھی پڑھو نہ اس میں ملول اور نہ ملال ہے بلکہ ملول اور ملال میں بھی اسے پڑھو۔ پھر تو نہ ملول اور نہ ملال ہے۔

۱..... مرزا نے سب سے پہلے انعامی اشتہار میں براہین احمدیہ تین سو دلائل بیّنہ کا شوق دلا مارا اور ہزار ہا روپیہ لوٹ کر پھر ان دلائل کو الہامی پیش گوئیوں میں الٹا مارا۔

۲..... لوگوں کو ترک دنیا کی رغبت دلا کر اور ان کا دل مکانوں سے اٹھا کر اپنے مکانوں کو منزل پر منزل اٹھا مارا۔

۳..... گھر کی مسجد کے نام بار بار چندہ منگوا کر مکانوں کو سجا مارا اور مکانوں والی کو بھی سجا مارا۔

۴..... مہمان عورتوں کے بہانہ چندہ لے کر مکان کو بڑھا مارا اور ان کی خاطر اندر کنواں بھی بنوا مارا اور پھر آخر اولاد کو ہی وارث بنا مارا۔

۵..... مینار کو بھی صرف چند فٹ اٹھا کر مریدوں کے مکانوں کو بیچوا مارا اور ان کی بیویوں کے زیور کو بھی اتروا مارا اور یہ سب روپیہ مکانوں اور زیورات وغیرہ پر لگا مارا۔ مرزا کے لنگڑے امام کے سسر شادی نے بھی مینار پر ہی صدیق اکبر کا خطاب اڑا مارا۔

۶..... یوز آسف کے سفر نصیبین کی تحقیقات کی خاطر چندہ کرا مارا اور پھر اس کے ہضم نے سفر کو ہی ملتوی کر مارا۔ یوز آسف کی قبر کی متعلق کتاب بھی چھپوا کر اس کے لئے اپنا فوٹو بھی اتروا مارا لیکن عیسائیوں سے ڈر کر کہ اگر قبر ثابت نہ ہوئی تو نالش ہوگی، کتاب کو چھپا مارا۔ گویا اپنے دعویٰ کو آپ ہی غلط کر دکھا مارا اور کمال کر مارا کہ غلط دعویٰ کو مریدوں میں صحیح بنا مارا۔

۷..... لنگر کے بہانہ لاکھ ہا روپیہ اڑا مارا۔ اس کے اصل حق داروں کو صرف نان دال اور نیلا شوربا کھلا مارا اور باقی سب بادام روغن، عنبر کستوری، یاقوتی مرجان وغیرہ مقویات پر اڑا مارا۔

۸..... اپنی ہجرت سے مریدوں کو ہجرت کا شوق دلا مارا جس سے مکانوں کے اردگرد روڑیوں کو اٹھا مارا اور چھپر پورا مارا اور جب رونق دیکھ کر دل خوش ہوا تو اپنی ہجرت کو روحانی ہجرت بتا مارا۔

۹..... خدا کے بہشت پر بھی ہاتھ جا مارا اور اس کی قیمت جائیداد کا دسواں چکا مارا۔ جس نے وصیت کو لکھوا مارا، بہشت جا مارا، ورنہ فرشتوں نے اسے دوزخ ٹپکا مارا۔

۱۰..... زمین اور آسمان نے جو نشان دکھا مارا، مرزا نے اس کو اپنا ہی بتا مارا، طاعون سے لوگوں کو ڈرا مارا۔ جب اس نے قادیان بھی اٹھا مارا تو مرزا کی تاویل نے بھی اٹھا مارا کہ خدا نے صرف اسی کی چار دیواری کو طاعونی حملوں سے بچا مارا اور جس مرید کو طاعون نے آمارا اس پر کمزوری ایمان کا فتویٰ لگا مارا اور چار دیواری کو وسیع کرنے کے لئے اشتہار اڑا مارا کہ خدا نے ہمارے مکانوں کو طاعونی طوفان میں کشتی نوح بنا مارا اور اس بہانے ہزار ہا روپیہ اڑا مارا۔

۱۱..... مقدمات کو بھی ذریعہ شہرت دکھا مارا اور خود ہی دوسروں کو چھیڑ کر پیچھے لگا مارا۔ مولانا کرم الدین (بھیرہ) کو چھیڑ کر مہینوں تک مریدوں کا کاروبار چھڑا مارا اور خود مجلس لگا کر مختلف شہروں سے طائفہ پر طائفہ نچا مارا اور فدائیوں نے بارش کی طرح چندہ برسا مارا۔ جب عدالت نے پیچ در پیچ میں الجھا مارا تو قید سے مثیل یوسف اور حوالات سے مثیل عیسیٰ ہونے کا پہلے ہی فیصلہ سنا مارا اور جب مماثلت ثابت نہ ہوئی تو کوئی بشارت کا الہام بتا مارا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی پرانے جماعتی کو ہی چھیڑ کر پیچھے لگا مارا جس نے پہلے اس کو آسمان پر چڑھا مارا، ولی بنا کر دکھا مارا اور ناصر نواب سے جوان ناطہ دلا مارا۔ سید امیر علی شاہ رسالدار سے دلّال ہو کر پانصد روپیہ بھی دلا مارا اور پر خود ہی گورداس پور کی عدالت صدر میں الہاموں کو فرق کرا مارا اور الہام ''انّی مھین من اراد اھانتک'' کو الٹا دکھا کر آسمان سے نیچے گرا مارا۔

۱۲..... (اربعین نمبر ۳ ص ۳۷ خزائن ۱۷ ص ۴۲۸، تذکرہ ص ۳۹۶ طبع چہارم) پر ''لک الخطاب العزة'' کا الہام گھر کی مسجد میں لٹکا مارا۔ جب ۶ ماہ تک گورنمنٹ سے عزت کا خطاب نہ ملا تو اسے اتروا مارا۔

۱۳..... ۲۲، ۲۳ سال کی تحریرات کو انگریزی خدمات جتا مارا اور انہیں دجال کہہ کر باب لد پر جا مارا۔

۱۴..... ملازمت کی بیزاری نے مرزا کو قانون پڑھا مارا۔ پھر الہاموں نے اسے مجدد بنا مارا اور پھر انہیں الہاموں کو مرزا نے غلط کر کے اپنی تئیں مہدی اور مسیح موعود بنا مارا اور پھر انہیں سے نبوت پر بھی ہاتھ جا مارا اور کلمہ گوؤں کو ہی کافر اور جہنمی بنا مارا۔ مرزا کو الہاموں نے کبھی ادھر کبھی ادھر اور کبھی اور ہی طرف الٹا مارا۔ لیکن اس نے اپنے الہاموں پر ہی اپنا سلسلہ بنا مارا اور کمال کر مارا کہ بڑے بڑے سمجھداروں کو بھی بھلا مارا۔

۱۵..... نئی زوجہ پر جبرائیل نے قوت باہ کا بھی نسخہ بتا مارا اور پھر نئی اولاد کی پیش گوئیوں کو بھی اشتہاروں میں اڑا مارا۔ جب پہلا اشتہار غلط نکلا تو دوسرے نے پسر موعود دکھا مارا اور پھر تیسرے نے جلد ہی اس کی روح کو بہشت پہنچا مارا لیکن مرزا نے بھی کمال کر مارا کہ اس موعود کو اپنی اولاد میں چھپا مارا اور اولاد سے تنازع دور کرنے کے لئے اس کا نام قدرت ثانی سے بدلا مارا اور مریدوں کو بھی اسی کے کارناموں پر پھلا مارا۔

۱۶..... ''اصلھا ثابت وفرعھا فی السمآء'' کے الہام سے میر عباس علی لدھیانوی کو آسمان پر چڑھا مارا لیکن اس نے پسر موعود کی موت سے ناامید اور ناراض ہو کر مرزا کی اس عظیم الشان پیش گوئی کو جھٹلا مارا اور گالیوں ہی سے دبا مارا۔

۱۷..... مرزا نے بھی لوگوں کو گالیوں سے اُکا (تنگ کر) مارا، مسلمانوں کو بھی گالیاں دے کر ستا مارا، عیسائیوں اور آریوں کو بھی ستا مارا۔ جس سے انہوں نے نبیوں کی عزت پر ہاتھ جا مارا۔

۱۸..... مرزا نے عیسیٰ بن کر عیسیٰ علیہ السلام کو ہی شرابی اور زانی بنا مارا اور مریم صدیقہ کے واقعہ حمل پر طرح طرح تمسخر اڑا مارا اور پھر خود مریم اور حاملہ بن کر اپنے آپ کو ہی عیسیٰ جنا مارا اور مسیح کی نانیوں پر بھی حرام کاری کا الزام لگا مارا اور ابراہیم علیہ السلام پر بھی جھوٹ چلا مارا اور اس دغا فریب جھوٹ کے الزاموں سے اپنے پیش گوئیوں اور الہاموں کو چلا مارا۔

۱۹..... ایک فاحشہ عورت کا مال بھی کھا مارا اور معترض کو بدفطرت بتا مارا۔

۲۰..... سید امیر علی شاہ رسالدار پر بھی دعا کا جھانسہ مارا اور لڑکا دلانے کی شرط پر پہلے پانصد روپیہ گنا مارا۔ جب لڑکا نہ ہوا تو واپسی روپیہ کے تقاضوں کو حیلوں میں ٹلا مارا۔

۲۱..... ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے مقابل مرزا نے اس دعا سے کہ جھوٹے کی موت کے آگے بھی لعنت اور پیچھے بھی لعنت ہو نارہ مارا اور خدا نے اس کو قبول کر مارا کہ چند دنوں بعد لاہور میں مرزا کی میت پر لوگوں نے بھی نعرہ مارا۔

۲۲..... باوجود دعویٰ تردید نصاریٰ امہات المؤمنین پر کئی سال خاموش رہ کر دکھا مارا اور اس خاموشی کے زمانہ کو دعاؤں کا زمانہ بتا مارا اور دعاؤں کے لئے ایک بیت الدعا بھی بنا مارا۔ آخر بے چارے سرسید نے ہی جس کو مرزا نے صرف گالیوں کا ردگاڑہ مارا، مرتے وقت بھی امہات کا جواب لکھ کر قوم کو سنا مارا اور غمگین قوم نے اس پر صد آفرین کا نعرہ مارا جس سے اس کی روح نے خوشی سے آنحضرت ﷺ کی حضور بھی جا فتح کا ڈنکا مارا۔

۲۳..... مرزا کے الہاموں نے قرآن کو بھی الٹا مارا ''ما صلبوہ'' کے چکر میں ساری کتابوں کو پھرا مارا۔ صریح آیت کے خلاف جو سالبہ کلیہ یا قضیہ نفیہ ہے مسیح کو سولی چڑہا مارا اور زخمی کرا مارا۔ حکیم نورالدین نے اب اس غلطی کو تسلیم کر کے مرزا کی ساری بحثوں کے نکتہ خیال کو مٹا مارا جس سے حقیقت میں ساری کتابوں کو ہی ردّی کا انبار بنا مارا۔

۲۴..... حدیثوں کو بھی اپنے دعویٰ پر الٹا مارا اور عبداللہ آتھم کی پیش گوئی کو آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی کہہ کر آفتاب امت کو جھٹلا مارا اور خدا کے آفتاب نے اس روز جب کہ اس نے مرزا کے قول کے مطابق آتھم کو مار کر غروب ہونا تھا غروب ہو کر مرزا کو جھٹلا مارا۔

۲۵..... اسلامی کرشن نے مریدوں کی جوان خوش باش عورتوں کو بھی سیر کرا مارا اور عدالت کی ایک جرح پر صاف اظہار لکھوا مارا کہ جوانوں نے کبھی ساتھ نہیں کیا صرف کبھی کسی بڑھیا نے بطور خادمہ ساتھی بنا مارا، سچ کا جھوٹ کیسا بنا مارا۔

۲۶..... جب ٹیکس کی تحقیقات نے آدبا مارا تو صاف اظہار لکھوا مارا کہ مجھ کو قومی چندہ سے کوئی ذاتی فائدہ نہیں بلکہ لنگر نے میرے ذاتی آمدنی کو بھی خرچ کرا مارا، سچ کا جھوٹ کیسا بنا مارا۔

۲۷..... نئی نئی کتابوں کا وعدہ دے کر چندہ اڑا مارا اور وعدوں کو وعدوں میں ہی اڑا مارا۔

۲۸..... بیوی نے باغ کی فرضی رجسٹری میں رجسٹرار کے روبرو سنہری زیورات کو جھلکا مارا اور مرزا نے اسے باغ کی قیمت میں وصول پا کر جھوٹ اور فریب کو سچ بنا مارا اور پھر اسی شام کو دس بجے سونے کے وقت سونے کا انبار سونی والی کو گن گن سنا مارا۔

۲۹..... الہام ''الرحیل ثم الرحیل ''اور مباش ایمن از بازی روزگار نے بٹالہ میں مرزا کے ارادہ کو قادیان کی طرف بدلا مارا اور بیوی کی خواہش سیر نے اس آخری ارادہ کو لاہور کی طرف بدلا مارا۔

۳۰..... مرزا نے انگریزوں کی بیعت کے لئے ایک گول کمرہ بنوا مارا۔ آخر محروم ہو کر عام کمرہ کو کورہائشی مکان سے ملا مارا اور مریدوں کو خوش کرنے کے لئے لندن میں سفید کبوتروں کے پکڑنے کا خواب سنا مارا۔ ولایت سے تو ایک سفید کبوتر نے بھی نہ اڑ کر مرزا کے دام پر پنجہ مارا لیکن اب خواجہ کمال الدین نے ان کبوتروں کو مرزا کی چال پر لگانے یا ان کو مرزائی بنانے کے لئے لنڈن پہنچا مارا۔

۳۱..... ایک (عبدالکریم سیالکوٹی) لنگڑے امام نفس کے غلام نے ہمیشہ گوشت پلاؤ اور سوڈا اڑا مارا اور مرزا کی ہر بات کو سبحان اللہ! سے اڑا مارا، مریدون نے بھی پیرنمی پرند مریدان پرانند دکھا مارا۔

۳۲..... باوانانک کو بھی جس نے اسلامی سلطنت میں بچاؤ کے لئے چولہ کا حیلہ کر مارا، مسلمان ہی دکھا مارا اور اس کے اصلی چولہ یا چال کو جو ہر وقت مردانہ ربابی کے رباب سے ظاہر ہے خیال سے اڑا مارا۔

۳۳..... تازہ وحی سے کوئی نہ کوئی شگوفہ اڑا مارا۔ اپنے منشی منظور احمد کے گھر بشیر الدّولہ اور عالم کباب کا پیدا ہونا اڑا مارا۔ عالم کباب کو جس کے ساتھ دنیا کی تباہی وابستہ تھی منحوس بتا مارا اور بشیر الدولہ کو جس کا دوسرا نام کلمۃ اللہ خان رکھا، مبارک سنا مارا۔

۳۴..... تازہ وحی نے مرزا کی زندگی میں ہی عظیم الشان زلزلہ کی خبر کو سنا مارا اور مرزا نے اس کو سچا مان کر مدعیان اطفال اور مریدوں کے باغ میں ڈیرہ لگا مارا اور بیرونی مریدوں کو بھی شہروں سے نکل جانے کا پیغامی اشتہار پہنچا مارا۔ آخر چند دنوں بعد گھروں میں ہی آ کر بسیرا مارا۔

۳۵..... تازہ وحی نے مرزا کی عمر کو بھی بڑھا مارا اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی وحی نے اسے گھٹا مارا اور ''اذا جاء اجلھم الخ '' کی حقیقت کو دکھا مارا اور آخر لاہور ہی میں جو مرزا کی شہرت کا مقام تھا لے جا مارا۔ جہاں موت نے ایسا نظارہ مارا کہ پیٹ نے منہ کی طرف سے فوّارہ مارا، لاش کو بھی خدا نے رلا مارا اور ہجوم نے مرزا کے بتائے ہوئے کلمات سے اس پر رولا مارا۔ آگے بھی رولا پیچھے بھی رولا مارا اور آریوں کو بھی اپنے ساتھ رلا مارا اور احمدیوں کو رلا مارا۔

لیکھرام کی قسمت کا لیکھ بھی تقدیر نے وہاں ہی چکا مارا۔ اس نے بھی مرزا کی طرح ناحق مخلوق خدا کو گالی گلوچ اور لعن طعن سے چکا مکارا۔ دنیا میں کس کس نے مخلوق خدا نہ رلا مارا کہ خدا نے خود اس کو رلا مارا۔ لیکھرام کی موت کو مرزا کے کشف نے دکھا مارا اور مرزا کی موت کو ڈاکٹر عبدالحکیم خان کے الہاموں نے بتا مارا۔

غرض مرزا نے اپنے اغراض اور مقاصد کو پورا کرنے کے لئے مسلمانوں میں اپنے تئیں آنحضرت ﷺ دکھا مارا اور عیسائیوں کو جو مسیح کی آمد ثانی کے منتظر ہیں، قابو کرنے کے لئے آپنے تئیں مسیح موعود بتا مارا اور سکھوں کو ملانے کے لئے باوا نانک کو مسلمان بنا مارا اور ہندوؤں آریوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے کرشن اوتار بن کر پیام صلح سنا مارا اور انگریزوں کا خاتمہ بھی جھوٹ باب لدر پر دکھا مارا۔

یہ مرزا کا فوٹو ہے یا اس کی زندگی کی اصلی تصویر ہے جس کو ہم نے فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ رنگ میں دکھا مارا اور اس کو تا ابد محفوظ رکھنے کے لئے اس پر آئینہ صداقت بھی لگا مارا کہ مرزا کے کسی واقعہ کے غلط ثابت کرنے پر پہلے سو روپیہ انعام بذریعہ تحریر دکھا مارا۔ احمدی آنکھ سے پردہ اٹھا کر دیکھیں کہ مرزا نے ان واقعات کے سوا جو اس کی سوانح عمری یا زندہ تصویر ہے کیا دکھا مارا اور آریوں، برہمنوں، سکھوں کے ریفارمروں سے بڑھ کر ہی کیا مارا۔

مارا کی تشریح

یاد رہے کہ: ''مارا'' اصل میں عربی مور سے ہے اور مارا بوزن قال ماضی ہے اور مارا میں الف زبر کا بدل ہے۔ مور کے معنی کسی شئی کو جنبش دینے کے ہیں جیسا کہ: ''یوم تمور السماء موراً'' سے ثابت ہے کہ اس وقت یہ سماء جنبش پر جنبش دیا جائے گا۔ اس نے ہاتھ مارا یا اس پر ہاتھ مارا سے یہ مراد ہے کہ اس نے اپنے ہاتھ کو جنبش یا زور سے حرکت دی۔ جب کسی فعل کو زور سے دکھانا منظور ہوتا ہے تو اس کے مصدر کے آخری علامت نا کو دور کر کے اس کو مارا سے ملحق کیا جاتا ہے جیسے سنانا، بتانا، دکھانا سے نا کو دور کر کے سنا مارا، بتا مارا، دکھا مارا بنا ہے۔ اس نے سنایا، بتایا، دکھایا معمولی فعل ہے، لیکن مارا کے الحاق نے ان کلمات میں جنبش یا زور پیدا کر دیا ہے۔ مارا میں تعجب کا بھی اظہار ہے جیسے مرزا نے خدا کے بہشت پر بھی ہاتھ جا مارا اور مقبرہ بہشتی کو بہشت بنا

مارا۔ اگر ان دونوں فقروں سے مارا کو الگ کرو تو یہ ہوگا، مرزا نے خدا کے بہشت پر ہاتھ رکھا اور مقبرہ بہشتی کو بہشت یا بہشت کی طرح بنایا اور یہ غلط اور ناممکن ہے۔

پس علم کلام کے لئے عربی مبین کا جو قرآنی عربی ہے، سیکھنا نہایت ضروری ہے۔ آج بڑے بڑے اردو کے فصیح اور بلیغ جو لسان القرآن کے علم سے بے خبر ہیں، حقیقت میں اردو سے بھی بے خبر ہیں۔ کیونکہ اردو مختلف بولیوں کا لشکر ہے اور سب بولویوں کی ماں عربی ہے اور اصل عربی قرآنی عربی ہے۔ اردو کے کسی ملک الشعراء سے بھی پوچھ کر دیکھو کہ بھائی چارہ جو پنجابی پہائی چارہ ہے کیا ہے تو اس کی تشریح میں وہ کئی فقرے بولے گا مگر پھر بھی اصل حقیقت کو نہیں کھولے گا۔ بھائی چارہ اصل میں یہ جارہ ہے یعنی ایک سے دوسرے کا جوڑ۔ ایسا ہی بگڑے تگڑے کے معنی بھی وہ نہیں بتائے گا بلکہ کوہلو کے بیل کی طرح اپنے ہی رو میں چکر کھائے گا۔ بگڑے کے معنی خراب اور تگڑے کو مہمل بتائے گا۔ بگڑے تگڑے کی اصل باغی طاغی ہے اور یہ عربی مبین ہے۔

عربی ہی ام الالسنہ یا سب زبانوں کی ماں ہے یعنی اسی کا مادہ لفظی تمام زبانوں کی علت مادی ہے اور بغیر اس کے دوسری زبانوں کے کلمات کی حقیقتوں کا جاننا ناممکن ہے۔ مثلاً دیا اور پنجابی دیوا اور سنسکرت دیوٹ اصل میں ضیاء ہے جو ضو سے ہے جس سے مراد روشنی ہے اور ضیاء روشنی کا ذریعہ ہے۔ خدا نے قرآن کو بھی ضیاء کہا ہے کہ وہی دنیا کی ظلمت میں روشنی کا ذریعہ ہوا ہے۔ توحید کے نور کو بھی اس نے پھیلایا اور وحشیوں کو بھی اسی نے انسان بنایا۔ ایسا ہی فارسی پدر اور سنسکرت پتر اصل میں فطر ہے جس کا فاعل فاطرؔ ہے جس معنی فطرتی خواص کھولنے والا ہے۔ انگریزی فادر بھی بمعنی باپ جو نسبتی کلمہ ہے فاطر ہی ہے۔ عیسائیوں کو اصل لفظ کے ترجمہ میں جو عبرانی میں بھی فاطر تھا، دھوکا لگا اور خدا کو باپ بنا، مسیح کو اس کا بیٹا کہا۔ اگر وہ اصلی کلمہ فاطر کے ترجمہ میں غلطی نہ کرتے تو خدا تعالیٰ کو ہی شئی کی فطرت کا کھولنے والا سمجھتے۔ مسیح کا باپ بھی اسی کو اور ایک ادنیٰ کیری کا باپ بھی اسی کو خیال کرتے۔

ؔ فاطر کے معنی ''الحمدللہ الذی فاطر السمٰوٰت والارض (فاطر: ۱)'' سے ظاہر ہیں کہ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کے اشیاء کے خواص کھولنے والا ہے۔

اب مسلمانوں کا حق ہے کہ اپنے اسلامی زبان عربی مبین لسان القرآن کی عظمت کا دنیا پر اظہار کریں اور باقی زبانوں کو شکست دے کر دنیا کو اسلام کی طرف راغب کریں، ناول یا فسانوں اور فضول شعر اشعار کی سر دردیوں کو بھی چھوڑ کر قرآنی کلمات کی تحقیقات میں قویٰ اور دماغ کو خرچ کریں۔ کیونکہ ان میں تمام علوم حکمت کے اسرار اور برکات اور سائنس کے تمام مشاہدات اور مسلمات مخفی ہیں۔ فضول اشعار بمنزلہ شراب ہیں جن میں فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہیں۔ شعراء اپنی حالت زار پر خود ہی شاہد عادل ہیں۔ قرآن اور اسلام سے دور اور صرف خیالی یار کے عشق میں چور، کسی کے آنے کی آرزو ہے یا یہ کہ ساقی لئے ساغر مشکبو ہے یا یہ تعیش اور غفلت کہ اگر اب کی باری شب وصل بولا، چھری اور مرغ سحر کا لہو ہے۔ پیرواں کا بھی یہی حال ہو بہو ہے۔ معشوقہ کے بل سے بل ملائے یا کل رخسار پر بل سے بل ہلائے بغیر ہی خیالی بلبل کو حسن و جمال کے چمن میں اڑاتے ہیں۔ کبھی سیب زنخدان سے شگفتہ کر کے دانہ خال پر گراتے ہیں۔ دانا بھی چاہ زنخدان میں گر کر ہی دکھاتے ہیں۔ ہمیشہ ماہ جبینوں کے سیاہ بال، خدوخال، قد وقامت اور خوش چال کے تصور میں عمریں گنواتے ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرنے کے لئے بھی اسی تصویر کو اشعار میں دکھاتے ہیں۔ انہی شاعروں اور انہی پیرواں کو خدا نے الف لام تعریفی سے آیت ''والشعراء هم الغاوؤن ''میں یاد کیا ہے۔ غاوؤن کے معنی اصل راستہ سے بھٹکنے والوں کے ہیں۔ پس ایسے شاعر جو اپنی نظموں سے اسلام کو زندہ کرتے ہیں۔ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں۔ اس پر حال زندہ دلیل ہے ''کسی نے یہ بقراط سے جا کر پوچھا۔ مرض تیری نزدیک نے کیا کیا، کہا دکھ جیا ٹھین نہیں کوئی ایسا، کہ جس کی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا، مگر وہ مرض جس کو آسان سمجھیں، کہے جو طبیب اس کو ہزیان سمجھیں'' پہلے فقرہ میں کے پوچھا، دوسرے میں ہے کیا کیا، تیسرے میں کوئی ایسا، چوتھے میں نہ پیدا، وزن فعول ہے۔ جس پر مسدس کی بنا ہے اور یہ چاروں بلحاظ اعراف ف وع فعول ایک دوسرے کے متضاد ہیں اور پانچویں اور چھٹے فقرہ میں جو تفہیم ہے نہ بہمین کا تکرار ہے لیکن پھر بھی یہ کمال ہے کہ اگر ہندوستان کے سارے شاعر مل کر بھی اس مضمون کو پورے کافیہ اور ردیف سے ادا کرنا چاہیں تو محال ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ شعر بازی صرف تک بندی کی قیل وقال ہے، قوم کا یہ حال ہے:

گھٹا سر پر ادبار کی چھا رہی ہے فلاکت سماں اپنا دکھلا رہی ہے
نحوست پس وپیش منڈلا رہی ہے چپ وراست سے یہ صدا آرہی ہے
کہ کل کون تھے آج کیا ہوگئے تم ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

اس میں پہلے چار مصرون میں رہی ہے، ردیف کا وزن ہے اور کمال یہ ہے کہ باوجود تکرار، دل کو ہلاتا جاتا ہے اور جس قدر بار بار پڑھو اتنا ہی لطف آتا ہے اور آخری دو دفعہ تم کا تکرار بھی کمال غیرت سے روح کو زندہ کر کے اسلامی محبت بڑھاتا ہے۔ اس مضمون کو بھی اگر مشاعر اور کافیہ ردیف سے ادا کرنا چاہیں تو محال ہے۔ پس ثابت ہوا کہ بعض وقت تکرار بھی ایک کمال ہے۔ سورہ رحمٰن میں ''فبأیّ الاء ربکما تکذّبان '' بھی اس پر شاہد حال ہے۔ حالی کو نظم میں کمال ہے اور مجھ کو نثر میں کمال ہے۔

اب ناظرین شروع پوائنٹ کی طرف رخ کریں اور ''مارا'' کی حقیقت کو سمجھ کر ان باتوں کا بھی خیال رکھیں۔

اوّل: جیسا کہ مارا میں تعجب کا اظہار ہے کسی واقعہ کے عدم جواز کو بھی ثابت کرتا ہے۔ جیسے عورتوں کو سیر کرا مارا میں اس طرف اشارہ ہے کہ سیر تو عورتوں کا بھی حق ہے، سفر وسیاحت ان کو بھی کرنا پڑتا ہے لیکن جوان خوش باش عورتوں کا کرشن مہاراج کی خاطر کھلا سیر نہ تو مومنات کی شان ہے اور نہ قادیان کے اسلامی کرشن کی شان ہے۔

دوم: مارا میں صنعت لفظی ہے۔ ذوق نے جو انڈیا کے شعراء کا سرتاج ہے، مارا کی صنعت پر فریفتہ ہو کر ۷ دفعہ اس کا تکرار کیا ہے جس سے ۶ بند نے مارا کی برکت سے اس کے دیوان کو ہی سجا مارا ہے:

کسی بے کس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا جو آپ ہی مر رہا ہو اس کو گر مارا تو کیا مارا
نہ مارا آپ کو جو خاک ہوا کسیر بن جانا اگر پارہ کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا
بڑے نوری کو مارا نفس امارہ اگر مارا نہنگ واژدھا وشیر نر مارا تو کیا مارا
نہیں وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دے کر جو اس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا
خطا تو دل کی تھی قابل بہت سی مار کھانے کے تری زلفوں نے مشکیں باندھ کر مارا تو کیا مارا
گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نہ کرنے میں اگر لاکھوں برس سجدہ میں سر مارا تو کیا مارا

سوم: مارا صنعت معنوی کا بھی مظہر ہے۔ مثلاً اشتہار اڑا مارا کا یہ مطلب ہے کہ اشتہار کو اپنی طرف سے اڑا کر دوسروں کو دیا اور لاکھ ہا روپیہ اڑا مارا کا یہ مطلب ہے کہ لاکھ ہا روپیہ دوسروں سے لیا اور مقویات پر اڑا مارا کا یہ مطلب ہے کہ روپیہ لغویات پر ضائع کیا۔ اب دوسروں کو دیا اور دوسروں سے لیا اور ضائع کیا تینوں مختلف معانی ایک ہی لفظ اڑا مارا کا نتیجہ ہے اور یہ صنعت معنوی ہے۔ ایسا ہی جب طاعون نے قادیان میں اٹھا مارا تو مرزا کی تاویل نے بھی اٹھا مارا، صنعت معنوی ہے۔ طاعون کا بھی بدن میں اٹھا ہوتا ہے جس کا نام طاعونی پھوڑا ہے اور مادہ کا بھی نر کے صحبت اور تصور سے اٹھا ہوتا ہے اور کسی تصور اور خیال کا بھی اسی وقت اٹھا ہوتا ہے جب اس کا کوئی محرک ہوتا ہے۔ اسی واسطے جب مرزا کے الہام کے خلاف طاعون نے اس کے مریدوں کی بداعمالی سے ان میں بھی اٹھا کیا تو مرزا کی نئی تاویل نے بھی اٹھا کیا۔ اٹھا کے ساتھ جوش قدرتی امر ہے۔

پس اٹھا مارا کے یہ معنی ہوئے کہ مرزا کی تاویل نے بڑے جوش کے ساتھ اٹھا مارا یہاں تک کہ ایک ایڈیٹر کے محققانہ اعتراض کو بھی گالیوں سے اٹھا مارا۔ یہاں اٹھا مارا سے یہ مطلب ہے کہ اعتراض کو گالیوں سے دور کیا۔ ایک ہی لفظ اٹھا مارا نے اپنی صنعت معنوی سے کتنے عجائبات کو دکھا مارا۔

چہارم: کوئی قوم سرسبز نہیں ہوتی جب تک اس کے خون اور زبان کی امتیاز نہیں اٹھتی۔ خودرائی ہی تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔ یہی شیطان کا پہلا فعل ہے جو ''انا خیر منہ'' سے ظاہر ہے۔ ہندوستانی اور پنجابی کا خون سانجہ ہے لیکن بولی میں دہلوی اور لکھنوی پنجابی پر فخر کرتا ہے۔ کھنڈ کی جگہ کھانڈ اور ددھ کی جگہ دودھ استعمال کرتا ہے اور کھنڈ اور دودھ کو ملانا عیب سمجھتا ہے لیکن پنجابی کھانڈ کو دودھ سے ملا کر خوشی سے استعمال کرتا ہے۔ اس لئے میں نے مارا کی مدد سے پنجابی کو بھی ہندوستانی سے ملا مارا۔

دیکھو لاش کو بھی خدا نے رلا مارا اور ہجوم نے مرزا کے بتائے ہوئے کلمات سے لاش پر رولا مارا، آگے بھی رولا مارا اور پیچھے بھی رولا مارا اور آریوں کو بھی رلا مارا اور احمدیوں کو رلا مارا۔ ان فقروں رولا مارا۔ یعنی ساتھی بنا مارا پنجابی ہے اور باقی اردو ہے۔ دہلوی اور لکھنوی اردو کی ایمان داری نہیں کہ پنجابی کو حرام سمجھ کر انگریزی کو ہضم کر لے۔ حالانکہ اپنی ذات کی بھی خبر نہیں کہ وہ کیا ہے۔

اردو اصل میں اری اور دو ہے۔ اری بمعنی دکھلایا گیا عربی ہے اس میں ی حذف ہے جیسا کی مضحل اصل میں مُضحِی محل ہے جس میں ی حذف ہے۔ جب انسان کا محل یا حالت قرار کسی صدمہ کے باعث ماضی ہو جاتی ہے تو اس حال کا نام مضحل ہے اور دو بمعنی دو فارسی ہے۔ پس اردو وہ ہے جس میں دو کا ذکر ہے اور اس پر اس کی ذات شاہد ہے کہ اس میں ار عربی اور دو غیر عربی یا عجمی ہے اور بیرونی شہادت خود انڈیا کی ذات ہے کہ وہ ہمیشہ محکوم رہا ہے اور محکوم نسبتی کلمہ ہے جو اپنے ساتھ حاکم کو چاہتا ہے۔

پس اردو حاکم و محکوم کی زبان ہے مسلمان بادشاہوں نے عربی اور فارسی سے اردو بنایا اور اب انگریز بادشاہوں نے انگریزی کو اردو سے خلط کر کے ایسا اردو بنایا کہ اگر اس سے انگریزی الفاظ نکال کر ملازم کو کسی محکمہ یا سٹیشن وغیرہ پر بھیجنا چاہو تو ناممکن ہے۔ جب ثابت ہے کہ اردو کی بانی فارسی ہے اور فارسی کی اصل عربی ہے۔ پس اعلیٰ اردو کے جاننے کا ذریعہ بھی عربی ہے اور یہ حقیقت کہ فارسی عربی سے بنی ہے، خود فارسی کے لفظ کے اندر داخل ہے۔ فارس کے معنی فراست والا ہے۔ فارسیوں نے اپنی فراست طبعی سے عربی میں بہت سا تصرف کیا ہے۔ مثلاً مادر میں ''ما'' بھی عربی ہے اور در، دری کا بگاڑ ہے جس کا مفہوم کسی شئی کی حقیقت کے اندر پورا داخل ہونا ہے اور یہ ''**ما تدری نفس ما ذا تکسب غدا**(لقمان: ۳۴)'' سے ظاہر ہے کہ کسی نفس کو بھی کل کے نیک و بد کی بالتفصیل خبر نہیں ہے۔ جب اہل فارس اپنی فراست سے معلوم کیا کہ بچہ کی ماں ہر وقت اس کو مائیت یا پلانے کی حالت کے اندر رکھتی ہے کبھی دودھ اور کبھی دوا پلاتی ہے تو انہوں نے ماں کا نام مادر رکھ دیا۔ انگریزی مادر بھی یہی ہے اردو اور پنجابی ماں بھی یہی ہے۔ ماں کے ساتھ ماننا قدرتاً لازم ہے۔ اس لئے مان بھی ماں کی شکل میں ہے۔

گورنمنٹ انگلشیہ بلحاظ مائیت ماں ہے جس نے تمام انڈیا کو پانی پلا کر ویرانوں کو بھی بہشت بنا دیا اور جا بجا علمی نہروں کو بھی چلا دیا اور ولائت سے دوادارو بھی منگوا کر رعایا کو پیارے بچوں کی پلا دیا۔ اس لئے رعایا پر اس کا حکم ماننا بھی لازم ہو گیا۔ مان میں ن بمعنی مد ہے اور یہ ''**ن و القلم**(القلم: ۱)'' سے ثابت ہے کہ ن کے خاصہ ذاتی کو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ ''**مافرطنا فی الکتاب من شئ** (الانعام: ۳۸)'' کہا میں نے اپنی کتاب میں کسی

جزوی حقیقت کو بھی نہیں چھوڑا بعلامت ''مد'' اس کی پیشانی پر لکھ دیا ہے اور اس کی ذات کو بھی محض مد ہی قرار دیا ہے جس کا تلفظ ن سے شروع ہو کر ن پر ختم ہوتا ہے۔ اسی واسطے خوردن نوشیدن میں دائمی مد ہے۔ جو بغیر صیغہ ماضی مضارع یا حال ٹوٹ نہیں سکتی ہے۔ ہر ایک عربی کا کلمہ کا آخری نون اپنی مد سے ماقبل حرف علت کو جو دوسرے حرف کی آواز ظاہر کرنے کا باعث ہوتا ہے یا بغیر اس کے دوسرا حرف آواز ہی نہیں دیتا ہے معہ اس کے ساتھی کے، آواز میں لمبا کر کے راگ کا ایسا رنگ دکھاتا ہے کہ روحانی روگ دور ہو جاتا ہے۔

''ولمن خاف مقام ربّہ جنّتان فبأیّ الآء ربّکما تکذّبان (الرحمن: ۴۶، ۴۷) ''اس میں تا اور با دونوں کا آوازن کی مد سے نہایت لطیف اور دل کش آواز میں کھل گیا ہے جس سے یہ راز بھی کھل گیا ہے کہ عارف کے لئے دنیا بھی ایک بہشت ہے۔''نصیب برحمتنا من نشاء ولا نضیع اجر المحسنین ولاجر الأخرة خیر اللذین آمنوا و کانوا یتقون (یوسف: ۵۶، ۵۷) ''اس میں نی اور قو کا تلفظ نون کی مد سے لطیف آواز میں کھل گیا ہے جس سے یہ راز بھی کھل گیا ہے کہ خدا تعالیٰ دنیا میں بھی نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ہے اور یقیناً آخرت کا اجر ایمان داروں اور متقیوں کے لئے بہت ہی بڑھ کر ہے۔

فارسی زبان حقیقت لفظی کے اظہار سے بغیر مد و عربی قاصر ہے اس لئے فارسیوں نے بعض حقیقتوں کے اظہار کے لئے بعض جگہ ن کی مد کو گرا دیا ہے جس سے اردو میں بھی جو انڈیا میں فارسی حکومت کا نتیجہ ہے یہی قاعدہ ہو گیا ہے۔ جہاں اور جہان ایک ہی کلمہ ہے جہاں سے مراد کوئی جگہ ہے اور جہان جس میں ن کی مد ہے ہر جگہ پر حاوی ہے۔ اسی قاعدہ سے میں نے بعض جگہ مثلاً سوال نمبر ۲۶ میں ن کی مد کاٹ کر بعض حقیقتوں کا واقعی اظہار کیا ہے۔ مریدوں اور عزیزوں کی جانوں کو بھی قربان کیا، اگر قرباں کا نون پوری مد کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ مطلب ہوگا کہ سنوسی الاعظم نے مریدوں اور عزیزوں کی جانوں کو قربان کر دیا اور یہ غلط ہے۔ کیونکہ وہ ابھی قربان کر رہا ہے اور تا فتح کرے گا اور کیا مرزا کے مہدی ہونے کا یہی نشان تھا کہ اس نے مسلمانوں کو کافر بیان کیا۔ اگرچہ اس جگہ نون کو مد سے پڑھا جائے تو یہ مطلب ہوگا کہ مسلمانوں کے ساتھ کفر بھی لازم تھا جس کو مرزا نے بیان کیا۔

اضافت، نسبت الحاق بھی ن کی مد کو دور کر کے غنہ کرتا ہے جس سے مغنی یا راگی بھی اپنی آواز کو عورت کی طرح نیچے گرا کر اور ہجوم کو اوپر چڑھا کر گناہ کرتا ہے۔ راجہ جہانداد خان صاحب مکاں ج کی ان تینوں حقیقتوں کو بیان کرتا ہے لیکن عبدالرحمٰن بمع عبدالمنّان اس کا رد کرتا ہے کیونکہ ان کے ذاتی ناموں میں جو اپنی شدّوں میں خفت نہیں چاہتے فرق آتا ہے۔

جب مجھ کو معلوم ہوا کہ فارسی عربی سے بنی ہے اور اردو کو بنانے والی ہے اور انگریزی اس کو بڑھانے والی ہے تو میں نے عربی کی مدد سے جو الٰہی زبان ہے اور تمام زبانوں کی ماں ہے، نیا ہی اردو دکھا مارا اور مارا کی حقیقت کو بھی ''یوم تمور السماء مورا (الطور: ۹)'' سے اڑا مارا اور جس پوائنٹ کو شروع کیا تھا اسی کو آمارا[1]۔

احمدیوں کو خاص نوٹس

مرزا کی تردید کے بعد اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فرقہ احمدیہ جو عموماً حنفی، وہابی، شیعہ اور نیچری خیالات کو رد کر کے قائم ہوا ہے۔ اگر مرزا سے پھر جائے تو کدھر جائے۔ کیونکہ (الف) عیسیٰ کی موت کا یقین کر کے پھر اس یقین کو بدلنا موت ہے۔ (ب) غیر احمدی صرف موہومی امید پر عیسیٰ کے منتظر اور احمدی مرزا کو عیسیٰ مان کر بادشاہت کے منتظر۔

[1] آج کل یورپ کی تہذیب تالی ہے جو کسی اعلیٰ مضمون کے کسی پوائنٹ پر اظہار خوشی میں بجائی جاتی ہے۔ یہ اسلام میں منع ہے۔ اس کی جگہ مرزا کو ہر واقعہ صحیحہ کے آخری کلمہ کی جس سے مارا ملحق ہے، تصدیق کافی ہے۔ اس کا یہ طریق ہے کہ مسلمان جن کو احمدی کافر اور جہنمی قرار دے کر ستاتے اور جلاتے ہیں۔ کبھی کبھی مجلس کر کے کسی خوش آواز لڑکے کو مرزا کے صحیح واقعات پڑھنے کے لئے کھڑا کریں اور چند اور کو ہر واقعہ کی تصدیق کے لئے مارا کے دہڑہ کے دہرانے کا حکم دیں۔ مثلاً جب پڑھا جائے تازہ وحی نے کوئی نہ کوئی مشکوفہ اڑا مارا تو معاً تصدیق کے لئے پکارا جائے، اڑا مارا علیٰ ہذا القیاس۔ تازہ وحی نے مرزا کی عمر کو بڑھا مارا پر بڑھا مارا اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان کی وحی نے گھٹا مارا، پر گھٹا مارا اور ''فاذا جاء اجلھم'' کی حقیقت کو دکھا مارا، پر دکھا مارا وغیرہ۔ یہ وہ طریقہ ہے جس میں نے مرزا اور مرزائیوں کی تکفیر اور گالیوں سے جلے ہوئے دلوں پر آب حیات چھڑکا مارا اور تا ابد فرقہ احمدیہ کی فلموں کو چھین کر مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی قلموں کو گرا مارا اور ''لا یحیق المکر السیئ الا باھلہ'' کی حقیقت چاہ کندہ را چاہ در پیش کو دکھا مارا۔ ''سبحانک ما اعظم شانک'' میں نے کیا دکھا مارا۔ تیرے فضل نے ہی جو دکھانا تھا دکھا مارا۔

(ج) باقی فرقوں میں یہ التزام نہیں کہ وہ کسی شخص کے پیچھے لگ کر اپنے تمام افراد کی مجموعی طاقت کو ایک مرکز پر چلا سکیں۔ لیکن احمدیوں میں یہ التزام ہے کہ اپنے امام کے ایک ہی حکم سے اپنی مجموعی طاقت کو ایک جا جمع کر سکیں۔ (د) باقی فرقوں میں احمدیوں کی طرح نماز کا بھی التزام نہیں جس کے باعث ان کے بہت سے افراد نماز نہیں پڑھتے ہیں اور احمدی ''کل جدید لذیذ'' سے نمازوں میں اپنے مقاصد کے لئے گریہ زاری کرتے اور تہجد بھی خصوصاً پڑھتے ہیں۔ (ہ) تبلیغ اسلام میں وہ اپنے تئیں اوّل نمبر سمجھتے ہیں۔ ان کے رسالے انگریزی ترجمہ ہو کر مختلف ولائتوں میں جاتے ہیں۔ (د) حمایت اسلام میں بھی وہ اپنا قدم سب سے آگے رکھتے ہیں۔ عیسائیوں اور آریوں کو بھی گالیوں سے ان کے گھر تک پہنچاتے ہیں اور قرآن کو بھی گو برائے نام اپنا دستور العمل دکھاتے ہیں۔ (ز) ہر وقت اپنی جماعت کو بڑھانے کے لئے مذکورۃ الصدر خوبیاں بتاتے اور مسیح کی وفات ثابت کر کے مرزا کو عیسیٰ بناتے اور داؤ لگ جائے تو منواتے اور اسی طرح اپنا سلسلہ روز بروز بڑھاتے ہیں۔

اب سچ ہے اگر احمدی جو اپنے تئیں بیدار اور ہوشیار اور دوسروں کو خوابیدہ اور مردار خیال کرتے ہیں۔ مرزا سے پھر جائیں تو کدھر جائیں؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اصل فرقہ محمدی ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی خطاب دیا ہے اور یہ ''محمد رسول اللہ والذین امنوا معہ (الفتح: ۲۹)'' سے ثابت ہے۔ معہ اور محمدی کا ایک ہی مفہوم ہے۔ ہر ایک نسبت معیّت سے پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی وغیرہ سے ظاہر ہے۔ انگریزوں نے مختلف فرقوں کا نام بلحاظ عمومیت محمدی ہی رکھا ہے۔ فرقوں کے بنانے والوں نے بھی اپنے تئیں محمدی کہا ہے اور خود مرزا بھی محمدی رہا ہے۔ الہام ''پائے محمدیاں بر مینار بلند تر محکم افتاد'' سے ثابت ہے کہ مرزا بھی اصل میں محمدی اور اس کی جماعت بھی محمدی ہے۔ مرزا نے ساری عمر ایک دفعہ بھی اپنے تئیں احمدی نہیں کہا اور نہ لکھا اور یہ سب کو معلوم ہے۔ پس احمدیوں کو اپنے تئیں محمدی کر لینا نہایت موزوں ہے اور یہ ایسا خطاب ہے کہ اس کو سب مختلف فرقوں سے یکساں نسبت ہے اور بڑھ کر یہ خوبی ہے کہ خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ خطاب ہے اور سب خطابوں حنفی، وہابی، شیعہ، احمدی، شافعی، مالکی، حنبلی، چشتی، قادری، قلندری وغیرہ سے افضل ہے اور ہر ایک اسی کے ذیل میں ہے۔ اسی کی برکت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب کہ نہ کوئی حنفی تھا نہ شافعی

وغیرہ اپنی نیشنلٹی یا قومیت کا شیرازہ منسلک کیا اور جب مختلف نسبتوں نے محمدی نسبت میں تفرقہ کر کے مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا تو اسلام اپنے عروج سے گر پڑا اور جب کبھی غیروں کا اسلام سے مقابلہ ہوا تو مسلمانوں نے محمدی نسبت سے ہی اکھٹے ہو کر ان کا مقابلہ کیا۔ اب جنگ طرابلس میں بھی یہی معاملہ ہوا کہ مختلف فرقوں نے نسبتی جھگڑوں کو چھوڑ کر ''اشدآء علی الکفار رحمآء بینھم'' سے محمدی نسبت کا ہی ثبوت دیا۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ احمدیوں کو مرزا کے مذہب سے غرض رکھنی چاہئے یا اس کے ذات سے، اس کی ذاتیات کا حال تو میں نے عجیب سوالات میں مفصل دکھا دیا بلکہ اس کا الگ فوٹو بھی بنا دیا اور اسی میں سب حال اس کا بتا دیا۔ اب اس کا مذہب دیکھو بار بار قرآن اور سنت نبوی کو اپنا مذہب قرار دیا اور تمام صحیح حدیثوں کا سرچشمہ بھی قرآن ہی کو کہا اور کسی کتاب حدیث کو دستور العمل نہیں کیا۔ بخاری کی نسبت بھی کہا کہ مجھ کو اس کی ضرورت ہی کیا۔ ہر علمی میدان کو قرآن سے جیتا اور اس پر یہ ایمان تھا کہ اس میں کسی دینی اور دنیوی حقیقت کو جس کا انسان کے لئے جاننا ضروری تھا، نہیں چھوڑا گیا۔

دوم: سب فرقوں کا اصولی مذہب عمل بالقرآن ہے، خواہ بالواسطہ حدیث ہے یا بواسطہ فقہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ترقی کا راز یہ تھا کہ ہر ایک عامل بالقرآن تھا جس کے باعث سنت نبوی میں بھی ان کا اختلاف نہ تھا۔ سب کا طریقہ نماز ایک ہی تھا اور ہر ایک شخص دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ لیتا تھا۔ حج، زکوٰۃ، روزہ، کلمہ توحید میں تو اب بھی مسلمانوں کا باوجود تفرقہ چنداں اختلاف نہیں دیکھا جاتا۔ پس مرزائی بھی مرزا کی ذاتیات کو چھوڑ کر عامل بالقرآن کہلائیں اور احمدی نسبت سے جس میں صرف مرزا کی صورت نظر آتی ہے نکل جائیں اور محمدی نسبت میں جس میں محمد رسول اللہ کی شکل نظر آتی ہے داخل ہو جائیں۔

اب تیسرا سوال مجھ پر وارد ہوتا ہے کہ جب میں مرزا سے پھرا اور پھر پھرا تو میرا مذہب کیا ہوا، اس کا جواب یہ ہے کہ میرا مذہب وہی ہے جو مرزا کا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ مجھ کو قرآن میں احمد کہا اور آنحضرت کو محمد کہا اور الہام میں مجھ کو عیسیٰ کہا اور اپنے وعدہ ''جاعل الذین اتبعوک الخ'' سے میری جماعت کو فوق دینا چاہا تو تمام محمدیوں کو مسیح کے یہودیوں کی طرح ملعون سمجھا اور اپنی جماعت کا نام احمدی رکھا۔ بعض کا خیال ہے کہ احمد

سے مراد رسول خدا ہے جو کمزوری کے زمانہ میں جمالی صفات کا مصداق تھا۔

یہ توجیہہ غلط ہے کیونکہ مرزا کا یہ دعویٰ نہ تھا کہ میرا فرقہ ہمیشہ کمزور رہے گا۔ جس کے باعث اس کا احمدی ہونا لازم ہوا۔ اگر احمدی میں کلمہ احمد رسول خدا کی طرف منسوب ہوتا تو مرزا بھی خوشی سے اپنے تئیں احمدی کہتا بلکہ اس کا یہ خیال تھا کہ ''انّی مبشرٌ برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد'' میں خدا نے مجھ کو ہی احمد کہا اور میری ہی جماعت کو عیسیٰ کی جماعت کی طرح غلبہ دینا چاہا۔

جب مرزا نے اپنے تئیں ہی احمد سمجھ کر اپنی جماعت کا نام احمدی رکھا تو میں نے اس کی اس خودغرضی سے بیزار ہو کر خط کے ذریعہ اور خاص ملاقات سے بھی اس کی غلطیوں کو ظاہر کیا۔ لیکن جب اس نے نہ مانا تو میں نے اس کی تردید میں رسالہ ''حقیقت المہدی'' شائع کیا اور اس تہذیب سے لکھا کہ اس کی پیشانی پر احمدیوں کو نوٹس دیا کہ اگر کسی نے مرزا کے حق میں ایک کلمہ بھی خلاف تہذیب ثابت کیا تو سو روپیہ اس کی نذر ہوگا۔ جواب تو کسی نے نہ لکھا لیکن ایک لنگڑے امام (عبدالکریم سیالکوٹی) نے الحکم میں صرف یہ لکھ دیا کہ اس شخص میں شیطانی رگ کا کچھ حصہ رہ گیا، جس کے باعث اتنا قرب پا کر پھر گیا۔ میں نے بھی کچھ ایسا جواب دے کر خاموش کر دیا کہ جب مجھ میں شیطانی مادہ تھا تو خدا کے ملہم نے کیوں اپنی جان سے پیاری بیوی کو تین بار بٹالہ میرے گھر بھیجا اور کیوں دو دو تین تین راتیں اس کو میرے ہاں رہنے دیا اور کیوں مجھ کو ہی ہمیشہ بیوی صاحبہ اور اس کے ہم جولیوں کے ریوڑ کی ہوا خوری کے لئے مقرر کیا اور کیوں مجھ پر اعتبار کیا کہ میں نے مغرب کی نماز کے بعد بھی سیر کی شوقینوں کو باغ کی سیر سے سیر کرایا۔

حقیقت مہدی کی پوری حقیقت کو صرف لائق ایڈیٹر پیسہ اخبار نے ہی سمجھا جس کے ریویو کا پہلا فقرہ گھر کا ''بھیدی لنکا ڈہاوے'' بہتوں کو متوجہ کر گیا لیکن مولویوں نے اس پر توجہ کو مبذول نہ کیا کیونکہ میں نے اس میں جیسا کہ مرزا کو مولویوں کی تکفیر سے روکا۔ مولویوں کو بھی مرزا کی تکفیر سے روکا۔ ندوۃ العلماء کے جلسہ عام میں جو امرتسر ہوا بڑے بڑے مولویوں کے آگے ایک اشتہار بھی پیش کیا کہ آخر مرزا بھی کلمہ گو ہے۔ کیونکر انہوں نے اسلام سے خارج سمجھا۔ اس پر بھی مولویوں نے نوٹس نہ لیا بلکہ وفات مسیح کا قائل ہونے کے باعث

مجھ کو بھی نیم مسلم سمجھا لاجرم سوسائٹی کی خواہش سے جو قدرتاً انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ مجھ کو مرزا کی جماعت کی طرف عود کرنا پڑا۔ نیچریوں کی طرف اس لئے نہ جاسکا کہ انہیں آزادی کے باعث صوم وصلوٰۃ کا التزام نہ دیکھا اور مولوی عبداللہ چکڑالوی کی طرف اس واسطے نہ گیا کہ اس نے بھی عیسیٰ کو ابھی تک کسی پہاڑ کی غار میں چھپا ثابت کیا۔

جب میں مرزا کی طرف آیا تو ان مریدوں نے جن کے سفر قادیان میرا گھر ہوٹل تھا اور جن کی بیویوں نے بھی اسے سفر میں ریفرشمنٹ روم سمجھا۔ میری طرف کچھ التفات نہ کیا جس سے میں نے ثابت کیا کہ انہوں نے مرزا سے اعلیٰ اخلاق کو حاصل نہیں کیا۔ اس نفاق سے بیزار اور ساتھ ہی زیر بار ہوکر سرکار سے سندھ حیدرآباد میں ۱۲ر مربعہ اراضی کا عطیہ حاصل کیا۔ پانچ سال کے بعد پھر قومی محبت نے جوش مارا اور دو ہزار سالانہ پیداوار کو چھوڑ کر بٹالہ چلا آیا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب کہ مرزا نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کے الہاموں کے مطابق وفات پاکر آسمانی نکاح کو جس کی تادم مرگ امید تھی، جھوٹا کیا جس سے باقی الہام ''الفوق معک والتحت مع اعدائک'' اور ''انّی مھین من اراد اھانتک'' وغیرہ کا بھی خاتمہ ہوا۔ میں مرزا سے اس لئے پھرا کہ اس نے سوا اپنے کل امت محمدیہ کو کافر کہا اور ان کو جہنمی قرار دے کر ان کے جنازہ کو بھی لعنت کا محل سمجھا اور پھر اس لئے پھرا کہ اس کے مریدوں نے نفاق سے بیزار کیا اور مرزا بھی اپنے الہاموں سے دو ہی دفعہ پھرا۔ الہاموں کی بنا پر مجدد بنا، پھر پھر کر عیسیٰ اور مہدی بنا اور پھر پھر کر نبی بنا۔ میں نے اپنے تئیں کبھی احمدی نہیں کہا۔ بلکہ ہمیشہ محمدی رہا اور مرزا بھی محمدی تھا۔ اس نے کبھی اپنے تئیں احمدی نہیں کہا۔ اس نے سنت نبوی کو رہبر کیا اور عامل بالقرآن ہوا۔ میرا مذہب بھی ہمیشہ یہی رہا جو میں نے مرزا سے ہی سیکھا بلحاظ بیعت بھی مرزا سے میرا روحانی تعلق نہیں ٹوٹا۔ سب سے بڑی اور اصلی شرط پر جو تمام شرطوں پر مہیمن ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ گو مرزا نے خود عمل نہیں کیا لیکن میں نے ہمیشہ اس کو عمل میں رکھا۔ اس پر میری سوانح عمری کا فوٹو ہی گواہ ہے جس کو میں نے اوپر ایک عجیب رنگ میں ظاہر کیا۔

اب احمدی بھی مرزا کی بیعت کی اصل شرط کا جو تمام شرطوں کی ماں ہے، عملی ثبوت

دیں۔ ہر ایک سوال کو غور سے پڑھیں اور بار بار پڑھیں۔ جب جواب سے لاجواب ہو کر یقین کریں کہ اصل واقعات جن پر سوالات کی بنا ہے، صحیح ہیں تو مرزا کی طرح خود بھی محمدی اور عامل بالقرآن ہو کر اس کی نبوت اور ذاتیات کو چھوڑیں اور اصول دین میں عام مسلمانوں سے اتفاق کریں۔ مرزا جب مجدد تھا تو اس نے پیروان کو بھی محمدی رکھا اور خود بھی عامل بالقرآن رہا۔ اس وقت مسلمانوں کو مرزا اور اس کی جماعت سے کچھ تعارض نہ ہوا۔ رفتہ رفتہ اس کی الہامی بے اعتدالی نے اس کے محمدی رشتہ اور عمل بالقرآن کو جو اس کے سلسلہ کے لئے بمنزلہ جگر اور دل تھے، بیمار کر دیا اور آج اسی ڈاکٹر کی طرح جس نے شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے اندرونی ورم کو چیر کر جگر اور دل کو صاف کیا جس سے سارا وجود ہی صحیح سلامت ہو گیا۔ میں نے بھی مرزا کے سلسلہ کے اندرونی مواد کو دور کر کے اس کا سارا وجود ہی صحیح اور صاف کر دیا۔ وہی جماعت ہے اور وہی سنت اور وہی قرآن ہے جس پر مرزا خود عامل رہا ہے۔ باقی جھگڑا کہ وہ مسیح موعود تھا یا اس کے ہاتھ سے انگریزوں کا خاتمہ تھا یا وہ ملہم تھا، مہدی تھا، نبی تھا وغیرہ قبر میں ساتھ لے گیا اور جو کچھ کتابوں میں چھوڑ گیا اس کو عجیب سوالات نے خاک میں ملا دیا۔ یہ احمدیوں پر ابتلاء ہے۔ لیکن ابتلا ہی مقبول ہونے کا ذریعہ ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے ابتلاؤں سے ہی خلیل کیا۔ رسول اکرم ﷺ کو بھی ابتلاؤں سے ہی حبیب کیا۔ احمدیوں کے صدق کی شناخت کا یہی موقعہ ہے اگر کسی نے دین کو دنیا پر مقدم کر کے حق کو قبول کر لیا تو واقعی وہ خدا کے مقبولوں میں داخل ہو گیا۔

تتمّہ

عجیب سوالات میں مرزا کی ذاتیات پر کوئی حملہ نہیں، صرف صحیح واقعات کا اظہار ہے اور کمال یہ ہے کہ مرزا کے سب مسلّمات کا اقرار ہے اور یہ وہ طریقہ علم کلام ہے جس میں نہ بحث کی ضرورت ہے اور نہ کوئی تکرار ہے۔ احمدیوں کی کشش کا یہ اسرار ہے کہ ان کا کوئی رسالہ ہے یا اخبار ہے اس میں خصوصاً وفات مسیح پر للکار ہے اور غیر احمدیوں کے لئے حیات مسیح علیہ السلام کا ثابت کرنا نہایت دشوار ہے۔ میں نے وفات مسیح سے ہی ثابت کیا ہے کہ جب مسیح مر چکا ہے تو مرزا کس طرح مسیح موعود ہونے کا حق دار ہے۔ آج کل جو بحث مباحثات کا طریقہ گالی گلوچ سے مملو اور ناخوش گوار ہے، اس کی یہی وجہ ہے کہ ایک فریق کو دوسرے فریق

کے مسلمات کا انکار ہے۔اب بہ سبیل ''تعاونوا علی البرّ والتّقوی ''اس رسالہ کے ساتھ مسلمانوں کی امداد درکار ہے۔اس میں ایک ایک سوال بمنزلہ توپ خانہ اور ایک ایک فقرہ بمنزلہ بندوق، نیزہ اور تلوار ہے اور اس کے ساتھ حق کی ایسی تیز رفتار ہے کہ اس کے آگے مرزا کا ہر ایک دعویٰ فرار ہے۔لہٰذا عجیب سوالات کی اشاعت ہر جا درکار ہے۔خواہ گھر ہے یا باہر یا بازار ہے۔باسمجھ بچے بھی ان کو یاد کریں، ان میں عام کلام کی بہار اور ایک ایک سوال دینی صداقتوں کا چشمہ یا گلزار ہے۔

آخر احمدی بھی اگر مرزا کی نبوت کا انکار کر دیں اور اسی دیگر مصلحین کی طرح ایک مصلح تصور کر کے آنحضرت ﷺ کا اک غلام قرار دیں تو اس میں آنحضرت ﷺ کی ہی شان اور عظمت کا اظہار ہے۔احمدیو! اس وقت مسلمانوں کو صلح درکار ہے، تفرقہ قومی سے اب ہر ایک کا دل بے قرار ہے۔''لا تفرّقوا ''پر غور کرو خدا بھی تفرقہ سے بے زار ہے۔ ''الصلح خیر ''خیر سے صلح ہی ڈھونڈو بغیر صلح ہر ایک سلسلہ بے کار ہے۔مسلمانوں کا تفرقہ مذہبی ہی باعث ادبار ہے۔

عزیزو! مساوی سطح پر آؤ مسلمانوں سے کیوں اس قدر نفرت کہ جنازہ پر بھی انکار ہے۔قرآن نہیں تو پیام صلح ہی دیکھو جس میں ہندوؤں تک بھی صلح کے لئے کرشن اوتار کی چھنکار ہے اور مسلمانوں کی صلح تو صرف کلمہ کا ہی باہمی اقرار ہے۔غیر قوموں کے زندہ ہونے کا باعث یہ ہے کہ ان کا ہر فرد صلح میں ہوشیار اور ایک دوسرے کا غم خوار ہے اور مسلمانوں کے مردہ ہونے کا یہ باعث ہے کہ اب ان میں نہ پہلی الفت ہے، نہ ایثار ہے۔

عزیزو! اگر تم یہ کہو کہ ہر ایک غیر احمدی ہم سے برسر پیکار ہے تو تم اصولی اختلاف کو چھوڑ کر دیکھو کہ پھر کس طرح ہر ایک تمہارا یار اور دلدار ہے۔مرزا کے پہلے دعویٰ مجددیت کی طرف دیکھو اس پر نہ کوئی لعنت ہے نہ تکرار ہے لیکن جب سے مرزا نے اپنے نبوت کے منکرین پر لعنت اور پھٹکار شروع کی تو اس کا جواب بھی لعنت اور پھٹکار ہے۔

والسلام علیٰ من التبع الھدیٰ!

عبدالعزیز زمیندار بٹالہ

مؤرخہ ۱۵/اکتوبر ۱۹۱۲ء

چودھویں صدی کا نبی

جناب محبوب علی رحمانی (مونگیر شریف)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قادیانیو! اگر حیا ہے تو آؤ کسی مجمع میں بخاری کھول کر دکھاؤ کہ کس جگہ تمہارے نبی کی حوالہ دی ہوئی روایت ہے۔ اور قرآن کھول کر بتاؤ کہ اس میں کہاں تمہارے نبی کا حوالہ دیا ہوا مضمون ہے۔ اور اگر یہی نہیں دکھا سکتے ہو تو جھوٹے کی نبوت ثابت کرنے کے لئے مباحثہ کیا کرو گے؟ ''ان لم تستحی فاصنع ما شئت''

حضرات اہل اسلام!

ہندوستان کی بے دینی جس حد تک پہنچ گئی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ کوئی نبوت کا دعوی کرتا ہے، کوئی خدائی کا دعوی کرتا ہے۔ غرض اپنے منہ میاں مٹھو جو جس کے دل میں آتا ہے کہتا ہے اور کرتا ہے۔ ان بے ایمانوں نے دین کو پارہ پارہ اور اسلام کو تباہ کرنے کا پورا ارادہ کر لیا ہے اور پھر اس پر لطف یہ ہے کہ اس دہریت اور نیچریت کے زمانے میں بعض مسخرے ان کے متبع جو اور بھی ان کا حوصلہ بڑھاتے ہیں اور اندھیر کہ خدائی اور نبوت کا دعوی کرنے والوں کو بھی کچھ احمق پیرو مل ہی جاتے ہیں۔ اسی بھروسے پر قادیانی نبی کی امت نے کلکتہ میں مسلمانوں کے گمراہ کرنے ارادہ کیا ہے یہاں ایک انجمن قائم کی ہے اور ان کی طرف سے ایک چیلنج شائع کیا ہے جس میں علمائے اسلام کو مخاطب کیا گیا ہے۔ چند علمائے عظام وصوفیائے کرام کو اس طرح مباحثہ کے لئے چیلنج دیا ہے مگر ایک پخ لگا دی ہے تقریری مباحثہ نہ کریں گے۔ یہی ان کی چال کی باتیں ہیں جس سے یہ ہمیشہ دھوکہ دیا کرتے ہیں۔ کیونکہ تحریری مباحثہ تو عمر بھر ختم نہیں ہوسکتا۔ اپنے اپنے گھر بیٹھ کر گالیاں بکتے رہتے ہیں نتیجہ کیا۔ مرد ہو تو مقابلہ میں آؤ۔ فیصلہ کے لئے غیر کو مقرر کرو اور لکھ دو کہ اس کے فیصلہ کو تسلیم کریں گے۔ اگر زیادہ احتیاط منظور ہو تو کچہریوں کے مباحثہ کی طرح دونوں تقریریں غیر شخص قلمبند کرتا جائے جس سے کسی کو مکرنے کا موقع نہ ملے۔ مگر میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ قادیانی جھوٹی اشتہاتی بازیوں کے سوا نہ مقابلہ میں کہیں آسکے ہیں نہ اب یہاں آئیں گے۔ یہ چیلنج

ان کا صرف معمولی دھوکہ ہے۔ وبس۔

ان سے کوئی پوچھے کہ ایسی بدیہی غلط دعوی کے لئے مباحثہ کی ضرورت کیا ہے ظاہر ہے کہ آسمان وزمین ٹل جائے زمین کا قلابہ آسمان سے ملا دیا جائے۔ مگر کیا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک طاغی اور جھوٹا شخص نبی ہو جائے اور اگر جھوٹا شخص بھی نبی ہو سکتا ہے تو ایسی نبوت پر تف ہے۔

مرزا ایسا جھوٹا شخص تھا جس نے قرآن پاک، بخاری شریف اور دوسری مشہور کتابوں کا بالکل جھوٹ حوالہ دیا ہے۔ مرزائی، مرزا قادیانی کے معجزات ثابت کرتے پھرتے ہیں کیا خدا کی شان ہے کہ جھوٹوں سے بھی معجزات ظاہر ہوتے ہیں۔ میں مرزا قادیانی کے صریح جھوٹ ذیل میں صحیفہ رحمانیہ سے نقل کرتا ہوں۔ پہلے مرزائی اس کو غور سے پڑھ لیں تب علمائے اسلام سے مباحثہ کرنے کی بات کریں۔

دیکھو (اربعین نمبر ۳ ص ۱۷ خزائن ج ۱۷ ص ۴۰۴) میں مرزا لکھتا ہے۔ ''لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشین گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی۔ اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔'' کوئی پوچھے کہ قرآن پاک میں یہ مضمون کس پارہ اور رکوع میں ہے اور حدیث کی کس کتاب میں ہے۔ اور اگر نہیں ہے تو جو شخص قرآن اور حدیث کا اپنے جھوٹے دعوی کے ثبوت میں ایسا غلط حوالہ دے کیا وہ نبی ہو سکتا ہے؟ تو یقیناً اس جھوٹے نبی سے ہم بلا نبوت اچھے ہیں۔ کیونکہ خدا کے اس قول پر ایمان رکھتے ہیں کہ: ''لعنت اللہ علی الکاذبین''

(اربعین نمبر ۳ ص ۹ خزائن ج ۱۷ ص ۳۹۴) میں فرماتے ہیں: ''مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنے کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا

کہ وہ اگر کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا۔ کیونکہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کون کاذب تھا'' چونکہ یہ بھی محض جھوٹ ہے نہ مولوی غلام دستگیر نے ایسا لکھا اور نہ مولوی اسماعیل نے۔ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ دونوں صاحبوں کی کتابوں میں دکھلاؤ مگر کوئی مرزائی اس کا جواب نہیں دیتا ہے۔ دعاء مرزا میں جو عین جلسہ مناظرہ مونگیر میں شائع کی گئی تھی جس کو یہ ساتواں سال ہے۔ پانچ سو روپیہ کا چیلنج دیا ہوا ہے کہ جو مرزائی مذکورہ بالا مضمون دونوں مولوی صاحبوں کی کتابوں میں سے دکھلاوے، وہ مبلغ پانچ سو مجھ سے انعام لے۔ جلسہ مناظرہ میں مرزائی جماعت کے بڑے بڑے علماء تھے مگر صدائے برنخواست۔

مرزا قادیانی (شہادت القرآن ص ۴۱ خزائن ج ۶ ص ۳۳۷) میں لکھتے ہیں: ''اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہے۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانے میں بعض خلیفوں کے نسبت خبر دی گئی ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی: ''ھذا خلیفۃ اللہ المھدی'' اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے لیکن وہ حدیث جو معترض نے پیش کی علماء کو اس میں کئی طرح کی جرح ہے اور اس کی صحت میں کلام ہے۔'' اس زور شور سے بخاری کا حوالہ ہے مگر ذرا ان بے شرموں سے پوچھو کہ صحیح بخاری کے کس صفحہ اور کس باب میں یہ حدیث ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ایسی صریح کذب بیانی کے ساتھ مرزا کے دعویٰ کے ثبوت عدم ثبوت پر بحث کی ضرورت باقی رہتی ہے؟

المشتہر: محبوب علی رحمانی عفی عنہ

مؤرخہ ۲۴ ر مارچ ۱۹۱۹ء

✡ ✡ ✡

امراضِ مرزا

حضرت مولانا علامہ نور محمد خان ٹانڈوی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''روئے زمین پر کچھ لوگ تو وہ ہوتے ہیں جو وقتی ابتلاء و آزمائش میں صرف اس لئے ڈالے جاتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان و یقین کا امتحان لے کر اپنی سرخروئی سے سرفراز فرمائے۔ لیکن کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ان کے سیاہ کارناموں کے باعث ڈھیل دیتا ہے۔ پھر جب اللہ کی پکڑ آتی ہے تو فرار کے تمام راستے مسدود ہو جاتے ہیں اور عاصی و طاغی شخص روئے زمین پر عبرت کا مرقع بن جاتا ہے۔

مرزا قادیانی بھی انہی لوگوں میں سے ایک تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے ڈھیل دی اور جب پکڑ فرمائی تو عاد و ثمود کی طرح مرزا قادیانی عبرت کا مجسمہ بن گیا۔ اس کے گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے متضاد دعاوی کی طرح اس کو لاحق امراض بھی کچھ اس قسم کے تھے کہ یونان کے حکماء اور بنگال کے جادوگر بھی سر پکڑ کر بیٹھ جائیں۔ ذیل میں مرزا قادیانی کی مختلف النوع اور سب رنگ بیماریوں کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔'' (ناصر الدین مظاہری)

پنجاب کی سرزمین بھی عجیب و غریب چیز ہے کہ جہاں زرخیز ہے، وہاں نبوت خیز، مسیحیت انگیز بھی ہے کہ جس میں نبوت و مسیحیت کے کئی ایک مدعی گزرے ہیں۔ ان میں سے خصوصی طور پر ''مرزا غلام احمد قادیانی'' کی ذات شریف بہت سی وجہوں سے نمایاں ہے۔ آپ نے ۱۸۸۰ء تک کے عرصہ میں نبوت و رسالت کے علاوہ اتنے مختلف دعوے کئے ہیں کہ بقول شخصے داڑھی سے مونچھیں بڑی، کے مصداق ہیں بلکہ یہاں تک آپ کی بلند پروازی ہوئی کہ فرمایا:

۱..... ''میرا یہ قدم اس منارہ پر ہے جہاں تمام بلندیاں ختم ہیں۔''

(خطبہ الہامیہ ص ۳۵ خزائن ج ۱۶ ص ۷۰)

۲..... ''میرا تخت سب تختوں سے اوپر بچھایا گیا۔'' (حقیقت الوحی ص ۸۹ خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

۳..... ''خدا نے مجھے (مرزا) وہ چیز دی ہے جو تمام عالم کے لوگوں کو نہیں دی۔''

(حقیقت الوحی ص ۹۹)

۴..... ''اے (مرزا) اگر تو نہ ہوتا تو میں زمین و آسمان پیدا نہ کرتا۔''

(حقیقت الوحی ص ۹۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۲)

۵..... ''خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں تمام خبیث مرضوں سے بھی تجھ کو بچاؤں گا۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۴)

مرزا غلام احمد قادیانی کے چند حوصلہ مند مریدوں نے فیوض وبرکات سے فائدہ اٹھا کر خود بھی نبوت کا درجہ حاصل کیا ہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ مرزا قادیانی کے نبوت کے کھیت کی پیداوار میں بڑی زیادتی وبرکت ہے ان کی تعداد سات ہے۔ ''سالے کہ نکوست از بہارش پیداست''

(۱) مولوی یار محمد قادیانی، (۲) احمد نور کابلی قادیانی، (۳) عبداللطیف گنا چوری، ضلع جالندھر، (۴) چراغ دین جموی، (۵) غلام محمد قادیانی، (۶) عبداللہ تیماپوری، (۷) صدیق دین دارچن بسویشور، حیدرآباد دکن۔

لیکن مرزا قادیانی کے ان بلند پروازیوں تعلّیوں کو دیکھتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے اور کس کو باور ہوسکتا ہے کہ آپ بھی انحطاط وتنزل کی ذلتوں ورسوائیوں میں مبتلا ہوسکتے ہیں یا کسی مرض کے شکار ہوسکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ایسے جھوٹے مدعیوں، کاذبوں، مفتریوں کی تکذیب وتذلیل کے لئے خود ان کے ہاتھوں سے اندر وباہر اتنا وایسا سامان مہیا کر دیتا ہے کہ اس گھر کو گھر کے چراغ سے آگ لگ جاتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کاذب مدعیوں کے بلند بانگ دعوؤں کا وہ پرشکوہ منارہ اور اونچا تخت جس کی بلندیاں اپنی انتہاء کو پہنچ گئی ہیں، یکا یک سرنگون ومنہدم ہوکر عبرت گاہ عالم بن جاتا ہے جیسا کہ مرزا جی بھی اسی کی تائید کرتے ہیں۔ ''قانون قدرت صاف گواہی دیتا ہے کہ خدا کا یہ فعل بھی دنیا میں پایا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات بے حیا، سخت دل مجرموں کی سزا ان کے ہاتھ سے دلواتا ہے۔ سو وہ لوگ اپنی ذلت وتباہی کے سامان اپنے ہاتھ سے جمع کر لیتے ہیں۔'' (استفتاء اردو حاشیہ ص ۸۷ خزائن ج ۱۲ ص ۱۱۶)

چنانچہ اسی قانون قدرت کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی کے خانہ زندگی کی تلاشی لی گئی تو معلوم ہوا کہ خود مرزا قادیانی بھی اپنے ہاتھوں سے اپنی ذلت ورسوائی وتباہی وبربادی کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کر گئے ہیں جس کی بڑائی سب سے اونچی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو بھی ایسی توفیق مرحمت فرمائی کہ قادیانیت کے اس اونچے ذخیرہ میں سے بڑی محنت ومشقت کے ساتھ کچھ حصہ نکال کر اور اس کو سلیقہ سے ترتیب دے کر ''کفریات مرزا''، ''اختلافات مرزا''، ''کذبات مرزا''، ''مغلظات مرزا'' کے نام کتابی صورت میں شائع کر چکا ہے اور خدا کے فضل وکرم سے یہ کتابیں مرزائیت کے زہر ہلاہل کے لئے تریاق بن گئی ہیں اور عام وخاص ہر طبقہ میں پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی ہیں اور آج تک ان لاجواب کتابوں کے

خلاف خود مرزائیوں کو بھی کچھ لکھنے کی ہمت نہیں پڑی۔ کیونکہ اس کی وجہ سے براہ راست خود مرزا قادیانی پر اس کی چوٹ پڑتی تھی، اس لئے وہ بھی خاموش ہیں۔

اور آج بھی یہ عاجز اسی قادیانیت کے بڑے ذخیرہ میں جس کو مرزا قادیانی قدرتی طور پر اپنے ہاتھ سے جمع کر گئے ہیں، کچھ حصہ کو نکال کر ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے وہ یہ کہ مرزا قادیانی سے خدا نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ''میں تمام خبیث مرضوں سے بھی تجھ کو بچاؤں گا۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۸ خزائن ج ۱۷ ص ۴۴)

اب اس الہامی وعدہ کے مطابق اس امر کی تحقیق و تفتیش کرنا ضروری ہے کہ کیا مرزا قادیانی تمام مرضوں سے بچائے گئے تو میں دیکھتا ہوں کہ اسی قانون قدرت کی صاف گواہی کے مطابق مرزا قادیانی ہر خبیث مرض اور خطرناک بیماری میں مبتلا کئے گئے تاکہ دنیا یہ جان لے کہ مرزا قادیانی اپنے ہر دعویٰ، ہر الہام، ہر فرمان میں یقینی جھوٹے ہیں۔ جس پر قانون قدرت کی مہر لگی ہوئی ہے۔ اس قدرتی اعلان کے باوجود جو لوگ مرزا قادیانی کو نبی و رسول مانتے ہیں وہ سچ مچ قدرت الٰہیہ سے جنگ کرنے میں مصروف ہیں اور اس کا نتیجہ ذلت و رسوائی نامرادی و ناکامی کے علاوہ اور کچھ نہ ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اب مرزا قادیانی کے ان خطرناک امراض اور خبیث بیماریوں کی تفصیل کی جاری ہے جس کے متعلق خود مرزا قادیانی اقرار کرتے ہیں کہ میں ان امراض کا نشانہ و شکار رہوں۔

دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی، اخیر عمر تک کمزور رہا

۱..... ''بیان کیا مجھے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب (حال عبدالرحیم قادیانی) ایم۔اے نے ایک دفعہ والد صاحب (مرزا غلام احمد قادیانی) اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے اور دائیں بازو پر چوٹ آئی۔ چنانچہ اخیر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اترنے لگے تھے سامنے اسٹول رکھا تھا وہ الٹ گیا اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ اخیر عمر تک کمزور رہا۔'' (سیرت المہدی جدید ج اوّل ص ۱۹۸ روایت نمبر ۱۸۷)

انگلی کٹ گئی

۱..... ''خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ

سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کو ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اس وقت گھر میں کوئی اور کام کرنے والا نہ تھا، اس لئے حضرت مرزا صاحب اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے، مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ لی جس سے بہت خون گیا۔'' (سیرت المہدی جدید جلد اوّل حصہ دوم ص ۲۸۵ روایت نمبر ۳۵۷)

درد دندان اور ڈاڑھوں میں کیڑا

۱..... ''دندان مبارک آپ کے (مرزا) آخر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے یعنی کیڑا بعض ڈاڑھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا۔''

(سیرت المہدی جدید جلد اوّل حصہ دوم ص ۴۱۵ روایت نمبر ۴۴۶)

۲..... ''ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہو گیا ایک دم قرار نہ تھا۔''

(حقیقت الوحی ص ۲۳۵ خزائن ج ۲۲ ص ۲۴۶)

مرض اعصابی

(۱) مخدومی ومکرمی اخویم.....(مولوی نورالدین صاحب)

''یہ عاجز پیر کے دن ۹/ مارچ ۱۸۹۱ء کو مع اپنے عیال کے لدھیانہ کی طرف جائے گا اور چونکہ سردی اور دوسرے تیسرے روز بارش بھی ہو جاتی ہے اور اس عاجز کو مرض اعصابی ہے، سرد ہوا اور بارش سے بہت ضرر پہنچتا ہے۔'' (مکتوبات احمد جدید ج ۲ ص ۱۰۸ مکتوب نمبر ۷۲)

عصبی کمزوری

۱..... ''حضرت (مرزا) صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر درد، کمی خواب، تشنج دل، بدہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔'' (رسالہ ریویو ماہ مئی ۱۹۴۷ء ج ۲۶ نمبر ۵ ص ۲۶)

دل ودماغ کی کمزوری عارضۂ اور بے ہوشی

۱..... ''دوسرا بڑا نشان یہ ہے کہ جب شادی کے متعلق مجھ پر مقدس وحی نازل ہوئی تھی اس وقت میرا دل ودماغ اور جسم نہایت کمزور تھا۔''

(نزول المسیح حاشیہ ص ۲۰۹ خزائن ج ۱۸ ص ۵۸۷، حقیقت الوحی ص ۳۰۶)

۲..... ''ایک ابتلاء مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ باعث اس کے میرا دل ودماغ سخت کمزور تھا۔'' (تریاق القلوب ص ۳۵ خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۳)

۳..... ''اللہ جلّ شانہٗ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور ضعف قلب تو اب بھی مجھے اس قدر ہے کہ بیان نہیں کرسکتا۔ جس قدر ضعف دماغ کا عارضہ میں یہ عاجز (مرزا قادیانی) مبتلا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو۔'' (مکتوبات احمدیہ جدید جلد دوم ص ۲۷ مکتوب نمبر ۴۴)

۴..... ''ورنہ دل جو رئیس بدن ہے، بہت ضعیف ہوگیا ہے۔''

(مکتوبات احمدیہ ج ۲ ص ۴۴۵ مکتوب نمبر ۴۴)

۵..... ''مرض ضعف دماغ کے سخت سخت دورے پڑتے تھے۔''

(فتح الاسلام حاشیہ ص ۲۸ خزائن ج ۳ ص ۱۸)

۶..... ''پہلے بھی کئی دفعہ ایسا ہوا کہ جب حضور سخت دماغی محنت کیا کرتے تو اچانک آپ کے دماغ پر ایک کمزوری کا حملہ ہوتا اور بے ہوش ہوجاتے۔ اس وقت اچانک حضرت کو دماغ میں تکلیف محسوس ہوئی جس سے لیٹ گئے اور بے ہوش ہوگئے۔''

(اخبار الحکم قادیان خاص نمبر مؤرخہ ۲۱ رمئی ۱۹۳۴ء)

۷..... ''اکثر بباعث ضعف میرے دل پر ایسے عوارض کا ہجوم ہوتا ہے کہ میں بہت کمزور ہوجاتا ہوں۔'' (مکتوبات احمدیہ ج ۲ ص ۴۲۲ مکتوب نمبر ۹۳)

فالج کا اثر اور بدن کی بے حسی

۱..... ''ایک دفعہ نصف حصہ اسفل بدن میرا بے حس ہوگیا۔''

(حقیقت الوحی ص ۲۳۴ خزائن ج ۲۲ ص ۲۴۵)

۲..... ''دن کے وقت ایک دفعہ نصف حصہ اسفل بدن کا حرکت سے معطل ہوگیا اور ایک قدم اٹھانا مشکل تھا اور سخت درد ہوتی تھی خیال گزرا یہ فالج کی قسم نہ ہو۔'' (اخبار بدر ج ۲ ص ۳۳۱)

درد گردہ

۱..... ''مجھے ایک دفعہ اس دن برابر درد گردہ رہا اور میں درد کی وجہ سے موت کے قریب ہوگیا تھا۔'' (حقیقت الوحی ص ۳۴۵ خزائن ج ۲۲ ص ۳۸۵)

۲..... ''ایسا اتفاق ہوا کہ مجھے درد گردہ سخت پیدا ہوگئی۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص ۷۳ خزائن ج ۲۰ ص ۷۴)

کاربنکل کا اندیشہ

۱..... ''اور دونوں شانوں میں ایسے آثار نمودار ہوگئے جس سے کاربنکل کا اندیشہ تھا۔''
(حقیقت الوحی ص ۳۶۴ خزائن ج ۲۲ ص ۳۷۷)

کھانسی کی شدت اور ریزش کا زور

۱..... ''کھانسی کی شدت بہت ہوتی تھی اور بعض وقت حالت جان کنی سی ہو جاتی تھی اور کوئی امید زندگی باقی نہ رہتی تھی۔'' (بدر قادیان ج ۳ ص ۲)

۲..... ''میری طبیعت آپ کے بعد پھر بیمار ہوگئی ابھی ریزش کا نہایت زور ہے۔''
(مکتوبات احمدیہ ج ۲ ص ۹۱ مکتوب نمبر ۵۷)

دردسر اور دوران سر

۱..... ''اور دو مرضیں یعنی ذیابطیس اور دردسر معہ دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں۔'' (تریاق القلوب ص ۳۵ خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۳)

۲..... ''میں ایک دائم المریض آدمی ہوں..... ہمیشہ دردسر دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔'' (ضمیمہ اربعین نمبر ۴ ص ۴ خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۰، ۴۷۱)

۳..... ''مخدومی مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے کبھی غلبہ دوران سر شدید ہو جاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے لیکن کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا۔'' (مکتوبات احمدیہ ج ۲ ص ۱۰۱ مکتوب نمبر ۶۵)

۴..... ''مجھے دوران سر کی بہت شدت سے مرض ہوگئی ہے۔''
(خطوط امام بنام غلام ص ۶، نزول المسیح ص ۲۰۹ کا حاشیہ خزائن ج ۱۸ ص ۵۸۷)

حافظہ کی خرابی اور نسیان کی زیادتی

''مکرمی اخویم سلمہٗ..... میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں، یاد دہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کرسکتا۔'' (مکتوبات احمدیہ جدید ج ۲ ص ۴۸۳ مکتوب ۴۱)

۲..... ''حافظہ اچھا نہیں یاد نہیں رہا۔''
(ریویو ماہ اپریل ۱۹۰۳ء ص ۱۵۳ نسیم دعوت ۷ خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۹)

قولنج زحیری اور خون کا دست

۱..... ''ایک مرتبہ میں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن تک پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۲۳۴ خزائن ج۲۲ ص۲۴۶)

۲..... ''چند روز سے میری طبیعت بعارضہ زحیر علیل ہے۔''

(مکتوبات احمدیہ ج۵ حصہ اوّل ص۳۹، مکتوبات احمدیہ ج دوم ص۴۱۰)

خون کی قے اور ابکائی

۱..... ''پھر آپ محبت الٰہی پر تقریر فرمانے لگ گئے اور قریباً نصف گھنٹے تک جوش کے ساتھ بولتے رہے، لیکن پھر یک لخت بولتے بولتے آپ کو ابکائی آئی اور ساتھ ہی قے ہوئی جو خالص خون کی تھی جس میں کچھ خون جما ہوا تھا اور کچھ بہنے والا تھا..... اس بڑھاپے میں اس طرح خون کی قے آنا خطرناک ہے۔'' (سیرت المہدی جدید ج اوّل ص۸۷ روایت نمبر۱۰۷)

اسہال اور بدہضمی

۱..... ''باوجودیکہ مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی ایک دست آتے ہیں مگر جس وقت پاخانے کی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ الٰہی کیوں حاجت ہوئی۔''

(منظور الٰہی ص۳۴۹)

۲..... ''برادران! جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے، حضرت امامنا ومولانا حضرت مسیح موعود مہدی معہود کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی اور جب کوئی دماغی کام زور سے کرتے تھے تو بڑھ جاتی تھی۔ حضور کو یہ بیماری کھانا نہ ہضم ہونے کی تھی۔''

(ضمیمہ غیر معمولی اخبار الحکم قادیاں ۲۸ رمئی ۱۹۰۸ء)

۳..... ''مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہو گیا ہے آپ کوئی دوا تجویز کریں۔'' (حوالہ مذکورہ)

۴..... ''یہ تو امر واقع ہے کہ حضرت صاحب کو بدہضمی اسہال اور دوران سر کی عموماً شکایت رہتی تھی۔'' (رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۶ ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

نوٹ: اسی اسہال و بدہضمی کی بیماری نے آخر میں ہیضہ کی شکل اختیار کر لی اور مرزا قادیانی کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی۔ چنانچہ مرزا قادیانی اسی دستوں و ہیضہ کی بیماری میں

مبتلا ہوکر ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو راہی ملک عدم ہوئے اور اپنے پیچھے ایک عبرت آموز یادگار چھوڑ گئے کہ مرزا صاحب طاعون وہیضہ جیسی مہلک بیماریوں کو بطور عذاب قہر الٰہی اپنے دشمنوں کے لئے مخصوص کئے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو اس قہر وعذاب میں مبتلا کر کے بتلا دیا کہ خود مرزا قادیانی ہی خدا ورسول اور دین اسلام کے دشمن تھے۔

قے اور دست کی بیماری

''اور حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے بعد آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک اور دفعہ حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا تم سب سو جاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک دست آ گیا۔ مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ پاخانہ نہ جا سکتے تھے۔ اس لئے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر آپ فارغ ہوئے۔ پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔'' (سیرت المہدی ص ۱۰ روایت ۱۲ ج احدید)

۲..... ''جس مشن کے پورا کرنے اور جس عظیم الشان کام کے انصرام کے لئے آپ کی بعثت ہوئی تھی اس کام میں وہ برابر اخیر وقت تک نہایت مستعدی سے مصروف رہے۔ یہاں تک کہ بیماری (دست اور قے) کے شدید حملے نے عاجز کر دیا اور قریباً ۱۲ رگھنٹہ کی بیماری کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔'' (رسالہ ریویو قادیان نمبر ۹ ج ۳ ص ۳۴۱)

۳..... ''خاکسار مختصراً عرض کرتا ہے کہ..... میں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہیں اور حالت نازک ہے۔ ادھر ادھر معالج اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں۔ جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا۔ کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی

اور میرے دل پر اثر پڑا کہ یہ مرض الموت ہے۔'' (سیرت المہدی ج ۱ ص ۹ جدید روایت نمبر ۱۲)

دق وسل

۱..... ''حضرت اقدس (مرزا) اپنی بیماری دق کا بھی ذکر کیا ہے کہ یہ بیماری آپ کو حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم کی زندگی میں ہوگئی اور قریباً چھ ماہ تک بیمار رہے۔''

(حیات احمد ص ۷۹ ج ۲ نمبر ۱)

۲..... ''بیان کیا مجھے حضرت والدہ صاحبہ نے ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب (مرزا) کو سل ہوگئی تھی۔'' (سیرت المہدی ص ۴۹ روایت نمبر ۶۶ جلد ۱ جدید)

۳..... ''اور علاوہ ذیابطیس اور دوراں سر اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر بکلی دور نہ ہوا تھا۔'' (نزول المسیح ص ۲۰۹ حاشیہ خزائن ج ۱۸ ص ۵۸۷)

ضعف ماہ اور نامردی

۱..... ''اس نہایت درجہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا کیونکہ میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔''

(نزول المسیح ص ۲۰۹ حاشیہ خزائن ج ۱۸ ص ۵۸۷)

۲..... ''ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں لغوذ (ایستادگی وخیزش) بکلی جاتا رہتا تھا شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب تھی۔''

(مکتوبات احمدیہ ج ۲ ص ۲۰ مکتوب نمبر ۱۰)

۳..... ''جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔''

(مکتوبات احمدیہ ج ۲ ص ۲۷ مکتوب نمبر ۱۵)

دوران سر اور ہسٹریا کے سخت دورے

۱..... ''بیان کیا مجھے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی والد صاحب) کو پہلی دفعہ دوروں سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اوّل کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا..... اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ خاکسار نے پوچھا، دوران میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوجاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا۔ اس وقت آپ اپنے بدن کو سہار نہیں

سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوئے تھے پھر اس کے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہ رہی اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔'' (سیرت المہدی ص ۱۴، ۱۵ ج ا جدید روایت نمبر ۱۹)

۲..... ''خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور برو اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانے میں آپ بہت کمزور ہوگئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی۔'' (سیرت المہدی ج ا جدید ص ۵۹ روایت نمبر ۸۱)

۳..... ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغ محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہو جانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا۔ وغیرہ ذلک!''

(سیرت المہدی جدید ج اوّل حصہ دوم ص ۳۴۰ روایت نمبر ۳۷۲)

۴..... ''بیان کیا مجھے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا، اس لئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا یہ آپ کا تیرہواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے۔ مگر وفات سے دو تین سال قبل نہیں رکھ سکتے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔'' (سیرت المہدی ج ا ص ۵۹ روایت نمبر ۸۱ جدید)

۵..... ''بیان کیا مجھے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کو سخت دورہ پڑا کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دے دی اور وہ دونوں آ گئے۔ پھر ان کے سامنے ہی حضرت (مرزا صاحب) کو دورہ پڑا۔''

(سیرت المہدی ج ا ص ۲۵ روایت نمبر ۳۶ جدید)

آنکھوں کی بیماری

۱..... ''مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت مرزا صاحب کی یہی عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں..... ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں۔ ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلیف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔''

(سیرت المہدی ج اوّل جدید ص ۳۶۴ روایت نمبر ۴۰۷)

کثرت پیشاب اور ذیابطیس

۱..... ''مجھے کئی سال سے ذیابطیس کی بیماری ہے، پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے، کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک دن میں پیشاب آتا اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچی ہے۔''

(نسیم دعوت ص ۶۷، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۴)

۲..... ''اور دوسری ..... بیماری ذیابطیس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔''

(ضمیمہ اربعین ص ۳، ۴ خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۰)

۳..... ''دوسری مرض ذیابطیس تخمیناً بیس برس سے ہے جو مجھے لاحق ہے..... اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے اور امتحان سے بول ہیں۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۶۲ خزائن ج ۲۲ ص ۳۷۷)

اس کے علاوہ رسالہ (تشحیذ الاذہان قادیان ماہ جون ۱۹۰۶ء ص ۵) اور (اخبار بدر قادیان ۷ر جون ۱۹۰۶ء ص ۵، حقیقت الوحی ص ۳۰۶)، رسالہ (ریویو قادیان ماہ مئی ۱۹۲۷ء)، (نزول المسیح ص ۲۰۹ حاشیہ تریاق القلوب ص ۳۰) میں بھی کثرت پیشاب اور مرض ذیابطیس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

عام خرابی صحت اور بیماریوں کی ہمیشگی

۱..... ’’میں ایک دائم المرض آدمی ہوں..... ہمیشہ درد اور دوران سر اور کمی خواب اور دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔‘‘ (ضمیمہ اربعین ص ۳، ۴ خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۰)

۲..... ’’میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابطیس اور دردسر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں۔‘‘

(تریاق القلوب ص ۳۵ خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۳)

۳..... ’’عرصہ تین چار ماہ سے میری طبیعت نہایت ضعیف ہوگئی ہے بجز دو وقت ظہر وعصر نماز کے لئے بھی نہیں جاسکتا اور اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں اور اگر ایک سطر بھی کچھ لکھوں یا فکر کروں تو خطرناک دردسر شروع ہوجاتا ہے اور دل ڈوبنے لگتا ہے، جسم بالکل بے کار ہورہا ہے اور جسمانی قویٰ ایسے مضمحل ہوگئے ہیں کہ خطرناک حالت ہے۔ گویا مسلوب القویٰ ہوں اور آخری وقت ہے۔ ایسا ہی میری بیوی دائم المریض ہے، امراض رحم وجگر دامن گیر ہیں۔‘‘

(اخبار بدر قادیان ج ۲ نمبر ۲۱ ص ۲ کالم نمبر ۲ مؤرخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء آئینہ احمدیت ص ۱۸۶ مؤلفہ دوست محمد لاہوری)

۴..... ’’بیان کیا مجھے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب (حال عبدالرحیم قادیانی) ایم.اے کہ ایک دفعہ والد صاحب (مرزا جی) سخت بیمار ہوگئے اور حالت نازک ہوگئی اور حکیموں نے ناامیدی کا اظہار کردیا اور نبض بھی بند ہوگئی۔‘‘

(سیرت المہدی ج اوّل جدید ص ۲۰۳ روایت نمبر ۲۰۰)

۵..... ’’اور اس عاجز کی طبیعت آج سے علیل ہورہی ہے، ہاتھ پاؤں بھاری اور زبان بھی بھاری ہورہی ہے۔ مرض کے غلبے سے نہایت لاچاری ہے۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ ج ۲ جدید ص ۱۳۴ مکتوب نمبر ۹۱)

۶..... ’’کل سے میری طبیعت علیل ہوگئی ہے۔ کل شام کے وقت مسجد میں اپنے تمام دوستوں کے روبرو جو حاضر تھے، سخت درجہ کا عارضہ لاحق حال ہوا اور ایک دفعہ تمام بدن سرد اور نبض کمزور اور طبیعت میں سخت گھبراہٹ شروع ہوئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا زندگی میں ایک دو دم باقی ہیں۔‘‘ (مکتوبات احمدیہ ج ۲ جدید ص ۳۹۹ مکتوب نمبر ۷۰)

۷..... ’’بباعث علالت طبع چند روز جواب لکھنے سے معذور رہا۔ میری کچھ ایسی حالت ہے کہ ایک دفعہ ہاتھ پیر سرد ہوکر اور نبض ضعیف ہوکر غشی کے قریب قریب حالت ہوجاتی ہے

اور دوران خون ایک دفعہ ٹھہر جاتا ہے۔ جس میں اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو موت کا اندیشہ ہوتا ہے۔ تھوڑے دنوں میں یہ حالت دو دفعہ ہو چکی ہے۔ آج رات پھر اس کا سخت درد ہوا۔''

(مکتوبات احمدیہ جدید ج ۲ ص ۲۴۵ مکتوب نمبر ۴۴)

۸..... ''بعض اوقات میں ایسا بیمار ہو گیا کہ یہ وہم گزرا کہ شاید دو تین منٹ جان باقی ہے اور خطرناک آثار ظاہر ہو گئے۔'' (مکتوبات احمدیہ جدید ج ۲ ص ۲۶۷ مکتوب نمبر ۵۹)

مراق اور ہسٹریا

۱..... ''دیکھو میری بیماری کی نسبت آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اتر پڑے گا تو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔''

(رسالہ تشحیذ الاذہان ج ۲ ماہ جون ۱۹۰۶ء ص ۵، اخبار بدر قادیان ج ۲، ۲۳ر جون ۱۹۰۶ء ص ۵)

۲..... ''میرا تو حال یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں تاہم آج کل کی مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں، حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے اور دوران سر کا درد زیادہ ہو جاتا ہے۔'' (کتاب منظور الٰہی ص ۳۴۸)

۴..... ''حضرت مرزا قادیانی نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مجھ کو مراق ہے۔''

(ریویو ماہ اگست ۱۹۲۶ء ص ۶)

۵..... ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔''

(سیرت المہدی جدید ص ۳۴۰ روایت نمبر ۳۷۲)

مرزا قادیانی کو کیوں مراق ہوا؟

۱..... مراق کا مرض (مرزا) صاحب میں موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثر کے ماتحت پیدا ہوا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تفکرات، غم اور سوء ہضمی تھا۔ جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔''

(رسالہ ریویو ماہ اگست ۱۹۲۶ء ص ۱۰)

۲..... ’’حضرت صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، دردسر، کمی خواب، تشنج دل اور بدہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا وہ عصبی کمزوری تھا۔‘‘ (رسالہ ریویو قادیان ماہ مئی ۱۹۲۷ء ص ۲۶)

۳..... ’’مرض مراق حضرت (مرزا) صاحب کو ورثہ میں نہیں ملا۔ پس حضرت صاحب کی زندگی کے حالات کے مطالعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان میں مراقی علامات کے دو بڑے سبب تھے۔ اوّل کثرت سے دماغی محنت تفکرات قوم کا غم اور اس کی اصلاح کی فکر دوسرے غذا کی بے قاعدگی کی وجہ سے سوء ہضم اور اسہال کی شکایت۔‘‘ (رسالہ ریویو اگست ۱۹۲۶ء ص ۱۱، ۱۲ ملخص)

مرض مرزا کی خاندان مرزا سے شدید محبت

اس مرض مراق کو مرزا قادیانی سے ایسی شدید محبت تھی کہ جنون کی حد سے گزر گئی تھی اور وہ کسی حال میں مرزا قادیانی سے جدائی اور اس کی مصیبتوں کو گوارہ کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ چنانچہ اس نے دیکھا کہ عنقریب مرزا قادیانی معشوقانہ انداز میں اپنی بے وفائی کا ثبوت اس طرح دیں گے کہ اس دنیا کو چھوڑ کر وہ دوسری دنیا میں چلے جائیں گے تو اس نے ان کے جیتے ہی جی مرزا قادیانی کی بیوی صاحبہ کا دامن پکڑ لیا اور ایک مدت تک وصال اور بستر عیش کی لذت آفرینیوں سے مسرور و محظوظ ہوتا رہا اور جب اس نے دیکھا کہ ہمارا یہ معشوق بھی پہلے معشوق کے نقش قدم پر چل کر ہم کو چھوڑ دے گا اور جدائی کے صدموں میں مبتلا کر دے گا۔ اس نے فوراً اپنی محبت اور پریم کا سلسلہ مرزا قادیانی کے پیارے وچہیتے اور الہامی صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود خلیفۃ المسیح ثانی سے جوڑ لیا اور الحمدللہ! آج تک ان دونوں (مرض مراق اور مرزا محمود صاحب) میں کسی قسم کی کوئی شکر رنجی و معمولی سی بھی کوئی کشیدگی نہیں ہوئی۔

اور دن عید اور رات شب برأت کی طرح مسرت و شادمانی کے ساتھ گزر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نظر بد سے بچائے اور ان دونوں (مرض مراق و مرزا محمود) کی جوڑی کو دیر تک سلامت رکھے تاکہ مرزائیت کے لئے (این خانہ ہمہ مراق است) کا فخریہ جملہ قائم و دائم رہے۔ مرزا قادیانی کے ساتھ مراق کی داستان محبت آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب آپ اس کی محبت جو آپ کی بیوی صاحبہ کے ساتھ تھی۔ مرزا قادیانی ہی کے منہ سے بادل نخواستہ حال

رقیب سنئے تا کہ آپ مرض مراق کے بارے میں کہہ سکیں کہ عمر بھر میں ایک ہی تو اس سے دانائی ہوئی۔

مرزا قادیانی کی بیوی صاحبہ کے ساتھ مراق کی محبت

۱..... مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں: ''میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے۔ کیونکہ طبی اصول کے مطابق اس کے لئے چہل قدمی مفید ہے۔''

(اخبار الحکم مؤرخہ ۱۰ راگست ۱۹۰۱ء ص ۱۴ کتاب منظور الٰہی ص ۲۴۴)

صاحبزادہ مرزا محمود صاحب کے ساتھ مراق کا عشق

۱..... ''حضرت خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد قادیانی) نے فرمایا کہ مجھ کو کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔'' (ریویو قادیان ج ۲۵ نمبر ۸ اگست ۱۹۲۶ء ص ۱۱)

مراق کا تعلق خاندانی

۱..... ''جب خاندان سے اس کی ابتداء ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا۔'' (مضمون ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو قادیان ج ۲۵ نمبر ۸، اگست ۱۹۲۶ء ص ۱۱)

۲..... ''بیان کیا مجھے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت (مرزا) صاحب کے ایک حقیقی ماموں تھے جن کا نام مرزا جمعیت بیگ تھا ان کے یہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی اور ان کے دماغ میں کچھ خلل آ گیا تھا۔ لڑکے کا نام مرزا علی بشیر تھا اور لڑکی کا نام حرمت بی. بی۔ لڑکی حضرت صاحب کے نکاح میں آئی اور اسی کے بطن سے مرزا سلطان احمد اور فضل احمد پیدا ہوئے۔''

(سیرت المہدی جدید ج ۱ ص ۲۰۷ روایت نمبر ۲۱۲)

مرض مراق کیا چیز اس پر ایک تحقیقی نظر

ناظرین کرام! مرزا قادیانی اور ان کے حواریوں کو معتبر تحریروں و شہادتوں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ مرزا قادیانی دوران سر، دردسر، کمی خواب، تشنج دل، بدہضمی، اسہال، کثرت پیشاب، ذیابطیس، دق سل، ضعف باہ، نامردی، غلبہ نسیان، خرابی حافظہ، ضعف دل و دماغ، ہسٹریا مراق وغیرہ جیسی خبیث بیماریوں کے شکار تھے۔ جیسا کہ آپ نے اس رسالہ میں تفصیل کے ساتھ ملاحظہ کیا ہے۔ لیکن اس وقت ان بیماریوں میں سے

صرف مراق کی تحقیق کرنا ہے کہ یہ کیا چیز ہے؟ اور کیا کوئی مدعی نبوت اور صاحب الہام اس مراق میں مبتلا ہوسکتا ہے یا نہیں اور جو مدعی نبوت والہام اس میں مبتلا ہو جائے تو وہ اپنے دعویٰ نبوت الہام میں جھوٹا ہے یا سچا۔ ان مندرجہ بالا امور پر ایک تحقیقی نظر ڈالی جاتی ہے۔

ملاحظہ کیجئے: سب سے پہلے از روئے طب جانچ کی جاتی ہے کہ مراق کیا ہے۔

(شرح اسباب ج اوّل ص ۴ مطبوعہ نولکشور لکھنوء میں ہے)

۱..... ''نوع من المالیخولیا یعنی المراقی والعلة المالخة وذلک یکون من خلط سوداوی حاد یجتمع فی المعدة ویحدث فیها ورما او فی الماء ساربقاً ویحدث فیها سدواً او ورماً وفی ابطحال وفی المراق وترتقی منه بخارات الی الدماغ ای ای عضو کان اجتماعه'' مالیخولیا کی ایک قسم جس کو مراق کہتے ہیں اور یہ مرض تیز سودا ہے جو معدہ میں جمع ہو جاتا ہے، پیدا ہوتا ہے اور اس میں ورم بارد پیدا کرتا ہے اور مایا ساریقا میں جمع ہو کر اس میں سدہ اور ورم پیدا کرتا ہے اور جس عضو میں یہ مادہ جمع ہوتا ہے اس سے سیاہ بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں۔ سرافیو لکھتے ہیں چونکہ اس کی ابتداء غشاء مراق سے ہوتی ہے اس لئے اس کا نام مراق رکھا گیا اور مراق ایک جھلی ہے جو باہر کی جانب سے احشاء بطن کو استر لگاتی ہے اور یوحنا کی رائے یہ ہے کہ اس مرض مراق میں نفخ ہو جاتا ہے اس لئے اس کو مراق کہتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔

۲..... ''قال سرافیون لان ابتداء ویکون من المراق وهو بالتشدید الغشاء البطن للاحشاء من خارج وقال یوحنا لانه یفتخ المراق وشرح اسباب مسفحه (ص ۴۷)''

حکیم نورالدین صاحب کو مرزائیت میں ایک اونچا مقام حاصل تھا اسی وجہ سے مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد وہ گدی نشین ہوئے اور خلیفہ اوّل کہلائے۔ وہ اپنی کتاب بیاض نورالدین (ص ۲۱۱ ج ۱) میں مراق کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے اور مالیخولیا مراقی میں دماغ کو ایذاء پہنچتی ہے۔ اس لئے مراق کو سر کے امراض میں لکھا ہے۔

۳..... ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب قادیانی مراق کی یہ تشریح کرتے ہیں ''یونانی میں مراق اس پردے کا نام ہے جو احشاء الصدر کو احشاء البطن سے جدا کرتا ہے اور معدے کے نیچے واقع ہوتا ہے اور فعل تنفس میں کام آتا ہے۔ پرانے سوء ہضم کی وجہ سے تشنج سا ہو جاتا

ہے۔ بدہضمی اور اسہال ہی اس مرض میں پائے جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس مرض تخیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی اور ہسٹریا والوں کی طرح مریض کو اپنے جذبات وخیالات پر قابو نہیں رہتا۔ (ریویو قادیان ج ۲۵ نمبر ۸ ص ۶ ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

تشریح مراق از روئے طب جدید

ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں:

مراق کا دوسرا نام عربی میں جمود ہے اور انگریزی میں اس علامت کو (کنیہا لاپسی) کہتے ہیں یہ بعض علامات کو مجموعی طور پر پکارنے کے لئے بولا جاتا ہے اور اس میں بازو اچانک سن ہو جاتا ہے اور جہاں رکھا ہو وہیں پڑا رہتا ہے۔ یعنی اس میں اپنے ارادے سے حرکت دینے کی طاقت نہیں رہتی۔ بازو بعض دفعہ تشنج ہو کر سخت ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ نرم دل کی حرکت کمزور ہو جاتی ہے۔ نبض سست ہو جاتی ہے، سانس مدہم پڑ جاتی ہے اور سخت ضعف ہو جاتا ہے بالعموم اس کا حملہ اچانک ہو جاتا ہے۔ مگر بعض دفعہ سر درد اور متلی وغیرہ پہلے ہو جاتی ہے۔ (ریویو مذکور ص ۸)

ڈاکٹر صاحب مرض مراق کی اس تشریح کے بعد بادل نخواستہ اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی اس خبیث مرض کے مریض تھے۔ چنانچہ وہ اس طرح لکھتے ہیں کہ یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت (مرزا) قادیانی کو بدہضمی اسہال اور دوران سر کی عموماً شکایت رہتی ہے۔ (حوالہ مذکورہ ص ۶)

ناظرین کرام! طبی تحقیق وحکیم نورالدین صاحب وڈاکٹر شاہ نواز خان اسسٹنٹ سرجن کی تشریحات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مرض مراق (مالیخولیا کی ایک قسم ہے) اور اس مرض کے مریض عموماً بردا طراف اسہال وبدہضمی دوران سر میں مبتلا ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے خیالات وجذبات پر کوئی قابو نہیں رکھتے جیسا کہ مرزا قادیانی کی ذات شریف اس کی زندہ مثال ہے۔ اب یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ مالیخولیا کس کو کہتے ہیں تو اس کے متعلق طبی اور مرزائی تحقیق ملاحظہ کیجئے:

مالیخولیا کس کو کہتے ہیں؟

۱..... ’’قال الشیخ انما ثقال مالیخولیا کان حدوثه عن سوداء غیر

محترقہ تسمیۃ لہ باسم المسبب لان معناہ بالیونانیۃ یا بالخلط الاسود قال یوحنا ابن سرافیون معناہ الفزع فیکون تسمیۃ باسم عرضہ‘‘

(حدود الامراض ص ۵۱ مطبوعہ مجتبائی)

شیخ الرئیس فرماتے ہیں کہ اس کو مالیخولیا اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا حدوث غیر محترقہ سودا ہے اور یوحنا بن سرافیون نے کہا کہ اس کے معنی ڈر اور خوف کے ہیں (اس کے عوارض ہیں) اس لئے بہ سبب ان عوارض کے مرحنس کا نام مرس کے عرض کے نام پر رکھا گیا۔

حقیقت واسباب مرض

۱..... ’’**تغیر الظنون والفکر عن المجری لطبعی الی الفساد والخوف المزاج سوداوی وتوحش الروح ویفزع ولا یوذی احداً بخلاف جنون السبعی ونوع منہ یقال لہ المراقی وھو ان یکون بشرکتہ المراق**‘‘

(حوالہ مذکورہ بالا)

سوداوی مزاج انسان کے ظنون وافکار طبعی خوف وفساد کی طرح مائل ہوجاتے ہیں۔ اس کی روح وحشت وخوف محسوس کرتی ہے۔ یہ مریض کو ایذا نہیں دیتی۔ بخلاف جنون سبعی کے۔ مالیخولیا کی ایک قسم وہ ہے جسے مالیخولیا مراقی کہتے ہیں۔ یہ مرض مراق کی شرکت سے ہوتا ہے۔

۲..... جب عشاء مراق کے سبب سے مالخولیا ہو تب اسے مالیخولیا مراق کہتے ہیں۔

(مخزن حکمت ص ۱۲۵۱ ج ۲)

۳..... حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اوّل قادیان لکھتے ہیں:

مالیخولیا بہ سبب تین قسم پر ہے اوّل دماغی جس کا محل وقوع دماغ ہے، اطباء اس کو شرالاحناف کہتے ہیں۔ دوم قلب اور دماغ کے سوا جس کا محل تمام بدن ہو اور تمام بدن سے بخارات دماغ کی طرف چڑھیں۔ یہ تمام اقسام مالیخولیا سے اسلم ہے۔ سوم امعاء میں رویہ فضلات سے یا معدا کے سوداوی ورم سے یا باب الکبد کے ورم سے یا جگر اور امعاء دونوں سے یا عروق دقاق سے ماء ساریقا کے سوداوی بلا ورم سدہ سے یا ماء ریقا کے ورم سے بخارات نکل کر غشاء مراق تک پہنچیں اور مراق سے اٹھ کر بخارات دماغ کی طرف جائیں

اور مالیخولیا پیدا کریں۔ اس کو مالیخولیا مراقی کہتے ہیں۔ (ف) چونکہ مالیخولیا جنون کا ایک شعبہ ہے اور مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے اور مالیخولیا مراقی میں دماغ کو ایذاء پہنچتی ہے۔ اس لئے مراق کو سر کے امراض میں لکھا گیا ہے۔ (بیاض نورالدین ص ۲۱۱ ج ۱)

مراقی نبی نہیں بن سکتا

ناظرین! طبی و مرزائی تشریحات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ مراق مالیخولیا کی ایک قسم ہے اور مالیخولیا جنون کی ایک قسم ہے۔ اس لئے مراق جنون کی بھی ایک قسم ہوئی۔ لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا قادیانی کے مراقی مالیخولیا میں مبتلا ہونے کا معنی یہ ہوئے کہ وہ ایسے جنون و دیوانگی میں مبتلا تھے کہ ان کو اپنے خیالات و جذبات پر قابو نہ تھا اور نہ اپنی حرکات و سکنات میں توازن اسی وجہ سے وہ اپنے تمام دعاوی میں جھوٹے تھے۔ کیونکہ جنون منافی نبوت ہے جیسا کہ رسالہ ریویو ماہ قادیان بابت مئی ۱۹۲۷ء (ص ۱۳) میں ہے کہ:

۱..... نبی میں اجتماع توجہ بالارادہ ہوتا ہے جذبات پر قابو ہوتا ہے، لیکن مریض مراق میں یہ بات نہیں ہوتی بلکہ سب سے بڑھ کر یہ اس مرض (مراق) میں تخیل (وبدحواسی) بڑھ جاتا ہے اور مرگی ہسٹریا والوں کی طرح مریض کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو نہیں رہتا۔

(ریویو قادیان ج ۲۵ ص ۶ ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

اس لئے مراقی نہ نبی ہوسکتا ہے اور نہ ملہم چنانچہ اس سلسلہ میں مرزائیوں کی مزید شہادتیں ملاحظہ کیجئے:

۱..... منشی احمد حسین مرزائی فرید آبادی مراقی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ پیسہ اخبار کے کسی پچھلے پرچے میں قاضی عبدالعزیز تھانیسری نے اس امر کا اعلان کیا ہے کہ میں خلیفہ وقت ہوں جب میں نے اس شخص کا یہ مضمون دیکھا تو ہنس کر ٹال دیا کہ ایسے مراقی اور کمزور طبع آدمی کی بے ربط اور بے سروپا باتوں کا کیا نوٹس لیا جائے۔ (اخبار بدر مؤرخہ ۶ دسمبر ۱۹۰۶ء ص ۴)

۲..... (اخبار پیغام صلح ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۵ء ص ۴) میں قادیانیوں کو مراقی کہہ کر ایک لاہوری مرزائی ان کی مذمت کرتا ہے، بدقسمتی سے ہمارے قادیانی بھائی اس حد تک مرض بحث مباحثہ میں مبتلا ہو چکے ہیں کہ میں کہوں گا کہ (Monomonia) (مونومونیا) تک پہنچ چکی ہے۔

یہ وہ عارضہ ہے جسے غالباً مراق کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کا خلاصہ یہ

ہے کہ ایک بات نے دل و دماغ پر قبضہ جما لیا تو باقی تمام دنیا جہان کی چیزیں اسی رنگ میں رنگین نظر آتی ہیں۔

۳..... قاضی یوسف قادیانی لاہوری مرزائیوں کو مراقی کہہ کر ان کی تحقیر کرتے ہیں:

بگوش ہوش بشنوائے مراقی بہ میخانہ نخواہی جام ساقی

(اخبار الفضل ۲۰؍اپریل ۱۹۲۸ء ص ۷)

اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی نے بھی مراق کے متعلق یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس کی باتیں وہمی ہوتی ہیں جس کو حقیقت سے کچھ بھی لگاؤ نہیں ہوتا۔ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے عقیدہ کی تردید و مذمت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''یہ بات یا تو بالکل جھوٹا منصوبہ ہے اور یا کسی مراقی عورت کا وہم ہے۔''

(حاشیہ کتاب البریہ ص ۲۳۸، ۲۳۹ خزائن ج ۱۳ ص ۲۷۴)

معلوم ہوا کہ مراقی کی باتیں بے سروپا اور وہمی ہوتی ہیں جن کو واقعات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ واقعات ہی اس کی تردید کرتے ہیں۔

چنانچہ مرزا قادیانی کی تائید کرتے ہوئے مراق و مالیخولیا کی علامات کے سلسلہ میں مرزائیت کے ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب لکھتے ہیں:

۱..... طرح طرح کے ایسے خیال ان (مریض مراق) کے دل میں آتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ (ریویو قادیان ج ۲۶ ص ۲۲ ماہ مئی ۱۹۲۷ء)

۲..... مریض بعض دفعہ ایسا خیال کر لیتا ہے کہ جس کی واقعات تردید کرتے ہیں۔

(حوالہ مذکورہ ص ۲۳ حاشیہ)

ان تحریروں سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس مرض مراق و مالیخولیا میں جو لوگ مبتلا ہوتے ہیں وہ وہمی ہوتے ہیں۔ ان کی باتوں میں حقیقت کا توازن نہیں ہوتا۔ اس لئے مرزا قادیانی بھی جو بقول خود بھی مراق میں مبتلا تھے۔ ان کی باتوں میں بھی حقیقت کی روشنی نہیں تھی۔ اس لئے وہ بھی نہ نبی ہو سکتے ہیں اور نہ ملہم۔ چنانچہ اس مرض کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ اس کا مریض بعض اوقات دعویٰ نبوت کرتا ہے اور بعض اتفاقی واقعات کو معجزہ قرار دیتا ہے۔

چنانچہ حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب اس مرض مراق و مالیخولیا کے علامات کے

سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ: بعض عالم اس مرض میں مبتلا ہو کر دعویٰ پیغمبری کرنے لگتے ہیں اور اپنے بعض اتفاقی واقعات کو معجزات قرار دینے لگتے ہیں۔ (مخزن حکمت ص ۳۵۲ ج ۲ طبع پنجم)

حکیم نورالدین صاحب جو مرزائیت کے خلیفہ اوّل تھے وہ بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ ''مالیخولیا کا کوئی مریض خیال کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں، کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں یا کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں، کوئی موت سے ڈرتا ہے، کوئی اس وہم میں مبتلا ہوتا ہے کہ مجھ کو کوئی زہر نہ دے دے۔ (بیاض نورالدین ص ۲۱۲ ج ۱)

جب مراق اور مالیخولیا کی کرشمہ سازیوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایسا مریض جو عالم ہوتے ہیں وہ نبوت کا بھی دعویٰ کرتے ہیں اور بعض اتفاقی واقعات کو اپنی پیغمبری کا نشان و معجزہ قرار دیتے ہیں تو مرزا قادیانی کے بارے میں تو یہ بات خود ان کی اقرار تحریروں سے ثابت ہو چکی ہے کہ وہ مرض مراق اور مالیخولیا میں مبتلا تھے تو پھر آپ کا دعویٰ نبوت اور پیش گوئیوں وغیرہ کا نشان نبوت قرار دینا اس مرض کی کرشمہ سازیوں کا نتیجہ ہے اور کچھ نہیں۔ چنانچہ جب مرزا قادیانی نے اپنے دعویٰ نبوت سے نبوت کا دروازہ کھول دیا تو مرزا قادیانی کے بعض مریدوں نے بھی آپ کی زندگی ہی میں نبوت و مہدویت کا دعویٰ کیا تو ان کی مذمت کرتے ہوئے ان کے دعویٰ کو خلل دماغ اور سوداوی مواد و خشکی مزاج کا نتیجہ اور نفس امارہ کی غلطیوں کی آمیزش قرار دیا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کا ایک حوصلہ مند مرید چراغ دین نامی نے بھی آپ کی ماتحتی میں نبوت کا دعویٰ کیا تو مرزا قادیانی کو اس کی یہ حرکت ناشائستہ بہت ہی ناگوار گزری اور آپ نے مندرجہ ذیل عبارت میں اس کی سرزنش کی لکھتے ہیں: ''نفس امارہ کی غلطی نے اس (چراغ دین) کو خودستائی پر آمادہ کیا ہے۔ پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے۔ جب تک مفصل طور پر اپنا توبہ نامہ شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعویٰ سے ہمیشہ کے لئے مستعفی نہ ہو جائے۔'' (دافع البلاء ص ۲۲ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۲)

چراغ دین کے اس دعویٰ رسالت کی نفسیات اور پس منظر کی جو تحقیق تشریح فرمائی ہے وہ قابل ملاحظہ ہے ''ایسے خیالات (دعویٰ نبوت وغیرہ) خشک مجاہدات کا نتیجہ یا تمنا اور آرزو کے وقت القاء شیطان ہوتا ہے اور یا خشکی اور سوداوی مواد (جس کو مراق و مالیخولیا بھی کہتے ہیں) کی وجہ سے کبھی الہامی آرزو کے وقت ایسے خیالات کا دل پر القاء ہو جاتا ہے اور چونکہ ان کے نیچے کوئی روحانیت نہیں ہوتی۔ اس لئے الٰہی اصطلاح میں ایسے خیالات کا نام

جہیز بھی مراقی ہے ورنہ جہیز کی کثرت سے دیوانگی کا اندیشہ ہے خدا ہر ایک کو اس بلا سے محفوظ رکھے۔‘‘ (دافع البلاص ۲۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۳)

مرزا قادیانی کے ایک مرید مولوی عبداللہ ساکن تیماپور (ملک دکن) جنہوں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں مہدی موعود ہوں تو مرزا قادیانی کے الہامی صاحبزادہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نے ان کے اس دعویٰ کی تردید کرتے ہوئے اس کو خلل دماغ کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں ’’تیماپور ملک دکن کے ایک صاحب مولوی عبداللہ آج کل ایک ابتلاء میں مبتلا ہیں اور اس بات کے مدعی ہیں کہ اصل مہدی موعود ہی ہیں اور حضرت صاحب مسیح تھے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ مفتری نہیں ہیں، لیکن دماغی حالت کی وجہ سے بیمار و معذور ہیں۔‘‘

(تشحیذ الاذہان ج ۶ نمبر ۱۱ ص ۱۵ نومبر ۱۹۱۱ء بیان مرزا محمود احمد)

اسی طرح سید احمد نور کابلی قادیانی کے بارے میں بھی وہ کہتے ہیں کہ ’’ہر شخص جانتا ہے کہ وہ خود مدعی نبوت ہیں اور معذور اور بیماری آدمی ہیں۔ پس ان کا نام ہماری طرف کس طرح منسوب کیا جا سکتا ہے۔‘‘

(خطبہ میاں محمود احمد مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۸ ص ۱۷ کالم نمبر ۳ مؤرخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء)

معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی بھی نبوت وغیرہ کے دعویٰ کو خشکی دماغ اور سوداوی مواد کا نتیجہ کہتے ہیں اور اس قسم کے خیالات و دعاوی دیوانگی جنون کے اثرات سے متاثر ہوتے ہیں حتی کہ اگر کوئی شخص نبوت جیسی پاک چیز کا بھی دعویٰ کرے تو بھی وہ بقول مرزا جی ناپاک ہو جاتی ہے اور اس کے خیالات و الہامات بھی شیطانی آمیزشوں سے خالی نہیں ہوتے۔ اس لئے اس معیار پر چونکہ مرزا قادیانی بقول خود ہی مراق ہسٹریا مالیخولیا جیسی خبیث بیماریوں میں مبتلا ہوں گے اور اس لئے اس کی وجہ سے مرزا قادیانی کے بھی تمام دعوے ناپاک ہوں گے اور ان کے خیالات و الہامات شیطانی آمیزش میں ملوث ہوں گے۔ چنانچہ حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی نے بھی مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت پر اسی خیال کا اظہار فرمایا تھا جو مرزا جی اور ان کے بیٹے مرزا محمود احمد صاحب نے چراغ دین اور عبداللہ تیماپوری و احمد نور کابلی کے دعویٰ نبوت و دعویٰ مہدویت پر کیا ہے۔ یعنی یہ سب کچھ دماغ خلل اندازیوں اور بیماریوں کا نتیجہ ہے۔ ملاحظہ فرمایئے: حضرت مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت و مسیحیت کی مذمت و تردید کرتے ہوئے اخیر میں یہ فرماتے ہیں

کہ ''احقر کے نزدیک منشاء ان کے خیالات کا فساد قوت متخیلہ ہے جو اسباب خاص میں ہوگیا ہے جس کا سبب گاہے طول خلوت بھی ہوجاتا ہے اور گاہے اس میں کچھ کشف بھی ہونے لگتا ہے جیسا کہ شرح اسباب وغیرہ میں مذکور ہے۔'' (الخطاب المليح فی تحقیق المهدی والمسیح ص ۳۱)

اس کے بعد مرزا قادیانی کے ایک باوفا مرید جو ڈاکٹر بھی ہیں اور مرزا قادیانی کو مرض مراق و مالیخولیا و ہسٹریا سے بچانے کی سعی لاحاصل بھی کی ہے لیکن ان کے قلم سے ایک ایسی عبارت نکل گئی ہے جس سے مرزا قادیانی کے تمام دعوؤں کی پرشکوہ عمارت منہدم ہوکر پیوست زمین ہوجاتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب مرزائی اسسٹنٹ سرجن لکھتے ہیں: ''ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہوجائے کہ اس کو ہسٹریا، مالیخولیا، مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیتی ہے۔'' (رسالہ ریویو قادیان ماہ اگست ۱۹۲۶ء ج ۲۵ ص ۶، ۷)

اسی معیار کے مطابق مرزا قادیانی جیسے مدعی نبوت والہام کے متعلق اپنی اقراری تحریروں و دیگر مرزائیوں کی معتبر شہادتوں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوچکی ہے کہ وہ ہسٹریا مراقی، مالیخولیا و دیگر امراض دماغ میں مبتلا تھے تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو مرزا قادیانی کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔ (فهو المراد):

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

اگر ناظرین کرام اس کے ساتھ مندرجہ ذیل حوالہ جات کو بھی پیش نظر رکھیں تو مرزا قادیانی کی صداقت کی وہ عمارت جو ابھی بیخ و بن سے اکھاڑی گئی ہے، غبار روزگار بن جاتی ہے۔

۱..... ''انبیاء کا حافظہ نہایت اعلیٰ ہوتا ہے۔'' (ریویو ماہ جنوری ۱۹۲۹ء ص ۸)

۲..... ''ملہم کا دماغ نہایت اعلیٰ ہوتا ہے۔'' (ریویو ماہ جنوری ۱۹۳۰ء ص ۲۶)

۳..... ''ملہم کے دماغی قویٰ کا بہت مضبوط اور اعلیٰ ہونا بھی ضروری ہے۔''

(ریویو ماہ ستمبر ۱۹۲۹ء ص ۴)

۴..... ''براہین احمدیہ میں ایک یہ بھی پیشین گوئی ہے ''یعصمک الله من عنده ولم یعصمک الناس ''یعنی خدا نے تجھے (اے مرزا) آپ تمام آفات سے بچائے گا اگرچہ

لوگ نہیں چاہیں گے کہ تو آفات سے بچ جائے گا۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۳۰ خزائن ج ۲۲ ص ۲۴۲)

۵..... ''میں ہر ایک خبیث مرض سے تجھے (اے مرزا) محفوظ رکھوں گا۔ اب اس جگہ مرزا قادیانی کے ان امراض کا اجمالی نقشہ پیش کیا جارہا ہے۔ جس کی تفصیل اس کتاب میں مذکور ہے تاکہ مندرجہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں واضح ہوجائے کہ مرزا قادیانی کا دماغ باوجود دعویٰ نبوت والہام اعلیٰ وبہتر نہیں تھا اور وہ اپنے الہامی وعدہ کے مطابق خبیث امراض سے بھی محفوظ نہیں رہ سکے۔ اس لئے بھی ان کے تمام دعوے وخیالات مالیخولیا دماغ کی پیداوار ہونے کی وجہ سے واقعات کے مطابق نہیں ہیں بلکہ وہ سراسر وہمیات ہیں جس میں شیطان کی کارروائیوں کی کافی آمیزش ہے۔ جیسا کہ خود مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ''جو شخص ایسی بات کہے جس کی شرع میں کوئی اصل نہ ہو خواہ وہ شخص ملہم یا مجتہد ہی کیوں نہ ہو سمجھ لینا چاہئے کہ شیطان اس سے کھیلتا ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱ خزائن ج ۵ ص ۲۱)

(نقشہ اجمالی) برائے امراض مرزا

ناظرین کی تفریح طبع اور دلچسپی کے لئے مرزا قادیانی کے امراض کا بہ حساب حروف تہجی انتخاب کیا گیا ہے۔ جس کی شمارگی تعداد سو ہوتی ہے اور جس کو دیکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے:

کہ پنبہ کجا کجا نہم تن ہمہ داغ داغ شد

اور یہ بھی حیرت کا مقام ہے کہ مرزا قادیانی جیسے لوگ جن کی زندگی ہمہ داغ داغ ہے وہ بھی آرزوئے نبوت کررہے ہیں، سچ ہے:

بت کریں آرزو خدائی کی شان ہے تیری کبریائی کی

الف	اعصابی مرض	انگلی زخمی	اسہال	ابکائی	ایستادگی نہیں ہوتی	آنکھوں کی بیماری	امراض کا نشانہ	اندیشہ نبوت
ب	بول شکر	بدہضمی	برد اطراف	بدن کی بے حسی	بندش نبض	بے خوابی		
ت، ث	تشنج دل	تکرات کی زیادتی						

ج	جان کندنی	جسمانی قوٰی میں اضمحلال	جسم کا تقلل	جنون	چکر آنا			
ح	حافظہ کی خرابی	حافظہ اچھا نہیں						
خ	خواب کی کمی	خون کا دست	خون کی قے	خیرش نہیں ہوتی	خرابی صحت	خطرناک آثار	خطرناک دورے	
د	دانت کا درد	داڑھ کا کیڑا	دل کی کمزوری	دماغ کی کمزوری	دردگردہ	دردسر	دوران سر	دائم المریض
	دق	دروں کی بیماری	دورہ اسہال	دل کا بیٹھنا	دستوں کی بیماری	دوران خون کی کمی		
ذ	ذیابطیس							
ر	ریزش							
ز	زحیر	زبان کی گرہ	زندگی کا خاتمہ					
س	سل	سخت دورے	سرد بدن	سخت بیماری	سخت عارضہ	سوءہضم	ضعف کی زیادتی	
ش	شدت مرض	شدید دورے						
ص ض	ضعف دل	ضعف دماغ	ضعف نبض	ضعف ہضم	ضعف معلم	ضعف کی زیادتی	ضعف باہ	
ط ظ	ضعف طبیعت	طبع علالت	طبیعت کی گھبراہٹ					
ع	عارضہ بے ہوشی	علالت طبع	عصبی کمزوری	عصبی بیماری				
غ	غلبہ دوران سر	غشی						
ف	فالج کا اثر							

ق	قولنج زحیری	قلت					
ک	کمزور ہاتھ	کھانسی کی شدت	کثرت پیشاب	کاربنکل	کمزوری جسم		
ل							
م	مراق	مالیخولیا	مرض کا غلبہ	مسلوب القوی	مرض الموت		
ن	نامردی	نعوذ بکثی نہیں	نسیان کی زیادتی	نیم باز آنکھ	نبض کمزور	نازک حالت	ناامیدی زندگی
و	ہڈی کا ٹوٹنا	ہسٹریا	ہیضہ	ہاتھ پاؤں کی کمزوری			
ی						کل میزان	امراض تعداد:۹۸

ایک اور طرح سے مرزا قادیانی کی نبوت والہام کی تردید کی جارہی ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کئی کتابوں میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ میں عکس اور بروز محمد ہوں، چنانچہ وہ اپنے میں بارے میں کہتے ہیں:

۱..... ''خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں جو ابوالبشر آدم کو دی تھیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۱۶۷، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۴)

۲..... ''خدا نے مجھ پر اس رسول کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا۔ یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔ پس وہ جو کوئی میری جماعت میں داخل ہوا وہ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے اصحاب میں داخل ہوا اور یہی معنی ہیں ''وآخرین منھم'' کے۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱ خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۸، ۲۵۹)

ایک دوسری جگہ اس آیت ''وآخرین منھم'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''اور چونکہ آنحضرت ﷺ حسب آیت ''وآخرین منھم'' دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا اس لئے آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے

لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطا کیا تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہٖ آنحضرت ﷺ کا ظہور تھا۔ (یعنی مرزا قادیانی)'' (تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۱ خزائن ج ۱۷ ص ۲۶۲)

۳..... ''سو اس طرح سے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ یعنی نبوت محمد یہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہوگئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا تا میں آنحضرت ﷺ کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں۔'' (حاشیہ چشمہ معرفت ص ۳۲۴ خزائن ج ۲۳ ص ۳۴۰)

۴..... ''مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اس بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد احمد ہوا، پس نبوت و رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۴، ۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

کیا اصل اور بروز میں کچھ فرق ہوتا ہے

مرزا قادیانی نے اپنی کئی ایک کتابوں میں اس مضمون کا اعادہ فرمایا ہے کہ میں تصویر محمد ہوں اور ہو بہو اور مجھ میں حضور ﷺ میں کوئی فرق نہیں۔ یہاں نقل مطابق اصل ہے۔ چنانچہ اس کی تصدیق ملاحظہ کیجئے:

۱..... ''بروز کے معنی حضرت مسیح موعود نے خود لکھے ہیں کہ اصل اور بروز میں فرق نہیں ہوتا یہ ہی وجہ ہے کہ آپ جب آنحضرت ﷺ کے ساتھ غلامی کی نسبت بیان کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ ''میں یک قطرہ ز آب زلال محمدم'' لیکن جب آپ بروز کی رنگت میں جلوہ نما ہوتے ہیں تو فرماتے ہیں ''من فرّق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی وما رای'' کہ جو مجھ میں اور آنحضرت ﷺ ذرا بھی فرق کرتا ہے اس نے نہ مجھے دیکھا اور نہ مجھے پہچانا۔''

(تقریر سید سرور شاہ قادیانی مندرجہ اخبار الفضل ج ۳ نمبر ۸۳ ص ۸ کالم نمبر ۲ مؤرخہ ۲۶ رجنوری ۱۹۱۶ء)

۲..... ''الغرض مسیح موعود کی تحریروں سے یہ بات پختہ طور پر ثابت ہو رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود یقیناً محمد تھے اور آپ چونکہ آنحضرت ﷺ کا بروزی وجود عطا کیا گیا تھا اس لئے آپ عین محمد تھے اور آپ میں جمیع کمالات محمد یہ معہ نبوت محمد یہ کامل طور پر منعکس تھے۔ پس اس لئے آپ کے عین محمد ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں اور ایسا ہونا قدیم سے مقدر تھا کہ

آنحضرت ﷺ کے بعد ایک بروز محمد جمیع کمالات محمدی کے ساتھ آخری زمانہ میں مبعوث ہوگا۔'' (الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۳۷ ص ۷ کالم نمبر ۲ مؤرخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۵۰ء)

۳..... ''الغرض ان تمام باتوں کا لب لباب وہی الفاظ ہیں جو کہ میرے مضمون کے لئے اصل شاہراہ کا کام دے رہے ہیں۔ یعنی یہ کہ ''مسیح موعود محمد است وعین محمد است۔''

(الفضل مؤرخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

ان تحریروں سے یہ بات ثابت ہورہی ہے کہ مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ کے کامل بروز ومکمل تصویر تھے اور تمام کمالات محمدیہ اور اوصاف نبویہ کامل طور پر آپ کے اندر منعکس تھے۔ اس لئے کامل مشابہت اور اکمل بروزیت کی وجہ سے مرزا غلام احمد قادیانی ''محمد است وعین محمد است'' ہیں۔ اب اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ مرزا قادیانی ان جملہ عوارض وامراض سے پاک وصاف ہوتے جن سے حضور ﷺ کی ذات قدسی صفات پاک وصاف تھی۔ کیونکہ جب نبوت کی اصل شکل جو بصورت محمد ﷺ تھی۔ اس میں یہ امراض خبیثہ مذکورہ بالا نہیں تھے اور نہ ہوسکتے تھے تو حیرت اور بالائے حیرت یہ ہے کہ نبوت کی نقلی وبروزی شکل جو بصورت مرزا غلام احمد قادیانی تھی اس میں یہ امراض خبیثہ وعوارض غلیظہ کہاں سے اور کیسے آگئے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یقینی طور پر نبوت کی یہ نقل بھی جھوٹی وجعلی ہے اور اس کا نقال بھی ایک جھوٹا وجعل ساز نقال ہے جس کو قدرت نے نقل کا بھی شعور کامل نہیں دیا۔ سچ ہے کہ عجیب کردن راہنرے باید کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی میں اتنا بھی شعور نہیں مرحمت فرمایا ہے کہ وہ نبوت کی سچی واصلی نقل کرکے دنیا کے سامنے آتے تاکہ ان کا سارا بھرم چھپ جاتا لیکن مرزا قادیانی صاحب کی اس جھوٹی نقالی کے باوجود یاروں کا ان کی بابت یہ کہنا کہ مرزا قادیانی ''محمد است وعین محمد است'' اور اس قدر اتحاد وکامل عینیت کا دعویٰ کرنا یہ سب کچھ اس دماغ کی پیداوار ہے جو مراق مالیخولیا بلکہ جنون کے اثرات سے کافی متاثر ہوچکا ہے۔ (فھو المراد)

کیا خود مسیح مریض ہے

ایک اور طرح سے مرزا قادیانی کی نبوت والہام کی تردید کی جارہی ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی کئی کتابوں میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور کہیں یہ لکھا ہے کہ

''نہیں بلکہ میں مثیل مسیح ہوں'' اب دونوں دعوؤں کے حوالے پیش کئے جا رہے ہیں۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت

۱..... ''اور وہ یہی راقم (مرزا) ہے جو خادم نوع انسان ہے جو مسیح موعود ہو کر مسیح کے نام پر آیا اور مسیح نے میری نسبت انجیل میں خبر دی ہے۔'' (مسیح ہندوستان میں ص ۳۶)

۲..... ''آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۴۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳)

۳..... ''منم مسیح زمان و منم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد۔''

(تریاق القلوب ص ۶ خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

۴..... ''اور ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اسی وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے کسی نے بجز اس عاجز (مرزا قادیانی) کے دعویٰ نہیں کیا کہ مسیح موعود ہوں۔''

(ازالہ اوہام ص ۶۸۳ خزائن ج ۳ ص ۴۶۸، ۴۶۹)

۵..... ''مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔''

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ص ۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰ مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۸، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۳۵)

۶..... ''میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیشین گوئیاں ہیں کہ وہ آخر زمانے میں ظاہر ہوگا۔''

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۱۸ خزائن ج ۱۷ ص ۲۹۵)

مرزا قادیانی کا مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ

۱..... ''اور مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔'' (تبلیغ رسالت ص ۲۱ ج ۲ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۱)

۲..... ''اس عاجز (مرزا) نے جو مثیل ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں..... میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ مسیح ابن مریم ہوں۔''

(ازالہ اوہام ص ۱۹۰ خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

۳..... ''اس عاجز کو حضرت مسیح سے مشابہت تامہ ہے۔''

(براہین احمدیہ ص ۴۹۹ خزائن ج ۱ ص ۵۹۴)

۴..... ''اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے۔''

(کشتی نوح ص ۴۹ خزائن ج ۱۹ ص ۵۳)

نوٹ: مرزا قادیانی کی ایک عبارت تشبیہ کے بارے میں قابل دید ہے۔ اہل علم حضرات ملاحظہ فرمائیں اور مرزا قادیانی کی علمیت کی داد دیں۔ لکھتے ہیں کہ ''مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت تامہ ضروری ہے۔'' (ست بچن ص ۱۶۴ حاشیہ ص ب خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۲)

مرزا قادیانی نے مندرجہ بالا عبارت میں مسیح موعود اور مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اگرچہ ان دونوں دعوؤں کا اختلاف و تضاد ہی مرزا قادیانی کے مراقی و مالیخولیائی ہونے کی ایک کھلی ہوئی دلیل ہے لیکن مجھ کو اس وقت اس اختلاف دعویٰ سے کوئی سروکار نہیں بلکہ خواہ وہ مسیح ہوں یا مثیل ان دونوں صورتوں میں یہ دیکھنا ہے کہ مسیح ابن مریم کی جگہ پر مرزا قادیانی مسیح مثیل مسیح بن کر آئے ہیں۔ قدرتی طور پر ان کی نمایاں خصوصیت شفا بخشی تھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو احیاء موتی کے ساتھ ہی ساتھ دست شفاء کا بھی معجزہ عطا فرمایا تھا۔ اسی وجہ سے وہ سراپا شفاء مسیح زمان تھے اور ہزاروں مایوس العلاج اور پیچیدہ امراض کے مریض محض آپ کے دست مبارک سے شفایاب ہو جاتے تھے۔ چنانچہ آج بھی ان طبیبوں اور حکیموں کو جن کے ہاتھوں سے اکثر و بیشتر مریض و بیمار صحت یاب ہوتے ہیں۔ ان کو مسیح زمان، مسیح الملک، مسیحائے وقت کے معزز خطاب سے سرفراز کیا جاتا ہے یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ اس میں مسیح ابن مریم کی مسیحائی و شفا بخشی کام کر رہی ہے۔ جب یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی کہ مسیح ابن مریم قدرتی طور پر سراپا شفا اور مجسمہ صحت اور مسیحائے زماں تھے تو لامحالہ وہ ہر قسم کے امراض و بیماریوں خصوصیت کے ساتھ ''امراض خبیثہ'' سے ضرور پاک وصاف ہوں گے نہیں بلکہ تھے۔ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو شفا بخشی کا معجزہ بھی دیا جائے اور دوسری طرف وہ ہر قسم کے امراض کے شکار بھی ہوں تو یہ معجزہ کیا ہوا بلکہ ایک مضحکہ خیز تماشہ اور مذاق ہے اور دنیا یہ کہے گی کہ مژدہ باد ائے مرگ خود مسیحا آپ ہی بیمار ہیں۔ اوروں کے بیماروں کا کیا علاج ہوگا۔ جس مسیحائے کا تن ہمہ داغ داغ اور چھلنی ہو رہا ہے اس لئے یہی حضرت مسیحائے علیہ السلام ہر قسم کے امراض بالخصوص امراض خبیثہ مثلاً دوران سر، کثرت پیشاب، ذیابطیس، مراق، مالیخولیا وغیرہ وغیرہ سے مبرہ و منزہ تھے۔

لیکن مرزا غلام احمد قادیانی ایسے مسیح کی جگہ پر سراپا شفا اور ہر قسم کی بیماریوں سے

پاک تھے۔ مسیح موعود یا مثیل بن کر تو آئے مگر سراپا مرض اور دائم المرض تھے اور گوناگوں امراض کے شکار اور متعدد عوارض کے نشانہ اور ان کی اس زبوں حالی، دائم المرضی بلکہ سراپا بیماری کو دیکھنے کے بعد یہ یقین ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ مسیحیت اور مثلیت میں بھی جھوٹے تھے اور جب وہ اپنے اس دعویٰ مسیحیت میں جو دعویٰ نبوت سے ادنیٰ درجہ رکھتی ہے۔ وہ جھوٹے ثابت ہوئے تو دعویٰ نبوت جو کہ اس سے اعلیٰ درجہ میں ہے۔ بدرجہ اولیٰ جھوٹے ہوں گے۔ بلکہ ہیں اور تمام یہ بے سروپا باتیں اور بے ربط دعوے اس لئے واقعات کے مطابق نہیں کہ یہ ایک ایسے دماغ سے نکلی ہیں جن میں مراق و مالیخولیا کی کارفرمائیاں جلوہ گر ہیں۔ اسی وجہ سے خود مرزا قادیانی بھی اپنے متعلق یہ لکھتے ہیں کہ ''ممکن ہے (نہیں بلکہ واقع ہے) کہ کئی لوگ میری ان باتوں پر (مثل دعویٰ مسیحیت و نبوت و دیگر تمام بے سروپا باتوں پر) ہنسیں یا مجھے پاگل اور دیوانہ قرار دیں۔ (ضرور کہیں گے) کیونکہ یہ باتیں دنیا کی سمجھ سے بڑھ کر ہیں اور دنیا ان کو شناخت نہیں کر سکتی۔'' (کشف الغطاء ص ۱۲ خزائن ج ۱۴ ص ۱۹۳)

علاج مالیخولیا ایک اور طرح سے

اس امر کو ثابت کیا جا رہا ہے کہ مرزا قادیانی مراق و مالیخولیا میں مبتلا تھے کیونکہ اس مرض کا علاج عموماً مفرحات، مقویات، دل و دماغ و دیگر ایسی چیزوں سے کیا جاتا ہے جو اعضاء رئیسہ کے لئے مفید و مقوی ہوتی ہیں۔ چنانچہ طب کی کتابوں میں اس مرض کے مریض کے حسب حال کیا کیا چیزیں مفید ہوتی ہیں۔ اس کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱..... ''بہرحال از برائے صاحب مرض (مراق مالیخولیا) تفریح وانبساط واستراحت وتقویت قلب و دماغ تنویم نافع ترین اشیاء است۔'' (اکسیر اعظم ج ۱ ص ۱۹۰)

۲..... ''وبالخاصیت مفرح ومقوی اعضاء رئیسہ وحرارت غریزی واعضاء ظاہر وباطنی اندکی حواس باطنی ظاہری از سامعہ وباصرہ وشامعہ وذائقہ وباند کے وجہت مالیخولیا نافع است۔'' (محیط اعظم ج ۲ ص ۸۸ بیان خواص مشک)

۳..... ''قانون علاج مالیخولیا آنست کے مبالغہ در تر طیب نمائندہ ومعہ ذلک در استفراغ سوداقصور قلند۔'' (اکسیر اعظم ص ۱۹۰)

۴..... ہمورا ۂ سرد کف پاء ودست را بروغن بنفشہ وبادامے وخشخاش وکدو وکاہو چرب دراند۔'' (حوالہ بالا)

۵..... ''مالیخولیا کے لئے شراب نہایت مفید ہے۔''

(ترجمہ موجز ص۴۴ طبع اوّل از حکیم محمد حسین لاہوری)

طب کی مندرجہ بالا کتابوں کے ذریعہ یہ بات معلوم ہوگئی مرض مراق مالیخولیا میں مشک، عنبر، زعفران، روغن بادام وخشخاش ودیگر مقویات ومفرحات کا استعمال ضروری ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی تمام مقوی مفرح، مبّہی دوائیں وہ چیزیں بڑی کشادہ دلی وسخاوت کے ساتھ استعمال کرتے تھے، اس کے لئے مرزا قادیانی کے ایک باوفا مرید حکیم محمد حسین مالک کارکانہ رفیق الصحت لاہور کا رسالہ ''خطوط امام بنام غلام'' پیش کیا جاتا ہے جن میں حکیم صاحب نے مرزا قادیانی کے وہ تمام فرمائش خطوط جو مشک وغیرہ ودیگر مقویات ومفرحات کے لئے لکھے گئے ہیں، جمع کر دیئے ہیں۔ حکیم صاحب کی اپنی بنائی ہوئی ایک مایۂ ناز دوا مفرح عنبری جس کے متعلق آپ کہتے ہیں کہ ''وہ یاقوت مروارید، مرجان نسیب، کہربا، کستوری، زعفران وغیرہ کا ہر دلعزیز مرکب مفرح عنبری بڑی محنت سے تیار ہوگیا ہے۔ قیمت ایک ڈبہ ۵/روپے۔'' (خطوط امام بنام غلام ابتداء کتاب)

چونکہ یہ تمام اجزاء مذکور مالیخولیائے مراق کے لئے ازبس مفید ہیں اس لئے ان اجزاء کا مرکب مفرح عنبری نامی دوا کا استعمال مرزا قادیانی کثرت سے کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حکیم صاحب از راہ فخر ومباحات لکھتے ہیں کہ ''میں اپنے مولیٰ کریم کے فضل سے اس کو بھی اپنے لئے بے اندازہ فخر وبرکت کا موجب سمجھتا ہوں کہ حضور (مرزا آنجہانی) اس ناچیز کی تیار کردہ مفرح عنبری کا بھی استعمال فرماتے تھے، حضور کو چونکہ دورۂ مرض کے وقت اکثر مشک ودیگر مقوی دل ادویات کی ضرورت رہتی تھی جو اکثر میری معرفت جایا کرتی تھیں۔''

(خطوط امام ص۸، ۹)

مراق مالیخولیا کے لئے مشک مفید ہے

جیسا کہ کتب طب کے حوالہ مذکورہ نمبر۲ سے آپ حضرات کو معلوم ہے کہ اس مرض کے لئے مشک بے حد مفید ومقوی ہے۔ اس کے استعمال سے اعضاء رئیسہ خواص ظاہری وباطنی کو کافی تقویت پہنچتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی بڑی دریا دلی سے مشک عنبری استعمال کرتے

تھے۔اس کے لئے حکیم محمد حسین مرزائی کو لکھتے ہیں کہ:

۱..... ''آپ براہ مہربانی ایک تولہ مشک خالص جس میں ریشہ اور جھلی اور صوف نہ ہوں اور تازہ خوشبودار ہو، بذریعہ ریلوے ایبل پارسل ارسال فرمائیں۔ کیونکہ پہلی مشک ختم ہو چکی ہے اور باعث دورہ مرض (مراق مالیخولیا) ضرورت رہتی ہے۔'' (خطوط امام ص ۶)

۲..... ''پہلی مشک ختم ہو چکی ہے اس لئے پچاس روپیہ بذریعہ مٹی آرڈر آپ کی خدمت میں ارسال ہیں آپ دو تولہ مشک خالص دو شیشیوں علیحدہ علیحدہ یعنی تولہ تولہ ارسال فرمائیں۔'' (خطوط امام ص ۲)

۳..... ''آپ بے شک ایک تولہ مشک بقیمت (۳۶) روپیہ خرید کر کے بذریعہ وی. پی بھیج دیں، ضرور بھیج دیں۔'' (خطوط امام ص ۳)

۴..... ''پہلی مشک جو لاہور سے آپ نے بھیجی تھی وہ اب نہیں رہی۔ آپ جاتے ہی ایک تولہ مشک خالص جس میں چھچھڑا نہ ہو اور بخوبی جیسا کہ چاہئے، خوشبودار ہو ضرور ویلو کرا کر بھیج دیں جس قدر قیمت ہو مضائقہ نہیں (کیونکہ مال مفت دل بے رحم بھی تو ہے) مگر مشک اعلیٰ درجہ کی ہو چھچھڑا نہ ہو اور جیسا کہ عمدہ اور تازہ مشک میں تیز خوشبو ہوتی ہے وہی اس میں ہو۔'' (ص ۶)

۵..... ''اور اس عاجز (مرزا آنجہانی) کی طبیعت آج بھی علیل ہو رہی ہے، ہاتھ پاؤں بھاری اور زبان بھی بھاری ہو رہی ہے۔ مرض کے غلبے سے نہایت لاچاری ہے، مجھ آن مکرم نے کسی قدر مشک دیا تھا وہ نہایت خالص تھا اور مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ بازاری چیزیں مغشوش ہوتی ہیں، خاص کر مشک یہ تو مغشوش ہونے سے خالی نہیں ہوتی۔ چونکہ میری طبیعت گری جاتی ہے اور ایک سخت کام کی محنت سر پر ہے۔ اس لئے تکلیف دیتا ہوں کہ ایک خاص توجہ اس طرف فرمائیں اور مشک کو ضرور دستیاب کریں۔ بشرطیکہ وہ بازاری نہ ہو کیونکہ بازاری کا تو چند دفعہ تجربہ ہو چکا ہے۔ اگر مشک دو ماشے یا تین ماشے ہو وہ بالفعل کفایت کرے گا، مگر عمدہ ہو۔ اگر اصلی نافہ جو مصنوعی نہ ہو مل جائے تو نہایت اچھا ہے، مگر جلد ہو۔''

(خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۴ راگست ۱۸۹۲ء مکتوبات احمدیہ ج ۲ ص ۱۳۴ مکتوب نمبر ۹۱ طبع جدید)

۶..... ''کل سے میری طبیعت علیل ہو گئی ہے کل شام کے وقت مسجد میں اپنے تمام دوستوں کے روبرو جو حاضر تھے سخت درجہ کا عارضہ لاحق حال ہوا اور ایک دفعہ تمام بدن سرد

اور نبض کمزور اور طبیعت میں سخت گھبراہٹ شروع ہوئی..... ایسے وقتوں میں ہمیشہ مشک کام آتی ہے اس وقت مشک جو بمبئی سے آپ نے منگوا کر بھیجی تھی لیکن طبیعت کی سخت سرگردانی اور دل کے اضطراب کی وجہ سے وہ مشک کھولنے کے وقت زمین پر متفرق ہو کر رہ گئی اور ہوا چل رہی تھی ضائع ہوگئی۔ اس لئے مجھے دوبارہ آپ کو تکلیف دینی پڑی۔ یہ مشک بڑی عمدہ تھی۔ اس دوکان سے ایک تولہ مشک لے کر جہاں تک ممکن ہو جلد ارسال فرمائیں کہ دورہ (مرض مراق) کا سخت اندیشہ ہے۔'' (مکتوبات احمدیہ ج ۲ ص ۳۹۹)

۷..... ''یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس قدر سخت حملوں سے وہ بچا لیتا ہے کل کی تاریخ عنبر بھی پہنچ گیا۔'' (مکتوبات احمدیہ ج ۲ ص ۳۹۶ مکتوب نمبر ۶۸ طبع جدید)

۸..... ''عنبر سفید درحقیقت بہت ہی نافع معلوم ہوا، تھوڑی خوراک سے دل کو قوت دیتا ہے اور دوران خون تیز کر دیتا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ایسی بیماری مراق وغیرہ دامن گیر ہے کہ ان چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔''

(مکتوبات احمدیہ ج ۲ ص ۳۹۷ مکتوب ۲۸ طبع جدید)

۹..... ''آج رات پھر اس کا سخت دورہ ہوا اس حالت میں صرف عنبر یا مشک فائدہ کرتا ہے، رات دس خوراک کے قریب مشک کھایا پھر بھی دیر تک مرض کا جوش رہا۔''

(مکتوبات احمدیہ ج ۲ ص ۲۴۵ مکتوب ۴۴ طبع جدید)

۱۰..... ''سر کے دورے اور سردی کی تکلیف کے لئے سب سے زیادہ آپ مشک یا عنبر استعمال فرمایا کرتے تھے اور ہمیشہ نہایت اعلیٰ قسم کا منگوایا کرتے تھے۔ یہ مشک خریدنے کی ڈیوٹی آخری ایام میں محمد حسین لاہوری موجد مفرح عنبری کے سپرد تھی عنبر اور مشک دونوں مدت تک سیٹھ عبدالرحمٰن مدراسی کی معرفت بھی آتے رہے۔ مشک کی تو اب اس قدر ضرورت رہتی کہ بعض اوقات سامنے رومال میں باندھ رکھتے تھے کہ جس وقت ضرورت ہوئی فوراً نکال لیا۔'' (سیرت المہدی ج اوّل حصہ دوم ص ۴۲۹ روایت نمبر ۴۴۷ طبع جدید)

چونکہ مراق مالیخولیا میں از روئے طب مشک عنبر کا استعمال بے حد مفید ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی بڑی دریا دلی سے ان دونوں چیزوں کا استعمال کرتے رہے تاکہ اس مرض کے حملوں اور دوروں سے محفوظ رہیں۔ لیکن بقول مرزا قادیانی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ایسی بیماری دامن گیر ہے کہ ان چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ مگر باوجود ان چیزوں کے کثرت

استعمال کے پھر بھی مرض کا جوش باقی رہتا ہی رہا تا کہ دنیا دیکھ لے کہ ظالم مجرموں سے ذلیل ورسوا کرتی ہے۔

روغن کا استعمال مالیخولیا کے لئے بے حد مفید ہے

چونکہ مالیخولیا اور مراق ایک سوداوی بیماری ہے اس میں مادہ سودا کی زیادتی ہوتی ہے اس لئے اس کے ازالہ کے لئے مرطبات یعنی تر چیزیں زیادہ مفید ہیں۔ چنانچہ حکیم اعظم خان صاحب لکھتے ہیں:

۱..... ''قانون علاج مالیخولیا آنست کہ مبالغہ وترطیب نمائندہ ومعہ ذالک در استفراغ سودقصور نکند۔'' (اکسیر اعظم ص ۱۹۰)

۲..... ''ہموارہ سرد کف پاء دست رابروغن بنفشہ وبادامے وخشخاش وکدو دکاہو چرب دارند اکسیر اعظم۔''

چنانچہ اسی وجہ سے مرزا قادیانی روغن بادام کا بھی استعمال بغرض علاج کیا کرتے تھے، اسی کے متعلق حکیم محمد حسین صاحب کو وہ لکھتے ہیں:

۱..... ''ایسی حالت میں روغن بادام سر اور پیروں ہتھیلیوں پر ملنا اور پینا فائدہ مند محسوس ہوتا ہے، اس لئے میں مولوی یار محمد صاحب کو بھیجتا ہوں کہ آپ خالص تلاش سے ایسا روغن بادام کہ جو تازہ ہو اور کہنہ نہ ہو اور نیز اس کے ساتھ کوئی ملوٹی نہ ہو۔ ایک بوتل خرید کر بھیج دیں، قیمت اس کی ارسال ہے۔'' (خطوط امام ص ۵)

۲..... ''بادام روغن میری بیماری کے لئے خریدا جائے گا نیا اور تازہ ہو اور عمدہ ہو یہ آپ کا خاص ذمہ ہے۔'' (حوالہ بالا ص ۷)

مالیخولیائے مراقی کے لئے شراب کا استعمال مفید ہے

اس مرض میں شراب کا استعمال اگرچہ عارضی طور پر فائدہ مند ہوتا ہے کیونکہ دماغی قوی تیز ہو جاتے ہیں، غم واندوہ دور ہو جاتے ہیں، سرور ونشاط کی مستانہ کیفت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ حکیم محمد حسین صاحب جو مرزا قادیانی کے ایک معتمد علیہ شخص ہیں۔ کتاب موجز کے ترجمہ میں لکھتے ہیں ''شراب سے دو طرح کے فائدے ہیں۔ نفسانی اور بدنی شراب کے نفسانی فائدے میں کوئی چیز اس کے برابر نہیں ہے اور وہ فوائد یہ ہیں کہ سرور لاتی

ہے، طبیعت میں انبساط وتقویت پیدا کرتی ہے۔ امیدوں اور آرزوؤں میں اضافہ کرتی ہے، نفس کو شجاع وجری بنا دیتی ہے، بخل وغم اور فکر فاسد کو زائل کرتی ہے نیز مالیخولیا کے لئے شراب نہایت مفید ہے۔ کیونکہ اس کی فرحت سودا کی وحشت کے بالکل مخالف ہوتی ہے۔''

(ترجمہ موجز ص ۴۴ طبع اوّل)

اسی بنیاد پر مرزا قادیانی اس نایاب ولطیف شے کو بھی استعمال کرتے تھے اور اس دخت زر کے ''دحل'' کی شانہ کیفیتوں سے سرشار رہا کرتے تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی حکیم محمد حسین صاحب کے پاس اس کی فرمائش کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خریدنی خود خریدیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خریدیں، مگر ٹانک وائن چاہئے اس کا لحاظ رہے، باقی خیریت ہے۔ والسلام۔'' (مرزا غلام احمد عفی عنہ، خطوط امام بنام غلام ص ۵)

ٹانک وائن کیا چیز ہے اس کی حقیقت پلومر کی دوکان واقع لاہور سے معرفت ڈاکٹر عزیز احمد صاحب معلوم کی گئی ہے تو اس کا حسب ذیل جواب ملا۔ ٹانک وائن ایک قسم کی طاقت ورنشہ دینے والی شراب ہے۔ جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے۔

خود مرزا قادیانی ہی لکھتے ہیں کہ ''وائن شراب کا نام ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۴۹۸ خزائن ج ۳ ص ۳۶۷)

تو اب ٹانک وائن کے معنی طاقت شراب کے ہوئے، جس کو مرزا قادیانی خوب دیکھ بھال وجانچ پڑتال کے بعد پیتے تھے۔ تاکہ مالیخولیا دور ہو جائے۔ مگر افسوس کہ مرزا قادیانی نے شراب بھی پی اور مرض بھی نہ گیا۔ سچ ہے تیلی بھی کیا اور روکھا بھی کھایا۔ لیکن مرزا قادیانی کے اس شراب نوشی پر ان کی امت وجماعت نہ تو خود نادم وشرمندہ ہے اور نہ مرزا قادیانی کے اس ارتکاب جرم پر کچھ ملامت کرتی ہے بلکہ مرزا قادیانی کے اس شراب نوشی کا بڑے فخر وبرکت کے ساتھ اقرار کرتے ہوئے دنیا کے سامنے بڑی بے باکی کے ساتھ پیش کرتی ہے اور کہتی ہے کہ ہمارا نبی وہ نبی ہے جو علی الاعلان شراب پیا کرتا تھا اور اس کی وجہ سے اس کی نبوت میں کیا، تقدس میں ہی کوئی فرق نہیں آیا۔ سچ ہے کہ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی۔ ملاحظہ فرمایئے اور مریدوں کی اندھی ارادت مندی کی داد دیجئے۔

۱..... ڈاکٹر بشارت احمدی ..... مرزا قادیانی کے اس شراب نوشی پر کس چراغ داشتہ جرأت کے ساتھ تحریر کرتے ہیں۔ ’’پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود ہی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا چہ جائے کہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے۔ اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لئے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہو اور کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لئے بھی منگوائی ہو اور استعمال کی ہو تو اس میں کیا حرج ہو گیا۔ اب آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے، نبض ڈوب جاتی تھی میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا تو اطبّا یا ڈاکٹروں کے مشوروں سے آپ نے اورٹانک وائن کا استعمال اندریں حالت کیا ہو تو عین مطابق شریعت آپ تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے، راتوں کو عبادت کرتے تھے، بڑھاپا ہی تھا، ضعف پڑتا تھا تو اندریں حالت اگر ٹانک وائن بطور علاج کر بھی لی تو کیا قیامت لازم آ گئی۔‘‘

(اخبار پیغام صلح مؤرخہ ۴؍مارچ ۱۹۳۵ء، ۱۴؍اکتوبر ۱۹۳۵ء)

بہر حال جہاں تک علاج و معالجہ کا تعلق ہے اس کے ذریعہ سے بھی یہ بات ثابت ہو گئی کہ مرزا قادیانی مراق و مالیخولیا میں مبتلا تھے اور اس کے لئے آپ نے ایک حرام شئے شراب بھی استعمال کی جس کے متعلق مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں کا اقراری بیان اوپر درج ہو چکا ہے، لیکن قدرت نے اس کے باوجود مرزا قادیانی کو اس مبارک مرض (مراق و مالیخولیا) سے نہیں نجات بخشی تا کہ دنیا کو معلوم ہو جائے، سرکار دو عالم ﷺ کی نبوت کامل کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کا یہی حشر ہوتا ہے اور اسی طرح دنیا میں ذلیل و رسوا ہوتے ہیں۔

الغرض تمام حوالہ جات کے پیش نظر مرزا قادیانی نہ نبی تھے، نہ رسول، نہ مجدد تھے، نہ مسیح، نہ ملہم، نہ محدث بلکہ اگر کچھ تھے تو بس مراقی مالیخولیائی تھے، دائم المرض تھے، ماؤف الدّماغ تھے، مفلوج القلب تھے اس وجہ سے مرزا قادیانی کا اپنے بارے میں یہ کہنا کہ لوگ مجھے پاگل اور دیوانہ قرار دیں گے، سچ ہے:

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعان کا

اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مرزائیوں کے لئے مشعل راہ ہدایت بنائے اور اس احقر کو تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کی بیش از بیش توفیق عطاء فرمائیں۔

سیف اللہ الجبّار

مولانا ابوالفرح سحر البیان سید انوار الحق (کمالی الرویائی)

شکریہ

ہم ممبران انجم الرفاہ آسن سول مکرم و معظم جناب مولوی سید رضاء رسول صاحب سلمہ اللہ الواہب زمیندار بالوبیسی کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں کہ جناب مولانا مولوی ابولفرح صاحب سحر البیان کے اس مفید مضمون کو بہ نظر آگاہی عامۃ المسلمین کریم النفس موصوف نے ہزار کاپی کی تعداد میں چھپوا کر غریب مدرسہ اسلامیہ مصباح العلوم آسن سول کو مرحمت فرمایا۔ جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء ! راقم سراپا قصور (حکیم) عبدالغفور

خازن مدرسہ مصباح العلوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباچہ

میاں محمد محسن صاحب مرزائی سونگڑوی نے اسی ماہ مئی (۱۹۱۷ء) کے تقریباً دوسرے ہفتہ میں اپنے نزدیک میرے کسی بیان کو دروغ محض ثابت کرنے کے لئے قدم رسول کٹک سے ایک چندسطری اشتہار شائع کیا ہے جس کے شروع میں ''وادعوا شھدائکم من دون اللہ ان کنتم صادقین'' اور آخر میں ''ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین'' ثبت ہیں یہ دیکھ کر صادق کی رگ حمیت ''تصلّباً علی الحق'' جنبش میں آئی یا وہ بازان زمانہ کی ''لیز لقونک بابصارھم'' گیدڑ بھبکیوں پر شیران بیشہ حقانیت کا وفور غیرت ایک امر ناگزیر تھا۔ مکرم معظم جناب مولوی محمد صادق صاحب رئیس کٹک و مہتمم مدرسہ سلطانیہ نے اپنے ایک گرامی نامہ کے ہمراہ بغرض جواب خاکسار کے پاس اشتہار مذکور ارسال فرمایا اور خادم کو بے حد مرہون منت بنایا اشتہار کو اوّل سے آخر تک بغور دیکھا مگر لائق جواب ایک بات بھی نہ تھی۔ بجز اس کے کہ خاکسار کے کسی بیان پر جناب مشتہر صاحب کو نہایت غیظ و غضب طاری ہے اور ہر فقرہ میں خاکسار کو منہ بھر بھر کر صلواتیں سنائیں ہیں۔ تمام اشتہار میں ایسی ایک سطر بھی نظر سے نہ گزرے گی جس میں مجھے جھوٹا اور کاذب محض بنانے کا کوئی دقیقہ اٹھا رکھا ہو ہر ہر جملہ میں

میری تکذیب کے واسطے فرق تا قدم زور لگائے ہیں۔ میری ایک سچی بات کو جھٹلانے کے لئے متعدد اجتہادات بندہ اور چند در چند شکم زاد حاشیہ پبلک میں پیش کر کے در پردہ داد کی تمنا کی ہے۔ عوام میں بدظنی کا بیج بونے کے لئے بہت سی زائد باتوں کی غلط نسبت خاکسار کی طرف کی ہے۔ خلق اللہ میں صداقت کی سرخروئی حاصل کرنے کو ہم سے بھی حلف مانگے ہیں خود بھی حلف کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا ہے۔ گواہیاں طلب کی ہیں اور اپنی بھی ہزار ہا گونا گوں اور بوقلموں شہادتیں پیش کرنے کا لمبا چوڑا وعدہ کیا ہے۔ اپنے بیان کی مظہر صداقت شہادتیں پیش کرنے کو کسی مجمع عام میں حاضر ہونے کے لئے مجھ سے اور میرے ہمنواؤں کو بڑے زور شور سے چیلنج دیا ہے۔ ہم جناب کے اس مجمع محاسن اشتہار کو ناظرین باتمکین کے ملاحظہ کی غرض سے اس جگہ لفظ بلفظ درج کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ وھو ھذا!

اشتہار واجب الاظہار

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

''وادعو شھدائکم من دون اللہ ان کنتم صادقین'' (ترجمہ) تم اپنی گواہیاں پیش کرو اگر تم سچے ہو۔

مولوی ابوالفرح اعظم گڑھی نے سونگھڑہ میں احمدیت کے خلاف وعظ کرتے ہوئے یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ خود حضرت مسیح موعود کے شرف بیعت کے لئے قادیان دارالامان پہنچے تھے جس سے پتہ لگتا ہے کہ مولوی ابوالفرح صاحب کو حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد کی صداقت روز روشن کی طرح معلوم ہوگئی تھی اور صدق دعوی مسیحیت ومہدویت پر ان کو کوئی شک نہ تھا۔ مگر ایک چیز نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے روک دیا۔ وہ یہ کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نعوذ باللہ بعارضہ جذام بیمار تھے اور یہ کہ انھوں نے بچشم خود حضرت مسیح موعود کی اس بیماری کو ملاحظہ کیا ہے اس کے جواب میں تو ہم ''لعنت اللہ علی الکاذبین'' کے سوا اور کیا کہیں۔ مگر ہم مولوی ابوالفرح اور ان کے ہم نواؤں کو چیلنج دیتے ہیں کہ کیا وہ اس قرآن کریم کو جو خدا کا کلام ہے ہاتھ میں لیکر مجمع عام میں حلفیہ شہادت دے سکتے ہیں کہ واقع میں وہ حضرت مسیح موعود کی زیارت کے لئے قادیان گئے تھے۔ اور یہ کہ حضرت مرزا کا عارضہ جذام (نعوذ باللہ) اسی کے راہ میں روک بنا اور وہ بیعت کا شرف حاصل نہ

کر سکے۔ اس کے برخلاف ہم عقلی نقلی شرعی اور قانونی اور حلفیہ شہادت ایک نہیں۔ بلکہ ہزاروں پیش کر سکتے ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ حضرت مسیح موعود خدا کے فضل سے خدا کے نور سے پر تھے اور آپ اس مرض سے بیمار نہ تھے جس کو مولوی ابوالفرح پیش کرتے ہیں اور ہم کو حق ہوگا کہ ہم مولوی ابوالفرح کی اس دروغ بیانی کو روز روشن کی طرح ثابت کر دینے کے بعد ان کو جماعت احمدیہ میں داخل کریں۔ کیونکہ وہ تو حضرت مرزا کی صداقت کو مان چکے تھے۔ ورنہ وہ قادیان شرف بیعت کے لئے کیوں جاتے حضرت مسیح موعود کا نورانی چہرہ آہ! افسوس ان شپرہ چشموں کو کیا دیکھائی دیتا حضرت مسیح موعود نے خوب کہا ہے کہ:

می درخشم چوں قمر تابم چو قرص آفتاب کور چشم آنانکہ در انکار ہا افتادہ اند

''ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین'' اگر سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔

المشتہر: (یکے از غلامان مسیح موعود) عاجز محمد محسن (احمدی) قدم رسول کٹک (ضیاء الاسلام پریس قادیان لاہور)

نوٹ: آئندہ مضمون میں حسب ضرورت اس اشتہار کے جو مقامات نقل ہونگے پہچان کے لئے ان پر خط کھینچ دیئے جائیں گے۔ ناظرین ان عبارتوں کو اشتہار ہذا سے ملاتے جائیں۔ (عبدالغفور)

اب فرمایئے کہ ایسے مجموعہ مہملات کی طرف التفات کر کے اپنے وقت عزیز کا رائیگاں کرنا خلاف مصلحت تھا یا نہیں۔ ضرور اسی لئے کئی روز تک خاکسار کو بھی سخت لیت ولعل درپیش رہا۔ بالآخر مکرم و معظم جناب مولوی محمد صادق صاحب موصوف کے ارشاد عالی کی تعمیل لابدی نیز دیگر احباب کی فرمان کی بجا آوری ضروری قرار پائی اور امتثالاً للامر خاکسار کو اشتہار مذکور کی داد دینا پڑی، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل مضمون کے شروع کرنے سے پہلے ضیافت طبع ناظرین کی غرض سے ایک غزل تازہ بتازہ نو بنو بالکل حسب حال جناب مشتہر صاحب اس جگہ پیش کریں بغور ملاحظہ ہو۔

غزل

اس مشفق مرزائی کا چیلنج عبث ہے سچ بات کے سننے سے اسے رنج عبث ہے

جب اصل حقیقت سے نہیں آپ خبردار تصدیق میں بندہ کی شس و پنج عبث ہے

ہو عزم کا پختہ تو رہے وضع پے قائم ششدر روش مہرۂ شطرنج عبث ہے

باہوش تو ایک چلو میں الّو نہ بنیں گے — یہ مکر و دغا کا قدح بنج عبث ہے
دینداروں میں مرزائی ذہانت نہ چلے گی — سب شعبدہ بیہودہ ہیں نیرنج عبث ہے
ہم غیر مسیحوں کے لئے نائے قلم پر — سرکہ میں ڈبویا ہوا اسپنج عبث ہے
اندیشہ غربت سے نہ دین چھوڑ نہ حق چھوڑ — دو روز کی خاطر ہوس گنج عبث ہے
اللہ پہ تکیہ ہے تو باحسن ادب بیٹھ — بازور کو تہ بالش آرنج عبث ہے
مطلب کی جو ہے بات کر آغاز کمالی — دیباچہ میں اب تک تو سخن سنج عبث ہے

(خاکسار ابوالفرح)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبیّ بعدہ''

سیف اللہ الجبّار

''الم ترالی الذین یزکّون انفسھم بل اللہ یزکّی من یشاء ولا یظلمون فتیلا (نساء: ۴۹)'' (ترجمہ بالمراد) کیا تم نے ان (اپنے منہ میاں مٹھو بننے والوں) کو نہیں دیکھا جو اپنے صاف ستھرے ہونے کے مدعی ہیں (بھلا کیا کوئی اس بناوٹی تقدس سے بھی مقدس بن سکتا ہے) بلکہ اللہ جسے چاہے مقدس بناتا ہے اور ظلم تو کسی پر تنکے بھر نہیں ہوسکتا۔

مشتہر صاحب کی عربی اور اردو دانی کا ایک ایک نمونہ

ناظرین! جناب مشتہر صاحب اشتہار کی ابتداء میں ''وادعوا شھدائکم الخ!''

لے مولانا کا یہ شعر قصہ طلب ہے۔ مگر کس قدر بلیغ ہے۔ نیوٹسٹلمنٹ میں کئی جگہ مذکور ہوا ہے۔ کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جب سولی پر چڑھایا گیا تو یہود بہبود نے تمسخر کی راہ سے اسپنج کا ایک ٹکڑا سرکہ میں بھگو کر ایک نرکٹ کے سہارے سے آپ کے ہونٹوں پر لگا لگا کر خوشیاں منائیں اور اس بے طریق سے اپنے دلوں کے بخار نکالے مولانا نے مشتہر صاحب کی ترش نویسی کو کس خوبی کے ساتھ سرکہ میں بھیگے ہوئے اسپنج سے استعارہ فرمایا ہے اور جناب مشتہر صاحب پر تنبیہ قائم کی ہے کہ جناب کی اس ترش نویسی سے ہم ہرگز بدمذاق نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ ہم میں سے کسی کو عیسیٰ بننے کا شوق نہیں البتہ آپ کا یہ مذاق اس شخص پر بدمزگی پیش کرسکتا ہے۔ جو مسیح موعود ہونے کا مدعی ہوا ہو جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی۔ سبحان اللہ! مولانا نے مشتہر صاحب کے مضمون کی بداثری کو کس خوش اسلوبی سے مرزائیت کے حق میں جرعہ تلخ بنا کر دکھلایا ہے جس کا لطف کچھ ذی فہم اور بامذاق حضرات کو حاصل ہوگا۔ گوشت خر دندان سگ۔

تحریر فرما کر ترجمہ رقم کرتے ہیں، کہ تم اپنی گواہیاں پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ خدا کی شان جن کی حیثیت کا یہ حال ہے انھیں بھی پڑھے لکھوں میں اپنے مضمون پیش کرنے کا شوق دامن گیر ہوا ہے۔ ''اذا لم تستحیی فاصنع ما شئت'' افسوس ہے کہ جناب کے کسی ذی علم نمائندہ نے اس غیر صحیح ترجمہ پر متنبہ نہ کیا اور یوں رسوائے عالم ہونے دیا جناب سے کوئی پوچھے کہ یہ ترجمہ ٹھیک اسی آیت کا ہے یا آیت زیر نوشتہ ''ھاتوا برھانکم'' کا۔ اگر پہلی آیت کا ہے تو تحت اللفظ ہے یا بامحاورہ۔ تحت اللفظ تو عربی مدارس کے طلباء بھی نہیں کہہ سکتے شاید بامحاورہ ہی کہہ کر دفع الوقتی کی جائے اس صورت میں دیگر امور سے قطع نظر کر کے ہم صرف لفظ تم کی تکرار کے متعلق دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اہل زبان اردو سے اس محاورہ میں آپ کے موافق حضرات دہلی ہیں یا اصحاب لکھنؤ ماشاء اللہ جناب کو اردو روزمرہ سے بھی کمال مناسبت[1] ہے:

عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت است

جھوٹے پر خدا کی مار

جناب کے اشتہار کا اب نفس مضمون شروع ہوتا ہے اور آپ پہلے ہی جملہ میں خاکسار کو معہ قید سکونت یاد فرماتے ہیں کہ مولوی ابوالفرح اعظم گڑھی[2] خاکسار جناب مشتہر صاحب کی

[1] جناب مشتہر صاحب کو مناسبت یا موافقت اہل زبان سے کیا غرض جو کچھ جی چاہا لکھ دیا اپنی دانست میں کام نکل ہی گیا اشتہار بازی کے وسیلہ پبلک کو اس امر سے مطلع کرنے میں کامیاب ہوئے کہ:

ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں

رہا خانہ ساز محاورہ کی صحت کا ضابطہ سو وہ جناب مشتہر صاحب کی طرف سے میں بیان کیے دیتا ہوں ملاحظہ ہو:

چو ضرورشد شعر گفتن مرا تنوین در شعر چرا نباشد

لیجئے اب تو آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ جناب مشتہر صاحب بھی قواعد کے ضرور پابند ہیں۔ دیکھنا ہے کہ جناب مشتہر صاحب ایسی ضرورت کے وقت کام آنے پر خاکسار کا کہاں تک احسان مانتے ہیں اور اگر احسان فراموشی یا محسن کشی کی پہلے ہی سے نیت باندھے بیٹھے ہوں تو یہ اور بات ہے۔ خیر اس صورت میں بھی کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔ آئی گئی کے آپ ہی ذمہ دار ہیں کیونکہ میں صرف معنی کے لحاظ سے محسن ہوں اور آپ کا تو ماشاء اللہ نام ہی محسن ہے۔

[2] جناب مولانا نے اگرچہ اپنے نام کے ساتھ لفظ اعظم گڑھی دیکھ کر حیرانی کا اظہار کیا ہے تاہم میرے نزدیک یہ کوئی حیرت کی بات نہیں جناب مشتہر صاحب ہی پر کیا موقوف ہے ہر مرزائی مضمون نویس کا اصول مضمون نویسی بجز ''ہر چہ آید وہ گھسیٹ'' کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا بات بھی پتہ کی ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اس یاد آوری کا تو ضرور شکر گزار ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی دیکھنا چاہتا ہے کہ میرے اعظم گڑھی ہونے کا ثبوت کہاں تک بہم پہنچا سکتے ہیں۔ بسم اللہ کریں اور بشرط اثبات منہ مانگا انعام پانے کے مستحق بنیں۔ ورنہ خود نوشتہ آیت ''لعنة الله علیٰ الکاذبین'' کا نولکھا ہار زیب گلو فرما کر روضہ بہشت[1] کے غلمانوں میں بخوشی داخل ہوں مجھے حیرت ہے کہ جب آپ میرے مقام سکونت سے بے خبر تھے تو خواہ مخواہ لفظ اعظم گڑھی زیادہ لکھ کر اپنی قابلیت کے لنگور میں دم کیوں لگائی تھی مگر آپ کو تو اپنے مضمون اشتہار کا بہر طور بھاری کرنا منظور تھا:

اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی

پرائیوٹ الہام ٹیلیفون کا سفید جھوٹ

مشتہر صاحب رقم طراز ہیں کہ (مولوی ابو الفرح) نے سونگڑہ میں احمدیت کے خلاف وعظ کرتے ہوئے یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شرف بیعت کے لئے قادیان دارالامان پہنچے تھے۔ حضرات ناظرین رسالہ خاکسار کی نظر سے جو اتفاقاً جناب مشتہر صاحب کا مباحثہ بالیسر گزرا اور جناب کے مضمون کی ان گنت خوبیاں بندہ پر ظاہر ہوئیں تو صاحب مضمون یعنی مشتہر صاحب کی زیارت کا خادم کو بے حد اشتیاق ہوا اور اکثر حضرات سونگڑہ سے خود بدولت کے اتے پتے دریافت کئے لیکن ہر شخص نے ان دنوں آپ کا قادیان جانا بیان کیا اور میں جب تک سونگڑہ میں رہا یہی دریافت ہوتا رہا کہ اب تک ذات

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) اگر ہر ہر امر کی باضابطہ تحقیق کی جائے تو مضمون نویس کہلانے کا دیر تک الانتظار اشد من الموت کھینچنا پڑے باقی رہا مولانا کا یہ سوال کہ اسی کو بڑھا کر جناب نے اپنی قابلیت کے لنگور میں دم کیوں لگائی خدا جانے مشتہر صاحب تو اس کا کیا جواب دینگے لیکن میری رائے میں اگر وہ یہ نہ کرتے تو صرف دم کی کسر رہ جاتی اور ظاہر ہے کہ یہ امر جناب کے حق میں مضائقہ سے خالی نہ ہوتا افسوس تو یہ ہے کہ جناب کے اشتہار کے پہلے ہی جملہ مین یہ کوتاہی پائی جاتی ہے جس پر مشہور فقرہ ''بسم اللہ ہی غلط'' کا خوب چسپاں ہوتا ہے۔

[1] قادیان میں خود پیر قادیان نے جب یہ دیکھا کہ ہمارے متبعین کو خدائی بہشت کا ملنا بوجہ اس سرکشی کے جو رسالت محمدیہ کے خلاف سے پیدا ہوئی امر محال ہے تو ایک قطعہ زمین کو گورستان کے لئے خاص کر کے بنام روضہ بہشتی مشہور کیا اور براہ عوام فریبی اس امر کو بھی منسوب بالہام خداوندی ظاہر کیا اب جس مرزائی کو دیکھئے بہشت خداوندی سے یک قلم مستغنی ہے یہ وہی بات ہوئی کہ سستے بیٔ کو تو ال اب ڈرکا ہے کا۔ خیر ہم بھی مبارکباد دیتے ہیں اور جناب مرزا قادیانی کی طبع رسا کی داد بھی کہ یہاں تو حسن ابن صباح کے بھی کان کاٹے ہیں۔

ذات بزرگ کو حج قادیان سے فراغ نہیں ہوا حتی کہ میرے انتہائے قیام کٹک تک آپ واپس نہیں ہوئے تھے اب میں حیران ہوں کہ سونگڑہ کے جلسہ وعظ میں تو جناب کے فرشتہ بھی موجود نہ تھے پھر اشتہار میں کس صادق القول کے اعتماد پر لکھ دیا ہے کہ ابوالفرح نے اس وعظ میں اپنا قادیان جانا وغیرہ بیان کیا اگر مجرد گفت وشنید پر معاملہ ہوتا تو مکر جانے کی کوئی صورت ممکن تھی۔ اور کچھ نہ ہوتا تو مذہبی دروغ بیانی کا دامن خجلت آلود چہرہ کے چھپانے کو کافی ہوجاتا۔ لیکن جناب نے اپنے اشتہار میں لکھ کر چھپوا کر پبلک میں شائع کر کے کیوں اپنی زندگی کے لئے کلنک کا ٹیکا بنایا ہے بندہ خدا کو اتنا بھی خیال نہ ہوا کہ:

نوشتہ بماند سیہ بر سفید

دیکھئے مرزائی روضہ بہشتی کی حوروں کے عشق ٹین ٹین میں کیا کیا رسوائیاں نہ سہنی پڑیں اسی کو کہتے ہیں پرائے شگون کے لئے اپنی ناک کٹانا خیر:

ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر

لگے ہاتھوں جناب مشتہر صاحب ہماری رفع تحیّر کے لئے اگر اب بتلا دیتے تو کرم کرتے کہ سونگڑہ کے جلسہ وعظ کی جناب کو قادیان میں کیونکر اطلاع ہوئی مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے عین یاران وطن کے خیال میں خراماں خراماں جناب والا مرزا جی کے اولڈ الہام آفس کی

لہ مسلم کہ جناب مشتہر صاحب نے اس سراپا دروغ بیانی کو مقید بہ تحریر کرنے میں عجلت سے کام لیا ہے تاہم میرے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ جناب مولانا نے قید تحریر کو یوں ہوا بنا کر کیوں پیش کیا ہے اور کسی آئندہ پیش آنے والی شرمندگی سے ڈر اڈرا کر جناب مشتہر صاحب کا کس واسطے پیٹ پانی کر ڈالا ہے یہ درست ہے کہ بلا تحقیق کسی بات کو کہنے اور لکھنے میں آسمان وزمین کا فرق ہے مگر کس کے لئے کیا مولانا کے نزدیک مرزائی حضرات کو بھی اس فرق کا ملحوظ رکھنا ایسا ضروری ہے جیسا ماوشما کو میں کہتا ہوں ہرگز نہیں شائد مولانا کو اس امر کا خیال نہیں رہا کہ خود جناب مرزا قادیانی نے مسٹر عبداللہ آتھم کی موت کی پیشین گوئی کو جھوٹا ہوتے ہوئے دیکھ کر ہاویہ کے زاویہ میں قرار لیا تھا اور رجوع الی الحق کی ناحق تاویل گھڑ کر جان بچانے کی تجویز کی تھی۔ اسی طرح منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی میں کیا کچھ فکر رسا کے جوہر دکھلاتے ہیں اور کیسے کیسے گفتہ بہ وناگفتہ بہ پلٹے کھاتے ہیں انھیں دو باتوں پر کیا موقوف ہے اور بھی اور بھی بہت سی پیشین گوئیوں میں ہو بہو یہی نقشہ پیش آیا ہے جب یہ حال ہے تو مشتہر صاحب بھی آخر مرزائی ہیں ٹھٹھا نباشد کیا آپ کو باتیں بنانا نہیں آتی ہوں گی مشہور ہے کہ:

حیلہ جو را بہانہ بسیار

طرف جا نکلے تھے اور مارے شوق کے بریکٹ سے اتار کر الہام ٹیلیفون کان پر دھر لیا ادھر سے بھی کسی مختل الہواس الہام ماسٹر نے براہ بے کار مباش کچھ کیا کر۔ اپنی آئیں بائیں شائیں ہانک دی اور آپ نے بھی سادہ لوحی سے بے تامل اعتبار کر لیا اب آپ کو لکھنے میں کیا تامل ہوسکتا تھا۔ مگر سنگ آمد و سخت آمد کہ لکھنے چھپوانے شائع کر دینے کے بعد اب حقیقت الحال مدعا کے خلاف ظاہر ہوئی پبلک میں رسوائی کا سامنا ہے۔ اور منہ چھپانے کی کوئی سبیل نہیں رہی۔ دروغ بے فروغ کا مواد فاسد زبان کا سرطان بنا اور اپنی تیز سمیّت سے سارے چہرہ کو زیر اثر کرتا ہوا پیشانی پر جا کر پھوٹا اب ندامت کے پسینوں کی رنگ میں مادے ٹپک رہے ہیں۔ حاضر ہے آپ کا رومالی اشتہار پونچھتے جایئے اور یہ بھی فرماتے جایئے کہ:

اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

کاش غیب پر اعتماد کرنے سے پہلے آپ نے یہ سوچ لیا ہوتا کہ خود جناب مرزا قادیانی کو خاص و عام میں اس خانہ ساز الہام کی بدولت کون کون رسوائی نہیں ہوئی تھی جس کے لئے جناب[1] والا کو پھٹے میں پاؤں دفتر میں ناؤں کی ضرورت متصور ہو۔ اب آپ کو لازم ہے کہ الہام ٹیلیفون کی تصدیق سے پہلے سورہ شعراء رکوع گیارہ کی اس آیت مع ترجمہ کو بغور تلاوت فرمالیا کریں۔ ''ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیاطین تنزل علیٰ کلّ افاک اثیم یلقون السمع واکثرھم کٰذبون'' (میں تمہیں بتادوں کہ شیطانوں کی آمد و رفت کیسے لوگوں کے پاس رہتی ہے جھوٹوں بدکرداروں کے نزدیک یہ شیطان آ کر اپنے ان رفیقوں کو سنی سنائی گپ شپ سے اطلاع دیا کرتے ہیں اور اکثر تو وہ نرے جھوٹے ہوتے ہیں)

مشتہر صاحب کی خدمت میں ایک مشورہ

اگر اب بھی جناب کو اپنے نوشتہ کی صداقت ظاہر کرنے کا اشتیاق ہو تو خاکسار کی رائے ناقص میں اس کی یہ تدبیر ہوسکتی ہے کہ ہمت باندھ کر سونگڑہ کے وعظ میں ان سب باتوں کا بیان ہونا ثابت کرنے کی کوشش کریں آخر وہ تقریر وعظ خاکسار نے صرف جناب کے کان

[1] اگرچہ جناب والا کو بعد از خرابی بسیار اپنی قبل از وقت کاروائی پر نہایت صدمہ اور غائت الم درپیش ہوگا اور ہمیں بھی جناب کے ہال زار پر افسوس ہوتا ہے لیکن ہم معذور ہیں کہ بجز مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید..... بائد زد اور کوئی تدبیر جناب کی خدمت میں جبر نقصان کی پیش کش نہیں کر سکتے آئندہ آپ مختار ہیں کہ ہماری اس ہمدردی کی قدر فرمائیں یا نہیں۔

میں ان کہنی کے منتر کی طرح پڑھ کر تو پھونک ہی نہ دی ہوگی اہالیان سونگڑہ کے علاوہ اطراف ونواح کے حاضرین جلسہ ابھی اپنی اپنی جگہ موجود ہیں دیکھئے شاید ان میں سے مدد کے لئے کوئی آپ کی پیٹھ پر کھڑا ہوا گر یہ صورت ممکن ہوئی تو ''ہم خرما ہم ثواب'' کا مضمون ہے۔ یعنی آپ اپنے مدعا میں کامیاب بھی ہوسکیں گے اور ہم سے منہ مانگا انعام پانے کے حقدار بھی:

چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دوکار

شوم فدائے دروغے کہ راست مانندست

آپ نے جو میرے قادیان پہنچنے میں اپنے من مانے مسیح موعود کی شرف بیعتؑ کی قید لگائی ہے اس میں نادانستہ خاکسار کی عزت کا پلہ گراں فرما دیا ہے شاید آپ کی سمجھ میں نہ آیا ہو تو جملہ مرقومہ جناب میں جو کے بجائے سے واقع ہے اور ہم کچھ پیشتر عند العقل جلی قلم سے لکھ

۱ جناب نے اپنے اشتہار کے شروع میں بڑی آب وتاب سے آیت ''وادعوا شھدائکم الخ'' اور آیت ''ھاتوا برھانکم'' تحریر فرمائی تھی اور جناب مولانا سے باصد تکلف جناب مرزا جی کو مبتلاء مرض جذام کہنے کی صداقت کے گواہ طلب فرمائے تھے ہمیں اب تک مسلسل حیرت رہی کہ جناب مولانا کی گواہیاں تو جناب نے خود ہی اپنے اشتہار میں یہ تحریر فرما کر کہ (مگر ہم مولوی ابوالفرح اور ان کے ہمنواؤں کو چیلنج دیتے ہیں الخ) پیش کر دی ہیں۔ مزید براں خود بھی کئی جگہ اس اشتہار میں مرزا جی کے جذامی ہونے کا دبے ہوئے لہجہ میں اقرار فرما کر مولانا کے شاہدوں میں داخل ہوئے ہیں۔ جس کا ہم بھی شکریہ ادا کرتے ہیں پھر ان آیتوں کے اندراج سے آپ کی غرض کیا ہے بالآخر بہت دیر کی بعد اس راز سربستہ کا خادم پر اب انکشاف ہوا کے کہ جناب نے یہ آیتیں بھی پہلے ہی سے اس لیے پیش کر دی تھیں کہ آخر تو مولانا بات بات پر شہادتیں طلب فرمائیں گے تو اس شدنی کا ضروری کا کچھ حصہ ہم بھی کر ہی رکھیں۔

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

۲ مرزا قادیانی کے شرف بیعت کا خیال اگر آپ جیسے فدائیوں کو نہ ہوگا تو اور کسے ہوگا واہ آپ نے مرید رشید ہونے کا کیسا حق ادا کیا ہے کہ جناب مولانا ابوالفرح صاحب کو مرزا جی کے شرف بیعت کے لئے قادیان تک پہنچا کر چھوڑا۔ ہم مشتہر صاحب کو ایک نیک صلاح دیتے ہیں کہ اگر ان کو اپنے کسی اور رہے سہے مقتدا کے شرف بیعت کی ضرورت ہو تو جناب مولانائے موصوف کی خدمت میں درخواست پیش کریں۔ ہم بھی سفارش کر دینے کو تیار ہیں۔ ''بے حیا باش وآں چہ خواہی کن''

آئے ہیں اسے بار بار بغور و تامل ملاحظہ فرمائے اور بشرط فہم گریباں[1] میں منہ ڈال کر ندامت سے سر در پیش ہم چو میش رہ جایئے اور عمر بھر کچھ لکھنے کا بھول کر بھی نام نہ لیجئے۔ شاید آپ کو معلوم ہو کہ لفظ کے تھوڑے اختلاف اعراب کے ساتھ بمعنی داغ بھی آیا ہے کرتا ہے لسان الغیب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

علاج کے کنمت آخر الدواء لکے

اب تو آپ کے خیال شریف میں خوب آ گیا ہوگا کہ لفظ کے بجائے سے جناب کی اردو دانی کے دامن کا بدنما داغ ہے بہر حال خاکسار آپ کی ضمیر پر مطلع ہو گیا یعنی آپ کا مقصود تو عبارت مرقومہ سے صرف یہ امر ظاہر کرنا ہے کہ میں (ابوالفرح) گویا خود مظہر ہوں کہ جناب کے خانہ ساز مہدی و مسیح سے مرید ہونے کے لئے قادیان گیا تھا۔ یہ میرے قادیان جانے کے بیان میں شرف بیعت کے لئے کی قید محض آپ کا اجتہاد بندہ اگر چہ گندہ بلکہ بوزنہ کا خندہ ہے اسی قدر نہیں بلکہ آپ کے اشتہار کی پہلی ہی سطر کا تیسرا جھوٹ بھی ہے شمار کرتے جایئے گا:

حساب دوستاں در دل حساب دشمناں در بل

بوجھے لال بوجھکڑ اور نہ بوجھے کوئی

آگے چل کر جناب نے نازک خیالی کا خاتمہ ہی تو کر دیا ہے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں: ''جس سے پتہ[2] لگتا ہے کہ مولوی ابوالفرح صاحب کو حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد کی

---

[1] حیا چہ کنی ست کہ پیش مرزائیاں بیاید

اگر ایسی ایسی غلطیوں پر گریبان میں منہ ڈالنے کی ضرورت ہوا کرتی تو آج سے بہت پیشتر خود جناب مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ حکیم نورالدین قادیانی کو گاؤں کے قریب ازار باندھنی پڑتی۔ علاوہ ازیں اگر مولانا کے فرمانے سے مشتہر صاحب ایسا کچھ کرنے کو راضی ہو بھی جائیں تو مرزا قادیانی کے الہامی شرح جدید پر کما ینبغی عامل نہ ہونے خمیازہ کا کسے بھگتنے پڑے گا۔

[2] اس قسم کے پتے لگا لگا کر بھی اپنا دل خوش نہ کیا جائے تو کیا گوشہ میں بیٹھ کر منہ پر آنچل لینا اختیار کیا جائے۔ یہی وہ من سمجھ نادان ہیں جو خود جناب مرزا قادیانی کی بے حیا زندگی کے لئے معین ثابت ہوئے ورنہ آئے دن کی نت نئی شرمندگیاں ایسی نہ تھیں کہ خود بدولت کو قبل از وقت دامن خاک سے روپوش ہوئے بغیر دم لینے دیتیں۔ دیکھئے محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق الہاموں نے کیسا کچھ بتلائے دام کشاکش کیا تھا اور کیوں کر طبع سامی پر آلام کے نرغے ہوتے تھے ایک طرف محمدی بیگم کا فراق جان لے رہا تھا تو دوسرے طرف (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

صداقت روز روشن کی طرح معلوم ہوگئی تھی اور صدق دعوی مسیحیت ومہدویت پر ان کو کوئی شک نہ تھا۔'' آپ میرے قادیان جانے سے یہ پتہ لگاتے ہیں کہ میں (ابوالفرح) آپ کے خانہ ساز مسیح ومہدی کی مسیحیت ومہدویت کو بے شبہہ وشک مان گیا ہوں آپ کی حیرت انگیز مہارت بھی قابل تماشہ ہے کیوں نہ ہو آخر درجہ انٹرنس کے سندیافتہ[1] ہیں اتنے بھی زمین وآسمان کے قلابے نہ ملائیں تو اباثل میں بڑی شرمندگی ہو فضل خدا سے طبیعت بھی رسا پائی ہے اور تھوڑے عرصہ تک ایسے ہی غیبی پتہ لگاتے رہے تو امید کی جاسکتی ہے کہ خود مرزا قادیانی پر بھی آپ کا نمبر بڑھ جائے گا۔ بہرحال کوشش کئے جایئے۔ ''لیس للانسان الّا ماسعیٰ''

غزل[2]

بپا ہے شور جدھر دیکھئے زمانے میں — کمال ہے انہیں غیبی پتہ لگانے میں
جسے وہ چاہیں بنا لیں مصدّق مرزا — مزا بہت ہے خیالی پلاؤ کھانے میں
عمل وہ کیا جو نہ ہو شیخ کے قدم بقدم — کریں قصور وہ کیوں بات کے بنانے میں
خلاف وکذب وسخن سازی وفریب ودغا — بلا کے لطف ہیں اس شوخ کے فسانے میں
بنائی بات تو فقروں میں آ گئے ناداں — یہ تھا انہیں ید طولیٰ چغد پھنسانے میں
زیچ وتاب مریدان ومرزا مشنو — کہ شانہ زلف میں الجھا ہے زلف شانے میں
مسیح کے لغو کے الہام کیش بکس کی خیر — کمالی خوب بٹیں لعنتیں زمانے میں

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) خلق اللہ کے رنگ برنگ طعنوں سے ناک میں دم آیا ہوا تھا تاہم اللہ رے ضبط کچھ نہ کچھ تاویلات رکیکہ سے گو بندگان خدا کی تشفی تو نہ کر سکے مگر اپنے دل متردد منزل کو سمجھا ہی چھوڑا قائل ہیں ہم بھی جناب کی اختراع نفیس کے بقولے کہ:

فرقت میں ہم نے اپنی تسلی کے واسطے — رکھا ہے نام شوخ دل بے قرار کا

[1] مولانا مدظلہ تعالیٰ نے کس ناواقف شخص سے سن کر ناسند یافتہ مشتہر صاحب کو سند یافتہ لکھ دیا ہے۔ (عبدالرحیم)

[2] مولانا کی یہ غزل رنگین حسب حال مشتہر صاحب ہونے کے علاوہ مرزا قادیانی کے اوصاف حمیدہ اخلاق پسندیدہ کا گنجینہ بھی ہی ضرور ہے کہ جناب مشتہر صاحب اسے غائت پسندیدگی کے ساتھ مزے مزے لے کر پڑھیں گے۔ لہٰذا اس لطف کو دوبالا کر دینے کے لئے خاکسار بھی غزل مذکور کی تضمین پیش کش خدمت کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو: (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ناظرین رسالہ ھذا ان ہی اتے پتوں کے بل بوتوں پر مرزا قادیانی کے مریدوں کی تعداد کے لمبے چوڑے ٹوٹل بندگان خدا کے سامنے بیان کیے جاتے ہیں اگر کسی کا صرف قادیان جانا مرزا قادیانی کی بیعت کے لئے کافی ہوتا تو وہ دس اصول بیعت جو ہاتھی

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ)

بشکل مرغ جو مخفی ہو آشیانے میں — جناب بیٹھے ہیں غافل زنان خانے میں
ہیں تذکرہ میرے مشفق کے ہر ٹھکانے میں — بپا ہے شور جدھر دیکھیے زمانے میں
کمال ہے انہیں غیبی پتہ لگانے میں

وہ کہہ دیں زید کو مقبول ہے شق مرزا — عمرو بکر کو بتادیں موافق مرزا
کسی کو کشتہ مرزا وعاشق مرزا — جسے وہ چاہیں بنالیں مصدق مرزا
مزا بہت ہے خیالی پلاؤ کھانے میں

غرض حیا سے نہ ہو کام شرم سے یک دم — نہ اس جہاں کی پروانہ اس جہاں کی غم
علی العقل سے ہی سے گفتگو رہے پیہم — عمل وہ کیا جو نہ ہو شیخ کے قدم بقدم
کریں قصور وہ کیوں بات کے بنانے میں

وہ کوسنا کبھی بیوہ کی طرح جا بے جا — کبھی یتیم کے مانند عجز لا تحصی
کبھی برنگ فقیراں دعاؤ استغنا — خلاف وکذب وسخن سازی وفریب ودغا
بلا کے لطف ہیں اس شوخ کے فسانے میں

کسی کو موت کی دھیاں سنا کے لے لی جان — کسی کو جھوٹی بشارت سے کر دیا فرحان
بجا ہے آپ کو مرزا پہ ناز بے پایاں — بنائی بات تو فقروں میں آگئی ناداں
یہ تھا انہیں ید طولیٰ چغد پھنسانے میں

بخانہ ساز مسائل خلافہامشو — یکے زمین بخن دیگرے سما مشو
زنظم منتشر اہل افترامشو — زپیچ وتاب مریدان میرزا مشو
کہ شانہ زلف میں الجھا ہے زلف شانے میں

دیکھا کے وہم پرستوں کو سبز باغ کی سیر — صفا بنادیا خویشوں کو آنجناب نے غیر
بہت گھرانوں میں برپا کیا حضور نے پیر — مسیح لغو کے الہام کیش بکس کی خیر
کمالی خوب بٹیں لعنتیں زمانے میں

کے دانتوں کی طرح اکثر مرزائی رسالوں پمفلٹوں اشتہاروں اور مختلف پرچوں کے ذریعہ سے جگہ جگہ دکھلائے جاتے ہیں کس مرض کی دوا ہیں قطع نظر اصول عشرہ کے اگر محض انکل پچو پتوں پر کسی کو مرید مرزا کہنا صحیح ہو تو اس کے لئے قادیان جانے کی بھی کیا ضرورت ہے جسے چاہو گھر بیٹھے مرزائی کہہ لیا کرو۔ مثلاً زید کی نسبت اگر یہ سنو کہ وہ مرزا قادیانی کی مخالفت میں بسا اوقات گفت وشنود کیا کرتا ہے تو اس صورت میں یوں لال بجھکڑی کی جاسکتی ہے کہ زید چونکہ مرزا قادیانی کا اکثر نام لیا کرتا ہے اور سب جانتے ہیں کہ ''من احب شیئا فاکثر ذکرہ'' جس کی زیادہ محبت ہوتی ہے اسی کا ذکر زیادہ کیا جاتا ہے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ زید کو مرزا قادیانی کی صداقت روز روشن کی طرح معلوم ہوگئی ہے اور اس کو صدق دعویٰ مسیحیت ومہدویت پر کوئی شک نہیں ورنہ زید ہر وقت مرزا قادیانی کی مخالفت پر کیوں آمادہ رہتا؟ قربان جایئے اس منطق کے کہ سننے والوں پر وجد طاری ہے۔ آؤ میاں گم شدند ملک خدا..... گرفت۔ اب تو حضرات ناظرین پر مرزا قادیانی کے لاکھوں مریدوں کی حقیقت منکشف ہوگئی ہوگی:

خرابی میں پڑا ہے سینے والا جیب ودامان کا ادھر ٹانکا ادھر ادھڑا ادھر ادھڑا ادھر ٹانکا

رنگ میں بھنگ

آپ قلم فرسا ہیں ''مگر[1] ایک چیز نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے روک دیا وہ یہ کہ حضرت مرزا غلام احمد بعارضہ جذام بیمار تھے۔'' جناب کی یہ عبارت لفظ

---

[1] ماشاء اللہ جناب کی یاد بھی قابل داد ہے ٹھیک وہی مضمون ہے کہ:

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ابھی تو آپ یہ فرمارہے تھے کہ مرزا جی کی صداقت جناب مولانا کو روز روشن کی طرح معلوم ہوگئی تھی اور مصدق دعوائے مسیحیت اور مہدویت پر ان کو کوئی شک نہ تھا اب رقم طراز ہیں کہ مگر ایک چیز نے.....الخ۔ فرمایئے تو یہ کیا ادھیڑ بن ہے۔ کیا آپ کی اس دوسری عبارت سے پبلک پر ظاہر نہ ہوگیا ہوگا کہ جناب والا کی سابق انکلیں محض ایک دیوانے کی بڑ تھیں۔ سچ ہے کہ حافظہ نباشد۔ ہمارے ان رنگین ریمارکوں پر گھبرانہ جایئے گا۔ ابھی تو آپ کو ابتداء اشتہار کی تنقیح ہے۔ بے شرمی کے سہارے ڈٹے رہیے گا۔

ابتداء عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھ تو ہوتا ہے کیا

مگر سے شروع ہوئی ہے جس پر ہم جناب کے حق میں اظہار تاسف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ سر سے پیر تک کا زور اجتہاد خرچ کر کے جو غیبی پتہ لگائے گئے تھے جناب والا کے جملہ مرقومہ کا ''مگر'' انہیں بیک دم نگل گیا۔ سنگ آمد و سخت آمد۔ اب بجز سر پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے کے اور کچھ چارہ نہیں ہم کو آپ کی اس نو مذہبی محویت پر سخت افسوس آتا ہے کہ آپ کچھ لکھنے سے پہلے اتنا بھی نہیں سوچ لیتے کہ جو کچھ لکھنا چاہتے ہیں وہ اپنے ہی مدعا کے خلاف تو نہیں ہے جناب کو مرزائیت کی محبت[1] بے جا، نے یہاں تک از کار رفتہ کر دیا ہے کہ سود و زیاں کا بھی اصلا خیال نہ رہا۔ سچ ہے:

کمال عشق ہے اے داغ محو ہو جانا ہمیں خبر ہی نہیں نفع کیا ضرر کیسا

کچھ دیر پیشتر ہم ظاہر کر چکے ہیں کہ ہمارے قادیان جانے میں جناب نے جو قید شکم زاد ''شرف بیعت کے لئے'' کی۔ اضافہ فرمائی ہے سرے سے وہی غلط اور کذب محض ہے تو پھر بیعت کرنے سے روک دینے کے کیا معنی ذرا سوچ سمجھ کر فرمایئے گا بات صلاح کی ہے اور صلاح کام کی:

مزن بے تامل بگفتا ردم

لگے ہاتھوں آپ اپنے نوشتہ میں جملہ ''مرزا صاحب علیہ السلام'' نعوذ باللہ! کو بچشم غور ملاحظہ فرمایئے اس سے آپ کی معلومات میں ایک جدید اضافہ ہوگا اس امر کے متعلق کہ آپ کو چھوٹی چھوٹی اردو تحریروں میں الفاظ کی صحیح نشست اور ترکیبوں کی حسن بنا پر کہاں تک عبور ہے:

حریف صافی و دردی نہ خطا ایں جاست تمیز ناخوش و خوش میکنی بلا ایں جاست

---

[1] اس جگہ دو سوال خواہ مخواہ پیدا ہوتے ہیں (الف) مرزائیت میں وہ کیا خوبیاں ہیں جو سادہ لوحوں کی طبیعت کو جذب کرنے میں مقناطیس کا اثر رکھتی ہیں۔ (ب) مرزائیت سے متاثر ہونے پر ان گھر کی فالتو حضرات میں جو رنگ وارفتگی پایا جاتا ہے۔ اس کی حقیقت واقعیہ کیا ہے۔ (پہلی بات کا جواب) وہ خوبیاں تو ہیں۔ تیز زبانیاں طول کلامیاں لمبے چوڑے دعوے پیشگوئیوں کے اشتہار پر اشتہار۔ رسالوں کی بھرمار۔ ''وغیر ذالک من الخرافات الواھیات'' (دوسری بات کا جواب) اس وارفتگی کی حقیقت ہے۔ مطلق العنانی۔ خواہش نفسانی۔ آرزوئے خام۔ تمنائے نام۔ خیال شہرت۔ حرص عزت۔ طلب جاہ۔ شوق واہ واہ۔ فکر نمود۔ ہوس بہبود۔ طول الامل۔ سوء العمل۔ ''وغیر ذالک من المنکرات. المزخرفات'' افسوس صد افسوس

خواہش کا نام عشق نمائش کا نام حسن اہل ہوس نے دونوں کی مٹی خراب کی

میری رائے میں جناب والا کو مضمون نویسی سے پہلے عربی فارسی نہ سہی اردو ہی کا سال دو سال مشق کر لینا ضروری تھا۔ اگر ایسا کیا ہوتا تو آج یہ بے موقعہ ندامت پر ندامت کیوں نصیب دشمناں ہوتی:

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

جناب کی زود فراموشی بھی کچھ کم حیرت افزا نہیں منٹوں کی بات ہے کہ اپنا اور اپنے ہم خیالوں کا جی خوش کرنے کے لئے محض خیال خام کی بناء پر خاکسار کو مرزا قادیانی کا مصدق قرار دیا تھا پھر خدا جانے کیا سمجھ کر یہ کہہ دیا کہ فلاں اور فلاں وجہ نے بیعت کرنے سے روک دیا۔ ہر چہ باد۔ میرے مصدق مرزا ٹھہرانے سے جو خوشیاں حاصل ہوئیں تھیں وہ سب کی سب:

بیک لحظہ بیک ساعت بیک دم بزیر خاک شد ہیہات وصدغم

اسی کو کہتے ہیں رنگ میں بھنگ:

قسمت کی خوبی کی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند دو چار ہاتھ جب کے لب بام رہ گیا

ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ

جملہ مرقومہ الصدر[1] سے پیوستہ آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے۔ ''اور یہ کہ انہوں نے بچشم خود حضرت مسیح موعود کی اس بیماری کو ملاحظہ کیا ہے اس کے جواب میں تو ہم ''لعنت اللہ علی الکٰذبین'' کے سوا کیا کہیں۔'' سمجھ میں نہیں آتا کہ جناب کا یہ فقرہ کہ ''اور یہ کہ انہوں نے الخ'' وہی ایک چیز ہے جس نے خاکسار کو بیعت کرنے سے روک دیا، یا کوئی اور شئی ضرور ہے۔ کہ اس جملہ کا عطف آپ کے اس جملہ پر ہوا ہے کہ وہ یہ کہ ''حضرت مرزا غلام احمد صاحب الخ'' اس صورت میں آپ کا یہ ارشاد کہ ''مگر ایک چیز نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر الخ'' محض غلط ہے چونکہ زید کا بیمار ہونا اور بکر کا اس کی بیماری کو بچشم خود دیکھنا مستقل طور پر جداگانہ دو امر ہیں۔ لہٰذا اگر آپ یوں فرماتے تو صحیح ہوتا کہ مگر دو چیزوں نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے روک دیا۔ خیر یہ تو خاکسار کا ایک جملہ معترضہ براہ

---

[1] جملہ مرقومہ الصدر سے مراد ہے جناب کے اشتہار کا یہ مقام کہ ''مگر ایک چیز نے حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر۔ الخ!''

تنبیہ تھا۔ دریافت طلب تو یہ بات ہے کہ آپ نے جو تحریر فرمایا ہے کہ ''انہوں نے بچشم خود''۔ کوئی چیستان ہے یا معمہ۔ نظر یہ سیاق کہا جا سکتا ہے کہ یہ چند مرقومہ جملہ آپ کی عبارت ''جس سے پتہ لگتا ہے'' کے متعلق ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری نسبت یہ چند امور بزور اجتہاد جناب والا نے تصنیف فرمائے ہیں۔ اول خاکسار کو مصدق مرزا ٹھرانا۔ دوم یہ فرمانا کہ خاکسار کو صدق دعوی مسیحیت مرزا میں شک نہ تھا۔ سوم: مرزا قادیانی کے جذام کا خاکسار کو بیعت سے روک دینا۔ چہارم: مرزا قادیانی کے جذام کو بچشم خود دیکھنا۔ پہلی ، دوسری، اور تیسری بات کا دروغ محض اور لغو ولایعنی ہونا تو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں صرف امر چہارم کی حقیقت یہاں عرض کی جاتی ہے سب سے اول ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ بچشم خود ملاحظہ کرنے کا حاشیہ جناب والا کو کہاں تک مفید یا مضر ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اول تو جناب کا یہ تحریر فرمانا کہ ''اور یہ کہ انہوں نے بچشم خود الخ'' پھر غائت چابکی سے آیت ''لعنت اللہ علی الکٰذبین'' پیش کر دینا دوگاڑھے اور موٹے پردے ہیں۔ جن کی آڑ میں اپنے تسلیم کردہ مرزا قادیانی کے مرض کو نظر عوام سے پوشیدہ کرنا چاہا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ:

دوہراؤ کہ تہراؤ تم آگے سے دوپٹہ ابھرا ہوا جوبن تو نہاں ہو نہیں سکتا

عزیزم! مزید توضیح کے لئے یہ بتا دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ میرے جلی قلم سے لکھے ہوئے لفظ تسلیم کردہ کو مکرر غور و تامل سے سمجھ لو۔ اس لئے کہ وہ لفظ مرض سے متعلق ہے نہ کہ مرزا قادیانی سے۔ شاید یہ سن کر طبع نازک پر پریشانی حادث ہوئی۔ اور مرض مرزا کو خود تسلیم کردہ معلوم کر کے گھبرا گئے ہو تو میری تغلیط سے بہتر یہ ہوگا کہ تسلی خاطر کے لئے اپنے نوشتہ کا وہ مقام بنگاہ تعمق دیکھو۔ اور خود کردہ را چہ علاج کہہ کر صبر کر لو کہ۔ ''انہوں نے بچشم خود حضرت مسیح موعود نور اللہ کی اس بیماری کو ملاحظہ کیا ہے'' دیکھئے آپ کی اس عبارت سے ہر شخص بادنیٰ تامل دریافت کر سکتا ہے کہ خود جناب کو مرزا قادیانی کے مرض کو گو صاف طور پر نہ ہو دبے ہوئے لہجہ ہی میں سہی اقرار تو ضرور ہے:

لائے اس بت کو التجا کر کے کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

جناب کا یہ اردو نوشتہ اپنا مطلب بیان کرنے میں صاف ہے کہ آپ مرزا قادیانی کے جذامی ہونے کے انکاری نہیں۔ بلکہ میرے بچشم خود دیکھنے میں متامل ہیں مگر خدا جانے کہ صاف لفظوں میں اقرار کرنے کے لئے کون سا امر مانع ہے:

خوب پردہ ہے چلمن سے لگے بیٹھے ہیں صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

خیر یہ تو فرمایئے کہ آپ نے خود ہی میرے بیان پر بچشم خود ملاحظہ کرنے کا حاشیہ چڑھا کر پھر اس کی تردید سے کس نفع کی توقع کی ہے۔ شاید آپ کو یہ خیال ہوا کو کہ ہماری ان فضولیات کی جانچ پڑتال کے لئے نہ عوام کو بصیرت نہ خواص کو فرصت چلو اس گم صم میں کچھ کر گزروں گا تو تیر نہیں تکا ہی سہی۔ مانتا ہوں کس غضب کی سوجھ ہے مجھے تو آپ کی پاکیزگی فکر اور تیزی فہم پر حال آرہا ہے۔ واہ واہ سبحان اللہ! میں اس نازک خیالی کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا کیسا ہی قوی مانع ہو مجال کیا کہ آپ کی شان فاضلانہ میں مجھے یہ کہنے سے باز رکھ سکے کہ:

ذی علم ہیں فہیم ہیں وہ فیلسوف ہیں یہ بات اور ہے کہ ذرا بے وقوف ہیں

اچھا صاحب اب ہم آپ کی مافی الضمیر کی سراسیمگی کے متعلق یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ آپ نے شروع اشتہار میں تو میری تکذیب کی بڑی سنگین نیت باندھی تھی اور آپ کا تمام وکمال روئے سخن یا قدر تکلم کی ''انّـی وجّـهـت'' نفی جذام مرزا قادیانی کی طرف تھی مگر صلوٰۃ الزعم کی پہلی ہی رکعت میں وضو کیوں ٹوٹ گیا۔ خوب سوچ سمجھ کر فرمایئے کو جملہ زیر بحث میں آپ نے یہ کیا تحریر فرمایا کہ: ''انہوں نے بچشم خود..... کی اس[1] بیماری۔ الخ!'' دیکھئے آپ کی اس جملہ سے صفر میرے بچشم خود دیکھنے کی نفی ثابت ہوتی ہے (لیکن نفس مرض کا اقرار)

---

[1] آپ کی اس حسن ادا پر دنیا بھر کے دیوانوں کو مرمٹنا فرض کفایہ نہیں بلکہ فرض عین ہے سبحان اللہ جناب کے کیا کہنے ہیں کسی کی تکذیب کا کم از کم ایسا نفیس اسلوب تو ضرور ہونا چاہیے جس سے خود اپنی تکذیب روز روشن کی طرح ظاہر ہو اس طریق میں دو فائدہ ہیں۔ اول یہ کہ مجیب کو جوب دینے کی ضرورت نہ پڑے او رحکمت اس کی یہ ہے کہ بالآخر عوام میں اس امر کی شہرت کرنا آسان ہو جائے کہ ہماری تقریر یا تحریر کا فلاں اور فلاں سے جواب نہ بن سکا۔ دوسرا فائدہ یہ کہ مجیب سے جواب دہی کی تکلیف ہٹا کر اسے مرہون منت بنا سکیں اور جوں کے توں محسن بنے رہیں:

آنکس کہ نداند وبداند کہ بداند در جہل مرکب ابدالدہر بماند

اور یہ ضرور نہیں کہ ایک چیز کی نفی خواہ مخواہ دوسری چیز کی نفی کو لازم کر دیا کرے۔

پس ہمارے بچشم خود نہ دیکھنے سے کسی کے مرض کی نفی یا ثبوت کو کیا علاقہ؟ ہم بچشم خود دیکھنے کے مدعی بھی کہاں ہیں بلکہ ہم نے تو یہ ذکر کیا[1] تھا کہ مرزا قادیانی کے مجذوم ہاتھ دستانوں میں پوشیدہ[2] نظر آئے اور تصنع کی راہ سے ہم نے اظہار اشتیاق دست بوس کرتے ہوئے دستانے اتروا دینے چاہے لیکن آنجناب کو کسی طرح منظور نہ ہوا[3] کہیے بچشم خود ملاحظہ کرنے کی شق آپ کی بے جا زیادتی اور گپ علی الگپ ہے یا نہیں جب یہ بات ہے تو انصاف سے فرمایئے گا کہ: ''لعنة الله علی الکٰذبین'' کا سہرا کس کے سر رہا:

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں زلیخا نے کیا خود پاکدامن ماہ کنعان کا

میں آپ کے خدادا ملکہ راسخہ کی مکرر تحسین کرتا ہوں کہ خاکسار کی تردید کا کیا خوب ڈھب تجویز کیا ہے۔ صلی علی۔ مرزا قادیانی کے جذامی نہ ہونیکی حجت میں بچشم خود ملاحظہ کرنے کی نفی پر زور لگانا تیلی کے بیل کی منطق سے ہرگز کم نہیں۔ یہی ہے ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ:

کود کر زور لگایا تو نہ ٹوٹا پاپڑ
ان بجھے ڈنڈوں پہ کہتے تھے سپر چیریں گے

---

[1] ذکر جلسہ وعظ میں نہیں ہوا تھا بلکہ جناب مولوی سید واثق الدین صاحب مرحوم اور چند دیگر باعزت اصحاب سونگڑہ کے ہمراہ بات چیت کرتے ہوئے عند التذکرہ جناب سید مولوی رضاء رسولی صاحب کی کچہری میں ہوا تھا۔

[2] جب ہی تو مشتہر صاحب نے بچشم خود دیکھنے کا جملہ گھڑا ہے اور اس کا فائدہ یہ سوچا ہے کہ بچشم خود دیکھنے کی جب شہادت طلب کی جائے گی تو چونکہ جناب مولانا کو بچشم خود دیکھنے کا دعوی بھی نہیں ہے لامحالہ اس امر زائد کی شہادت نہ لاسکیں گے۔ اور عوام میں ہم (مرزائی حضرات) کو یہ کہہ کر بغلیں بجانے کا موقعہ ہاتھ آسکے گا کہ مولانا ابوالفرح اپنے بیان کی صداقت ظاہر نہ کرسکے۔ افوہ! کتنی گہری چال ہے مگر:

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم

[3] خوب ہوا ورنہ لفافہ کھلتے ہی مضمون خط صاف ہو جاتا باقی مولانا کے قادیان جانے کا پورا واقعہ مع ''ما یتعلق بھا'' عنقریب ایک رسالہ کی صورت میں بنام انکشاف الاسرا چھپ کر پبلک میں پیش ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

جناب من اگر آپ کے اس اصول تردید کو صحیح مان لیا جائے تو سہولت کے ساتھ ہم بھی ''طابق النعل بالنعل'' کہہ سکتے ہیں کہ میاں محمد محسن نے مرزا قادیانی کو اپنے اشتہار میں ''علیہ السلام نعوذ باللہ'' لکھا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے علیہ السلام نعوذ باللہ ہونے کو صاحبزادہ نے بچشم خود مطالعہ نہیں کیا تو سوال یہ ہے کہ کیا اس طریق سے مرزا قادیانی کا علیہ السلام نعوذ باللہ ہونا مردود ہو جائے گا۔ جناب کے اس طرفدائنہ زور شور سے پر خود مرزا قادیانی پیراہن گور میں پھولے نہ سمائے ہوں گے۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ آپ کی گاہے چناں گاہے چنیں معقول آندھی کا کام کرے گی اور ایک ہی جھونکے میں حضرت کو باسی پھولوں کی طرح مرجھا جانا پڑے گا۔ افسوس صد افسوس:

وہ جی میں خوش کہ سبزہ تربت ہرا ہوا — روئے یہ اس ادا سے کہ پلکیں بھی نم نہیں

غزل

مری تکذیب میں اپنی ہی رسوائی کے سامان ہیں — جناب مشتہر بھی اچھے خاصے مرد دہقاں ہیں
جذامی ہم نے مرزا کو کہا تھا خیر دشمن تھے — یہ لیجئے مان بیٹھے وہ بھی کیسے دوست ناداں ہیں
مرید[۲] بندہ ٹھرایا کبھی مخدوم ٹھہرایا — کسی[۳] پر سچ تو یہ ہے کہ آپ کے ان گنت احسان ہیں
نعوذ[۴] نام مرزا میں لکھا تسلیم مجھے ملحق — مرے مشفق کے نزدیک آپ[۵] بھی کیا کوئی شیطاں ہیں
نہ ہو کیوں رنگ مذہب میں بھی ان کے دخل پالیسی — کہ آخر قادیانی ہیں وہ نیو فیشن مسلمان ہیں

---

۱ مرزا جی کے نام نامی پر ڈیڑھ ہاتھ کا سلام پیش کرنے کے بعد کیا چسپاں جملہ نعوذ باللہ کا لکھا ہے کوئی مانے یا نہ مانے مجھے تو آپ کی علمیت کے تسلیم کرنے میں سر مو تامل نہیں۔ حق یہ ہے کہ یہ کمالات آپ ہی کے حصے میں آئے ہیں:

بسیط عقل شود از ہماں اگر معدوم — بخود گمان نبرد ہیچ کس کہ نادانم

۲ اشتہار جناب کے اس غلط جملہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ (ابوالفرح) خود حضرت مسیح موعود کے شرف بیعت کے لئے۔ الخ!

۳ خود جناب مرزا قادیانی مراد ہیں۔

۴ اشارہ ہے جملہ (مرزا غلام احمد صاحب.....) کی طرف۔

۵ یعنی مرزا قادیانی۔

چھپانے بیٹھے ہیں باتوں سے مرزا کی بے شرمی — خدا جانے یہ حضرت[1] پائجامہ[2] ہیں کہ انسان ہیں
کمالی الٹی سیفی بن رہا ہے یک قلم مضمون — کمال قابلیت پر ہم ان کے سخت حیراں ہیں

جو گرجتے ہیں کم برستے ہیں

آپ رقم فرماتے ہیں کہ: ''مگر ہم مولوی ابوالفرح اور ان کے ہمنواؤں کو چیلنج[3] دیتے ہیں کہ کیا وہ اس قرآن کریم کو جو خدا کا کلام ہے ہاتھ میں لے کر مجمع عام میں حلفیہ شہادت دے سکتے ہیں کہ واقعہ میں وہ حضرت مسیح موعود کی زیارت کے لئے قادیان گئے تھے اور یہ کہ حضرت مرزا کا عارضہ جذام (نعوذ باللہ) اس کے راہ میں روک بنا۔ اور وہ بیعت کا شرف حاصل نہ کر سکے اس کے برخلاف ہم عقلی، نقلی، شرعی، اور قانونی اور حلفیہ شہادت ایک نہیں بلکہ ہزاروں پیش کر سکتے ہیں جس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے فضل سے خدا کے نور سے پر تھے اور آپ اس مرض سے بیمار نہ تھے جس کو مولوی ابوالفرح پیش کرتے ہیں۔'' یہ ہے آپ کا اسٹرونگ چیلنج جس کی نسبت آپ کا فرمانا تو بالکل غلط ہے کہ مولوی ابوالفرح اور ان کے ہمنواؤں کو دیتے ہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ دور ہی سے آگرہ

---

[1] خود مشتہر صاحب۔

[2] اس زمانہ میں جہاں ہر قسم کی ترقیوں کا دریائے بے کنار موجیں مار رہا ہے وہاں کوئی شخص اگر اول تو ہاتھ پیر مار کر کچھ دنوں کے لئے مرزائی ہو جائے اور پھر ترقی کرتے کرتے پائجامہ تو چنداں محل استعجاب نہیں۔

[3] آپ کو اس انگریزی لفظ کا استعمال بے موقعہ موجب ہزار شرم ہوتا۔ اس لیے کہ آپ انٹرنس کلاس کے پڑھے ہوئے بتلائے جاتے ہیں مگر بھلا ہو مرزائیت کا جس نے جناب کی طبیعت میں لایعنی جدت پسندی کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے اسی لیے ہم بھی آپ پر امر مذکور کے متعلق زیادہ گفت وشنید کو بے سود خیال کرتے ہیں آپ نے تو اتنی سی ایجاد کی ہے خود مرزا قادیانی کو دیکھئے کہ قرآن وحدیث کے اکثر مقامات میں حقیقت کو چھوڑ کر مجاز کو اختیار کیا ہے اور محض اپنے جھوٹے دعوؤں کے بیچ میں تفسیر بالرائے تک سے کام لیا ہے جس کی وعید میں خود حضرت شارع علیہ السلام نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ ''من قال فی القرآن برایہ'' اور ''من کذب علیّ متعمدا.....الخ'' ہمارے اس بیان کی تصدیق وہ شخص بہت آسانی سے کرے گا جس نے مرزا قادیانی کی تصنیفات کو بشرط انصاف خوب سمجھ سمجھ کر پڑھا ہوگا۔ سچ ہے کہ خواہش نفسانی ایسی ہی بد بلا ہے:

خدا محفوظ رکھے نفس کے زور تقاضہ سے — جو چاہے کرا لے شیخ سے سید سے مرزا سے

کے لڈوؤں کی طرح دکھا دکھا کر للچاتے ہیں لیکن مطمئن رہیے کہ بازیچۂ طفلاں نباشد۔ معلوم شد کہ آپ نے چیلنج بمعنی استفساء ادا کیا ہے اور جھوٹ موٹ اپنے ادعائی زور شور کے پبلک میں ڈھول[1] بجائے ہیں:

برعکس نہند نام زنگی کافور

ہم نے تو اشتہار میں لفظ چیلنج کو دیکھ کر بے ساختہ:

الٰہی خیر ہو وہ بے طرح بن ٹھن کے نکلے ہیں

کہا تھا۔ مگر معاملہ برعکس نظر آیا اور جناب کے چیلنج کی عبارت سے ہمیں اس مشہور مثل کی تصدیق ہوگئی کہ جو گرجتے ہیں کم برستے ہیں۔ اس جگہ ہم آپ کے چیلنج پر روشنی ڈالنا اور خود بدولت کے ضمیر پریشان کا بیان مناسب خیال کرتے ہیں۔ ہاں یہ امر بھی کسی طرح بے جا نہ ہوگا کہ فہم مضمون کی سہولت کے لئے چیلنج کے دو حصے کئے جائیں اور ہر حصے کا ذکر دو الگ الگ سرخیوں میں ہو۔

(۱) ڈھاک کے تین پات

ملاحظہ ہو۔ اپنے اشتہار کی عبارت منقولہ بالا کا یہ مقام کہ: ''کیا وہ اس قرآن[2] کریم

---

[1] شہرت حاصل کرنے کے لئے یہ جھوٹی نمودار یاں اور نمائشی دم خم کے بہروپ بھی نہ نکالیں تو کیا کریں کیونکہ اسباب حقانی سے تو ان حضرات کے قلوب ڈھول کے پول۔ بالکل خالی خول ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خواہ مخواہ کے شور وشغب مچائے رہتے ہیں۔ کسی نے یہ ٹھیک فرمایا ہے کہ:

تہی مغزان کم ظرف از کمال خویش مے لافند بلی مے باشد آواز بلند آوند خالی را

[2] یاروں نے اس قرآن کریم کو جو خدا کا کلام ہے اپنے جھوٹے سچے دعاوی کی توثیق کا آلہ اور اپنے باطل خیالات پر نمائشی پالش کرنے کی مشین قرار دے رکھا ہے تب ہی تو عمل بالشرائع کے لئے ایک جدید الہام کی ضرورت پڑی اور بعد خاتم النبیین انبیاء کا آنا تسلیم کر بیٹھے فلھٰذا۔ پنجاب کے ایک منچلے کسی قدر پڑھے لکھے مگر حق سے محض کورے انسان کو مجدد، امام مہدی مسعود، مسیح موعود، کرشن اور خدا جانے کیا کیا عنتر بود ٹھہرا کر رومن کلیسا کے پوپ کی طرح اسے اپنی معاش ومعاد کے سیاہ وسپید کا مختار کل بنالیا اب آئے دن کی نئی رسوائیاں ہیں اور وہ ہیں ''للّٰہ در القائل'':

اذا کان الغواب دلیل قوم میھدیھم طریق الھالکین

کو جو خدا کا کلام ہے ہاتھ میں لے کر مجمع عام میں حلفیہ شہادت دے سکتے ہیں کہ واقعہ میں وہ حضرت مسیح موعود کی زیارت کے لئے قادیان گئے تھے اور یہ کہ حضرت مرزا صاحب کا عارضہ جذام (نعوذ باللہ) اس کے راہ میں روک بنا اور وہ بیعت کا شرف حاصل نہ کر سکے''۔ دیکھئے آپ نے اس جگہ بالہجہ استفہام ہم سے صرف تین باتوں کی مجمع عام میں حلفیہ شہادت طلب کی ہے۔ اول ہمارے قادیان جانے کی۔ دوم مرزا قادیانی کے جذام کی خدا جانے کس امر کی راہ میں روک بننے کی۔ سوم شرف بیعت حاصل نہ کر سکنے کی۔ چنانچہ آپ کی عبارت بالا نوشتہ کے یہ تین پچھلے متوالی جملہ اس مدعا کے مظہر ہیں۔ (۱) واقعہ میں وہ حضرت مسیح موعود الخ۔ (۲) اور یہ کہ حضرت مرزا صاحب الخ (۳) اور وہ بیعت کا الخ:

ترمیم نرسی بہ کعبہ اے اعرابی کاین رہ کہ تو میروی بترکستان است

پہلے جملہ کی نسبت التماس ہے کہ آپ نے یہاں لفظ زیارت کا استعمال اگر اسی شرف بیعت کے معنی میں کیا ہے۔ جس کا ذکر آپ کے اشتہار کی پہلی سطر میں موجود ہے تو آپ کا مطالبہ شہادت فضول اور لغو خیال کیا جائے گا۔ کیونکہ ہم واضح طور پر حسب مقام اوپر بتلا آئے ہیں کہ ہمارے قادیان جانے میں شرف بیعت کی قید جناب کی خاص الخاص دخل در معقولات ہے اسے ہمارے بیان سے کوئی واسطہ نہیں لیکن اگر لفظ زیارت اپنے مشہور معنی کے لئے لایا گیا ہے تو اسکی نسبت ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ کچھ عرض کریں گے۔ دوسرے جملہ کے متعلق گذارش ہے کہ اس میں جو آپ نے یہ فقرہ تحریر فرمایا ہے کہ ''اس کے راہ میں روک بنا'' اس کا مشار الیہ مذکور نہیں ہوا۔ بلکہ بمصداق مقولہ ''المعنیٰ فی بطن الشاعر'' جناب کے پیٹ[1] ہی میں رہ گیا۔

شائد آپ فرمائیں کہ اس کا مشار الیہ وہی لفظ زیارت ہے جو پہلے جملہ میں لکھا گیا ہے یہ صحیح نہیں کیونکہ زیارت اپنے متعارف معنی کے اعتبار سے کوئی ایسی چیز نہیں کہ کسی کا جذام اس کی روک بن سکے ہاں اگر آپ نے لفظ زیارت کو شرف بیعت ہی کے معنی میں لیا ہو

[1] مشتہر صاحب کی جناب میں ہمارا یہ اپیل کرنا اگر ضروری نہیں تو غیر ضروری بھی نہ ہوگا کہ اس بچارے مصیبت کے مارے مشار الیہ کی اگر کسی طرح بھی خطا معاف ہو سکتی ہو تو للہ اسے اپنے شکم مقدس کے بلیک ہاؤس کی قید شدید سے رہا فرمائیں قدرت کی میعاد مقررہ کا انتظار نہ کریں۔

تو یہ امر جداگانہ ہے لیکن خیال رہے کہ ہم بار بار آپ کے شرف بیعت کا من گھڑت اجتہاد بندہ اور سرتاپا دروغ محض ہونا ظاہر کر چکے ہیں اس صورت میں ہم نہیں سمجھ سکتے کہ آپ نے جذام مرزا کے کس چیز کی راہ میں روک ہونے کی شہادت مانگی ہے۔ لیجئے اب تو یہ بات بہت صاف ہوگئی کہ دوسری شہادت طلبی بھی ایک دم لغو ہے پہلی صورت میں تو زیارت کے معنی کے اعتبار سے اور دوسری صورت میں شرف بیعت کے غلط ہونے کی وجہ سے، کس واسطے کہ جب ہمارے قادیان جانے کے بیان میں شرف بیعت کی قید جناب والا ہی کی بے جا زیادت ہوئی تو اب کسی کے جذام یا سرسام کے بیعت کی راہ میں روک بننے کے کیا معنی۔ ٹھیک ہے کہ:

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

جناب من اپنے اس دوسرے جملہ کا ایک اور بامعنی پہلو بھی ملاحظہ فرمایئے اور اگر کچھ بھی شرافت سے واسطہ ہو تو یوں بے سوچے سمجھے مدت العمر کسی کی تردید کے لئے آمادہ نہ ہو جیئے۔ دیکھئے آپ لکھتے ہیں ''اور یہ کہ حضرت مرزا صاحب کا عارضہ جذام نعوذ باللہ اس کے راہ میں روک بنا'' اس جملہ کا ماحصل صرف اسی قدر ہے کہ مرزا قادیانی کا جذام زیارت یا بیعت (یا جس بات کو آپ چاہتے ہوں) کی راہ میں روک نہیں بنا چلئے ہم بھی آپ کی خاطر سے مان لیتے ہیں۔ اس سے ہمارا حرج ہی کیا ہے۔ کیونکہ ہم نے یہ بات کبھی اور کہیں نہیں کہی کہ مرزا قادیانی کا عارضہ جذام فلاں یا فلاں امر کی راہ میں روک بنا:

ہمیں تو خو ہے کہ جو کچھ کہو بجا کہئے

براہ کرم ونوازش آپ اپنے اس نوشتہ کو بدفعات بچے کر کر کے پڑھ لیجئے یہاں آپ نے دانستہ یا نادانستہ اپنے مرزا قادیانی کے جذامی ہونے کا دوبارہ اقرار کر لیا ہے۔ کیونکہ حسب بیان بالا مرزا قادیانی کا جذام کسی بات کی روک نہیں بنا بلکہ کوئی اور چیز روک بنی ہوگی تو اس نفی سے نفس جذام کی نفی لازم نہیں آتی اور وہ بحال خود رہتا ہے اب افسوس کے لہجہ میں یگانوں بیگانوں کی سنا سنا کر اکثر یہ مصرع پڑھا کیجئے:

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

تیسرے جملہ کی بابت عرض ہے کہ یہاں بھی وہی آپ کا شرف بیعت جلوہ گر ہے جس کی حقیقت بار بار ہم اوپر بیان کر چکے ہیں:

وہی آنکھوں کی بیماری جو پہلے تھی سواب بھی ہے

اس جگہ جناب کو یہ بات یاد دلا دینا بھی ضروری ہے کہ اس رسالہ میں جہاں آپ کے اشتہار کی سطر اول کی قلعی کھولی گئی ہے وہاں ہم نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر آپ ہمارے بیان سے پیوستہ شرف بیعت (یا اسی معنی کا کوئی اور فقرہ) ثابت کر سکیں تو منہ مانگا انعام پانے کے مستحق ہوں۔ یہاں جناب کو پھر گزارش بالا کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر ان کوششوں میں کامیاب ہوئے تو جناب کے پو بارہ ہیں:

لگا کر دیکھ لو دو زور طبع لاابالی کے عجب کیا ہو سکو سرسبز تم رو میں کمالی کے

جبکہ آپ کا شرف بیعت سرے سے غلط ٹھہرا تو یہ تیسرا مطالبہ شہادت بھی بالکل لچر ہو گیا۔ اب آپ کے اس تیسرے جملہ کے ایک غریب مستتر کا بھانڈا پھوڑا جاتا ہے۔ آپ نے یہ لکھ کر کہ اور وہ بیعت کا شرف حاصل نہ کر سکے عوام کے ذہن نشین یہ بات کرنا چاہی ہے کہ میں (ابوالفرح) ضرور بیعت کرنے ہی کے لئے قادیان گیا تھا لیکن فلاں اور فلاں وجہ سے بیعت کا شرف حاصل نہ کر سکا۔ مجھے ان مکر آمیز تدبیروں پر تاسف کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ ایسی لغویات باتوں سے اپنے مرزا قادیانی کی مشیخیت خلق اللہ پر ظاہر کرنے کا سوا دائے خام پکایا گیا ہے جن کا پیچ اور پوچ ہونا اظہر من الشمس وابین من الامس ہے:

ہشیار کہ بازیگہ طفلاں نہیں عالم یاں آپ کے سب عیب و ہنر کھل کے رہیں گے

جملہ زیر بحث کے متعلق یہ کہنا اور باقی رہ گیا ہے کہ شائد آپ نے ہمارے مرید مرزا نہ ہونے کی شہادت طلب کی ہو اگرچہ یہ امر ناقرین قیاس ہے تو اس کی نسبت آگے چل کر کچھ عرض کیا جائے گا سر دست ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ کے تینوں جملوں میں جن باتوں کی گواہی مانگی گئی تھی شرف بیعت نے ان کا بناء الفاسد علی الفاسد ہونا بے پردہ کر دیا اور دنیا جان گئی کہ آپ کی تینوں شہادت طلبیاں ''ڈھاک کے تین پات سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ افسوس کہ یہ دوسرا مگر بھی آپ کے پہلے مگر کا بھائی نکلا۔ رہا ہمارا قادیان جانا خاص مرزا قادیانی سے ملنے کے لئے اور ہمارا مرید مرزا نہ ہونا ان کی نسبت ہم پہلے اور تیسرے جملہ پر بحث کرتے ہوئے آئندہ کچھ عرض کرنے کا وعدہ کر آئے ہیں۔ لہٰذا اس مقام پر معروضات موعودہ کا پیش کرنا مناسب خیال کرتے ہیں۔

اس میں ہرگز شک نہ فرمایئے کہ ہر دو امور مرقومہ بالا معہ شے زائد کی شہادت حسب خواہ جناب جس مجمع میں چاہو جس وقت چاہو پیش کرنے کو ہم نہ صرف تیار بلکہ گوش بر آواز ہیں مگر ساتھ ہی پبلک کو یہ بھی بتائے دیتے ہیں کہ ہمارا یہ شہادت دینا بے فائدہ بھی ثابت گا اور غیر ضروری بھی ہمیں یہ کہنے کی ہرگز ضرورت نہ ہوتی اگر عبارت چیلنج میں جناب کی ایک مذبوحی حرکت نظر سے نہ گزرتی وہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے چیلنج کی دوسرے حصے کو یوں قلم بند فرمایا ہے ''اس کے برخلاف ہم عقلی نقلی الخ'' دیکھئے آپ نے یہاں ہماری شہادت پیش کرنے سے پہلے ہی اپنی مخالفانہ آمادگی کا اظہار کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا شہادت پیش کرنا بے فائدہ بھی ہے غیر ضروری بھی۔ بے فائدہ تو اس لیے کہ جب ہماری شہادت پیش کرنے سے پیشتر ہی آپ مخالفت کی نیت باندھے بیٹھے ہیں تو عین وقت پر آپ کو ساکت کرسکنا کبھی ممکن نہ ہوگا۔ اگرچہ پبلک کے نزدیک ہماری شہادت کیسی ہی مستحکم اور اٹل کیوں نہ ہو بقول شخصے کہ:

میں نہ سمجھوں تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے

لطیفہ

کہتے ہیں کسی بے وقوف دہقانی نے پڑھے لکھوں کی دیکھا دیکھی طلب شہرت میں کسی سے لکھوا کر اس مضمون کا ایک اشتہار بادشاہ وقت کے دارالسلطنت میں شائع کیا کہ مجھے ایک پہیلی یاد ہے اگر کوئی پڑھا بے پڑھا مولوی ملا مفسر محدث فقیہ فیلسوف غریب امیر یا خود بادشاہ اور وزیر اسے صحیح طور پر جیسا کہ میں جانتا ہوں حل کردے تو حل کنندہ جو کچھ انعام اکرام یا اس کے علاوہ کوئی اور بات چاہے گا۔ خواہ مخواہ مجھے منظور کرنا ہوگی۔ شاہ وقت کو اس کا یہ بے ہودہ اور فضول اعلان ناگوار ہوا فوری حکم اسکے نام نافذ فرمایا کہ ما بدولت اس پہیلی کو حل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر ہمارا حل صحیح اور ٹھیک ہوا تو مشتہر کو سزائے قتل منظور کرنا پڑے گی یہ سن کر اس شخص نے بڑے حوصلے کے ساتھ:

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

کہا اور صدائے قبول بلند کی جوں ہی اس واقعہ کی اطلاع مشتہر صاحب کے اہل خانہ کو ہوئی پیروں کے تلے سے زمین نکل گئی۔ جی سن سنا گیا سر پیٹ لیا زینت اتار پھینکی سوگ کا آنچل منہ پر رکھ کر قبل از وقت گریہ وزاری کی ٹھرائی جیسے ہی خود بدولت باہر سے گھر تشریف لائے رنگ دگرگوں پایا گھبرائے کہ الٰہی کیا ماجرا ہے نزدیک پہنچ کر نہایت دلجوئی سے گریہ وزاری کا سبب دریافت کیا بے چاری نے جو کچھ سنا تھا دوہرا دیا۔ یہ شخص اس کے بیان کو سن کر بہت ہنسا اور بولا لوگ سچ کہتے ہیں کہ عورتیں ناقص العقل ہوا کرتے ہیں۔ یہ تو سچ ہے کہ بادشاہوں کی عقل عقلوں کی بادشاہ ہوتی ہے ضرور ہے کہ جہاں پناہ میری پہیلی کو حل کر دینگے مگر میں سمجھوں گا ہی نہیں تو کون سمجھا سکے گا۔ یہاں تو پہلے ہی سے لانسلم کی ٹھان لی گئی ہے:

حضرت ناصح جو آئیں دیدہ ودل فرش راہ پر ہمیں کوئی یہ سمجھاوے کہ سمجھائیں گے کیا

ٹھیک اسی طرح ہمارے مرزائی مشتہر صاحب نے بھی اول تو ہم سے حلفیہ شہادت طلب کی پھر فوراً ہی ہمارے خلاف پر کمر کسنی شروع کر دی۔ قربان جایئے آپ کے اس حسن ادا کے:

قیامت کا تلووں ہے کمالی ان حسینوں میں گھڑی میں روٹھ بھی جاتے ہیں دم میں من بھی جاتے ہیں

جب ہم اپنی شہادت کے بے فائدہ ہونے کی علت بیان کر چکے تو اب اس کے غیر ضروری ہونے کی وجہ بتلاتے ہیں۔ دیکھئے آپ نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ ''اس کے برخلاف ہم عقلی، نقلی الخ۔'' اس جملہ میں یہی اس مشارالیہ کو چاہتا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ محذوف ہے۔ لہٰذا اسے مقدر ماننا پڑے گا اور اسکی تقدیر ہمارا شہادت دے سکنا ہوگی۔ پس جب کہ مشارالیہ مقدر کی تقدیر ہمارا شہادت دے سکنا متعین ہوئی تو اب ہم کہتے ہیں کہ ہماری شہادت کا غیر ضروری ہونا بھی آپ کی اسی جملہ سے ثابت ہوگیا کہ ''اس کے برخلاف۔ الخ!'' سبب اس کا یہ ہے کہ جب آپ نے ہمارے برخلاف شہادت پیش کرنے کا دعوی کیا تو ہماری شہادت دے سکنے کا علم آپ کو ضرور ہوگا ورنہ آپ کا یہ دعوی ہی بے کار ہو جائے گا جب یہ بات مقرر ہوگئی کہ آپ کو ہماری شہادت دے سکنے کا پورا پورا علم ہے یعنی آپ ہماری شہادت پیش کرنے سے پہل یہی جانتے ہیں کہ ہم ضرور شہادت پیش کر سکیں گے تو اب ہمیں شہادت پیش کرنے کی ضرورت کہاں رہی یہی ہے ہماری شہادت پیش کرنے کا غیر ضروری ہونا:

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے جادو وہ جو سر پے چڑھ کے بولے

غزل

قادیان جانے کی کچھ وجہ کوئی علت ہو — ان کو القائے[1] لطیف شرف بیعت ہو
لغو چیلنج دیا ہم کو ڈراہی چھوڑا — بارک اللہ جری مرد ہو یا باہمت ہو
قسموں کے لئے قرآن نئی وحیوں[2] پے عمل — کیوں نہ ہو تم نئے مرسل[3] کی نئی امت ہو

[1] سنا کرتے تھے کہ بلی کو خواب میں چھچھڑے ہی نظر آتے ہیں اب ٹھیک ہو بہو وہی نقشہ مرزائی حضرات میں دیکھا جاتا ہے جس کی نسبت معلوم کرتے ہیں کہ وہ قادیان گیا تھا مرزا قادیانی کے شرف بیعت کا دم چھلا خواہ مخواہ اس کے سفر قادیان میں حضرات موصوفین کو دکھائی دیتا ہے جو خواب گربہ کے چھچھڑوں سے زیادہ وقعت نہیں پاسکتا انہیں ہر جگہ مرزائی تعلقات ہی کے شوشے سوجھتے ہیں:

بظاہر رہنما ہیں اور دل میں بدگمانی ہے — ترے کوچے میں جو جاتا ہے آگے ہم بھی ہوتے ہیں

[2] جناب مولانا کا یہ لفظ بھی استہزاء کا شائبہ نہیں رکھتا بلکہ خود مرزا قادیانی نے اپنی تصنیفات میں اکثر ان الہامات کا جن کے منجانب اللہ ہونے کے وہ دعوے دار تھے وحی نام رکھا ہے نہ صرف اسی قدر بلکہ طرح طرح سے ان کا واجب العمل ہونا قرآن شریف اور دیگر کتب سماویہ کے مانند ظاہر کیا ہے چنانچہ ایک جگہ کہتا ہے ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسرے کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۱۱ خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

اس سے بڑھ کر یہ کہ جب احادیث نبویہ ﷺ کا اکثر پیرایہ ادا اپنے مدعا کی خلاف پایا تو محض اپنی مشیت کی پچ رکھنے کو رسالت مآب ﷺ کے ارشادات کے دفتروں کا نام ظنیات بلکہ موضوعات کا ذخیرہ رکھا اور یہ بتلایا کہ خدا کی وہ وحییں جو مجھ پر نازل ہوتی ہیں چونکہ یقینی ہیں لہٰذا ان کے ہوتے میں ہرگز حدیثوں پر عمل نہیں کر سکتا یہ سب باتیں مرزا قادیانی کی اس تحریر سے ظاہر ہوتی ہیں کہ ''جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر تو کیا مجھ سے انہیں توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کی ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے۔'' (اربعین نمبر ۴ ص ۹ خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۴)

[3] مولانا کا یہ لفظ شاعرانہ تصنع یا مبالغہ نہیں ہے بلکہ بہت مشہور بات ہے کہ جناب نے حضرت خاتم النبیین صلوۃ اللہ وسلامہ کے ''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' فرمادینے کے باوجود بڑے زور شور سے رسول ہونے کا دعوی کیا جس کے حوالہ جات کا بالتفصیل لکھنا تو طول فضول ہے اجمالا یہ بتادینا کافی ہے کہ خود مرزا قادیانی کی تصنیفات مثل رسالہ دافع البلاء، حقیقۃ الوحی، اربعین وغیرہا کے اکثر صفحات سے ہمارے بیان کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ ''من شاء فلیرجع الیھا''

مرزا قادیانی کا بھرم کھول[1] دیا بن کے مرید — بھید میں چھید کیا تم تو بڑے حضرت ہو
جھوٹ کہہ کر بھی سمجھ دیکھئے پبلک کی نظر — شاید اس ڈھنگ سے مرزا کی کوئی وقعت ہو
کس توقع پہ کوئی زور شہادت دکھلائے — پیشتر ہی سے مخالف کی جو بدنیت ہو
تیزیاں باتوں سے کیونکر نہ تمہاری ٹپکیں — احمدیت کی ہو تم روح (مقطر) ست ہو
ہوں جو چیلے ہی جراثیم مسامات جناب — پھر گروجی کو کسی روگ سے کیا صحت ہو
ہے کمالی کی غزل سوچ سمجھ کر پڑھنا — جب زٹل قافیہ سے اپنے تمہیں فرصت ہو

جناب کے چیلنج کے پہلے حصے سے ہم فارغ ہو چکے ہیں اب دوسرے حصے کا بیان شروع کیا جاتا ہے ذرا ٹھنڈے دل سے سننے کے لئے تیار ہو جایئے۔

چڑیاں چگ گئیں کھیت

آپ نہایت تحدّی کے ساتھ رقم طراز ہیں: ''اس کے برخلاف ہم عقلی، نقلی، شرعی اور قانونی اور حلفیہ شہادت ایک نہیں بلکہ ہزاروں پیش کر سکتے ہیں جس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ حضرت مسیح موعود..... خدا کے فضل سے خدا کے نور سے پر تھے اور آپ اس مرض سے بیمار نہ تھے جس کو مولوی ابوالفرح پیش کرتے ہیں۔'' یہ نوشتہ جناب کی ..... قابلیت کا اندازہ لگانے کے لئے کافی ہے۔ آپ نے یہاں یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہمارے برخلاف جناب عقلی، نقلی وغیرہ شہادت پیش کر سکتے ہیں۔ جس کی صفت آپ نے ان لفظوں میں ادا کی ہے کہ ''جس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ حضرت مسیح موعود..... خدا کے فضل سے خدا کے نور سے پر تھے اور آپ اس مرض سے بیمار نہ تھے جس کو مولوی ابوالفرح پیش کرتے ہیں۔'' سبحان اللہ! کیا

[1] مرزائی حضرات نے اپنی شرمندگیاں مٹانے ملامت خلق اللہ کے دفع کرنے اور بندگان خدا میں جناب مرزا قادیانی کا رسوخ برقرار رکھنے کے لئے جبکہ دروغ بیانیوں سے کام لینا شروع کیا تب ہی پبلک پر مرزائیت کا راز افشا ہو گیا کہ یہاں برائے نام بھی حقانیت کا پتہ نہیں ہندی کی یہ کہاوت ٹھیک ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے دیکھو مشیخیت کا لچر حوصلہ کیسا دشمن جان نکلا اور جو نہ کرنا تھا وہ کچھ گزرنے پر مجبور کئے بغیر نہ رہا حقیقت میں امر لایعنی کا نصب العین قرار پا جانا حق کی دید شنید سے بے بہرہ کر دیتا ہے کہ: ''حبّک الشئی یعمی ویصم''

خود آرائی بنا دیتی ہے نابینا سو آنکھوں کو — یہ پردہ وہ ہے جو گرتے ہی لے مرتا ہے آنکھوں کو

خوب ہمارے برخلاف شہادت ہے یہ تو بتلایئے کہ ہمارے برخلاف شہادت کا بدیں صفت متصف ہونا آپ کو کچھ مفید ہوسکتا ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ اس قسم کی شہادتوں سے ہمارے خلاف کی نظر رکھنا ہے مالیخولیا سے مراقی کا اثر ہے کیونکہ آپ نے تمام اشتہار میں دو ایسے جملہ ضرور ہیں جن میں غور کرنے سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ آپ فی الجملہ جذام مرزا قادیانی کے مقر ہیں چونکہ ہم حسب مواقع امر ہذا کو مشرح بیان کر آئے ہیں لہٰذا اعادہ کی ضرورت نہیں۔ البتہ آپ نے چیلنج کے پہلے حصے میں ہم سے تین باتوں کی شہادت چاہی ہے (الف) ہمارے قادیان جانے کی (ب) جذام مرزا کے کسی امر کی راہ میں روک بننے کی (ج) ہمارے مرید مرزانہ ہونے کی۔

اب دیکھنا ہے کہ آپ کی وہ شہادت جس سے مرزا قادیانی کا خدا کے نور سے پر ہونا، نیز ان کا مجذوم نہ ہونا ثابت ہوسکے گا جس کے پیش کرنے کے آپ مدعی ہیں امور ثلاثہ مرقومہ بالا سے کس امر کے برخلاف قرار دی جاسکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ (الف) اور (ج) سے تو جناب کی شہادت موصوفہ کو کوئی لگاؤ نہیں رہا امر (ب) سو بوجہ ذکر جذام فی الجملہ بادی النظر میں جناب کی شہادت موعودہ اس کے برخلاف معلوم ہوتی ہے لیکن قدرے تامل سے کام لیا جائے تو یہ خلاف بھی محض لاشئی ثابت ہوگا۔ اس لیے کہ بذیل (ب) اگرچہ لفظ جذام وارد ہے مگر نہ تو ہم سے وجود جذام کی شہادت مانگی ہے اور نہ جناب نے نفس جذام کا انکار کیا ہے بلکہ جملہ ''اور یہ کہ حضرت مرزا صاحب کا عارضہ جذام (نعوذ باللہ) اس کے راہ میں روک بنا'' کے پیرایہ ادا سے آنجناب کا اقرار جذام سمجھ میں آتا ہے۔ جب یہ بات ہے تو ہمیں حیرت ہے کہ آپ نے ہمارے برخلاف شہادت پیش کرنے کا دعوی ہی کیوں کیا ہے اگر آپ نے مرزا قادیانی کے مجذوم نہ ہونے کی شہادت کو اس لیے ہمارے برخلاف فرمایا ہو کہ ہم نے مرزا قادیانی کو جذامی کہا تھا تو اس صورت میں اگرچہ اس کا سیاق، سباق سے بے ربط ہے تاہم ہمیں آپ کے اس دعوی کو سمجھ لینا ضروری ہے شاید کوئی کارآمد پہلو نکل آئے۔ لہٰذا اس جگہ ہم آپ کے دعوی کی اس دوسری تعبیر کی بقدر کفایت جانچ پڑتال کرتے ہیں۔ خوب یاد رہے کہ آپ نے عبارت منقولہ میں ہمارے برخلاف مرزا قادیانی کے مجذوم نہ ہونے پر پانچ قسم کی شہادتیں پیش کرنے کا دعوی کیا ہے۔ اول عقلی، دوم نقلی، سوم شرعی، چہارم قانونی، پنجم حلفی، ان میں سے دوسری اور پانچویں قسم کی شہادتوں پر زور لگا کر اپنا وقت عزیز رائیگاں نہ

فرمایئے تو مناسب ہے۔ کیونکہ آپ کا نقلی اور حلفی شہادتیں پیش کرنا جس قدر مفید مدعا ہوگا اس سے زیادہ مضر یہ سچ ہے کہ آپ نقل اور حلف سے مرزا قادیانی کے صحیح الجسم ہونے کا اظہار ضرور کرسکیں گے مگر پبلک کو آپ کی یہ شہادتیں ہرگز منظور نہیں ہوسکتیں۔

نقلی شہادتیں تو اس واسطے مقبول نہ ہوگی کہ آپ نے ان کے پیش کرنے سے پہلے ہی انہیں محتمل اور مشکوک بنادیا ہے یہ بات آپ کی سمجھ میں نہ آئی ہو تو اپنے اشتہار کے ان چند متفرق فقروں کو مکرر سمجھ لیجئے (۱) ''اور یہ کہ انہوں نے بچشم کود حضرت مسیح موعود کی اس بیماری کو ملاحظہ کیا ہے۔ (۲) ہم مولوی ابوالفرح اور ان کے ہمنواؤں کو چیلنج دیتے ہیں۔ (۳) اور یہ کہ حضرت مرزا صاحب کا عارضہ جذام نعوذ باللہ اس کے راہ میں روک بنا۔'' دیکھئے پہلے فقرہ کی نسبت ہم بتا چکے ہیں کہ اس میں مرزا قادیانی کے جذام کا در پردہ اقرار ہے لیکن ہمارے بچشم خود دیکھنے کی نفی علی ہذا القیاس تیسرے فقرہ کے متعلق بھی اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ اس میں مرزا قادیانی کے جذام کے روک بننے کی نفی تو ہے مگر وجود جذام کا انکار نہیں بلکہ ہلکا سا اقرار ہے دوسرے فقرہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی کے مجذوم ہونے کا ذکر کرنے میں ہم تنہا نہیں ہیں بلکہ ایک نامعلوم شمار تک ہمارے ہمنوا بھی مرزا قادیانی کی جذام کے قائل اور ناقل ہیں نیز یہ بھی کہ جناب کو ہمارے ہمنواؤں کا مجملاً یا مفصلاً علم ہے اور آپ خود جانتے ہیں کہ ہمارے سوائے بہت لوگ مرزا قادیانی کو جذامی بتاتے ہیں جن کا ذکر آپ نے اپنے چیلنج میں ہمنواؤں کے لفظ سے کیا ہے اس بیان سے ہر خاص و عام کو یہ دو باتیں خوب اچھی طرح معلوم ہوگئی ہوں گی۔ اول مرزا قادیانی کے جذام کا خود آپ کو اقرار ہے گو کسی وجہ سے صاف لفظوں میں نہیں فرماتے۔ دوم صرف ہم ہی نہیں بلکہ اور بہت سے حضرات بھی مرزا قادیانی کو جذامی بتاتے ہیں اور خود مشتہر صاحب نے ان بہت سے حضرات کو ہمنواؤں کے لفظ سے یاد کیا ہے۔

تو اب فرمایئے آپ نقلی شہادتیں بجز اس کے اور کیا پیش کریں گے کہ کسی قادیانی رسالے یا اخبار کے کسی مضمون کی طرف اشارہ کردیں یا مرزا قادیانی کے کسی معتقد سوانح نگار کا کوئی مضمون دکھائیں یا اپنے ہم خیالوں سے مرزا قادیانی کے مجذوم نہ ہونے کا زبانی اظہار کرائیں وغیرہ اور یہ نقلیں نفی جذام کی مظہر تو ہوں گی مگر ان معارض نقلوں سے مبرّا کیوں کر ہوسکیں گی جن کا بیان ابھی آپ کے تین مختلف فرمودوں سے کیا جا چکا ہے یعنی ہمارا اور

ہمارے ہمنواؤں کا مرزا قادیانی کو مجذوم کہنا نیز جناب کا گودر پردہ ہی سہی مکرر اقرار اور یہی وجہ ہے آپ کی نقلی شہادتوں کے نامعقول ہونے کی بحوالۂ ''اذا تعارضا تساقطا'' اسی طرح آپ کی حلفی شہادت کی بھی کوئی پذیرائی نہ کرے گا۔ کیونکہ ہماری حلفی شہادت سے دست وگریباں ہوگی جس کے پیش کرنے پر ہم بالکل مستعد ہیں اور ہماری اس مستعدی کا آپ کو بھی پورا پورا علم ہے جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے جب ہم اور آپ دو متضاد باتوں کے لئے حلف کریں گے تو دونوں شہادتیں احتمال سے پاک نہ رہ سکیں گی۔

پس بحکم ''اذا جاء الاحتمال فبطل الاستدلال'' ہم دونوں کا حلف کرنا لوگوں کے نزدیک بیکار ہو جائے گا یہ سبب ہے آپ کی حلفی شہادت کے نامسموع ہونے کا اسی لیے بخیال حفظ ماتقدم ہم آپ کی شہادت طلبی کے جواب میں یہ بھی عرض کر چکے ہیں کہ اگرچہ ہم شہادت دینے کو نہ صرف تیار بلکہ گوش برآواز ہیں لیکن ہمارا یہ شہادت پیش کرنا بے فائدہ بھی ہے۔ غیر ضروری بھی۔ اس مدعا کی توضیح کا جو اسلوب ہم نے اوپر اختیار کیا ہے وہ آپ کی ضمیر منتشر کی بنا پر ہے اور یہاں صرف اظہار حقیقۃ الامر کا پیرایہ بہر حال:

خواب یک خواب ست لیکن مختلف تعبیرہا

آپ کی نقلی اور حلفی شہادتوں کا بیکار ہونا ظاہر کر چکے تو باقی ماندہ شہادت سہ گانہ کا بیان کرنا ہم ضروری جانتے ہیں لیکن آغاز مقصود سے پیشتر ناظرین باتمکین کے دامان طبع سے غبار کلفت باک کرنے کے لئے ایک حسب مقام غزل پیش کی جاتی ہے:

غزل

شہادت کی طلب بے سود ہے ان مبتلاؤں کو — یہ خود پہچانتے ہوں گے ہمارے ہمنواؤں[1] کو
کوئی باشرم ومنصف ہو تو امر حق کا ہو قائل — مگر دشوار ہے خاموش کرنا بے حیاؤں کو

[1] یہ لفظ مشتہر صاحب کے چیلنج کے چہرہ میں واقع ہے چونکہ مولانا نے مرزا قادیانی کو مجذوم فرمایا تھا لہٰذا اس لفظ سے وہ لوگ مراد ہیں جو مولانا کی طرح مرزا قادیانی کو جذامی بتاتے ہیں ہم کو نہایت تعجب ہے کہ مولانا کے ہمنواؤں اور مرزا قادیانی کے جذام کے ان گنت اور بے شمار گواہوں کا جناب کو علم بھی ہے۔ اور مولانا سے مطالبہ شہادت بھی ہمنواؤں کا لفظ لکھ کر مولانا کے جم غفیر گواہوں کو تو خود ہی پبلک میں پیش کیا ہے پھر دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونک کر مطلب برآری کی کوئی تجویز ہے:

چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد

کسی کے اشتہاری طعن بے جا کی حقیقت کیا — خدا کا نام لے کر ٹال دیں ہم سو بلاؤں کو
ہمیں کاذب کہو چیلنج دو شائد بھلو پھولو — مگر پہچانتی ہے خوب پبلک ان اداؤں کو
سنا ہے تم ابھی تو مشق ہو دل کر بیٹھو — نہ گھبراجاؤ شائدسن کے ان سنگین صداؤں کو
ہوابیکا نہ ہر گز بال تک اللہ[1] والوں کا — گئے خود گور میں لے کر جناب[2] اپنی سزاؤں کو
مغلظ گالیاں[3] ورد زباں تسبیح کے بدلے — یہی لازم ہے مرزا کے مقدس پیشواؤں کو

[1] مراداس سے جناب ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) معروف بہ شیر پنجاب وفاتح قادیان اور جناب مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور جناب ملامحمد بخش صاحب لاہوری اور جناب مولوی ابوالحسن صاحب تبتی جیسے حضرات علماء کرام وفضلاء عظام ہیں جن کو تادم مرگ مرزا قادیانی کوستے رہے لیکن ان حضرات کو خدائے برتر وبزرگ نے نہایت عزت کے ساتھ اپنی حفاظت میں بقید حیات رکھا کہ خود کوسنے والے کو خاک پھانکتے ہوئے ان بزرگواروں نے دیکھ لیااور اکثر تو ان بزرگوں میں سے اس وقت تک سلامت باکرامت ہیں۔

[2] یعنی مرزا قادیانی علیہ ماعلیہ۔

[3] یہ بہت مشہور بات ہے کہ جب کسی طرح علماء اسلام پر مرزا قادیانی کا قابو نہ چلا اور وہ مرزا قادیانی کی مکارانہ چالوں کی قلعی کھولنے میں ہمہ دم سرگرم پائے گئے تو خود بدولت نے حسب مثل مشہور کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔گالیوں سے کام لینا شروع کیا بزرگان دین کی شان میں وہ لام کاف کی تھرائی کہ توبہ ہی بھلی ہے۔ اپنی تصنیفات میں جہاں ان حضرات کا ذکر کیا ہے وہاں ان پاکیزہ لفظوں کا استعمال فرمایا ہے۔ ذریۃ شیطان، حرامزادہ، شیطان، درندہ، دیو، گمراہ، خنازیر، ولدالحرام، کورچشم، فرعون، خبیث القلب، اندھیرے کے کیڑے اور لومڑی، ان پر لعنتوں کی جوتیاں پڑیں، تمام دنیا سے بدتر، دجال، بطال، جھوٹ کا گوہ کھایا، چوہڑے، چمار، جاہل، وحشی، سور، بندر، زندیق، مردار خور مولوی، مادرزاد اندھے، ہندوزادہ، کتے، بچھو، ہامان، نمک حرام۔ سبحان اللہ ایک ملہم امام وقت، مجدد، مہدی، مسیح کی تصنیفات کے یہی کمال ہوتے ہیں۔ ''نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات'' اگرچہ ہم ان تمام گالیوں کا مرزا قادیانی کی تصنیفات سے الگ الگ حوالہ دے سکتے ہیں مگر طول سے خالی نہ ہوگا۔ لہٰذا بحوالہ ''مالا یدرک کلّہ لا یترک کلہ'' ہم اس جگہ صرف ایک ہی عبارت لکھتے ہیں جس سے مرزا قادیانی کا گالیاں بکنا اور اس فحش گوئی کا اقرار نہ صرف یہی بلکہ یہ بھی ثابت ہوگا کہ وہ اپنی ان فضولیات کی بدولت کس قدر رسوائے عالم ہوئے۔

مرزا قادیانی نے جناب مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور ان کے رفقاء کے متعلق جب (اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء تریاق القلوب ص ۱۳۰ خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۱، ۴۳۲) میں ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک ۱۲ مہینے کی میعاد مقرر کر کے ذلت کی مار کی پیشین گوئی شائع کی تو حفظ ماتقدم کے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہمیں کیا ان کا روضہ[1] دوزخی ہو یا بہشتی ہو — مبارک بس انہیں کے دوستوں کو آشناؤں کو
کہاوت ہے کہیں کوؤں کے کوسے ڈھور مرتے ہیں — ہوئی تصدیق سنکر مرزا کی بد دعاؤں[2] کو
صفایا[3] ہوگیا قصبہ کا گھر گھر پھر گئی جھاڑو — بھگایا قادیان سے خوب مرزا نے وباؤں کو

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) خیال سے بعض عہدہ داران سرکاری کے ساتھ ملاقات کر کے جناب مولانا نے اپنا خیال بدیں طور ظاہر فرمایا کہ میری نسبت مرزا نے ذلت کی مار کی پیشین گوئی کی ہے ایسا نہ ہو کہ پنڈت لیکھرام کی طرح کسی سازش سے مجھے بھی نقصان پہنچائے لہٰذا بطور حفاظت خود اختیاری ہتھیار رکھنے کی اجازت ملنی چاہیے اس پر سرکار میں مرزا قادیانی کی طلبی ہوگئی اور ان سے پوچھا گیا کہ وہ کسی کی نسبت پیشین گوئی شائع کر کے حفظ امن کی ضمانت کیوں نہ دیں گے غرض یہ کہ اس بات کا بڑے زور شور سے کچھ دنوں تک مرزا قادیانی پر مقدمہ چلا بالآخر مرزا قادیانی کا ایک اقرار نامہ بصورت فیصلہ سرکاری طور پر چھپا ہم یہاں اس فیصلہ کی چوتھی دفعہ لکھتے ہیں۔

دفعہ نمبر۴..... ''میں اس امر سے بھی باز رہوں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین اور ان کے کسی دوست یا پیرو کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال کروں۔ یا کوئی ایسی تحریر یا تصویر شائع کروں جس سے ان کو درد پہنچے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ ان کی ذات کی نسبت یا ان کے کسی دوست اور پیرو کی نسبت کوئی لفظ مثل دجال، کافر، کاذب، بطالوی، نہیں لکھوں گا۔ میں ان کی پرائیوٹ زندگی یا ان کے خاندانی تعلقات کی نسبت کچھ شائع نہیں کروں گا جس سے ان کو تکلیف پہنچنے کا عقلاً احتمال ہو۔''

[1] یہ وہی روضہ ہے جو بہشتی مقبرہ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے ہم اس کی نسبت اوپر کسی جگہ بقدر ضرورت لکھ چکے ہیں۔

[2] یعنی وہی دعائیں جو مرزا قادیانی نے اپنے مخالفوں کو ذلیل کرانے کے لئے اور ان کے رشتہ حیات کو منقطع ہوتے دیکھ کر بغلیں بجانے کے واسطے خاص وقتوں میں خداوند کے حضور پیش کیں اور ان کی اجازت کا بھی متفرق رسالوں اشتہاروں کے ذریعہ سے دنیا کو یقین دلایا مگر ان کا انجام کار بے اثر ہونا سورج کی طرح ظاہر ہوگیا اور مرزا قادیانی کی مخالف عزت کی زندگیوں کے ساتھ خوشیاں مناتے رہے جیسے ہر چہار اصحاب موصوفین الصدر نیز جناب ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب وغیرہم جماعت مسلمین سے اور مسٹر عبداللہ آتھم صاحب وغیرہ مسیحوں سے۔

[3] اس شعر میں جناب مولانا ابوالفرح صاحب مصنف رسالہ ہذا نے مرزا قادیانی کے اس الہام کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں انہوں نے بڑے زور شور سے قادیان کے طاعون نیز اور آفتوں سے ہمیشہ تک محفوظ رہنے کی پیشین گوئی کی ہے جس کی الفاظ یہ ہیں۔ ''خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی ہے کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں رہتا تھا۔ خدا ایسا نہیں کہ قادیان کے لوگوں کو عذاب دے حالانکہ تو (مرزا) ان میں رہتا ہے۔'' (دافع البلاء ص۵ تا ۷ خزائن ج۱۸ ص۲۲۵ تا ۲۲۷) (بقیہ اگلا صفحہ)

ولایت[1] کیا نبوت[2] کیا خدائی کی بھی ٹھرادی خدا سمجھے کمالی خود گروں کو خودستاؤں کو

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) پیسہ اخبار کے ایک مضمون پر مولوی عبدالکریم مرزائی سیالکوٹی نے بگڑتے ہوئے مرقومہ بالا پیشین گوئی کی لمبی چوڑی شرح لکھ ڈالی ہے جس کی سرخی ہے ''مسیح موعود اور قادیان'' اس بسیط مضمون میں ایک جگہ پر مرزائی سیالکوٹی فرماتے ہیں۔ پیسہ اخبار کی یہ امید یا پیشین گوئی اور یہ نتیجہ خوفناک حملے میں خدائے غیور کی اس عظیم الشان وحی پر جو کئی دفعہ الحکم میں شائع ہوئی ''انہ اوی القریۃ'' یعنی یہ یقینی بات ہے کہ خدا نے اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ کچھ دور چل کر پھر فرماتے ہیں ''مسیح موعود خود خدائے حکیم علیم قدیر کی وحی ''انہ اوی القریۃ'' کی بنا پر ساری دنیا کے طبیبوں فلسفیوں کو کھول کر سناتا ہے کہ قادیان یقیناً اس پراگندگی، تفرقہ، جزع، فزع اور موت الکلاب اور تباہی سے محفوظ رہے گا اور ضرور محفوظ رہے گا'' (انتہی) اسی طرح وحی مذکور کی بناء پر قادیان کے محفوظ رہنے کی نسبت مرزا قادیانی کے متحدانہ دعوی کا اور دو ایک بار ذکر کے ایک جگہ لکھتے ہیں: ''کیا یہ صحیح نہیں کہ قادیان دارالامان ہے۔'' انتہی!

حضرات ناظرین! دیکھئے مرزا اور مرزا کے امام صاحب کی حفاظت قادیان کے متعلق زور زوری۔ اچھا تو لگے ہاتھوں دو ایک حوالہ اور بھی ملاحظہ ہوں جناب مرزا صاحب اپنی سب سے پچھلی کتاب حقیقۃ الوحی میں ایک جگہ رقم طراز ہیں۔ ''پھر طاعون کے دنوں میں جب کہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا (ص ۸۴) (بابدان شورا شوری بابدیں بے نمکی) اور سنئے البدر قادیان مؤرخہ ۱۶/اپریل ۱۹۰۴ء میں بیان فرماتے ہیں قادیان آریہ سماج کے دوسرے سال کے جلسہ پر جو کہ ۱۲، ۱۳ اپریل کو ہوا سنا گیا ہے کہ یوگندر پالی صاحب نے بڑے دعوے سے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ ہم بذریعہ ہون کے قادیان کو طاعون سے پاک وصاف کریں گے سو جلسہ کا ختم ہونا تھا کہ یوگندر پال تو کیا صاف کرتے خود طاعون نے صفائی شروع کر دی۔ افسوس صد ہزار افسوس۔ مرزائی ایڈیٹر صاحب کی سمجھ پر جناب کو یوگندر پال آریہ کے مذاق اڑانے کی تو سوجھی مگر اپنے مرزا قادیانی کے پرزور خداوندی الہام یاد نہ رہے اپنے قادیان دارالامان کے متعلق طاعون نے صفائی شروع کر دی کی پھبتی اڑاتے ہوئے کچھ حجاب نہ آیا۔ قیامت پر قیامت تو یہ ہے کہ قادیان میں طاعون کی اتنی لمبی چوڑی دست برد کے بعد بھی مرزائی حضرات اسے دارالامان کہتے ہیں چنانچہ خود مشتہر صاحب نے بھی اپنے اشتہار میں حیا کو بالائے طاق رکھ کر مصنف رسالہ ہذا کی نسبت یوں قلم فرسائی کی ہے۔ ''وہ خود (مولانا ابوالفرح صاحب) حضرت مسیح موعود کے شرف بیعت کے لئے قادیان دارالامان پہنچے تھے۔'' شرم، شرم، شرم!

[1] مرزا قایانی کے طول طویل دعاوی سے زمانہ بے خبر نہیں جو آپ کا دعوی ولایت محتاج دلیل خیال کیا جائے تاہم مصنف رسالہ کی بیان کی تصدیق کے لئے مرزا قادیانی کا ایک الہام نقل کر دینا مناسب ہے آپ فرماتے ہیں۔ ''انا خاتم الاولیاء لاولی بعدی الا الذی ھو منی. میں اولیاء کا خاتم ہوں میرے بعد کوئی ولی نہ ہوگا مگر وہ جو مجھ سے ہو۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۳۵ خزائن ج ۱۶ ص ۷۰)

[2] اگرچہ مرزائی حضرات کو اکثر لاجواب ہونے پر مخالف کا الزام دفعہ کرنے کے لئے یہ کہتے سنا ہے کہ جناب مرزا قادیانی نے ہرگز دعوی نبوت نہیں کیا بلکہ مخالفوں نے محض تہمت لگائی ہے تاکہ خلق اللہ کو حضرت اقدس سے بدگمانی پیدا ہو جائے لیکن ہوشیار رہو خدا کے بندو مرزائیوں کا ایسا کچھ کہنا (بقیہ حاشیہ (۳،۲) اگلے صفحہ پر)

جب کہ آپ اپنی دوسری و پانچویں (نقلی وحلفی) شہادتوں کا بے کار ہونا معلوم کر چکے تو اب باقی ماندہ تین قسم کی شہادتوں کا ذکر خیر بھی سن ہی ڈالیے۔ اگر چہ آپ کی مذکورہ دو شہادتیں بے سود ثابت کر دی جا چکی ہیں تاہم باقی کی تین شہادتوں سے موافق مثل مشہور۔ دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ عین گھبراہٹ میں بیزار ہو کر اعتماد نہ ہٹا لیجئے گا ہم آپ کو اطمینان دلاتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ گو آپ کی وہ شہادتیں نہ صرف محض معمولی بلکہ نا قابل قبول بھی ثابت ہوئیں۔ لیکن یہ تین شہادتیں اپنی نوعیت کے اعتبار سے غیر معمولی بھی کہی جائیں گی اور بصورت امکان مقبول ہی نہیں قابل قدر بھی ہوں گی۔ لہٰذا ہم آپ کی ان تین شہادتوں کے سننے کو خود بھی مشتاق ہیں اور ان کی طرف ہمہ تن گوش بن کر متوجہ

(بقیہ حاشیہ (۲) گزشتہ صفحہ) سراسر فریب ہے کیونکہ مرزا قادیانی نے اپنے رسول ہونے کا اظہار خود اپنی تصنیفات میں بہت جگہ کیا ہے یہاں صرف تین مختصر حوالہ لکھے جاتے ہیں۔ (۱) خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لیے محفوظ رکھی گئی ہے کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں رہتا تھا۔ (دافع البلاء ص ۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۵) (۲) لکھتے ہیں میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸ خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳) (۳) خدا وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔

(اربعین ص ۳۰۶ خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶)

(حاشیہ گزشتہ صفحہ) ۳ ناظرین باتمکین مولانا کے اس لفظ نے ضرور آپ کو تصویر حیرت بنا دیا ہوگا کیونکہ اس مین مولانا نے مرزا قادیانی کے دعوی خدائی کا ذکر فرمایا ہے جس کے سننے سے خواہ مخواہ استعجاب ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی سے دعویدار ہدایت وحقانیت اور خدائی کا خیال لیکن اس سے بھی کہیں فوق الفوق تعجب تو اس وقت درپیش ہوگا جب ہم آپ کو مرزا قادیانی کے ایک عجب العجاب مکاشفہ کی سیر کرائیں گے۔ اچھا تو اب خوب غور کے ساتھ سننے کے لئے تیار ہو جایئے۔ مرزا قادیانی ارشاد فرماتے ہیں میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں..... اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو خیالی صورت میں پیدا کیا۔ انتہیٰ (کتاب البریہ ص ۷۸، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳، ۱۰۴) سبحان اللہ! خدا بننے کو دیر نہ ہوئی تھی کہ خیالی طور پر آسمان اور زمین بھی بنا ہی ڈالا اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا قائم کر لی کیوں نہ ہو آخر آپ کو "کن فیکون" کا الہام بھی ہوا ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۰۵ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸)

ہونے کے لئے پبلک سے بھی اپیل کرتے ہیں آپ کو بھی لازم ہے کہ یہ تین قسم کی شہادتیں پیش کرنے میں کوتاہی نہ فرمائیں یہ سچ ہے کہ آپ نے ایسی ایک نہیں بلکہ ہزاروں شہادتیں پیش کرنے کا وعدہ فرمایا ہے لیکن ہمیں جناب کے کاندھے پر اس تکلیف مالایطاق کا جواز رکھنا منظور نہیں۔ بلکہ تینوں قسم کی ہزاروں شہادتوں میں سے صرف تین تین ''مـــــاقـــلّ ودلّ'' نمونے ہی سمجھ لینا ہم کافی خیال کرتے ہیں۔

ہمیں امید بھی ہے کہ آپ ضرور اس کوہ بیستوں سے دودھ کی نہر نکال کر خود بھی منتفع ہوسکیں گے اور دیگر مرزائی حضرات کو بھی استفادہ کا موقع دیں گے اور شہادت ثلاثہ کے پیش کرنے میں اس مضبوط اور مستحکم اسلوب کو اختیار کریں گے جو نہ کاٹے کٹے گا نہ ٹالے ٹلے گا۔ مثلاً اوّل آپ کی عقلی شہادت اس کی ادائیگی میں ضوابط منطقیہ اور کلیات معقولیہ یا قواعد فن حکمت یا دیگر فروع معقولات جیسا کہ ہندسہ، ہیئت، کرہ، اشکال، جبر، مقابلہ، طب، طبقات، کلیسا' وغیرہا سے آپ بالضرور کام لیں گے اور اپنے بیانات کی توثیق کے لئے علوم عقلیہ کی معتبر کتابوں مثل قطبی، میبذی، صدرہ شمس بازغہ، میر زاہد رسالہ، ملا جلال، ملا حسن، سلم، ہدیہ سعیدیہ، ہدایت الحکمۃ، شرح چغمنی، بطل والنحل، حکمۃ العین، اشارات یا اقلیدس، نفیسی، اقصرائی، سدیدی، شرح اسباب، قانون، موجز، وغیرہا کی عبارتیں پیش کرکے یہ ثابت فرمائیں گے کہ آپ کے جناب مسیح موعود کو عارضہ جذام نہ تھا۔ سوم آپ کی شرعی شہادت اگر اس سے آپ کی غرض وہی شہادت متعارفہ ہو جس کے نصاب نیز دیگر متعلقات سے کتب شرعیہ کے ابواب معاملات میں بحث ہوتی ہے تو یہ فضول ہے کیونکہ یہ صورت تو بعینہٖ آپ کی دوم نیز پنجم قسم کی شہادتوں میں بھی متصور ہے اور چونکہ یہ دونوں شہادتیں بے کار اور نامفید بتلائی جا چکی ہیں لہٰذا یہ تیسری شہادت بھی بے کار اور نامفید ہوگی حتیٰ کہ اسے مستقل طور پر ایک اور قسم کی شہادت قرار دینا ہی باطل ہو جائے گا اور بے ضرورت لفظ شرعی کے اضافہ سے جناب کی کوری لفاظی کا بھید بھی کھل جائے گا اسی واسطے حسن ظن کی بناء پر ہم خیال کرتے ہیں کہ اس تیسری شہادت سے آپ کے نزدیک بھی وہ صورت مراد نہ ہوگی جس کا ابھی ذکر کیا۔ ہاں اگر شرعی شہادت سے آپ کا یہ منشا ہو کہ آپ کسی شرعی حجت سے اپنے حضرت اقدس کا جذامی نہ ہونا ثابت کریں گے تو یہ صورت آپ کو ضرور مفید بھی ہوگی اور بندگان خدا کو مقبول بھی۔ مگر چونکہ کسی

مقصد کے ثبوت کے لئے شرع شریف میں دلیلیں چار ہیں۔

(الف) کتاب اللہ (ب) سنت رسول ﷺ (ج) اجماع امت (د) قیاس شرعی۔ تو اس صورت میں شرعی شہادت کو پیش کرتے ہوئے ہم خیال کرتے ہی کہ آنجناب اپنے بیانات کی تائید پر اس قرآن کریم کی جو خدا کا کلام ہے کچھ آیتیں یا کتب احادیث[1] مثل بخاری شریف، موطاء شریف، مسلم شریف، جامع ترمذی، ابوداؤد شریف، نسائی، ابن ماجہ، وغیرہا کی کوئی روایت خواہ صحیح خواہ ضعیف یا کسی اجماعی فیصلہ کا حوالہ یا اصحاب رسول اللہ ﷺ یا تابعین یا تبع تابعین میں سے کسی صاحب اجتہاد کا کوئی قیاس شرعی ضرور لائیں گے۔ جس سے یہ ثابت ہوجائے کہ مرزا قادیانی مجذوم نہ تھے۔ چہارم آپ کی قانونی شہادت ہمیں آپ کے اس عجیب وغریب دعوی پر سخت تعجب ہوتا اگر ہم آپ کے نوتعلیم یافتہ ہونے کی خبر پانے سے محروم رہتے مگر خیر گزری کہ ہمیں مختلف ذرائع سے دریافت ہوگیا کہ جناب نئی روشنی سے معمور ہیں ہم کو اس کا بھی اعتراف ہے کہ اس دور ترقی میں آپ جیسے تعلیم یافتہ حضرات ہر قسم کے فضل وکمال سے ممتاز خیال کئے جاتے ہیں علوم مغربیہ کی بدولت جہاں ادب تہذیب اخلاق اور تمدن اور اس کے سوا حسن معاشرت کے تمام ابواب ایک وسیع پیمانہ پر میسر اور حاصل ہوتے ہیں وہاں آپ حضرات کو سیاسی معلومات سے بھی غیر معمولی مناسبت ہوجاتی

[1] ہمیں سخت حیرت ہے کہ جناب والا اپنے مدعا کے ثبوت میں کتب مذکورہ یا ان کے علاوہ کسی اور احادیث کی کتاب سے کوئی حدیث کیونکر پیش کرسکیں گے۔ جب یہ تمام کتب احادیث اپنی صحت اور ضعف کے اعتبار سے بالکل نامعلوم الاحوال ہیں۔ اوران میں جو کہیں کہیں چند حدیثیں ہیں بھی تو ان کی صحت کا حال بجز رسول اور ملہم من اللہ کے اور کوئی دریافت کرنہیں سکتا اور ظاہر ہے کہ مشتہر صاحب ملہم من اللہ بھی نہیں لہٰذا سوائے ان چند حدیثوں کے جن کا ذکر خود مرزا قادیانی نے اپنی تصنیفات میں کیا ہے مشتہر صاحب کے نزدیک اور کوئی حدیث میسر نہیں خیال کی جاسکتی بلکہ ردی کے ٹوکرے میں ڈال دی جاسکتی ہے جیسا کہ خود مرزا قادیانی کا قول ہے کہ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں۔ یا سرے سے موضوع ہیں اور جو شخص حکم ہوکر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو خدا سے علم پاکر قبول کرلے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا اسے علم پاکر ردی کردے۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۰ خزائن ج۱۷ ص۵۱ حاشیہ) نعوذ باللہ من ذلک سرور کائنات ﷺ کی حدیثوں کا مدار اور قبول جناب کے الہام پر ہے۔ (یہ منہ اور مسور کی دال)

ہے اسی لئے ہم آپ کے دعوی پر کچھ بھی حیران نہ ہوئے اور ہمیں یقین ہو گیا کہ آپ کو ہم سے کہیں زیادہ قوانین کا علم ہوگا اور چونکہ آپ اور ہم دونوں سرکار برطانیہ عظمیٰ ''لازالت شموس اقبالھا '' کے سایہ عاطفت میں پیدا ہوئے اور پلے ہیں اور بدیں وجہ ہمیں اس معدلت گستر رعیت پرور تخت وتاج سے تمام وکمال وابستگی ہے۔

لہٰذا ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اپنی یہ قانونی شہادت پیش کرتے ہوئے اپنے بیانات کی صداقت ظاہر کرنے کو برٹش گورنمنٹ ہی کے وفاتر آئینہ مثل پینل کوڈ، سول پریسیجر کوڈ، یا ایکٹ ہائے مختلفہ کی کسی ایسی شقیں یا دفعہ کا ضرور حوالہ دیں گے۔ جن کا یہ منشاء ہو کہ جناب مرزا قادیانی کو جذام نہ تھا اب ہم نہایت اشتیاق کے ساتھ اس امر کا انتظار کرتے ہیں کہ دیکھیں آپ کب تک اپنی شہادتیں پبلک میں پیش فرمائیں گے:

ہم سا مشتاق بھی دنیا میں نہ پاؤ گے کہیں لاکھ ڈھونڈھو گے چراغ رخ زیبا لے کر

معاف فرمایئے گا خاکسار کی نکمی سمجھ میں تو سو سو وہم گزر رہے ہیں کہ جناب کی ذہانت کی کثرت کا ٹڈی دل کہیں آپ کی کشت مقاصد کو نہ چر گیا ہو۔ نصیب دشمناں اگر ہماری رائے ناقص کا کوئی وجود ہو اور خدانخواستہ آپ کو اپنی مدعا میں کامیابی کی صورت نظر نہ آئے تو کیے پر ضرور پچھتائے گا۔ لیکن اس بے وقت کے پچھتانے سے کسی نفع کی توقع نہ رکھیے گا شاید آپ نے بھی بارہا سنا ہوگا کہ ''اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت''

غزل

نہ ظاہر آپ کی کیا کیا صداقتیں ہوں گی جہاں میں پیش جو یہ کچھ شہادتیں ہوں گی

تم اشتہار اڑاتے رہو یوں ہی اٹ شٹ کچھ اور ہو نہ ہو البتہ شہرتیں ہوں گی

نہ لیں گے آپ جو لفاظیوں سے کام جناب تو ہم خیالوں میں سو سو شکایتیں ہوں گی

وہ[1] جتنا شور مچائیں گے شرعیاں ہوگا گراں بیلنگے جہاں تک وہ خفتیں ہوں گی

کمالی آپ اسی فتنہ سے ہیں عبث حیراں ابھی تو اور بھی جھوٹی نبوتیں[2] ہوں گی

[1] مراد اس سے مرزائی حضرات ہیں۔

[2] یہ اشارہ ہے حضرت سرور کائنات ﷺ کے اس ارشاد کی طرف جسے مسلم، ترمذی، ابوداؤد وغیرہم رحمہم اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ''سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (الحدیث)''

دال میں کالا

جناب کی عبارت منقولہ صدر کی نسبت صرف ایک امر اور ظاہر کرنا ہے۔ آپ نے جو اپنی شہادتوں کی صفت میں یہ جملہ تحریر فرمایا ہے کہ ''جس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ حضرت مسیح موعود خدا کے فضل سے خدا کی نور سے پر تھے اور آپ اس مرض سے بیمار نہ تھے جس کو مولوی ابوالفرح پیش کرتے ہیں'' علت سے خالی نہیں۔ دستور ہے کہ اپنے یا کسی عزیز کے عیب ڈھانکنے کے لئے یوں ہی کچھ بات بنا دیا کرتی ہیں مثلاً ایک شخص دوسرے شخص کی کوئی چیز خاص چوری کے خیال سے آنکھ بچا کر اٹھا لیتا ہے مگر اتفاقاً راز کے فاش ہونے پر دل لگی مذاق یا اسی قسم کی کوئی اور نامعقول تاویل اپنی برأت کے لئے پیش کر دیتا ہے ایک بوالہوس کسی اجنبی عورت سے تنہائی میں کچھ باتیں کرتے ہوئے اتفاقاً دیکھا جاتا ہے تو دفع ملامت کے لئے گفت وشنود کا رخ کسی ایسے پیرایہ کی طرف فوراً پھیر دیتا ہے جسے اس کے مطلب اصلی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ایک آدمی اتفاقاً کسی معمولی شکایت کا نام لے دیتے ہیں۔ دنیا میں ایسی نظیریں بہت ملیں گی اب ہم کہتے ہیں کہ آپ کا یہ جملہ ''اس مرض سے بیمار نہ تھے جس کو مولوی ابوالفرح پیش کرتے ہیں'' ضرور قابل غور ہے۔ مرقومہ الصدر مثالوں کو پیش نظر رکھ کر پبلک آپ کے اس جملہ کا بجز اس کے اور کیا مطلب سمجھے گی کہ کچھ نہ کچھ دال میں کالا ہے ورنہ ہمارے پیش کردہ مرض کی نفی کے لئے آپ وہ پیرایہ اختیار نہ کرتے جس کا اقتضائی مفہوم مرزا قادیانی کا کوئی نہ کوئی مرض ہے:

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

غرض کہ آپ کا ہمارے پیش کردہ مرض کی خصوصیت کے ساتھ نفی کرنا ایک ایسی طرز ادا ہے جس سے بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے کہ مرزا قادیانی کو ہمارے پیش کردہ عارضہ کے سواء کوئی ایسی شکایت تو ضرور تھی جسے عام طور پر خبیث پر نفرت اور مزمن خیال کرنا ممکن ہے۔ فافہم وتدبر!

اس چھوٹے سے اشتہار میں تین بار اقرار کر کے بھی اگر ہماری تکذیب کا شوق ہو تو

مجرد دعووں سے کام نہ لیجیے بلکہ موعودہ شہادتوں کا کچھ انتظام کیجیے:

رگوں میں دوڑتے پھرتے کے ہم نہیں قائل جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو وہ لہو کیا ہے

چٹائی کی لنگی

جناب کے چیلنج سے پیوستہ ایک اور فقرہ بھی ہے جو اپنی اندرونہ خوبی کی وجہ سے پر لطف خیال کیا جاسکتا ہے لہٰذا اس مقام پر اس کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اور ہم کو حق ہوگا کہ ہم مولوی ابوالفرح کی اس دروغ بیانی کو روز روشن کی طرح ثابت کر دینے کے بعد ان کو جماعت احمدیہ میں داخل کریں کیونکہ وہ تو حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو مان چکے تھے ورنہ وہ قادیان شرف بیعت کے لئے کیوں جاتے۔'' دیکھئے یہاں آپ نے اپنے ایک حق کا ذکر کیا ہے پھر اپنے بیان کی ایک وجہ مقبولیت کا اظہار کیا ہے پھر اس وجہ کے وجیہ ثابت کرنے کو ایک قرینہ پیش کیا ہے اور مجموعہ کے حاصل کو اپنی حقداری کی دلیل ٹھرایا ہے ذکر حق تو یہ کہ اگر ہمارا جھوٹ ثابت ہو جائے تو آپ ہمیں جماعت احمدیہ میں داخل کریں گے وجہ اسکی یہ کہ بزعم جناب ہم تو مرزا قادیانی کو سچا مان چکے ہیں اور اس بات کی

لہ یہ قانون کہ اگر کوئی شخص کاذب ثابت ہو تو آپ اسے اپنی جماعت میں لینے کے حقدار ہوں پر حیرت ہونے کے علاوہ جناب کی طبع رسا کا سرٹیفکیٹ بھی ہے عجب نہیں کہ اس نئی ایجاد پر بے حد خوشی ہوئی ہو خاکسار آنجناب کی مسرت کے دوبالا کرنے کو ایک گرما گرم غزل پیش کرتا ہے امید کہ قبول ہو:

غزل

اسی کو احمدی سمجھو جو ہو جھوٹا زمانے کا مگر یہ ضابطہ اچھا ہے مرزائی بنانے کا

سمجھ میں جو کچھ آیا آئیں بائیں لکھ دیا فورا نکالا خوب ارمان مشتہر صاحب نے کھانے کا

ہے کم علمی ہی کافی مرزائی مولویت کو سوانکھا نام ہے حسب المثل اندھوں میں کانے کا

کسی کو تاکنا اور اپنے تیروں آپ چھد جانا بیان ہو وصف کیونکر آپ کے سچے نشانے کا

بنایا آپ نے کاذب تمامی احمدیوں کو کیا کیا حق ادا ہم مذہبی کا دوستانے کا

مبارک مشتہر صاحب کو ہو یہ طبع کی جودت صفا قائم رہے تا سلسلہ باتیں بنانے کا

صداقت کا قرینہ یہ کہ ہم گویا شرف بیعت کے لئے قادیان گئے تھے۔ ترکیب آپ کے جملہ کی صاف ہے یعنی آپ کا ورنہ کیونکہ سے مل کر دلیل ذلیل ہوا آپ کے دعوے لایعنی کی اور دعوی اپنی دلیل سے مل کر آپ کے ذکر حقداری کے لئے اچھا خاصہ جملہ کید یہ ہوا اب ہم اس جملہ کی نسبت گزارش کرتے ہیں کہ ہم نے اوپر مرزا قادیانی کو سچا ماننے اور شرف بیعت کے لئے قادیان جانے کی رام کہانی تو ہندی کی چندی کر کے کئی جگہ بیان کی ہے یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ رہا آپ کا ہمیں جماعت احمدیہ میں داخل کر لینے کا ذکر استحقاق سو یہ ضرور قابل دید ولائق شنید ہے۔ لہٰذا اس کا ذکر کیا جاتا ہے آپ سمجھ سمجھ کر سننے کو تیار ہو جایئے۔

جناب من! آپ نے دعوی یہ کیا ہے کہ جھوٹا ثابت کر کے آپ ہم کو جماعت احمدیہ میں داخل کر لینے کے مستحق ہوں گے اور دلیلیں اس کی وہی شہادتیں ہیں جن کا بیان چیلنج کے دوسرے حصے میں گزرا۔ پس جب کہ آپ شہادتیں پیش کیجئے گا ہمیں بھی جماعت احمدیہ میں داخل کر لیجئے گا۔ ابھی سے اپنی حقداری کا اظہار کرنا فضول ہے کیونکہ جب آپ کی صداقت ظاہر ہو جائی گی خواہ مخواہ آپ کا حق آپ کو پہنچ جائے گا لیکن یہ تو بتایئے کہ آپ نے اپنا حق ثابت کرنے اور کسی کو اپنی جماعت میں لینے کا یہ گولڈن رول یا نورانی قاعدہ کس الہامی درسگاہ میں سیکھا ہے سبحان اللہ آپ کی اس فوق البھڑک منطق کے کیا کہنے کہ دنیا میں اگر کسی شخص کا جھوٹا ہونا روز روشن کی طرح ثابت کر دیا جائے تو آں جناب حقدار بن کر اسے اپنی جماعت میں داخل کر لیں، کیوں نہ ہو آپ ٹھہرے تازہ بتازہ نو بنو مضمون نگار مرزائی الہامات کے نئے نرالے راز دار اگر اتنی بھی جدت نہ ہو نئی رسالت کے ماننے کا کیا پھل ہوگا ہمیں تو آپ کے اس انوکھے قانون وتہذیب سے مرزائیت کا ایک اور وصف دریافت ہو گیا کہ آپ کی جماعت میں آج تک جتنے آدمی داخل ہوئے ہیں کاذب اور دروغ بیان ہونے میں ایک سے ایک بڑھے چڑھے ہوں گے گستاخی معاف جناب کے جملہ منقولہ پر بے ساختہ نئے نمازی چٹائی کی لنگی والی کہاوت یاد آ گئی اور سخت حیرت ہوتی کہ آپ نے اپنے مذہب کی یہ خوبی اور پوشیدہ راز کیونکر آشکارا کیا:

آفریں باد ایں ہمت مردانہ تو

اشتہار کی پچھلی ہچکی

جناب کا مضمون دم توڑ رہا تھا گلے میں جان اٹکی تھی کہ آپ کے من مانے مسیح موعود کا نورانی برزخ پیش ہوا یکا یک آپ کی تحریر کے ہاتھ پاؤں اینٹھنے لگے اور اشتہار نے یہ کہتے ہوئے سب سے پچھلی ہچکی لی کہ ''حضرت مسیح موعود کا نورانی چہرہ آہ افسوس ان شپرہ چشموں کو کیا دکھائی دیتا حضرت مسیح موعود نے خوب کہا ہے کہ:

در خشم چوں قمر تابم چو قرص آفتاب
کور چشم آنا نکہ در انکار ہاافتادہ اند

ہم بھی اس نابخیر انجام پر اظہار تاسف کرتے ہیں کہ جناب کو یہاں بھی کوئی کارآمد بات نہ سوجھی بلکہ مرزا قادیانی کے بریلینٹ اسٹیچو کو سامنے لیکر ہمیں اور ہمارے ہمنواؤں کو خود بھی شپرہ چشم کہا ہے اور خود دستا مرشد سے بھی کور چشم کہلوایا ہے خیر کیا مضائقہ ہے:

کہ رنجیدہ دشمن نداند ز دوست

رہا آپ کے حضرت کا تاہم درخشم۔ چونکہ قول مدعی ہے لہٰذا نفی جذام کی حجت نہیں بن سکتا مشہور ہے کہ:

کس نگوید کہ روغ من ترش است

''ھذا اخر ما اوردتہ فی الکتاب واللہ الموفق الی الصواب الیہ المرجع والماٰب والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین''

نگاہ لطف کے امیدوار ہم بھی ہیں

حضرات ناظرین سب کے نزدیک مسلم ہے کہ بیان واقعہ میں کوئی کسی کا قفل دہن نہیں بن سکتا مگر عجب ہے کہ خاکسار نے جو بمقام سونگڑہ عام گفت وشنود کے دوران میں اپنے قادیان جانے مرزا قادیانی سے ملاقات کرنے وغیرہ کا ذکر کیا ہے تو دیوانہ را ہوئے بس است

کا مصداق ہوگیا ہم نے تو مرزا قادیانی کے مجذوم ہونا نہ کسی وعظ میں بیان کیا تھا اور نہ اس کے اظہار کے لئے کوئی اشتہار چھپوایا لیکن جناب مشتہر صاحب نے خود ہی اپنے حضرت اقدس کے اس وصف جمیل کا ڈھنڈورا پیٹا ہے اور بے ضرورت اپنے اشتہار میں مجھے اور میرے ہمنواؤں کو جھوٹا، دروغ بیان، مورد لعنت اللہ علی الکٰذبین ، شپرہ چشم، وغیرہا کہہ کر ذاتیات کے متعلق قلم اٹھانے پر مجبور کیا ہے۔ التجا ہے کہ خاکسار کو معذور خیال فرمایا جائے بحکم ''الفضل للمتقدم '' مکرر آں کہ مشتہر صاحب کا اشتہار علمی مضامین سے یک قلم خالی تھا۔ لہٰذا اس رسالہ میں عندالجواب مضامین علمیہ کی خاکسار کو بھی ضرورت نہ معلوم ہوئی صرف اشتہار مذکور کا بقدر کفایت جواب لکھ دیا۔ آئندہ صاحب موصوف یا کوئی اور مرزائی دوست میرے متعلق جو پیرایہ اختیار کریں گے تر کی بتر کی جواب پائیں گے۔ فقط'' والسلام علی من اتبع الھدیٰ'' خاکسار ابوالفرح سید انوار الحق عفا اللہ عنہ (کمالی الرویائی)

قطعہ تاریخ از نتائج افکار گوہر بار ابوالکرم سید افضال الحق (کرم الریائی) سلمہ اللہ برادر مصنف رسالہ

بھائی صاحب نے یہ سیف اللہ پھیر دی — احمدی مضمون کی گردن پہ تیغ بے نیام
قادیانی مشتہر کا اف رے زور اجتہاد — سر مرزا تین جملوں میں ہوا طشتے زبام
چھانٹی وہ منطق کہ وزن احمدیت بچ گیا — بارک اللہ جنس مذہب کے لگائے خوب دام
معتقد بن کر میں محسن نے اچھی قدر کی — کر دیا دنیا پہ ظاہر اپنے مرشد کا جذام
جھوٹ کے باندھے وہ پل لکھا یہ کچھ کذب صریح — احمدی رنگ تدیّن جس کا ہے حاصل کلام
اس رسالہ کا لکھ دو اے کرم — عقل و دین مرزا کی کھل گئی قلعی تمام

۱۳۳۵ھ

✡ ✡ ✡

راہِ حق

متعلقہ

ردّ قادیان

مولانا احمد عبدالحلیم (سوداگر چرم کانپور)

اعتذار تاخیر

عجالہ ہذا دس سال قبل میں نے ریاست حیدرآباد کے ایک مقام سکندرآباد دکن میں جس غرض سے لکھا تھا وہ اس وقت کی لکھی ہوئی تمہید میں ظاہر کردی ہے۔ لیکن اس وقت شائع نہ کرنے کا باعث میری مالی بے بضاعتی تھی اور اہل خیر سے استمداد میں ایک تو طبعی توقف مانع تھا۔ دوسرے مکائد قادیانی اس قدر دقیق ہیں کہ ہر شخص انہیں سمجھنے سے قاصر ہے اور جب قاصر ہے تو وہ ان مباحث کو دلچسپی سے بھی نہیں دیکھتا۔ تیسرے عام طور پر اہل بضاعت وہی ہیں جنہیں اس میں اس قدر انہماک ہے کہ وہ اس امانت حق کی حفاظت پر جو روز ازل سے ان کے قلب میں ہے متوجہ نہیں پائے جاتے۔ پھر مجھے اپنے علم پر اس قدر وثوق بھی نہیں تھا کہ میں زمرۂ علماء کے ہوتے ہوئے شائع کرنے کی جرأت کرتا۔ لیکن حق تعالیٰ نے ارتفاع موانع میں اپنی لطیف کارسازی سے میری مدد فرما کر اشاعت کی ہمت دے دی۔ انہیں افضال میں سے یہ ہے کہ حضرت اقدس مرشدی ومولائی حکیم الامت مولانا حافظ حاجی قاری شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم نے اپنے گراں بہا وقت اور نہایت توجہ سے اسے ملاحظہ فرما کر ضروری اصلاح فرمادی اور محض میری ہمت افزائی کے لئے یہ بھی تحریر فرمایا کہ میں نے حرفاً حرفاً دیکھا، بہت نافع پایا۔

والسلام! فقط: احمد عبدالحلیم کان اللہ لہٗ
اشرف منزل کرنیل گنج کان پور
۲۷ ربیع الاوّل ۱۳۴۵ھ، ۵/ اکتوبر ۱۹۲۶ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سعدی بشوئے لوح دل از نقش غیر حق علمے کہ راہ حق نمایدجہالت است

میں ایک روز اپنے ایک کرم فرما سے ملنے گیا۔ معمولی سلام ومزاج پرسی کے بعد انہوں نے مجھے ایک رسالہ دیا، جس کا عنوان یہ تھا ''مسلمانوں کا اس زمانہ کا امام کون ہے'' اور یہ فرمائش کی کہ اس رسالہ کا جواب لکھو تاکہ اگر یہ حق نہ ہو تو میں اپنے مذہب پر قائم رہوں۔ ورنہ اس دعوت جدید کی اجابت کروں۔ یہ رسالہ گروہ قادیانی کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ جس میں مغالطہ آمیز باتوں سے سیدھے سادھے مسلمانوں کے اغوا کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے دیکھنے سے میرے دل میں تحریک ہوئی کہ اپنی قاصر اور ناچیز معلومات کی بنا پر مختصر اور دلچسپ جواب لکھوں جو نہ صرف مذہبی اور قومی خدمت ہے بلکہ میرے لئے زاد آخرت بھی ہے۔ تمام رسالہ کا نقل کرنا خالی از اطناب نہ ہوگا۔ نیز اس میں ترویج باطل کا بھی اندیشہ ہے کہ مبادا کسی کی نظر صرف اس رسالہ کے مغویانہ مضامین پر پڑے اور میرا جواب دیکھنے کی نوبت نہ آئے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ پہلے اس کے ضروری مضامین کا نمبروار ملخص کردوں۔ اس کے بعد ہر نمبر پر ترتیب وار تنقیدی نظر ڈال کر یہ اچھی طرح ثابت کردوں کہ نہ صرف یہ فرقہ بلکہ اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی بھی راہ حق اور صراط مستقیم کے نزدیک بھی نہیں ہیں۔

رسالہ کا خلاصہ

۱..... ہر مسلمان پر فرض ہے کہ امام زماں کو پہچانے ورنہ اس کا خاتمہ کفار جاہلیت کا سا ہوگا۔ پھر قیامت میں اس کی بریت کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

۲..... ''دین حق صرف اسلام ہے، مگر مشکل یہ ہے کہ بہتّر فرقوں میں سے ہر فرقہ اپنے مذہب کو سچا سمجھتا ہے، اس لئے حق کا امتیاز مشکل ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس دشواری کے رفع کرنے کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

۳..... جس نے اس مجدد کو جسے امیر یا امام زماں بھی کہتے ہیں نہ پہچانا یا اس کی اطاعت نہ کی، اس کی نجات نہیں ہوسکتی۔

۴..... مرزا غلام احمد قادیانی کوئی نئے مجدد نہیں ہیں بلکہ ان سے پہلے برابر مجدد ہوتے رہے جن میں سے چند کے نام یہ ہیں: محمد بن محمد ابوحامد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ،

شافعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قطب الاقطاب غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قطب اعظم خواجہ معین الدین چشتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مخدوم الہند شیخ احمد سرہندی حنفی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب حنفی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سید محمد جونپوری بانی فرقہ مہدویہ حفظہ اللہ المسلمین عن شرہ!

۵..... مجدد کی علامت یہ ہے کہ وہ دعوائے مجددیت کے ساتھ دلائل کے طور پر کچھ پیشین گوئیاں بھی کرے۔

۶..... چودھویں صدی کے مجدد اور مسیح موعود و مہدی معہود مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔

۷..... ان کے ان دعوؤں کی دلیل یہ ہے کہ ان کے مقابلہ میں کوئی اور مجددیت، مسیحیت، اور مہدویت کا مدعی نہیں ہوا۔ ان کے دعویٰ کی تصدیق کے لئے آسمان پر سورج گرہن اور زمین پر طاعون والی پیشین گوئی کا صحیح ہونا کافی ہے۔

۸..... مسیح ابن مریم علیہ السلام کی حسب آیت ''فلمّا توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم'' وفات ہوچکی۔

الغرض یہ آٹھ نمبر اس کا ضروری اور مختصر خلاصہ ہیں۔ اگرچہ ابھی اور مضمون بھی ملخص ہوسکتے تھے۔ مگر چونکہ وہ ہمارے موضوع مبحث سے زیادہ تعلق نہیں رکھتے۔ اس لئے ہم از راہ اختصار انہیں معرض بحث میں لانا نہیں چاہتے۔ خلاصہ سے فارغ ہوکر ہر نمبر پر تنقیدی نظر ڈال کر مختصر جواب پر اکتفا کرتے ہیں۔

جواب (۱): امر اوّل کے جواب سے پہلے چند اصول موضوعہ ذکر کئے جاتے ہیں جن پر جواب مبنی ہے۔

الف: خبر واحد اہل اصول حدیث کے نزدیک وہ حدیث ہے جس کے روایت کرنے والے صحابہ کے بعد دو سے زائد ہوں۔ اس سے جو حکم ثابت ہو وہ ظنی ہوتا ہے۔ اس پر عمل فرض نہیں ہوتا۔ ہاں واجب ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے منکر کی تکفیر نہیں ہوسکتی۔

(شرح نخبۃ الفکر للحافظ ابن حجر عسقلانی و نور الانوار لملا جیونؒ)

ب: ''اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال'' یعنی جس امر میں جانب مخالف کا احتمال پیدا ہوجائے تو وہ قابل استدلال نہیں رہتا۔ (نور الانوار وغیرہ من کتب الاصول والحکمۃ)

ج: ''اذا تعارضا تساقطا'' (نور الانوار و الحسامی) یعنی جب دو باتوں میں

تعارض پیدا ہو جائے تو وہ بھی معرض استدلال میں نہیں آ سکتیں۔(اصول موضوعہ ختم ہوئے)

امر اوّل میں جو دعویٰ کیا گیا ہے اس کے ثبوت میں روایات ذیل پیش کی گئی ہیں جو خبر واحد ہیں۔

(روایت اولیٰ)''من مات ولم یعرف امام زمانه فقد مات میتةً جاهلیةً''

(روایت ثانیہ)''من مات بغیر امام مات میتةً جاهیلةً''

(روایت ثالثہ)''ومن نزع یدهٗ من طاعته جاء یوم القیامة لا حجة له''

چونکہ روایات مذکورہ اخبار آحاد ہیں۔لہٰذا ہم اگر ان کے وہ معنی مان بھی لیں جو مرزا قادیانی کی سوءفہمی سے پیدا ہوئے ہیں۔تب بھی امام زماں کی شناخت کی فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔(کما ثبت من الاصل الاوّل)لفظ امام منقول شرعی ہے۔شریعت نے اس کے معنی ان احادیث کے موقع پر صاحب سلطنت کے لئے ہیں۔لہٰذا ان احادیث کی بنا پر کم از کم احتمال ہی کے درجہ میں دارا حشم والاشیم ظل اللہ علی الامم اعلیٰ حضرت حضور پرنور نواب میر عثمان علی خان صاحب بہادر دام افضالھم وزاد نوالھم مراد ہوں گے۔جن کے وجود باجود کی شاہانہ شفقتوں نے تمام اہل دکن کے خلوص دل سے اپنی اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار لے لیا ہے اور اس کو واجب وفرض عین منوا دیا ہے۔

حدیث اوّل ودوم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام زماں کی اطاعت کرنا چاہئے۔ تیسری حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ اس سے بغاوت نہ کرنا چاہئے۔جب کہ اس کا احتمال قوی اور اقرب ہے کہ امام سے مراد صاحب سلطنت ہے تو یہ کہنا کہ امام سے مراد مجدد ہے، اپنی حماقت اور جہالت کا کافی ثبوت پیش کرنا ہے۔لہٰذا اس سے امام بمعنی مجدد کی شناخت کی فرضیت پر استدلال نہیں ہوسکتا۔(کما ثبت من الاصل الثانی)نیز قیامت میں اس کی بریت کی کوئی صورت نہ ہوگی۔اس جملہ کی تنقید سے پہلے یہ ضروری ہے کہ بریت کی صورتیں بتادی جائیں۔بریت دو قسم کی ہے۔اولیٰ اور ثانوی یا بالفاظ دیگر ابتدائی اور انتہائی۔بریت اولیٰ یا ابتدائی یہ ہے کہ قیامت کے روز کوئی شخص عذاب جہنم سے بالکل بری کر دیا جائے جیسا کہ انبیاء وصلحا وغیرہم کے لئے ہوگا۔بریت ثانوی یا انتہائی یہ ہے کہ تھوڑے سے عذاب کے بعد رہا کر کے جنت دے دی جائے جیسا کہ امت محمد یہ ﷺ کے فسّاق کے ساتھ ہوگا۔

اب اس جملہ کے معنی پر نظر ڈالئے بریت کی کوئی صورت نہ ہوگی، نہ ابتدائی نہ

انتہائی، نہ اولیٰ نہ ثانوی۔ یعنی جو امام بمعنی مجدد کو نہ مانے گا وہ بالکل کافر ہے۔ اس کی دوسرے کفار کی طرح کبھی نجات نہ ہوگی (عیاذاً باللہ) حضور سرور عالم ﷺ تو اتنی شفقت فرمائیں کہ ''من قال لا الہ الّا اللہ فقد دخل فی الجنۃ ''اس قدر وسعت کردی کہ جو ''لا الٰـــہ الا اللہ'' کہہ لے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اگر چہ اس کا دخول ثانوی یا انتہائی ہوگا اور قادیانی صاحب صرف مرزا قادیانی کے نہ ماننے کے الزام میں رسول اللہ ﷺ کی محبوب امت کو مرزا قادیانی پر قربان کر کے ہمیشہ کے لئے جہنم میں جھونک دیں۔ ''ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا'' کیا اس حالت میں بھی یہ حدیث یہی معنی لے کر قابل عمل ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ (کما ثبت من الاصل الثالث)

میں کہتا ہوں مسلمان تو محض مرزا قادیانی نہ ماننے کی بنا پر ہرگز جہنمی نہ ہوں گے لیکن گروہ ضالّہ قادیانی ضرور جہنمی ہوگا۔ نہ صرف اس وجہ سے کہ اس مرزا قادیانی کو مانا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ رسول مقبول ﷺ کی طرف سے افتراء جہنمی بنا کے ان کی محبوب امت کی دل آزاری کی۔ جس کی دلیل حدیث متواتر ہے۔ جس کا ماننا اور عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ حدیث یہ ہے ''من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ فی النار ''یعنی حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے دیدہ و دانستہ مجھ پر افتراء کیا اسے چاہئے کہ دوزخ میں اپنے لئے کوئی ٹھکانا منتخب کر لے۔ کیا یہ رسول اللہ ﷺ پر افترا نہیں ہے کہ آپ نے کبھی اور کہیں مجدد کی اطاعت کو فرض نہیں فرمایا اور نہ اس کے نہ ماننے والے کو جہنمی فرمایا۔ حدیث کے معنی کو جان بوجھ کر بگاڑنا اور اس خود تراشیدہ معنی کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا رسول اللہ ﷺ پر افترا نہیں تو اور کیا ہے؟ بنا بریں قادیانی صاحبان کو جہنم میں اپنے لئے کوئی ٹھکانا منتخب کر لینا چاہئے۔ کیا خوب ''ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا'' یعنی:

تھے ہمیں وہ جہنمی کہتے یہ تو خود ہی جہنمی ٹھہرے

(یہ منظوم حضرت مرشدی دامت برکاتہم کا ہے)

جواب (۲): جس حدیث سے مجدد کی بعثت اور اس کی بعثت کی غایت پر استدلال ہے ہم بعینہٖ نقل کئے دیتے ہیں۔ ''انّ اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا'' حدیث صحیح ہے۔ ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے سنن میں، حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں، اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب معرفۃ السنن والآثار میں روایت کی ہے اور علامہ

جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تصحیح بھی کی ہے۔ حدیث کا ترجمہ یہ ہے۔ خدا تعالیٰ ہر صدی کے شروع میں اس امت کے لئے ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو اس کے دین کو اس کے لئے تازہ کرے گا۔

اب غور طلب یہ امر ہے کہ آیا مجدد اس مشکل مسئلہ کو حل کر سکتا ہے کہ دنیا کے تمام فرقے اپنے اپنے مذہب کو سچا نہ سمجھیں۔ ہم یہ دعوے سے کہتے ہیں کہ اس اشکال کو تو نبوت کی طاقت بھی رفع نہ کر سکے تو تجدید کی قوت اس کے لئے کیا کارگر ہو سکتی ہے۔ یہ نہ کہنا کہ نعوذ باللہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کر رہا ہوں۔ کیونکہ مجھے اپنا ایمان بہت پیارا ہے۔ میں جناب رسالت میں اتنی بڑی گستاخی کر کے اسے کھو بیٹھنا نہیں چاہتا بلکہ:

سخن شناس نہ دلبرا خطا ایں جا ست

میرا مقصود اس غلطی پر تنبیہ کرنا ہے جو چودھویں صدی کے جعلی مسیح اور ان کے کج فہم امتی سے حدیث کے معنی سمجھنے اور اس کا مصداق معین کرنے میں سرزد ہوئی ہے۔ کیونکہ جو عربی کے مبادی سے بھی واقف ہیں یا کم از کم کسی سے صحیح ترجمہ بھی سن لیا ہے وہ اتنا ضرور سمجھتے ہیں کہ حدیث صرف یہ بتاتی ہے کہ مجدد امت محمدیہ کے افادہ کے لئے ہوگا، اسے دوسرے مذاہب سے زیادہ تر یا بالذات سروکار نہ ہوگا۔ کیونکہ ''من یجدد لھا دینھا'' کے یہی معنی ہیں کہ وہ اسی امت محمدیہ کے دین کی تجدید و اصلاح کرے گا۔ وہ نہ تو کوئی نیا مذہب سکھائے گا، نہ امت کے اختلاف اور تفرقہ کی بنیاد کو مستحکم کرے گا۔ نہ نجومیوں، رمالوں کی طرح جھوٹی پیشین گوئیاں کرے گا، نہ دین کی آڑ میں بھولے مسلمانوں کے چندہ سے تمول حاصل کرے گا۔ بلکہ وہ صرف مسلمانوں کے اس تعلق کو اسلام سے وابستہ کر دے گا جو انہوں نے قطع یا کمزور کر دیا ہے اور قرآن و حدیث کے ذریعہ سے امت میں مذہبی روح پھونک دے گا۔

اگر فی الحقیقت مجدد کی بعثت کی یہی غایت ہوتی کہ وہ دنیا سے اس جبلی و فطرتی خیال کو دور کرے کہ سوائے اسلام کے کوئی فرقہ اپنے مذہب کو سچا نہ سمجھے تو کم از کم اس کے لوازم میں سے یہ بھی تھا کہ آج دنیا کے ہر فرقہ کا مذہب اسلام ہو جاتا اور ہر فرقہ کی مابہ الامتیاز مذہبی فصیل نہ ہوتی۔ ساری دنیا کے مذاہب کے اتحاد کو جانے دیجئے اتنا ہی ہوتا کہ اس امت کے افراد کے مذہبی خیالات تو ضرور متحد ہوتے۔ یہ بھی نہ سہی تو کم از کم اسی کا پتہ چل جاتا کہ ساری دنیا کے مجددوں سے قطع نظر صرف انہیں مجددوں نے جن کا ذکر خلاصہ کے نمبر (۴)

میں ہوا، کبھی اس بات کی کوشش بھی کی تھی۔ اگر ایسا نہیں ہے تو وہ مجدد ہی کیا جس نے اپنے منصب کے فرائض بھی ادا نہ کئے۔ خیر ان مجددوں کو بھی جانے دیجئے کیونکہ یہ تو صرف مجدد ہی تھے۔ یہ نہ نبی اور نہ مسیح موعود، نہ مہدی معہود، نہ کرشن، نہ ان کو یہ دعویٰ تھا کہ یہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مرتبہ کے نبی سے اس کی کسی شان میں بھی افضل ہیں۔ خود مرزا قادیانی کی طرف تو توجہ کیجئے کہ انہوں نے کہاں تک اس مقصد کو پورا کیا۔ ہم جہاں تک غور کرتے ہیں اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بجز اس کے کہ اپنی طرح ایک فرقہ اسلام اور مسلمانوں کا پیدا کر دیا اور کچھ بھی نہیں کیا۔ کیا ایسا شخص اسلام کا مجدد ہوسکتا ہے جو اسلام کے خلاف نیا مذہب ایجاد کرے۔ ہرگز نہیں، وہ مجدد نہیں بلکہ ایک نئے اور باطل مذہب کا موجد ہے۔

جواب (۳): اس نمبر میں اس بنا پر مجدد کی اطاعت اور اس کی شناخت کو مدار نجات یا بالفاظ دیگر فرض کہا گیا ہے کہ احادیث مذکورۂ بالا میں امیر وامام زماں کی شناخت واطاعت کی ضرورت مصرح ہے۔ (گو دنیا بھر کی کتب احادیث میں کوئی ضعیف سے ضعیف حدیث بھی خود بالذات مجدد کی اطاعت وشناخت کے بارہ میں نہیں وارد ہوئی) اور امیر وامام زماں اور مجدد ایک ہی شے ہے۔ لہٰذا جو احادیث امیر یا امام زماں کی اطاعت کی فرضیت پر دلالت کرتی ہیں۔ مبلغ سلسلۂ ضالّہ احمدیہ کا یہ استدلال ہے۔

اوّلاً تو ہمیں یہ تسلیم ہی نہیں کہ امیر وامام اور مجدد ایک ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ دونوں متحد ہوتے تو امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو کہ خلفاء وائمہ وامرائے اسلام تھے بالضرور سب کے سب مجدد ہوتے۔ حالانکہ اتنا تو مبلغ فرقۂ ضالّہ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ مجدد ایک صدی کے لئے ہوتا ہے۔ اب چند شبہے وارد ہوتے ہیں جن سے مبلغ کی جہالت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

(الف) ان خلفائے اربعہ کی خلافت کا زمانہ تیس سال کے اندر ختم ہوگیا۔

(ب) یہ زمانہ خلافت حجاب آفتاب رسالت کے بعد ہی شروع ہوا۔

(ج) یہ خلفائے اربعہ اصلاح وہدایت کے لحاظ سے بھی امت کے افضل ترین افراد میں سے ہیں۔ اب ایک شبہ تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک مجدد کا اثر تجدید تو سو سال تک باقی رہتا ہے، ورنہ صدی کے شروع میں مجدد کی بعثت کی کیا ضرورت برابر مجدد ہوتے رہتے یا جب ضرورت پڑتی، تب مبعوث ہوتے تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح وہدایت کا اثر سو

سال تک کے لئے بھی کافی نہ تھا کہ فوراً ہی مجددیت کا دور شروع ہو گیا؟

دوسرا شبہ یہ ہے کہ ایسے اکابر صحابہ جو مبلغ کی رائے کی بنا پر بھی ضرور مجدد تھے کیونکہ یہ سب امیر وامام تھے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سے ادنیٰ مرتبہ کے مجدد تو سو سال کے لئے کافی ہوں اور یہ چاروں مل کر بھی سو سال کیا پچاس سال تک کے لئے بھی نہ ہوں گے۔ پھر ان حضرات کا زمانہ وہ زمانہ ہے جو خود رسالت کی زبان مبارک میں خیر القرون کے نام سے یاد کیا گیا ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں عموماً صحابہ یا تابعین تھے اور یہ اس درجہ کے لوگ تھے کہ مجددین مذکورہ نمبر (۴) بھی ان کے کسی طرح ہم پلّہ نہ تھے۔ پھر ایسے بزرگوں کو مجدد کی کیا ضرورت؟ اگر یہ بھی اپنی اصلاح کے لئے کسی مجدد کے محتاج تھے تو بعد کے وہ مجدد جن کی مختصر فہرست مبلغ نے دی ہے اور جو ان حضرات کے مرتبہ کو کسی طرح نہیں پہنچ سکتے، بدرجہ اولیٰ اپنی اصلاح وہدایت کے لئے کسی بڑے سے بڑے مجدد کے محتاج ہوں گے جو دنیا کے طبقہ میں تو مل نہیں سکتا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اصلاح وہدایت کا سلسلہ بھی بند ہو جاوے اور کوئی مجدد بھی نہ ہو سکے۔ کیونکہ وہ شخص کیسے مجدد ہو سکتا ہے جس کے اصلاح کی خود ضرورت ہے۔ بقول سعدی رحمۃ اللہ علیہ:

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

ہمارے خیال میں ان خرابیوں اور ان اعتراضوں کی بنا جاہل اور کج فہم مبلغ نے نہیں ڈالی، بلکہ وہ بالکل بے قصور ہے۔ قصور سب چودھویں صدی کے جعلی مسیح کا ہے جس نے اس کو ایسی غلط اور دور از شعور باتیں سکھائیں اور امیر وامام کو مجدد بتا دیا۔ اس سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ احادیث میں جہاں کہیں امیر وامام آیا اس سے مجدد مراد نہیں اور نہ مجدد سے امیر وامام مراد ہے بلکہ یہ دونوں بالکل جداگانہ مرتبوں کے نام ہیں۔ پھر ان کو ایک سمجھنا اور احادیث کے معنی میں تحریف کرنا اپنی جہالت اور سرکشی میں اضافہ کرنا ہے۔ میں اس کا قائل ہوں کہ امیر وامام کی اطاعت واجب ہے۔ اگر ان سے کوئی منحرف ہوگا تو وہ دنیا میں مستوجب قتل ہوگا اور آخرت میں مستحق عذاب شدید۔ مگر میں یہ کسی طرح تسلیم نہیں کرتا کہ مجدد کی اطاعت بھی فرض یا کم از کم واجب ہے۔ یہ اور بات ہے کہ مجدد ایک حق بات کہتا ہے تو حق ہونے کی حیثیت سے اسے ماننا فرض ہے۔ مگر اس میں مجدد کی کوئی خصوصیت نہیں، ہر حق بات کا ماننا فرض یا واجب ہے۔ خواہ وہ کسی ادنیٰ درجہ کے جاہل ہی کی زبان سے کیوں نہ نکلی ہو۔ بخلاف امیر یا امام کے کہ اس کی بات ماننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے، عام اس

سے کہ وہ کیسا ہی فاسق اور بدکار کیوں نہ ہو۔ کیونکہ حدیث میں ہے ''اطیعوا کل بر وفاجر'' کہ ہر (امام) نیک و بد کی اطاعت کرو۔ یہاں حیثیت امیری و امامت اطاعت کو ضروری ٹھہراتی ہے اور وہاں حیثیت مجددیت اطاعت کو ضروری نہیں ٹھہراتی بلکہ حیثیت حقیت جس میں مجدد اور ادنیٰ درجہ کے جہلاء سب برابر ہیں۔

پھر بڑی بات یہ ہے کہ مجددین مذکورہ میں سے سوائے ایک کے سب کے سب کسی نہ کسی مجتہد کے مقلد ہیں۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے، حضرت قطب الاقطاب غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت احمد شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد تھے۔

مگر ان ائمہ کی تقلید بھی واجب بالذات نہیں۔ جب ان ائمہ مجتہدین کی تقلید واجب بالذات نہیں تو جو مجددان کے مقلد ہیں ان کی اطاعت کب واجب ہوسکتی ہے، ورنہ وہی مثل صادق آئے گی کہ ''گروجی گڑ ہی رہے اور چیلے صاحب شکر ہوگئے۔''

یہ اور بات ہے کہ انحصار حق اس زمانہ میں تقلید ہی میں ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ کوئی شخص بلا ان مجتہدین کے مانے ہوئے اگر اپنے اجتہاد سے یہی مسائل مستنبط کرلے تو کیا حق پر نہ ہوگا؟ چونکہ اتنا تبحر، ایسی عقل اور اس درجہ کا تقویٰ اس زمانہ کے لئے ناممکن ہے۔ لہٰذا اجتہاد کر کے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنا بھی ناممکن ہے۔ اسی واسطے امت میں یہ مسئلہ مسلّم ہے کہ ۴۰۰ھ کے بعد سے اجتہاد بالکل ناجائز ہے۔

اور اس زمانہ میں جو فرقہ براہ راست کتاب وسنت سے اعتصام کا دعویٰ کرتا ہے، وہ گمراہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ بھی غور طلب ہے کہ یہ پانچوں مجدد ائمہ مجتہدین کے مقلد ہیں اور چودھویں صدی کے جعلی مسیح کسی مجتہد کے مقلد نہیں۔ چونکہ یہ پانچوں حضرات مجدد تھے اور انہوں نے تقلید اختیار کی تو ضرور ہے کہ تقلید امر حق ہے۔ پھر ان حضرات کے مقابلہ میں جو ہمارے اور فرقۂ قادیانی کے مسلّمہ مجدد ہیں۔ ایک اکیلے فرضی اور جعلی مسیح یا مجدد مرزا غلام احمد قادیانی کا تقلید سے گریز کرنا جو صرف فرقۂ قادیانی کے نزدیک بعد از خدا کا مرتبہ رکھتے ہیں اور ہمارے نزدیک ایک ادنیٰ مسلمان کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ ضرور باطل پرستی ہے۔ اے مسلمانو! ذرا تو غور کرو کہ ایسا شخص کہ گمراہی جس کے رگ وپے میں سرایت کئے ہوئے ہو،

مجددیت یا امت محمدیہ کے اور کسی ممتاز درجہ کا مستحق ہوسکتا ہے؟

جواب (۴): گزشتہ تین نمبروں سے منصف مزاج اور حق پسند اہل اسلام نے مرزا قادیانی کا درجہ ضرور سمجھ لیا ہوگا۔ ابھی ابھی ہم کہہ چکے ہیں کہ جو شخص اسلام کے خلاف ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالے وہ نہایت مفسد ہے۔ مجدد کے لئے مصلح ہونا ضروری ہے۔ ہم آئندہ چل کر مرزا قادیانی کی حالت کو اور بھی آئینہ کریں گے۔ جس سے مخلص مسلمان صاف طور پر سمجھ لیں گے کہ مرزا قادیانی مجدد تو مجددان کا مسلم ہونا بھی دشوار ہے۔ مرزا قادیانی کے علاوہ چند نام تمثیلاً پیش کئے گئے ہیں۔ ان میں سید محمد جونپوری رحمۃ اللہ علیہ سے مسلمان ناآشنا نہیں ہیں۔ یہ بالکل ''سگ زدہ برادر شغال'' کے مصداق ہیں۔ مرزا قادیانی میں اور ان میں کوئی زیادہ فرق نہیں صرف اتنا ہے کہ مرزا قادیانی میں تعلّی زیادہ تھی تو وہ نبوت تک کے مدعی ہوئے۔ یہ ان سے کسی قدر کم تھے تو یہ صرف مہدویت ہی پر قائم رہے۔ حیدرآباد اور سکندرآباد دکن میں ایک فرقہ مہدوی پٹھانوں کا ان ذات شریف کی بھی یادگار ہے۔ البتہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مخدوم شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شاہ احمد ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے جن کو مبلغ قادیانی نے مجددین کی فہرست میں داخل کیا ہے۔ ان سے مسلمان جو کچھ حسن عقیدت رکھتے ہیں، وہ محتاج بیان نہیں۔ اس بناء پر مسلمان انہیں کیا اس سے بھی بڑے درجہ کا سمجھتے ہیں لیکن مبلغ نے ان بزرگوں کے نام حسن عقیدت سے نہیں بلکہ مسلمانوں کی تالیف قلوب کے لئے ہیں، ورنہ وہ تو انہیں مجدد تو مجدد مسلمان بھی مشکل سے سمجھتا ہے۔ کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک مرزا قادیانی مسلمان بھی نہ تھے۔

ان بزرگوں سے اس مضمون کا اگرچہ کوئی جزئیہ تو مل نہیں سکتا مگر کلیہ کے طور پر ان کی کتابوں میں بھی مرزا قادیانی کی تکفیر موجود ہے جس کو مبلغ بھی خوب سمجھتا ہے۔ مگر ''ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ'' ''دل حق پسند گوش حق نیوش اور چشم حق بین'' پر تو شامت اعمال کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ مبلغ نے مجددیت کے جو لوازم بتائے ہیں۔ وہ ان بزرگوں میں تو نہیں، ہاں فرعون کے سجادہ نشین یا شیطان کے جانشین میں مل سکتے ہیں۔ مثلاً مجددیت کے لئے دعویٰ مجددیت شرط ٹھہرایا گیا ہے۔ ان حضرات نے کبھی اپنے آپ کو ایک ادنیٰ مسلمان سے زیادہ نہ سمجھا اتنا بڑا دعویٰ یہ کیا کرتے۔ فی الحقیقت

اگر یہ دعویٰ کرتے تو انہیں زیبا بھی تھا۔ کیونکہ ان کے کارنامے اب تک بتا رہے ہیں کہ وہ امت کے لئے بہت کچھ اصلاح کر گئے۔ پھر ان کے پاس اپنی مجددیت کے دلائل بھی تھے۔ پھر ایسا دعویٰ جس پر دلیل نہ ہو بلکہ اگر دلیل ہو تو وہ مدعا کے معارض ہو بالکل فرعون کا سا دعویٰ ہے۔ کیونکہ اس کے دعوے ''انا ربکم الاعلیٰ'' کی بھی یہی نوعیت تھی جواب پر بیان ہوئی۔

پیشین گوئیاں جو آج کل کے نجومی رمّال کرتے ہیں، ان بزرگوں نے نہیں کیں۔ کیونکہ اس سے انہیں کیا واسطہ۔ احادیث میں جو پیشین گوئیاں ہیں وہ انذار اور تخویف کے لئے ہیں۔

مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں انذار اور تخویف سے بالکل الگ، نجومیوں رمّالوں کی طرح مضحکہ خیز ہوتی ہیں اور پھر لطف یہ کہ اٹکل پچو ہونے کی وجہ سے اکثر غلط۔ اگر مجدد کے لئے علامت کے طور پر دعویٰ بھی شرط ہوتا یہ بزرگ بھی دعویٰ کرتے۔

جواب (۵): اگر مجدد کی یہ علامت ہوتی کہ وہ دعویٰ مجددیت کرتا اور علامت کے طور پر کچھ پیشین گوئیاں کرتا تو ضرور تھا کہ تیرہ صدی کے سب مجددوں کے دعوے اور پیشین گوئیاں منقول ہوتیں۔ نیز یہ کہ کوئی ایسی مہتم بالشان بات ہوتی تو جناب رسول مقبول ﷺ بھی جو اپنی امت کے ساتھ اس قدر شفیق اور سہولت پسند ہیں کہ ایک باپ بھی اپنے بیٹے کے ساتھ اس شفقت و سہولت پسندی کا صحیح دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ضرور ضرور مجدد کی یہ علامت بھی بتا دیتے۔ اگر فی الحقیقت یہ دونوں باتیں مجددیت کی علامت ہیں تو دو باتوں سے خالی نہیں۔

۱..... یا تو یہ علامتیں جناب سرور کائنات ﷺ کو بھی معلوم نہ تھیں، صرف مرزا قادیانی کے فیض صحبت سے ان کے خرمن ضلالت کے خوشہ چینوں کو معلوم ہوئیں۔

۲..... یا معلوم تھیں، مگر آپ نے انہیں چھپایا اور امت کی ایک بہت بڑی سہولت سے دریغ فرمایا۔ حاشا ہم سے حضور سرور عالم ﷺ نے تو ادنیٰ سے ادنیٰ باتیں بھی نہیں چھوڑیں۔ پھر یہ اتنی بڑی بات جس کی آڑ میں بہت سے مفسد فتنہ پردازی کرتے ہیں۔ کیوں کر چھوڑ دیتے۔ پھر خصوصاً جب کہ مجدد کا پہچاننا فرض تھا تو ضرور اس کی علامتیں بتا کے آپ اسے سہل فرما دیتے۔ نہ تو مجدد کی شناخت فرض نہ اس کی یہ علامتیں۔ آپ بتاتے تو کیسے بتاتے۔ اگر شناخت فرض ہوتی تو تیرہ صدی کے تیرہ مجددوں کی فہرست بھی مسلمانوں کو اسی طرح ازبر ہوتی جس طرح صلوٰۃ مفروضہ کی تعداد رکعات۔ حالانکہ سوائے حضرت شیخ احمد سرہندی کے کہ ان کو تو مسلمان مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد کرتے ہیں اور کسی بزرگ کی اس صفت سے آشنا نہیں۔ اگر یہ

علامت مجدد کی ہوتی کہ وہ پیشین گوئی کرے تو کم از کم اسلامی علمی کتابوں میں ان مجددوں کی پیشین گوئیاں منقول ہوتیں جن کو مبلغ ضلالت نے بھی مجدد مانا ہے۔

جواب (۶): اس نمبر میں مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد، مسیح موعود اور مہدی معہود مانا ہے۔ ان مراتب میں سب سے بڑا مرتبہ مسیحیت کا ہے کیونکہ وہ نبوت ہے۔ اس کے بعد مہدویت کا درجہ ہے۔ کیونکہ وہ امامت ہے۔ پھر مجددیت ہے۔ لیکن ان تینوں مراتب کے لئے اسلام لازم ہے۔ گویا بلحاظ ان مراتب کے مسلمان ہونا ادنیٰ درجہ ہے۔ اس لئے میں درجہ بدرجہ مرزا قادیانی کی تحقیق کرنا چاہتا ہوں۔

سب سے پہلے اس پر غور کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی مسلمان بھی تھے یا نہیں۔ پھر دوسرے بڑے مراتب پر نظر ڈالیں گے۔ میری رائے ناقص اس کا جواب نفی میں پیش کرتی ہے۔ ممکن ہے کہ بعض ناظرین میری رائے سے ابھی متفق نہ ہوں۔ مگر جس وقت میں اپنے جواب کے وجوہ پیش کروں گا تو مجبوراً انہیں بھی میری رائے سے اتفاق کرنا پڑے گا۔

یہ سب جانتے ہیں کہ ایمان کا مدار قرآن کی تصدیق ہے۔ ایمان کے لوازم کی تفصیل اور ایمان کی حقیقت جیسا قرآن نے بیان کی ہے اس طرح بیان کرنا بشر کی طاقت سے باہر ہے۔ مرزا قادیانی کے خیالات اور اس کے مقابلہ میں قرآن کا مضمون سنئے اور میری رائے کی تائید کیجئے۔

۱..... مرزا قادیانی کا عقیدہ یہ ہے کہ ''خدا جھوٹ بولتا ہے'' (نعوذ باللہ) قرآن نے جابجا تنزیہ وتقدیس باری تعالیٰ پر تصریح کی ہے۔ سبحٰن کا لفظ قرآن میں اس لئے مستعمل ہوا ہے کہ باری تعالیٰ کی تمام صفات کمالیہ کا اظہار اور تمام نقائص سے تنزیہ ظاہر ہو جائے۔

۲..... ''انکا عقیدہ ہے کہ وعدہ خلافی کرتا ہے۔''

۳..... ''اپنے رسول سے نہایت پختہ وعدہ کر کے بعض وقت پورا نہیں کرتا۔'' نعوذ باللہ نعوذ باللہ! قرآن میں تصریح ہے کہ ''انّ اللہ لا یخلف المیعاد'' خدا کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اگر کسی مخالف اسلام کے سامنے یہ کہا جائے تو نہ وہ خدا کو مانے اور نہ رسول کو۔ اس کے علاوہ تمام اسلام مشکوک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جتنے وعدہ ووعید، سزا و جزا، جنت و دوزخ کے قرآن میں مذکور ہیں، سب میں احتمال کذب پیدا ہو گیا۔

اب یہ بھی سن لیجئے کہ مرزا قادیانی کو اس کفر کے التزام کی نوبت کیونکر آئی۔ ایک

مرتبہ مرزا قادیانی کی اپنے کسی عزیز کی لڑکی پر نظر پڑ گئی۔ اس کے حسن نے مرزا قادیانی کو اپنا شیفتہ بنالیا۔ اب مرزا قادیانی کو اس کے فراق میں نہایت بے چینی اور اضطراب رہنے لگا۔ آپ نے اس سے نجات کے لئے ایک وحی تصنیف فرمائی تاکہ مریدین کو حکم الٰہی کے بہانہ سے اپنے خیال کا مؤید بنائیں۔ وحی کا مضمون یہ تھا کہ: ''میرا اور اس لڑکی کا آسمان پر خدا نے عقد کر دیا ہے اور یہاں بھی اس کے اعادہ کا حکم دیا ہے۔''

مریدین کے دل تو پہلے ہی سے مسخ ہو چکے تھے، انہوں نے اٰمنا و صدقنا کہا۔ پھر یہ وحی اس لڑکی کے باپ تک پہنچائی گئی، وہ سن کر نہایت برہم ہوئے اور واقعی برہم ہونا بھی چاہئے تھا کیونکہ اوّل تو مرزا قادیانی کے بیوی بچے موجود، دوسرے مرزا قادیانی کا بوڑھاپن اور اس لڑکی کا آغاز شباب، مرزا قادیانی کی بیٹی سے بھی چھوٹی پوتی یا نواسی کے برابر۔ بھلا دونوں کا کیا جوڑ۔ چنانچہ لڑکی کے باپ نے مرزا قادیانی کی مخالفت اور ضد سے اس لڑکی کا کہیں اور نکاح کر دیا۔ مرزا قادیانی نے نکاح سے پہلے یہ دھمکی بھی دی کہ کہیں اور شادی کی گئی تو لڑکی مر جائے گی۔ مگر الحمدللہ! کہ اس کی شادی بھی ہوئی، وہ با اولاد بھی ہوئی اور مرزا قادیانی کی وحی اور پیشین گوئی کے برخلاف زندہ بھی رہی۔ اب مرزا قادیانی کو یہ فکر ہوئی کہ اپنے جھوٹ کی کوئی تاویل کرنی چاہئے۔ ورنہ مریدین فرنٹ ہو جائیں گے تو پھر چندہ کون دے گا۔ ایسے سفید اور کھلے ہوئے جھوٹ کی تاویل کیا ہوتی۔ مرزا قادیانی کو یہی کہنا پڑا کہ: ''خدا نے جھوٹ بولا اس نے مجھ سے وعدہ کر کے اس کے خلاف کیا۔'' (نقل کفر کفر نباشد) **استغفر اللہ العظیم!**

مسلمانو! ذرا آنکھیں کھولو اور غور کرو کہ جو شخص شہوت پرستی کے لئے خدا پر بہتان باندھے، جھوٹی وحی بنائے اور پھر وہ پوری نہ ہو تو اپنے قصور کے اعتراف کے عوض خدا کو جھوٹا کہہ دے۔ وہ مجدد، مسیح اور مہدی تو درکنار مسلمان بھی ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ ایسے شخص کو مسلمان سمجھنا اپنے کفر کا اظہار کرنا ہے۔

قرآن نے تمام انبیاء اور صحائف آسمانی کی تصدیق اور تعظیم فرض قرار دی ہے۔ چنانچہ ''**امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل آمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرّق بین احد من رسلہ وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربّنا والیک المصیر**'' یہ آیت اس پر دال ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے: اعتقاد رکھتے ہیں رسول (ﷺ) اس چیز (کے حق ہونے) کا جو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے نازل

کی گئی ہے۔ یعنی قرآن پاک کے ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور (دوسرے) مؤمنین بھی (اس کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اس کے بعد قرآن پر اعتقاد رکھنے کی تفصیل ہے کہ کس کس چیز پر عقیدہ رکھنے کو قرآن پر اعتقاد رکھنا کہا جائے گا۔ سب کے سب (رسول اللہ بھی اور دوسرے مؤمنین بھی) عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ (کہ وہ موجود اور واحد ہے اپنی ذات وصفات میں کامل ہے) اور اس کے فرشتوں کے ساتھ (کہ وہ موجود گناہوں سے پاک اور مختلف کاموں پر مقرر ہیں) اور اس کی کتابوں کے ساتھ (کہ اصل میں سب سچی ہیں) اور اس کے سب پیغمبروں کے ساتھ (کہ وہ پیغمبر ہیں اور سچے ہیں اور پیغمبروں پر ان کا عقیدہ رکھنا، اس طور پر ہے کہ وہ کہتے ہیں) کہ ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی میں (عقیدہ رکھنے میں) تفریق نہیں کرتے (کہ کسی کو پیغمبر سمجھیں کسی کو نہ سمجھیں) اور ان سب نے یہ کہا کہ ہم نے (آپ کا ارشاد) سنا اور (اس کو خوشی سے مانا) ہم آپ کی بخشش چاہتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! اور آپ ہی کی طرف (ہم سب کو) لوٹنا ہے۔ (تفسیر بیان القرآن آخر ج ۱)

اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ تمام کتب سابقہ آسمانی اور انبیاء سابقین پر ایمان لانا فرض ہے اور یہ ایسا فرض ہے کہ اس سے جناب رسول مقبول ﷺ بھی مستثنیٰ نہ تھے۔

اب سنئے چونکہ مرزا قادیانی نے خود عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو ان سے تمام شانوں میں افضل بتایا۔ اس لئے خباثت نفس سے ان میں نہایت غلط عیب پیدا کئے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں ''آپ کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے اور کچھ نہیں تھا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱ در حاشیہ)

اور کہتے ہیں کہ ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک ومطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔''

(نعوذ باللہ نعوذ باللہ) (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱ در حاشیہ)

ایسی گندی باتوں کے لکھنے سے قلم کانپتا ہے۔ اے آسمان تو ایسے بدباطن اور رذیل النفس شخص پر اس وقت کیوں نہ ٹوٹ پڑا۔ جب کہ اس نے اتنے بڑے نبی کو مکار وفریبی اور ان کی عصمت مآب امہات کو زنا کار اور کسبی اور خود ان کو ولد الحرام بنایا؟ کیا تیری غیرت اس وقت کہیں چلی گئی تھی؟ اے مسلمانو! کیا مرزا قادیانی کے ایسے کلمات سننے کے بعد بھی آپ کو ان سے نفرت پیدا نہ ہوگی؟ کیا آپ سچے دل سے اتنے بڑے نبی کی توہین گوارا کرلیں گے؟

سنئے مرزا قادیانی اور کیا فرماتے ہیں کہ ''آپ کا کنجریوں (کسبیوں) سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱ در حاشیہ)

دیکھئے مرزا قادیانی کس بے باکی سے اتنے بڑے نبی کی بے حرمتی کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ: ''مگر آپ کے یسوع صاحب کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کب تک ان کی چال پر روئیں۔ کیا یہ مناسب تھا کہ وہ ایک زانیہ عورت کو یہ موقع دیتا کہ وہ عین جوانی اور حسن کی حالت میں ننگے سر اس سے مل کر بیٹھتی اور نہایت ناز و نخرہ سے ان کے پاؤں پر اپنے بال ملتی اور حرام کاری کے عطر سے اس کے سر پر مالش کرتی۔ اگر یسوع کا دل بدخیالات سے پاک ہوتا تو وہ ایک کسبی عورت کو نزدیک آنے سے ضرور منع کرتا۔ مگر ایسے لوگوں کو حرام کار عوتوں کے چھونے سے مزہ آتا ہے وہ ایسے نفسانی موقع پر کسی ناصح کی نصیحت بھی نہیں سنا کرتے۔'' نعوذ باللہ! (نور القرآن نمبر ۲ ص ۴۶ خزائن ج ۹ ص ۴۴۸)

مسلمان جانتے ہیں کہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں، ان سے گناہ یا مقدمات گناہ کا صدور نہیں ہوسکتا۔ مرزا قادیانی اصول اسلام کے خلاف ایک جلیل القدر نبی کی عصمت سے انکار کر کے انہیں بدخیالی اور خیال زناکاری کا اتہام لگا رہے ہیں۔

اور سنئے پھر کہتے ہیں: ''لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اس وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع ہیں۔'' (دافع البلاء اندرون ٹائٹل خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰ حاشیہ)

اسے خوب غور سے دیکھئے اس میں وہ ایک نبی کے مقابلہ اور قرآن کے حوالہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کر رہے ہیں اور کہتے ہیں ''یسوع (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے دادا صاحب داؤد نے تو (۱) سارے برے کام کئے۔ (۲) ایک بے گناہ کو اپنی شہوت رانی کے

لئے فریب سے قتل کرایا۔ (۳) اور دلّالہ عورت بھیج اس کی جورو کو منگوایا۔ (۴) اور اس کو شراب پلائی۔ (۵) اور اس سے زنا کیا۔ (۶) اور بہت سا مال زنا کاری میں ضائع کیا۔''

(معیار المذہب ص ۱۵ خزائن ج ۱۹ ص ۴۷۹)

یہ بھی واضح رہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک بھی مسیح بن مریم، عیسیٰ، یسوع سب ایک ہی ذات کے وصف عنوانی ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ''مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔'' (توضیح مرام ص ۳ خزائن ج ۳ ص ۵۲)

اب غور کیجئے کہ جس شخص کے انبیاء علیہم السلام کی نسبت ایسے فحش خیالات ہوں وہ ہمارے آپ کے خیال سے نہیں بلکہ خدا اور رسول کے حکم سے مسلمان بھی رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!

جب مرزا قادیانی مسلمان نہ ہوئے تو انہوں نے انسانیت کا ادنیٰ درجہ بھی نہ پایا اور ''**اولئک کالانعام بل ھم اضل**'' کے مصداق ٹھہرے۔ جب کوئی شخص مسلمان ہی نہیں تو مجدد، مسیح اور مہدی کہاں سے ہوسکتا ہے۔

یہ تو ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ مجدد مصلح ہوتا ہے، مفسد نہیں ہوتا۔ چونکہ مرزا قادیانی مفسد تھے۔ اس لئے ان کا مجدد ہونا محال ہے۔ اب ہم ان کی مہدویت و مسیحیت پر بھی نظر ڈالتے ہیں۔ چونکہ مہدی و مسیح خاص شخصوں کے لئے بولے جاسکتے ہیں۔ جن کے لقب یہ ہیں اور وہ اشخاص وہ ہیں جن کا احادیث میں تذکرہ ہے۔ ورنہ یوں تو بہت سے محمد مہدی اور بہت سے مہدی علی خان ہیں اور اسی طرح بہت سے محمد عیسیٰ اور بہت سے محمد مسیح یا مسیح الزمان و مسیح الدین ہیں۔ اگر مرزا قادیانی نے اپنے یہ عرف رکھ لئے ہیں۔ تب تو ہمیں اس میں کلام نہیں اور اگر مہدی موعود و مسیح معہود ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہم اسے احادیث سے باطل کئے دیتے ہیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اپنے عرف نہیں رکھے۔ بلکہ جن احادیث میں ان حضرات کا تذکرہ ہے ان کا مصداق اپنے کو بتایا۔ اس لئے ہمارے ذمہ ضروری ہے کہ ہم یہ بتادیں کہ مرزا قادیانی مہدی کاذب اور مسیح دجال تھے۔ میں ایک حدیث نقل کرکے علیحدہ اس پر اپنا مدعا متفرع کروں گا۔

ترجمہ مشکوٰۃ شریف کے باب ملحمہ کی پہلی فصل کی حدیث نمبر ۸۷۲ میں ہے:

(مسلمانوں کی وہ تہائی جماعت جو اس وقت تمام روئے زمین پر افضل ہوگی جس

وقت قسطنطیہ فتح کر کے) ''ملک شام میں آئیں گے تو دجال نکلے گا، ابھی وہ لڑائی کے لئے تیار ہوں گے، صفیں درست کریں کہ نماز کی جماعت قائم ہوجائے گی، اسی وقت (وہاں) عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتر آئیں گے۔ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے، جس وقت انہیں اللہ کا دشمن (یعنی دجال) دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا جس طرح پانی میں نمک۔ اگر وہ اسے (قتل کئے بغیر) چھوڑ بھی دیں تو وہ ابھی پگھلنے نہیں پائے گا کہ ہلاک ہوجائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے اسے قتل کرادے گا۔ پھر وہ اس کے خون کو اپنے نیزہ میں بھر کر لوگوں کو دکھائیں گے۔'' یہ حدیث مسلم نے نقل کیا ہے۔ اس حدیث سے چند امور مستفاد ہوئے۔

۱..... مسلمانوں کی اس جماعت میں عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوگا جو قسطنطنیہ فتح کر کے ملک شام میں مقیم ہوگی۔

۲..... اس وقت دجال کا خروج ہوگا۔

۳..... عیسیٰ علیہ السلام وہی ہوں گے جو قرآن مجید میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نام سے یاد کئے گئے ہیں۔

۴..... وہ دجال کو قتل کر کے اپنے نیزہ پر اس کا خون لگا کر لوگوں کو دکھائیں گے وغیرہ۔

اب غور کیجئے کہ جس جماعت میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی مسیحیت کا دعویٰ کیا وہ قادیان اور پنجاب کی ایک بے وقوف جماعت تھی نہ کہ ملک شام کا فاتح لشکر۔ پھر اس وقت سوائے مرزا قادیانی کے کسی دجال کا خروج بھی نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی عیسیٰ بن مریم بھی نہیں۔ نہ انہوں نے کسی دجال کو قتل کر کے خون نیزہ میں لگا کر کسی کو دکھایا۔ ہاں اتنا تو ہوا کہ مرزا قادیانی نے کاذب کی موت کی دعا کی تھی۔ اس کے قبول ہونے سے مرزا قادیانی خود ہی رحلت کر گئے۔ اب اسی کو چاہے یوں سمجھ لیجئے کہ نیزہ سے مراد بدعائے موت اور خون لگا کر لوگوں کو دکھانے سے مراد شہرت ہو تو بے شک ایسا تو ہوا کہ مرزا نے دعائے موت کی تھی اور اس کی شہرت بھی خوب کی تھی۔ مگر اس سے مرزا کا دجال ہونا نکل آئے گا اور یہ سوال پھر باقی رہے گا کہ عیسیٰ کون ہیں۔ کیونکہ حدیث تو صاف طور پر بتا رہی ہے کہ عیسیٰ اور ہوں گے اور دجال اور ہوگا۔ (ترجمہ مشکوٰۃ شریف باب اشراط الساعۃ فصل دوم حدیث نمبر ۹۰۴)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے کہ مہدی (علیہ السلام) میری نسل سے (یعنی) فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں

گے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(ایضاً حدیث نمبر۹۰۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا ﷺ فرماتے تھے کہ مہدی میری اولاد سے ہوں گے۔ ان کی پیشانی کشادہ اور ناک اونچی ہوگی۔ وہ زمین کو عدل اور انصاف سے ایسا بھر دیں گے جیسا وہ پہلے ظلم اور زیادتی سے بھری ہوئی ہوگی۔ وہ سات برس بادشاہت کریں گے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

ان احادیث سے حسب ذیل امور مستفاد ہوئے:

۱..... مہدی علیہ السلام حضور ﷺ کی نسل سے ہوں گے۔

۲..... ان کی پیشانی کشادہ ناک اونچی ہوگی یعنی خوبصورت ہوں گے۔

۳..... زمین کو اس طرح عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوگی۔

۴..... سات برس تک سلطنت کریں گے۔

مرزا قادیانی کا خاندان تو سب جانتے ہیں کہ یہ قوم کے مغل ہیں۔ یہ سید یعنی حضور ﷺ کی نسل سے نہیں ہیں۔ البتہ حلیۃً ان کے دیکھنے والے جانیں۔ میں نے تصویر دیکھی تھی اس میں تو مجھے ان کی پیشانی کشادہ اور ناک اونچی نہیں معلوم ہوئی۔

یہ بھی سب جانتے ہیں کہ زمین پر روز بروز ظلم وستم بڑھتا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی نے معلوم نہیں کہاں کہاں سے ظلم وستم دور کر کے اس جگہ کو عدل وانصاف سے معمور کر دیا۔ مرزا قادیانی کو سلطنت سات گھنٹہ کی بھی نصیب نہیں ہوئی۔ اگرچہ انہوں نے یہ نیا مذہب اسی آس پر پھیلایا تھا۔ مگر افسوس حسرت دل کی دل ہی میں رہی۔

(ایضاً حدیث نمبر۹۰۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے حضرت مہدی علیہ السلام کے قصہ میں نقل کیا ہے کہ آنحضور نے فرمایا کہ ان کے (یعنی مہدی کے) پاس ایک آدمی آئے گا اور کہے گا ''اے مہدی! مجھے کچھ دیجئے، مجھے کچھ دیجئے'' آپ نے فرمایا کہ جس قدر وہ اٹھا سکے گا وہ لپ بھر کر اس کے کپڑے میں دے دیں گے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام مہدی علیہ السلام لوگوں کو مال بافراط دیں گے۔ مرزا قادیانی کی طرح مکر وحیلہ سے چندہ نہیں جمع کریں گے۔

(ایضاً حدیث نمبر۹۰۷) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے نقل کرتی ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ ایک خلیفہ کے مرنے کے وقت آپس میں اختلاف ہوگا۔ پھر ایک آدمی مدینہ

والوں میں سے نکل کر مکہ کی طرف بھاگے گا۔ پھر لوگ مکہ والوں میں سے ان کے پاس آئیں گے اور وہ انہیں (ان کے گھر سے) نکالیں گے اور وہ ان سب سے کراہیت کریں گے۔ پھر یہ سب لوگ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے بیچ میں ان سے بیعت کرلیں گے اور شام کی طرف سے ایک لشکر ان سے لڑنے کے لئے بھیجا جائے گا۔ وہ لشکر مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام بیداء میں دھنسا دیا جائے گا۔ (یہی آدمی حضرت امام مہدی علیہ السلام ہوں گے) جس وقت لوگ یہ بات دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں امام مہدی کے پاس آکر ان سے بیعت کرلیں گی۔ پھر ایک آدمی قریش میں سے ظاہر ہوگا جس کی ننھیال قبیلہ کلب ہوگی۔ وہ بھی ان کی طرف ایک لشکر بھیجے گا، ان پر امام مہدی اور ان کے لوگ غالب آجائیں گے اور قبیلہ کلب کا لشکر یہی ہے (یعنی جو مہدی کے خروج کی علامت ہے) اور امام مہدی لوگوں میں اپنے نبی کی سنت کے موافق عمل (درآمد) کریں گے اور اسلام (اس وقت) اپنی گردن کو زمین میں ڈال دے گا (یعنی خوب اچھی طرح سے قرار پکڑ لے گا) پھر وہ سات برس تک رہیں گے۔ پھر وہ وفات پا جائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام مہدی علیہ السلام کو لوگ مکہ معظمہ میں پہچانیں گے اور وہیں ان سے بیعت کریں گے۔

یہ سب جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو سوائے خطہ پنجاب کے چند بے وقوفوں کے اور کسی نے امام نہ سمجھا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ امام مہدی علیہ السلام اپنی مہدویت کے خود مدعی نہ ہوں گے۔ بلکہ وہ تو لوگوں سے گریز کریں گے۔ لوگ زبردستی ان سے بیعت کریں گے۔ یہ بھی سب جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے خود ہی مہدویت کا دعویٰ کیا اور زبردستی لوگوں کو بیعت کریں گے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی سے لڑنے کے لئے جو لشکر آئے گا وہ مقام بیداء میں دھنسا دیا جائے گا۔

ان احادیث سے ہر سچے مسلمان نے اتنا ضرور سمجھ لیا ہوگا کہ مرزا قادیانی کبھی مہدی نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ نہ تو وہ سید ہیں، نہ انہوں نے زمین کو عدل وانصاف سے بھرا، نہ انہیں سلطنت نصیب ہوئی، نہ انہیں کبھی سوائے چندہ جمع کرنے کے کسی کو لپ بھر کر مال دینا نصیب ہوا، نہ ان سے شام کے ابدالوں اور مکہ کے مسلمانوں نے خانہ کعبہ میں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کی وغیرہ وغیرہ۔ حدیث کی مطولات میں اس سے زیادہ

تصریحات موجود ہیں جن سے مرزا قادیانی کی حقیقت اور بھی آئینہ ہوتی ہے۔

مرزا قادیانی کا تیسرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے اس کے متعلق بھی احادیث نظر غور سے ملاحظہ فرما کر اپنا ایمان تازہ کیجئے اور یقین کر لیجئے کہ مرزا قادیانی مفتری اور کذاب ہیں۔

ترجمہ مشکوٰۃ شریف (باب نزول عیسیٰ علیہ السلام فصل اوّل حدیث نمبر ۹۵۶ ص ۲۵۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ قریب ہے کہ تم میں عیسیٰ بن مریم حاکم عادل ہو کے اتریں گے اور صلیب توڑ دیں گے اور سوروں کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے اور مال اس قدر زیادہ ہوگا کہ کوئی اسے نہ لے گا۔ یہاں تک ایک سجدہ تمام دنیا اور دنیا کے تمام سامان سے بہتر ہوگا۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اگر تم چاہو تو (اس کی تصدیق کے لئے) یہ آیت پڑھو ''وان من اھل الکتاب الّا لیؤمننّ به قبل موته'' (ترجمہ) اہل کتاب میں سے ایسا کوئی آدمی نہیں ہے جو حضرت عیسیٰ کی وفات سے پہلے ان (کی باتوں) پر ایمان نہ لے آئے گا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔ (یعنی بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کی ہے) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسیح موعود عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہیں۔ ان کے نزول کے بعد تمام دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔ جس کی وجہ سے جزیہ (یعنی وہ محصول جو کفار سے بطور حق حفاظت لیا جاتا ہے) موقوف ہو جائے گا۔ کیونکہ کوئی کافر ہی نہ رہے گا۔ مال کی اتنی کثرت ہوگی کہ کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا۔ مرزا قادیانی کے زمانہ کی طرح مفلس وقلاش نہ ہوں گے وہ صلیب توڑ دیں گے کیونکہ تمام دنیا میں اسلام ہوگا تو پھر صلیب کہاں رہ سکتی ہے۔ مرزا قادیانی کے زمانہ کی طرح عیسائیت کا زور نہ ہوگا۔ اس حدیث اور آیت کے متعلق ہم اس نمبر میں تفصیلی بحث کریں گے۔ جس میں عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر گفتگو ہوگی۔

(ایضاً حدیث نمبر ۹۵۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم! مریم کے بیٹے (عیسیٰ) منصف، حاکم ہو کے اتریں گے اور صلیب توڑ دیں گے اور سوروں کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے اور جوان اونٹنیاں چھوڑ دیں گے کہ کوئی ان سے دوڑ دھوپ (کا کام) نہ لے گا اور البتہ لوگوں میں سے باہمی کینہ اور بغض وحسد جاتا رہے گا اور عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو مال دینے کے واسطے بلائیں گے کوئی اسے قبول نہ کرے گا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

اور بخاری و مسلم دونوں کی ایک روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ مریم کے بیٹے تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام مریم کے بیٹے ہوں گے اور اس سے پہلے کی حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مہدی علیہ السلام حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔ ان دونوں کے ملانے سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ مہدی اور ہوں گے اور مسیح اور ہوں گے۔ مرزا قادیانی نہ مریم علیہا السلام کے بیٹے ہیں اور نہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہیں۔ پھر وہ ایک شخص ہیں۔ غور تو کیجئے کہ وہ کیسے مسیح و مہدی ہو سکتے ہیں۔ مسیح صلیب توڑ دیں گے، جزیہ موقوف کر دیں گے۔ سوروں کو مار ڈالیں گے۔ مرزا قادیانی نے یہ کچھ بھی نہ کیا۔ مسیح لوگوں کو مال دینے کے لئے بلائیں گے، کوئی نہ لے گا۔ مرزا قادیانی نے ہمیشہ لوگوں کو چندہ لینے کے لئے بلایا۔ اگر وہ دیتے تو انہیں نئے مذہب کے ایجاد سے فائدہ ہی کیا ہوتا۔ عاقبت تو ان کی نئے مذہب کی ایجاد سے برباد ہوئی تھی۔ مال دے دینے سے دنیا بھی تباہ ہو جاتی تو وہ ''خسر الدنیا والآخرۃ'' کے مصداق ہو جاتے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہر جگہ یہ آتا ہے کہ وہ اتریں گے۔ مرزا قادیانی کہیں سے بھی نہیں اترے۔

(ایضاً حدیث نمبر ۹۵۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ قیامت تک حق پر لڑتی رہے گی اور اپنے دلائل میں سب پر غالب رہے گی۔ آپ نے فرمایا پھر مریم کے بیٹے عیسیٰ اتریں گے تو مسلمانوں کا سردار (یعنی مہدی علیہ السلام) کہے گا آؤ ہمیں نماز پڑھاؤ۔ وہ کہیں گے نہیں۔ اس امت کو خدا کی بزرگی دینے کی وجہ سے تم میں سے ایک دوسرے کا امیر و امام ہے (یعنی خدا نے تمہارے رسول کی امت کو اتنی بزرگی دی ہے کہ تم سب سردار اور امام ہو۔ لہٰذا امام بنو میں مقتدی بنتا ہوں۔ وہ مسلمان سردار امام مہدی علیہ السلام ہوں گے) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

(ایضاً تیسری فصل حدیث نمبر ۹۶۹) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا ﷺ نے فرمایا: مریم کے بیٹے عیسیٰ زمین پر اتر کے نکاح کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی اور پینتالیس برس تک (دنیا میں) رہیں گے۔ پھر مر جائیں گے اور میرے پاس میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ میں اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے بیچ میں سے ایک مقبرہ میں سے اٹھیں گے۔ یہ حدیث ابن جوزی نے کتاب الوفاء میں نقل کی ہے۔ (ص ۲۵۶، ۲۵۷)

اس حدیث سے امور ذیل مستفاد ہوئے:

۱..... عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کے نکاح کریں گے اور پینتالیس برس کے بعد مر جائیں گے۔ مرزا قادیانی کی طرح طویل العمر نہ ہوں گے۔

۲..... عیسیٰ علیہ السلام حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ منورہ میں مدفون ہوں گے۔ مرزا قادیانی کی طرح پنجاب میں مدفون نہ ہوں گے۔

کیا اس کے بعد کوئی شخص مرزا قادیانی کو مسلمان، مجدد، مہدی یا مسیح سمجھ سکتا ہے۔ اگر مرزا قادیانی کو مسلمان وغیرہ مان لے تو وہ نہ تو اسلام کو سچا سمجھتا ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

جواب (۷): اس نمبر میں مرزا قادیانی کے دعوے کی دلیل بیان کی ہے۔ دلیل کے دو جزء ہیں۔ (الف) ان کے مقابلہ میں کوئی اور ان امور کا مدعی نہیں ہوا۔

(ب) ان کی پیشین گوئیاں صحیح ہوتی تھیں۔

(جواب) (الف) یہ بالکل غلط ہے کہ ان کے مقابلہ میں کوئی اور مدعی نہیں ہوا۔ احمد رضا خان صاحب بریلوی ابھی تک زندہ (تالیف رسالہ ہذا کے وقت) ہیں۔ جن کو مجدد، زمانہ حاضرہ (یعنی اس موجودہ صدی کا مجدد) ہونے کا دعویٰ ہے۔ پھر وہ مرزا کے اس قدر مخالف ہیں کہ کافر اکفر اور جہنمی بتاتے ہیں۔ اگر اور مدعی نہ ہوتے تو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ''ثلثون دجالون کذابون یزعھم کل واحد منھم انہ نبی اللہ وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی او کما قال'' والی پیشین گوئی کیسے صادق آتی۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ظہور امام مہدی علیہ السلام وخروج دجال اکبر سے پہلے تیس دجال گزریں گے۔ جو نہایت جھوٹے ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک اپنے کو خدا کا رسول سمجھتا ہوگا۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں مجھ پر نبوت ختم ہے۔ میرے بعد کوئی نبی کسی قسم کا نہ ہوگا۔

اس حدیث کی بنا پر مرزا قادیانی کو بھی مجبوراً دجال ماننا پڑتا ہے۔ دجل کے معنی تاریکی کے ہیں۔ دجال تاریکی پھیلانے والا، نور ایمان کو مٹانے والا۔ مرزا قادیانی نے بہت سے قطعی عقائد کے خلاف عقائد تعلیم کئے۔ مثلاً خدا پر کذب کا افترا یا انبیائے معصومین پر اتہام، ان کی توہین وغیرہ۔ جس سے ایمان کی روشنی مٹی اور کفر کی ظلمت بڑھی۔ اس لئے مرزا قادیانی کے دجال ہونے میں اب کیا شبہ رہا۔

مرزا قادیانی کا کذاب ہونا بھی ظاہر ہے۔ خدا کو جھوٹا کہہ دیا (عیاذاً باللہ)

جھوٹی پیشین گوئیاں ''اسمہٗ احمد'' جو قرآن کی آیت کا جز ہے جس میں یہ بشارت نقل کی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے کہ میرے بعد ایک نبی آئیں گے ان کا نام احمد ہوگا۔ اس آیت کا اپنے کو مصداق بنا کر نبوت کا دعویٰ کرنا وغیرہ محض کذب اور سراسر کذب اور غلط ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی پر کذاب اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ (ہر ایک ان میں سے اپنے کو خدا کا نبی سمجھتا ہوگا) صادق آ گیا۔ واقعی اس حدیث پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مرزا قادیانی کی صورت مثالی پیش کر دی گئی تھی اور آپ اسی کو دیکھ کر یہ الفاظ فرما رہے تھے ''سبحان اللہ! کیسا عمدہ لباس بنایا ہے جو بالکل ٹھیک ہے۔''

واقعی اچھا ہوا جو مرزا قادیانی کے مقابلہ میں کوئی اور مدعی نہ ہوا۔ ورنہ وہ بھی دجال وکذاب بنتا۔ خدا ہر آدمی کو ایسے جہل وجنون سے محفوظ رکھے۔ آمین! مگر نوشتۂ تقدیر سے کون بچ سکتا ہے۔ تیس کی تعداد ضروری پوری ہو کر رہے گی۔

(جواب) (ب) بالفرض پیشین گوئیاں صحیح بھی ہوں تو کیا اس سے کوئی شخص مجدد مہدی یا مسیح بن سکتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ کاہن جنہوں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے پیشین گوئیاں کی تھیں۔ جو پوری ہوئیں۔ ضرور ان القاب میں سے کوئی لقب پاتے یا آج کل رمّال، نجومی مارے مارے پھرتے ہیں۔ یہ بھی یہ مرتبہ حاصل کر لیتے۔ اکثر جنتریوں میں پیشین گوئیاں ہوتی ہیں جن میں اکثر صحیح بھی نکلتی ہیں۔ جن کی سچائی کی اوسط مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے۔ اگر یہ لوگ بھی مجدد و مسیح ومہدی ہیں تو مرزا قادیانی بھی ہوں گے اور اگر یہ نہیں تو مرزا قادیانی بھی نہیں۔ بس جو یہ وہ، وہ۔ ان میں ان میں کوئی فرق نہیں۔ یہ تو جب ہے کہ جب مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں صحیح فرض کر لی جائیں۔ ہم بطور مشتے نمونہ از خروارے کچھ پیشین گوئیاں پیش کرتے ہیں جو مرزا قادیانی کے کہنے کے بالکل برخلاف ہوئیں۔

۱..... منکوحہ آسمانی کا قصہ ناظرین اوپر معلوم کر چکے ہیں۔

۲..... مرزا قادیانی نے ایک مرتبہ پادری آتھم سے مناظرہ کیا اس میں آپ نے یہ پیشین گوئی کر دی کہ پادری آتھم پندرہ مہینہ کے اندر مر جائے گا۔ جب مدت مقررہ گزر گئی اور وہ نہ مرا تو الہ آباد سے پنجاب تک تمام پادریوں نے جشن منایا اور مرزا قادیانی کی حماقت کا مضحکہ اڑایا۔

(۳) مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ عظیم الشان پیشین گوئی خود مرزا کی عبارت میں

''بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ''

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم!

بخدمت جناب مولوی ثناء اللہ صاحب

مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب وتفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ اپنے پرچہ میں میری نسبت یہ شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔

۱..... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ (چنانچہ ہلاک ہو گئے۔ الحمدللہ)

۲..... اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔

۳..... پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ (چنانچہ ان پر کوئی مہلک بیماری مرزا قادیانی کی زندگی میں نہیں آئی۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی خدا کی طرف سے نہیں۔ بلکہ شیطان کی طرف سے ہیں)

۴..... اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! (یہ دعا قبول ہوگئی۔ مرزا قادیانی کا افتراء بھی ظاہر ہو گیا اور تمام مسلمانوں کو خدا نے ان کی موت سے خوش بھی کر دیا)

۵..... اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ان کو نابود کر (چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب سچے تھے۔ اس لئے مرزا قادیانی کی یہ دعا قبول نہ ہوئی اور الحمدللہ! وہ اب تک صحیح سلامت

ہیں اور مرزا قادیانی کی ہڈیوں کا پتہ نہیں)

۶..... میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں۔ جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے (واقعی ہر سچے مسلمان کو جاننا بھی یہی چاہئے) اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور مولوی ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے۔ اے میرے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین!

(مرزا قادیانی کی یہ عاجزانہ دعا خدا نے اپنی رحمت سے قبول فرمالی اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں جو کہ صادق ہیں، مرزا قادیانی کو جو کہ کاذب ہیں اٹھا کر مسلمانوں کو ایک بڑے فتنہ سے محفوظ کر دیا)

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ (اہل حدیث) میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں (یعنی خواہ اس سے ڈر کر توبہ واستغفار لکھ دیں یا اپنا ایمان عزیز سمجھ کر مرزا کو مفتری وکذاب لکھ دیں۔ غرض دونوں باتوں میں اختیار ہے اور چاہے کچھ بھی نہ لکھیں ہوگا تو وہی جو مرزا قادیانی کی دعا یا اپنے حق میں بددعا ہے) اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ (یعنی مولوی صاحب کے لکھنے سے کچھ نہ ہوگا کیونکہ اب بات خدا تک پہنچ گئی)'' الراقم: عبدالصمد مرزا غلام احمد

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸، ۵۷۹)

''مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد'' میں مرزا قادیانی نے اپنے کو احمد کہہ کر اس آیت کا مصداق بتایا تھا۔ مگر سچ ہے ''دروغ گورا حافظہ نباشد'' بالکل بھول گئے۔ اپنے بجائے اختراعی نام احمد کے اصلی نام غلام احمد خود بھی لکھتے ہیں (مرقومہ ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاوّل ۱۳۲۵ھ) یہ فیصلہ مرزا قادیانی کے خاص اخبار الحکم کے (جلد۱۱ نمبر۱۳ میں ۱۷/اپریل ۱۹۰۷ء) کو مرزا قادیانی کے مرنے سے تیرہ ماہ پہلے چھپا ہے۔ جن کو ذرا سا بھی شعور ہو وہ مرزا قادیانی کی حالت کا خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں۔

۴..... چاند اور سورج گرہن والی پیشین گوئی ایسی ہی تھی جیسے کوئی یہ کہے کہ میں مجدد ہوں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس سال میں ربیع الاوّل کا مہینہ آئے گا یا ہفتہ میں جمعہ کا دن بھی

ہوگا یا دن گزرنے کے بعد رات بھی آئے گی۔ وغیرہ وغیرہ!

اگر اس کی زیادہ تفصیل چاہتے ہیں تو شہادت آسمانی ملاحظہ فرمایئے۔ اس سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ چاند اور سورج گرہن معمولی ہی تھے اور از روئے علم ہیئت و نجوم ان کا ہونا ضروری تھا جو مرزا قادیانی کی طرح اور نجومیوں کو بھی معلوم ہو گیا تھا۔

۵..... زمین پر طاعون کی پیشین گوئی کیسی کچھ صحیح ہوئی۔ پہلے پیشین گوئی سن لیجئے اس کے بعد اس کی صحت کی داد دیجئے۔ ''قادیان طاعون سے محفوظ رہے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔'' (دافع البلاء ص۱۰ خزائن ج۱۸ ص۲۳۰) (یعنی جس طرح جناب رسول مقبول ﷺ نے مدینہ منورہ کے طاعون سے محفوظ رہنے کی خبر دی تھی مرزا قادیانی نے بھی جب کہ اپنے کو حضور سے افضل ٹھہرایا، یہ پیشین گوئی کی۔ مگر مسیلمہ کی طرح کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرح ایک کنویں میں تھوکا تو قدرت الٰہی سے اس کا پانی تلخ اور وہ کنواں اندھا ہو گیا۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے بھی پیشین گوئی کی۔ مگر ان کا جھوٹ اس طور پر ظاہر ہو گیا کہ قادیان میں اس زور شور کا طاعون آیا کہ ایک ہی مہینہ میں اس نے بہتوں کو ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد مرزا قادیانی نے اپنے جھوٹ کی جو کچھ تاویلیں کی ہیں وہ مہمل اور نا قابل سماعت ہیں)

۶..... ''میں تثلیث پرستی کے ستون کو توڑنے کے لئے آیا ہوں۔ اگر میں نہ توڑ دوں تو گواہ رہو کہ میں جھوٹا ہوں۔'' (مکتوبات ج اوّل ص۴۹۵، ۴۹۸) اوپر کی احادیث سے مسیح علیہ السلام کی یہ علامت بھی معلوم ہوئی ہوگی کہ وہ صلیب کو توڑ دیں گے۔ یعنی عیسائیت کو مٹا دیں گے۔ اس لئے مرزا قادیانی نے جب مسیحیت کا دعویٰ کیا تو ساتھ ہی اس کے یہ بھی کہنا پڑا۔ مگر انہوں نے اپنی امت کو اپنے جھوٹا ہونے پر گواہ بھی کر دیا ہے۔ کیونکہ تثلیث پرستی کا ستون آج تک ان کے مرنے کے بعد بھی نہیں ٹوٹا بلکہ عیسائی مذہب سلطنتوں کی امداد سے اور مضبوط ہو گیا۔ کیا اب بھی ان کی امت اپنے جھوٹے نبی کو سچا سمجھتی ہے تو اس کا مشرکین مکہ اور یہود کی طرح اصرار علی الباطل ہے جس سے ہر مسلمان کو خدا محفوظ رکھے۔

یہ تھیں مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں جن کی صحت پر مرزا قادیانی کی سچائی موقوف تھی، مگر افسوس وہ صحیح نہ ہوئیں۔ جن سے مرزا قادیانی کو کاذب ہونا پڑا۔

جواب (۸): اس نمبر میں قرآن میں تحریف کر کے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال ہے۔ بالفرض عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہو بھی چکی تو اس سے مرزا قادیانی کا مسیح ہونا

کیسے لازم آیا۔ ایک شئے کی نفی سے دوسری شئے کا ثبوت نہیں لازم آتا۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے مرزا قادیانی کا مسیح ہونا لازم نہیں آتا۔ اگر کوئی اس کا دعویٰ کرے تو وہ جاہل ہے۔ قرآن سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھالئے گئے۔ حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ پھر اجماع امت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ قرآن میں تین مقام پر زیادہ تصریح ہے۔ چنانچہ وہ آیات بہ ترتیب منقول ذیل ہیں:

آیت اوّل: ''اذ قال اللہ یٰعیسٰی انّی متوفّیک ورافعک الیّ ومطھّرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الٰی یوم القیامۃ ثم الیّ مرجعکم فاحکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون (آل عمران:۵۵) ''ترجمہ مع تفسیر: جب کہ اللہ تعالیٰ نے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جب کہ وہ گرفتاری کے وقت متردد اور پریشان ہوئے) فرمایا اے عیسیٰ (کچھ غم نہ کرو) بے شک میں تم کو (اپنے وقت موعود پر طبعی موت سے) وفات دینے والا ہوں (پس جب تمہارے لئے موت طبعی مقدر ہے تو ظاہر ہے کہ ان دشمنوں کے ہاتھوں دار پر جان دینے سے محفوظ رہو گے) اور (فی الحال) میں تم کو (عالم بالا کی) طرف اٹھائے لیتا ہوں اور تم کو ان لوگوں (کی تہمت) سے پاک کرنے والا ہوں جو (تمہارے) منکر ہیں روز قیامت تک (گو اس وقت یہ منکرین غلبہ اور قدرت رکھتے ہیں) پھر (جب قیامت آجاوے گی اس وقت) میری طرف ہوگی سب کی واپسی (دنیا و برزخ سے) سو میں (اس وقت) تمہارے (سب) کے درمیان (عملی) فیصلہ کردوں گا ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے۔ کہ من جملہ ان امور کے مقدمہ ہے عیسیٰ علیہ السلام کا۔

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چند وعدے کئے گئے ہیں۔

۱..... یہ کہ موت وقت مقررہ پر آئے گی چونکہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ لہٰذا دشمنوں سے کچھ خوف نہیں کرنا چاہئے۔

۲..... یہ کہ دشمنوں کے نرغہ سے عالم بالا کی طرف فی الحال اٹھالیں گے، چنانچہ اٹھالیا۔ سورہ نساء میں ہے ''بل رفعہ اللہ الیہ'' بلکہ خدا نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا۔ وہاں اس وقت وہ زندہ موجود ہیں۔ قریب قیامت کے نزول فرمائیں گے۔

۳..... یہ کہ تہمت سے پاک کردیں گے جو یہود نے آپ کے نسب پر لگائی تھی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ یہ وعدہ اس طور پر پورا ہوا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے

اور آپ نے تمام الزامات کو رفع فرمایا۔ خود قرآن مجید میں بھی بہت کچھ آپ کی تطہیر وتنزیہ کی گئی۔

۴..... یہ کہ ہم آپ کے ماننے والوں کو نہ ماننے والوں پر قیامت تک غالب رکھیں گے۔ چنانچہ مسلمان اور نصاریٰ آپ کے ماننے والے ہیں۔ اس لئے ان کی سلطنتیں ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنی اپنی جگہ غالب ہیں اور یہود اور قادیانی چونکہ ماننے والے نہیں ہیں۔ اس لئے ذلیل وخوار ہیں اور ان کی دنیا میں کوئی سلطنت بھی نہیں ہے۔

۵..... یہ کہ قیامت میں تمام اختلافات کا عملی فیصلہ فرمائیں گے۔ چنانچہ قیامت آئے گی اس وقت یقیناً عملی فیصلہ ہوگا، شرعی فیصلہ تو یہاں بھی فرما دیا۔ چنانچہ یہود کہتے تھے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) مصلوب ہوگئے۔ قادیانی بھی یہی کہتے ہیں اور نصاریٰ کہتے تھے کہ مصلوب ہوکر پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ ان دونوں کی نفی ''ما قتلوه وما صلبوه'' سے فرمادی۔ اس کی تفصیل ہم دوسری آیت کے ذیل میں کریں گے۔

مرزا قادیانی نے لفظ ''متوفیک'' سے آپ کی وفات پر استدلال کیا ہے۔ مگر تفسیر بالا سے یہ معلوم ہوگیا ہوگا کہ ''متوفیک'' کے معنی وفات کے بھی لے لئے جائیں۔ تب بھی وہ وفات مراد ہے جو بعد نزول عیسیٰ علیہ السلام کے قرب قیامت کے ہوگی۔ کیونکہ اوّل تو ''رفعه الله'' کے حقیقی معنی یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مع جسد کے اٹھالیا۔ دوسرے احادیث صحیحہ میں تصریح ہے۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے درمنثور میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ:

''ان عیسٰی لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة'' یعنی بے شک عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے اور وہ ضرور قیامت سے پہلے تمہارے پاس واپس آئیں گے۔ اس کے علاوہ اجماع امت بھی ظاہر ہے کہ سلف وخلف میں کسی مستند عالم سے اس کا انکار منقول نہیں۔ اسی واسطے یہ مسئلہ قطعی ہے جس کا منکر کافر ہے۔ یہ اس وقت ہے جب کہ توفی کے معنی وفات کے لئے جائیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ لغت میں توفی کے معنی پورا لے لینا ہے۔ اب اس آیت میں یہ معنی ہوئے کہ اے عیسیٰ میں تم کو اپنے آسمان کی طرف پورا لے لوں گا۔ یعنی صرف روح کو نہیں لوں گا بلکہ روح مع جسد کے لے لوں گا۔ یہ ظاہر ہے کہ موت میں صرف روح کا رفع ہوتا ہے جسد کا رفع نہیں ہوتا۔ اگر جسد کے آسمان پر جانے سے فلسفی اشکالات مثل امتناع خرق والتیام فلک پیش کئے جائیں تو وہ اس آیت کے مقابلہ میں مردود ہیں۔ ''ان الله علٰی کل شئ قدیر'' ہر چند کہ عموم شے میں ممتنعات عقلیہ وشرعیہ داخل

نہیں مگر چونکہ خرق والتیام عقلاً وشرعاً کسی طرح ممتنع نہیں۔ لہٰذا یہ داخل ہوسکتا ہے اور ان احادیث میں تاویل کرنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول کی تصریح ہے۔ محض بلا دلیل اور خباثت نفس سے ہے۔ لہٰذا حقیقی اور صریح معنی کے مقابل میں بالکل مردود ہے۔

''وقولهم انّا قتلنا المسيح عيسٰى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وانّ الذين اختلفوا فيه لفي شک منه مالهم به من علم الّا اتباع الظن وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيماً وان من اهل الكتاب الّا ليؤمننّ به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً (نساء:) ''ترجمہ: اور (ہم نے یہود کو سزائے لعنت وغیرہ میں) ان کے یہ کہنے کی وجہ سے (بھی مبتلا کیا کہ) ہم نے عیسیٰ بن مریم کو جو کہ اللہ کے رسول ہیں، قتل کر دیا۔ حالانکہ (یہ کفر بھی ہے اور پھر بالکل غلط بھی ہے کیونکہ) انہوں نے نہ ان کو (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو) نہ قتل کیا اور نہ انہیں سولی چڑھایا لیکن انہیں اشتباہ ہوگیا۔ (کیونکہ ایک اور شخص کو ان کا ہم شکل بنا دیا گیا تھا جس کے ساتھ انہوں نے یہ معاملہ کیا اور اپنے زعم باطل میں یہ سمجھے کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا۔ (كذا في تفسير بيان القرآن) اور جو لوگ ان کے (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے) بارہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں (مبتلا) ہیں۔ ان کے پاس اس پر کوئی (صحیح) دلیل بجز تخمینی باتوں کے نہیں اور یقیناً انہوں نے ان کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے انہیں اپنی (آسمان کی) طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں۔ (لہٰذا یہ فعل بھی حکمت سے خالی نہیں)

اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نہ کسی نے قتل کیا اور نہ سولی دی بلکہ خدا تعالیٰ نے انہیں اپنی حکمت سے زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ اب اس آیت کے بعد بھی حیات عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کرنا قرآن کا انکار کرنا ہے، یہود کی طرح کافر ہونا ہے۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ میں نے حدیث نمبر ۹۵۶ کے ترجمہ میں ''وان من اهل الكتاب الّا ليؤمننّ به قبل موته'' کی تفصیلی بحث کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ اب اس کا ایفا کرتا ہوں۔ ترجمہ: اور اہل کتاب میں سے کوئی (شخص) نہ ہوگا مگر (جو) ضرور بالضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی وفات سے پہلے ایمان نہ لے آئے گا اور قیامت کے روز عیسیٰ علیہ السلام ان کے (یعنی یہود کے) انکار پر گواہ ہوں گے۔ چونکہ حدیث نمبر ۹۵۶ میں عیسیٰ بن مریم کے نزول، ان کے صلیب توڑنے اور جزیہ موقوف کر دینے کا ذکر ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس

آیت سے اس پر استدلال فرماتے ہیں کہ چونکہ حسب مضمون آیت، عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے پہلے تمام اہل کتاب کا نزول قرآن کے بعد کم از کم ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آنا ضروری ہے۔ لہٰذا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے خیال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صلیب توڑنا اور جزیہ موقوف کرنا اس بنا پر ہوگا کہ ان کے نزول کے بعد تمام اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔ اس لئے صلیب بھی ٹوٹے گی اور جزیہ بھی موقوف ہوگا کیونکہ مؤمنین پر جزیہ نہیں ہوتا۔ اس سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی ابھی تک وفات نہیں ہوئی۔ کیونکہ صدق قرآن کے لئے یہ ضروری ہے کہ قرآن کی پیشین گوئی کے بعد ایک مرتبہ تو سب اہل کتاب مومن ہو جائیں۔ اب بھی اگر مرزائی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہوں تو وہ یہودیوں کی طرح قرآن کے ماننے والے نہیں سمجھے جا سکتے۔

آیت سوم: ''**ما قلت لهم الّا ما امرتنی بهٖ ان اعبدالله ربّی وربّکم وکنت علیهم شهیداً ما دمت فیهم فلمّا توفّیتنی کنت انت الرّقیب علیهم وانت علٰی کل شئ شهید** (مائدہ:) ''ترجمہ مع تفسیر: میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی (بات) جو آپ نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ (الخ) میں ان (کی حالت) پر مطلع رہا۔ جب تک ان میں (موجود) رہا (سو اس وقت تک کا حال تو میں نے مشاہدہ کیا ہے۔ اس کے متعلق بیان کر سکتا ہوں) پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھا لیا (یعنی اوّل بار میں تو زندہ آسمان کی طرف اور دوسری بار میں وفات کے طور پر) تو (اس وقت صرف) آپ ان (کے احوال) پر مطلع رہے (اس وقت کی مجھ کو کچھ خبر نہیں کہ ان کی گمراہی کا سبب کیا ہوا اور کیونکر ہوا) اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں۔ (تفسیر بیان القرآن ج ۳ ص ۷۱، ۷۲) چونکہ توفی کے معنی لغت میں پورا لے لینا ہیں۔ یعنی اٹھا لینا، وصول کر لینا وغیرہ۔ اس لئے یہاں پر وفات کے معنی نہیں ہو سکتے۔ اگر وفات کے معنی ہوں گے تو پہلی آیت کے یہ آیت مخالف ہو جائے گی۔ چونکہ قرآن میں اختلاف ممنوع ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ وفات کے معنی نہیں۔ اسی معنی کے اظہار کے لئے ''توفیتنی'' کہا گیا۔ جس سے بطور عموم مجاز کے پہلی مرتبہ کا آسمان پر مع جسد اٹھ جانا اور قرب قیامت کے نزول کے بعد پھر موت طبعی سے مر جانا دونوں مراد ہیں۔ تفسیر بالا میں اسی نکتہ کی طرف اشارہ بھی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ''امتنی'' (یعنی جب آپ نے مجھے

موت دے دی) یا ''رفعتنی'' (یعنی جب آپ نے مجھے زندہ آسمان پر اٹھالیا) ان دونوں میں سے کوئی ایک لفظ ہوتا۔

اور اگر مرزا قادیانی اپنے اصرار علی الباطل کی وجہ سے اسے نہ مانیں تو ہمیں مضر نہیں کیونکہ مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگی اور اس دعوے کی دلیل میں یہ آیت پیش کی ہے۔ چونکہ ہم نے مرزا قادیانی کی دلیل میں ایسا احتمال پیدا کر دیا جس سے مرزا قادیانی کا مدعا ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے انہیں اب کوئی اور دلیل پیش کرنا چاہئے۔ جس کے متعلق میں پیشین گوئی کرتا ہوں کہ وہ قیامت تک نہیں پیش کر سکتے۔ عوام الناس کے سمجھنے کے لئے میں ایک مثال بھی دیتا ہوں۔

مثال: عدالت میں کسی شخص کے گواہ پیش ہوں تو فریق ثانی کے وکیل کو ان پر جرح کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اگر وکیل نے جرح کر کے فریق اوّل کے گواہوں کو بیکار کر دیا یا ان سے وہ کہلوا لیا جو فریق ثانی کے موافق یا فریق اوّل کے مخالف ہے تو اب وہ گواہ بے کار ہوگئے۔ اب فریق اوّل کو چاہئے کہ کوئی اور گواہ پیش کرے۔ ورنہ مقدمہ میں ناکام ہونا پڑے گا۔ ایسا ہی یہاں بھی ہے کہ مرزا قادیانی کو لے دے کے ایک آیت تحریف کے لئے ملی تھی مگر وہ بھی منصفانہ نظر سے ان کا مدعا نہ ثابت کر سکی۔ فقط: والسلام!

وصیت

اب آخر میں میں اہل اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اسے غور سے ملاحظہ فرمائیں اور مرزا قادیانی کی حالت معلوم کر کے ہمیشہ کے لئے ان سے نفرت کریں اور فرقہ احمدیہ سے بھی اتنی عرض ہے کہ وہ بھی شروع سے آخر تک اسے غور سے پڑھ جائیں، مگر پڑھتے وقت یہ خیال دل میں نہ رکھیں کہ ہم اپنے مخالف کی تحریر دیکھ رہے ہیں۔ ورنہ ہدایت نہ ہوگی بلکہ منصفانہ نظر سے یہ سمجھ کر دیکھیں کہ ہم ایک خیر خواہ کی تحریر دیکھتے ہیں۔ ان شاء اللہ! اگر طبیعت میں انصاف اور حق پسندی ہے تو ضرور ہدایت ہوگی۔ فقط۔ **وما علینا الا البلاغ. وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین!**

راجی برحمۃ برب الکریم

احمد عبدالحلیم کان اللہ لہٗ مدرس اسلامیہ ہائی اسکول سکندرآباد دکن

مرزائے قادیانی

کے

عقائد والہامات ودعویٰ الوہیت

انجمن اصلاح المسلمین (امرتسر)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ذیل میں مرزا قادیانی کے چند عقائد باطلہ والہامات ومکاشفات ودعویٰ الوہیت درج کئے جاتے ہیں تاکہ عامۃ المسلمین ان کو بغور وتعمق ملاحظہ کر کے قادیانی پارٹی کے دام تزویر سے بچیں اور دوسروں کو اس کے پھندے سے بچانے کے لئے ہر وقت مساعی وکوشاں رہیں۔

عقائد، الہامات ودعویٰ الوہیت

۱..... کل اجماع امت، سنی وشیعہ کے متفقہ عقائد ہیں کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ موجود ہیں اور سیدنا حضرت امام مہدی آخر الزمان کا قیامت سے اوّل ظہور ہوگا، خروج دجال ویاجوج وماجوج حق ہے۔ مگر مرزا قادیانی آنجہانی باتباع آنریبل سرسید احمد خان صاحب سب مسلمانوں کے مخالف ہیں تو فیصلہ کس طرح ہوگا؟

۲..... مرزا قادیانی کے عقائد یہ ہیں:

الف: ''اللہ تعالیٰ تمام برائیوں سے پاک نہیں۔''

ب: ''جھوٹ بولتا ہے۔''

ج: ''وعدہ خلافی کرتا ہے۔''

د: ''اپنے رسولوں کو فریب دیتا ہے۔''

ر: پانچواں عقیدہ یہ ہے کہ نبی یعنی خدا کا رسول جھوٹ بولتا ہے۔'' (رسالہ اسلامی اعلان)

۳..... مرزا قادیانی کے مکاشفات سنئے۔ وہ فرماتے ہیں:

''میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں..... تا اسی حالت میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ پھر میں نے آسمان ودنیا کو پیدا کیا اور کہا ''انا زینا السماء الدنیا بمصابیح'' پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔'' الخ!

(کتاب البریہ ص ۷۸ خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳ و آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴ خزائن ج ۵ ص ۵۶۴)

۴..... ''انت منّی بمنزلة ولدی'' (حقیقت الوحی ص ۸۹ خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

''وانت منی بمنزلة اولادی'' (دافع البلاء ص ۶ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

''انت منّی بمنزلة توحیدی وتفریدی''

(اربعین نمبر ۳ ص ۲۳ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۰)

''انت منی وانا منک'' (دافع البلاء ص ۶ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

''اسمع ولدی'' (البشری ج ۱ ص ۴۹)

''انت من مآئنا وهم من فشل'' (اربعین نمبر ۳ ص ۳۴ خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۳)

''مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔'' اس سے خدا کا بیٹا ثابت ہوتا ہے۔ (توضیح المرام ص ۲۷ خزائن ج ۳ ص ۶۴)

۵..... خدا تعالیٰ مسل پر دستخط کرتا ہے اور مرزا قادیانی کے کپڑوں پر سیاہی پھینکتا ہے۔ سنئے: ''ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشین گوئیاں لکھیں۔ جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخ قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرتے وقت قلم کو جھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اس طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے۔ الخ''

(حقیقت الوحی ص ۲۵۵ نشان ۱۰۶ خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۷)

۶..... ''ہاں رب محمد نے احمد قادیانی پر تجلی ظاہر کی۔ اس نے غلام احمد کے وجود میں اپنی چمکار دکھائی۔'' (الحکم قادیان ۵)

۷..... ''خدا، روح القدس اور ابنیت کے ملنے سے پاک تثلیث ہے۔ خدا کا اونٹنی پر سوار ہونا، خدا تینوں کی نسبت ہونا، خدا تعالیٰ نر و مادہ روح القدس ہے۔ خدا تعالیٰ کا آسمان سے اترنا۔ خدا تعالیٰ کا عرش پر سے مرزا قادیانی کی حمد کرنا اور درود وصلوٰۃ بھیجنا۔ خدا تعالیٰ کا نماز پڑھنا، سونا اور جاگنا، خطا وصواب کرنا۔ مرزا قادیانی خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نام ہونا۔''

(توضیح المرام ص ۲۱، ۲۲، ۲۷، ۴۵ خزائن ج ۳ ص ۶۲ تا ۶۵ ملخص، حقیقت الوحی ص ۷۸، ۱۰۳ خزائن ج ۲۲ ص ۸۱، ۱۰۶، البشریٰ ج دوم ص ۷۹)

۸..... ''خدا تعالیٰ کا مرزا قادیانی کے والد بزرگوار کی وفات پر ماتم پرسی کرنا۔''
(نزول المسیح ص ۱۱۶، خزائن ج ۱۸ ص ۴۹۴)

۹..... ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہو گیا ہوں، میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴ خزائن ج ۵ ص ۵۶۴)

۱۰..... ''خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہو۔'' (البشریٰ ج ۲ ص ۲۴)

۱۱..... ''دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔ الخ'' (اربعین نمبر ۳ ص ۲۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳ حاشیہ)

۱۲..... ''میں تیرے لئے اترا ہوں اور تیرے لئے اپنا نشان دکھاؤں گا۔''
(حقیقت الوحی ص ۹۴ خزائن ج ۲۲ ص ۹۷)

۱۳..... ''لولاک لما خلقت الافلاک'' اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان کو پیدا نہ کرتا۔'' (حقیقت الوحی ص ۹۹ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۲)

مرزا قادیانی کے قرآن شریف کی نسبت بہتان

۱..... ''زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک گالی ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر لعنت بھیجتا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۱۸ خزائن ج ۳ ص ۱۱۵)

۲..... ''اس نے (قرآن شریف نے) ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ ظاہر خوبصورت گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں۔''
(ازالہ اوہام ص ۱۸ خزائن ج ۳ ص ۱۱۶ حاشیہ)

۳..... ''قرآن شریف خدا کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔''
(حقیقت الوحی ص ۸۴ خزائن ج ۲۲ ص ۸۷)

۴..... ''کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا ''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں

نے نظر ڈال کر دیکھا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ پر شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی ہے۔'' (حاشیہ ازالہ اوہام ص ۷۶ خزائن ج ۳ ص ۱۴۹ حاشیہ)

۵..... ''پس یہ خیال کہ گویا جو کچھ آنحضرت ﷺ نے قرآن کریم کے بارہ میں فرمایا ہے اس سے بڑھ کر ممکن نہیں بدیہی البطلان ہے۔'' (کرامات الصادقین ص ۱۹ خزائن ج ۷ ص ۶۱)

۶..... ''قرآن زمین سے اٹھ گیا تھا میں قرآن کو آسمان پر سے لایا ہوں۔''

(ازالہ اوہام ص ۷۲۲ خزائن ج ۳ ص ۴۸۹)

توہین انبیائے کرام علیہم السلام

۱..... ''جناب رسول خدا ﷺ کی پیشین گوئیوں میں بھی غلطی ہوئی۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۷۳۴، ۷۳۵ خزائن ج ۳ ص ۴۹۵، ۴۹۶)

۲..... ''جناب رسول خدا ﷺ کا سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہئے۔''

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۴۴ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

۳..... ''جناب رسول خدا ﷺ کے الہام اور وحی کے معنی غلط نکلے۔''

(ازالہ اوہام ص ۴۹۰ خزائن ج ۳ ص ۴۷۲)

۴..... ''آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔''

(حقیقت الوحی ص ۸۹ خزائن ج ۲۲ ص ۹۲)

توہین عیسوی

۱..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مرزا کا افضل ہونا۔ تمام معجزات عیسوی کا شعبدہ، بے سود، مسمریزم قرار دینا، پیش گوئیوں کو غلط کہنا، حضرت مسیح علیہ السلام کا مٹی کا کھلونا بنانا، کل دبانا، پھونک مارنا، تمام اعجاز عیسوی سے انکار۔ یوسف نجار کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ ماننا۔ ازالہ اوہام میں کھلے کھلے الفاظ میں جن کی کوئی تاویل نہیں ہوسکتی۔ تمام تصانیف میں حیات مسیح علیہ السلام کی ہتک وتوہین بھری پڑی ہے۔

۲..... الزامی طور پر جواب دیتے ہوئے مرزا قادیانی حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کو کذاب،

ناپاک خیال، شرابی، متکبر، راست بازوں کا دشمن، یہودی کا شاگرد، شریر شیطان کے پیچھے چلنے والا، مکار وغیرہ وغیرہ الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ دیکھو مرزا قادیانی کی گالیاں

(فتح مسیح ص ۱۹-۴۵ ضمیمہ انجام آتھم خزائن ج ۱۱)

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب

۱..... ''آپ (مسیح) کا خاندان نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

۲..... ''مریم کا بیٹا کوشلیا کے بیٹے (رام چندر جی) سے کچھ زیادتی نہیں رکھتا۔''

(انجام آتھم ص ۴۱ خزائن ج ۱۱ ص ۴۹۵، ۴۹۶)

اہل بیت پر حملہ

۱..... ''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو، ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔''

(اخبار الحکم نمبر ۴ ج ۴ مؤرخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۰ء ملفوظات ج ۲ ص ۱۴۲ دس جلدوں والا)

۲..... ''اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجّی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔''

(دافع البلاص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

۳.....

کربلائیست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

(الحکم جون ۱۹۰۴ء نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

۴..... ''افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو تو رتبہ انبیت کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں۔ ان سے تو زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے۔''

(نزول المسیح ص ۴۵ خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۳)

۵..... ''انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا میں

کہتا ہوں ہاں! خدا اعنقریب ظاہر کردے گا۔'' (اعجاز احمدی ص ۵۲۲ خزائن ج ۱۹ ص ۱۶۴)

مرزا قادیانی کا ملائکہ کی نسبت خیال باطلہ

۱..... ''جبرائیل آسمان پر قائم ہیں، وہ بذات خود نازل نہیں ہوتا۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۱۲۴ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۲..... ''محققین اہل اسلام ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ ملائکہ اپنے شخصی وجود کے ساتھ انسانوں کی طرح پیروں سے جا کر زمین پر اترتے ہیں اور یہ خیال بہ بداہت باطل بھی ہے۔'' (توضیح مرام ص ۳۰ خزائن ج ۳ ص ۹۶)

۳..... ''فرشتے اپنے اصلی مقامات سے جو ان کے لئے خدا کی طرف سے مقرر ہیں ایک ذرہ برابر بھی آگے پیچھے نہیں ہوتے۔'' (توضیح المرام ص ۳۲ خزائن ج ۳ ص ۶۷)

الہامات مختلفہ

۱..... ''مسجد اقصیٰ سے مراد مسجد قادیاں ہے۔'' (خطبہ الہامیہ ص ح خزائن ج ۱۶ ص ۲۲)

''مکہ، مدینہ، قادیاں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن میں درج کیا گیا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۷۶ خزائن ج ۳ ص ۱۴۰ حاشیہ)

''دجال سے پادری لوگ اور ریل سے دجال کا گدھا مراد ہے۔''

(ازالہ ص ۶۸۶ خزائن ج ۳ ص ۴۷۰، ص ۷۳ خزائن ج ۳ ص ۴۹۳)

''دابۃ الارض سے مراد علما لوگ ہیں جو آسمانی روح نہیں رکھتے۔''

(ازالہ ص ۵۰۲ خزائن ج ۳ ص ۳۷۰، ۳۶۹)

۲..... ''ہر ایک نبی کا نام مجھے دیا گیا۔ چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو رڈر گوپال بھی کہتے ہیں یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا۔ اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔'' (ملخص چشمہ معرفت ص ۱۵، خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۲)

مرزا قادیانی کے دعوے

۱..... ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔''

(ملفوظات جدید ج ۵ ص ۴۴۷، قدیم ج ۱۰ ص ۱۲۷)

''خدا نے آج سے تیس برس پہلے ''براہین احمدیہ'' میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

اور حقیقی نبوت کے دعوے کے لئے دیکھو ''حقیقت النّبوت'' مؤلفہ میاں محمود خلیفۃ المسیح قادیان۔

۲..... ''جری اللہ فی حلل الانبیاء'' یہ رسول خدا ہے۔ تمام نبیوں کے پیرایہ میں۔'' (حقیقت الوحی ص ۷۹ خزائن ج ۲۲ ص ۸۲)

۳..... ''وما ارسلناک الّا رحمۃ اللعالمین''

(حقیقت الوحی ص ۸۲ خزائن ج ۲۲ ص ۸۵)

۴..... ''میں اس رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔'' (حقیقت الوحی ص ۸۷، خزائن ج ۲۲ ص ۹۰)

اخلاق مرزا قادیانی

۱..... ''اے بدذات فرقۂ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس ہے کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔'' (انجام آتھم ص ۲۱ خزائن ج ۱۱ ص ۲۱)

۲..... نجاست خور، شیطان، مفسد، بھیڑیا، کمینہ، بکواس، مکار، کتا، جاہل، فریبی، پلید، ابن الہوس، مچھر، کژدم، حیض والی عورت، کذاب، خبیث، مشرک، دیو، لومڑی، پاخانہ، فاسق، گھوڑا، شریر وغیرہ وغیرہ الفاظ علمائے کرام کی نسبت اعجاز المسیح وحقیقت المسیح میں پائے جاتے ہیں۔ جو مرزا قادیانی کی تہذیب واخلاق واسوہ حسنہ واسلامی تعلیم مسیحیت، مہدویت ونبوت کے معیار صداقت ہیں۔

تمت بالخیر

✡ ✡ ✡

مسیح قادیان
کے
کذب کا اعلان

جناب نواب سید سعادت علی خان در بھنگہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''قال اللہ تعالیٰ: ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین (الاحزاب: ۴۰)'' نہیں محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے آخر، یعنی سب کے بعد آنے والے، آپ کے بعد کسی کو نبوت کا مرتبہ نہیں ملے گا۔

''قال النبی ﷺ: سیکون فی امتی کذابون کلھم یزعم انّہ نبی اللہ وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی (مشکوٰۃ)'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں تیس کے قریب کذاب (دجال) بڑے جھوٹے بڑے فریبی پیدا ہونے والے ہیں ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا کہ وہ خدا کا نبی ہے۔ حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

''قال النبی ﷺ: کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہٗ نبیٌ وانہ لا نبی بعدی وستکون خلفاء (الحدیث. بخاری)''

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کے مقدس اور محکم کلاموں کے مطابق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر سلسلہ رسالت ختم ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ سب نبیوں کے آخر ہیں۔ آپ کے بعد جو شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرے وہ کذاب و دجال ہے۔ امت محمدیہ میں خلافت کا سلسلہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ اس وقت بھی خلافت اسلامیہ قائم ہے۔ مسلمانوں کا بچہ بچہ امام وقت خلیفۃ المسلمین کو جانتا و پہچانتا ہے جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کے نبی ہونے کا قائل ہو وہ دجالی جماعت میں داخل ہوگا اور جو شخص خلیفۃ المسلمین کے سوا کسی کو امام وقت مانے وہ خدا اور رسول کے نزدیک باغی ہے۔ ہاں ہر صدی کے سرے پر مجددین ہوئے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ مگر کسی صحیح حدیث سے یہ نہیں ثابت ہے کہ مجدد ہی خلیفۃ المسلمین بھی ہو اور وہ اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ بھی کرے اور اپنے مجدد ہونے پر لوگوں سے بیعت بھی لے اور نہ یہ ثابت ہے کہ مجدد ایک ہی شخص ہوتا ہے۔ جس طرح پہلی صدیوں میں مجددین ہوئے ہیں۔ اسی طرح اس صدی میں بھی بہت سے لوگ مجددین ہوئے ہیں۔ ہاں مجدد کے لئے سچا ہونا ضروری ہے، جھوٹا شخص مجدد نہیں ہوسکتا۔

ہمارے زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مجددیت اور نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ مذکورہ بالا آیت وحدیث کے رو سے کذاب ودجال ہیں اور جب وہ کذاب ودجال ٹھہرے تو نبی ہونا تو درکنار مجدد بھی نہیں ہوسکتے۔ اس لئے کہ مجدد دین سے دین کی تائید ہوتی ہے اور کذاب ودجال سے دین کی تباہی وبربادی ہوتی ہے۔ علاوہ اس کے کہ مرزا قادیانی اپنے دعوؤں میں کاذب ہیں۔ وہ خود اپنے متعدد اقراروں سے بھی کاذب ثابت ہوتے ہیں۔ ان کی کتابوں میں بے شمار جھوٹی باتیں ٹھہری ہیں۔ جو شخص ان کو سچا ثابت کردے، مجھ سے مبلغ بیس ہزار روپے کا انعام حاصل کرے۔

اب نہایت ہی سعید ہے وہ شخص جو حق وباطل میں تمیز کرتا ہے اور حسب فرمان رب العالمین ومطابق ہدایت خاتم النّبیین ﷺ جھوٹوں کے مکروفریب سے خود بھی بچتا ہے اور دوسروں کو بھی بچاتا ہے اور نہایت ہی شقی ہے وہ شخص جو قرآن وحدیث کے خلاف آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو نبی مانتا ہے اور دوسروں سے منوانے کی کوشش کرتا ہے ’’**انّ الشیطان لکم عدوٌ فاتخذوہ عدوّاً انّما یدعوا حزبہٗ لیکونوا من اصحاب السعیر**‘‘ مسلمانو! شیطان تمہارا دشمن ہے۔ اس کو ہمیشہ اپنا دشمن سمجھو وہ اسی کوشش میں ہے کہ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی دوزخ میں گرائے۔

میاں عبداللہ الہ دین معلوم کرو کہ مسیح قادیان کے کذاب ودجال ہونے کے اثبات میں قریب سو رسالوں کے لکھا گیا ہے۔ ان میں سے رسائل ذیل تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں:

فیصلہ آسمانی حصہ سوم: اس میں قرآن مجید وحدیث سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا اور اعجاز قرآن کا درحقیقت منکر ہونا ثابت کرکے وعدہ اور وعید خداوندی کا ہر طرح پورا ہونا قرآن مجید سے بے نظیر طریقے سے ثابت کیا ہے اور آٹھ پیشین گوئیوں کا جھوٹا ہونا دکھلایا ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۳۳۴ھ میں امرت سر میں اور دوسری مرتبہ دہلی میں ۱۳۳۶ھ میں چھپا۔ جواب کے لئے تین ہزار روپیہ کا اشتہار بھی دیا گیا مگر ان کی ساری جماعت جواب سے عاجز رہی۔ (رسالہ ہذا احتساب قادیانیت ج نمبر ۷ میں شائع ہو چکا ہے)

چشمۂ ہدایت: اس میں مرزا قادیانی کے اٹھارہ اقراروں سے ان کا جھوٹا ہونا اور اشرّ الناس اور بدترین خلائق ..... اور مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین ہونا نہایت

مستحکم طریقے سے ثابت کیا ہے۔ ۱۳۳۷ھ میں رحمانی پریس مونگیر میں چھپا ہے۔ پھر کیا ان اقراری ڈگریوں کا جواب ہوسکتا ہے، غیر ممکن ہے۔ اس کے آخر میں دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار ہے اور قادیان پہنچایا گیا ہے۔ (رسالہ ہذا صحیفہ رحمانیہ نمبر ۹ پر مشتمل جو کہ احتساب قادیانیت جلد نمبر ۵ میں چھپ چکا ہے)

صحیفہ محمدیہ نمبر ۸: اس میں مرزا قادیانی کے بائیس جھوٹ دکھائے ہیں جن سے اسلامی صفت سے علیحدہ ثابت ہوئے۔ ۱۳۳۵ھ میں چھپ کر مشتہر ہوا ہے۔ مگر کوئی مرزائی ایک جھوٹ کا بھی جواب نہیں دے سکا۔ (یہ رسالہ تا حال نہیں ملا)

صحیفۂ محمدیہ نمبر ۱۰: اس میں مرزا قادیانی کی حالت اور امام وقت کے معنی اور حدیث امامت کی تشریح ہے جس سے مرزا قادیانی جھوٹے ہوتے ہیں۔ (یہ رسالہ بھی تا حال نہیں ملا)

ایضاً نمبر ۱۳: اس میں مرزا قادیانی کے علانیہ اکاذیب کے علاوہ کروڑوں جھوٹ اور افتراء دکھائے ہیں۔ (صحیفہ محمدیہ نمبر ۱۳ محاسبہ قادیانیت جلد نمبر ۱۲ میں شائع ہوگیا ہے)

مرزا مسیح دجال کا سربستہ راز: اس میں مرزا قادیانی کا کذب اسی طرح دکھایا ہے جس طرح انہوں نے غلام احمد قادیانی کے عدد نکال کر اپنے آپ کو چودھویں صدی کا مجدد ہونا ثابت کیا ہے۔ (یہ جناب ملک نظیر حسین بہاری کا مرتب کردہ ہے محاسبہ کی آنے والی کسی جلد میں شائع ہوگا)

میاں عبداللہ ان لاجواب رسالوں کے دیکھنے کے بعد بھی کوئی حیادار احمدی آپ کے چیلنج اور ایک صفحی اشتہار کو وقعت کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیا ایسے جھوٹے اور اشرالناس اور بدترین خلائق کو کوئی صاحب عقل خدا کا برگزیدہ اور رسول مان سکتا ہے۔ حاشا وکلا! کیا ایسے اقراری مردود اور ملعون اور کافر کی صداقت قرآن وحدیث میں ہوسکتی ہے۔ آسمان وزمین پھٹ جائیں، مگر یہ نہیں ہوسکتا۔ میاں عبداللہ الہ دین ان رسالوں کے دیکھنے کے بعد بھی آپ اپنے اشتہار پر ایمان رکھیں گے اور خوف خدا کچھ دل میں نہ آئے گا۔ یہاں ہر طرح سے آپ کو اور آپ کے مددگاروں کو اظہار حق کرنے کے لئے حاضر ہیں۔

المشتہر: نواب سید سعادت علی خان رئیس پیغمبر پور اسٹیٹ ضلع دربھنگہ نومبر ۱۹۱۹ء، ۲۵ رصفر ۱۳۳۸ھ مطبع رحمانیہ مخصوص پور مونگیر میں چھپا۔

مہر صداقت

المعروف بہ

احکام شریعت

حضرت مولانا سلامت اللہ رام پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اب دیکھئے کیا فرماتے ہیں علمائے دین خاتم النبیین وسعی کنندگان شرع متین ﷺ واصحابہ اجمعین! مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور کے چند اقوال بطور نمونہ مشتے از خروارے پیش کر کے یہ خادم العلماء محمد اسماعیل خان صبر رام پوری دریافت کرنا چاہتا ہے کہ ایسے خیال والے شخص یا اس کے معتقدین کے ساتھ معاملات مفصلہ تحت درست ہیں یا نہیں؟

(۱) غم وشادی میں شرکت کرنا، (۲) ان کی مجالس میں جانا، (۳) اپنی محفل میں بلانا، (۴) مسلمانوں کی مسجدوں میں ان کا داخل ہونا، (۵) ان سے رسم ازدواج کا جاری رکھنا، (۶) ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا، (۷) ان کو اپنے قبرستانوں میں دفن کرنے کی اجازت دینا، (۸) ان کے یہاں کی یا ان کے ہاتھ کی تیار کی ہوئی کوئی شئے کھانا پینا، (۹) ان کو مسلمان جان کر یا کسی اور سبب سے ان کی مدد کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ فقط

اقوال مرزا کادیانی

۱..... ’’میں صرف یہی جواب نہیں دوں گا کہ معجزات دکھا سکتا ہوں بلکہ خدائے تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثنا نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۶ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۴)

۲..... ’’میں خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اس طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۲۱۱ خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

۳..... ’’جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۱۵۵ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۹)

۴..... ’’کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں۔ کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۱۵۳ خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۷)

۵..... ’’خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے، اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد ہے۔‘‘

(دافع البلاء ص ۱۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

۶.....

ابن مریم علیہ السلام کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۱)

۷.....

اینک منم کہ حسب بشارت آمدم — عیسیٰ کجا ست تا بنہد پا بمنبرم

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸ خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

۸.....

آنچہ داد است ہر نبی را جام — داد آن جام را مرا بتمام

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

۹.....

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفان نہ کمترم زکسے

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

۱۰..... مرزا کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ازالہ اوہام ہے۔ اس کے (ص ۶۷۳ خزائن ج ۳ ص ۴۶۳) پر لکھتا ہے ’’کہ میں احمد ہوں جو آیت: ’’**مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہٗ احمد**‘‘ میں مراد ہے۔‘‘ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۱ خزائن ج ۱۷ ص ۶۸)

۱۱..... (دافع البلاص ۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱) پر لکھتا ہے: ’’سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘

الجواب واللہ سبحانہٗ الموفق للصواب

ان اقوال مردودہ سے قائل کا کفر صریح اور بہتان وافترا سے قبیح، آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ اس واسطے کہ اس نے اوّلاً خداتعالیٰ پر اور رسول اللہ ﷺ پر اور تمام انبیاء علیہم السلام پر جھوٹ باندھا کہ سب نے اسے افضل قرار دیا اور خدا نے اس کے لئے معجزات کے دریا بہائے اور مجھے مبشر اور قادیان کا رسول کیا۔ اس کے کافر ہونے پر دلیلیں قرآن شریف کی بہت سی آیتیں:

پہلی آیت: ''انما یفتر الکذب الذین لایؤمنون (النحل:۱۰۵)'' نہیں جھوٹ گھڑتے مگر ایمان نہ رکھنے والے لوگ۔

دوسری آیت: ''ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون (یونس: ۶۹'' بے شک خدا پر جھوٹ باندھنے والے نامراد ہیں۔

تیسری آیت: ''ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والأخرۃ واعدلھم عذاباً مھینا (الاحزاب:۵۷)''

چوتھی آیت: ''فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عنداللہ لیشتروا بہ ثمناً قلیلاً فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون (البقرۃ: ۷۹)''

ثانیاً: اس نے دعویٰ نبوت کیا اور معجزات کی کثرت کا مدعی ہوا بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام سے کثرت معجزات میں اپنی فضیلت بیان کی اس سے بھی کفر اس کا متعین ہے اور اس دعویٰ سے یقیناً کافر ہوگیا۔

ثالثاً: تمام انبیاء علیہم السلام سے اپنی ہمسری کا دعویٰ بلکہ ان سے اپنی ترجیح اور افضلیت خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام، پر اس سے بھی اس کا کفر یقینی ہے۔

رابعاً: انبیاء علیہم السلام خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام کی تحقیر وتعییب اور ان پر طعن وسب جس سے بالاجماع کفر عائد ہوا۔

خامساً: جب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا نص قطعی قرآن شریف کا منکر ہوا۔ حضرت ختم رسل ﷺ کو خاتم النّبیین نہ مانا نہ جانا۔ اس سے بھی اس کا کفر باتفاق امت ثابت اور ایسا

کفر کہ جو اسے کافر نہ جانے، نہ کہے وہ بھی کافر اور جو اسے نبی مانے یا اس کا معتقد ہو اور اچھا جانے وہ سب کافر اور امور مذکورہ فی السوال ان سب کے ساتھ عام قطعی نصوص قطعیہ سے۔

ازاں جملہ ''فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظّٰلمین (الانعام: ۶۸)''

ازاں جملہ ''لا تجد قوماً یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادّون من حادّ اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان (المجادلۃ: ۲۲)''

بلکہ اگر حکومت وسلطنت اسلام ہو تو یہ سب کے سب قابل ضرب وحبس دائمی وقتل خاص وعام۔

اب روایات کتب معتبرہ سے مضامین مسطورہ پر ملاحظہ فرمایئے:

تفسیر روح البیان میں ہے ''قد اخبر اللہ فی کتابہ ورسولہ ﷺ فی السنۃ المتواترۃ عن انہ لا نبی بعدہ وقال اھل السنۃ والجماعۃ لا نبی بعد نبینا لقولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین ومن قال بعد نبینا نبی یکفر لانہ ینکر النص وکذلک لو شک فیہ و تنباء رجلٌ فی زمن ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ وقال امھلونی حتی اجی بالعلامات فقال ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ من طلب منہ علامۃ فقد کفر''

''قال فی ھدیۃ المھدیین امّا الایمان بسیدنا محمد ﷺ فانہ یجب (ای یفترض) بانہ رسولنا و خاتم الانبیاء والرسل فاذا امن بانہ رسول ولم یؤمن بانہ خاتم الرسل لا یکون مؤمناً''

''وقال فی الاشباہ فی کتاب السیر اذا لم یعرف ان محمداً علیہ السلام اٰخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات. انتھٰی''

علامہ حموی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: ''قولہ واذا لم یعرف ان محمداً اٰخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات یعنی والجھل بالضروریات فی باب لمکفرات لا یکون عذراً (ای مسموعاً مقبولاً فی اکثرھا) خلاف غیر ھا فانہ یکون عذراً علی المفتی بہ کما تقدم''

ردالمحتار میں ہے: ''قد صرح فی التحریر بان ما کان من ضروریات الدین یکفر منکرہ ایضاً فیہ لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اھل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات'' نیز اسی ردالمحتار حاشیہ درمختار میں ہے ''والبدعۃ لو کانت کفراً یباح قتل اصحابھا عاماً ولولم تکن کفراً یقتل معلمھم ورئیسھم انتھیٰ''

شفا شریف میں ہے ''دفع الاجماع علی تکفیر من دافع نص الکتاب او نص حدیث مجمع علی نقلہ ایضاً اجماع علی کفر من لم یکفّر کل من فارق دین المسلمین''

شروح شفا میں ہے: ''لانہ ﷺ اخبر انہ خاتم النّبیین واخبر لا نبی بعدہٗ واخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النّبیین وانّہ ارسل کافۃً للناس واجمعت الامۃ علی ان ھذا الکلام علیٰ ظاھرہ وان مفھومہ المراد منہ دون تاویل وتخصیص فلا شک فی کفر ھٰؤلاء الطوائف کلھا قطعاً اجماعاً''

اس سے واضح ہوا کہ کوئی بعد ہمارے نبی برحق خاتم ﷺ کے نفس نبوت کا دعوے کرے تو یقیناً بالاجماع کافر ہے۔ چہ جائے کہ نبیوں سے افضلیت کا مدعی ہو۔ اس کے کفر قطعی میں کیا تردد بلکہ جو اسے کافر نہ جانے وہ بھی قطعی کافر بلکہ قادیانی تو قادیانی ہے۔ اگر کوئی شخص کسی غوث یا قطب یا کسی ولی کو کسی نبی سے افضل کہے تو وہ کافر ہے۔ یقیناً بلا ریب وشک۔ اس لئے کہ مطلقاً نبی کی افضلیت ہر ولی سے شرع میں جملہ ضروریات معلومہ سے ہے ''النّبی افضل من الولی وھو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ کافر لانہ معلوم من الشرع بالضرورۃ کما فی شروح البخاری وغیرھا''

اعلام بقواطع الاسلام میں ہے: ''واضح تکفیر مدعی النبوۃ ویظھر کفر من طلب منہ معجزۃ لانہ بطلبہ لھا منہ مجوز لصدقہ مع استحالتہ المعلومۃ من الدین بالضرورۃ'' ترجمہ: مدعی نبوت کی تکفیر تو خود واضح وروشن ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے اس کا کفر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اس مدعی جھوٹے کا صدق محتمل مان رہا ہے۔ حالانکہ اس کا محال ہونا ضروریات دینیہ یقینیہ سے ہے کہ نبی ﷺ کے بعد دوسرا نبی ممکن نہیں ہے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ اور عالمگیریہ میں ہے: ''رجل قال لآخر من فرشته توام فی موضع کذا اغنیک علی امرک فقد قیل انه لا یکفر وکذا اذا قال مطلقاً انا ملک فقد قیل انه لا یکفر وکذا اذا قال مطلقاً انا ملک بخلاف ما اذا قال انا نبیٌ''

نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض میں بنے ہوئے نبیوں اور مدعیان نبوت اور ان کے معتقدین جوان کے ہاں میں ہاں ملانے والے ہیں۔ ان سب کی نسبت لکھا ہے: ''هم اکفر من النصاریٰ واشدّ ضرراً منه لانهم بحسب الصورة مسلمون ویلتبس امرهم علی العوام فهؤلاء کلّهم کفار یکذبون للنبی ﷺ لانه ﷺ اخبر انه خاتم النّبیین وانه لا نبی بعده'' ترجمہ: ان لوگوں کا کفر نصاریٰ سے بڑھ کر ہے اور ان سے زائد ضرر کہ یہ صورت میں مسلمان ہیں:

اے بسا ابلیس آدم روے ہست

ان سے عوام دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں۔ سو یہ سب کے سب کفار ہیں۔ نبی ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں کہ حضور ﷺ نے خبر دی کہ آپ آخرالانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوا، نہ ہوگا۔

امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں: ''ان الامة فهمت من هذا اللفظ انه افهم عدم نبی بعده ابداً وانه لیس فیه تاویل ولا تخصیص ومن ادّلة بتخصیص فکلامه من انواع الهذیان لا یمنع الحکم بتکفیره لانه مکذب لهٰذا (ای خاتم النّبیین) النص الذی اجمعت الامة علی انه غیر مؤول ولا مخصوص انتهٰی''

مواہب لدنیہ میں ہے: ''من ذهب الی ان النبوة مکتسبة لا تنقطع او الٰی ان الولی افضل من النّبی فهو زندیق''

علامہ زرقانی اس کی شرح میں اس کی دلیل اس طرح لکھتے ہیں: ''لتکذیب القرآن وخاتم النّبیین''

تمہید ابوشکور سالمی میں ہے: ''من ادعی النّبوۃ فی زماننا فانه یصیر کافراً ومن طلب منه المعجزات فانه یصیر کافراً لانه شک فی النص''

مولانا بحرالعلوم عبدالعلی شرح سلم میں فرماتے ہیں: ''محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النّبیین وابوبکر رضی اللہ عنہ افضل الاصحاب والاولیاء وھاتان القضیتا مما یطلب بالبرھان فی علم الکلام والیقین المتعلق بھما یقینٌ ثابتٌ ضروریٌ باقٍ الی الابد ولیس الھکم فیھما علی امر کلی یجوّز العقل تناول ھذا الحکم بغیر ھذین الشخصین وانکار ھذا مکابرۃ وکفر انتھٰی''

نیز اعلام بقواطع الاسلام میں ہے: ''ومن ذالک (ای المکفرات) ایضاً تکذیب نبی او نسبۃ تعمد کذب الیه او محاربۃ او سبه او الاستخفاف بدو مثل ذالک ما لو تمنیٰ فی زمن نبینا او بعدہ ان لو کان نبینا فیکفر فی جمیع ذالک والظاھر انه لا فرق بین تمنی ذالک باللسان او بالقلب انتھٰی ملخصاً'' خلاصہ ترجمہ: انہیں باتوں سے جو آدمی کو کافر بناتی ہیں۔ کسی نبی کو جھٹلانا ہے یا کسی نبی کی طرف قصداً جھوٹ بولنے کی نسبت کرنا یا کسی نبی سے لڑنا یا کسی نبی کو برا کہنا گالی دینا ان کی شان میں گستاخی کا کلمہ بولنا یا ہمارے نبی ﷺ کے زمانہ میں یا بعد اس زمانہ کے کسی شخص کا یہ آرزو کرنا کہ نبی ہوتا زبان سے یا دل سے۔ ان سب صورتوں میں کافر ہو جائے گا۔

غور کرنا چاہئے کہ جب آدمی نبوت کی آرزو کرنے سے کافر بن جاتا ہے تو نبی کے دعوے کرنے سے یا معاذ اللہ اپنے آپ کو نبیوں سے افضل کہنے سے کس درجہ کا خبیث کافر اکفر ہوگا۔

شفا شریف میں ہے ''اجمعت الامۃ علیٰ قتل منقصه علیہ السلام وسابّه قال اللہ تعالیٰ: ان الذین یؤذون اللہ ورسوله لعنھم اللہ فی الدنیا والأخرۃ (الاحزاب: ۵۷)'' اور جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اس نے حضور اکرم ﷺ کی تنقیص میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا (جیسے قادیانی) کہ حضور ﷺ کو خاتم نہ مانا اور جب خاتم نہ مانا تو آپ کو نبی نہ جانا اور جب حضور ﷺ کو نبی نہ جانا تا تو کسی نبی کو نہ مانا۔ ''لا نفرّق بین احد من رسله (البقرۃ: ۲۸۵)'' اور جب نبیوں کو نہ مانا تو خدا کو نہ مانا۔ ''ان یفرقو بین اللہ ورسله ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض الخ. اولٰئک ھم الکافرون

حقاً (النساء: ۱۵۰، ۱۵۱) ''اس سے بڑھ کر خدا اور رسول کو ایذاء دینا اور کیا ہوگا اور خدا اور رسول ﷺ کو ایذا دینے والا یقیناً ملعون کافر دنیا و آخرت میں اور اس کے لئے عذاب مہین ہمیشہ کا ہے۔

اقول: تفصیل ماسبق سے خوب ظاہر ہوگیا کہ گورداسی لال قادیانی کے ہم خیال اور ایسوں کے تمام معتقدین ذی خیال سب کے سب کافر اکفر یہود و نصاریٰ سے بڑھ کر دینی شر میں سب کافروں سے بدتر ان کے ساتھ کسی قسم کا اختلاط ہو یا کسی نوع کی مصاحبت ومجالست مؤدت یا برتاوا، سب قطعی حرام بالکل ناجائز جملہ امور مسئولہ ناروا سخت موجب ضرر باعث شر بلکہ اشر کا اثر۔

اس کے علاوہ ایک بات یہاں ضروری اور یاد رکھنے کے قابل ہے۔ وہ یہ کہ جب عقیدت فرقۂ کادیانی سبب کفر والحاد وزندقہ وارتداد ہوا تو بجر داس عقیدت مندی کے ان کی بیبیاں ان کے نکاحوں سے باہر ہوگئیں۔ اب جب تک وہ توبۂ نصوح نہ کریں تب تک ان کی اولادیں سب حرامی ہوں گی اور ان کے اعمال نیک سب برباد واکارت ہوگئے۔ موافق فرمان واجب الاذہان حق تعالیٰ ''**ومن یکفر بالایمان فقد حبط عمله وهو فی الأخرة من الخاسرین** (المائدہ:۵)''

درمختار میں ہے: ''**ما یکون کفراً اتفاقاً یبطل العمل والنکاح و اولاده اولاد زنا انتهٰی**''

حضرت غوث اعظم قطب عالم قدسنا اللہ تعالیٰ بسجانہٗ بسرہٗ الاقدس الاکرم غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں کہ: حضور سرور عالم ﷺ اہل بدعات منقصین شان عالی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت فرماتے ہیں: ''**لاتجالسوهم ولا تناکحوهم ولا تواکلوهم ولا تشاربوهم ولا تسلموا علیهم ولا تعودوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلوا علیهم حلت علیهم اللعنة**'' ترجمہ: نہ ان کے ساتھ بیٹھو، نہ ان کے ساتھ رشتہ جوڑو، نہ ان سے ہم نوالہ وہم پیالہ ہو، نہ ان پر سلام علیک کرو، نہ ان کی عیادت کرو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑو، نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھو۔ ان پر خدا کی لعنت ہوچکی۔'' جب منقصین ومبغضین صحابہ کی نسبت یہ حکم ہے تو منکرین انبیاء علیہم السلام اور ان کے محقرین کی نسبت یہ حکم بدرجہ

اولیٰ وبطریق اعلیٰ واسنی ہے۔ واللہ سبحانہ المؤفق الھادی. اعلم وعلمۂ اتم واحکم وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ والہٖ قدر حسنہ وجمالہ وکمالہٖ!

العبد الحجیب محمد سلامت اللہ عفی عنہ۔

(مہر) ابوالذکا محمد سراج الدین سلامت اللہ الجواب صحیح: محمد عبدالغفار

بے شک فرقہ قادیانی اوران کا اتباع کافر وضال ومضل بلکہ ان سب سے بدتر ہیں۔

العبد محمد معوان حسین عفی عنہ مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم

نعم الجواب وحبذا التحقیق احقر العباد محمد ریحان حسین عفی عنہ

اجماع امت سے ثابت ہے کہ نبوت علی نبیّنا علیہ السلام پر ختم ہوگئی اور شریعت مصطفویہ تاقیامت باقی رہے گی۔ دوسرا نبی پیدا نہیں ہوسکتا اور آیات واحادیث اس بارہ میں محمول علی الظواہر ہیں۔ پس کسی شخص کا مدعی نبوت ورسالت ہونا یا تصدیق کرنا کفر وضلال ہے۔

نظیر الدین عفی عنہ مدرس چہارم مدرسہ عالیہ

ذالک کذالک العبد: غلام رسول عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ

عزھو الذی یعض علیہ بالنواجذ

العبد: محمد معز اللہ خان مدرس مدرسہ عالیہ ریاست رام پور

اقوال مسیح کادیانی کا جو مندرج سوال ہذا ہیں ملاحظہ کیا گیا۔ اس قسم کے کلمات یہود اور نصاریٰ کی تحریرات اور تقریر سے کسی وقت اور ملک میں جو اکثر بلاد میں رہنے اور سفر کرنے کا اتفاق پڑا گوش زد راقم الحروف کے نہیں ہوئے۔ یہ عجیب معجون سقوطری ہے جس نے اس کی طرف توجہ بھی اگر کی، استعمال تو شئے دیگر ہے تو سوائے تلخ کلامی اور کوئی کیفیت حاصل نہ ہوگی۔ ایسے الفاظ زبان سے خواہ قلم سے نکلنا دو حال سے خالی نہیں یا حالت جنون اور سکر میں جو شخص اپنے ہوش میں درست نہ ہو اس سے اور اس کے کلام سے بحث کرنا بے فائدہ۔ اور اگر عمداً اس قسم کے کلمات بولے یا اپنی تصنیفات میں ان پر یقین اور وثوق اپنا جما کر ان کلمات مذکورہ فی السوال کو کسی نے بولا تو اس کے کفر اور کافری میں شک نہیں ہے۔ وہ شخص قطعی کافر ہے۔ آٹھ سوال متعلق مذہب کادیانی کے میرے پاس مرسلہ ملک پنجاب کسی ولایتی طالب علم کے ذریعہ سے پہنچے ہیں۔ وہ قریب قریب انہیں عقائد باطلہ کے ہیں جو

سوالات مذکورہ بالا میں مذکور ہیں۔ جن کا جواب شافی لکھا گیا ہے اور اکثر بلاد کے علماء حنفیہ نے ان اقوال پر، قائل اس کے پر تکفیر کا حکم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ عامہ وخاصۂ مؤمنین کو ان سے فتنہ خیز شر انگیز مذہب سے محفوظ رکھے۔ جواب سوالات نہایت صحیح ہے اور مجیب مصیب فاللہ درہ'! العبد ابوالعمان محی الدین محمد اعجاز حسین مجددی عفی عنہ

ابلیس زمانی، دجال لاثانی، مورد قہر غضب یزدانی، کرشنا اوتار نمرود وقارون، لائق کروڑہا کروڑ لعنت و پھٹکار جناب کفر وارتداد مآب مرزا غلام احمد بدانجام قادیانی ہاویہ مکانی، کی نسبت حضرت مجیب مصیب مدظلہٗ العالی مادامت الایام واللیالی نے جو کچھ تحقیق وتصدیق فرمایا سب حق وبجا ہے۔ بلکہ اس دجال اوّل وابلیس ثانی غلام کفر انجام قادیانی کا کفر وارتداد۔ تمام کفار واشرار عالم سے خبث وغلاظت میں بدرجہا سوا ہے۔ ڈھٹائی، بے حیائی، سخن پروری، حیلہ گستری، عیاری، مکاری، جعل سازی، چالبازی، حق پوشی، کفر فروشی، بدزبانی، بے ایمانی میں اس سید الکفرہ کا مثل ونظیر عنقا ہے۔ حقیقت میں اس نمبر کے اکفر اس امت میں تو نظر نہیں آتے۔ سوائے اشق الناس بل خناس جونپوری ابلیس معنوی وصوری کے اور کہیں دیکھتے سنے نہیں جاتے۔ یہ ملعون ترین موجودات ان کفار اشرار میں سے کہ جو شخص اس مرتد لعین کو کافر نہ جانے اس کے کافر کہنے میں ذرا بھی توقف کرے وہ خود کٹا کافر، پکا مرتد، سچا ابلیس ہے۔ حتی کہ جو اس کافر کو مسلمان سمجھے وہ بھی کافر جو اس کو کافر نہ کہے وہ خود کافر۔ لہٰذا ہر سنی مسلمان پر فرض ہے کہ ہر مرزائی کافر سے دور رہے اور ان کو اپنے سے دور کرے اور بضرورت شدّہ ان سے ویسا ہی معاملہ کرے جیسا کہ دوسرے کفار ومرتدین سے کرتا ہے۔ واللہ سبحانہٗ مؤفق والمعین وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید المرسلین و علیٰ الہ واصحابہ اجمعین!

فقیر ابوالوقت محمد ہدایۃ الرسول سنی، حنفی قادری برکاتی، نوری، رضائی رامپوری عفی عنہ

اصاب من اجاب فقیر محمد شفاعۃ الرسول حنفی قادری

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ الذی ختم النّبوۃ بمحمد ﷺ اما بعد! فان غلام احمد القادیانی قد ادعی النبوۃ والرسالۃ بعد محمد ﷺ فھو کافر لانہ انکر امراً

مجمعا علیه بین فرق الاسلام ثم انه مصرح به فی کتاب الله وکما انه کافر فمتبعه کافر واما تسترهم باتباع السنة فهو لا یفید فانهم یبغضون اٰل محمد ﷺ وحیث کانوا یفتنون النّاس والعوام فینبغی عدم مجالستهم ومناکحتهم ولا سیما والقوم فی حکم المرتدین فکیف یجوز مناکحتهم والحاصل ان هؤلاء الناس یجب اجتنابهم والله لا یحب الخائنین. قال اللهتعالیٰ لا تجد قوماً یؤمنون بالله والیوم الآخر یوادون من حادالله ورسوله ولو کانوا اٰبائهم او ابنائهم او عشیرتهم(المجادلة:۲۲) ولا شک ان اجتناب اهل الضلال امر حس الا تری ان عاصم بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ اقسم ان لا یمسه مشرک ولا یمس هو مشرکاً فلم یمنعه ﷺ. محمد طیب

فقیر کو قادیانی تالیفات دیکھنے کا تو اتفاق نہیں ہوا ہے۔ لیکن اقوال مذکورہ فی السوال دو حال سے خالی نہیں۔ یا قائل ان کا مجنون و دیوانہ ہے تو خطاب وجواب کے قابل نہیں یا عاقل مکلّف ہے تو اقوال مذکورہ کے اعتقاد سے کفر لازم آنے میں کیا کلام ہے۔ بالخصوص دعوے نبوت ورسالت (جو بحوالہ رسائل قائل سوال میں مذکور ہے) نص ظاہر غیر مؤلہ مجمع علیہ کے انکار کو مستلزم ہے اور ایک نص کے انکار سے بھی کفر لازم آنا سلف وخلف کا مجمع علیہ ہے۔ چنانچہ خلافت اولیٰ میں بعض اعراب نے حکم زکوٰۃ سے انکار کیا تو خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بحضور مجمع صحابہ رضی اللہ عنہم ان سے جہاد کیا اور باتفاق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان پر اسم وقلم غیر مسلم کا جاری کیا گیا۔

هذا ما سحّ فی البال والله سبحانهٗ وتعالٰی اعلم الحقیقت الحال.

العبد خادم الطلبه محمد منور العلی

التماس

اس فتوے کو لکھے ہوئے کئی سال گزر گئے اس کی اشاعت اب تک اس وجہ سے نہ ہوئی تھی کہ میرے ایک ملنے والے اسی وقت میں اکبر آباد سے تشریف لائے ہوئے تھے وہ مجھ سے آگرہ کو لے گئے تھے کہ میں وہاں سے چھپوا کر روانہ کردوں گا، نہ معلوم انہوں نے کس سبب سے توقف کیا صدہا خطوط روانہ کئے مگر نہ اصل نہ نقل کچھ روانہ نہیں کرتے تھے بمشکل اب اصل فتویٰ مجھے وصول ہوا جو عام مخلوق کی اطلاع دہی اور فائدہ مذہبی کی غرض سے ریاست رام پور کے چھاپہ خانہ میں چھپوا کر تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔ فقط، محمد اسماعیل خان رام پوری

شہر ہاپوڑ میں علماء اسلام کی جانب سے قادیانیوں کا

کامیاب تعاقب

قادیانی ٹولہ راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہوگیا

حضرت مولانا ریاست علی قاسمی رام پوری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایک روز محلہ دہلی گیٹ ہاپوڑ کے کچھ مسلمانوں نے مولانا محمد یامین صاحب، مفتی محمد ایوب صاحب اور دیگر اساتذہ کرام جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ سے کہا کہ آواس وکاس کالونی بلند شہر روڈ ہاپوڑ میں رہنے والا ایک شخص عبدالرشید کہتا ہے کہ ہمارے بعض رشتہ دار قادیانیت کی طرف مائل ہوگئے ہیں۔ اگر علماء اسلام اس کو سمجھا دیں تو شاید واپس آجائیں۔ اوّل الذکر دونوں حضرات وہاں پہنچے۔ عبدالرشید نے صورت حال ان کے سامنے رکھی۔ ان حضرات نے کہا کہ ان کو بلالو۔ ہم ان شاء اللہ! سمجھا دیں گے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر وہ یہاں نہیں آتے تو ہم ان کے پاس چلیں گے۔ اس پر عبدالرشید وغیرہ نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے میں برابر ٹیلی فون پر رابطہ قائم کررہا ہوں۔ وہ آنے کا وقت بتادیں گے۔

پھر اچانک ۹ رمئی (۱۹۹۷ء) بروز جمعہ کو عبدالرشید کے رشتہ دار اپنے ساتھ دہلی سے مرکزی قادیانیوں کا ایک وفد لے کر آدھمکے۔ جس میں کلیم الدین، انصار احمد قادیانی مبلغین اور دیگر افراد شامل تھے یہ لوگ عبدالرشید کے مکان پر قیام پذیر تھے۔ جمعہ کے دن جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ میں تعطیل تھی۔ علماء کرام اپنے اپنے گھر پر تھے۔ عشاء سے کچھ قبل ایک صاحب مولانا محمد یامین صاحب کے مکان پر پہنچے کہ قادیانی لوگ مباحثہ کے لئے آگئے ہیں۔ مولانا نے معلوم کیا کہ کتنے لوگ ہیں تو جواب ملا کہ کئی آدمی ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ رشتہ داروں کو افہام وتفہیم کی بات تھی، نہ مباحثہ کی۔ پھر مولانا نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں ہے میں عشاء پڑھ کر آرہا ہوں۔ آپ لوگ انتظار کریں۔ اس کے بعد مولانا محمد یامین صاحب راقم السطور ریاست علی قاسمی کے غریب خانہ پر تشریف لائے اور صورت حال اجمالاً بیان کرنے کے بعد عبدالرشید کے مکان پر چلنے کا حکم فرمایا۔

راقم السطور کی اسی وقت سفر حج سے واپسی ہوئی تھی۔ بندہ نے سفر کی تھکان کے باوجود آمادگی کا اظہار کردیا۔ عشاء کے بعد مولانا دوبارہ تشریف لائے۔ حسن اتفاق سے بندہ کے قریبی رشتہ دار مولوی عبدالسمیع صاحب قاسمی صدر المدرسین مدرسہ کلید علوم عمری کلاں ضلع

مراد آباد اور مولانا مفتی غلام نبی صاحب قاسمی استاذ جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ بھی پاس ہی موجود تھے۔ ہم تینوں مولانا کے ہمراہ عبدالرشید کے مکان پر پہنچے۔ تھوڑی دیر کے بعد مولانا ظہیر احمد صاحب قاسمی استاذ جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ بھی تشریف لے آئے۔ ملاقات کے بعد کچھ دیر سکوت رہا۔ پھر باہمی تعارف ہوا۔ یہاں قادیانی مبلغین کے علاوہ شہر کے سرکردہ لوگ ماسٹر اسلوب وغیرہ موجود تھے۔

مولانا محمد یامین صاحب نے قادیانی مبلغ کلیم الدین سے تعارف کے لئے کہا تو اس نے جواب دیا کہ میں کٹک کا رہنے والا ہوں۔ سونگھڑا میرا وطن ہے۔ تبلیغ اسلام میرا مشغلہ ہے۔ بیت الہادی تغلق آباد دہلی میں امامت کرتا ہوں اور احمدیہ مشن کا انچارج ہوں۔ پنجاب یونیورسٹی سے میں نے مولوی فاضل کی ڈگری حاصل کی اور جامعہ احمدیہ قادیان میں بھی تعلیم حاصل کی ہے۔

مولانا محمد یامین صاحب نے سوال کیا کہ اسلام سے آپ کی کیا مراد ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ حضور اقدس ﷺ والا مراد ہے۔ پھر سوال کیا کہ کیا آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں؟ تو اس نے نفی میں جواب دیا۔ اس پر شرکاء مجلس میں سے ماسٹر اسلوب صاحب نے کہا کہ جھگڑا ختم ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی تم بھی نہیں مانتے اور یہ بھی نہیں مانتے ہیں۔ اس پر انصار احمد قادیانی نے کہا کہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو امتی نبی مانتے ہیں۔ اس پر ایک صاحب نے کہا کہ امتی نبی کیا ہوتا ہے؟ تو قادیانی مبلغ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بعض افراد کو ان کے اعمال صالحہ کی وجہ سے منصب نبوت عنایت فرما دیتے ہیں۔ اس پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ اعمال صالحہ کی بنیاد پر کتنے نبی بنے؟ اور قادیانی مبلغ سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

پھر قادیانی مبلغ نے کہا کہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود اور مہدی مانتے ہیں اور استدلال میں ایک عبارت پیش کی جس کا حدیث ہونا وہ بتلا رہا ہے جس میں ''الف واربع مائة'' کے الفاظ ہیں کہ وہ مسیح موعود چودھویں صدی میں پیدا ہوگا اور حوالہ میں ''النجم

الثاقب‘‘ نامی کتاب کو پیش کیا۔ اس پر مولانا محمد یامین صاحب نے جرح کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’النجم الثاقب‘‘ حدیث کی کون سی کتاب ہے؟ کہاں دستیاب ہے، دنیا کے کون سے کتب خانے میں ملتی ہے۔

پھر راقم السطور نے عرض کیا کہ حدیث کے اندر دوسری صدی اور تیسری صدی میں جو کتب مدوّن ہوئی ہیں اور جو امت مسلمہ کے درمیان قرناً بعد قرنٍ متعارف رہی ہیں۔ مثلاً بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف، طحاوی شریف، سنن دار قطنی، سنن دارمی، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ حوالہ میں ان کی کتب کو پیش کرنا ضروری ہے۔ اس پر قادیانی مبلغ لاجواب ہوگیا۔

پھر راقم السطور نے عرض کیا کہ بات لمبی ہوگئی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جتنے بھی انبیاء کرام دنیا میں تشریف لائے۔ انہوں نے اپنی زندگی کو بطور نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ اس معیار پر ہمیں مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کا مطالعہ کرنا ہے کہ وہ کس معیار کا آدمی ہے۔ اس پر قادیانی مبلغ نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ نبوت سے پہلے صوم وصلوٰۃ کا پابند شخص تھا۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ مرزا قادیانی نے زمین کے سلسلہ میں مقدمہ بازی کیوں کی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مرزا نے اپنے والد کے حکم کی تعمیل کی ہے اور یہ عصمت کے منافی نہیں ہے۔ اس پر کسی نے سوال کیا کہ کسی نبی کی تاریخ میں مقدمہ بازی کا تذکرہ ملتا ہے؟ اس پر قادیانی سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

پھر راقم السطور نے محمدی بیگم سے مرزا قادیانی کے دعویٰ نکاح کی حقیقت سمجھنا چاہی تو اس کو قادیانی مبلغ گول کر گیا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر راقم السطور نے عرض کیا ہمارا اور تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ خاتم النّبیین ہیں اور حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی دنیا میں نہیں آئے گا۔ خود حضور ﷺ کا ارشاد ہے ’’سیکون فی امتی ثلثون کذّابون دجالون کلّهم یزعم انّه نبی الله وانا خاتم النّبیین لا نبیّ بعدی

(الحدیث) ''حضور ﷺ کے ارشاد مذکور کی روشنی میں ہم ہر مدعی نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی کو کذاب، دجال ماننے پر مجبور ہیں۔ اس پر انصار قادیانی نے کہا کہ قرب قیامت میں جو مسیح ابن مریم آئیں گے۔ اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کیا وہ بھی جھوٹے ہیں۔ اس پر راقم السطور نے جواب دیا کہ مسیح ابن مریم کا خروج نہیں ہوگا بلکہ نزول ہوگا۔ احادیث وآثار اس پر شاہد ہیں۔ پھر گفتگو کا رخ بدل گیا۔

حاضرین مجلس میں سے ایک صاحب نے کہا کہ اسلام کی ابتداء ملک عرب خاص طور سے حرمین شریفین سے ہوئی ہے اور مسلمانوں کو عرب سے محبت ہوتی ہے تو قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر نے عرب کے بجائے لندن کیوں راہ فرار اختیار کی؟ تو اس پر قادیانی مبلغ انصار وغیرہ نے جواب دیا کہ لندن میں ہر شخص کو اپنی بات آزادی کے ساتھ کہنے کا حق حاصل ہے۔ اس لئے اس نے لندن کو اپنی پناہ گاہ بنایا اور عرب ممالک میں اس قسم کی آزادی نہیں ہے۔ اس پر کسی نے کہا کہ کیا عرب میں مسلمان نہیں رہتے ہیں اور مرزا طاہر کو یہودیوں اور عیسائیوں ہی میں امن حاصل ہوتا ہے اور وہ انہی کو مسلمان سمجھتا ہے۔ اس کا قادیانی مبلغ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر راقم السطور نے عرض کیا کہ اسلام کی نشو ونما اور اس کا آغاز عرب سے ہوا ہے، اس لئے مسلمانوں کو عرب کے لوگوں سے محبت ہے اور حرمین شریفین کی زیارت کے لئے ہر سال وہاں جاتے بھی ہیں۔

اور قادیانی مذہب کی ابتداء انگریز کے اشارہ سے ہوئی ہے اور انگریز ہی نے اس کو نبی بنایا ہے اور لندن ہی سے قادیانی کتب کا مجموعہ ''روحانی خزائن'' کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اس لئے مرزا طاہر نے اپنے آبائی محسن کی گود میں پناہ لینا مناسب سمجھا۔ اس پر قادیانی مبلغ جذبات میں آکر بولا کہ آپ الزام لگا رہے ہیں۔ اس کے بعد دوسری باتیں ہوتی رہیں۔ بالآخر جگہ کی تعیین کے لئے اور تاریخ کے تعین کے بارے میں بات چلی تو مولانا محمد یامین صاحب نے فرمایا کہ ہم ہر جگہ گفتگو کے لئے آمادہ ہیں۔ اس پر انصار قادیانی نے کہا۔ اگر دہلی میں گفتگو ہوتی ہے تو نقص امن کی ذمہ داری ہماری ہوگی اور اگر ہاپوڑ میں گفتگو

ہوتی ہے تو نقض امن کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔ مولانا محمد یامین نے فرمایا بالکل ٹھیک ہے۔ آخر کار تغلق آباد دہلی میں ۱۹/مئی ۱۹۹۷ء تعیین موضوع کے لئے طے ہوگئی اور فریقین کی طرف سے یہ گنجائش رکھی گئی کہ اگر ترمیم کی ضرورت محسوس کی گئی تو فون سے رابطہ قائم کرلیا جائے گا اور ہر ایک کا ٹیلی فون نمبر فریقین نے نوٹ کرلیا اور فریقین نے اس ترمیم کی گنجائش کو منظور کرلیا۔ اس کے بعد بعض احباب اور بزرگوں کا مشورہ ہوا کہ تغلق آباد قادیانیوں کا مرکز ہے وہ جگہ تعیین موضوع کے لئے موزوں نہیں ہے۔ فوراً ہی انصار قادیانی کو کسی طرح یہ بات معلوم ہوگئی۔ پھر وہ دوبارہ ۱۴/مئی ۱۹۹۷ء کو ہاپوڑ آ گئے۔ اتفاق سے اسی روز دارالعلوم دیوبند سے مولانا مفتی محمود حسن صاحب بلند شہری مفتی دارالعلوم دیوبند اور مولانا سید محمد راشد صاحب مبلغ دارالعلوم دیوبند بھی تشریف لے آئے۔ مذکورہ دونوں بزرگوں کے علاوہ جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ کے اساتذہ کرام میں سے حضرت مولانا محمد یامین صاحب، مفتی مقصود عالم صاحب، مفتی محمد ایوب صاحب، مولانا ظہیر احمد صاحب قاسمی، مولانا افتخار الحسن صاحب قاسمی وغیرہ بھی عبدالرشید کے مکان پر تشریف لے آئے۔ وہاں انصار احمد قادیانی سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔ مفتی محمود حسن صاحب بلند شہری مدظلہٗ نے فرمایا کہ تاریخ طے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم ابھی مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ لیکن انصار قادیانی اس پر آمادہ نہ ہوا اور ۱۹/مئی ۱۹۹۷ء کی تاریخ تعیین موضوع کے لئے مقرر ہوگئی۔ مقام کے تعین کے لئے مفتی محمد ایوب صاحب نے اپنے ایک عزیز محمد علی قریشی سٹلے والے ساکن جوگا بائی ذاکر نگر اوکھلا دہلی کے مکان کا تذکرہ کیا۔ اس کو قادیانی مبلغ انصار وغیرہ نے منظور کرلیا اور اظہار رضامندی کی ایک تحریر از خود لکھ کر دے دی۔ جس پر انصار قادیانی صدر قادیانی مشن دہلی اور علماء اسلام کی طرف سے مولانا محمد یامین صاحب کے دستخط ہیں۔ جس کا مضمون یہ ہے:

''تحریر آنکہ مؤرخہ ۱۹/مئی ۱۹۹۷ء بمقام مکان مکرم محمد علی صاحب سٹلے والے جوگا بائی اوکھلا نئی دہلی میں فریقین یعنی جماعت احمدیہ اور علماء ہاپوڑ (مسلک دیوبند) اس غرض سے صبح دس بجے جمع ہوں گے تاکہ آئندہ مناظرہ کے لئے شرائط، موضوعات، جگہ اور وقت

کے تعین پر اتفاق کر کے اسے قلم بند کر لیا جائے۔ تاکہ فریقین اس کی پابندی اور احترام کریں۔ اس ۱۹ر مئی ۱۹۹۷ء کی مجلس میں صرف شرائط وغیرہ طے ہوں گے۔ مباحثہ اور مناظرہ قطعاً نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی فریق اس قسم کی گفتگو کرے گا۔''

دستخط دستخط

محمد یامین قاسمی انصار احمد (قادیانی)

اس کے صورت حال کی اطلاع حضرت مولانا محمد یامین صاحب نے حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب مدظلہٗ ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کو دی۔ حضرت والا نے مشورہ کر کے ۱۸ر مئی ۱۹۹۷ء کو دہلی طلب کیا۔ ۱۸ر مئی کی صبح کو جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ میں حضرت مولانا ناظر حسین صاحب مہتمم جامعہ اور حضرت مولانا قاری مشتاق احمد صاحب صدر المدرسین جامعہ کی موجودگی میں قادیانی سرگرمیوں پر غور وخوض ہوا اور ایک وفد کا دہلی بھیجنا تجویز ہوا۔ اس وفد کا قائد حضرت مولانا ریاض احمد صاحب نائب مہتمم جامعہ کو تجویز کیا گیا۔ شرکاء وفد میں جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ کے اساتذہ کرام حضرت مولانا محمد یامین صاحب، مفتی مقصود عالم صاحب، مولانا قاری سعید احمد صاحب، مفتی محمد ایوب صاحب، مولانا ظہیر احمد صاحب، راقم السطور ریاست علی خادم شعبہ افتاء جامعہ تجویز ہوئے اور بارہ بجے دوپہر کو یہ وفد ہاپوڑ سے روانہ ہوا اور سب سے پہلے یہ وفد محمد علی قریشی ساکن جوگا بائی ذاکر نگر اوکھلا دہلی کے مکان پر پہنچا اور پوری صورت حال ان کے سامنے رکھی۔ محمد علی نے بتایا کہ قادیانی لوگ صبح میرے پاس آئے تھے اور مجھ پر زور دیا کہ آپ اپنے مکان میں ہمارے تحفظ کی گارنٹی دو۔ میں نے کہا کہ میں تحریری گارنٹی دینے سے تو معذور ہوں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ہم اپنی سیفٹی آپ کے مکان میں محسوس نہیں کرتے ہیں تو میں (محمد علی) نے کہا کہ میرا اور بھائی شکیل کا مکان آپ کے لئے ہر وقت خالی ہے۔ اس پر انہوں نے آنے سے بالکل انکار کر دیا۔

علماء اسلام کا وفد ہاپوڑ سے دلی پہنچ چکا تھا اور اس کی اطلاع قادیانیوں کو بھی دے دی گئی تھی۔ اچانک مولانا محمد یامین صاحب کو دفتر جمعیۃ علماء ہند مسجد عبدالنبی فون پر قادیانیوں

نے یہ بتایا کہ محمد علی تو اپنے مکان پر گفتگو کرانے کے لئے آمادہ نہیں ہے۔ چنانچہ وفد نے محمد علی صاحب کے مکان پر جا کر انصار قادیانی سے فون پر رابطہ قائم کر کے کہا کہ محمد علی صاحب سے اس قسم کی بات کر کے تمہارا مقصد ہیرا پھیری اور ٹال مٹول ہے اور آخری بات کہتے ہوئے کہا کہ دیکھو ہم کل دس بجے تمہاری اپنے قلم سے لکھی ہوئی تاریخ مقررہ کے مطابق ذاکر نگر اوکھلا محمد علی کے مکان پر پہنچ رہے ہیں اور اس میں ہرگز کوئی ترمیم نہ ہوگی اور ہم چونکہ خود موجود رہیں گے۔ اس لئے ہمارے کسی آدمی کی طرف سے ان شاء اللہ! تمہارا کوئی بال بیکا نہ ہوگا۔

اگلے روز ۱۹ رمئی ۱۹۹۷ء بروز پیر علماء اسلام کا وفد ذاکر نگر اوکھلا محمد علی صاحب کے مکان پر وقت مقررہ دس بجے صبح سے قبل ہی پہنچ گیا۔ قادیانیوں سے گفتگو کے لئے بحیثیت متکلم مولانا مفتی محمود حسن صاحب بلند شہری مفتی دار العلوم دیوبند منتخب ہوئے۔ شرکاء وفد میں مولانا ریاض احمد صاحب، مولانا محمد یامین صاحب، مفتی مقصود عالم صاحب، قاری سعید احمد صاحب، مولانا ظہیر احمد صاحب، مفتی محمد ایوب صاحب، راقم السطور ریاست علی قاسمی اساتذہ جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ، مولانا ظفر الدین صاحب، مولانا شاہ عالم صاحب، مولانا طاہر حسن صاحب ہرسولوی، مولانا مفتی ابو جندی صاحب وغیرہ شامل تھے۔ ذاکر نگر کی جامع مسجد میں مولانا قاری اشتیاق احمد صاحب قاسمی سے ملاقات ہوئی (جن کی مخلصانہ جدوجہد سے پروگرام کو کامیابی ملی اور اس سے قبل بھی موصوف ایک پروگرام کر چکے تھے) مولانا محمد یامین صاحب، مفتی محمد ایوب صاحب محمد علی قریشی کے مکان پر بیٹھ گئے اور دیگر شرکاء جامع مسجد ذاکر نگر میں رہے۔

شدہ شدہ محلّہ کے مسلمانوں کی بڑی تعداد مسجد میں جمع ہوگئی۔ جناب مولانا ڈاکٹر رشید الوحیدی سابق پروفیسر جامعہ ملیہ دہلی جیسے اہم دانشور بھی موجود تھے۔ مولانا مفتی محمود حسن صاحب بلند شہری نے قادیانی سرگرمیوں سے حاضرین کو واقف کرایا۔ خامنی (اتر پردیش) امب (ہماچل پردیش) کے مناظروں سے قادیانیوں کے فرار کی رپورٹ سنائی اور اس کی دسیسہ کاریوں اور جعل سازیوں سے واقف کرایا اور بتلایا کہ یہ لوگ ہر موقع پر علماء اسلام کو پریشان کرتے ہیں اور عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مولانا ظفر الدین صاحب نے

جعفر آباد اور بابر پور کے حالات اور شہاب الدین قادیانی کی سرگرمیوں سے روشناس کرایا۔ مولانا محمد یامین صاحب نے واقعہ کی پوری تفصیل اور ذاکر نگر جمع ہونے کے اسباب ووجوہات پر روشنی ڈالی۔

مولانا شاہ عالم صاحب شعبہ تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند نے مؤرخہ ۱۴/جون ۱۹۹۷ء کو تحفظ ختم نبوت کانفرنس کی اطلاع دی کہ یہ کانفرنس اردو پارک جامع مسجد دہلی میں منعقد ہورہی ہے۔ جس کا مقصد فتنہ قادیانیت اور اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے کیرکٹر سے لوگوں کو واقف کرانا ہے تاکہ عام مسلمان اس فتنہ میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہ سکیں اور اپنے ایمان کی حفاظت کرسکیں اور تمام لوگوں سے اس میں شرکت کی درخواست کی۔ آخر میں مفتی محمد ایوب صاحب نے اس امر کی وضاحت فرمائی کہ محمد علی قریشی میرے قریبی رشتہ دار ہیں۔ ان کے مکان کی نشان دہی میں نے از خود کی ہے۔ بعض لوگ ان کے مکان پر قادیانیوں کی آمد ورفت سے اس غلط فہمی کا شکار ہوگئے ہیں کہ شاید محمد علی قادیانیت سے متاثر ہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ اس کے بعد حضرت مولانا ریاض احمد صاحب نائب مہتمم جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ کی دعا پر اس اجلاس کا اختتام تقریباً ساڑھے بارہ بجے عمل میں آیا۔ تمام ہی شرکاء اور عمائدین دہلی نے ایک تحریر مرتب کرا کے مسجد پر آویزاں کرائی کہ قادیانی ٹولہ جھوٹا اور مکار ہے۔

اس متفقہ تحریر کے الفاظ یہ ہیں: ''آج مؤرخہ ۱۹/اپریل ۱۹۹۷ء بروز دوشنبہ قادیانی گروہ کی تحریر کے مطابق جو ہاپوڑ شہر میں مدرسہ خادم الاسلام ہاپوڑ کے اساتذہ اور قادیانیوں کے مابین گفت وشنید کے بعد لکھی گئی تھی۔ تعیین موضوع کے لئے علماء اسلام برمکان محمد علی قریشی ذاکر نگر اوکھلا تشریف لائے اور وقت مقررہ دس بجے سے ساڑھے بارہ بجے دوپہر تک قادیانیوں کا انتظار کرکے بار بار ٹیلی فون پر رابطہ قائم کیا گیا، مگر قادیانیوں نے راہ فرار اختیار کی اور کسی بھی طرح مقررہ مقام پر آنے کے لئے آمادہ نہ ہوئے۔ جس کی تصدیق ہم حاضرین مجلس کرتے ہیں۔ علماء اسلام نے ہم حاضرین کو قادیانیت کی حقیقت اور علماء دیوبند کی اس سلسلہ میں جدوجہد سے واقف کرایا اور الحمدللہ یہ مجلس ساڑھے بارہ بجے اپنے اختتام کو پہنچی۔''

دستخط شرکاء مجلس:

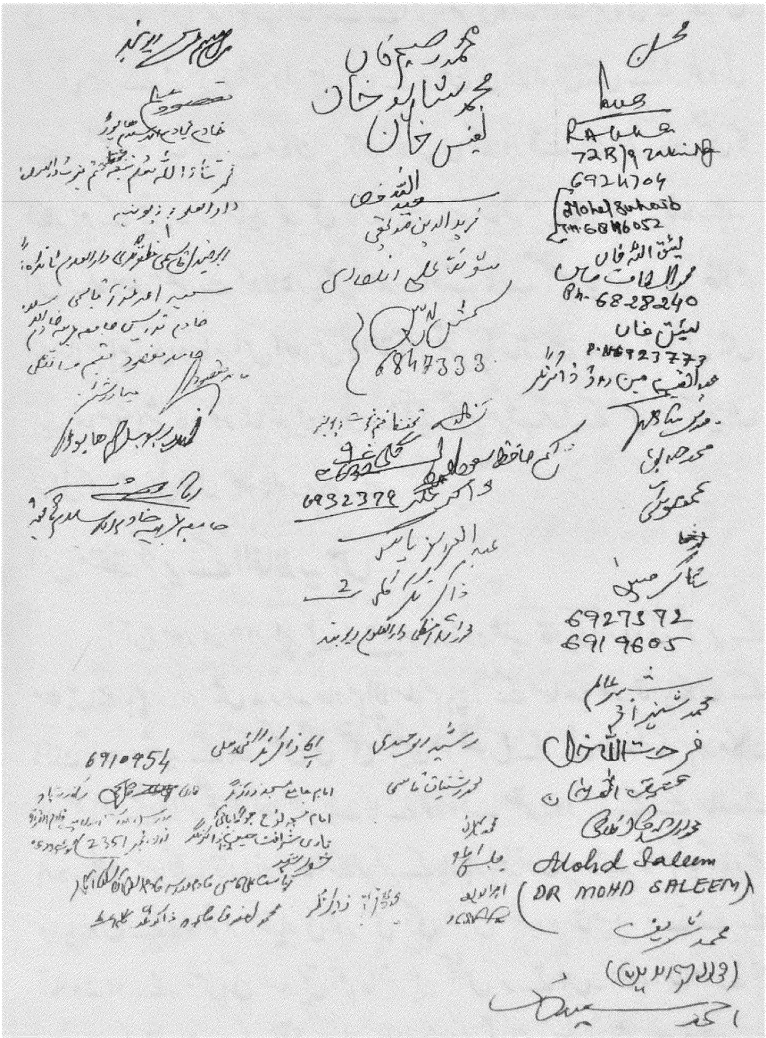

✡✡✡

فرقۂ غُلمدیہ

یا

جماعت احمدیہ

(قادیانیت اپنے لٹریچر کی روشنی میں)

حضرت مولانا عبدالقدوس رومی (آگرہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنیادی عقیدہ

اسلام کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ حضور سرور کائنات، رحمت عالم، حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کی ذات جامع صفات پر دین کی تکمیل کے ساتھ ساتھ سلسلہ نبوت ورسالت بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی ورسول نہ ہو۔ نہ ظلی نہ بروزی نہ تشریعی نہ غیر تشریعی ہر قسم کی نبوت ورسالت آپ کی ذات پر ختم ہوگئی۔ ہاں اس کے برعکس جھوٹے دجالوں کے پیدا ہونے کی پیش گوئی احادیث میں ضرور ملتی ہے ارشاد ہے ''لا تقوم الساعة حتیٰ یبعث دجالون کذابون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی '' (ترمذی) قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی یہاں تک کہ جھوٹے دجال پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعوی کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی بھی نبی نہ آئے گا۔

تاریخ گواہ ہے

حضور سرور کائنات ﷺ کی وفات کے بعد سے اب تک کے کتنے ہی جھوٹے دجال اور مدعیان نبوت پیدا ہوئے لیکن اللہ نے ان سب کو ان کی زندگی ہی میں ذلیل کر کے ان کا دجل ودروغ عالم آشکارا فرمادیا۔

آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی

اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہیں ان کے مشن کا مختصر تعارف آئندہ سطور میں پیش کیا جا رہا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کی جانب سے جو دعوت وقتاً فوقتاً ہمارے سامنے آتی رہتی ہے اس کی صحیح تصویر خود اسی جماعت ہی کے آئینہ میں دیکھی جاسکے۔

فرقہ غلمد یہ یا احمد یہ

جیسا کہ معلوم ہے کہ اس فرقہ کی نسبت مرزا غلام احمد کی جانب کی جاتی ہے تو سوال

یہ ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا نام احمد تو نہ تھا بلکہ غلام احمد تھا چنانچہ وہ خود یوں تعلّی فرماتے ہیں:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

ایسی صورت میں فرقہ کا نام احمد یہ رکھنا غلط بھی ہے اور غلط فہمی کا موجب بھی ہے عام طور پر مرکب اضافی میں جزو اول کی طرف نسبت کی جاتی ہے جیسے ام القریٰ کی نسبت ''امّی'' آتی ہے۔ بہاؤاللہ کی جانب فرقہ بہائیہ منسوب ہے اسی طرح اس فرقہ کا نام بھی غلامیہ ہونا تھا اور اگر خالص غلام ہونا پسند نہ تھا تو پھر فرقہ کا نام ''غلمد یہ'' ہونا چاہیے تھا۔

قادیانیت کب اور کیوں وجود میں آئی

قادیانیت کی ابتداء مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھوں قادیان ضلع گورداس پور پنجاب میں ۱۸۸۹ء کو ہوئی تحریک قادیانیت میں سب سے بڑا عامل یہ تھا کہ مسلمانوں کو صراط مستقیم سے ہٹا کر مسلمانوں کی دینی وملی طاقت کو کمزور کیا جائے اور مسلمانوں کے بالمقابل حکومت وقت انگریز کو پورا پورا تعاون دیا جائے۔

مرزا قادیانی برطانیہ کے خاندانی وفادار تھے

''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرے والد بزرگوار غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھے جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی۔'' (کتاب البریہ ص ۳ خزائن ج ۱۳ ص ۴)

مرزا قادیانی اوّل درجہ کے خیر خواہ تھے

''میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔''

(ضمیمہ تریاق القلوب ص ج خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۱)

مرزا قادیانی کا یہ نیا فرقہ بھی اوّل درجہ کا وفادار وجاں نثار ہے

''میں دعوے سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول

کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اول درجہ کا وفادار اور جاں نثار یہی نیا فرقہ ہے جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لئے خطرناک نہیں۔''

(تریاق القلوب ضمیمہ نمبر ۳ ص ج خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۱)

احمدیوں کی آزادی تاج برطانیہ سے وابستہ ہے

(الف) ''احمدیوں کی آزادی تاج برطانیہ سے وابستہ ہے لہذا تمام سچے احمدی جو حضرت مرزا قادیانی کو مامور من اللہ اور ایک مقدس انسان تصور کرتے ہیں بدوں کسی خوشامد اور چاپلوسی کے دل سے یقین کرتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ ان کے لئے فضل ایزدی اور سایہ رحمت ہے اور اس کی ہستی کو وہ اپنی ہستی خیال کرتے ہیں۔'' (الفضل ۱۳ ستمبر ۱۹۱۴ء)

(ب) ''تم اس خداداد نعمت کی قدر کرو اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالیٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی ہی کے لئے اس ملک میں قائم کی ہے اور اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کر دے گی۔ سنو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے تمہارے لئے ایک برکت ہے۔'' (تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۲۴ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۴)

برطانیہ کی وفاداری مرزا قادیانی کے نزدیک مذہبی فرض ہے

''مسلمانوں کا فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا کے گناہ گار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ (برطانیہ) کے سچے خیر خواہ اور دلی جاں نثار ہو جائیں۔''

(تریاق القلوب ضمیمہ نمبر ۳ ص ب خزائن ج ۱۵ ص ۴۸۸، ۴۸۹)

مرزا قادیانی ایسے نبی تھے جن کا کام مکہ مدینہ کی بجائے زیر سایہ اقبال برطانیہ انجام پا سکتا تھا

''میں اپنے کام کو مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ (برطانیہ) میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔'' (تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۶۹ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۷۰ حاشیہ)

(ب) ''اس گورنمنٹ کے ہم پر اس قدر احسان ہیں کہ اگر ہم یہاں سے نکل جائیں تو نہ ہمارا مکہ میں گزارا ہوسکتا ہے اور نہ قسطنطنیہ میں تو پھر کس طرح ہوسکتا ہے کہ ہم اس کے برخلاف کوئی خیال اپنے دل میں رکھیں۔'' (ملفوظات احمدیہ ج اوّل ص ۳۱۲)

مرزا قادیانی کی حمایت برطانیہ الہامی تھی

''میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجہ پر بنا دیا ہے۔ اول والد مرحوم کے اثر نے دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔''

(ضمیمہ تریاق القلوب ص ج خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

اس موقع پر بات کا یہ نکتہ قابل غور ہے مرزا قادیانی ایسے نبی تھے جن کے نزدیک باپ کا طریقہ ''ما وجدنا علیه ابائنا'' اوّل درجہ میں قابل ذکر ہے اور خدا تعالیٰ کا الہام سب سے آخری تیسرے درجہ کی بات۔

انگریزی اطاعت کے لئے
مرزا قادیانی نے پچاس الماریوں کا لٹریچر تصنیف فرمایا تھا

''میری عمر کا اکثر حصہ اسی سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔''

(تریاق القلوب ص ۱۵ خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

مرزا قادیانی کا تعلق گورنمنٹ برطانیہ سے بالکل نرالا ہے

''سلسلہ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہے وہ باقی تمام جماعتوں سے نرالا ہے ہمارے حالات ہی اس قسم کے ہیں کہ گورنمنٹ کے اور ہمارے فوائد ایک ہوگئے ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی قدم آگے بڑھانے کا موقع ہے اور اس کو

خدانخواستہ اگر کوئی نقصان پہنچے تو اس صدمے سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔''

(الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۸ ص ۱ کالم نمبر ۱، ۲ مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۱۸ء)

مرزا قادیانی صرف وفادار حکومت ہی نہیں تھے بلکہ کانگریس کے مخالف بھی تھے

''ہر موقع پر جب کانگریس نے شورش کی تو ہم نے حکومت کی مدد کی گزشتہ گاندھی مومنٹ کے موقع پر ہم نے پچاس ہزار روپیہ خرچ کر کے ٹریکٹ اور اشتہار شائع کئے اور ہم ریکارڈ سے یہ بات ثابت کر سکتے ہیں۔ سینکڑوں تقریریں (گاندھی جی کی) اس تحریک (کانگریس) کے خلاف ہمارے آدمیوں نے کیں اعلیٰ مشورے ہم نے دیئے جنہیں اعلیٰ حکام نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔''

(الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۹۱ ص ۶ کالم نمبر ۲، ۳ مؤرخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۵ء)

فرقہ احمدیہ کے عقائد وخیالات

آئندہ سطور میں اس فرقہ کے چند عقائد وخیالات بھی نقل کئے جاتے ہیں کہ مسلمانوں کے سامنے اس کی مذہبی تصویر بھی آجائے اور عام مسلمان کسی قسم کی گمراہی و بددینی کا شکار نہ ہوسکیں۔

نبوت ختم نہیں ہوئی آنحضرت ﷺ کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہے

''یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔'' (حقیقت النبوۃ ص ۱۲۲۸ انوار العلوم ج ۲ ص ۵۴۲)

ایک نبی نہیں ہزاروں نبی ہو سکتے ہیں

''انہوں نے (مسلمانوں نے) یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدرت کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے۔'' (انوار خلافت ص ۱۶۲ انوار العلوم ج ۳ ص ۱۲۴)

چاہے جان چلی جائے

''اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے ضرور کہوں گا تو جھوٹا ہے کذاب ہے آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔''

(انوار خلافت ص ۱۶۵ انوار العلوم ج ۳ ص ۱۲۷)

بہت سے قادیانی نبوت کی مختلف قسمیں ظلی، بروزی، تشریعی، غیر تشریعی وغیرہ میں بات الجھا کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ:

مرزا قادیانی مجازی نہیں حقیقی نبی ہونے کا دعوی رکھتے ہیں

''شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔''

(حقیقت النبوۃ ص ۱۷۴ انوار العلوم ج ۲ ص ۴۹۳)

جو مسلمان قادیانی (احمدی) نہ ہوں وہ سب کافر ہیں

''ہم چونکہ مرزا کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی (عام مسلمان) آپ کو نبی نہیں مانتے اس لئے قرآن کی تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے غیر احمدی کافر ہیں۔'' (الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۱۰۱، ۱۰۲ ص ۶ کالم نمبر ۳ مؤرخہ ۲۶، ۲۹ جون ۱۹۲۲ء)

کل مسلمان جو مرزا قادیانی سے بیعت نہیں وہ کافر ہیں

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہ ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت ص ۳۵ انوار العلوم ج ۶ ص ۱۱۰)

احمدیوں کا خدا بھی اور اسلام بھی اور ہے

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا ہے کہ ان کا (مسلمانوں کا)

اسلام اور ہے اور ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے ہمارا اور ہے، ہمارا حج اور ہے ان کا حج اور، اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۱۵ ص ۸ کالم نمبر ا مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۱۷ء)

غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھنا فرض ہے

''ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔'' (انوار خلافت ص ۹۰ انوار العلوم ج ۳ ص ۱۴۸)

نوٹ: اس کتابچہ میں جو حوالہ جات ہیں وہ قادیانی مسئلہ اور رسائل دار العلوم دیوبند سے ماخوذ ہیں۔ برادران اسلام اور برادران وطن کی آگاہی کے لئے شائع کئے جارہے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ!

جب شہر سہارنپور کے ایک گوشہ سے قادیانی فتنہ نے سر ابھارنے کی کوشش شروع کی تو بروقت اس کی سرکوبی کے لئے یہ مختصر و جامع رسالہ بحکم فقیہ الاسلام حضرت اقدس مولانا مفتی مظفر حسین صاحب مدظلہ العالی ناظم اعلیٰ جامعہ مظاہر العلوم (وقف) سہارنپور شائع کیا گیا۔

✡✡✡

مرزا غلام احمد کادیانی کو مسیح و مہدی ماننا کفر ہے

مرزائی پمفلٹ: ”مسیح موعود و مہدی مرزا کادیانی کو ماننا ضروری ہے“

کا

جواب

حضرت مولانا اشتیاق احمد مہراج گنجی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیا ومسلما اما بعد!

ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے امت محمدیہ کے اخیر زمانہ قرب قیامت میں حضرت محمد بن عبداللہ المہدی کے ظاہر ہونے اور حضرت عیسیٰ بن مریم المسیح علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کی خبر دی ہے۔ جو احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ ان میں سے پہلی شخصیت کو مہدی اور دوسری شخصیت کو مسیح کے لقب سے جانا جاتا ہے۔ انہی دونوں شخصیتوں کی اطاعت وفرمانبرداری اور بیعت کرنے کی بار بار ہمارے نبی ﷺ نے تاکید فرمائی ہے اوران کی تکذیب کو کفر بتلایا ہے۔

احادیث میں حضرت مہدی کے ظہور وحالات کا تذکرہ

۱..... ''عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ یخرج رجل من اھل بیتی یعمل بسنتی وینزل اللہ له البرکة من السماء وتخرج له الارض برکتھا ویملأ الارض عدلاً کما ملئت ظلماً (عرف الوردی ص ۱۸۰) ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اہل بیت سے ایک شخص پیدا ہوگا وہ میری سنت کے مطابق عمل کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے آسمان سے برکت نازل فرمائے گا اور زمین اپنی برکت (پیداوار) اس کے لئے اگادے گی (بڑھادے گی) اور وہ عدل وانصاف سے زمین کو بھردے گا، جیسا کہ وہ (پہلے) جور وظلم سے بھرگئی ہوگی۔

۲..... ''عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت سمعت یقول رسول اللہ ﷺ المھدی من عترتی من ولد فاطمة (ابوداؤد ج ۲ ص ۵۸۸) ''حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی رضی اللہ عنہ میری نسل یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔

۳..... ''عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عن النّبی ﷺ انه قال: یواطی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی (ابوداؤد ج ۲ ص ۵۸۸) ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہدی کا نام میرے نام کے اور ان کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا۔ یعنی محمد بن عبداللہ ہوگا۔

مرزا قادیانی میں مہدی کی علامات نہیں پائی جاتیں

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ میں جو جو صفات وعلامات ظاہر ہونے والے مہدی کے لئے بیان کی گئی ہیں وہ علامات وصفات ہرگز ہرگز مرزا کادیانی کے اندر نہیں پائی جاتی ہیں، اس لئے یہ شخص مہدی نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ پہلی حدیث میں ہے کہ ظاہر ہونے والا مہدی نبی کریم ﷺ کے اہل بیت سے ہوگا جب کہ مرزا کادیانی کا خاندان مغل برلاس ہے۔ اس کے والد کا نام غلام مرتضیٰ اور خود اس کا نام غلام احمد عرف سندھی تھا، جب کہ مہدی کا نام محمد والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ مہدی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق ہی زندگی گزارنے کی دعوت دیں گے۔ جب کہ مرزا کادیانی نبی کریم ﷺ کی سنت کو چھوڑ کر اپنے من گھڑت الہامات واوہام کے مطابق لوگوں کو زندگی گزارنے کے لئے کہتا ہے اور اسی کے مطابق خود بھی زندگی گزارتا رہا۔ ظاہر ہونے والے مہدی کے لئے آسمان سے برکتیں نازل ہوں گی اور زمین اپنی تمام تر پیداوار بڑھاوے گی۔ پنجاب کے جھوٹے مدعی مہدویت مرزا کادیانی کا حال یہ ہے کہ آسمان سے برکت نازل ہونے کی بات تو دور کی، اس کے خاندان کی جو جاگیر تھی اس کے زمانہ میں وہ بھی ختم ہوگئی جس کے حصول کے لئے مرزا کادیانی اپنا سارا وقت مقدمہ بازی میں ضائع کرتا رہا۔ اس کے زمانہ میں لوگوں کو کھانے کے لالے پڑے ہوئے تھے اور مرزا بھی اسی مصیبت میں گرفتار تھا، اس کو ہمہ وقت روٹی کی فکر دامن گیر رہتی تھی۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے کیا بھرتا خود ہی ظلم وناانصافی کا مرتکب رہا۔ وہ ظالم عیسائیوں (انگریزوں) کے خلاف کیا آواز اٹھاتا خود ہی ظالم انگریزوں کی حمایت مرتے وقت تک کرتا رہا۔

لہٰذا مرزا کادیانی مہدی تو کسی بھی صورت میں نہیں ہوسکتا۔ البتہ جھوٹا دعویٰ کرنے کی وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے ضرور خارج ہوگا اور یہی حال اس کے ماننے والے مرزائیوں کا بھی ہے کہ سچے مہدی محمد بن عبداللہ کے جھٹلانے اور فرمان نبوی ﷺ کے نہ ماننے کی وجہ سے کافر تو وہ ہوسکتے ہیں لیکن مسلمان نہیں ہوسکتے۔

مرزائی پمفلٹ ''مسیح موعود ومہدی کو ماننا ضروری ہے'' میں نبی کریم ﷺ کے فرمان اور صاحب بحار الانوار علامہ باقر مجلسی، صاحب کتاب حجج الکرامہ نواب صدیق حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، صاحب لوائح الانوار البہیہ علامہ سفارینی رحمۃ اللہ علیہ، صاحب اقتراب الساعۃ مولانا

نورالحسن خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نیز حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور مجدد دوراں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال نقل کرکے جو یہ تأثر دیا گیا ہے کہ مہدی ومسیح کی اطاعت وفرمانبرداری وبیعت اوران کے اوپر ایمان لانا واجب ہے اوران کی تکذیب کفر ہے تو یہ سب کچھ سچے مہدی محمد بن عبداللہ اور سچے مسیح بن مریم کے بارے میں کہا گیا ہے اور یہ دونوں دو الگ الگ ہستیاں ہیں جن میں اوّل الذکر کا ظہور اور دوسرے کا نزول قیامت کے قریب ہوگا۔ ان کتابوں میں کہیں بھی مرزا کادیانی کو مہدی ومسیح کا مصداق نہیں بتایا گیا ہے جیسا کہ مرزائیوں کا پروپیگنڈہ ہے۔

قرآن وحدیث سے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول کی بشارت

مرزائی پمفلٹ میں قران کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کے حوالے سے مرزائیوں کا یہ کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوچکی ہے اوران کی جگہ ان کے مثیل کا ظہور ہوگا، سراسر دجل وتلبیس ہے۔ کیونکہ سات آیات کریمہ نیز احادیث متواترہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ونزول ثابت ہے۔ بطور مشتے نمونہ از خروارے ایک آیت اور دو احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

آیت: ''وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه (نساء: ۵۷، ۱۵۸) ''ترجمہ: یہود بے بہبود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔

مرزائیوں کے بڑے پنڈت حکیم نورالدین نے بھی آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔ دیکھئے: (فصل الخطاب ۳۳۴ برحاشیہ)

حدیث (۱) ''قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لليهود انّ عيسٰى لم يمت وانّه راجع اليكم قبل يوم القيامة (ابن جریر ج ۳ ص ۳۳۸) ''ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ کو موت نہیں آئے اور وہ قیامت سے پہلے تمہاری جانب لوٹیں گے۔

حدیث (۲) ''عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من ادرک منكم عيسٰى ابن مريم فليقرأه منى السلام (حاکم ج ۴ ص ۵۴۵) ''ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو عیسیٰ ابن مریم کو پائے تو ان کو میرا اسلام پہنچائے۔

پہلی حدیث میں لفظ ''لم يمت '' سے واضح ہوگیا کہ وہ اب تک مرے نہیں اور

دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو سلام پہنچانے کی وصیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے جس سے پتہ چلا کہ عیسیٰ ابن مریم کا ہی دوبارہ نزول ہوگا نہ کہ کسی ڈھونگی مثیل کا جیسا کہ کادیانیوں نے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے کہ عیسیٰ بن مریم وفات پا چکے ہیں۔ ان کی جگہ مثیل کا نزول ہوگا جو مرزا کادیانی ہے۔ مرزائیوں کا یہ خیال قرآنی آیات اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سراسر خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک زمانہ تک مرزا کادیانی بھی حضرت مسیح بن مریم کے نزول کا قائل رہا۔

مرزائی پمفلٹ ''مسیح ومہدی کو ماننا ضروری ہے'' میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ خصوصاً مہدی کو بھی سلام پہنچانے کی بات لکھی ہوئی ہے جو احادیث میں نہیں ملتی ہے۔ صرف عیسیٰ بن مریم کو سلام پہنچانے کا حکم فرمایا گیا ہے یہ بھی مرزائیوں کی بہت بڑی تلبیس ہے جو احادیث سے نابلد ہونے کا پکا ثبوت ہے۔

رفع ونزول کا ثبوت باقرار مرزا کادیانی

مرزا کی پہلی عبارت: مرزا کادیانی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں نازل ہونے کے بارے میں لکھتا ہے: ''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ'' یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔'' (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۹۸، ۴۹۹ خزائن ج ۱ ص ۵۹۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

کادیانیوں سے ہمارا سوال ہے کہ اب وہ کس منہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں جب کہ خود ہی ان کا گرو مرزا کادیانی حضرت عیسیٰ ابن مریم کے دنیا میں دوبارہ نزول اور حیات کے بارے میں اقرار ہے اور نزول اس وقت ہوتا ہے کہ جب کہ پہلے سے رفع ثابت اور واقع ہو چکا ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول کے بعد ہی پھیلے گا۔ کیونکہ مرزا کے زمانہ میں جمیع آفاق واقطار میں اسلام کیا پھیلتا، خود اس کی پہلی بیوی بچے دی ماں اور اس کے دولڑکے، سلطان احمد اور فضل احمد مرزا کے اوپر ایمان ہی نہیں لائے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ مرزا کادیانی مسیح بھی نہیں ہوسکتا۔

مرزا کی دوسری عبارت: ''الا یعلمون ان المسیح ینزل من السماء بجمیع علومه'' (آئینہ کمالات ص ۴۰۹ خزائن ج ۵ ص ۴۰۹)

ترجمہ: کیا لوگ نہیں جانتے کہ مسیح آسمان سے تمام علوم کے ساتھ اتریں گے۔

مرزا کی تیسری عبارت: ''صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔'' (ازالہ اوہام ص ۸۱ خزائن ج ۳ ص ۱۴۲)

پتہ چلا کہ حضرت عیسیٰ ہی آسمان پر اٹھائے گئے ہیں جب ہی تو وہ آسمان سے نازل ہوں گے۔ یعنی ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات نہیں ہوئی ہے اور وہی نازل ہوں گے نہ کہ ان کا مثیل۔

مرزا کی چوتھی عبارت: ''یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اوّل درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی، تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۵۵۷ خزائن ج ۳ ص ۴۰۰)

کادیانیو! تمہارے گرو نے تو صاف لکھ دیا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم کے دنیا میں آنے کی بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں، اس کو سب نے مانا ہے اب اس کے خلاف نظریہ قائم کرنا کس قدر خیانت بلکہ مرزا کادیانی کی تکذیب بھی ہے۔

مرزا کادیانی میں مسیح کی صفات وعلامات نہیں پائی جاتی ہیں

ایک طرف آنحضرت ﷺ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو سلام پہنچانے کا حکم فرمایا ہے تو اس کے ساتھ آپ ﷺ نے حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی علامات وصفات اور وہ کیا کارنامے انجام دیں گے اور کب تشریف لائیں گے، کتنی مدت تک قیام فرمائیں گے اور ان کے زمانے کا کیا نقشہ ہوگا۔ یہ سب باتیں آپ ﷺ نے تفصیل سے بتائی ہیں جو احادیث متواترہ سے ثابت ہیں اور یہ علامات وصفات مرزا کادیانی کے اندر دور دور تک نہیں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے مرزا مسیح ابن مریم کا مصداق نہیں بن سکتا۔ البتہ اس کو ایک دجال کہا جائے گا۔

اخیر میں راقم الحروف بھی کادیانیوں کو خود انہی کی اپنی نصیحت یاد دلاتے ہوئے دوبارہ احادیث نبویہ کو ہوش وخرد کے ساتھ پڑھنے کی دعوت دیتا ہے تاکہ جھوٹے مہدی ومسیح یعنی مرزا کو چھوڑ کر اصلی وسچے مہدی ومسیح کو ماننے کے سلسلے میں ان کو شرح صدر ہوجائے۔ وباللہ التوفیق!

قادیانی مغالطوں کے مدلل جوابات

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی پر بہتان

حضرت مولانا اشتیاق احمد مہراج گنجی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ پر بہتان

قادیانی لوگ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہٗ کی درج ذیل عبارت سے اجراء نبوت کا مفہوم نکال کر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں: ''عوام کے خیال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔'' (تحذیر الناس ص ۴، ۵)

جواب (۱): حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسے علوم و معارف سے سرفراز فرمایا تھا کہ آپ کی تحریرات کو سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے تو قادیانی آپ کی عبارتوں کو کیسے سمجھ سکتے ہیں، اس قسم کا احمقانہ الزام حضرت کی زندگی ہی میں لگایا گیا تھا جس کی بھرپور وضاحت اسی وقت حضرت نے فرمادی تھی۔ اس کے بعد بھی جب بھی کسی نے اعتراض کیا تو معقول جوابات بار بار دیئے گئے۔ مگر مرزائی اپنی ضد سے باز نہیں آئے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ آیت کریمہ: ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم الخ!'' میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النّبیین فرمایا گیا ہے اوّل حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے اصلی و حقیقی معنی متعین کر کے آپ کی کامل خاتمیت کو ثابت کرنا چاہا ہے۔ وہ اس طرح کہ خاتم کے یہ معنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے اخیر میں پیدا ہوئے۔ یہ عوام کا خیال ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا کماحقہ اظہار نہیں ہوتا یعنی تقدم و تأخر زمانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بالذات کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ حالانکہ منطوق قرآن بیان فضیلت کامل کے لئے ہے۔ اس لئے خاتم کے اصلی اور حقیقی معنی یہ ہوں گے کہ آپ وصف نبوت سے بالذات متصف ہیں اور چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصف نبوت سے بالذات متصف ہیں۔ اس لئے آپ تمام مراتب کمالات کے جامع بھی ہیں۔ اب خاتم کے اس اصلی

معنی کے لحاظ سے آپ ﷺ کی نبوت ذاتی ٹھہرتی ہے بہ نسبت دیگر انبیاء علیہم السلام کے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت تابع اور محتاج ہوگی آپ ہی کے فیض نبوت کی۔

آپ ﷺ کی فضیلت صرف تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات آپ ﷺ کی کچھ فضیلت نہیں بلکہ آپ کی مکمل فضیلت تینوں اعتبارات یعنی خاتمیت ذاتی مرتبی (۲) خاتمیت مکانی (۳) خاتمیت زمانی ماننے میں ہے اور ان تینوں اعتبارات سے آپ ﷺ خاتم النّبیین ہی ٹھہریں گے۔

جواب (۲): آپ کی دیگر تصنیفات سے بھی ختم نبوت زمانی کے اعتراف کا صریح ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

۱..... ''اپنا دین وایمان ہے بعد رسول اللہ ﷺ کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تأمل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں۔'' (مناظر عجیبہ ص ۱۰۳)

۲..... ''خاتمیت زمانی اپنا دین وایمان ہے ناحق کی تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں ہے۔''

(مناظرہ عجیبہ جوابات محذورات عشرہ ص ۳۹)

ایسی واضح عبارت کی موجودگی میں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر قادیانیوں کا یہ الزام لگانا کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اجراء نبوت کے قائل تھے کھلا ہوا اختراع اور بہتان ہے۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب نور اللہ مرقدہٗ پر بہتان تراشی

قادیانیوں نے اپنی دسیسہ کاری کا ثبوت دیتے ہوئے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ آپ اجراء نبوت کے قائل تھے اور آپ کی عظیم تصنیف ''آفتاب نبوت'' کی جامع عبارت میں قطع وبرید کر کے امت مسلمہ کو فریب دینے کی مذموم کوشش کی ہے، قادیانیوں نے حضرت کی جو عبارت پیش کی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں:

''حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی، بلکہ نبوت بخش بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آ گیا، نبی ہو گیا اور یہی شان خاتم کی ہوتی ہے۔ آپ کی فیض

رسانی اور سرچشمہ کمالات نبوت ہونے کی امتیازی شان آغاز بشریت سے شروع ہوئی تو انتہائے کائنات تک جا پہنچی۔'' (آفتاب نبوت ص ۱۰۹ تا ۱۱۱)

وضاحت

۱..... حضرت قاری صاحب نے یہ بات ختم نبوت کی تشریح کرتے ہوئے فرمائی ہے، اسی مضمون کو حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مزید واضح کرتے ہوئے دوسری جگہ تحریر فرمایا ہے کہ: ''آپ کا اصل امتیازی وصف یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور نبوت میں سب انبیاء کے مربی، ان کے مصدر فیض اور ان کے انوار کمال کی اصل ہیں۔ اس لئے اصل میں نبی آپ ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام اصل سے نہیں، بلکہ آپ کے فیض سے نبی ہوئے ہیں۔ ان مقدسین سابقین کا کمال درحقیقت ان کے جوہروں کی صفائی اور شفافی اور استعداد اور ان کی باطنی استعدادوں کا فطری کمال ہے کہ جونہی ان کے قلوب صافی اور ارواح طاہرہ کے سامنے آفتاب نبوت کا نورانی چہرہ آیا۔ انہوں نے اس کی ساری شعائیں قبول کرلیں اور خود منور ہوکر دوسروں کو وہ روشنی پہنچانی شروع کردی۔ پس آپ ان سب حضرات انبیاء علیہم السلام کے حق میں مربی اور اصل نور ثابت ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے کو نبی الامت ہی نہیں، بلکہ نبی الانبیاء بھی فرمایا ہے جیسا کہ روایات حدیث میں مصرح ہے۔'' (آفتاب نبوت ص ۹۶)

اس تفصیلی عبارت سے واضح ہوا کہ حضرت قاری صاحب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء سابقین کے لئے نبوت بخش فرمایا ہے اس سے ہرگز یہ مقصود نہیں ہے کہ نعوذ باللہ سلسلہ نبوت ختم ہوجانے کے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش سے کوئی شخص مقام نبوت پر فائز ہوسکتا ہے۔ اگر کوئی اس عبارت سے یہ مطلب نکالتا ہے تو حضرت قاری صاحب پر زبردست بہتان باندھنے والا ہے۔ کیونکہ آپ نے ختم نبوت کے موضوع پر خود ہی خاتم النّبیین نامی کتاب تالیف فرمائی ہے اور آپ اپنے مواعظ حسنہ میں بھی بار بار ختم نبوت کا اعلان برملا فرماتے رہتے تھے۔ اس کے باوجود آپ کی جانب اجراء نبوت کا عقیدہ منسوب کرنا خیانت نہیں تو اور کیا ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ قادیانیوں نے حضرت قاری صاحب کی جس کتاب ''آفتاب نبوت'' سے یہ عبارت لی ہے۔ خود اسی عبارت میں صراحت کے ساتھ صاف لفظوں میں لفظ ''اور یہی شان خاتم کی ہوتی ہے'' سے قبل درج ذیل عبارت ہے جس کو قادیانی گروہ نے دانستہ حذف کر دیا ہے۔ پوری مسلسل عبارت یوں ہے: ''اور اس طرح نور نبوت آپ ہی سے چلا اور آپ ہی پر لوٹ کر ختم ہو گیا اور یہی شان خاتم کی ہوتی ہے کہ اسی سے اس کے وصف خاص کی ابتداء بھی ہوتی ہے اور اسی پر انتہاء بھی ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہم آپ کو وصف نبوت کے لحاظ سے صرف نبی ہی نہیں کہیں گے بلکہ خاتم النّبیین کہیں گے کہ آپ ہی پر تمام انوار نبوت کی انتہاء ہے۔ جس سے آپ منتہاء نبوت ہیں۔'' (آفتاب نبوت ص ۹۷)

لفظ خاتم النّبیین کی تشریح حضرت قاری صاحب نے یہ فرمائی کہ وصف نبوت کی ابتداء آپ کی ذات اقدس سے ہی ہوئی تھی اور آپ ہی کی ذات اقدس پر اس منصب عظیمہ کا اختتام بھی ہو گیا۔ حضرت قاری صاحب کی مراد لفظ ''یہی شان خاتم کی ہوتی ہے'' سے یہی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے ''انا اوّلھم (النّبیین) خلقاً و آخرھم بعثاً'' میں خلقت کے لحاظ سے سب سے پہلا ہوں اور بعثت کے لحاظ سے سب سے پچھلا۔

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ﷺ کے اوپر نبوت کے مکمل ہو جانے کو سمجھانے کے لئے کتنا صریح جملہ ارشاد فرمایا ہے لیکن قادیانیوں کی ڈھٹائی اور خیانت دیکھئے کہ انہوں نے اصل عبارت چھوڑ کر اپنے مقصد کی بات لے لی اور بد دیانتی میں اپنے گرو مرزا قادیانی کے بھی کان کاٹنے لگے۔

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمایا کہ: ''آپ کی فیض رسانی اور سرچشمۂ کمالات نبوت ہونے کی امتیازی شان آغاز بشریت سے شروع ہوئی تو انتہائے کائنات تک جا پہنچی۔'' (آفتاب نبوت ص ۹۸)

حضرت قاری صاحب کی عبارت میں انتہاء کائنات سے صرف دنیا کی انتہاء مراد نہیں ہے بلکہ اس سے آگے عالم برزخ، عالم حشر ونشر اور عالم جنت تک انتہاء کائنات مراد ہے۔ چنانچہ حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''عالم دنیا، پھر عالم برزخ، عالم حشر ونشر اور پھر عالم جنت تک خاتمیت کی یہ شان مختلف پیرایوں میں نمایاں کی جاتی رہی تاکہ تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت وسیادت کھل کر امم کے سامنے آتی رہے۔''

(آفتاب نبوت ص ۹۹)

اس کے بعد حضرت قاری صاحب نے مثالوں سے آپ کی خاتمیت وفیض رسانی کو سمجھایا ہے۔ مثلاً شب معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان کا ایک عظیم الشان ظہور یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتوں آسمانوں سے گزار کر اور مستویٰ تک پہنچا کر نمایاں کیا گیا۔ پھر اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پر پہنچایا جائے گا، جہاں تک کوئی نہ پہنچ سکے گا۔ اسی طرح آپ کو شفاعت کبریٰ کے مقام پر لایا جائے گا جہاں تک آنے سے تمام انبیاء علیہم السلام رک جائیں گے اور عذر فرمائیں گے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام تک جا پہنچے یا پہنچیں گے جہاں تک نہ کوئی نبی مرسل، نہ مقرب فرشتہ پہنچ سکا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض رسانی اور سرچشمہ کمالات نبوت ہونے کی امتیازی شان ہے جو انتہائے کائنات تک جا پہنچی۔ پس ثابت ہوا کہ آپ کی ذات بابرکات انتہائے کمالات کی جامع تھی جو ختم نبوت کی صریح دلیل ہے۔

روزنامہ اردو ہند سماچار (پنجاب) مؤرخہ ۱۵/۵/۲۰۱۱ء میں قادیانیوں نے حضرت قاری صاحب کی عبارت شائع کر کے اور اس کا غلط مطلب نکال کر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ مسلمانوں کے سامنے جب بھی کوئی ایسی تحریر آئے تو فوراً علماء اسلام کی جانب رجوع کرنا چاہئے۔ خصوصاً دارالعلوم دیوبند کی جانب، تاکہ قادیانیوں کے فریب سے مسلمان محفوظ رہ سکیں۔

ختم نبوت کا حقیقی مفہوم باجماع امت مسلمہ

مرزائیوں نے روزنامہ اردو ہندسماچار پنجاب صفحہ ۶ مؤرخہ ۱۵ رمئی ۲۰۱۱ء پر ''ختم نبوت کا حقیقی مفہوم'' عنوان لگا کر مرزا قادیانی کی کتاب حقیقت الوحی کے حوالے سے جو یہ لکھا ہے کہ: ''اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النّبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔'' (حقیقت الوحی ص ۹۷ حاشیہ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰)

جواب (۱): مرزا قادیانی کی مذکورہ عبارت تمام مفسرین ومحدثین کی تشریح کے خلاف ہے کیونکہ کسی نے بھی آپ ﷺ کو صاحب خاتم نہیں کہا، بلکہ خاتم النّبیین کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ آپ ﷺ خود مہر ہیں جو دوسروں پر (انبیاء سابقین پر) لگا دی گئی، اس سے معلوم ہوا کہ صاحب مہر اللہ تعالیٰ ہے جس نے آپ کے ذریعہ سلسلہ انبیاء پر مہر لگا کر اسے ختم کر دیا۔ کسی مفسر، کسی محدث اور ائمہ لغت میں سے کسی شخص نے بھی خاتم النّبیین کا یہ معنی اور مفہوم مراد نہیں لیا ہے جو مرزا قادیانی ومرزائی پیش کر رہے ہیں۔ خود مرزائیوں کا گرو مرزا قادیانی بھی دعویٰ نبوت سے پہلے آپ ﷺ کے کے بعد نبوت ورسالت کے دروازے کو مسدود مانتا تھا اور خاتم النّبیین کا وہی معنی اور مفہوم بیان کرتا تھا جو امت مسلمہ کرتی چلی آئی ہے۔

جواب (۲): مرزا قادیانی کی یہ عبارت کہ: ''آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے یعنی آپ ﷺ کی پیروی کرنے اور آپ کی توجہ روحانی کرنے سے نبی بنیں گے۔'' یہ بات نصوص قرآنیہ واحادیث متواترہ واجماع امت کے بالکل خلاف ہے۔ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا ہے کہ کسی نبی کی اتباع اور پیروی کر کے کوئی شخص نبی بنا ہو۔ یہ منصب تو خالص من جانب اللہ ملا کرتا ہے۔ اگر آپ کی پیروی اور اتباع سے نبوت ملتی تو امت میں سب سے زیادہ حضور ﷺ کی پیروی اور اتباع کرنے والے حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔لیکن ان میں سے کسی کو یہ منصب نہیں ملا۔ کیوں کہ نبوت ایک وہبی چیز ہے نہ کہ کسبی۔اسی لئے قرآن کریم یا حدیث میں کہیں بھی نبی کی پیروی کر کے نبوت حاصل کرنے کا طریقہ نہیں بتایا گیا۔

پتہ یہ چلا کہ منصب نبوت پر کسی کو فائز کئے جانے کا سلسلہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوگیا۔آپ کے بعد کسی شخص کو بھی یہ منصب نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی آپ کی اتباع واطاعت سے کوئی نبی بنے گا۔خاتم النّبیین کے صحیح معنی یہی ہیں۔

جواب (۳): مرزائیوں کو تو اتنی بھی عقل نہیں ہے کہ ''خاتم النّبیین'' میں لفظ ''النّبیین'' جمع ہے۔اگر مرزا قادیانی کے ایجاد کردہ معنی خاتم النّبیین کے لئے جاویں تو وہ اس وقت تک صادق نہیں آ سکتا جب تک ایک سے زائد نبی آپ کی مہر سے نہ بنے ہوں۔ بالفرض اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال اس میں ہے کہ آپ کی مہر کے ذریعہ لوگ نبی بنیں گے تو کیا ساری امت میں سے صرف ایک شخص (مرزا قادیانی) کو وہ بھی تیرہ سو برس کے بعد آپ نبی بنا سکے۔صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ علیہ اور امت کے تمام اکابر میں کوئی اس قابل نہ تھا کہ آپ کی مہر سے نبی بن جاتا۔یہ بات آپ کی فضیلت پر عیب لگانے والی ہے۔

✡ ✡ ✡

سیف الرحمٰن علیٰ راس الشیطان

مولانا شمس الدین نقشبندی مجددی جالندھری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم!

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع مبین کہ مرزائی لوگ جو مرزا غلام احمد قادیانی کے سب عقائد کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کی رسالت کے قائل ہیں اور اس کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ اس واسطے علمائے عرب وعجم نے مرزائیوں پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ اگر کوئی مسلمان اپنی دختر کا نکاح کسی مرزائی سے کردیوے، پیچھے اس کو معلوم ہو کہ یہ شخص مرزائی ہے۔ آیا یہ نکاح عندالشرع جائز ہوگا یا ناجائز اور یہ شخص اپنی لڑکی کا نکاح ثانی بلا طلاق مرزائی زوج کے کسی مسلمان سے کرسکتا ہے یا نہیں۔

بیّنوا بالتفصیل جزاکم اللہ الرب الجلیل

الجواب: مرزائی مرد سے سنیہ عورت کا نکاح نہیں ہوتا۔ بلا طلاق سنیہ کا باپ اس کا نکاح کسی سنی سے کرسکتا ہے بلکہ فرض ہے کہ اس کو اس مرزائی سے فوراً جدا کرے کہ اس کی صحبت اس کے ساتھ خالص زنا ہے بلکہ وہی حکم ہے جو کوئی شخص اپنی لڑکی کسی ہندو کے گھر بلا نکاح بھیج دے بلکہ اس سے سخت تر کہ وہاں حرام کو حرام کی ہی مد میں رکھا اور یہاں نکاح پڑھا کر معاذ اللہ اسے حلال کے پیرایہ میں لایا گیا۔ اس سے فوراً علیحدہ کرلینا فرض ہے۔ پھر جس سنی سے چاہئے نکاح ممکن ہے۔

ردالمحتار میں ہے: ''قولہ: حرم نکاح الوثنیۃ وفی شرح الوجیز وکل مذھب یکفر بہ معتقدوہ اھ''

درمختار میں ہے: ''ویبطل منہ اتفاقاً ما یعتمد الملۃ وھی خمس النکاح والذبیحۃ. الخ!''

یہاں تک اصل حکم شرعی کا بیان تھا شرعاً یہ صورت جائز ہے اور ازدواج مکرر سے پاک کہ پہلا نکاح ہی نہ تھا۔ مگر قانون رائج میں جو امر جرم ہے شرعاً اپنی جان ومال اور آبرو کی

حفاظت کے لئے اس سے بھی بچنے کا حکم ہے قانون کا حال وکلاء جانتے ہیں۔ اگر از روئے قانون بھی یہ صورت داخل جرم نہ ہو یا قانون حکم فتویٰ کو تسلیم کر کے اس کا جرم نہ ہونا قبول کر لے تو حرج نہیں۔ ورنہ ان سے دور رہا جائے۔ ہاں دختر کو جس جائز طریقہ سے ممکن ہو جدا کرنا سخت فرض اہم ہے۔ اگر چہ دوسری جگہ نکاح نہ ہو سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم کتبہٗ عبدالنّبی نواب مرزا عفی عنہ سنی حنفی بریلوی.

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم فقیر احمد رضا خان عفی عنہ بریلوی

الجواب وھو ملھم الصدق والصواب بے شک بلا تردد کر سکتا ہے کہ مرزائی سے نکاح باطل محض زنائے خالص ہے کہ وہ مرتد ہے اور مرتد کا نکاح کسی قسم کی عورت کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ طلاق کی حاجت نکاح میں ہوتی ہے نہ کہ زنا میں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے ''ولا یجوز للمرتد ان تتزوج مرتدۃً ولا مسلمۃً ولا کافرۃً اصلیۃ'' واللہ اعلم وعلمہٗ اتم واحکم فقط حررہٗ الفقیر القادری وصی احمد حنفی فی مدرسۃ الحدیث الدائرۃ فی پیلی بھیت

الجواب صحیح بلا قیل وقال والمجیب بعون اللہ المتعال، الفقیر محمد ضیاء الدین

جو کچھ کہ حضرت قبلہ محدث ارشد فقیہ اوحد صاحب تصانیف کثیرہ جناب مولوی وصی احمد صاحب قبلہ مشہور بمحدث سورتی دام فیضہ القوی وعم ومدظلہٗ الی یوم الابد الابدی نے تحریر فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور حضرت مجیب نسیب مدظلہ اقدس اپنے جواب میں نجیح ہیں۔ فقط حررہٗ عبدالاحد مدرس مدرسۃ الحدیث پیلی بھت

الجواب: مرزا کے پیرو جو کہ اس کی نبوت کے قائل ہیں اور اس کے عقائد کے معتقد وہ بے شک کافر ہیں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مسلمہ عورت کا نکاح مرزائی سے

منعقد نہیں ہوتا بعد علم اس امر کے زوج مرزائی ہے زوجہ کا والد اپنی دختر کا نکاح بلا طلاق دوسری جگہ کر سکتا ہے کہ پہلا نکاح کوئی چیز نہ تھا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے ''ولا تنکحوا المشرکٰت حتّی یؤمن ولامة مؤمنة خیر من مشرکة ولو اعجبتکم ولا تنکحو المشرکین حتی یؤمنوا. ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم اولٰئک یدعون الی النّار واللہ یدعوا الی الجنة والمغفرة باذنه ویبین اٰیاته للنّاس لعلّهم یتذکرون (بقرہ: ۲۲۱)''

فتح القدیر میں ہے ''ویدخل فی عبدة الاوثان عبدة الشمس والنجوم وفی شرح الوجیز وکل مذهب یکفر به معتقده لان اسم المشرک یتناولهم جمیعاً'' مرزائی بقول صریح حکم فقہ مرتد میں ہیں اور مرتد کا نکاح باطل ہو جاتا ہے۔ بعد عدت گزرنے کے وہ عورت جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ کما هو مصرح فی کتب الفقه رقمه العبد الاثیم محمد ابراهیم الحنفی القادری عفی عنه المدرس بالمدرسة الشمسیة بجامع بلده بدایون

الجواب صحیح والرای نجیح حرره محمد عبدالمقتدر القادری البدایونی عفی عنه خادم المدرسة القادریه

صح الجواب والمجیب مصیب ومثاب محمد عبدالماجد عفی عنه مهتمم مدرسه شمسیه بدایون

الجواب صحیح القول قوی حرره المسکین احقر العباد فدوی علی بخش گنہ پنڈ۔ احقر العباد سید شہاب الدین نقشبندی جالندھری بقلم خود

الجواب صحیح محمد شرافت اللہ رام پوری الجواب صحیح محمد شجاعت علی اصاب من اجاب محمد علی رضا عفی عنہ رام پوری

الحکم کذالک محمد معز اللہ خان مدرس مدرسہ عالیہ رام پور

من اجاب اصاب محمد گلاب خان رام پوری

الجواب صحیح خواجہ امام الدین صدیقی مدرس پشاوری عفی عنہ پشاوری

الجواب صحیح وصواب المجیب مصیب ومثاب محمد یونس عفی عنہ پشاوری

للہ در المجیب اصاب فیما اجاب الراجی الی غفران الحق نورالحق عفی عنہ پشاوری مانسہروی مولداً

ھذاالجواب ھوالصواب وموافق کما فی الکتاب محمد عبدالحکیم سواتی پشاوری عفی عنہ سند یافتہ مدرسہ عالیہ ریاست رام پور

الجواب صحیح نورالحسن مہتمم مدرسہ جامع العلوم کان پور

الجواب صحیح وحقیق بالقبول محمد میر عالم پشاوری ہزاروی اوّل مدرس عربی انجمن حمایت اسلام

الجواب صواب ومثاب عبدالوہاب عفی عنہ پشاوری

المجیب مصیب حررہٗ الاثیم مفتی عبدالرحیم خلف الوحید المفتی عبدالحمید المرحوم غفرلہ القیوم الساکن فی بلدہ پشاور

جواب درست ہے۔ احمد علی مدرس مدرسہ عربیہ میرٹھ اندرکوٹ

الجواب صحیح محمد قمرالدین عفی عنہ رام پوری

ذالک کذالک سردار احمد مجددی رام پوری

المجیب مصیب حررہ' احمد علی عفی عنہ لاہوری

الجواب صحیح محمد نورالحسن خان عفی عنہ مدرس جامع العلوم کانپور

الجواب صحیح خان زمان عفی عنہ مدرس سوم جامع العلوم کانپور

المجیب ھو المصیب محمد یار لاہوری

المجیب مصیب ابوالحسن حقانی خلف الرشید مولانا مولوی ابومحمد عبدالحق دہلوی

اصاب من اجاب احقر دوست محمد جالندھری بقلم خود

ھذا الجواب مطابق للحق غلام محمد عفی عنہ مدح پوری نمبردار چک نمبر ۲۵۵ گ۔ب ضلع لائل پور (فیصل آباد)

الجواب صحیح وصواب المجیب مصیب ومثاب. ویؤیدہ ما حققہ الفاضل البریلوی فی رسالتہ المسماۃ بازالۃ العار فی حجر الکریم عن کلاب النار وکذا ما فی ردّ الرفضۃ ونزھۃ الارواح فی احکام النکاح فی بحث الکفو وفی زادالمعاد فی ھدی خیر العباد وللعلامۃ ابن القیّم فی بحث الکفو لان نکاح المسلمۃ بالکافر والکافرۃ بالمسلم لا ینعقد اصلاً والمسلمۃ بالمبتدع ینعقد موقوفاً وللاولیاء حق الاعتراض فان ترکھا فیھا والّا فالفسخ للقاضی اوالحکم کما فی بھجۃ المشتاق فی احکام الطلاق فی بحث الفسخ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم. حررہ فقیر محمد یونس عفی عنہ قادری حنفی کشمیری مولداً پشاوری نزیلاً بقلمہ.

ترجمہ: جواب صحیح اور درست ہے جیسا کہ تائید کرتا ہے اس کی وہ جو تحقیق کیا ہے فاضل بریلوی نے رسالہ مسمّٰی ازالۃ العار فی حجر الکریم عن کلاب النار میں اور جیسے کہ رد الرفضۃ اور نزہۃ الارواح میں ہے۔ نکاح کے حکموں میں بحث کفو میں اور زاد المعاد فی ھدی خیر العباد للعلامہ ابن قیم میں ہے بحث کفو میں۔ کیونکہ نکاح مسلمان عورت کافر مرد کے ساتھ اور کافر عورت کا مسلمان مرد کے ساتھ ہرگز منعقد نہیں ہوتا اور مسلمان عورت کا نکاح بدعتی مرد کے ساتھ موقوف ہوتا ہے۔ اگر وہ بدعت سے توبہ نہ کرے تو عورت کے ولیوں کو اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے۔ پس اگر وہ بدعتی خاوند ولیوں کے اعتراض پر اس کو چھوڑ دے تو بہتر ورنہ قاضی کے حکم سے ٹوٹ جاوے گا۔ جیسے کہ بہجۃ المشتاق احکام بحث فسخ میں ہے۔ واللہ اعلم الخ!

الجواب علمائے کرام نے بے شک مرزا پر کفر کا فتویٰ دیا ہے اور کافر ہونے کی حالت میں جو امور جواب میں تحریر فرمائے ہیں صحیح اور درست ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم احمد علی مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور

الجواب چونکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں ان کے بعد جو مدعی نبوت ہوگا کافر ہے برتقدیر صحت دعوے نبوت مرزا کے ان کے ساتھ معاملہ کفار رکھنا چاہئے۔ لہٰذا نکاح عورت مسلمان کا فرومرزائی سے حرام ہوگا۔

فقط راقم محمد عبدالعزیز عفی عنہ مدرسہ نعمانیہ لاہور

اگر مذکورہ بالا مرزائی مرزا کو رسول مانتا ہو تو یقیناً کافر ہے اور کافر سے مسلمان عورت کا نکاح ناجائز ہے۔ راقم فیض الحسن نعمانیہ لاہور

الجواب اس میں شک نہیں کہ مرزا کے عقائد کفر تک پہنچے ہوئے ہیں۔ پس اس کا پیرو جس کے عقائد مثل مرزا کے کفریہ ہیں اور تاویل ممکن نہیں مسلمہ سنیہ عورت کو اس سے نکاح نہ کرنا چاہئے اور اگر کیا تو وہ نکاح نہیں ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم. کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مدرسہ عربیہ دیوبند ۲۲/رجب المرجب ۱۳۳۰ھ

الجواب صحیح احقر الزمان گل محمد خان مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند

اصاب المجیب العلام بندہ اصغر حسین عفی عنہ

الجواب صحیح محمد سہول عفی عنہ مدرس دیوبند

الجواب صحیح بشیر احمد عفی عنہ دیوبند

الجواب صحیح خاکسار سردار احمد عفی عنہ دیوبند

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم !چونکہ مرزائی فرقہ رسول کریم ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتا بلکہ اس کا ایمان ہے کہ مرزا قادیانی ہی آخر الزمان نبی ہے اور ایسا ہی اس کو مسیح موعود اور کرشن وغیرہ مانتے ہیں اور نیز جمہور کے خلاف انہوں نے قرآن مجید

کے معنی کئے ہیں۔ اس واسطے یہ لوگ مسلمان نہیں تصور کئے جاتے۔ چونکہ وہ خود ہمیں کافر جانتے ہیں۔ اس واسطے ایسے اشخاص سے لڑکی کا نکاح ناجائز ہے۔

نیاز مند نبی بخش حکیم رسول نگری

جو لوگ مرزا کے نبی ہونے کے قائل ہیں وہ بے شک بنص صریح قرآنی اور حدیث رسالت پناہی کے منکر ہیں ''قال اللہ تعالٰی: ما کان محمد ابا احدمن رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین وقال ﷺ لا نبی بعدی رواہ الترمذی''

محمد منور علی عفی عنہ رام پوری

بے شک مرزائی حکم مرتد میں ہیں اور ان سے مسلمہ عورت کا نکاح ناجائز ہے۔

فقط رشید الرحمٰن رام پوری حال وارد جالندھر

الجواب صحیح محمد ریحان حسین عفی عنہ

بسملة وحمدلة وصلاة وسلاماً الامر کذالک خادم الشعراء والاطبّاء والعلماء محمد ہادی رضا خان رئیس لکھنوی خلف حکیم مولوی محمد حسین رضا خان صاحب مرحوم

الجواب صحیح محمد عبدالسلام توہانوی حصار

ذالک کذالک فقیر سید عبدالرسول عفی عنہ جالندھری

بے شک مرزائی سے سنیہ مسلمہ عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی کر دیوے تو بلا طلاق مرزائی زوج کے، نکاح ثانی کسی مسلمان سے کرسکتا ہے۔ کیونکہ پہلا نکاح نکاح ہی نہ تھا۔ حکیم مولوی عبدالرزاق راہوں بقلم محمد اسحاق راہوں۔

یہ جواب صحیح ہے۔ حبیب الرحمٰن منچن آبادی

✡ ✡ ✡

اَلْاِعْلَامُ مِنَ الْعُلَمَآءِ الْاَعْلَام الرَّبَّانِیِّیْنَ

فِیْ

عَدْمِ جَوَازِ صَلٰوۃِ جَنَازَۃِ الْقَادِیَانِیِّیْنَ

مولانا شمس الدین نقشبندی مجددی جالندھری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم!

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ایسے شخص کے حق میں جو ایک مسجد کا امام ہو اور مدعی علم ہو۔ ایک مرزائی مر گیا پہلے اس کا جنازہ مرزائیوں نے کیا اور دوبارہ امام مذکورہ جو اہل سنت والجماعت ہے اس نے جنازہ کیا۔ تکفیر مرزا اور اس کے پیروان کا وہ عالم ہے کہ کل علمائے عرب وعجم تکفیر مرزا پر مواہیر ثبت کر چکے ہیں۔ امام مصلی جنازہ اس فتوے کو دیکھ چکا ہے۔ دیدہ ودانستہ جو ایسا کام کرے اس کا شرعاً کیا حکم ہے۔

بیّنوا وتوجروا

الجواب: مرزا غلام احمد قادیانی علانیہ نزول وحی، نبوت اور رسالت کے مدعی ہیں اور ان کے مرید اور مقلدان کے ان سب دعاوی کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کا اور ان کے مریدوں کا خارج از دائرۂ اسلام ہونا مسلم الثبوت مسئلہ ہے۔ امام ابوالفضل قاضی عیاض کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ میں فرماتے ہیں ''کذالک من ادعی نبوۃ احد مع نبیّنا علیہ السلام کاصحاب مسیلمۃ والاسود العنسی وبعدہ کالعیسویۃ من الیھود القائلین بتخصیصہ رسالتہ الی العرب وکالجرمیۃ القائلین بتواتر الرسل وکاکثر الروافضۃ القائلین بمشارکۃ علی رضی اللہ عنہ فی الرسالۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وبعدہ وکذالک کل امام عند ھؤلاء یقوم مقامہ فی النّبوۃ بزیغ وبیان او من ادعی النّبوۃ لنفسہ او جوّز اکتسابھا والبلوغ بصفاء القلب الٰی مرتبتھا کالفلاسفۃ وغلاۃ المتصوفۃ وکذالک من ادعی منھم انہ یوحٰی الیہ وان لم یدع النبوۃ وانہ یصعد الی السمآء ویدخل الجنۃ ویاکل من ثمرتھا ویعانق الحور العین فھؤلاء کلھم کفار مکذبون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ اخبر انہ خاتم النّبیین لا نبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالیٰ انّہ خاتم النّبیین وانّہ ارسل الٰی کافّۃ النّاس واجمعت الامۃ علیٰ

حمل هذا الكلام علٰى ظاهره وان مفهوم المراد به دون تاويل ولا تخصيص فلا شك فى كفر هؤلاء الطوائف كلها قطعاً اجماعاً وسمعاً

(ج۲ ص۵۱۹)‘‘

ترجمہ: اور ایسا ہی جو شخص کہ دعویٰ کرے کسی ایک کی نبوت کا ہمارے نبی علیہ السلام کے ساتھ یعنی ان کی موجودگی میں جیسا کہ مسیلمہ کذاب کے پیرو اور اسود عنسی کے تھے اور ایسے ہی جو دعوی کرے پیچھے ان کے مانند عیسویہ کے یہودیوں سے جو کہ محمد ﷺ کی نبوت کو عرب کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور مانند جرمیہ کے جو تواتر رسل کے قائل ہیں (وہ کہتے ہیں کہ رسول ہمیشہ آتے رہیں گے) اور مانند بعضوں کے جو کہتے ہیں کہ علی کرم اللہ وجہہ محمد ﷺ کے ساتھ نبوت میں شریک تھے اور ان کے پیچھے بھی نبی تھے اور ایسے ہی ان کا ہر امام ان کے نزدیک نبوت اور حجت میں محمد ﷺ کا قائم مقام ہے اور مانند بزیغیہ اور بیانیہ کے جو ان سے بزیغ اور بیان کی نبوت کے قائل ہیں یا وہ شخص جو اپنی ذات کے واسطے نبوت کا دعویٰ کرے یا نبوت کے حاصل کرنے اور صفائی قلب کے ساتھ نبوت کے مرتبہ پر پہنچنے کو جائز کہتا ہو مانند فلسفیوں اور گمراہ صوفیوں کی اور ایسا ہی وہ شخص جو دعویٰ کرے کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے اور اگرچہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے اور دعویٰ کرے کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے اور جنت میں داخل ہوتا ہے اور جنت کے میوے کھاتا ہے اور حوروں سے بغل گیر ہوتا ہے۔ پس یہ سب کافر ہیں، نبی ﷺ کے جھٹلانے والے، اس لئے کہ انہوں نے خبر دی ہے کہ وہ نبیوں کے سلسلہ کے ختم کرنے والے ہیں، ان کے پیچھے نبی نہیں ہوگا اور خبر دی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ وہ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور تحقیق وہ تمام خلقت کی طرف بھیجے گئے ہیں اور اجماع کیا امت نے اس بات پر کہ اس کلام کے ظاہری معنی ہی مراد ہیں بغیر کسی تاویل اور تخصیص کے۔ پس ان ایسے مدعیوں کے کفر میں قطعاً اور اجماع اور سمع کے طور پر کوئی شک نہیں ہے۔ ان حالات میں مرزا غلام احمد کے مریدوں کو پیش امام بنانا، ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا ہرگز درست نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابداً ولا تقم علیٰ قبرہ انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون (توبہ:۸۴)‘‘ ترجمہ: اور نہ نماز پڑھ کسی ایک پر ان میں سے جو مرے کبھی بھی اور نہ اس کے قبر پر کھڑا ہو کے دعا کرے۔ تحقیق انہوں نے کفر کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور وہ کفر کی حالت میں مر گئے۔ پس جس شخص نے دیدہ ودانستہ مرزائی کے جنازہ کی نماز پڑھی ہے اس شخص کو علانیہ توبہ کرنی چاہئے اور مناسب ہے کہ وہ اپنے تجدید نکاح کرے اور حسب طاقت آدمیوں کو کھانا کھلاوے اور اگر وہ شخص علانیہ توبہ نہ کرے تو اہل سنت والجماعت کو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئے۔ ایسے منافق کے پیچھے نماز درست نہیں ہوتی۔ ھذا واللہ اعلم بالصواب

کتبہ عبدہ المذنب! محمد عبداللہ ٹونکی عفی عنہ از لاہور

سوال: مرزائی کا جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: کفر ہے، کافر کو مثل مسلمان کے کہنا جیسا کہ مسلمان کو کافر کہنا۔ جنازہ کی دعا یہ لفظ آتے ہیں ’’اللھم من احییتہٗ منّا فاحیہٖ علی الاسلام ومن توفّیتہٗ منا فتوفّہٗ علی الایمان ‘‘یعنی ہم میں سے جس کو زندہ رکھنا ہے اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو مارنا ہے اس کو ایمان پر مار۔ اس نے میت کو زمرہ اسلام میں شامل میں کیا اور آپ میت کے ساتھ شامل ہوا۔ یہ اقرار عدم امتیاز کا ہے، درمیان کافر اور مسلمان کے اور جو کافر اور مسلمان کو برابر سمجھے وہ بے ایمان ہے۔ حدیث کا فتویٰ ہے کہ جو کسی قوم سے مل کر کھاوے اور مل بیٹھے اس کا دل ویسا ہی ہو جاتا ہے اور وہ ملعون ہو جاتا ہے۔

’’عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ لمّا وقعت بنوا اسرائیل فی المعاصی فنھتم علماء ھم فلم ینتھوا فجالسوا فی مجالسھم واکلوھم وشاربوھم فضرب اللہ قلوب بعضھم ببعض ولعنھم علیٰ لسان داؤد و عیسیٰ بن مریم ‘‘یعنی جب بنی اسرائیل گناہوں میں پڑے تو ان کے علماء نے ان کو منع کیا باز نہ آئے۔ وہی علماء ان کے ساتھ مل بیٹھے اور مل کے کھایا پیا تو اللہ تعالیٰ نے

سب کے دل یکساں سیاہ کر دیئے اور داؤد اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر ان کو ملعون بنایا۔

فقیر غلام قادر بھیروی از لاہور

قد صح الجواب المجیب المصیب احقر محمد باقر عفی اللہ عنہ نقشبندی مجددی لاہور

الجواب صحیح بندہ عبدالسلام عفی عنہ ٹوہانوی مولداً دیوبندی

ھذا الجواب صحیح والمجیب نجیح۔ محمد یار عفی عنہ امام مسجد سنہری لاہور

ھذا الجواب صحیح والمجیب نجیح محمد حسن عفی عنہ مدرس مدرسہ حمیدیہ لاہور

المجیب مصیب محمد عمر کان عفی اللہ عنہ لاہور

الجواب صحیح محمد عالم دوم مدرس مدرسہ حمیدیہ لاہور

ذالک کذالک محمد حسین عفی عنہ لاہوری

الجواب صحیح غلام رسول مدرس مدرسہ حمیدیہ لاہور

الجواب صحیح ابوسعید محمد حسین بٹالوی

الجواب صحیح محمد یونس عفی عنہ کشمیری مولداً فشاوری الخ!

الجواب صحیح حررہ الراجی بارگاہ حق نورالحق مانسہرہ

الجواب صحیح وصواب والمجیب مصیب ومثاب نورالحق مانسہرہ مولداً

لیس المثاب الا ھذا الجواب واللہ اعلم بالصواب عبدالوہاب پشاوری

الجواب صحیح بالقول محمد میر عالم عفی عنہ ہزاروی حال انجمن حمایت اسلام پشاور

ھذا الجواب الصحیح والحق الصریح عبدالحکیم صوابی مولداً پشاوری

سند یافتہ مدرسہ عالیہ رام پور ریاست

الجواب صحیح نورالحسن عفی عنہ نائب مہتمم مدرسہ جامع العلوم کانپور

الجواب صحیح خان زمان مدرس سوم مدرسہ جامع العلوم کانپور

ھذا الجواب مطابق للحق غلام محمد عفی عنہ مدح پوری

الجواب صحیح ابوالحسن حقانی ابن مولوی ابومحمد عبدالحق دہلوی

الجواب چونکہ نماز جنازہ میں دعائے مغفرت للمیت ہوتی ہے اور یہ مسئلہ ہے کہ دعائے مغفرت للکافر کفر ہے۔ علمائے کرام فتویٰ کفر مرزا اور اس کے متبعین پر دے چکے ہیں۔ بنا بریں مصلی صلوٰۃ جنازہ للمرزائی بغیر توبہ جدید مسلمان نہ ہوگا۔ عبدالرؤف مدرس اوّل مدرسہ اسلامیہ عین العلم شاہ جہان پور عفی عنہ

الجواب صحیح بندہ سلطان حسن غفرلہ مدرس مدرسہ عین العلم شاہ جہان پور

صح الجواب عاجز عبدی سرعفی عنہ

المجیب مصیب محمد سخاوت اللہ مدرس مدرسہ عین العلم

الجواب امام کو مناسب نہ تھا کہ اس کی نماز پڑھتا اگر امام توبہ نہ کرے تو اس کو عہدۂ امامت سے معزول کرنا چاہئے۔ ابومحمد عبدالحق دہلوی

قادیانی کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ ابومحمود محمد رمضان عفی عنہ لدھیانوی

صورت مذکورہ میں امام مذکور سخت مداہنت اور جرم عظیم کا مرتکب ہے اور اس لئے فاسق ہے توبہ کرنا لازم ہے اگر توبہ نہ کرے تو زجراً مسلمان اس سے اسلامی تعلقات ترک کردیں۔ محمد کفایت اللہ عفی عنہ مولاہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

الجواب صحیح مشتاق احمد مدرس دہلی

الجواب مصاب امام مذکور اگر معتقد غلام احمد قادیانی کا نہیں تو بلا سبب ادا کرنے صلوٰۃ جنازہ پیروان اس کے کے کافر ہوگیا۔ اس لئے کہ غلام احمد مذکور قطعاً کافر ہے اس نے کلام اللہ کو محرف کردیا ہے اور تحریف کتاب اللہ کا کفر ہے اور ایضاً اللہ جل شانہٗ قرآن میں فرماتا ہے: ''ولا تصل علٰی احد منهم مات ابداً ولا تقم علٰی قبره انهم كفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون'' العبد الاثیم!

مفتی عبدالرحیم خلف الوحید مفتی عبدالحمید پشاوری

هو الموفق صحت نماز جنازہ کی شرائط میں سے ایک شرط اسلام میت بھی ہے۔ كما صرح به الفقهاء الكرام اگر کوئی شخص قطعاً اسلام سے خارج ہوجائے وہ جس گروہ

کا ہو دیدہ و دانستہ اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا ناجائز اور ایسی ناجائز نماز پڑھنے والا گنہگار ہوگا ورنہ نہ۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہٗ ام الکتاب حررہ الراجی غفور بہ الوحید ابو الحامد محمد عبدالحمید تجاوز اللہ عما جناہ و بلغہ فی الدارین عنایتہٗ ما یمناہ بعطفہ المزید ۱۳۳۰ھ

علمائے کرام نے بے شک مرزا کے کفر پر فتویٰ دیا ہے اور کافر ہونے کی حالت میں جو امور جواب میں تحریر فرمائے ہیں صحیح اور درست ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

احمد علی عفی عنہ مدرس مدرسہ جامعہ العلوم کان پور

الجواب جب کہ اس امام نے بعد علم اس بات کے کہ وہ میت ہم عقیدہ و ہم مذہب مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے۔ اس میت کے عقائد جو کفر قطعی تک پہنچے ہوئے تھے اور میت کا تائب ہونا اس کو نہ معلوم ہوا ہو۔ اس کی نماز جنازہ پڑھا دی تو اس کے متعلق دعائے مغفرت کافر کا حکم عائد ہوگا۔ بعض علما نے دعائے مغفرت کافر پر حکم کفر دیا ہے اور بعض نے احتیاط کی ہے۔ بہر حال یہ فعل اجماعاً حرام ہے اگر اس کو حلال سمجھے گا تو سب کے نزدیک حکم کفر عائد ہوگا۔

درمختار میں ہے: ''والحق حرمۃ الدعآ بالمغفرۃ للکافر''

ردالمحتار میں ہے: ''رد علی الامام الوافی ومن تبعہ حیث قال ان الدعآء بالمغفرۃ للکافر کفراً الخ! ''علمائے محققین فرماتے ہیں کہ جس مسئلہ میں علماء آپس میں کفر اور عدم کفر میں مختلف ہوں تو احتیاط عدم تکفیر میں ہے۔ ہاں! ایسے شخص کو توبہ اور تجدید ایمان و نکاح کا حکم دیا گیا ہے اور وہ جب تک توبہ نہ کرے مسلمانوں کو اس سے اجتناب اور اس کی اقتداء سے پرہیز کرنا چاہئے۔

فقیر حافظ محمد بخش عفی عنہ قادری مدرس مدرسہ محمدیہ بدایوں

الجواب صحیح محمد عبدالمقتدا القادری عفی عنہ بدایوں

صح الجواب محمد ابراہیم عفی عنہ بدایوں

ذالک کذالک محمد حبیب الرحمٰن عفی عنہ بدایوں

صح الجواب سید محمد عباس قادری کاٹھیاواڑی

چونکہ مرزائی ہمیں کافر جانتے ہیں اور ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ اس واسطے ایسے اشخاص کا جنازہ پڑھنا ناجائز ہے۔ اس سے احتراز لازم ہے۔ اگر ہمارے پیچھے وہ پڑھ بھی لیں تب بھی ہمیں نہیں پڑھنا چاہئے۔ نبی بخش رسول نگری

یہ فعل اس امام کا باوجود علم کے حرام اور ناجائز ہے۔ لیکن تکفیر امام کی نہ کی جاوے کہ امکان تاویل ہے اور جب تک تاویل ممکن ہو اگرچہ ضعیف ہو تکفیر مسلم نہ کی جاوے۔ کما فی الشامی فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ عربیہ دیوبند عفی عنہ

۲۲/رجب المرجب ۱۳۳۰ھ

بلاشبہ اس امام نے جرم عظیم کیا اور وبال شدید اپنے ذمہ لیا اور بوجہ فسق شدید قابل امامت نہ رہا لیکن حکم تکفیر نہ دیا جاوے فقیر اصغر حسین عفی عنہ دیوبندی

الجواب صحیح محمد سہول عفی عنہ مدرس مدرسہ دیوبند

الجواب صحیح خاکسار سراج احمد عفی عنہ دیوبند

الجواب صحیح احقر الزمان گل محمد خان مدرس مدرسہ عربیہ عالیہ دیوبند

امام مذکور قابل امامت نہیں ہے۔ جب تک اپنے فعل سے توبہ نہ کرے اس پر واجب تھا کہ اس فعل سے اجتناب کرتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم احمد علی مدرس مدرسہ عربیہ میرٹھ

مرزائی کا جنازہ وغیرہ پڑھنا حرام بلکہ کفر ہے۔ کیونکہ مرزائی غلام احمد قادیانی کو سچا رسول مانتے ہیں اور مسیح موعود وغیرہ جانتے ہیں اور معجزات سے انکار ہے۔

حکیم مولوی عبدالرزاق راہوں بقلم محمد اسحاق

جو کہ علمائے دین نے عدم جواز نماز جنازہ مرزائی میں تحریر فرمایا ہے صحیح اور درست ہے اور میں بھی اس مسئلہ میں اتفاق کرتا ہوں۔ حبیب الرحمٰن منچن آبادی عفی عنہ

✡ ✡ ✡

فیصلہ ناطق
مابین
کاذب وصادق

جناب ڈاکٹر ایس ایم عظیم الدین حنفی قادری دیوبندی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ و نصلی اما بعد!

باعث تحریر آنکہ حسب اتفاق ۲ر جنوری ۱۹۰۸ء بروز شنبہ بتوسل شفیق حال بندہ منشی فقیر محمد صاحب عطاء دیوبندی فدائی وشیدائی جناب مرزا غلام احمد قادیانی پرچہ الحکم مؤرخہ ۲ر جنوری ۱۹۰۸ء جو خاص قادیان سے زیر نگرانی مرزا قادیانی جس میں مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو چند پیرایہ میں ظاہر فرمایا ہے، نظر سے گزرا۔ ان کے نزدیک گویا مردہ دلوں میں جان ڈالنے والا ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے اگر غور کامل اور نظر انصاف سے دیکھا جائے تو چند قبوحات دامن گیر ہوتے ہیں، جن کی سرخی مفصلہ ذیل ہے۔

۱..... (ص۳، کالم۳) دارالامان: جس کے معنی گھر امن وامان کا گھر، جگہ پناہ۔ اس لفظ سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے دولت خانہ کو مثل حرم شریف مدینہ منورہ ومکہ معظمہ کے قرار دے دیا ہے اور اپنے متبعین کو یقین واثق دلایا ہے کہ جو شخص اس جگہ حاضر ہوگا، اعتقاد اس جگہ کا حرم شریف کے رکھے گا وہ امن وامان میں رہے گا۔ چنانچہ یہ اعتقاد مرزا نے مریدوں کے دلوں میں ایک اور جدید ڈھنگ سے ڈالا ہے۔ یعنی ایک مقبرہ بنام مقبرۂ بہشتی اپنی سکونت کے قریب بنا کر مشہور کیا ہے اور جملہ مرزائی امت کو ترغیب دلائی گئی ہے کہ جو شخص اس مقبرہ بہشتی میں داخل ہوگا اور اس کا اعتقاد رکھے گا، اس پر جنت واجب کیا بلکہ فرض ہوگئی ہے۔ گو وہ پابند جملہ امور شرعی ہو یا نہ ہو اور نیز باجماعت سے روکا گیا ہے اور تاکیداً یہ فرمایا ہے کہ جملہ فرقہ مرزائی کی نماز کسی کے پیچھے نہیں ہوتی۔

لہٰذا یہ حکم مرزا قادیانی کا نعوذ باللہ منہا اس آیت شریف کلام ربانی کا ناسخ ہے ’’واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین (البقرہ:۴۳)‘‘ ترجمہ آیت شریف کا: اور قائم کرو نماز کو اور دو زکوٰۃ اور رکوع کرو ساتھ رکوع کرنے والوں کے۔ خیال کرنا چاہئے کہ خداوند کریم کا کلام جماعت کی تاکید فرماتا ہے اور مرزا قادیانی نماز اور جماعت کے مانع ہیں۔ افسوس نماز کے لئے مولیٰ کریم اپنے کلام پاک میں سات سو جگہ تاکیداً حکم فرمائے اور مرزا قادیانی مانع ہوں اور حکم خداوندی کو منسوخ قرار دیں اور پھر دعویٰ نبوت۔ نعوذ باللہ منہا!

دوسری جگہ مرزا قادیانی آیت کلام پاک کو منسوخ فرما کر یہ ثابت کر کے وحی کا نزول اپنے اوپر اترنا فرماتے ہیں۔ دیکھئے: ''ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین (الاحزاب: ۴۰) ''ولیکن بالتحقیق محمد پیغمبر خدا ہے اور ختم کرنے والا ہے تمام نبیوں کا۔ تعجب کا مقام ہے جب کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ ختم کرنے والے درجہ نبوت تمام نبیوں کے بموجب حکم ربانی ٹھہر چکے کہ جس کے اندر کسی فرد بشر کو موقع گفتگو نہیں ہے تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت، موعودیت حجۃ اللہ مسیح موعود بالکل باطل وغلط ہے۔ یا یوں کہو نعوذ باللہ منھا! بزعم مرزا قادیانی آیت کلام مجید غلط ٹھہرتی ہے۔ قبلہ من! آیت کلام ربانی وحدیث رسول اللہ ﷺ منسوخ ہوں، غلط ہوں، اس بات کی کچھ پروا نہیں ہے۔ مگر کسی طرح سے دعوے نبوت وغیرہ مرزا قادیانی قائم ہو جائے۔ واہ رے دین دارو! صد آفرین ہے تمہاری ہمت پر۔ فرض کر لو جس وقت حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تشریف لائیں گے تو متبع شریعت محمدی ہو کر آویں گے اور قرآن شریف کے اوپر عمل فرمائیں گے تو پھر جدید وحی کی کیا ضرورت ہوگی جیسا کہ مرزا قادیانی اپنے اوپر وحی کا اترنا اپنے مریدوں کو یقین دلا رہے ہیں اور آیت کلام مجید سے دو چار حروف بدل کر کے اپنے اوپر وحی نازل ہونا فرماتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے مرید یوں بھی فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی جماعت کا مجمع قریب چار لاکھ آدمی کے گئے۔ بہت خوب مرزا قادیانی کو مبارک ہو۔ جناب من! مرزا قادیانی کے بھائی صاحب لال گرو مشہور ہوئے ہیں۔ ان کی جماعت میں خاک روبان اللہ رکھے ۲۵ لاکھ سے زیادہ ہیں۔ یہاں ممبئی کے سچے مسلمان جو مرزا قادیانی کے عقیدوں کو باطل جانتے ہیں لاکھوں سے زیادہ ہیں۔ عیسائی مذاہب کی جماعت جس میں علاوہ اہل فرنگ کے ہر اقوام داخل ہے۔ غالباً چالیس کروڑ سے زیادہ ہے۔ پھر مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں کو فخر کرنے کا کیا مقام ہے۔ اپنے گریبانوں میں جھانکئے۔ نہیں دیکھتے کہ مرزا قادیانی کی جماعت حد شرعی سے بالکل باہر نکل گئی ہے۔ نماز ترک، جماعت ترک، زکوٰۃ وحج وغیرہ ترک۔ تف ہے ایسی جماعت کثیر کے اوپر۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

مرزا قادیانی نے در پردہ دعوے میں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت میں بھی حصہ لیا ہے۔ مقبرۂ بہشتی جو قادیاں میں مشہور بھی ہے۔ وہ اس قطعۂ ارضی باغیچہ کا بدل ہے جن

کی نسبت جناب رسول اللہ ﷺ یوں فرماتے ہیں ''ما بین منبری روضة من ریاض الجنة '' ترجمہ: درمیان منبر میرے اور گھر میرے کے ایک حصہ باغ ہے باغوں جنت سے۔ پس جس نے نماز پڑھی اس میں، گویا نماز پڑھی اس نے جنت میں۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اسی کا بدل مقبرہ بہشتی موضع قادیان میں مشہور کیا ہے۔ دیکھئے کہاں دعویٰ کیا ہے۔ کوئی نبی امام مرزا قادیانی کے دعووں سے خالی نہیں بچا۔ ماشاء اللہ! چشم بددور ایک مینارہ بہت بلند موضع قادیاں میں تعمیر ہوا ہے۔ اگرچہ وہ بدل مینارہ شرقی مسجد دمشق ملک شام کا ہے جس کے اوپر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے نزول فرماویں گے۔ مگر یہاں پر وہ منارہ ہم شبیہ منارہ نمرود کے ہے جو شہر بابل میں نمرود نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے عہد میں بنایا تھا۔ اس کے بعد دعوائے خدائی باقی ہے۔ سو وہ بھی نعوذ باللہ منہا! ان عقلاء سے بعید نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کوئی سبب جلدی اپنے حبیب رسول اللہ ﷺ کے طفیل پیدا کردے جو بندگان خدا گمراہی سے نجات پاویں۔

ایک اور ضروری اور قابل اعتراض حال مرزا قادیانی، ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی کی من گھڑت تصنیفات سے مرزا قادیانی کے مریدین وفدائی دو کتابیں اپنے پاس رکھتے ہیں۔ جاہلوں کو دکھلا کر دھوکا دیتے ہیں۔ نام ان کتابوں کا سلک مروارید ہے نمبرا، نمبر۲۔ یہ کتابیں موضع قادیان مطبع الحکم میں چھپی ہیں۔ ان میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ مولانا مولوی عبدالجبار صاحب محدث لاثانی دیوبندی کی دختر نیک اختر مسماۃ تسلیمہ زوجہ مولانا مولوی سلیم اللہ صاحب سہارنپوری نے عام جلسہ علمائے دین سہارنپور میں منعقد کر کے مولوی مقہورالدین عالم دہر معہ دیگر علمائے دین وغیرہ کو بعد مناظرہ وحجت بالغہ کے دربارہ ثبوت حجۃ اللہ مسیح موعود وامام ہمام امام مہدی آخرالزمان پر دو دعوے جناب مرزا قادیانی میں معہ ثبوت دلائل کے ثابت کر دیئے ہیں اور تمام علمائے دین مسماۃ تسلیمہ بنت مولوی عبدالجبار صاحب دیوبندی زوجہ مولوی سلیم اللہ صاحب کے سامنے نادم ولاجواب ہو کر چلے گئے ہیں۔ نظر انصاف سے جملہ حامیان اسلام غور فرماویں۔ مرزا قادیانی نے دونوں کتابوں میں محض فرضی بحث وفرضی نام قائم کر کے لوگوں کو دھوکہ دیا ہے۔ حالانکہ مولوی عبدالجبار صاحب کا دیوبند میں کسی خاندان میں عرصہ سو سال سے بھی پتہ نشان نہیں۔ پس اس سے تمام مباحثہ

سہارنپور وعلمائے دین وغیرہ کا اندازہ ہوگا کہ محض جھوٹی وفرضی کارروائی وبحث قائم کر کے بے علم لوگوں کے سامنے لن ترانیاں کرنا گویا جہنم اپنے سر پر اٹھانا ہے۔

مزید بریں آنکہ خاص مرید وفدائی مرزا قادیانی فقیر محمد صاحب دیوبندی جن کے پاس تصانیف مرزا قادیانی کا انبار رہتا ہے۔ جنہوں نے دونوں کتابیں سلک مروارید نمبر ۱، نمبر ۲ معہ دیگر کتب ہائے مجھ خاکسار کو ان چند اوراق ہذا کو دکھائی تھیں۔ ان سے بکوشش تام عرض ہے کہ مقام سہارنپور آپ کا جانا شاید غیر ممکن ہو۔ الّا دیوبند کہ یہ جائے تعلیم آپ کی اور ہماری ہے۔ براہ مہربانی ہمارے ساتھ چل کر مولوی عبدالجبار محدث کا مکان بتلا دیجئے کہ جن کی دختر نیک اختر مسماۃ تسلیمہ نے علمائے دین کو لاجواب کیا ہے۔ چنانچہ اس کے جواب میں فقیر محمد عطا مرید مرزا قادیانی نے سوائے ندامت اور خاموشی کے اور کچھ جواب نہیں دیا اور دبی زبان سے اس قدر کہہ کر چپ ہوگئے کہ یہ آپ کا فرضی نام وبحث ہے۔ یہ ان کا کہنا تھا کہ گویا تحریر مذکور کا کذب تسلیم کرنا تھا اور جو حالت ان کی اس وقت تھی وہ ناقابل بیان ہے۔

۲..... اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کے اوپر خدائے تعالیٰ نے تازہ وحی ایام جلسہ میں نازل فرمائی۔

مضمون وحی مرزا قادیانی: ’’یاایھا النبی اطعموا الجآء المعترّ‘‘ ترجمہ: (منجانب مرزا قادیانی) اے نبی بھوکوں اور سوالیوں کو کھانا کھلاؤ۔

آیت قرآن شریف ’’وکلوا منھا واطعموا القانع والمعترّ (الحج:) ‘‘ ترجمہ: تو کھا ان کے گوشت میں سے اور یہ کھانا سنت ہے اور کھلا فقیر قناعت والے کو جو سوال نہیں کرتا اور سوال کرنے والے کو۔

یہ اشارہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرف ہے اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی مطلع کیا جاتا ہے۔ زادالمسیر میں لکھا ہے کہ قانع سے مکہ معظمہ کے فقیر مراد ہیں اور معتر سے آفاقی فقیر مراد ہیں۔ واضح ہو کہ وحی مرزا قادیانی اور آیت قرآن شریف کا مقابلہ کرا دیا گیا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے علمی لیاقت سے بجائے ق کے ج تبدیل کیا ہے جس کو وحی ہونا، نازل ہونا فرمایا ہے۔ معلوم کرنا چاہئے کہ وحی معرفت حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے پیغمبروں پر نازل ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ بعد تشریف

لے جانے دنیا سے جناب محمد رسول اللہ ﷺ خاتم پیغمبران کے دنیا پر بغرض پیغام ربانی حضرت جبرئیل علیہ السلام نہیں تشریف لاویں گے۔ جب تک قرب قیامت میں نزول حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا آسمان سے منار مشرقی جامع مسجد دمشق ملک شام پر سے نہ ہوگا اور اس وقت بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام بغرض پیغام رسانی تشریف نہیں لاویں گے بلکہ دیگر اغراض کے پورا کرنے کے لئے آسمان سے دنیا پر تشریف لاویں گے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام تو خود یوں فرماویں گے کہ میں متبع شریف محمدی ہوگیا ہوں جس کا مفصل حال آئندہ ہدیۂ ناظرین کیا جاوے گا۔ سبحان اللہ!

کیا سچا دعویٰ ہے کہ رہیں تو ہندوستان ملک پنجاب موضع قادیان ضلع گورداس پور میں اور مضمون وحی نازل ہو زبان عربی میں۔ قاعدہ قدیم یہ ہے کہ جس ملک یا سرزمین کے اوپر اللہ تعالیٰ کسی پیغمبر کو واسطے تبلیغ رسالت مبعوث کرتا ہے تو جو زبان وہاں کی ہوتی ہے۔ اسی زبان میں مضمون وحی نازل ہوتا ہے۔ کیونکہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ تمام بندوں کی زبان سے واقف وموجد ہے۔ وہی خالق ہژدہ ہزار عالم ہے۔ موافق سنت اللہ جس طرح سے دیگر انبیاء علیہم السلام پر مختلف زبانوں میں جو کلام واسطے ہدایت بندوں کے بذریعہ وحی نازل فرمایا ہے۔ اسی طرح سے موضع قادیان میں جو زبان رائج ہے۔ بشرط ضرورت جدید لغت مضمون وحی نازل ہوتا نہ کہ عربی زبان میں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نہ حجۃ اللہ مسیح موعود ہیں، نہ امام مہدی، نہ نبی۔ ایسی ایسے دعویٰ پر شرم کرنے کا مقام ہے۔

۴..... (ج ا ص ۴) بروز جمعہ پرچہ الحکم مطبوعہ ۲ ر جنوری ۱۹۰۸ء کی سرخی قابل ملاحظہ ہے۔ سالانہ جلسہ پر حضرت امام ہمام کی تقریر بے نظیر مؤرخہ ۲۷ ر دسمبر ۱۹۰۷ء کل مضمون تحریر کرنا ضروری عمل ہے۔ دیکھئے وہاں ایک جگہ حجۃ اللہ مسیح موعود، دوسری جگہ مہدی، تیسری جگہ نبی مشہور ہوئے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے دعوے وپیشین گوئیاں والہامات ومعجزات وغیرہ وغیرہ پرچہ مذکورہ میں منجانب مرزا قادیانی درج ہیں۔ جن کو پڑھ کر صاحب عقل سے خاموش نہیں رہا جاتا۔ لہٰذا یہ چند اوراق بطور فیصلہ ناطق مابین کاذب وصادق بہ نسبت خلاف بیانی وغلط دعوؤں وپیشین گوئیوں ومعجزات وغیرہ وغیرہ کے ہدیۂ ناظرین باتمکین معہ ثبوت ودلائل کتاب اللہ وکتاب الرسول پیش کئے جاتے ہیں تاکہ جو اہل اسلام نزدیک ودور بلا تعصب

میزان عدل میں اس مختصر سی عبارت کو تول لیں اور کسوٹی عقل پر پرکھ لیں۔ تب دروغ گوئی اور راست بازی میں فرق معلوم ہو جائے گا۔

چونکہ مرزا قادیانی نے ایک ہی پرچہ میں چند پہلو اختیار کئے ہیں۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آیا کون سا دعویٰ ان کا کس پہلو پر دربارہ امامت، موعودیت، نبوت وغیرہ وغیرہ احادیث صحیح وتفاسیر وقرآن شریف سے پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ واضح ہو کہ ان جملہ دعوؤں سے جناب مرزا قادیانی تثلیث کے احاطہ میں جا پھنسے ہیں۔ بقول عیسائی باپ، بیٹا اور روح القدس تینوں مل کر خدا ہوئے۔ اسی طرح جناب مرزا قادیانی کا سلسلہ بتلاتا ہے۔ مثلاً غلام احمد ابن فلاں ابن فلاں وغیرہ۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم ابن فلاں وغیرہ۔ حضرت محمد امام مہدی ابن عبداللہ ابن فلاں وغیرہ۔ جائے غور ہے۔ تینوں صاحبان کی ولدیت کنیت سکونت علیحدہ علیحدہ اور دعوے میں جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ موجود ہیں۔ خیر یہ بھی اچھا ہوا کہ مرزا قادیانی خاندان مغلیہ میں سے ہیں۔ خدانخواستہ اگر کہیں مرزا قادیانی خاندان نبوت سے ہوتے تو پورے پوبارہ تھے۔ کیونکہ امامیت کے دعوے کے لئے سید کا ہونا ضروری واجبات سے ہے اور سید بھی بنی فاطمہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے ہوں۔ ایسے موقع پر کسی شاعر کا قول موزوں معلوم ہوتا ہے:

کس کی ملت میں گنوں آپ کو بتلا اے شیخ تو کہے گیر مجھے گیر مسلمان مجھ کو

فرض کیجئے اگر تھوڑی دیر کے لئے جملہ اہل اسلام مرزا قادیانی کو حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود اور حضرت امام ہمام مہدی آخرالزمان وغیرہ وغیرہ القابات کے ساتھ تسلیم بھی کر لیں تو اس وقت ایسے جملہ دعوؤں کا منجانب مرزا قادیانی کے امر محال ہوگا۔ کیونکہ کتب احادیث وتفاسیر وقرآن شریف سے جو جو نشانات وآثارات دونوں دعوؤں کی نسبت موجود ہیں، وہ وہ نشانات وآثارات مرزا قادیانی میں ثابت ہونا قریب قریب ناممکن نہیں بلکہ دشوار ہیں اور وحی سے جو مرزا قادیانی اپنے اوپر نازل ہونا فرماتے ہیں، ان کی بوجہ قرآن شریف موجودہ کے کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے لئے عمل کرنے کو قرآن شریف واحادیث رسول ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو چکا ہے۔ جب کہ قرآن شریف ناسخ کل کتب ملت کا ہے اور حضرت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم کل

انبیاء علیہم السلام بلا دلیل یقینی طور پر ثابت ہو چکے تو پھر وحی جدید کی کیا ضرورت ہے۔ وہ کون سی بات، مسائل فقہ، حدیث، الہامات، معجزات وغیرہ باقی رہ گئے ہیں جو رسول اللہ ﷺ پر یا حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام پر نہیں آئے۔ اب جناب مرزا قادیانی پر نازل ہو رہے ہیں۔ نہ کوئی حکم خدا اور رسول کا اشارۃً وکنایۃً پایا جاتا ہے کہ جس کی پابندی منجانب مرزا قادیانی لازم آوے۔ اب جو وحی والہامات ومعجزات وپیشین گوئیاں مرزا قادیانی پر نازل ہوتی ہیں وہ محض کذب وافتراء ہے۔ اس کے لئے ''لعنت اللہ علی الکاذبین'' قرآن پاک میں موجود ہے۔

واضح ہو کہ اس وقت ہمیں اس بارہ میں زیادہ گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام زندہ قالب خاکی کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے یا ذائقہ موت کا چکھ کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ اس بحث کے لئے فقہ اکبر ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، کلام ربانی وغیرہ وغیرہ کتب احادیث موجود ہیں۔ جس کو شک ہو وہ دیکھ لے۔ مگر جملہ اہل اسلام سنت والجماعت کا یہ مذہب وایمان ہے کہ جس حضرت عیسیٰ موعود علیہ السلام کا وعدہ قرب قیامت تشریف لانے کا آسمان سے ہے۔ وہ بموجب ارشاد مخبر صادق جناب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء کے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام آل عمران ہوں گے۔ حلیہ آپ کا گو دو طرح سے حدیثوں میں آیا ہے۔ اس میں ہم بحث کرنا فضول قرار دیتے ہیں اور یہ بھی ثابت ہے کہ وہ پورے چالیس سال زمین پر آباد ہو کر فرض منصبی اپنا ادا کر کے بقضائے الٰہی ذائقہ موت کا چکھیں گے۔ یہ بات بلا حجت ثابت ہے۔ کتب احادیث وقرآن شریف شاہد ہیں۔ تفصیل یہ ہے ابتدائے پیدائش سے ۳۳ سال کی عمر تک بعد تبلیغ احکام رسالت بمصداق آیت شریف ''ورافعک الیّ'' اور ''بل رفعہ اللہ الیہ'' آسمان پر اٹھائے گئے اور بعدہٗ قریب قیامت نزول فرما کر متبع شریعت محمدی سات سال تک زندہ رہ کر انتقال فرماویں گے۔ بعض حدیثوں سے کچھ زیادہ بھی زندہ رہنا پایا جاتا ہے۔ چنانچہ چالیس یا پینتالیس سال بعد فوت ہوں گے۔ ایسا ہی صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جس کو شک ہو صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، فقہ اکبر وغیرہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ملاحظہ فرما کر تسلی کر لے اور بعد انتقال کے روضۂ مبارک رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں جو جگہ خاص ان

کے لئے بعد قبر حضرت عمر فاروق اعظم کے باقی ہے، اس میں دفن کئے جاویں گے۔

دیگر عرض یہ ہے کہ جس قدر علماء اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گزر چکے اور حال میں موجود ہیں۔ ان کی عقل وعلم واقفیت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر نہیں ہے۔ جو کچھ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں صاحبان یعنی حضرت امام آخر الزمان محمد مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ظہور وموعود کی نسبت فرمایا ہے۔ وہ صحیح وسچ ہے۔ جملہ اہل اسلام کا اس پر ایمان ہے اور یہ ہی حدیثوں سے اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ علمائے دین محمدی اور محدثین امت محمدی باعمل مثل انبیائے بنی اسرائیل کے ہیں اور نائب رسول ہیں۔ مگر بایں قدر ومنزلت کے آج تک کسی محدث علمائے دین نے دعوئے امامیت وموعودیت ونبوت کا نہیں کیا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے کیا۔ اب ہم جناب امام محمد مہدی رضی اللہ عنہ اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول وظہور صحیح حدیثون سے جو بیّن طور پر واضح ہے۔ اس کو بجنسہٖ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ جس سے جناب مرزا قادیانی اور ہر دونوں حضرات کے علامات سے مقابلہ کیا جاوے کہ آیا ہر دونوں دعوے جو مرزا قادیانی نے کئے ہیں، سچے ہیں یا جھوٹے ہیں۔

ذکر امام محمد مہدی خلیفۂ آخر الزمان رضی اللہ عنہ

آپ کا نام مبارک محمد ہوگا اور لقب مہدی اور خلیفۃ اللہ الموعود اولاد فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا خاص کر نسل امام حسن رضی اللہ عنہ سے ہوں گے۔ والد ماجد کا نام عبداللہ، والدہ ماجدہ کا نام آمنہ ہوگا اور آخر زمانہ میں قریب قیامت ظہور فتنہ وفساد کے مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے اور بعض حدیثوں سے موضع کرعہ ملک یمن میں بھی پیدا ہونا ثابت ہے۔ بہر حال ملک عرب میں پیدا ہوں گے اور جب عمر آپ کی چالیس سال کی ہوگی۔ اس کے آدمی کافروں اور بدکاروں سے تنگ آ کر مہدی موعود کی جستجو میں مصروف ہوں گے اور اس امر کے معلوم ہونے سے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں تشریف لے جائیں گے۔ وہاں اس زمانہ کے اولیاء بزرگ آدمی ان کو پہچان لیں گے اور باصرار تمام مسجد حرام میں ان سے بیعت کریں گے۔ اس وقت ایک آواز غائب سے سب حاضرین کے کانوں میں پہنچے گی۔ ''ھذا خلیفۃ اللہ المھدی فاسمعوا الیہ واطیعوا لہٗ'' ترجمہ: اس کی بات سنو اور اس کی تابعداری کرو۔

قد آپ کا کچھ لمبا اور آپ کا رنگ روشن اور درخشاں ہوگا۔ زبان مبارک میں اس قدر لکنت ہوگی کہ کبھی بات کرنے میں تنگ ہو کر اپنے دونوں ہاتھ رانوں پر ماریں گے اور اخلاق آپ کے مشابہ اخلاق پیغمبر خدا ﷺ کے ہوں گے اور علم آپ کا علم لدنی اور خداداد ہوگا۔ حق تعالیٰ ان کو اپنی حکمت و مصلحت سے اشیائے پوشیدہ پر اطلاع کامل و آگاہی مطلق عطا فرمائے گا اور آپ کی کرامات و کمالات خرق عادات ظاہر تر اور اکثر ہوں گے۔

واضح ہو کہ خرق عادات کے معنی ''خلاف عادات انسان'' کے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے خوارق عادات کو معجزہ کہتے ہیں اور دیگر مسلمانوں کے خوارق عادات کو کرامات کہتے ہیں اور کافروں کے خوارق عادات کو استدراج کہتے ہیں۔ جس وقت حضرت مہدی خلیفہ آخر الزمان کی بیعت کی خبر مشہور ہوگی، ہر طرف سے مسلمانوں کی افواج کثیرہ جوق جوق ان کی خدمت شریف میں جمع ہو جاوے گی اور اس زمانہ کے اولیاء ابدال ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف ہوں گے۔ خلیفہ رضی اللہ عنہ پہلے اس خزانہ کو جو دروازہ کعبہ شریف کے آگے مدفون ہے کھود کر مسلمانوں پر تقسیم فرماویں گے۔ بعد اس کے فوجوں نصاریٰ سے جو اس زمانہ میں کامل غلبہ رکھتے ہوں گے، بڑا مقابلہ و مقاتلہ فرماویں گے اور تیسری لڑائی سب کو قتل کر کے فی النار کریں گے اور بہت سی لڑائیوں میں فتح یاب ہو کر شہر قسطنطنیہ کو فتح کریں گے اور بعد اس فتح کے سب خواص و عام پر نہایت عدل و انصاف فرماویں گے۔ خلیفہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں مسلمانوں کو بڑی آسائش اور بہت فلاح و بہبودگی حاصل ہوگی۔ سب مذاہب کا اختلاف جاتا رہے گا اور ان کے انوار و عدل و انصاف و اخلاق و احسان سے تمام عالم روشن و منوّر ہو جائے گا اور انہیں کے عہد خلافت میں دجال کافر جس کا لقب مسیح ہوگا۔ جس کے حالات ظلم و استدراج فتنہ و فساد کے صحیح کتابوں مفصل و مشرح لکھے ہیں۔ یہود وغیرہ کی فوج ہمراہ لے کر عراق و شام سے خروج کرے گا اور اصفہان میں داخل ہوگا۔ وہاں سے بہت سی فوجیں اپنے ہمراہ لے کر حرمین شریفین یعنی مدینہ منورہ و مکہ معظّمہ کا قصد کرے گا۔ مگر ان دونوں شہروں متبرکہ و محفوظہ کا خراب کرنا اپنی قدرت سے باہر دیکھ کر دمشق پر حملہ کرے گا۔

وہاں امام مہدی رضی اللہ عنہ لشکر اسلام کو جمع کر کے دجال کے مقابلہ و مقاتلہ کا ارادہ کریں گے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آسمان سے مشرقی منار مسجد دمشق پر نزول

فرماویں گے اور اس سے اتر کر امام مہدی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کریں گے اور بعد قبل نماز کے یوں فرماویں گے کہ آپ اس زمانہ کے امام ہیں۔ میں متبع شریعت محمدی ہو کر آیا ہوں۔ آپ نماز پڑھاویں۔ غرضیکہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کو امام بنا کر ان کے پیچھے نماز عصر پڑھیں گے۔ بعد انفراغ نماز عصر ان کے ساتھ ہو کر واسطے مقاتلہ دجال کافر جس کا لقب مسیح ہوگا تشریف لے جائیں گے اور اپنے ہاتھ سے اس کو قتل کریں گے۔ جب دجال کا تمام لشکر ختم اور مفرور ہو جاوے گا۔ اس وقت حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فتح پا کر میدان جنگ سے معاودت فرماویں گے اور آدمیوں کو دعوت اسلام فرما کر مشرف با اسلام کریں گے اور تمام علاقوں میں کہیں کافر کو نہ چھوڑیں گے اور امام مہدی رضی اللہ عنہ اپنے ظہور کے بعد سات یا آٹھ یا نو برس تمام روئے زمین پر خلافت کافہ کریں گے۔ بعد ازاں فردوس بریں کو تشریف لے جاویں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے جنازہ پر نماز پڑھ کر دفن کریں گے۔ پھر تمام انتظام امور کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد ہوگا۔ آپ کے باقی حالات زندگی حدیث احوال قیامت کی صحیح کتابوں میں مفصل طور پر لکھے ہیں۔ غرض کہ منجملہ خلفائے کاملین حضرت سید المرسلین آخری خلیفہ امام مہدی رضی اللہ عنہ ہیں کہ وقت مقررہ پر ضرور تشریف لا کر ظہور فرماویں گے۔ اس میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے۔ حق تعالیٰ اس امام برحق اور خلیفۂ مطلق کی بیعت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین!

ذکر منارۂ نو تعمیر مرزا قادیانی در قادیاں

واضح ہو کہ بجائے منارۂ شرقی شہر دمشق ملک شام کے جس پر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نزول فرماویں گے۔ منارہ موضع قادیاں ضلع گورداس پور ملک پنجاب میں باہتمام جناب مرزا قادیانی تعمیر ہوا ہے، جو چندے سے انجام ہوا ہے۔ گویا مرزا قادیانی نے یہ بدل منارۂ شرقی مسجد دمشق کا کیا ہے۔ غالباً اس منارے پر چڑھ کر مرزا قادیانی نزول فرمائیں گے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے لئے مخصوص ہے۔ سبحان اللہ! کیا عمدہ بدل کیا ہے کہ جس سے مرزا قادیانی کو تکلیف دور دراز کے سفر کرنے کی نہیں پڑے گی اور خیال کرنے سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ شاید مرزا قادیانی دعویٰ خدائی کا بھی کریں گے تو کچھ تعجب نہیں ہے۔ کیونکہ نمرود مردود نے بھی شہر بابل میں ایک بہت بڑا بلند منارہ تعمیر کرایا

تھا اور دعویٰ خدائی کا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نیک ہدایت عطا فرمائے اور گمراہی وضلالت سے بچاوے۔

۵..... (ص۴ کالم۴) پرچہ الحکم مؤرخہ ۲ جنوری ۱۹۰۸ء کی بارہویں سطر میں الہامات جن کو مرزا قادیانی نے اپنی جانب پچیس سال پیشتر کی اقتدار سے پیشین گوئی فرمایا ہے۔ بخیال مجھ ناقص عقل کے شاید مرزا قادیانی نے جو امام ہمام وحجۃ اللہ مسیح موعود دیئے گئے ہیں۔ سو فرمایا ہے کہ بجائے تین سو پچیس کے محض پچیس سال فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ الہامات جن کو مرزا قادیانی نے اپنی نسبت خیال فرمایا ہے وہ الہامات نہیں ہیں بلکہ وہ آیات بیّنات قرآن شریف کی ہیں جو بذریعہ وحی الٰہی بتوسل حضرت جبرئیل علیہ السلام کے خاص جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی ہیں جن کو ٹکڑے ٹکڑے حسب منشاء مرزا قادیانی نے انہیں الہامات فرمایا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے عقل سالم عطا فرمائی ہے وہ کہہ سکتا ہے۔ بلاشک وشبہ اس بات کو زمانہ تیرہ سو پچیس سال کا ہوا ہے۔

اب خاکسار الہامات مرزا قادیانی اور آیات بیّنات کلام مجید کا مقابلہ کرکے ہدیہ ناظرین کرتا ہے تاکہ طالب حق کو راست گوئی ودروغ گوئی میں فرق معلوم ہوجاوے اور بندگان خدا شک میں نہ رہیں۔

۱..... الہام مرزا قادیانی: ''یأتون من کل فجّ عمیق'' (تذکرہ ص۲۹۷) (ترجمہ منجانب مرزا قادیانی) آوے گی تیرے پاس دور دراز ملکوں سے خلقت تیری مدد کے لئے اور لاویں گے تیرے پاس تحفہ تحائف نقد وجنس ظاہر وپوشیدہ، خشکی تری سے تو ان کی تواضع مثل مہمانداری خورد ونوش کے کرے گا اور نیز تو خلقت کو دیکھ کر گھبرا مت جانا اور فقیروں اور محتاجوں کو بھی کھلانا۔

آیت کلام مجید: ''واذّن فی النّاس بالحج یأتونک رجالاً وعلٰی کل ضامر یاتین من کل فجّ عمیق لیشهدوا منافع لهم ویذکروا اسم الله فی ایّام معلومات علٰی ما رزقهم من بهیمة الانعام. فکلوا منها واطعموا البآئس الفقیر (الحج: ۲۷، ۲۸)'' (ترجمہ آیت شریف یہ ہے) جناب سرور کائنات محمد رسول

اللہ ﷻ یوں ہوتا ہے کہ ہم نے تمہارے دادا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو یوں حکم دیا کہ پکار دے بیچ لوگوں کے ساتھ حج کے۔ آویں گے تیرے پاس پیادے اور اوپر ہر اونٹ دبلے کے۔ آویں گے ہر راہ دور سے تا کہ حاضر ہوں واسطے فائدوں اپنے کے اور یاد کریں نام اللہ کا بیچ دنوں معلوم کے اوپر اس چیز کے کر دیا ہے ان کو چار پایوں پالے ہوؤں سے۔ پس کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ بھوکے فقیر کو۔

۲..... الہام مرزا قادیانی: ''یتمّ نعمتهٗ علیک (تذکرہ ص ۵۰ طبع چہارم) '' (ترجمہ منجانب مرزا قادیانی) اور ہم نے تمام نعمتیں تیرے اوپر ختم کر دیں۔

آیت کلام مجید: ''ولیتم نعمته علیکم لعلّکم تشکرون (المائدہ: ۶) '' (ترجمہ آیت شریف) اور تا کہ پوری کرے نعمت اپنی اوپر تمہارے تو کہ تم شکر کرو۔

دوسری آیت شریف: ''ولیتم نعمته علیک ویهدیک صراطاً مستقیما وینصرک الله نصراً عزیزاً (فتح: ۲، ۳) '' ترجمہ: اور تا کہ تمام کرے نعمت اپنی اوپر تیرے دکھائے تجھ کو راہ سیدھی اور مدد کرے اللہ تجھ کو مدد غالب۔

قابل توجہ: مرزا قادیانی نے اپنے الہام میں صرف شناخت کے لئے ایک جگہ لام، دوسری جگہ م تبدیل کیا ہے۔ ورنہ آیت قران شریف ہے جس کو الہام فرمایا ہے۔ لہٰذا مقابلہ کے لئے آیت شریف لکھی گئی ہے تا کہ ایمان والوں کو الجھن نہ ہووے۔ اس پر بھی اگر الہام مانا جاوے تو یہ عقل کی خرابی ہے۔ ضد اور ہٹ دھرمی اسی کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ ضد اور خودروی سے بچاوے۔

۳..... الہام مرزا قادیانی: ''والله یعصمک من النّاس (تذکرہ ص ۲۸۰ طبع چہارم) '' (ترجمہ منجانب مرزا قادیانی) اور اللہ تمہاری مدد کے لئے آدمی بھیجے گا تو ڈر یومت۔

آیت کلام مجید: ''یاایها الرسول بلغ ماانزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمک من النّاس (المائدہ: ۶۷) '' اے رسول پہنچا جو کچھ اتارا گیا ہے طرف تیری پروردگار تیرے سے اور اگر نہ کرے پس نہ پہنچایا تو نے

پیغام اس کا اور اللہ بچاوے گا تجھ کو لوگوں سے۔

واضح ہو کہ مرزا قادیانی نے اخیر حصہ آیت کا لے کر اپنا الہام فرمایا ہے اور حسب منشا معنی نکال کر لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔ نہ معلوم اس قسم کی دھوکے بازی سے مرزا قادیانی کو کیا مزا ملتا ہے۔

۴..... الہام مرزا قادیانی: ''اذا جآء نصر اللہ والفتح (تذکرہ ص ۵۰۵ طبع چہارم) '' (ترجمہ منجانب مرزا قادیانی) اور دشمنوں پر ہم تجھ کو فتح دیں گے اور تمہارے دشمن تباہ اور ہلاک ہوں گے۔

آیت کلام مجید: ''اذا جآء نصر اللہ والفتح ورأیت النّاس یدخلون فی دین اللہ افواجاً (النصر) '' جب آئے مدد خدا کی اور فتح ہو مکہ اور دیکھے تو لوگوں کو داخل ہوتے بیچ دین اللہ کے فوج فوج۔

باعث نزول آیت شریف سورہ النصر: جس وقت آخیر آیت سورۂ کافرون یعنی ''لکم دینکم ولی دین '' نازل ہوئی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تو کہہ دے اے نبی محمد ﷺ کافروں سے واسطے تمہارے دین تمہارا اور واسطے میرے دین میرا۔ چنانچہ یہ آیت شریف بطور فیصلہ درمیان کفار مکہ معظمہ اور رسول اللہ ﷺ کے نازل ہوئی۔ جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قدرے ملال ہوا اور خدمت جناب رسالت مآب محمد رسول اللہ ﷺ حاضر ہو کر نہایت ادب سے یہ عرض کی۔ حضور اقدس! جب کہ کفار فجار کا جھوٹا دین کفار کے لئے تجویز رہا اور ہمارا سچا دین خدائی تعلیم ہمارے لئے مقرر رہا تو پھر سچائی اور جھوٹائی میں کیا فرق رہا۔ یہاں تو راز و نیاز کی گفتگو باہم ہو رہی تھی کہ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام منجانب مولا کریم سورۃ النصر لے کر تشریف لائے جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خوش ہو گئے اور تشفی و تسلی پائی۔ جس کو مرزا قادیانی نے اپنا تفند رائے معجزہ و پیشین گوئی فرمائی ہے۔ سبحان اللہ! کیسی سادگی و طمع نفسی و دنیا طلبی ہے۔ دعویٰ نبوت و امامت و موعودیت تو بہت طول طویل کیا ہے۔ مگر دلیل سچائی کی سوائے دروغ گوئی و زبان درازی کے کچھ بھی نہیں۔ بقول شخصے:

اس سادگی پہ کیونکر نہ قربان جایئے لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

ماشاء اللہ کسی پرچہ میں مرزا قادیانی نے وحی کا نازل ہونا اپنے اوپر زبان انگریزی میں بھی فرمایا ہے۔ کیا خوب کجا مرزا قادیانی کذاب انگریزی سے بالکل نابلد اور کسی وحی کا انگریزی زبان میں نازل ہونا بیان فرمایا ہے۔ بہت سچا دعویٰ ہے قربان جایئے ایسے سچے دعوے کے اور ایسے آنکھوں کے اندھے معتقدوں کے۔ مگر ہاں خوب یاد آ گیا۔ جناب مرزا قادیانی نے کوئی رسالہ انگریزی زبان میں کسی کی طفیل سے ترجمہ قرآن شریف انگریزی زبان میں شائع کرا کر ملک جاپان میں بھیجا ہے تا کہ وہاں کے باشندوں کو منجانب مرزا قادیانی اعلان بطریق مرزائی نبی موعود کے کیا جاوے۔

مرزا قادیانی الہام نمبرا میں یوں ترجمہ الہام کا فرماتے ہیں کہ تیرے پاس دور دراز سے خلقت تحفہ تحائف نقد وجنس لے کر آئیں گے اور تو ان کو دیکھ کر گھبرا مت جانا۔ غور کرنے کا مقام ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو تو حکم خداوندی یوں ہوتا ہے ''انی لکم رسولٌ امینٌ فاتقوا اللہ واطیعون. وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الّا علی رب العالمین (شعراء:) '' ترجمہ: تحقیق میں تمہارے واسطے ہوں پیغمبر باامانت۔ پس ڈرو اللہ سے اور کہا مانو میرا اور نہیں سوال کرتا ہوں میں تم سے اوپر پہنچانے حکم کے کچھ بدلہ، نہیں بدلہ میرے مگر اوپر پروردگار عالموں کے۔

سخت افسوس کا مقام ہے کہ جملہ انبیاء علیہم السلام کو تو یوں حکم ہو کہ تم کچھ بدلہ یا عوض تبلیغ احکام پر مت لو۔ تمہارا اجر اور بدلہ ہمارے پاس موجود ہے اور ناسخ قرآن مجید مرزا غلام احمد قادیانی یوں فرماتے ہیں کہ ہم کو الہام میں یوں حکم ہوا ہے کہ ''آویں گے تیرے پاس خلقت جوق جوق دور دراز ملکوں سے تحفہ تحائف نقد وجنس لے کر اور تیری مدد کریں گے۔'' تعجب کا مقام ہے کہ ایسے بے بنیاد دعوے الہامات ومعجزات ودعویٰ نبوت وموعودیت و وحی نازل ہونا، نہ معلوم کیا کیا خیالی ڈھکوسلے گھڑے ہیں۔ مثل شیخ چلی صاحب کے۔ اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی کی جملہ مرزائی جماعت نزدیک ودور کو توفیق ہدایت عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین!

برائے خدا جملہ ناظرین اس بات کا بھی خیال فرماویں کہ ہر دونوں حضرات یعنی جناب محمد امام مہدی ملقب بہ خلیفۃ اللہ امام آخر الزمان رضی اللہ عنہ اور حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود عیسیٰ

ابن مریم علیہما السلام کے لئے حدیثوں میں کس وقت اور کس عمر اور کس ملک اور کس جگہ پر ظہور ونزول ہونا ثابت ہوا ہے اور کیا کیا انتظامات امور دین ان کے لئے مخصوص ہیں اور کب تک وہ دونوں حضرات دنیا میں زندہ رہ کر انتقال فرمائیں گے۔ واضح ہو کہ عمر سے وہ زمانہ مقصود ہے جو بعد پیدائش وظہور کے دنیا میں رہ کر گزرے۔ غالباً مرزا قادیانی کی عمر تقریباً ستر یا چوہتر برس سے زیادہ نہ ہوگی اور ماشاء اللہ! چشم بدور جب سے آنجناب کو خبط نبوت ورسالت وموعودیت وحجۃ اللہ مسیح موعود وغیرہ وغیرہ کا تصور ہوا ہے۔ اس کو بھی قریب پچیس سال کے گزر چکے ہوں گے۔ حدیثوں میں تو ان حضرات کی عمر جو دنیا میں رہ کر ہوگی وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی عمر تخمیناً چالیس یا پینتالیس سال جو پیدائش ابتدائی اور دوبارہ زمین پر رہ کر فوت ہونے سے ثابت ہے۔ تفصیل یہ ہے۔ اوّل پیدائش سے ۳۳ سال کی عمر میں تبلیغ احکام رسالت آسمان پر اٹھائے گئے اور بعد ظہور محمد مہدی خلیفۃ اللہ کے قریب قیامت آسمان سے نزول فرما کر دس بارہ برس تک زندہ رہ کر ذائقہ موت کا چکھیں گے۔ کل عمر ۴۵ سال کی ہوگی اور حضرت امام مہدی امام آخرالزمان چالیس سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں ظہور فرماویں گے اور قریب دس سال بعد ظہور زندہ رہ کر انتقال فرماویں گے۔ کل عمر پچاس سال کی ہوگی۔

جملہ اہل انصاف اس امر کا تصفیہ خود غور فرمالیں کہ دعویٰ ہائے جملہ مرزا قادیانی کہاں تک صحیح ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب!**

مختلف مقامات و مختلف ادوار میں قادیانی و مسلمان حضرات کے
حضرت اقدس کے ساتھ بیتے ہوئے واقعات

آپ بیتی

حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم. امابعد!

غیر احمدی احباب کی خدمت میں عمومی اور احمدی احباب کی خدمت میں خصوصی

عرض ہے کہ جن دنوں میں سیالکوٹ گاؤں بھڈال کی جامع مسجد میں امام وخطیب تھا۔ایک دن میں اپنے چند دوستوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ تین آدمی ہمارے پاس تشریف لائے۔

آنے والے: السلام علیکم۔

عبدالرحمٰن: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ،بیٹھیں،تشریف رکھیں۔

آنے والے: بہت اچھا۔

عبدالرحمٰن: کہاں سے تشریف لائے ہیں؟

آنے والے: سنھڑ یال کے پاس ایک گاؤں ہے وہاں سے حاضر ہوئے ہیں۔

عبدالرحمٰن: چائے وائے،لسی، پانی، ناشتہ روٹی۔

آنے والے: بہت مہربانی کسی چیز کی طلب نہیں ہے۔

عبدالرحمٰن: فرمایئے کیسے آنا ہوا؟

آنے والے: جی آپ کو دعوت دینے حاضر ہوئے ہیں۔

عبدالرحمٰن: مجھے کس چیز کی دعوت دینی ہے؟

آنے والے: یہ کہ آپ احمدیت قبول کرلیں۔

عبدالرحمٰن: احمدیت کیا ہے؟

آنے والے: یہ کہ آپ مرزا قادیانی کو مسیح موعود،مہدی معہود مان لیں۔

عبدالرحمٰن: بھائی مرزا قادیانی کو مسیح موعود یا مہدی معہود وہ مانے جو اس کا قائل ہو کہ مسیح موعود یا مہدی معہود نے آنا ہے میں سرے سے اس کا قائل ہی نہیں ہوں۔نہ کسی مسیح موعود نے آنا ہے اور نہ مہدی معہود نے۔

آنے والے: آپ مسیح موعود اور مہدی معہود کے آنے کے قائل نہیں۔

عبدالرحمٰن: جی نہیں میں اس کا قائل نہیں ہوں۔

آنے والے: حدیث شریف میں نہیں آتا کہ آخر زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایک شخص کو مبعوث فرماویں گے جس کا دعویٰ ہوگا کہ میں وقت کا امام ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر بھیجا ہے۔

عبدالرحمٰن: جی کسی حدیث میں نہیں ہے۔

آنے والے: حدیث شریف کی سب کتابیں اس سے بھری پڑی ہیں کہ آخر زمانہ میں مسیح موعود اور مہدی معہود کو اللہ تعالیٰ مبعوث فرمائیں گے۔

عبدالرحمٰن: یہ ساری کتابیں میرے پاس موجود ہیں، کسی ایک میں دکھادیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہو کہ آخر زمانہ میں مسیح موعود یا مہدی معہود تشریف لاویں گے۔

آنے والے: آپ ہمیں تین دن کی مہلت دیں۔ تین دن بعد ہم آپ کو دکھلائیں گے۔

عبدالرحمٰن: آپ کو تین دن کی مہلت ہے لیکن سن لیں آپ ساری زندگی حدیثیں لے کر واپس نہیں آئیں گے اور نہ کسی حدیث شریف میں سے مجھے یہ دکھا سکیں گے۔

میرے محترم احمدی اور غیر احمدی دوستو! وہ چلے گئے دن گزرتے رہے تقریباً دو اڑھائی سال کے بعد اتفاق سے میں مسجد میں اسی جگہ اپنے چند احباب کے ساتھ بیٹھا تھا کہ دو صاحب تشریف لائے اور کہنے لگے ہم وہی ہیں جو آج سے دو اڑھائی سال پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور آپ کو احمدیت کے قبول کرنے کی دعوت دی تھی۔ میں نے کہا اس دن تو آپ تین آدمی تھے، وہ تیسرا کہاں ہے۔ کہنے لگے وہ ہمارے مربی صاحب تھے جنہوں نے آپ سے تین دن کی مہلت مانگی تھی کہ تین دن کے بعد آپ کو احادیث شریف کی کتابوں سے مسیح موعود اور مہدی معہود کے آنے کی حدیثیں دکھاؤں گا۔ میں نے کہا پھر آیا تو نہیں۔ کیا میں نے سچ نہیں کہا تھا کہ تین دن چھوڑیں، حدیثیں دکھانے کے لئے آپ کبھی نہیں آئیں گے اور نہ حدیثیں دکھلا سکیں گے۔ کہنے لگے جی آپ نے سچ کہا تھا۔ میں نے کہا اب آپ کیسے تشریف لائے؟ کہنے لگے کہ آپ کو یہ بتانے آئے ہیں کہ ہم دونوں معہ اہل وعیال

بیوی بچوں کے احمدیت سے تائب ہو چکے ہیں۔ ایک ساتھی نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور دوسرے ساتھی نے آیت: ''ولٰکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین (قصص: ۵۶)'' تلاوت کی (ترجمہ: اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے کون ہدایت کے لائق ہے)

میں نے دریافت کیا کہ آخر آپ کے احمدیت چھوڑنے کا سبب کیا ہے۔ کہنے لگے آپ سے چلے جانے کے چار دن بعد ہم نے اس سے کہا چلیں حافظ صاحب کو مسیح موعود اور مہدی معہود کی حدیثیں دکھائیں۔ آپ وعدہ کر کے آئے تھے کہ تین دن بعد میں آپ کو حدیثیں دکھاؤں گا لیکن اس نے آج چلتا ہوں، کل چلوں گا کرتے کرتے دو سوا دو سال گزار دیئے اور تیار نہیں ہوا۔ دو ایک مہینے ہوئے، ہم نے اسے پکڑ کر بہت مجبور کیا کہ بتاؤ تو سہی آخر تو کیوں نہیں چلتا۔ کیا واقعی جس طرح حافظ صاحب فرماتے تھے کہ کوئی حدیث نہیں ہے اور نہ کسی مسیح موعود اور مہدی موعود نے آنا ہے۔ کہنے لگا اس سلسلہ میں احادیث تو بہت ہیں اور حافظ صاحب بھی جانتے ہیں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ کوئی ایک حدیث بھی مرزا قادیانی پر فٹ نہیں آتی۔ مثلاً حدیث شریف میں ہے کہ مہدی کا نام میرے نام پر محمد ہوگا جب کہ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر عبداللہ ہوگا جب کہ مرزا قادیانی کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ ہے۔

حدیث شریف میں ہے مہدی میری بیٹی فاطمہ کی اولاد سے ہوگا جب کہ مرزا قادیانی مغل برادری سے ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ امام مہدی بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہوں گے اور لوگ حجر اسود کے قریب گھیر لیں گے اور ان سے بیعت ہو جائیں گے۔ جب کہ مرزا قادیانی لوگوں سے قادیان میں بیعت لیتے رہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ مہدی کے زمانہ میں دولت کی فراوانی ہوگی اور وہ دولت تقسیم کریں گے اور لینے والا کوئی نہ ہوگا جب کہ مرزا قادیانی ساری زندگی لوگوں سے چندہ مانگتے رہے۔

اس پر ہم نے قادیانیت سے توبہ کی اور اسلام قبول کیا اور آپ کو خوش خبری سنانے آئے۔ ''جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (اسراء: ۸۱)''

۱..... دوسرا واقعہ یہ ہے: سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں جمعہ پڑھانے گیا۔ میرا موضوع ردقادیانیت تھا۔ بیان کے بعد جب نماز پڑھ لی، ابھی وہیں بیٹھے ہی تھے کہ دو آدمی مسجد میں داخل ہوئے۔ ایک کے ہاتھ میں بندوق تھی اور دوسرا خالی ہاتھ تھا۔ آتے ہی سلام کیا اور مجھ سے کہنے لگے آپ بیان فرمارہے تھے؟ جی میں بیان کررہا تھا۔ کیوں کیا ہوا؟ کہنے لگے ہم نے سنا ہے کہ آج احمدیوں کے خلاف تقریر ہوگی۔ ہم نے پکا ارادہ کرلیا تھا کہ یا مرجائیں گے یا ماردیں گے۔ ہم نے آپ کا بیان بڑے غور و سے حق و باطل میں پہچان اور تمیز کرنے کی غرض سے سنا ہے اور یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ میں آ گیا ہے۔ ماردینے کی بجائے مرگئے ہیں اور مع اہل وعیال احمدیت سے تائب ہونے کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔ ہم نے احمدیت اس واسطے قبول نہیں کی تھی کہ ہمیں کوٹھی یا نوکری ملے گی بلکہ دلائل کی رو سے اسے حق جانتے ہوئے۔ لیکن آپ نے جو دلائل احمدیت کے باطل ہونے کے دیئے ہیں۔ انہیں سن کر ہم صحیح نتیجے پر پہنچ گئے۔ لہٰذا تجدید ایمان کی غرض سے ہمیں دوبارہ کلمہ شریف پڑھائیں۔ ’’جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا‘‘

۳..... تیسرا واقعہ: یہاں مدرسہ میں میرے پاس ایک نوجوان کو لے آئے جس کے ساتھ سات آدمی اور بھی تھے۔ ان میں اس نوجوان کا بھائی بھی تھا۔ مجھ سے کہنے لگے، اس میرے بھائی نے بدقسمتی سے احمدیت اختیار کرلی ہے۔ اس وقت یہ معہ اپنے اہل وعیال ربوہ میں رہتا ہے۔ انہوں نے اسے ایک کوٹھی اور ملازمت بھی دے رکھی ہے۔ ہم بڑی منت سماجت کرکے اسے آپ کے پاس لائے ہیں، اسے کچھ سمجھائیں شاید اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نصیب فرمائے۔

میں نے کہا کہ اگر یہ دلائل کی رو سے احمدی ہوا ہے تب تو ان شاء اللہ العزیز! واپس آجائے گا۔ کیونکہ دلائل کا مقابلہ دلائل کرتے ہیں اور اگر یہ احمدی ہوا ہے کوٹھی اور نوکری کی غرض سے پھر مشکل ہے۔ کیونکہ نوکری کا مقابلہ نوکری اور کوٹھی کا مقابلہ کوٹھی کرتی ہے اور وہ ہمارے پاس نہیں۔

خیر پہلے دن اس سے ۶ گھنٹے بات ہوتی رہی۔ کہنے لگا میں کل اکیلا حاضر ہوں گا۔ دوسرے دن اس سے تین گھنٹے بات ہوئی۔ کہنے لگا کل آؤں گا۔ تیسرے دن اس سے پھر تین

گھنٹے بات ہوئی، کہنے لگا کل پھر آؤں گا۔ چوتھے دن پھر تین گھنٹے بات ہوئی۔ کہنے لگا کل پھر آؤں گا۔ پانچویں دن آتے ہی رونے بیٹھ گیا۔ کہتا ہے حافظ صاحب یہ جو کچھ آپ نے مجھے دکھایا، بتایا اور سمجھایا ہے، یہ ہر احمدی غیر احمدی کو کس طرح دکھایا، بتایا اور سمجھایا جائے تاکہ احمدی احباب واپس آجائیں اور غیر احمدی، احمدی ہونے سے محفوظ ہو جائیں۔ ''جـــــاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا''

۴..... چوتھا واقعہ: یہاں ٹاؤن شپ لاہور میں مجھے ایک لڑکے نے کہا، احمدی احباب اپنی کوٹھی میں ماہانہ اجتماع کرتے ہیں جس میں احمدی غیر احمدی کثرت سے شریک ہوتے ہیں۔ میں نے کہا اب جب ان کا اجتماع ہو تو مجھے وہاں لے جانا۔ ایک دن مغرب کی اذان سے چند منٹ پہلے میرے پاس آیا اور کہا کہ آج بعد مغرب ان کا اجتماع ہے۔ میں نے کہا مغرب کے بعد مجھے بھی لے چلنا۔ نماز کے بعد آیا اور مجھے وہاں لے جا کر کوٹھی کے گیٹ پر چھوڑ دیا۔ میں اندر چلا گیا، ابھی ان کا پروگرام شروع نہیں ہوا تھا۔ چار کرسیاں اور دو میزیں رکھی تھیں، میں جا کر خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد ان کا پروگرام شروع ہوا۔ باقی تین کرسیوں پر اور تین شخص بیٹھ گئے۔ مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا آپ کون ہیں، کسی پر کیوں بیٹھ گئے ہو، احمدی ہو یا غیر احمدی۔ کافی مجمع تھا۔ ایک آدمی کھڑا اور یہ اعلان کیا کہ سب سے پہلے تلاوت قرآن ہوگی۔ پھر اس کا ترجمہ ہوگا، پھر نعت رسول مقبول ﷺ ہوگی۔ پھر سیرت رسول ﷺ پر تقریر ہوگی۔ پھر احمدیت کا تعارف کرایا جائے گا۔ پھر سوال وجواب کا وقت دیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

احمدیت کا تعارف ان الفاظ میں کرایا گیا۔ ہم پر ظلم کیا گیا ہے، ہم نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، کلمہ **لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھتے ہیں۔ پھر بھی ہمیں کافر کہا جاتا ہے۔ پھر مرزا قادیانی کی صداقت کے دلائل دیئے۔ پھر آخر میں کہا کسی نے سوال کرنا ہے تو کھڑا ہو جائے، سوال کرے ہم اسے جواب دیں گے۔ میں کھڑا ہونے ہی لگا تھا کہ معاً میرے سامنے ایک اور آدمی کھڑا ہوا، اسے دیکھ کر میں بیٹھنے لگا۔ اس نے مجھے آواز دی۔ آپ سوال کریں، میں بیٹھ جاتا ہوں۔ میں نے کہا نہیں آپ سوال کریں۔ میں آپ کے بعد سوال کروں گا۔ میرا ایک سوال نہیں کئی ہیں۔ وہ کھڑا ہو کر

کہنے لگا۔ آپ اپنے بیان میں فرما رہے تھے کہ ہم تبلیغ کر رہے ہیں اور اپنی تبلیغ کی بہت تعریف کی لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تبلیغی جماعت پوری دنیا میں پہنچ رہی ہے۔ سال سال کے واسطے جماعتیں نکل رہی ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اپنے خرچ پر۔

مربی صاحب نے فرمایا یہ تو شتر بے مہار کی طرح پھر رہے ہیں۔ ہم تو ایک امیر کے ماتحت چلتے ہیں اور اس پر مربی صاحب نے لمبی چوڑی اپنی تبلیغ کی تعریف کی وہ شخص سنتا رہا اور ٹھیک ہے جی کہہ کر بیٹھ گیا۔ اب میں کھڑا ہوا اور سوال کرنے والے سے کہا ذرا کھڑا ہو جا۔ کھڑا ہو جا، بتا تو کون ہے؟ احمدی یا غیر احمدی سچ بتا۔ مجھے تو احمدی لگتا ہے۔ سچی بات بتا جھوٹ نہ بولنا۔ سر ہلاتے ہوئے وہ کہتا ہے ہاں ہاں ہوں تو میں احمدی۔ میں نے کہا دیکھا میں نے تاڑ لیا، بھانپ گیا کہ آپ احمدی ہیں۔ اگر آپ غیر احمدی ہوتے ''ٹھیک ہے'' کہہ کر نہ بیٹھتے بلکہ ٹھوک کر دندان شکن جواب دیتے کہ اس کی زبان کٹ جاتی اور گونگا ہو کر رہ جاتا۔ اب میں نے خطبہ مسنونہ پڑھا اور اپنی تقریر شروع کی اور کہا کہ آپ کہہ رہے تھے کہ ہم مظلوم ہیں۔ مظلوم تم ہو یا ہم۔ ربوہ اسٹیشن پر ہمارے بچوں کو گاڑی کے ڈبوں سے کھینچ کر باہر پلیٹ فارم پر لا کر تم نے نہیں پیٹا تھا؟ (پیٹا تھا)

ظفر اللہ خاں کی وزارت خارجہ کے زمانہ میں دوران تحریک لاہور میں دس ہزار آدمیوں کو گولیوں سے چھلنی نہیں کرایا تھا۔ کوئٹہ کی بشریٰ فاطمہ کے بھائی طارق سعید نے اپنی بہن کو صرف اس لئے قتل کیا تھا کہ یہ احمدیت کیوں نہیں قبول کرتی۔

کراچی مدینہ جامع مسجد ماڈل ٹاؤن کے خطیب مفتی غلام قادر صابری کو ایک درجن احمدیوں نے مسجد میں داخل ہو کر زدوکوب کیا حتی کہ مولانا بے ہوش ہو گئے۔ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے قاری صاحب کو تم نے شہید نہیں کیا تھا۔ ایسے بیسیوں واقعات ہیں۔ بتایئے مظلوم ہم ہیں یا تم۔

فرماتے ہیں ہمیں کافر کہا جاتا ہے، حالانکہ ہم نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں۔ سنئے! کیا ہم نماز نہیں پڑھتے، روزے نہیں رکھتے، حج نہیں کرتے، زکوٰۃ نہیں دیتے، ہمیں تم کیوں کافر کہتے ہو؟

مرزا قادیانی کہتے ہیں:

۱..... ''ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔'' (بحوالہ تذکرہ مجموعہ الہامات ومکاشفات ص ۶۰۷ طبع چہارم، حقیقت الوحی ص ۱۶۳ خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

۲..... ''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۲۹)

۳..... ''جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔''
(نزول المسیح ص ۳ خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۲)

۴..... ''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو تو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (بحوالہ کلمۃ الفصل ص ۲۰، ۱۱۰)

۵..... (۱) ''یہ کہ حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ اطلاع دی کہ تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں اور نہ صرف یہ اطلاع دی بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ۔'' (۲) ''یہ کہ حضرت صاحب نے عبدالحکیم خاں کو جماعت سے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا۔'' (۳) ''یہ کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے۔'' (۴) ''یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لئے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۳۵، ۱۲۵)

۶..... ''آپ (یعنی مرزا قادیانی) کے مبعوث کئے جانے کی یہ غرض نہ تھی کہ لوگ آپ کو مسلمان سمجھ لیں اور بس۔ بلکہ یہ تھی کہ آپ کو قبول کریں اور آپ مسلمان را مسلمان باز کردند کے مطابق مسلمان کہلانے والوں کو سچے اور حقیقی مسلمان بنائیں۔ پس حضرت مرزا قادیانی نے یہ کبھی نہیں کہا کہ جو مجھے مسلمان کہہ لے وہ پکا مسلمان ہو جاتا ہے بلکہ یہی کہا کہ جو مجھے مانے گا قبول کرے گا وہی مسلمان ہوگا۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۴۶ مؤرخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۱۸ء)

۷..... ''آپ نے یعنی مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کے لئے اس کی بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے، کافر ٹھہرایا ہے۔'' (رسالہ تشحیذ الاذہان ج ۶ مؤرخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۱۸ء)

۸..... ’’کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘

(بحوالہ آئینہ صداقت ص ۱۳۵ انوار العلوم ج ۶ ص ۱۱۰)

۹..... ’’حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔‘‘

(انوار خلافت ص ۹۳، ۹۴، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۵۱)

۹..... (الف) ’’غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئی ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص ۱۶۹)

۱۰..... ’’مرزا قادیانی سے سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں یا نہ پڑھیں۔ حضرت مسیح موعود یعنی مرزا غلام احمد قادیانی نے فرمایا پہلے تمہارا فرض ہے اسے واقف کرو۔ پھر اگر نہ تصدیق کرے نہ تکذیب۔ وہ بھی منافق ہے۔ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔‘‘ (ملفوظات احمدیہ ج دوم ص ۳۴۲)

۱۱..... ’’صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے اور یہی اس جماعت کے ترقی کا موجب ہے۔‘‘ (بحوالہ مؤرخہ ۱۱ اگست ۱۹۰۱ء اخبار الحکم، ملفوظات ج ۲ ص ۳۲۱)

۱۲..... ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں، میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے۔ اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں۔ جائز نہیں۔ جائز نہیں۔‘‘ (انوار خلافت ص ۸۹، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۴۷)

۱۳..... ’’اخبار الفضل میں سوال ہوا: کیا کسی کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو۔ یہ کہنا جائز ہے کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت نصیب کرے اور مغفرت کرے۔ جواب: غیر احمدیوں کا کفر بالکل ثابت ہے اور کفار کے لئے دعاء مغفرت جائز نہیں۔‘‘

(اخبار الفضل ج ۸ نمبر ۵۹ ماہ فروری ۱۹۲۱ء)

۱۴..... ''میری کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میرے دعوؤں کی تصدیق کرتے ہیں، مگر بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷ خزائن ج ۵ ص ۵۴۷)

۱۵..... ''اور جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے۔'' (انوار الاسلام ص ۳۰ خزائن ج ۹ ص ۳۱)

۱۶..... ''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔'' (نجم الہدیٰ ص ۱۰ خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

کیوں صاحب! ہم نے تو آپ کو صرف کافر کہا یہ بازاری گالیاں تو آپ کو نہیں دیں۔ آپ نے تو ہمیں کافر کہنے کے ساتھ گالیاں بھی دیں اور پھر ہم نے صرف آپ کو تو کافر نہیں کہا بلکہ جس نے بھی حضور ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا اس کو بھی کافر کہا۔

کیا مرزا قادیانی نے چراغ دین جموں والے کو جماعت سے اسی واسطے نہیں نکال دیا کہ اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مرزا قادیانی کی مدد کے لئے نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''چراغ دین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلا اسلام کے لئے مضر ہے اور سر سے پیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ میں رسول ہوں اور رسول بھی اولوالعزم۔''

(دافع البلاء ص ۱۹ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۹)

''یہ کیسی ناپاک رسالت ہے جس کا چراغ دین نے دعویٰ کیا ہے۔ جائے غیرت ہے کہ ایک شخص میرا مرید کہلا کر یہ ناپاک کلمات منہ پر لاوے۔''

(دافع البلاء ص ۲۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۱)

''یہ بھی کہنا کہ میں رسول اللہ ہوں یہ کس قدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے گویا رسالت اور نبوت بازیچہ اطفال ہے۔'' (دافع البلاء ص ۲۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۱)

''میں نہیں جانتا کہ وہ کس بات میں مجھے مدد دینا چاہتا ہے۔ نفس امارہ کی غلطی نے اس کو خودستائی پر آمادہ کیا ہے۔'' (دافع البلاء ص ۲۲ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۲)

’’پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے جب تک کہ مفصل طور پر اپنا توبہ نامہ شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعویٰ سے ہمیشہ کے لئے مستعفی نہ ہو جائے۔‘‘ (دافع البلاء ص ۲۲ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۲)

’’افسوس کہ اس نے بے وجہ اپنی تعلّی سے ہمارے سچے انصار کی ہتک کی ہے۔‘‘

(دافع البلاء ص ۲۲ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۲)

’’خدا کے نزدیک وہ لوگ قابل تعریف ہیں جو سالہائے دراز سے میری نصرت میں مشغول ہیں اور میرے نزدیک اور میرے خدا کے نزدیک ان کی نصرت ثابت ہو چکی ہے۔ مگر چراغ دین نے کون سی نصرت کی اس کا تو وجود اور عدم برابر ہے۔‘‘

(دافع البلاء ص ۲۲ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۲)

جناب مربی صاحب! ابھی آپ یہ فرما رہے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے، مہدی کے زمانہ میں رمضان شریف میں چاند اور سورج کو گرہن لگے گا۔ مرزا قادیانی کے زمانے میں آپ کی صداقت کے لئے رمضان شریف میں چاند اور سورج کو گرہن لگا تھا۔ جناب یہ بھی سرتا پا غلط ہے۔ آپ علیہ السلام نے کبھی نہیں فرمایا کہ مہدی کے زمانہ میں رمضان شریف کے اندر چاند اور سورج گرہن لگے گا۔

میری اس بات پر مربی صاحب فرمانے لگے: حافظ صاحب یہ حدیث دار قطنی میں موجود ہے۔ میں نے کہا یہ میرے ہاتھ میں دار قطنی ہے (ج ۲ ص ۶۵) پر لکھا ہے، غور سے سنئے

’’عن محمد بن علی قال ان لمهدینا ایتین لم تکونا منذ خلق السمٰوٰت ینکسف القمر لاوّل لیلة من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منه ولم تکونا مذ خلق السمٰوٰت والارض ‘‘ ترجمہ: محمد بن علی فرماتے ہیں ہمارے مہدی کی دو نشانیاں ہیں۔ جب سے زمین آسمان پیدا ہوئے ہیں وہ ظاہر نہیں ہوئیں۔ چاند گرہن رمضان کی پہلی رات لگے گا اور سورج گرہن رمضان کے نصف یعنی آدھے میں لگے گا۔‘‘

مربی صاحب! آپ نے فرمایا ہے یہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے حالانکہ یہ محمد بن علی کا قول ہے، حدیث رسول اللہ ﷺ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ تمام محدثین کے نزدیک یہ قول ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع ہے، باطل ہے۔ تیسری بات یہ کہ اس میں ہے چاند گرہن رمضان شریف کی

پہلی رات کو لگے گا اور سورج گرہن رمضان کے نصف یعنی آدھے میں لگے گا۔ مرزا قادیانی کے زمانہ میں چاند گرہن بجائے پہلی رات کے تیرہ کی رات کو لگا تھا اور سورج گرہن بجائے آدھے رمضان کے اٹھائیس کی رات کو لگا تھا۔ چوتھی بات یہ ہے کہ امام محمد بن علی کا قول ہے کہ جس طرح مہدی کے زمانہ میں چاند گرہن اور سورج گرہن لگے گا اس سے پہلے جب سے چاند سورج پیدا ہوئے ہیں کبھی نہیں لگا اور نہ لگے گا۔ یعنی پہلی رمضان کو چاند گرہن اور نصف رمضان کو سورج گرہن۔ لیکن مربی صاحب کان کی کھڑکیاں کھول کر سن لیں۔ مرزا قادیانی کے زمانہ میں جس طرح امام محمد بن علی کی روایت میں ہے اس کے مطابق قطعاً ہرگز نہیں لگا۔

روایت میں چاند گرہن پہلی رمضان اور سورج گرہن آدھے رمضان میں لگے گا اور مرزا قادیانی کے زمانہ میں چاند گرہن تیرہ رمضان اور سورج گرہن اٹھائیس رمضان کو لگا تھا۔

مربی صاحب ذرا غور سے سنیں اور اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر خود فیصلہ کریں کہ چاند اور سورج گرہن روایت کے مطابق لگا ہے یا خلاف اور مرزا قادیانی نے کس قدر ہیر پھیر سے کام لیا ہے؟ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''تیرہ سو برس میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی کے لئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا۔''

(تحفہ گولڑویہ ص ۳۳ خزائن ج ۱۷ ص ۱۴۲)

اور فرماتے ہیں ''چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی موعود ہونے کا مدعی کوئی زمین پر بجز میرے نہیں تھا اور نہ کسی نے میری طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دے کر صدہا اشتہار اور رسالے اردو اور فارسی اور عربی میں دنیا میں شائع کئے۔ اس لئے یہ نشان آسمانی میرے لئے متعین ہوا۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۹۵ خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۲)

اور لکھتے ہیں کہ: ''کسی مدعی رسالت یا نبوت کے وقت میں کبھی یہ دونوں گرہن جمع نہیں ہوئے۔ یعنی تیرہ سو برس میں کئی لوگوں نے محض افترا کے طور پر مہدی موعود ہونے کا دعویٰ بھی کیا بلکہ لڑائیاں بھی کیں۔ مگر کون ثابت کر سکتا ہے کہ ان کے وقت میں چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان کے مہینہ میں دونوں جمع ہوئے تھے۔''

(حقیقت الوحی ص ۱۹۶ خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۳، ۲۰۴)

مگر یہ بیانات محض ابلہ فریبی ہیں۔ جب وہ خود لکھتے ہیں کہ ''خدا نے قدیم سے

چاند گرہن کے لئے ۱۳، ۱۴، ۱۵ کو اور سورج گرہن کے لئے ۲۷، ۲۸، ۲۹ کو تاریخیں مقرر کر رکھی ہیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۷ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۱)

اور مرزا قادیانی کے وقت میں بھی اسی عادت مستمرہ کے مطابق (چاند کا اپنی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات میں اور سورج کا اپنے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں رمضان کے مہینے میں ہوگا۔) (تحفہ گولڑویہ ص ۲۷ خزائن ج ۱۷ ص ۱۳۲)

تو پھر یہ ایک معمولی اور استمراری چیز ہوگئی۔ مہدویت کا نشان صدق نہ رہا۔ ایسی حالت میں مرزا قادیانی کا یہ لکھنا سخت مہمل ہے کہ تیرہ سو برس میں میرے سوا یہ نشان کسی کے لئے ظاہر نہ ہوا۔

اسی طرح مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی سخت لغو ہے کہ ''اس گرہن کے وقت میں مہدی موعود ہونے کا کوئی مدعی زمین پر بجز میرے نہیں تھا۔'' کیونکہ مرزا قادیانی کے ہی زمانہ میں محمد احمدی مہدی سوڈان میں اپنے مہدی ہونے کا نقارہ بجا رہا تھا۔ یہ صحیح ہے کہ محمد احمد سوڈانی نے مارچ ۱۸۹۴ء مطابق رمضان ۱۳۱۱ھ کے اجتماع کسوفین کو مرزا قادیانی کی طرح اپنی مہدویت کا نشان قرار نہیں دیا اور نہ اس نے ان کی طرح صدہا اشتہار اور رسالے اردو اور فارسی میں شائع کئے لیکن اس کی دو وجوہات تھیں۔ ایک یہ کہ ۱۸۹۴ء کے کسوفین میں کوئی قدرت اور خصوصیت نہیں تھی۔ دوسرے یہ محمد احمد ایک عملی آدمی تھا۔ مرزا قادیانی کی طرح اس کی مہدویت کی ساری کائنات پروپیگنڈا بازی نہیں تھی کہ وہ بھی کاغذی گھوڑے دوڑاتا اور جھوٹا پروپیگنڈا کرتا۔ مرزا قادیانی کا یہ بیان بھی ناقابل التفات ہے کہ ''یہ دونوں نشان میرے سوا کسی مدعی نبوت یا رسالت کے واسطے جمع نہیں ہوئے۔''

کیونکہ کتاب (حدائق الجوم ص ۷۰۲-۷۰۷) اور اسٹرونومی مؤلفہ مسٹر نارمن لوکیئر (ص ۱۰۲) اور مسٹر کیتھ کی کتاب ''یوز آف دی گلوبس'' (ص ۲۷۳-۲۷۶) جدول کسوف وخسوف کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ تیرہ صدیوں میں (۱۸ھ سے ۱۳۱۲ھ تک) ساٹھ مرتبہ رمضان المبارک میں اجتماع کسوفین ہوا اور قارئین کرام معروف کتاب ''ائمہ تلبیس'' کے مطالعہ سے معلوم کر سکتے ہیں کہ ان تیرہ صدیوں میں بیسیوں مدعیان نبوت ومہدویت ہر قرن میں مسند تزویر پر بیٹھ کر خلق خدا کو گمراہ کرتے رہے۔

ایران میں مرزا محمد علی باب نے ۱۲۶۰ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کے ساتویں سال یعنی رمضان ۱۲۶۷ھ مطابق جولائی ۱۸۵۱ء میں ۱۳ اور ۲۸ رمضان کو خسوف وکسوف کا اجتماع ہوا اور اس کے مارے جانے کے بعد اس کے دونوں جانشین صبح ازل اور بہاء اللہ بھی مہدویت اور مقام من یظہر اللہ کے مدعی تھے۔ پس مرزا قادیانی کا یہ زعم کہ ۱۸۹۴ء کا اجتماع کسوفین میری مہدویت کا نشان تھا۔ انتہا درجہ کی جسارت اور دیدہ دلیری ہے۔

مربی صاحب! آپ فرمارہے تھے کہ مرزا قادیانی کو سچے خواب آتے اور الہام ہوتے تھے۔ سنئے یہ کوئی ضروری نہیں کہ جسے سچے خواب آئیں اور الہام ہوں وہ ضرور نبی یا مہدی ہو۔ مرزا قادیانی خود فرماتے ہیں ''بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں اور میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں۔ جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کا تھا۔ انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زنا کاری کام تھا ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہوگئیں اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ نجاست شرک سے ملوث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ بعض خوابیں ان کی جیسا کہ دیکھا تھا ظہور میں آگئیں۔ چنانچہ عین اس رسالہ کی تحریر کے وقت ایک قادیان کا ہندو میرے پاس آیا جو قوم کا کھتری تھا اس نے بیان کیا کہ فلاں سب پوسٹ ماسٹر کو میں نے دیکھا تھا کہ تبدیلی اس کی ہوکر پھر ملتوی رہ گئی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔'' (حقیقت الوحی ص ۲، ۳ خزائن ج ۲۲ ص ۵)

پھر یہ کہ مرزا قادیانی کے کتنے خواب اور الہام سو فیصد جھوٹے ثابت ہوئے اور یہ جناب مرزا قادیانی کی کتب سے ثابت ہے۔ مربی صاحب! آپ فرمارہے تھے کہ مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں سچی ثابت ہوئی ہیں۔ مربی صاحب آپ غلط فہمی کا شکار ہیں یا پھر عملاً حق پہ پردہ ڈال رہے ہیں۔ مرزا قادیانی کی کوئی پیشین گوئی پوری نہیں سب جھوٹی نکلی ہیں۔

۱..... مرزا قادیانی نے کہا ''عبداللہ آتھم آج سے پندرہ ماہ کے اندر مرجائے گا مگر وہ مرا نہیں۔'' (جنگ مقدس ص ۱۸۸، ۱۸۹ خزائن ج ۶ ص ۲۹۱، ۲۹۲)

۲..... مرزا قادیانی نے کہا تھا ''محمدی بیگم سے میری شادی ضرور ہوگی وہ نہیں ہوئی۔''
(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۰۲ حاشیہ)

۳..... مرزا قادیانی نے کہا تھا ''عنقریب میری بیوہ سے شادی ہوگی وہ نہیں ہوئی۔''
(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۱۹، ازالہ اوہام ص ۳۹۶ خزائن ج ۳ ص ۳۰۵)

۴..... مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ ''بابرکت عورتوں سے میری شادی ہوگی'' بابرکت چھوڑ کر کسی بے برکت سے بھی مرزا قادیانی کی شادی نہیں ہوئی۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۳۰)

۵..... مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ ''میری تیسری شادی ہونے والی ہے اور ارادہ ربانی میں جوش پایا جاتا ہے۔'' وہ جوش ایسا ٹھنڈا ہوا کہ مرزا قادیانی دنیا سے چل بسے لیکن تیسری شادی نہیں ہوئی۔ (جدید مکتوبات احمدیہ ج ۲ ص ۱۳)

۶..... مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ ''عبدالحکیم پٹیالوی میری زندگی میں میرے سامنے مرے گا۔'' حالانکہ مرزا قادیانی خود اس کی زندگی میں اس کے سامنے مرگئے اور وہ مرزا قادیانی کے مرنے کے بیس سال بعد تک زندہ دندناتا رہا۔ (ملخص مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۵۷ تا ۵۶۰)

۷..... مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ: ''مولوی ثناء اللہ میرے سامنے ہیضہ سے مرے گا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸، ۵۷۹) بجائے مولوی ثناء اللہ کے مرنے کے خود مرزا قادیانی ہیضہ سے مرگئے اور مولوی ثناء اللہ صاحب چالیس سال مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد دندناتا رہا۔

۸..... مرزا قادیانی نے کہا ''میں نے اپنے مخالفوں پر طاعون پڑنے کے لئے دعا کی تھی کہ یعنی ایسے مخالف جن کی قسمت میں ہدایت نہیں۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۲۴ خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۵)
''اور طاعون کبھی دور نہیں ہوگی جب تک کہ لوگ اپنی اصلاح نہ کرلیں۔''
(تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۳۲ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۲)

لیکن بڑے مخالفوں میں سے طاعون سے کوئی بھی نہیں مرا بلکہ بجائے بڑے بڑے مخالفوں کے مرنے کے مرزا قادیانی کی جماعت میں طاعون پھیل گیا اور ہزاروں احمدی طاعون سے مرگئے حتی کہ مرزا قادیانی کو یہ کہنا پڑا ''اے اللہ تعالیٰ ہماری جماعت سے اس طاعون کو اٹھالے۔'' (ملفوظات ج ۷ ص ۳۵۳)

۹..... مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ ’’خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کرے گا جب تک لوگ ان خیالات کو دور نہ کرلیں جو ان کے دلوں میں ہیں۔ یعنی جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول کو مان نہ لیں تب تک طاعون دور نہیں ہوگی۔‘‘

(دافع البلاء ص۵ خزائن ج۱۸ ص۲۲۵)

لیکن طاعون دنیا سے رخصت ہوگئی اور مرزا قادیانی کی طرف کسی نے دیکھا بھی نہ۔

۱۰..... مرزا قادیانی نے کہا ’’اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون سے محفوظ رکھے گا۔‘‘

(دافع البلاء ص۵ خزائن ج۱۸ ص۲۲۵)

’’لیکن طاعون قادیان میں اتنے زور سے آئی‘‘

(جدید مکتوبات احمدیہ ج۲ ص۲۸۶ مکتوب نمبر۷۶)

’’کہ لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔‘‘ (جدید مکتوبات احمدیہ ج۲ مکتوب نمبر۵۳ ص۲۵۸)

۱۱..... مرزا قادیانی نے کہا کہ ’’میرے گھر کی چار دیواری میں طاعون داخل نہیں ہوگا۔‘‘

(تبلیغ رسالت ص۱۳۲)

لیکن مرزا قادیانی کے گھر کی چار دیواری میں طاعون اس قدر زور سے داخل ہوا کہ مرزا قادیانی کو گھر چھوڑ کر بھاگنا پڑا اور قادیان سے باہر جا کے ایک باغ میں ڈیرا ڈالا۔

(جدید مکتوبات احمد ج۲ ص۴۲۴ مکتوب نمبر۹۴، ۱۲ مئی ۱۹۰۵ء)

مربی صاحب! مرزا قادیانی نے رب تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں رو رو کے دعا مانگی ’’اے میرے قادر خدا تو جانتا ہے کہ اکثر لوگوں نے مجھے منظور نہیں کیا اور مجھے مفتری جانا اور میرا نام کافر اور کذاب اور دجال رکھا گیا، مجھے گالیاں دی گئیں اور طرح طرح کی دل آزار باتوں سے مجھے ستایا گیا اور میری نسبت یہ بھی کہا گیا کہ حرام خور، لوگوں کا مال کھانے والا، وعدوں کا تخلف کرنے والا، حقوق کو تلف کرنے والا، لوگوں کو گالیاں دینے والا، عہدوں کو توڑنے والا، اپنے نفس کے لئے مال جمع کرنے والا اور شریر اور خونی ہے۔ سوائے میرے خدا مولا قادر اب مجھے راہ بتلا اور کوئی ایسا نشان ظاہر فرما جس سے تیرے سلیم الفطرت بندے نہایت قوی طور پر یقین کریں کہ میں تیرا مقبول ہوں اور جس سے ان کا ایمان قوی ہو اور وہ تجھے پہچانیں اور تجھ سے ڈریں۔ اگر میں اس عالی جناب کا منظور نظر ہوں تو تین سال کے اندر

کسے وقت میری اس دعا کے موافق میری تائید میں کوئی ایسا آسمانی نشان ظاہر ہو جس کو انسانی ہاتھوں اور انسانی تدبیروں کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہ ہو جیسا کہ آفتاب کے طلوع اور غروب کو انسانی تدبیروں سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اگرچہ اے میرے خداوند یہ سچ ہے کہ تیرے نشان انسانی ہاتھوں سے بھی ظہور میں آتے ہیں لیکن اس وقت میں اسی بات کو اپنی سچائی کا معیار قرار دیتا ہوں کہ وہ نشان انسانوں کے تصرفات سے بالکل بعید ہو، تا کہ کوئی دشمن اس کو انسانی منصوبہ قرار نہ دے سکے۔ مجھے تیری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے تیرا فیصلہ منظور ہے۔ پس اگر تو تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء عیسوی سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء عیسوی تک پورے ہو جائیں گے۔ میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلاوے اور اپنے اس بندہ کو ان لوگوں کی طرح رد کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لوں گا جو میرے اوپر لگائے جاتے ہیں۔'' (ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۵ ص ۱ تا ۳ خزائن ج ۱۵ ص ۵۰۸ تا ۵۱۱)

لیکن کوئی آسمانی نشان اللہ تعالیٰ نے ظاہر نہیں فرمایا۔ جناب مربی صاحب! کس قدر زور و شور سے دعا کی لیکن یہ دعا بھی رد ہوئی، قبول نہ ہو کر ثابت کر دیا کہ مرزا قادیانی میں وہ عیب موجود ہیں جو عیب لوگ بیان کرتے ہیں۔

مربی صاحب! مرزا قادیانی خود فرماتے ہیں ''پھر اگر ثابت ہو کہ میری سو پیش گوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی ہو تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں۔''

(اربعین نمبر ۴ ص ۲۴ خزائن ج ۱۷ ص ۴۶۱ حاشیہ)

میرا بھی دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی کی سو پیش گوئی میں سے ایک بھی سچی نکلے تو میں مرزا قادیانی کو سچا مان لوں گا۔

اس پر میرے سامنے بیٹھا ایک احمدی دوست کہنے لگا۔ اب ہم سے مناظرہ کر لیں۔ میں نے کہا میں حاضر ہوں، ابھی مناظرہ شروع کر دیں۔ اس پر مربی صاحب نے اپنے دونوں ہاتھ انکار کے رنگ میں ہلائے اور فرمایا میں مناظرہ نہیں کرتا۔ دوسرا شخص بولا حافظ صاحب بہت دیر ہو گئی ہے۔ آپ نے بہت سے سوال کئے۔ ان کا جواب ہم سے اتنے

تھوڑے وقت میں نہیں دیا جا سکتا۔ پھر آپ کو کبھی موقع دیں گے۔ اب ہم نے کھانا بھی کھانا ہے۔ اس پر میں نے واخر دعوانا کہا اور کوٹھی سے باہر آ گیا۔ میرے پاس کوٹھی سے باہر بہت سے نوجوان آ گئے اور کہنے لگے۔ آج پتہ چلا ہے کہ احمدیت کیا ہے۔ ایک کہنے لگا مربی صاحب نے فرمایا تھا کہ پھر احمدیت کا تعارف کرایا جائے گا، واقعی خوب تعارف ہو گیا۔ کچھ نوجوان کہنے لگے۔ آپ کہاں رہتے ہیں؟ میں نے اپنا پتہ بتلایا اور وہاں سے چل پڑا۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی میرے پاس بہت سے احباب پہنچ گئے اور کہنے لگے ہم آپ کا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں۔ آپ کے بیان سے ہم احمدیت اختیار کرنے سے محفوظ ہو گئے ہیں۔

''جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا''

یونہی پسرور کے پاس ''لوہارکی'' کے نام سے ایک گاؤں ہے۔ وہاں کے جناب قاری صالح صاحب میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے، آج ہمارے گاؤں میں ایک احمدی مربی سے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر مناظرہ ہونا طے پایا ہے۔ لہٰذا آپ چلیں اور اس سے مناظرہ کریں۔ مناظرہ بعد نماز مغرب ہوگا اور پورے علاقہ میں اعلان ہو چکا ہے۔ میں نے قاری صاحب سے کہا یہ کتابیں آپ لے چلیں۔ میں ان شاء اللہ العزیز! نماز مغرب وہیں پڑھوں گا۔ چنانچہ ہم کوئی دس آدمی پہنچ گئے۔ بہت بڑا مجمع تھا۔ دیہاتوں سے بہت لوگ آئے ہوئے تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر میں نے مربی صاحب سے کہا آئیں شرائط مناظرہ طے کر لیں۔ مربی صاحب کہنے لگے، شرائط تو طے ہو چکے ہیں۔ ایک تحریر میرے پاس موجود ہے اور اس کی نقل قاری صاحب کے پاس ہے۔ میں نے کہا فرمائیں کیا شرائط ہیں۔ کہنے لگا آپ قرآن شریف سے کوئی ایک آیت پڑھیں جس کا ترجمہ ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ میں نے کہا آپ نے ایک آیت کا مطالبہ کیا ہے میں آپ کو دو پڑھ کر سناتا ہوں، میں نے کتاب ہاتھ میں لی اور دونوں آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

<u>پہلی آیت:</u> ''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدّین کلہ'' یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے

دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۹۸، ۴۹۹ خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، تذکرہ ص ۶۲۸ طبع چہارم)

دوسری آیت: ''عسٰی ربکم ان یرحمکم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکافرین حصیراً '' خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔

یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست ونابود کر دے گا۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۵۰۵ خزائن ج ۱ ص ۶۰۱، ۶۰۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

جب میں دونوں آیتیں اور ان کا ترجمہ سنا چکا تو مربی صاحب نے فرمایا یہ کتاب ہے یا قرآن۔ میں نے کہا ہے تو یہ کتاب پر لکھی تو اس میں قرآن کی آیتیں ہیں کیا خیال ہے قرآن کی آیتیں قرآن شریف میں ہوں تو وہ قرآن کی آیتیں مانی جائیں گی اور اگر کسی کتاب میں ہوں تو قرآن کی آیتیں نہیں کہلائیں گی۔

ہاں تو یہ تو کہہ سکتا ہے کہ ترجمہ غلط کیا ہے۔ یہ ترجمہ جو آپ نے کیا ہے درست نہیں ہے۔ آیت میں نہ عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے، نہ ان کا آسمان پر جانے اور آنے کا ذکر ہے۔ میں نے کہا اگر ترجمہ درست ہے تو آپ کا مطالبہ پورا ہو گیا۔ آپ اپنی شکست مان لیں اور اگر ترجمہ غلط ہے تو آیئے آپ میں اور یہ سارا مجمع مل کر پندرہ منٹ ترجمہ کرنے والے کو گالیاں دیں۔ بڑا بے ایمان ہے، محرف قرآن ہے، لعنتی ہے، خدا سے بے خوف ہے۔

بس میرا یہ کہنا تھا کہ مربی صاحب نے سر دو زانو میں کر کے ایسی چپ سادھ لی کہ

خدا نہ کرے جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ پندرہ منٹ تک میں برابر کہتا رہا۔ مربی صاحب! فرمایئے کیا ارادہ ہے، مطالبہ پورا ہوگیا یا ترجمہ کرنے والا لعنتی، بے ایمان، محرف قرآن ہے۔ لوگ کہنے لگے حافظ صاحب! اسے کیا ہوگیا ہے۔ یہ پتھر بنا بیٹھا ہے۔ نہ ہلتا ہے نہ جلتا ہے، نہ بولتا چلتا ہے، نہ دیکھتا ہے، میں نے کہا یہ ٹھیک ٹھاک ہے، اسے کچھ نہیں، صرف اتنی بات ہے کہ یہ ترجمہ مرزا قادیانی کا کیا ہوا ہے اور یہ کتاب بھی مرزا قادیانی کی ہے۔ پھر کیا تھا نعرہ تکبیر بلند ہوا۔ حیات عیسیٰ زندہ باد ختم نبوت زندہ باد۔ لوگوں نے مجھ سے کہا حافظ صاحب! آپ رد قادیانیت پر کچھ تقریر بھی سنا دیں تو میں نے پھر دو گھنٹے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر تقریر کی۔ ''جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا''

قاضی نذیر سے ملاقات

پروفیسر غلام جیلانی برق نے رد قادیانیت پر ایک کتاب حرف محرمانہ تصنیف کی تھی۔ اس کا جواب قاضی نذیر احمد صاحب احمدی لائل پوری نے تحقیق عارفانہ کے نام سے کتاب شائع کی تھی چونکہ حرف محرمانہ میرے پاس تھی۔ میں تحقیق عارفانہ خریدنے کے واسطے ربوہ (چناب نگر) قاضی صاحب کے پاس گیا۔ قاضی صاحب اپنے دفتر میں بیٹھے تھے۔ قاضی صاحب نے مجھے دیکھا تو آیئے حافظ صاحب کیا حال ہے؟ الحمدللہ ٹھیک ہوں۔ قاضی صاحب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ جواب دیا کئی دن سے کھانسی کا شکار ہوں۔ اللہ خیر کرے۔

خیر، خیریت معلوم کرنے کے بعد قاضی صاحب فرمانے لگے حافظ صاحب! میں نے آپ کے ''ٹریکٹ دس ہزار روپے کا نقد انعام'' کا جواب دیا ہے وہ آپ کو مل گیا ہے کیا؟ جی قاضی صاحب مل گیا ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہوا ہے کہ آپ نے محنت بھی کی مگر انعام پورا نہ پایا۔ کیونکہ آپ نے (ص ۳۳) پر لکھا ہے۔ میں نے آدھا جواب دے دیا ہے اور ۵۰۰۰ روپے انعام کا حقدار ہوں۔

قاضی صاحب! آپ ایک شق کا جواب دے کر آدھا انعام ۵۰۰۰ روپے لینے پر کیوں راضی ہوئے، جواب بھی پورا میری دونوں شقوں کا دو اور انعام بھی پورا دس ہزار لو۔ قاضی صاحب! مجھے آپ کی اس بات پر ایک لطیفہ یاد آ گیا۔ وہ یہ کہ ایک نوجوان کی نگاہ شہزادی پر پڑی تو دل ہار بیٹھا۔ رات دن اس کے ساتھ شادی کرنے کے خواب دیکھتا رہتا۔

جس طرح مرزا قادیانی محمدی بیگم کے ساتھ شادی کرنے کے خواب دیکھتے رہتے تھے۔ ہر وقت ہر دوست سے یہی تذکرہ کرتا رہا۔ ایک دفعہ چند دوستوں نے دریافت کیا، ہاں بھئی وہ تیری شادی کا کیا بنا۔ کہنے لگا آدھا کام ہوگیا ہے، پوچھا وہ کیا تو کہنے لگا میں تو تیار ہوں مگر وہ تیار نہیں۔ قاضی صاحب سچ تو یہ ہے کہ آپ کا یہ کہنا کہ حافظ صاحب کی ایک شق کا جواب تو دے دیا ہے اور آدھے انعام پانچ ہزار روپے کے تو ہم مستحق ہیں، بہت بڑی شکست ہے۔ میں نے کہا قاضی صاحب آپ تو حیات عیسیٰ علیہ السلام کو روتے ہو کہ دو ہزار سال سے کیسے زندہ رہ سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی چودہ سو سال پہلے ہوئے ہیں۔ کیا مرزا قادیانی نے رسالہ نورالحق میں نہیں لکھا کہ ''یہ وہی موسیٰ مردخدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہوگیا ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہیں اور لم یمت نہیں مرا، ولیس من المیتین اور نہیں ہے مردوں میں سے۔''

(نورالحق حصہ اوّل ص ۵۰ خزائن ج ۸ ص ۶۸، ۶۹)

پھر یہی حیات موسیٰ علیہ السلام کے متعلق حمامۃ البشریٰ میں لکھا ہے کہ ''وہ زندہ آسمان پر ہیں اور یہ قرآن شریف کی آیت سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''فلا تکن فی مریۃ من لقائہ'' معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات میں شک نہ کر اگر موسیٰ علیہ السلام مرے ہوتے تو نبی علیہ السلام سے کبھی ملاقات نہ کرتے کیونکہ مرے ہوئے زندوں سے نہیں ملا کرتے۔'' (حمامۃ البشریٰ ص ۳۵ خزائن ج ۷ ص ۲۲۱)

اس وقت دفتر میں لاہور سے آئے ہوئے تقریباً بیس کے قریب مہمان بھی بیٹھے ہوئے تھے اور بڑے غور سے قاضی صاحب کی اور میری گفتگو سن رہے تھے۔ قاضی صاحب نے منہ بنایا اور پریشانی کے عالم میں الماری سے نورالحق اور حمامۃ البشریٰ نکالنے لگے۔ میں دیکھ رہا تھا، کئی دفعہ نورالحق اور حمامۃ البشریٰ ہاتھ میں لی اور پھر رکھ دی، گویا حواس باختہ ہو چکے تھے۔ میں نے کہا قاضی صاحب کیا نورالحق اور حمامۃ البشریٰ نہیں مل رہی۔ مجھ سے پوچھیں یہ دونوں کتابیں روحانی خزائن کی کون کون سے جلد میں ہیں۔ قاضی صاحب نورالحق آٹھویں جلد میں ہے اور حمامۃ البشریٰ ساتویں جلد میں ہے۔ اس پر بجائے کتابیں نکالنے

کے کہنے لگے، مرزا صاحب تمہیں چکر میں ڈال گئے ہیں۔ میں نے کہا قاضی صاحب ہمیں چکر میں نہیں ڈالا بلکہ خود بھی بری طرح پھنسے اور تمہیں بھی بری طرح پھنسایا۔ قیامت تک تم نہیں نکل سکے۔ فرمانے لگے وہ کیسے، میں نے کہا، کان کی کھڑکیاں کھول کے آپ بھی سنیں اور آپ کے یہ مہمان بھی سنیں۔ جناب مرزا قادیانی نے فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات نبی علیہ السلام کے ساتھ قرآن شریف سے ثابت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام زندہ تھے تو ملاقات ہوئی، اگر موسیٰ علیہ السلام مرے ہوئے ہوتے تو ملاقات کیسے ہوتی۔ کیوں کہ مرے ہوئے زندوں کو نہیں ملا کرتے۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۳۵ خزائن ج ۷ ص ۲۲۱)

میں نے کہا ٹھیک ہے۔ فرمایا ٹھیک ہے۔

میں نے کہا اب سنئے مرزا قادیانی فرماتے ہیں ''میں نے انہیں بارہا دیکھا ہے (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو) ایک بار میں نے اور مسیح علیہ السلام نے ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا ہے۔'' (تذکرہ ص ۴۲۷ طبع چہارم)

قاضی صاحب فرمایئے! یہ مرے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام زندہ مرزا قادیانی کے ساتھ ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کیسے کھا رہے ہیں؟ قاضی صاحب ایک دفعہ چند عیسائی مرزا قادیانی کے پاس آئے اور کچھ سوال وجواب ہوئے۔ عیسائیوں نے سوال کیا، مسیح کو آپ نے کس طور پر دیکھا ہے۔ آیا جسمانی رنگ میں دیکھا ہے، مرزا قادیانی نے فرمایا ہاں جسمانی رنگ میں اور عین حالت بیداری میں دیکھا ہے۔

فرمایئے قاضی صاحب! یہ مرے ہوئے عیسیٰ مرزا قادیانی کے سامنے جسمانی رنگ میں مرزا قادیانی کی حالت بیداری میں مرزا قادیانی کے پاس آ گئے تھے یا مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام کی قبر میں گھس گئے تھے؟ پھر کیا تھا۔ قاضی صاحب آنکھوں سے چشمہ اتارتے اور چڑھاتے تھے۔ جواب نہ بن آیا۔ قاضی صاحب بھی پریشان اور مہمان بھی پریشان اور حیران۔ قاضی صاحب کچھ کھسیانے سے ہو کر اپنی خفت اور شرمندگی کو مٹاتے ہوئے فرمانے لگے حافظ اسی موضوع پر مناظرہ لال حسین اختر سے ہوا تھا، میں نے اسے لاجواب کر دیا تھا نا۔ جی قاضی صاحب جیسے آپ نے مجھے لاجواب کر دیا۔ ''جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا''

اوکاڑہ کا واقعہ

اسی طرح اوکاڑہ کے جس گاؤں میں احمدی احباب کے گھر تھے، وہ پروگرام بنا کر سارے گاؤں کی دعوت کرتے، خوب کھلاتے پلاتے، روٹیاں بوٹیاں، چاہے میں بالائی اور ساتھ بسکٹ اور مٹھائی۔ جب کھانا کھانے سے احباب فارغ ہونے لگے۔ مربی صاحب اپنی ڈگڈگی بجانے لگ جاتے۔ یہ سلسلہ روز کا معمول بن گیا۔ کبھی کسی گاؤں میں کبھی کسی گاؤں، مجھے پتہ چلا تو میں وہاں بن بلائے مہمان بن جاتا۔ جب مربی صاحب لوگوں کو احمدیت سے متعارف کرانے لگتے اور مرزا قادیانی کے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کے دلائل دیتے، میں ان کا انکار شروع کر دیتا۔ آخر کار انہیں یہ سلسلہ بند کرنا پڑا۔ یہ سلسلہ سب سے پہلے راؤ سکندر کے چک آر ۳/۴۰ سے شروع ہوا اور اوکاڑہ کی پوری تحصیل میں پھیل گیا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی، میں نے ان کا تعاقب کیا، راؤ سکندر کے چچا راؤ محمد اختر کہا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حافظ جی کی تبلیغ کو اوکاڑہ کے بہت سے گاؤں کے لوگوں کو احمدیت سے محفوظ رہنے کا سبب بنایا۔ میری یہ باتیں سن کر الحمدللہ! بہت سے احمدیوں نے احمدیت سے توبہ کر لی ہے۔ ''جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا''

دو خواتین کا قصہ

ایک دن میں اپنی لائبریری میں بیٹھا تھا کہ دو محترمہ تشریف لائیں، سلام کیا، میں نے جواب دیا اور ساتھ پوچھا بھی کہ آپ کے تشریف لانے کی کیا غرض ہے۔ ان میں سے ایک کہنے لگی یہ میرے ساتھ والی طاہر صاحب کی بیوی ہے جس کے ساتھ آپ کی احمدیت پر بات ہوئی تھی۔ وہ کہنے لگی حافظ صاحب! یہ طاہر صاحب کی بیوی مجھے اکثر احمدیت قبول کرنے کی دعوت دیتی رہتی ہے۔ میرا دل نہیں مانتا۔ آج اس نے پھر مجھے دعوت دی ہے۔ میں نے کہا حافظ صاحب کے پاس جاتی ہوں، ان سے پوچھوں گی کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ پھر آپ کو بتاؤں گی کہ احمدیت قبول کرتی ہوں یا نہیں۔ یہ کہنے لگی، میں بھی ساتھ چلتی ہوں۔ کہیں تجھے وہ ہمارے خلاف غلط بیانی کر کے بہت زیادہ متنفر نہ کر دیں۔ میں بولا جھوٹے پر خداوند تعالیٰ کی لعنت ہے۔ کہنے لگی حافظ صاحب مجھے یہ بتائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد اور دعوے کیا کیا تھے۔ میں نے کہا میرے پاس مرزا قادیانی کی کتابیں بھی موجود ہیں اور کچھ دوسرے احمدی

حضرات کی بھی۔ میں آپ کو مرزا قادیانی کے عقائد اور دعوے سناتا ہوں۔ جس کو میری بات پر شک ہو کہ خدا جانے یہ بات حافظ جی صحیح کہہ رہے ہیں یا غلط تو محترمہ حوالہ طلب کرے میں مرزا قادیانی اور دوسرے احمدی احباب کی کتب سے دکھادوں گا۔

مرزا قادیانی اور احمدی حضرات کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی کامل فرمانبرداری اور اتباع صرف مرزا قادیانی نے کی ہے۔ مرزا قادیانی ہی خاص متبع تھے نہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ، نہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ، نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی کامل متبع نہیں ہوا۔ نہ اولیاء غوث، قطب، ابدال میں سے کوئی کامل متبع ہوا ہے اور نہ قیامت تک کوئی ہوگا۔ (حقیقت النبوۃ ص ۵، انوار العلوم ج ۲ ص ۳۴۹)

مرزا قادیانی کہتے ہیں ''مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی مدد اور تائید مل رہی ہے۔'' (اعجاز احمدی ص ۶۹ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۱)

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ ''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔'' (دافع البلاء ص ۱۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

''فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۳)

''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو، اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔'' (ملفوظات ج ۲ ص ۱۴۲)

''امام حسن اور امام حسین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اس لئے نہیں بنے کہ وہ حضور ﷺ کے علوم اور معارف کے کامل وارث نہ تھے اور نہ کامل متبع نہ تابع دار تھے۔ ان کی اولاد میں سے بھی کوئی نبی نہیں بنا اس کی بھی یہی وجہ ہے۔'' (الفضل ج ۳ نمبر ۱۰۷)

''میں نبی اس واسطے بنا ہوں کہ میں حضور ﷺ کا کامل متبع ہوں۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱ خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶، ۴۰۷)

''اللہ تعالیٰ میرے لئے اس قدر نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

''محمد مصطفیٰ ﷺ کے معجزات تین ہزار کے قریب ہیں اور میرے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔'' (حقیقت الوحی ص ۶۷ خزائن ج ۲۲ ص ۷۰)

مرزا قادیانی ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ ''اور میرے معجزات دس لاکھ سے زیادہ ہیں۔'' (براہین احمدیہ پنجم ص ۵۶ خزائن ج ۲۱ ص ۷۲)

''میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد ہوں۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۸۵ خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے
(دافع البلاء ص ۲۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

''دیکھو آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔''
(دافع البلاء ص ۱۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

''عیسیٰ علیہ السلام گرفتار کئے گئے، مارے گئے، پیٹے گئے، منہ پر تھوکا گیا اور تماچے مارے گئے، سر پر کانٹوں کا تاج رکھا گیا۔ ہاتھ پاؤں میں بیڑیاں ڈالی گئیں، سولی پر لٹکائے گئے، پسلی چھیدی گئی، زخمی کئے گئے، ہڈیاں توڑی گئیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت فرمائی، مجھے کوئی ہاتھ بھی نہ لگا سکا۔'' (ازالہ اوہام ص ۳۷۹ تا ۳۸۳ خزائن ج ۳ ص ۲۹۵ تا ۲۹۷)

''اور نفلی طور پر حج کرنے کو جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۵۲ خزائن ج ۵ ص ۳۵۲)

''اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۱۸۴ خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۵)

''پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا در حقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱ خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۸، ۲۵۹)

''حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بیویاں امہات المؤمنین ہیں تو میری بیویاں بھی امہات المؤمنین ہیں۔'' (منظور الٰہی ص ۳۳۶ ملفوظات مرزا قادیانی)

''جن مسلمانوں نے محمد علیہ السلام کو دیکھا وہ آپ کے صحابی ہوئے تو جن احمدیہ نے مجھے دیکھا وہ میرے صحابی ہوئے۔''
(دینی معلومات شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ ص ۴۳ مرزا قادیانی)

''مرزا قادیانی کی نبوت نے مرزا قادیانی کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔'' (کلمۃ الفصل ریویو آف ریلیجنز ص ۱۱۳)

''مرزا قادیانی کا ذہنی ارتقاء (یعنی عقل، فہم، دانائی) نبی کریم ﷺ کے ذہنی ارتقاء سے بڑھ کے تھا۔'' (ریویو آف ریلیجنز مئی ۱۹۲۹ء)

''پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔'' (کلمۃ الفصل ریویو آف ریلیجنز ص ۱۵۸)

''مرزا قادیانی آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (گویا خاتم النبیین ہیں)'' (تشحیذ الاذہان ص ۳۱)

میری یہ باتیں سن کر مسلمان خاتون نے طاہر صاحب کی بیوی سے کہا کہ تم میرے ساتھ اتنا بڑا دھوکہ کر رہی تھی۔ یہ کیسا غیر شریف آدمی ہے، جسے نہ حضور پاک ﷺ کا لحاظ ہے، نہ انبیاء کرام علیہم السلام کا، نہ اہل بیت کا وصحابہ کرام کا اور نہ کسی مسلمان کا۔ میں نے دنیا میں احمدیت سے بڑا فتنہ آج تک نہ سنا ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔ ایمان انسان کی سب سے بڑی دولت ہے جس پر تم ڈاکہ ڈالنا چاہتی ہو۔ تمہیں تو خود اپنے اور اپنے بچوں کے ایمان کی فکر کرنی چاہئے اور اپنی دنیا وآخرت کو تباہ ہونے سے بچانا چاہئے۔ اگر تم اب بھی احمدیت نہیں چھوڑتی تو میں تمہارے ساتھ ابھی تعلق واسطہ ختم کرتی ہوں۔ ''جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا''

احمدی دوستو! دنیا چند روزہ ہے اور آخرت کا سفر بہت لمبا ہے۔ ایمان بہت قیمتی چیز ہے یہ جان، مال، عزت وآبرو سے بڑھ کر قیمتی چیز ہے۔ مرزا قادیانی کی کہانی دھوکہ اور فراڈ ہے۔ مرزا قادیانی کی تحریریں جھوٹ، کفر، دجل، بے ایمانی اور لغویات پر مشتمل ہیں۔ جماعت احمدیہ اور ان کے مربیوں نے ان تحریروں کے ہوتے ہوئے بھی آپ کو اندھیرے میں رکھا ہوا ہے۔ اگر آپ نے میری باتیں جو مرزا قادیانی کی کتابوں سے بھی عرض کروں گا۔ غور سے سنیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ! آپ کو سمجھ میں ضرور آجائیں گی۔ میری باتیں سن کر ستائیس احمدیوں نے احمدیت سے توبہ کر لی ہے۔ آخر وہ جاہل تو نہ تھے۔ اگر آپ چاہیں تو کسی اپنے مربی صاحب سے میری بات کرادیں۔ میں مربی صاحب سے بھی بات کرنے کو تیار ہوں:

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

آسمانی دلہن

جس کی رخصتی روز نکاح سے آج تک نہ ہوئی اور نہ قیامت تک ہو سکے گی

حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

مرزا قادیانی کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص احمد بیگ تھے انہیں ایک دفعہ کسی ضروری کام کیلئے مرزا قادیانی کے ہاں جانا پڑا۔ وہ کام احسان اور ایثار پر مبنی تھا اس سلوک و مروت کے عوض جناب مرزا قادیانی نے اس کی دختر کلاں محمدی بیگم کا رشتہ اپنے لئے مانگا۔ اس غیور انسان نے مرزا قادیانی کی اس بات کو غیر شریفانہ سمجھتے ہوئے ٹھکرا دیا۔ اور بقول مرزا قادیانی وہ تیوری چڑھا کر چلا گیا تو مرزا قادیانی نے کیسے خاک اڑائی۔ کیا کیا گیدڑ بھبھکیاں دیں۔ مغلوب الغضب ہو کر کس طرح آسمانی نکاح کی پیش گوئی اور بیس برس تک سلسلہ الہام بافی جاری رکھا۔ اپنے آسمانی خسر کو کس طرح لتاڑا۔ اپنے کامیاب ارضی رقیب کو کیونکر للکارا۔ اپنے گھر کو کیسے اجاڑا اپنی بیوی کو چھوڑا، اور اپنے بیٹے کی اہلیہ یعنی بہو کو کس طرح طلاق دلوائی اپنے بیٹوں سلطان احمد اور فضل احمد کو کیسے عاق کیا اور تمام عزیز و اقارب سے قطع رحمی کی اور اشتہار تک شائع کئے۔ یہ آسمانی منکوحہ کس طرح آغوش غیر کی زینت بنی رہی اور مرزا قادیانی کس طرح کف افسوس ملتے اور ایڑیاں رگڑتے رہے۔ آخر بے بسی کے عالم میں مایوس ہو کر کس طرح رخصتی سے پہلے نکاح کے فسخ ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہ تمام کہانی آپ زیر نظر رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ناظرین کرام! جیسا کہ تعلقات اراکین سے ظاہر ہے کہ محمدی بیگم کے والد ماجد (احمد بیگ) مرزا قادیانی کے ماموں زاد اور اس کی والدہ ماجدہ مرزا قادیانی کی چچا زاد بہن تھی۔ یہ ہوشیار پور کے رہنے والے تھے محمدی بیگم اکثر اپنے ماموں مرزا امام الدین کے ہاں قادیان میں رہتی تھی۔ جس کا گھر مرزا قادیانی کے گھر کے عین سامنے تھا مرزا قادیانی کی آنکھیں دوچار ہوئیں تو دل ہار بیٹھے اور اس محبت کو چھپائے رکھا۔ آخر محمدی بیگم کے والد ماجد کسی کام کے سلسلہ میں قادیان مرزا قادیانی کی خدمت میں حاضر ہوئے چونکہ یہ کام ایثار و احسان پر مبنی تھا مرزا قادیانی کے قبضہ دست میں تھا مرزے کے دل میں پرانی محبت نے پھر انگڑائی لی اور دل اتنا بے قابو ہوا کہ اس کام کے عوض محمدی بیگم کا رشتہ طلب کیا۔ احمد بیگ اس سٹے بازی پر بڑا سٹ پٹایا۔ بغیر کام کرائے مرزا قادیانی کے چہرہ پر تھوک کر چلا گیا اس قصہ کی خبر جوں جوں مشہور ہوئی ہر طرف سے مرزا قادیانی کی اس حرکت کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ مرزا قادیانی کو پتہ چلا تو اپنی اس خفت کو مٹانے کیلئے ایک اشتہار دیا جسے میں خداداد موقع عنوان سے درج ذیل کرتا ہوں۔

خدا داد موقع

مرزا قادیانی فرماتے ہیں محمدی بیگم کے رشتہ دار ’’مجھ سے کوئی نشان آسمانی (یعنی میرے نبی ہونے کا معجزہ) مانگتے ہیں اس وجہ سے کئی مرتبہ دعا کی گئی۔ سو وہ دعا قبول ہو کر خدا تعالیٰ نے یہ تقریب قائم کی کہ اس لڑکی کا والد (مرزا احمد بیگ) ایک ضروری کام کیلئے ہماری طرف ملتجی ہوا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ نام بردہ (مرزا احمد بیگ) کی ایک ہمشیرہ ہمارے ایک چچا زاد بھائی غلام حسین نام کو بیاہی گئی تھی۔ غلام حسین عرصہ پچیس سال سے کہیں چلا گیا ہے اور مفقود الخبر ہے اس کی زمین ملکیت جس کا حق ہمیں پہنچتا ہے۔ نام بردہ (احمد بیگ) کی ہمشیرہ کے نام کاغذات سرکاری میں درج کرادی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپور میں جاری ہے نام بردہ یعنی ہمارے خط کے مکتوب الیہ (احمد بیگ) نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار پانچ ہزار روپے قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرا دیں۔ چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے یہ ہبہ نامہ لکھا گیا۔ چونکہ وہ ہبہ نامہ بجز ہماری رضامندی کے بیکار تھا اس لئے مکتوب الیہ (احمد بیگ) نے تمام تر عجز و انکسار ہماری طرف رجوع کیا تا کہ ہم راضی ہو کر اس ہبہ نامہ پر دستخط کر دیں اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے جناب الٰہی میں استخارہ کر لینا چاہئے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔ وہ استخارہ کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آ پہنچا تھا جس کو خدائے تعالیٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا۔

اس خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے نکاح کیلئے سلسلہ جنبائی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہے لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائیگی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کیلئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے‘‘۔ (مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار مؤرخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۱۵، ۱۱۶ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۷، ۱۵۸)

لالچ اور دھمکی

''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی لڑکی کے نکاح کیلئے درخواست کر اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہش بند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات بھی تم پر کئے جائیں گے بشرطیکہ تم اپنی بڑی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔ میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے تم مان لو گے تو میں بھی تسلی کر لوں گا اگر تم قبول نہ کرو گے تو خبردار رہو مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کیلئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے ایسی صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے۔ جس کا نتیجہ موت ہوگا پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤ گے۔ بلکہ تمہاری موت قریب ہے اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ یہ حکم اللہ کا ہے پس جو کرنا ہے کر لو۔ میں نے تم کو نصیحت کر دی ہے پس وہ (مرزا احمد بیگ) تیوری چڑھا کر چلا گیا۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۲، ۵۷۳ خزائن ج ۵ ص ایضا)

مرزا احمد بیگ کا بڑا لڑکا محمدی بیگم کا حقیقی بھائی جناب مرزا غلام احمد قادیانی کے خاص دوست حکیم نورالدین کے پاس زیر علاج تھا۔ اس کے کئی خط مرزا مرزا قادیانی کے نام آئے تھے جن میں اس نے درخواست کی کہ آپ (یعنی مرزا قادیانی) جناب حکیم نورالدین کو لکھیں کہ وہ محکمہ پولیس میں مجھے نوکر کرا دیں۔ اس پر مرزا قادیانی نے حکیم نورالدین کو حسب ذیل خط بھیجا۔

حکیم نورالدین کے نام خط

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

مہربانی نامہ آں مکرم پہنچ کر بمودہ افاقہ از مرض بہت خوشی ہوئی۔ الحمدللہ علی ذالک۔ محمد بیگ لڑکا جو آپ کے پاس زیر علاج ہے۔ آں مکرم کو معلوم ہوگا کہ اس کا والد بوجہ اپنی ناسمجھی اور حجاب کے اس عاجز سے سخت عداوت و کینہ رکھتا ہے اور ایسا ہی اس کی والدہ بھی۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے بوجہ اپنے بعض مصالح کے اس لڑکے کی ہمشیرہ (محمدی بیگم) کی نسبت وہ الہام ظاہر فرمایا تھا۔ کہ جو بذریعہ اشتہارات شائع ہو چکا ہے۔ اس وجہ سے ان

لوگوں کے دلوں میں حد سے زیادہ جوش مخالفت ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ وہ امر جس کی نسبت مجھے اس شخص کی ہمشیرہ کی نسبت اطلاع دی گئی ہے۔ کیونکر اور کس راہ سے وقوع میں آئے گا اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نرمی کارگر نہ ہوگی ''ویفعل اللہ مایشآء'' کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے۔ لیکن تاہم کچھ مضائقہ نہیں کہ ان لوگوں کی سختی کے عوض میں نرمی اختیار کر کے ''ادفع بالتی ھی احسن'' کا ثواب حاصل کیا جائے اس لڑکے محمد بیگ کے کتنے خطوط اس مضمون کے پہنچے۔ کہ مولوی نورالدین پولیس کے محکمہ میں مجھ کو نوکر کرادیں۔ آپ برائے مہربانی اس کو بلا کر نرمی سے سمجھائیں کہ تیری نسبت انہوں نے (یعنی مرزا قادیانی) نے بہت کچھ سفارش لکھی ہے اور تیرے لئے جہاں تک گنجائش اور مناسب وقت ہو کچھ فرق نہ ہوگا۔ غرض آں مکرم میری طرف سے ذہن نشین کرادیویں۔ اگر محمد بیگ آپ کے ساتھ آنا چاہے تو ساتھ لے آویں۔ زیادہ خیریت والسلام! غلام احمد لدھیانہ محلہ اقبال گنج ۲۱ مارچ ۱۸۹۱ء

(مکتوب احمد ج ۲ جدید ص ۹۷ تا ۱۱۳ مکتوب نمبر ۶۲، ۷۵)

اس مکتوب سے مرزا غلام احمد قادیانی کی ذہنیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ محمدی بیگم کے بھائی کو ملازمت کا لالچ دے کر ہموار کیا جائے کہ تمہارا بہت خیال ہے مناسب وقت یعنی محمدی بیگم کی مرزا قادیانی سے شادی ہو جائے تو ضرور کوشش کی جائے گی اس لئے واجب ہے کہ مرزا قادیانی کے واسطے تم اپنی ہمشیرہ کے معاملہ میں پوری کوشش کرو۔

خدا کی طرف سے حکم

مکرمی مخدومی اخویم مرزا احمد بیگ سلمہ اللہ تعالیٰ

ابھی ابھی مراقبہ سے فارغ ہی ہوا تھا تو کچھ غنودگی سی ہوئی اور خدا کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ احمد بیگ کو مطلع کردے کہ وہ بڑی لڑکی کا رشتہ منظور کرے یہ اس کے حق میں ہماری جانب سے خیر و برکت ہوگا اور ہمارے انعام و اکرام بارش کی طرح اس پر نازل ہوں گے اور تنگی اور سختی اس سے دور کردی جائے گی اور اگر انحراف کیا تو مورد عتاب ہوگا اور ہمارے قہر سے بچ نہ سکے گا اور میں نے اس کا حکم پہنچا دیا تا کہ اس کے رحم و کرم سے حصہ پاؤ اور اس کی بے بہا نعمتوں کے خزانے تم پر کھولے جائیں اور میں اپنی طرف سے تو صرف یہی عرض کرتا ہوں کہ میں آپ کا ہمیشہ ادب و لحاظ ہی ملحوظ رکھتا ہوں اور آپ کو ایک دیندار ایماندار بزرگ تصور کرتا ہوں اور آپ کے حکم کو اپنے لئے فخر سمجھتا ہوں اور ہبہ نامہ پر جب لکھو۔ حاضر ہو کر

دستخط کر جاؤں اور اس کے علاوہ میری املاک خدا کی اور آپ کی ہے۔ عزیز محمد بیگ کیلئے پولیس میں بھرتی کرنے اور عہدہ دلانے کی خاص کوشش وسفارش کی ہے تاکہ وہ کام میں لگ جائے اور اس کا رشتہ ایک بہت امیر آدمی جو میرے عقیدت مندوں میں ہے۔ تقریبا کر دیا ہے اور اللہ کا فضل شامل حال ہو۔

فقط: خاکسار غلام احمد عفی عنہ لدھیانہ اقبال گنج مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء

(منقول از رسالہ نوشتہ غیب ص ۱۰۰)

مذکورہ بالا خط کا جواب نہ ملنے پر مرزا قادیانی نے حسب ذیل دوسرا خط روانہ فرمایا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پروردگار کے حکم سے

اے عزیز سنئے۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ میری سنجیدہ بات لغو سمجھتے ہیں اور میرے کھرے کو کھوٹا خیال کرتے ہیں۔ بخدا میرا ارادہ نہیں کہ میں آپ کو تکلیف دوں۔ ان شاء اللہ آپ مجھے احسان کرنے والوں میں سے پائیں گے اور میں یہ عہد استوئی کے ساتھ لکھ رہا ہوں۔ کہ اگر آپ نے میرے خاندان کی مرضی کے خلاف میری بات کو مان لیا تو میں اپنی زمین اور باغ میں سے آپ کو حصہ دوں گا اور اس رشتہ کی وجہ سے آپ کی نزاع اور اختلاف رفع ہو جائے گا اور خدا میرے کنبہ اور خاندان کے قلوب کی اصلاح کر دے گا۔ اگر آپ نے میرا قول اور بیان مان لیا تو مجھ پر مہربانی کی اور احسان کیا اور میرے ساتھ نیکی کی ہو گی میں آپ کا شکر گذار ہوں اور آپ کی درازی عمر کیلئے ارحم الراحمین کے جناب میں دعا کروں گا اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی لڑکی کو اپنی زمین کا اور دیگر مملوکات کا ایک تہائی حصہ دوں گا اور میں سچ کہتا ہوں کہ اس میں سے جو کچھ مانگیں گے میں آپ کو دوں گا۔ صلہ رحم، عزیزوں سے محبت اور رشتہ کے حقوق کے بارے میں آپ کو مجھ جیسا کوئی مخلص نہیں ملے گا۔ آپ مجھے مصیبتوں میں اپنا دستگیر اور بار اٹھانے والا پائیں گے اس لئے انکار میں اپنا وقت ضائع نہ کیجئے اور شک وشبہ میں نہ پڑیئے۔ میں اپنا یہ خط پروردگار کے حکم سے لکھ رہا ہوں۔ اپنی رائے سے نہیں۔ آپ میرے اس خط کو اپنے صندوق میں محفوظ رکھئے۔ یہ خط بڑے سچے اور امین کی جانب سے ہے۔ اللہ تعالی جانتا ہے کہ میں اس میں سچا ہوں اور جو کچھ میں نے وعدہ کیا ہے وہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے اور میں نے جو کچھ کہا ہے وہ میں نے نہیں کہا بلکہ اللہ تعالی نے مجھ

سے اپنے الہام سے کہلوایا ہے اور یہ مجھے پروردگار کی وصیت تھی۔ اس لئے میں نے اسے پورا کیا۔ ورنہ مجھے آپ کی یا آپ کی لڑکی کی کوئی حاجت نہیں تھی۔ اگر میعاد گزر جائے اور سچائی ظاہر نہ ہو تو میرے گلے میں رسی اور پاؤں میں زنجیر ڈالنا اور مجھے ایسی سزا دینا کہ تمام دنیا میں کسی کو نہ دی گئی ہو۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۳، ۵۷۴ خزائن ج ۵ ص ایضا)

اس خط کا جواب بھی نہیں ملتا۔ ادھر مکتوب الیہ احمد بیگ والد محمدی بیگم کا چھوٹا لڑکا فوت ہو جاتا ہے تو مرزا قادیانی تعزیتی خط روانہ فرماتے ہیں۔ جو حسب ذیل ہے۔

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

قادیاں میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند آں مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا۔ لیکن بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا خط نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کیلئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحب عمر عطاء فرمائے اور عزیزی محمد بیگ کو عمر دراز بخشے۔ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن خداوند کریم جانتا ہے کہ آپ کیلئے دعا خیر و برکت چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں۔ تا میرے دل کی محبت اور خلوص، ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو ہمیں خدا تعالیٰ قادر و قیوم کی قسم ہے میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ الہام ہوا تھا۔ کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہوگا اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالیٰ کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری جگہ اس رشتے کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں۔ کہ اس رشتے سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کیلئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھولے گا جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی جیسا کہ یہ اس کا

حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کی کنجی ہے تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی۔ آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں۔ کہ یہ پیش گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا۔ جو کہ اس پیش گوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہاں کی اس طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلّہ بھاری ہو لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا میں نے لاہور میں جا کر دیکھا۔ کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کیلئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔

سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمان کا تقاضا ہے اور یہ عاجز ''لا الـــــہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ہیں ایمان لایا ہے آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کیلئے معاون بنیں تا کہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہو وہ زمین پر ہرگز نہیں بدل سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین و دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے آپ کے سب غم دور ہوں اور دین دنیا دونوں خدا تعالیٰ آپ کو عطا فرمائے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی ناملائم لفظ ہو تو معاف فرمادیں۔

والسلام: خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۱۷ جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ

(از رسالہ کلمہ فضل رحمانی ص ۱۲۳ تالیف قاضی فضل احمد)

مذکورہ بالا خط کا جواب بھی نہیں ملتا۔

محمدی بیگم کی حقیقی پھوپھی اور مرزا قادیانی کے صاحبزادے فضل احمد کی ساس کے نام خط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

والدہ عزت بی بی معلوم ہو۔ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز میں محمدی بیگم مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں۔ اس نکاح سے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس لئے نصیحت کی راہ لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی احمد

بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کرادو اور جس طرح تم سمجھا سکتی ہو اس کو سمجھاؤ اور اگر ایسا نہ ہوگا تو آج میں نے مولوی نورالدین اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کیلئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جاوے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جاوے اور ایک پیسہ اس کو وراثت کا نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں کہ شرعی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائے گا۔ جس کا مضمون یہ ہوگا۔ کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی بیگم کا نکاح غیر کے ساتھ کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اسی روز سے جو محمدی بیگم کا کسی اور سے نکاح ہو جاوے۔ عزت بی بی کو تین طلاق ہیں سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی بیگم کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرعی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کردوں گا اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے واسطے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں عزت بی بی کیلئے بہتری کی ہر طرح کوشش کرنا چاہتا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے یاد رہے کہ میں نے کوئی بات کچی نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدائے تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا اسی دن عزت بی بی کو طلاق ہوگی اور نکاح باقی نہیں رہے گا۔ راقم مرزا غلام احمد: از لدھیانہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء

(منقول از رسالہ کلمہ فضل رحمانی از قاضی فضل احمد)

مذکورہ بالا خط کا تتمہ

از طرف عزت بی بی (مرزا غلام احمد کے چھوٹے فرزند مرزا فضل احمد کی اہلیہ) بطرف والدہ ماجدہ۔

سلام مسنون کے بعد اس وقت میری تباہی و بربادی کا خیال کرو۔ مرزا صاحب مجھ سے کسی قسم کا فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں (یعنی محمدی بیگ کے والد) کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتی ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی اور ہزار طرح رسوائی اگر منظور نہیں تو پھر مجھے اس جگہ سے لے جاؤ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔ عزت بی بی از قادیان

اس خط پر مرزا قادیانی کی طرف سے یہ ریمارک ہے۔ جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے اگر (مرزا سلطان محمد سے محمدی بیگم کا) کا نکاح رک نہیں سکتا۔ تو پھر بلا توقف عزت بی بی کیلئے کوئی قادیان میں آدمی بھیج دوتا کہ ان کو لے جاوے۔

عزت بی بی بذریعہ غلام احمد رئیس قادیاں ۶ مئی ۱۸۹۱ء

(منقول از نوشتہ غیب ص ۱۳۱ تالیف خالد وزیر آبادی)

مذکورہ بالا خط کا جواب نہیں ملتا تو مرزا قادیانی عزت بی بی کے والد اپنے بیٹے فضل احمد کے سسر محمدی بیگم کے حقیقی پھوپھا جناب مرزا علی شیر بیگ کو خط روانہ کرتے ہیں۔

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گزرے گا۔ میں واللہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں۔ جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اب آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ اور رسول ﷺ کے دین کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے یہ پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اس کو خوار و ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ کیا جاوے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچالینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں تو ضرور بچائے گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے ہیں تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوڑھا یا چمار تھا۔ جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔ بلکہ وہ اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کیلئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کیلئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کیلئے چاہتا تھا۔ وہی میری عزت کے پیاسے ہیں۔ کہ چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے جس کو چاہے روسیا

ہ کرے۔ مگر اب وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانہ رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آ کر کہا کہ کاہے کا رشتہ ہے۔ صرف عزت بی بی نام کیلئے ہے۔ جو فضل احمد کے گھر میں ہے بے شک وہ طلاق دے دے۔ ہم راضی ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہ کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا۔ مگر جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس کا ہمارا باقی کیا رہ گیا ہے۔ جو چاہے سو کرے۔ ہم اس کیلئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا۔ کہیں مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی کی مجھے پہنچی ہیں بے شک میں ناچیز ہوں ذلیل ہوں، خوار ہوں مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے کے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہٰذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں۔ پھر جیسا کہ آپ کی اپنی منشاء ہے۔ میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرف سے جب محمدی بیگم کا نکاح کسی شخص سے ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کروں گا۔ اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا بند کرا دو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے۔ ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کیلئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہٰذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آ جائے اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے۔ کہ اب ہمیشہ کیلئے یہ رشتے توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔ جب کہ آپ کی بیوی کی خویشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا۔ ایسا ہی سب رشتے ناطے ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

راقم خاکسار غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۲ مئی ۱۸۹۱ء

(منقول نوشتہ غیب ص ۱۲۳ تا ۱۲۶)

مذکورہ بالا خط کا جواب

اخویم مرزا غلام احمد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ پہنچا۔ غریب طبع یا نیک جو کچھ بھی آپ خیال کریں آپ کی مہربانی ہے۔ ہاں مسلمان ضرور ہوں۔ مگر آپ کی خود ساختہ نبوت کا قائل نہیں ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے سلف صالحین کے طریقے پر ہی رکھے اور اسی پر ہی میرا خاتمہ بالخیر کرے۔ باقی رہا تعلق چھوڑنے کا مسئلہ تو بہترین تعلق خدا کا ہے۔ وہ نہ چھوٹے۔ باقی اس عاجز مخلوق کا تعلق ہوا۔ تو پھر کیا اور نہ ہوا تو پھر کیا اور احمد بیگ کے متعلق میں کر ہی کیا سکتا ہوں۔ وہ ایک سیدھا سادہ مسلمان آدمی ہے جو کچھ ہوا۔ آپ کی طرف سے ہی ہوا۔ نہ آپ فضول ایمان گنواتے اور الہام بافی کرتے اور نہ وہ کنارہ کش ہوتا۔ یہ ٹھیک ہے کہ خویش ہونے کی حیثیت سے آپ نے رشتہ طلب کیا۔ مگر آپ خیال فرمائیں کہ اگر آپ کی جگہ احمد بیگ ہو اور احمد بیگ کی جگہ آپ ہوں۔ تو خدا لگتی کہنا کہ تم کن کن باتوں کا خیال کر کے رشتہ دو گے۔ اگر احمد بیگ سوال کرتا اور وہ مجمع المرائض ہونے کے علاوہ پچاس سال سے زیادہ عمر کا ہوتا اور اس پر وہ مسیلمہ کذاب کے کان بھی کتر چکا ہوتا۔ (یعنی مسیلمہ کذاب کی طرف نبوت کا جھوٹا مدعی ہوتا۔ للمولف) تو آپ رشتہ دیتے؟ (انصاف تو یہ ہے کہ مرزا شیر علی بیگ کی حجت کا جواب مرزا قادیانی نہ دے سکے۔ للمؤلف) یوں آپ کو خط لکھتے وقت آپ سے باہر نہیں ہونا چاہئے۔ لڑکیاں سبھی کے گھروں میں ہیں اور نظام عالم بھی انہیں باتوں سے قائم ہے۔ کچھ حرج نہیں اگر آپ طلاق دلوائیں گے تو بھی ایک پیغمبری کی نئی سنت قائم کر کے بدزبانی کا سیاہ داغ مول لیں گے۔ باقی روٹی تو خدا اس کو بھی کہیں سے دے ہی دے گا۔ ترنہ سہی خشک۔ مگر وہ خشک بہتر ہے جو ہاتھ کی کمائی سے پیدا کی جاتی ہے (بڑا لطیف طنز ہے للمؤلف) میں بھائی احمد بیگ کو لکھ رہا ہوں۔ بلکہ آپ کا خط بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا ہے۔ مگر اس میں اس کی موجودگی میں کچھ نہیں کر سکتا اور میری بیوی کا کیا حق ہے کہ وہ اپنی بیٹی کیلئے بھائی کی لڑکی کو ایک دائم المریض آدمی جو مراق سے خدائی تک پہنچ چکا ہو۔ دینے کیلئے کس طرح لڑے۔ ہاں اگر وہ خود مان لیں۔ تو میں اور میری بیوی حارج نہ ہوں گے۔ آپ خود ان کو لکھیں۔ مگر درشت اور سخت الفاظ آپ کا قلم گرانے کا عادی ہو چکا ہے۔ اس سے جہاں تک ہو سکے اعراض کریں اور منت

ساجت سے کام لیں۔ خاکسار علی شیر بیگ از قادیان ۴ مئی ۱۸۹۱ء

(نوشتہ غیب ص ۱۲۷، ۱۲۸)

ماموں کی خط و کتابت

''ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ لیکھرام کے قتل کے واقعہ پر جب حضرت مسیح موعود کے گھر کی تلاشی ہوئی تو پولیس کے افسر بعض کاغذات اپنے خیال میں مشتبہ سمجھ کر ساتھ لے گئے اور چند دن کے بعد ان کاغذات کو واپس لے کر پھر بعض افسر قادیان آئے اور ان چند خطوط کی بابت جن میں کسی ایک خاص امر کا کنایۃ ذکر تھا۔ حضرت مرزا صاحب سے سوال کیا۔ کہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت صاحب نے فوراً بتا دیا کہ یہ خطوط محمدی بیگم کے رشتہ کے متعلق ہیں اور امر معلومہ سے مراد یہی امر ہے اور یہ خط مرزا امام الدین نے میرے نام بھیجے تھے۔ جو میرا چچازاد بھائی ہے اور محمدی بیگم کا حقیقی ماموں ہے۔''

(سیرۃ المہدی ج اول حصہ دوم ص ۴۳۹ روایت نمبر ۴۶۳ طبع جدید)

''اس معاملہ میں لڑکی کے ماموں (مرزا امام الدین صاحب) لیڈر تھے اور مرزا احمد بیگ (لڑکی کا والد) ان کا تابع تھا اور بالکل ان ہی کے زیر اثر ہو کر ان کے اشارے پر چلتا تھا۔'' (سیرۃ المہدی ج اول حصہ اول ص ۱۷۶، ۱۷۷ روایت نمبر ۱۷۹ طبع جدید)

انعام کا وعدہ

''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب جالندھر جا کر قریباً ایک ماہ ٹھہرے تھے اور ان دنوں میں محمدی بیگم کے ایک حقیقی ماموں (مرزا امام الدین صاحب) نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کرا دینے کی کوشش کی تھی۔ مگر کامیاب نہیں ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ ابھی محمدی بیگم کا مرزا سلطان احمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں جالندھر اور ہوشیار پور کے درمیان یکہ میں آیا جایا کرتا تھا اور وہ حضرت صاحب سے کچھ انعام کا بھی خواہاں تھا اور چونکہ محمدی بیگم کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے حضرت نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ شخص اس معاملہ میں بدنیت تھا اور حضرت صاحب سے فقط کچھ روپیہ اڑانا چاہتا تھا۔ کیونکہ بعد میں یہی شخص اور اس کے دوسرے ساتھی اس لڑکی کے دوسری جگہ

بیاہنے کے موجب ہوئے۔ مگر مجھے والدہ صاحبہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت صاحب نے بھی اس شخص کو روپیہ دینے کے متعلق بعض حکیمانہ احتیاطیں ملحوظ رکھی ہوئی تھیں۔'' (ان ہی احتیاطوں نے غالباً کام بگاڑ دیا۔ للمؤلف) (بحوالہ مذکورہ)

خیر خبر

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کی نسبت جو آپ نے خبر دی تھی۔ کہ بیس روز تک نکاح ہو جائے گا۔ قادیان میں اس خبر کی کچھ اصلیت معلوم نہیں ہوتی۔ یعنی نکاح ہو جانا کوئی شخص بیان نہیں کرتا۔ لہٰذا مکلّف ہوں کہ دوبارہ اس امر کی نسبت اچھی طرح تحقیقات کر کے تحریر فرماویں۔ کہ نکاح اب تک ہوا یا نہیں۔ اگر نہیں ہوا تو وجہ کیا ہے۔ مگر بہت جلد جواب ارسال فرماویں اور نیز سلطان احمد کے بارے میں ارقام فرماویں۔ کہ اس نے جواب دیا ہے۔ والسلام! خاکسار غلام احمد

(مکتوبات احمد ج دوم ص ۵۸۲ مکتوب نمبر ۱۸۷ طبع جدید)

خانہ بربادی

''ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصومت کے پیش آجانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبے کے وقت اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کی نسبت بحکم والہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ مقدر اور قرار یافتہ ہے۔ کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں جائے یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آئے۔ چنانچہ تفصیل ان امور کی مذکورہ بالا اشتہار میں درج ہے۔

اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اسکی تائی صاحبہ جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے۔ وہی اس مخالفت پر آمادہ ہوگئے ہیں اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جاوے اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کاروائی ہوتی۔ تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر ربی تھا اور وہی اس کو اپنے فضل سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدار الہام وہ بن گئے۔ جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو

سمجھایا۔ ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انکی طرف سے ایک تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔ سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔

اوّل: یہ کہ اس نے رسول ﷺ کے دین کی مخالفت کرنی چاہی اور چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا۔

دوم: سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں۔ سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھی اور قولی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اس کی ہتک بدل و جان منظور رکھی۔ چوں کہ اس نے دنوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑا اور اپنے باپ کا بھی اور ایسا ہی اس کی والدہ نے کیا۔ سو جب کہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے اور ڈرتا ہوں کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں معصیت نہ ہو۔ لہٰذا میں آج کی تاریخ دو مئی ۱۸۹۱ء ہے عام و خاص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے تو وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں۔ اس کو موقوف نہ کر دیا اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کیلئے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا۔ بلکہ اس شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا۔ تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے۔ اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو۔ طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی قرابت اور ہمدردی دور ہو جائے گی اور کسی نیکی، بدی رنج و راحت ماتم اور شادی میں ان سے شراکت نہیں رہے گی۔ کیونکہ انہوں نے اب تعلق توڑ دیئے اور توڑنے پر راضی رہے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام ہے اور ایمانی غیوری کے خلاف اور ایک

دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔ (مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۲۱۹ تا ۲۲۱)

ترکی تمام شد

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہوگئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے احمد بیگ کا ساتھ دیا اور خود کوشش کر کے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرادی تو حضرت صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں کو الگ الگ خط لکھا۔ کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے۔ اب ان کے ساتھ ہماری قبریں بھی اکٹھی نہیں ہوسکتیں لہٰذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو۔ اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ میں اس صورت میں تم کو عاق کرتا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا کہ مجھ پر تائی صاحبہ کے احسانات ہیں۔ میں ان سے قطع تعلق نہیں کرسکتا۔ مگر مرزا فضل احمد نے لکھا۔ کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے۔ ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے جواب دیا۔ کہ اگر یہ بات ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر بیگ کو جو سخت مخالف تھی اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی۔ طلاق دیدو۔ مرزا فضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھا کر حضرت صاحب کے پاس روانہ کر دیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہے کہ پھر فضل احمد باہر سے آ کر ہمارے پاس ہی ٹھہرتا تھا۔ مگر اپنی دوسری بیوی کی فتنہ پردازی سے آخر پھر آہستہ آہستہ ادھر جا ملا۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۶ طبع جدید روایت نمبر ۳۷)

بیٹے کا جنازہ نہیں پڑھا

''مرزا فضل احمد کے جنازے کے ساتھ ولایت شاہ صاحب موصوف بھی قادیاں میں تھے۔ یہ معلوم نہیں کہ ساتھ گئے تھے یا پہلے ہی وہاں موجود تھے وہ کہتے تھے۔ کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کہ مرزا فضل احمد صاحب کے دفن کرنے اور جنازے پڑھنے سے قبل حضرت مرزا غلام احمد صاحب نہایت کرب و اضطراب کے ساتھ باہر ٹہل رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اس کی وفات سے حد درجہ تکلیف ہوئی ہے اسی امر سے جرأت پکڑ کر میں خود حضور کے پاس گیا اور عرض کیا کہ حضور وہ آپ کا لڑکا تھا۔ بے شک اس نے حضور کو

خوش نہیں کیا لیکن آخر کار آپ کا لڑکا تھا۔ آپ اسے معاف فرمائیں اور اس کا جنازہ پڑھیں۔ اس پر حضرت صاحب نے فرمایا نہیں شاہ صاحب وہ میرا فرماں بردار تھا۔ اس نے مجھے کبھی ناراض نہیں کیا۔ لیکن اس نے اپنے اللہ کو راضی نہیں کیا۔ اس لیے میں اس کا جنازہ نہیں پڑھتا۔ آپ جائیں اور پڑھیں شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس پر میں واپس آ گیا اور جنازہ میں شریک ہوا۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۲۹ ش ۹۸ ص ۱ کالم نمبر ۲ مورخہ ۲ مئی ۱۹۴۱ء)

پھجے دی ماں

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل ہی سے مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام پور پر ''پھجے دی ماں'' کہا کرتے تھے۔ بے تعلقی سی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی۔ کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور اس کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگی تھیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔ ہاں آپ اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا۔ ہوتا رہا۔ اب میں نے دوسری شادی کر لی ہے۔ اس لئے اب اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں رکھوں گا تو گناہ گار ہوں گا۔ اس لئے اب دو باتیں ہیں یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ میں تم کو خرچ دئے جاؤں گا۔ انہوں نے کہلا بھیجا۔ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی۔ پس مجھے خرچ ملتا رہے۔ میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں چنانچہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ پھر محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرا دیا اور فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع تعلق نہ کیا۔ بلکہ ان کے ساتھ ہی رہی تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دے دی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق دینا آپ کے اشتہار کے مطابق ہے۔ جو آپ نے دو مئی ۱۸۹۱ء کو شائع کیا اور جس کی سرخی تھی۔ اشتہار نصرت دین وقطع تعلق از اقارب مخالف دین۔'' (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۳۰ روایت نمبر ۴۱ طبع جدید)

چہ میگوئیاں

''یہ کہنا کہ پیش گوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کیلئے کوشش کی گئی اور طمع دی

گئی اور خط لکھے گئی یہ عجیب اعتراض ہیں۔ سچ ہے انسان شدت تعصب کی وجہ سے اندھا ہو جاتا ہے۔ (شدت غرض میں بھی ہی حال ہو جاتا ہے۔ للمؤلف) کوئی مولوی اس بات سے بے خبر نہ ہوگا۔ کہ اگر وحی الٰہی کوئی بات بطور پیش گوئی ظاہر فرماوے اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ اور ناجائز طریق کے اس کو پورا کرا سکے۔ تو اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کو پورا کرنا نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۹۱ خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۸)

(دونوں بیٹوں کو عاق کرنا، بیوی کو طلاق دینا۔ رشتہ داروں سے قطع رحمی کرنا۔ خصوصاً بہو کو طلاق دلوانا یہ سب کچھ جائز طریقہ ہوگا؟ مگر شومی قسمت پیش گوئی پوری پھر بھی نہ ہوئی۔ للمولف)

خدائی چیلنج

''لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کیلئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔ (مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۱۵۸)

''مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح کیا تو نہ اس لڑکی کیلئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے۔ ایسی صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے۔ جن کا نتیجہ موت ہوگا۔ پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤ گے۔ بلکہ تمہاری موت قریب ہے اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ یہ حکم اللہ ہے جو کرنا کر لو۔ میں نے تم کو نصیحت کر دی ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۳ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

''خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کی حق میں نشان کے طور پر یہ پیش گوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے ایک شخص احمد بیگ نام ہے اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دے گا۔ تو تین برس کے عرصہ بلکہ اس کے قریب فوت ہو جائے گا اور جو نکاح کرے گا وہ روز نکاح اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہوگا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔ (تبلیغ رسالت ج اول ص ۶۱ مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۱۰۲ حاشیہ)

''**ویسئلونک احق ھو قل ای وربی انّہ لحق وماانتم بمعجزین**'' اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم

نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔''

(اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۷ء آسمانی فیصلہ ص ٹائٹل پیج ۳ خزائن ج ۴ ص ۳۵۰)

اطمینان قلب کے واسطے

''پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کیلئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا اور بے دینوں کو مسلمان بنا وے گا اور گمراہیوں میں ہدایت پھیلاوے گا۔ چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے۔ ''**کذّبوا بایٰتنا فکانوا بھا یستھزؤن فیسکفیکم اللہ ویردھا الیک لا تبدیل لکلمات اللہ انّ ربک فعال لما یرید انت معی وانا معک**''یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ نے ان سب کے تدارک کیلئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوں گا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لے آئے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔'' (اشتہار مؤرخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۱۵۸، آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۶، ۲۸۷ خزائن ج ۵ ص ایضا)

کسی کی یاد میں

''خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا۔ کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی لڑکی کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت مانع آئیں گے اور بہت عداوت کریں گے اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھاوے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔ اب اس جگہ مطلب یہ ہے کہ جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ (جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء ہے پوری نہیں ہوئی) تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے

نوبت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی اس وقت گویا یہ پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آ گئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا۔ کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا۔ کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا۔ ''الحق من ربک فلا تکونن من الممترین ''یعنی بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے۔ تو کیوں شک کرتا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۳۶۹، ۳۹۸ خزائن ج ۳ ص ۳۰۵، ۳۰۶)

بارگاہ خداوندی میں التجاء

''میں بڑی عاجزی سے خدا سے دعا کی تو اس نے مجھے الہام کیا۔ کہ میں ان تیرے خاندان کے لوگوں کو ان میں سے ایک نشان دیکھاؤں گا۔ خدا تعالیٰ نے ایک لڑکی کا نام لے کر فرمایا۔ کہ وہ بیوہ کی جاوے گی اور اس کا خاوند اور باپ یوم نکاح سے تین سال تک فوت ہو جائیں گے اور پھر ہم اس لڑکی کو تیری طرف لائیں گے اور کوئی اس کو روک نہ سکے گا۔

(ضمیمہ کرامات الصادقین ص ل خزائن ج ۷ ص ۱۶۲)

۴ رجنوری ۱۸۹۳ء مولانا محمد حسین بٹالوی کے خط کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ. امابعد!

آپ کا خط رجسٹری شدہ ۴ جنوری ۱۸۹۳ء کو مجھ کو ملا۔ آپ نے اپنے خط کے صفحہ دو اور تین میں اس عاجز کی تین پیش گوئیوں کا ذکر کر کے بالآخر اس تیسری پیش گوئی پر حصہ ہے جو۔ میرے اشتہار دس جولائی ۱۸۸۸ء میں درج ہے اور آپ نے اقرار کیا ہے کہ اگر اس الہام کا سچا ہونا ثابت ہو جائے۔ تو آپ کو ملہم مان لوں گا اور یہ سمجھوں گا کہ میں نے آپ کے عقائد وتعلیمات کو مخالف حق اور آپ کو بداخلاق اور گمراہ سمجھنے میں غلطی کی۔ میں نے جو ایک پیش گوئی جس پر آپ نے میرے صادق اور کذب ہونے کا حصر کر دیا۔ آپ کی خدمت میں پیش کی ہے یہی میرے صدق وکذب کی شناخت کیلئے کافی شہادت ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ کذاب اور مفتری کو مدد کرے لیکن ساتھ اس کے میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس پیش گوئی کے متعلق دو پیش

گوئیاں اور ہیں۔ جنہیں میں اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں شائع کر چکا ہوں۔ جن کا مضمون یہی ہے کہ خدا تعالیٰ اس عورت کو بیوہ کر کے میری طرف رد کرے گا۔ اب انصاف سے دیکھیں۔ کہ نہ کوئی انسان اپنی حیات پر اعتماد کر سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے کی نسبت دعوی کر سکتا ہے۔ کہ فلاں وقت تک مر جائے گا۔ مگر میری اس پیش گوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں۔

اوّل..... نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔

دوم..... نکاح کے وقت تک اس لڑکی کی باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔

سوم..... پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔

چہارم..... اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مر جانا۔

پنجم..... اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں۔ اس لڑکی کا زندہ رہنا۔

ششم..... پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آ جانا۔

اب ایماناً آپ کہیں کہ کیا یہ انسان کے اختیار میں ہے اور ذرا اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں۔ کہ کیا ایسی پیش گوئی پر جو لڑکی کی باپ کے متعلق ہے جو ۳۱ ستمبر ۱۸۹۲ء کو پوری ہوگئی۔ آپ کا دل نہیں ٹھہرتا۔ تو آپ اشاعۃ السنہ میں ایک اشتہار حسب اپنے اقرار کے دے دیں۔ کہ اگر یہ دوسری پیش گوئیاں بھی پوری ہوگئیں تو اپنے ظنون باطلہ سے توبہ کروں گا اور دعوے میں سچا سمجھ لوں گا اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ سے ڈر کر یہ بھی اقرار کریں۔ کہ ایک تو ان میں سے پوری ہوگئی اور اگر اس پیش گوئی کے پورا ہو جانے کا آپ کے دل میں زیادہ اثر نہ ہو۔ تو اس قدر تو ضرور چاہئے کہ جب تک آخر ظاہر نہ ہو۔ کف لسانی اختیار کریں۔ جب ایک پیش گوئی پوری ہوگئی تو اس کی توہیت آپ کے دل پر چاہئے۔''

(مکتوبات احمدج اول ص ۳۵۴ تا ۳۵۸ مکتوب نمبر ۲۱ طبع جدید)

نوٹ! سراسر غلط اور جھوٹ ہے۔ محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ مرحوم کی موت مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق ہرگز نہیں ہوئی۔ اگر کوئی مرزائی کھلی مجلس میں یہ ثابت کر دے کہ لڑکی کے والد کی موت مرزا قادیانی کی پیش گوئی کی مطابق ہوئی ہے۔ تو میں تین ہزار روپے انعام دوں گا۔ ''ھل من مبارز؟'' (از مولف)

''۳۱ ستمبر ۱۹۸۳ء پیش گوئی۔ بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اجزاء یہ ہیں۔

۱..... مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

۲..... اور پھر داماد اس کا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

۳..... اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔

۴..... اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی فوت نہ ہو۔

۵..... اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔

۶..... اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔''

(شہادۃ القرآن ص ۸۱ خزائن ج ۶ ص ۳۷۶)

''۶ ستمبر ۱۸۹۴ء احمد بیگ کی بڑی لڑکی ایک جگہ بیاہی جائے گی اور خدا اس کو پھر تیری طرف واپس لائے گا۔ یعنی وہ آخر تیرے نکاح میں آئے گی اور خدا سب روکیں درمیان سے اٹھاوے گا۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔''

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۱ تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۱۳)

''یاد رکھو! کہ عورت مذکورہ کے نکاح کی پیش گوئی اس قادر مطلق کی طرف سے ہے۔ جس کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ اللہ نے فرمایا کہ میں اس عورت کو اس کے نکاح کے بعد واپس لاؤں گا اور تجھے دوں گا اور میری تقدیر نہیں بدلے گی اور میرے آگے کوئی بات انہونی نہیں اور میں سب روکوں کو اٹھا دوں گا جو اس حکم کے نفاذ سے مانع ہوں۔''

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۳)

''۲۶ دن بعد ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۴ء اور میں باالآخر دعا کرتا ہوں۔ کہ اے خدائے قادر و علیم و حکیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور سے ظاہر فرما۔ جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جاوے اور اگر اے خداوند یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے۔''

(تبلیغ رسالت ج سوم ص ۱۸۶ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۱۵، ۱۱۶)

رعایتی توسیع

''لیکن بہتیرے جاہل میعاد گزرنے کے بعد ہنسی کریں گے اور اپنی بدنصیبی سے صادق کا نام کاذب رکھیں گے۔ لیکن وہ دن جلد آتے ہیں کہ جب یہ لوگ شرمندہ ہوں گے اور حق ظاہر ہوگا اور سچائی کا نور چمکے گا اور خدا تعالیٰ کے غیر متبدل وعدے پورے ہوں گے کیا کوئی زمین پر ہے جو ان کو روک سکے۔ اے بدفطرتو۔ اپنی فطرتیں دکھلاؤ۔ لعنتیں بھیجو۔ ٹھٹھے کرو اور صادقوں کا نام کاذب اور دروغ گو رکھو۔ لیکن عنقریب دیکھو گے کہ کیا ہوتا ہے۔ عذاب کی میعاد ایک معلق ہوتی ہے جو خوف اور رجوع سے دوسرے وقت پر جا پڑتی ہے جیسا کہ تمام قرآن مجید اس پر شاہد ہے لیکن نفس پیش گوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کیلئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ ''لا تبدیل لکلمات اللہ'' یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔'' (تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۱۱۶، ۱۱۷ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۴، ۴۵)

۱۹۰۱ء میں

''اور ایک حصہ پیش گوئی کا یعنی احمد بیگ کا میعاد کے اندر فوت ہونا حسب منشائے پیش گوئی صفائی سے پورا ہوگیا اور دوسرے کی انتظار ہے میں بار بار کہتا ہوں۔ کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرے گا۔'' (انجام آتھم ص ۳۱ خزائن ج ۱۱ ص ۳۱ در حاشیہ)

دنیا با امید قائم

''پھر ملیں تم سے یہ نہیں کہتا کہ یہ معاملہ اتنے پر ہی ختم ہوگیا اور جو ظہور میں آیا۔ یہی نتیجہ آخری ہے اور پیش گوئی کی حقیقت اس پر ختم ہوگئی۔ بلکہ اصل معاملہ ابھی اسی طرح باقی ہے۔ اس کو کوئی بھی کسی حیلہ سے رد نہیں کرسکتا اور یہ تقدیر خدائے بزرگ کی طرف سے تقدیر مبرم ہے۔ عنقریب اس کا وقت آئے گا۔ قسم خدا کی جس نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیجا اور خیر الرسل اور خیر الوریٰ بنایا۔ کہ یہ بالکل سچ ہے۔ تم جلدی ہی دیکھ لوگے اور میں اس خبر کو

اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور میں نے جو کہا ہے یہ خدا سے خبر پا کر کہا ہے۔''
(انجام آتھم ص ۲۲۳ خزائن ج ۱۱ ص ایضا)

''کذبو بایٰتی و کانو بها یستهزؤن فسیکفیکهم الله ویردها الیک امر من لدنا انا کنا فاعلین زوجنکا الحق من ربک فلا تکونن من الممترین لا تبدیل لکلمات الله ان ربک فعال لما یرید انا رادوها الیک'' انہوں نے میرے نشانوں کی تکذیب کی اور ٹھٹھا کیا۔ سو خدا ان کیلئے تجھے کفایت کرے گا اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا یہ ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرنے والے ہیں۔ بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا۔ تیرے رب کی طرف سے سچ ہے پس تو شک کرنے والوں سے مت ہو۔ خدا کے کلمے بدلا نہیں کرتے۔ تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اس کو کر دیتا ہے۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔'' (انجام آتھم ص ۶۰ خزائن ج ۱۱ ص ۶۰)

ناکامی کی تلخی

''چاہئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف (اس پیش گوئی کے) انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوئی ظاہر نہ کرتے بھلا جس دن یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گیان بے وقوفوں کو کہیں بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گے اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

خاص تزوّج

''اس پیش گوئی کی تصدیق کیلئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے پیش گوئی فرمائی تھی۔ کہ 'یتزوج ویولدله'' یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر نا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے

رہے ہیں اور فرما رہے ہیں۔ کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷ حاشیہ)

(حضور ﷺ نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے متعلق پیش گوئی فرمائی تھی کہ ’’یتزوج ویولدله ‘‘یعنی عیسیٰ ابن مریم جب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو شادی بھی کریں گے اور صاحب اولاد بھی ہوں گے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۸۰) نہ کہ غلام احمد بن چراغ بی بی۔ لہٰذا اسی حدیث نے مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے پر مہر ثبت کردی ہے اگر مرزا قادیانی سچے ہوتے تو یہ پیش گوئی ضرور پوری ہو جاتی لیکن نہیں ہوئی۔ (مؤلف)

بد سے بدتر ٹھہروں گا

’’یاد رکھو اس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی۔ تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو: یہ انسان کا افترا نہیں ہے نہ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار ہے۔ یقیناً سمجھو۔ کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔ وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس کی سنتوں اور طریقوں کا تم میں علم نہیں رہا۔ اس لئے تمہیں یہ ابتلاء پیش آیا۔ براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیش گوئی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پر کھولا گیا ہے اور وہ یہ الہام ہے۔ جو (براہین ص ۴۹۶) میں مذکور ہے۔ ’’یاٰدم اسکن انت وزوجک الجنة یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة یا احمد اسکن انت وزوجک الجنة ‘‘اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم یہ وہ ابتدائی نام ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا۔ پھر دوسری زوجہ کے وقت مریم نام رکھا۔ کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی جس کو مسیح سے مشابہت ملی اور تیسری زوجہ جس کی انتظار ہے اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیش گوئی ہے جس کا سر اس وقت خدائے تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔ غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے۔ وہ اسی پیش گوئی کی طرف اشارہ تھا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

۱۹۰۵ء میں

''وحی الٰہی میں یہ نہیں تھا۔ کہ دوسری جگہ بیاہی نہیں جائے گی۔ یہ تھا کہ ضرور ہے کہ اوّل دوسری جگہ بیاہی جائے۔ خدا پھر اس کو تیری طرف لائے گا۔''

(الحکم ج ۹ ش ۲۳ کالم نمبر ۲ ص ۲ مورخہ ۳۰ جون ۱۹۰۵ء)

یاس میں آس

''احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیش گوئی ہے جو اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور امر ہے۔ وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے۔ جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے (یہ خط پہلے پرگزر چکا ہے) اور سچ ہے۔ وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا۔ جیسا کہ پیش گوئی میں درج ہے۔ وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی۔ جیسا کہ پیش گوئی میں تھا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے ہیں۔ ہنسی کی گئی ہے ایک وقت آتا ہے کہ عجیب اثر پڑے گا اور سب کے ندامت سے سر نیچے ہوں گے۔ عورت اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی؟ یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں۔ ٹلتی نہیں۔ ہو کر رہیں گی۔''

مندرجہ بالا بیان دے چکنے کے بعد جب آپ کمرہ عدالت سے باہر تشریف لائے تو فرمایا ''معلوم ہوتا ہے کہ اس پیش گوئی کے پورا ہونے کا زمانہ آ گیا۔ اگر ہم ہزار روپیہ بھی خرچ کرتے اور آرزو رکھتے کہ یہ عدالت کے کاغذات میں درج ہو جاوے اور اس طرح پر تین ڈپٹی گواہ ہو جاویں تو کبھی بھی نہ ہوتا۔ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور اس کی باتیں عجیب ہوتی ہیں اب عدالت کے کاغذات سے کون اس کو مٹا سکے گا۔ جب یہ پیش گوئی پوری ہوگی۔ کیا ان ڈپٹیوں پر اس اثر پڑے گا۔ ضرور ہی پڑے گا۔ یہ بہت ہی اچھا ہوا۔ کہ عدالت کے کاغذات میں درج ہوگئی۔'' (مرزا غلام احمد کا حلفیہ بیان۔ عدالت گورداس پور میں) (کتاب منظور الٰہی ص ۲۴۵، ۲۴۶ تصنیف بابو منظور الٰہی قادیانی)

ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے — مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے
اس کے جانے سے صبر دل سے گیا — ہوش ورطہ عدم میں پڑے

(اشعار مرزا قادیانی مندرجہ سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۲۱۳ روایت ۲۲۸ طبع جدید)

سر منڈی ہونے کی تعبیر

''آج خواب میں میں نے دیکھا کہ محمدی بیگم جس کی نسبت پیش گوئی ہے باہر کسی تکیہ میں معہ چند کس کے بیٹھی ہوئی ہے اور سر اس کا شاید منڈا ہوا ہے اور بدن سے ننگی ہے اور نہایت مکروہ شکل ہے میں نے اسے تین مرتبہ کہا ہے کہ سر منڈی ہونے کی یہ تعبیر ہے۔ کہ تیرا خاوند مر جائے گا اور میں نے دونوں ہاتھ اس کے سر پر اتارے ہیں اور پھر خواب میں دیکھا۔ کہ محمدی بیگم سے میرا نکاح ہو گیا اور ایک کاغذ مہران کے ہاتھ میں ہے جس پر ہزار روپیہ مہر لکھا ہے اور شیرینی منگوائی گئی ہے اور پھر میرے پاس خواب میں وہ کھڑی ہے۔'' (یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوا۔ مولف) (تذکرہ ص ۱۹۸، ۱۹۹ طبع چہارم)

نہیں منظور تھی گر تم کو الفت — تو یہ مجھ کو بھی جتلایا تو ہوتا
میری دل سوزیوں سے بے خبر ہو — میرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جاں — کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

(اشعار مرزا قادیانی مندرجہ سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۲۱۴ روایت نمبر ۲۲۸ طبع جدید)

بلی کے خواب میں چھیچھڑے

''۲۵ جولائی ۱۸۹۲ء بروز دوشنبہ آج میں نے بوقت صبح صادق ساڑھے چار بجے دن کے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک حویلی ہے اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے۔ تب میں نے ایک مشک سفید رنگ میں پانی بھرا ہے اور اس مشک کو اٹھا کر لایا ہوں اور وہ پانی لا کر ایک گھڑے میں ڈال دیا ہے۔ میں پانی کو ڈال چکا تھا کہ وہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی۔ یکا یک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان عورت ہے پیروں سے سر تک سرخ لباس پہنے ہوئے ہے شاید جالی کا کپڑا ہے میں نے دل میں خیال کیا کہ وہی عورت جس کیلئے اشتہار دیئے تھے۔ لیکن اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی۔ گویا اس نے کہا یا دل میں کہا۔ کہ میں آ گئی ہوں میں نے کہا یا اللہ آ جاوے اور پھر وہ عورت مجھ سے بغل گیر ہوئی۔ اس کے بغلگیر ہوتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔'' (تذکرہ ص ۱۹۷ طبع چہارم)

سبب کوئی خدا وند بنادے — کسی صورت سے وہ صورت دکھادے

کرم فرما کے آ او میرے جانی بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے

(اشعار مرزا قادیانی مندرجہ سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۱۳ روایت نمبر ۲۲۸ طبع جدید)

آخری مایوسی

''اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نکاح کے ظہور کیلئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اس وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ: ''**ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک**'' پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۲، ۱۳۳ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۰)

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے

کچھ مزا پایا میرے دل ابھی کچھ پاؤ گے تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مزا ہوتا ہے

(اشعار مرزا قادیانی مندرجہ سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۱۳ روایت ۲۲۸ طبع جدید)

از مؤلف

جب ۱۸۸۸ء کی پیش گوئی تقریباً بیس برس تک پوری نہ ہوئی اور جناب مرزا قادیانی پوری طرح مایوس ہو گئے تو آپ نے ۱۹۰۷ء میں لکھا ''خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی۔ جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ''**ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک**'' (اے عورت توبہ کر توبہ کر کہ مصائب تیرا پیچھا کر رہے ہیں) بس ان لوگوں نے جب اس شرط کو پورا کر دیا۔ تو نکاح فسخ ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۲، ۱۳۳ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۰)

پیش گوئی کو بار بار غور سے پڑھئے۔ یہ نئی شرط وہاں نہیں ملے گی۔ اچھا مان لیا کہ تھی۔ مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں ''احمد بیگ کے داماد (مرزا سلطان محمد) کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر پرواہ نہ کی اور احمد بیگ (والد محمدی بیگم) نے ترک تعلق نہ چاہا۔ بلکہ وہ سب گستاخی اور نکاح میں شریک ہوئے۔ سو یہی قصور تھا کہ پیش گوئی سن کر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہو گئے۔'' مرزا قادیانی کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ

قصور یا تو محمدی بیگم کے والد کا تھا۔ جس نے بجائے مرزا قادیانی کے محمدی بیگم کا نکاح مرزا سلطان محمد سے کر دیا، یا قصور ہے تو مرزا سلطان محمد کا جو محمدی بیگم سے شادی کرنے پر راضی ہو گیا اور مرزا قادیانی کے خطوط اور سمجھانے کی ذرا پرواہ نہ کی۔ یا قصور ہے تو مرزا قادیانی کے خاندان کا جنہوں نے مخالفت پر کمر باندھ رکھی تھی اور چاہتے تھے کہ محمدی بیگم کی شادی مرزا قادیانی سے نہ ہو۔ یا پھر قصور تھا تو اللہ تعالیٰ کا (نعوذ باللہ من ذالک) کہ جس نے محمدی بیگم کا نکاح تو مرزا قادیانی کے ساتھ کر دیا اور رخصتی کے اسباب زمین پر پیدا نہ کر سکا اور توبہ کرے محمدی بیگم کیوں کس بات پر؟ پھر یہ بھی سمجھ نہیں آتا توبہ کرنے سے نکاح کیوں فسخ ہو جاتا ہے اور وہ شوہر پر کیوں حرام ہو گئی؟ کھولئے فقہ کی کوئی کتاب اور پڑھئے باب النکاح کیا وہاں کوئی ایسی دفعہ موجود ہے کہ اگر بیوی گناہوں سے تائب ہو جائے تو وہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔

پھر یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ ''ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک'' (اے عورت توبہ کر توبہ کر کہ مصائب تیرا پیچھا کر رہے ہیں) جب تائب ہوئی تو مصائب سے نجات ملی مگر کس صورت میں نکاح کے فسخ ہو جانے میں۔ اگر وہ توبہ نہ کرتی۔ تو مرزا قادیانی کی زوجیت میں رہتی اور ام المومنین کا لقب پاتی۔ تو کیا یہ بات اس کے واسطے باعث فخر اور رحمت تھی۔ یا مصیبت اے عورت توبہ کر۔ مصیبت تیرا پیچھا کئے ہوئے ہے۔ وہ مصیبت اور بلا کیا تھی۔ ظاہر ہے کہ وہ خود مرزا قادیانی ہی تھے۔ جو تقریباً بیس برس سے بیچاری کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ تشہیر دعویٰ نکاح اور الہام بافی میں لگے رہے تھے اور اس میں کیا شک ہے کہ ایک نوجوان اور خوب رو لڑکی کا پچاس سالہ بوڑھے اور مجمع الامراض کے نکاح میں آنا یہ اس کے واسطے سب سے بڑی مصیبت اور بلا نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ خیر اللہ نے توبہ کی توفیق دی تو بیچاری کی جان چھوٹی۔

غیر مرزائی حضرات کی خدمت میں عموماً اور مرزائی حضرات کی خدمت میں خصوصاً عرض ہے۔ کہ آدمی چھ آنے کی مٹی سے بنی ہوئی ہانڈی خریدتا ہے تو بار بار اسے دیکھتا ہے اور انگلی سے ٹھوک کر معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کہ کہیں یہ کچی اور ٹوٹی ہوئی تو نہیں اور اگر خود سمجھ نہیں رکھتا تو کسی سمجھ دار کو دکھا کے مشورہ ضرور کر لیتا ہے تو کیا یہ انصاف ہے کہ جب ایمان کی باری ہو۔ تو اندھا دھند آنکھیں بند کر کے سودا بازی شروع کر دے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ

عزیز ذو انتقام'' ہرگز ہرگز گمان نہ کر کہ خدا اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدے کا خلاف کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور منتقم ہے۔

کسی انسان کو ذاتی طور پر علم غیب حاصل نہیں۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی بشر کو کسی پوشیدہ بات پر مطلع کردے۔ پس جو شخص کسی آئندہ بات کی قبل از وقوع خبر دے اس کے متعلق دو ہی خیال ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس نے رفتار حالات کو ملحوظ رکھ کر نیچر کے استمراری واقعات کی بنا پر قیاس آرائی کی ہے۔ دوسرا یہ کہ اسے براہ راست یا بالواسطہ کسی مخبر صادق نے اطلاع دی ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ کسی انسان کی قیاس وغیرہ سے دی ہوئی خبر ٹھیک نکل آئے جیسا کہ بعض نجومیوں رمالوں کی پیش گوئیاں صحیح ثابت ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ ان کے صادق اور منجانب اللہ ہونے پر دال نہیں ہوتیں اور یہ امر مرزا قادیانی کو بھی مسلم ہے چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''کسی شخص کا محض سچی خوابوں کا دیکھنا یا بعض سے الہامات کا مشاہدہ کرنا یہ امر اس کے کمال پر دلیل نہیں ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۰ خزائن ج ۲۲ ص ۱۲)

پھر مرزا قادیانی اسی کتاب (حقیقت الوحی ص ۳ خزائن ج ۲۲ ص ۵) پر لکھتے ہیں:

''بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کا کام تھا۔ انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زنا کاری کا کام تھا۔ ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان اور وہ پوری ہوگئیں اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ۔ نجاست شرک سے ملوث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں بعض خوابیں ان کی جیسا کہ دیکھا تھا ظہور میں آگئیں۔ جو کچھ مرزا قادیانی نے فرمایا ہے یہ سب کچھ ہوسکتا ہے مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ خدائے عالم الغیب کی بتلائی ہوئی بات غلط ہو جائے۔ جیسا کہ پہلے میں عرض کر چکا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''**فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذو انتقام**'' ہرگز ہرگز گمان نہ کر کے خدا اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدہ کا خلاف کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور منتقم ہے۔

اور یہ مرزا قادیانی بھی مانتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں ''ممکن نہیں کہ خدا کی پیش

گوئی میں کچھ تخلف ہو۔'' (چشمہ معرفت ص ۸۳ خزائن ج ۲۳ ص ۹۱)

لہٰذا ہم بلکہ ہر دانا انسان یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ جس مدعی الہام کی کوئی پیش گوئی غلط ثابت ہو جائے تو وہ خدا کا ملہم اور مخاطب نہیں بلکہ مفتری علی اللہ ہے۔ کیونکہ خود مرزا قادیانی کو بھی یہ مسلم ہے فرماتے ہیں۔ ''ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔''

(کشتی نوح ص ۵ خزائن ج ۱۹ ص ۵)

''امام الزماں ہوں۔'' (ضرورۃ الامام ص ۲۴ خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۵) ''امام الزماں کی الہامی پیش گوئیاں اظہار علی الغیب کا درجہ رکھتی ہیں۔ یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتی ہیں۔ جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو اپنے قبضہ میں کرتا ہے۔''

(ضرورۃ الامام ص ۱۳ خزائن ج ۱۳ ص ۴۸۳)

''میں اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ رہا ہوں کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۹۳ خزائن ج ۵ ص ایضا)

''بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا کذب وصدق جانچنے کیلئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک (کسوٹی) امتحان نہیں ہو سکتا۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸ خزائن ج ۵ ص ایضا)

پس ہم سب سے پہلے مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں دیکھتے ہیں۔ اگر ان میں بعض سچی ہیں تو یہ ہو سکتا ہے کہ وہ قیاس وغیرہ سے کی گئی ہوں۔ لیکن اگر ان میں ایک بھی جھوٹی ہے تو یقیناً وہ مرزا قادیانی کے مفتری علی اللہ ہونے کی قطعی دلیل ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی راقم ہیں ''کسی انسان (خاص کر مدعی الہام) کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔'' (تریاق القلوب ص ۱۰۷ خزائن ج ۵ ص ۳۸۲)

مرزا قادیانی یہ بھی فرماتے ہیں ''کہ اگر ثابت ہو کہ میری سو پیش گوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی ہو تو میں اقرار کروں گا۔ کہ میں کاذب ہوں۔''

(اربعین نمبر ۴ ص ۲۵ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۴۶۱)

''میں بھی دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کی سو تحدی آمیز پیش گوئیوں میں سے اگر ایک بھی سچی ہو جائے تو میں مرزا قادیانی کو سچا سمجھوں گا۔'' مرزا قادیانی نے محمدی بیگم والی پیش گوئی کو اپنے صدق وکذب کا معیار ٹھہرایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں ''اس خبر (محمدی بیگم والی پیش گوئی) کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور میں نے جو کچھ کہا ہے یہ خدا سے خبر

پا کر کہا ہے۔'' (انجام آتھم ص ۲۲۳ خزائن ج ۱۱ ص ایضا) مگر اسی پیش گوئی کا جو حشر ہوا ہے آپ حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ کیا اب بھی مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے میں کوئی شک باقی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ''فتدبّروا یا اولی الالباب''

الہام بکر وثیب

''تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے مجھے کسی تقریب سے محمد حسین بٹالوی کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا اس نے مجھ سے دریافت کیا۔ کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے۔ میں نے اس کو یہ الہام بتایا۔ جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بکر وثیب جس کے معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا۔ پورا ہو گیا اور اس وقت بفضلہٖ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔'' (تریاق القلوب ص ۷۰ خزائن ج ۱۵ ص ۲۸۷) مرزا قادیانی کی کسی بیوہ سے آخر دم تک شادی نہیں ہوئی۔ الہام سراسر غلط ثابت ہوا ہے۔ از مولف

تیسری شادی کی آرزو اور ربانی ارادہ میں جوش

''مخدومی مکرمی: اخویم مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

جو عنایات خداوند کریم جل شانہ کے اس عاجز کے شامل حال ہیں۔ ان کے بارے میں ہمیشہ یہی دل چاہتا ہے کہ اپنے دوستوں سے کچھ اس میں بیان کرتا رہوں اور بحکم ''واما بنعمة ربک فحدث'' تحدیث نعمت کا ثواب حاصل کروں۔ سو آپ سے بھی جو میرے مخلص دوست ہیں۔ ایک راز پیش گوئی کا بیان کرتا ہوں شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین۔ کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سو اس کا نام بشیر ہوگا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا۔ کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جناب الٰہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی۔ وہ صاحب اولاد ہوگی۔ اب مخالفین آنکھوں کے اندھے اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں اب کی دفعہ لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ مگر میری دانست میں اس لڑکے کی

تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری شادی ہو جائے۔ کیونکہ اس تیسری شادی میں اولاد ہونے کے اشارات پائے جاتے ہیں۔ غالباً اس تیسری شادی کا وقت نزدیک ہے۔ اب دیکھیں کہ کس جگہ ارادہ ازل نے اس کا ظہور مقرر کر رکھا ہے۔ الہامات اس بارہ میں کثرت سے ہوئی ہیں اور ربانی ارادہ میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے۔''

(تذکرہ ص ۱۴۲ مکتوبات احمد ج ۲ ص ۱۲، ۱۳ طبع جدید مکتوب نمبر ۴)

''ان دنوں اتفاقاً نئی شادی کیلئے دو شخصوں نے تحریک کی تھی۔ مگر جب ان کی نسبت استخارہ کیا گیا۔ تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا۔ کہ اس کی قسمت میں ذلت و محتاجگی اور بے عزتی ہے اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ بنے اور دوسری کی بابت ارشاد ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔'' (حوالہ مذکور)

''مکرمی خویم مولوی نورالدین صاحب۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز نے جو آپ کی طرف لکھا تھا۔ وہ صرف دوستانہ طور پر اسرار الٰہیہ پر مطلع کرنے کی غرض سے لکھا گیا۔ کیونکہ اس عاجز کی یہ عادت ہے کہ اپنے احباب کو ان کی قوت ایمانی بڑھانے کی غرض سے کچھ کچھ امور غیبیہ بتا دیتا ہے اور اصل حال اس عاجز کا یہ ہے کہ جب سے اس تیسرے نکاح کیلئے اشارہ غیبی ہوا ہے۔ تب سے خود طبیعت متفکر و متردد ہے اور حکم الٰہی سے گریز کی جگہ نہیں۔ مگر بالطبع قارہ ہے (خدا جانے نامرد ہو چکے ہوں گے۔ از مولف) اور ہر چند اول اول یہ چاہا کہ یہ امر غیبی موقوف رہے۔ لیکن متواتر الہامات و کشوف اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ تقدیر مبرم ہے۔'' والسلام! خاکسار غلام احمد ۲۰ جون ۱۸۸۶ء

(مکتوبات احمد ج ۲ ص ۱۵ طبع جدید مکتوب نمبر ۵)

''براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیش گوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پر کھولا گیا ہے اور یہ الہام ہے جو براہین کے صفحہ ۴۹۶ میں مذکور ہے ''یا ادم اسکن انت وزوجک الجنة ویا مریم اسکن انت وزوجک الجنة ویا احمد اسکن انت وزوجک الجنة'' اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا ہے اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم یہ ابتدائی نام ہے۔ جب کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی۔ جس کو مسیح سے

مشابہت ملی اور تیسری زوجہ کا انتظار ہے اس کے ساتھ احمد لفظ شامل کیا گیا اور یہ لفظ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی ایک چھپی ہوئی پیش گوئی ہے جس کا سراس وقت خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

حالانکہ تیسری شادی مرزا قادیانی کی نہیں ہوئی اور تیسری شادی کے تمام تر الہامات سراسر غلط ثابت ہوئے ہیں اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ ارادہ ربانی میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے وہ جوش ایسا ٹھنڈا ہوا کہ شادی نہ ہوئی مرزا قادیانی اس حسرت کو قبر میں لے گئے۔ از مؤلف

بابرکت خواتین اور ان سے اولاد

''پھر خدائے تعالیٰ کریم جلشانہ نے مجھے بشارت دیکر فرمایا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے بعض کو اس کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہوگی۔'' (مجموعہ اشتہارات ص ۱۰۳ ج ۱)

حالانکہ مرزا قادیانی کے اس اعلان کے بعد کوئی خواتین مبارکہ تو درکنار غیر مبارکہ بھی مرزا قادیانی کے نصیب نہیں ہوئی اور نہ ہی مذکورہ خواتین مبارکہ سے مرزا قادیانی کی نسل بہت ہوئی۔

مرزا قادیانی کا محمدی بیگم سے شادی کا شوق اور کسی بیوہ سے شادی کی تمنا اور تیسری شادی کی خواہش مگر شومئی قسمت نہ محمدی بیگم سے شادی ہوئی نہ کسی بیوہ سے نکاح ہوا اور نہ تیسری شادی کی حسرت پوری ہوئی۔ ناکامی پر ناکامی۔ کسی خوب کہا ہے:

اے میرے باغ آرزو کیسا ہے باغ بائے تو کلیاں تو گو ہیں چار سو کوئی کلی کھلی نہیں

رسالہ ختم شد!

''فالحمد للہ علی ذالک''

✡✡✡

توہین حسین رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایک پمفلٹ میری نظر سے گزرا جس کا عنوان تھا ''امام حسین رضی اللہ عنہ کا مقام'' مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے اپنے الفاظ میں اس پمفلٹ کا طول وعرض تقریباً اسّی سطریں ہیں۔ جس میں گیارہ سطریں یزید سے متعلق ہیں اور انیس سطروں میں امام حسن رضی اللہ عنہ کی عام راست بازی کا تذکرہ ہے اور باقی پچاس سطروں میں (مرزا قادیانی) کی اپنی لن ترانیاں ہیں۔ اس میں قادیانی صاحبان نے یہ وجہ بیان نہیں کہ کہ آخر اس پمفلٹ کے لکھنے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟ اصل بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کی پٹڑی جمانے کے لئے جن بزرگ ہستیوں کو اپنی سخت گوئی اور توہین کا نشانہ بنایا ہے ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت پر نہایت ناوار حملے کئے ہیں۔ خصوصاً سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی وہ توہین کی اور مذاق اڑایا ہے کہ جس پر نہ صرف اہل اسلام بلکہ ہر مذہب کے شریف انسان نے مرزا قادیانی کا نوٹس لیا کہ آپ نے ان بے گناہوں کو صدیوں بعد کچھ اس قسم کے کلمات سے یاد کیا کہ یزید بھی شرما جائے۔ اس پر مرزائی احباب بہت بوکھلائے اور عوام کو اندھیرے میں رکھتے ہوئے اس قسم کا غیر متعلق پمفلٹ شائع کر دیا۔ میں دلی خیر خواہی کے ساتھ مرزا قادیانی کا اصل مسلک ان کے اپنے الفاظ میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ آپ اپنے ضمیر سے خود فیصلہ طلب کریں۔

مرزا قادیانی نے لکھا ہے ''حسین..... سچ ہے کہ وہ بھی خدا کے راست بازوں میں سے تھا لیکن ایسے بندے تو کروڑہا دنیا میں گزر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے۔ خدا کے تمام نبیوں نے اس کی تعریف کی (مرزا قادیانی) ہے اور اس کو تمام انبیاء کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو مجھ سے کیا نسبت ہے۔ خدا اور رسول نے مجھے فضیلت دی ہے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی گواہی سے مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) حسین سے افضل ہے۔ حسین کو یہ شرف بھی نصیب نہ ہوا کہ وہ موت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے قریب دفن کی جاتا (شاید مرزا قادیانی روضہ اقدس کے اندر دفن ہوئے ہوں گے۔ از مؤلف) قرآن شریف نے تو امام حسین کو رتبہ ابنیت (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہونے) کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک بھی مذکور نہیں (مرزا قادیانی کے نام کی کوئی مستقل سورت نازل ہوئی ہوگی۔ از مؤلف) امام حسین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا قرآن حدیث کی نص صریح کے برخلاف ہے۔ (پھر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نعوذ باللہ بہت بڑی

غلطی ہوئی کہ آپ نے فرمایا ھذان ابنای حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ میرے بیٹے ہیں۔ مؤلف) حق تو یہ ہے کہ قرآن شریف نے اس تعلق کو جو امام حسین رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ سے بوجہ پسر دختر ہونے کے تھا۔ نہایت ہی ناچیز کر دیا۔'' (معاذ اللہ۔ مؤلف)

(نزول المسیح ص ۴۷ تا ۵۰ خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۵ تا ۴۲۸)

ناظرین کرام! آپ نے دیکھا لیا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک امام حسین رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ کا بیٹا کہنا (نعوذ باللہ) قرآن شریف کے حکم کے تو خلاف ہے حالانکہ امام حسین رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے نواسے تھے اور نواسہ بھی بیٹا ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا ھذان ابنای یہ دونوں حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ میرے بیٹے ہیں۔ مگر مرزائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کو حضور ﷺ کا بیٹا کہنا قرآن شریف کے نص صریح کے عین مطابق ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی کے فرزند بشیر احمد بی.اے اپنی کتاب (کلمۃ الفصل ص ۱۰۱) پر لکھتے ہیں ''ہاں وہ محمد ﷺ کا اکلوتا بیٹا (یعنی مرزا غلام احمد) جس کے زمانہ پر رسولوں نے ناز کیا تھا وہ زمین پر اترا تو امت محمدیہ کی بھیڑیں اس کے لئے بھیڑیئے بن گئیں۔''

کربلا یست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

کربلا ہر وقت میری سیر گاہ ہے۔ سو حسین میری آستین میں ہے۔

(درثمین فارسی ص ۱۷۱، نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

''کیا تو اس (حسین) کو تمام دنیا سے زیادہ پرہیز گار سمجھتا ہے۔ تم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو تمام مخلوق سے افضل سمجھتا ہے جو خدا نے پیدا کئے ہیں۔ گویا لوگوں میں وہی ایک آدمی تھا اور اس کو خدا نے پاک کیا اور غیر ناپاک ہیں۔ یہ تو بتلاؤ کہ اس (حسین) سے تمہیں دینی فائدہ کیا پہنچا۔'' (اعجاز احمدی ص ۶۸ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۰)

''حسین کو مجھ (مرزا قادیانی) سے کچھ زیادت نہیں۔ میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔'' (اعجاز احمدی ص ۸۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

''مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیوں کہ مجھے ہر ایک وقت میں خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ مگر تم دشت کربلا کو یاد کر لو اب تک روتے ہو پس سوچ لو۔''

(اعجاز احمدی ص ۶۹ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۱)

''اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا

ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا قادیانی) ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔''

(دافع البلاص ۱۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

''تم نے اس کشتہ سے مدد چاہی ہے جو نومیدی میں مرگیا۔ تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا ہے اور تمہارا اور صرف حسین ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے سامنے گوہ (پاخانہ) کا ڈھیر ہے۔'' (اعجاز احمدی ص ۸۱، ۸۲ خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳، ۱۹۴)

''ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک خادمہ جس نے صاحبزادہ بشیر احمد کو اٹھایا ہوا تھا۔ اس کو کسی شخص نے کوئی کام کرنے کے لئے کہا۔ اس نے جواب دیا میں ابھی یہ کام نہیں کرتی۔ اس نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا۔ حضرت مسیح موعود کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ فرمایا میری یہ اولاد شعائر اللہ میں داخل ہے۔ اس عورت کو جس نے بچہ اٹھایا ہوا تھا جس نے مارا ہے اس نے شعائر اللہ کی ہتک کی ہے۔ پس جو خدا تعالیٰ کے نشانات ہوں ان کی تعظیم کرنی چاہئے۔''

(تقریر مفتی محمد صادق صاحب قادیانی جلسہ سالانہ مندرجہ اخبار الفضل ۸ر فروری ۱۹۲۴ء)

مرزا قادیانی کے نزدیک ان کی اولاد شعائر اللہ میں داخل ہے تو کیا حضور ﷺ کے نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ شعائر اللہ میں داخل نہیں؟ اور اگر جس عورت نے مرزا جی کے لڑکے کو اٹھایا ہوا ہے اسے تھپڑ مارنے سے شعائر اللہ کی بے حرمتی ہوئی تو حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر سے شعائر اللہ کی بے حرمتی کیوں نہیں ہوئی؟

مرزا قادیانی کا خاص الہام ہے: ''اخرج منه الیزیدیون''

(ازالہ اوہام ص ۷۲ خزائن ج ۳ ص ۱۳۸ حاشیہ)

یعنی قادیان میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں حتی کہ مرزا قادیانی کی تحقیق کے بموجب چودھویں صدی کا دمشق بھی قادیان ہے گویا اس زمانہ کے یزید کا صدر مقام ہے۔ یزید تو اس درجہ بدنام ہے ہی لیکن اس جسارت کا کیا انجام ہے جسے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا ہی گھر نہ ہو

حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی توہین

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (صواعق محرقہ ص ۱۸۸) پر لکھا ہے کہ قیامت کے دن اعلان ہوگا: ''غضوا ابصارکم حتی تجوز فاطمة الزهراء'' سب اپنی اپنی

آنکھیں بند کریں کیونکہ فاطمۃ الزہراء کی سواری گزر رہی ہے۔

خود سیدہ نے فرمایا تھا کہ جب میں فوت ہوجاؤں تو میرا جنازہ رات کے اندھیرے میں لے جانا نہ کہ دن کی روشنی میں تاکہ کسی کی نظر میرے جنازے پر بھی نہ پڑے۔ لیکن مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ''ایک دفعہ میں مغرب کی نماز سے فارغ ہوا تو اس وقت نہ مجھ پر نیند طاری تھی اور نہ ہی کوئی بے ہوشی کے آثار تھے۔ بلکہ میں بیداری کے عالم میں تھا۔ اچانک سامنے ایک آواز آئی اور آواز کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھتا ہوں کہ دروازہ کھٹکھٹانے والے جلدی جلدی میرے قریب آرہے ہیں۔ یہ پنج تن پاک تھے یعنی علی ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کے اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضور ﷺ۔ اور دیکھتا ہوں کہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے میرا سر اپنی ران پر رکھ دیا۔'' (نعوذ باللہ من ذالک۔ مؤلف)

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۰ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

کیا کوئی شخص اس ناپاک جسارت کو برداشت کرسکتا ہے اور اس کی بیٹی، بیوی اور والدہ ان کی موجودگی میں نامحرم کا سر اپنی ران پر رکھنے کے واسطے تیار ہے۔ خواہ بیٹا سمجھ کر ہی سہی کیا ملعون قادیان اپنے لئے روا رکھ سکتا ہے؟ یہ بے غیرتی (نعوذ باللہ من ذلک)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین

''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اور اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی (مرزا قادیانی) تم میں موجود ہے اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی تلاش کرتے ہو۔''

(ملفوظات ج دوم ص ۱۴۲ مطبوعہ ربوہ)

تمام اہل بیت کی توہین

''وقال علیہ السلام انا مدینۃ العلم وعلی بابا من ارادالعلم فلیاتہ من بابہ''

حضور ﷺ نے فرمایا، میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دوازہ ہیں جو علم حاصل کرنے کے ارادہ سے شہر میں آتا ہے اسے دروازہ سے ہی آنا پڑے گا۔

مذکورہ حدیث شریف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علم پر پختہ شہادت ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کا فقیہ ہونا اور حدیث وقرآن کے معارف جاننے میں تمام صحابہ میں آپ کا شمار صف اوّل میں ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: ''سلونی ما شئتم''

حدیث اور قرآن سے متعلق جو سوال آپ چاہیں مجھ سے کریں، میں اس کا جواب دوں گا۔ لیکن مرزائیوں کی جسارت دیکھئے لکھتے ہیں: ''یہ سوال کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کیوں نہ ہوئے اور دیگر اہل بیت (یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد میں سے آج تک کسی) نے یہ مرتبہ کیوں نہ پایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یا دیگر اہل بیت کامل طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اور معارف کے وارث ہوتے تو ضرور وہ بھی نبوت کا درجہ پاتے۔'' (اخبار الفضل قادیاں ۱۷/اپریل ۱۹۱۶ء)

ناظرین کرام! حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت تو نعوذ باللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اور معارف کے کامل وارث نہ تھے۔ ہاں مرزا غلام احمد قادیانی ضرور تھے۔

چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا وارث، اس کے خلق کا وارث، اس کے علم کا وارث اور اس کی روحانیت کا وارث ہوں اور نبوت کا۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۴)

اب میں آپ کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت کا صحیح مقام حدیث شریف کی روشنی میں پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ یہ آپ کے شکستہ دل کے واسطے باعث سکون اور تازہ زخموں کے لئے مرہم ثابت ہوگا۔

مناقب اہل بیت رضی اللہ عنہ کے متعلق جو حدیثیں لکھی گئی ہیں، ان کا مأخذ ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف اور قطب زمان عالم ربانی محبوب سبحانی سید پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب غنیۃ الطالبین اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تاریخ الخلفاء ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی یاد رہے کہ طوالت کے خوف سے متن یعنی نفس حدیث اور اس کے صرف لفظی ترجمہ پر اکتفا کرتے ہوئے مزید تشریح وغیرہ کو چھوڑ دیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

''وعن عائشة رضی اللہ عنہا قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم غداة وعليه مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی رضی اللہ عنہما فادخله ثم جاء الحسين رضی اللہ عنہ فادخل معه ثم جاء ت فاطمة رضی اللہ عنہا فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال انما يريدالله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا. (رواه مسلم)'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز صبح کے وقت ایک سیاہ نقش دار کملی اوڑھے باہر

تشریف لائے (غالباً صحن مکان) کہ آپ کی خدمت میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے آپ نے ان کو کملی کے اندر بٹھالیا۔ پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے اور آپ نے ان کو بھی کملی کے اندر داخل کرلیا۔اس کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں ان کو بھی کملی کے اندر داخل کرلیا پھر علی رضی اللہ عنہ آئے ان کو بھی کملی کے اندر داخل کرلیا اور یہ آیت پڑھی ''انما یریداللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا'' (یعنی اے اہل بیت خداوند تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم سے گناہوں کی ناپاکی دور کردے اور تم کو پاک وصاف کردے)

''وعن امّ سلمة قالت قال رسول اللہ ﷺ لا یحب علیاً منافق ولا یبغضه مؤمن ومن سب علیاً فقد سبنی'' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ سے منافق کو محبت نہ ہوگی اور مؤمن کو بغض اور جس نے علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں اس نے دراصل مجھے گالیاں دیں۔

''وقال علیہ السلام اللھم من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ'' حضور ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! جس کا میں دوست ہوں علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا دوست ہے۔اے اللہ اس شخص کو دوست رکھ جو علی رضی اللہ عنہ کو دوست رکھے اور اس کو دشمن جان جو علی رضی اللہ عنہ کا دشمن ہو۔

''وقال علیہ السلام الفاطمة بضعة منی فمن اغضبھا اغضبنی وفی روایة..... ما ارابھا یؤذینی ما اذاھا'' حضور ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس شخص نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غضب ناک کیا اس نے مجھے غضب ناک کیا اور ایک روایت میں ہے جو چیز فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پریشان کرتی ہے وہ چیز مجھے بھی پریشان کرتی ہے اور تکلیف دیتی ہے۔

''وقال علیہ السلام لعلی وفاطمة والحسن والحسین رضی اللہ عنہم انا حارب لمن حاربھم وسلم لمن سالھم'' حضور ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا جو شخص ان سے لڑے میں اس سے لڑنے والا ہوں اور جو شخص ان سے مصالحت رکھے میں اس سے مصالحت رکھنے والا ہوں۔

''قال سألت عن عائشة رضی اللہ عنہا ای الناس کان احب الی رسول اللہ ﷺ قالت فاطمة رضی اللہ عنہا فقیل من الرجال قالت زوجھا'' جمیع ابن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبت

کس سے تھی۔ آپ نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا سے۔ میں نے پوچھا مردوں میں سے سے تھی؟ تو انہوں نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔

''وقال علیہ السلام ان فاطمة سیدة نساء اهل الجنة وان الحسن والحسن سیدا شباب اهل الجنة'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا بہشت کی عورتوں کی سردار اور حسن حسین رضی اللہ عنہما بہشت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

''عن البراء قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم والحسن ابن علی علیٰ عاتقه یقول اللهم انّی احبه فاحبه'' حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر تھے اور آپ یہ فرمارہے تھے کہ اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔

''وعن ابی بکرة رضی اللہ عنہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر والحسن ابن علی الیٰ جنبه وهو یقبل علی الناس مرة وعلیه اخری ویقول ان ابنی هذا سید ولعل الله ان یصلح بین فئتین عظیمتین من المسلمین (بخاری)'' حضرت ابی بکرہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ منبر پر تھے اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں تھے، آپ ایک مرتبہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور دوسری مرتبہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی جانب اور فرماتے جاتے ہیں، میرا یہ بیٹا سید ہے اور شاید اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ مسلمانوں کے دو عظیم فرقوں کے درمیان صلح کرادے۔

یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ ادھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کا اعلان کردیا۔ قریب تھا کہ دونوں گروہوں کے درمیان خون ریز لڑائی ہو۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کردی اور خود دست بردار ہوگئے۔ آپ کے اس حسن کردار سے دو مسلمان گروہوں میں قتل وغارت بند ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اس فعل اور صلح کرنے کی تعریف فرمائی ہے۔

لیکن بشیر الدین محمود احمد ابن مرزا غلام احمد قادیانی کی جسارت دیکھئے کہ جب امت مرزائیہ کی بوجہ بشیر الدین کے بدکردار، زانی، شرابی، لوطی ہونے کے اختلاف ہوا اور بشیر الدین سے مطالبہ ہوا کہ خلافت سے دست بردار ہوجاؤ تو بشیر الدین نے کہا کہ: ''میں

اتفاق کی خاطر اس خلافت سے دست کش ہو جاتا مگر میرے سامنے حضرت امام حسن کا ایک واقعہ ہے کہ جب انہوں نے خدا کی دی ہوئی نعمت سلطنت کو ترک کر کے امیر معاویہ کے سپرد کر دیا تو ان کی اس ناشکری کے طفیل خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے ان کے خاندان سے سلطنت چھین لی۔ یہی وجہ ہے کہ پھر آج تک ان کے خاندان میں کوئی بھی بادشاہ نہ ہوا۔''

(المہدی نمبر ۲، ۳ ص ۳۴ حکیم محمد حسین قادیانی)

''ساری دنیا میری (یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد کی) دشمن اور جان کی پیاسی ہو جاتی جو کہ زیادہ سے زیادہ یہی کرتی کہ میری جان نکال لیتی تو میں آخری دم تک اس بات پر قائم رہتا اور کبھی خدا کی دی ہوئی نعمت کے رد کرنے کا خیال بھی میرے دل میں نہ آتا کیونکہ یہ غلطی بڑے بڑے خطرناک نتائج پیدا کرتی ہے۔'' (برکات خلافت ص ۲۱، انوار العلوم ج ۲ ص ۷۰)

''ایک دفعہ انہوں نے (امام حسن نے) خدا کی نعمت کو چھوڑا، خدا تعالیٰ نے کہا اچھا اگر تم اس نعمت کو قبول نہیں کرتے تو پھر تم میں سے کسی کو یہ نعمت نہ دی جائے گی۔ چنانچہ پھر کوئی سید بادشاہ نہیں ہوا۔ امام حسن نے خدا کی دی ہوئی نعمت واپس کر دی جس کا نتیجہ بہت تلخ نکلا تو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو رد کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔'' (برکات خلافت ص ۲۲، انوار العلوم ج ۲ ص ۱۷۰، ۱۷۱)

''عن ابن عباس قال کان رسول اللہ ﷺ ..... الحسن ابن علی عاتقہ نعم المرکب رکبت یا غلام فقال النبی ﷺ ونعم الراکب ھو''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے عرض کیا اے لڑکے کیسی اچھی سواری ہے، جس پر تو سوار ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا اور وہ سوار بھی تو اچھا ہے۔

''وعن علی قال الحسن اشبہ رسول اللہ ﷺ ما بین الصدر الی الراس والحسین اشبہ النبی ﷺ ما کان اسفل من ذلک'' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بہت مشابہ ہیں شکل میں سر سے لے کر سینہ تک اور حسین رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے بہت مشابہ ہیں شکل میں سینہ سے لے کر پاؤں تک۔

''وعن انس قال الم احد اشبہ بالنبی ﷺ من الحسن ابن علی وقال فی الحسین ایضاً کان اشبھم بن رسول اللہ ﷺ'' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ شکل وصورت میں حضور ﷺ سے بہت مشابہ تھے۔

’’وعن انس قال کنت عند ابن زیاد فجئ برأس الحسین فجعل یضرب بقضیب فی انفه ویقول ما رأیت مثل هذا حسنا فقلت اما انه کان اشبههم برسول اللہ ﷺ‘‘ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا۔ ابن زیاد آپ رضی اللہ عنہ کی ناک میں لکڑی مارتا جاتا تھا اور یہ کہتا جاتا کہ اس طرح کا حسن میں نے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا حسین رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے شکل وصورت میں بہت مشابہ تھے۔

’’وعن اسامة بن زید قال طرقت النبی ﷺ ذات لیلة فی بعض الحاجة فخرج النبی ﷺ وهو مشتمل علی شئ لا ادری ما هو فلما فرغت من حاجتی قلت ما هذا الذی انت مشتمل علیه فکشفه فاذالحسن والحسین علی ورکیه فقال هذان ابنای وابنا بنتی اللهم انی احبهما فاحبهما واحب من یحبهما‘‘ اور حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رات کے وقت ذاتی کام کے لئے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے آپ ایک چیز اندر (غالباً کپڑے میں) لپٹے ہوئے تھے۔ پس جب میں اپنی حاجت سے فارغ ہوا تو میں نے عرض کیا حضور یہ کیا لپٹے ہوئے ہیں۔ آپ نے وہ چیز کھول دی (یعنی کپڑا ہٹایا) تو آپ کی دونوں بغلوں میں حسن حسین تھے۔ آپ نے فرمایا یہ دونوں میرے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور جو شخص ان سے محبت کرے اس سے بھی محبت کر۔

’’عن انس قال سئل رسول اللہ ﷺ ای اهل بیتک احب الیک قال الحسن والحسین وکان یقول لفاطمة ادعی لی ابنی فیشمهما ویضمهما الیه (ترمذی ص ۵۴۰)‘‘ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے سوال ہوا کہ اہل بیت میں سے آپ کو سب سے زیادہ کون پیارا ہے۔ آپ نے فرمایا حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ۔ آپ ان دونوں کو بلاتے جب وہ آپ کے پاس آتے، آپ ان کے بدن کو سونگھتے یعنی بوسہ دیتے اور گلے لگاتے۔

’’وقال علیہ السلام ان الحسن والحسین هما ریحانای من الدنیا‘‘ حضور ﷺ نے فرمایا حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

’’وعن بریدة قال علیہ السلام حسین منی اللہ وانا من الحسین اللھم من احب حسیناً فاحبہٗ ‘‘حضور ﷺ نے فرمایا حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں۔جس نے حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کی اللہ اس سے محبت کرے۔

’’وعن بریدة رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ ﷺ یخطبنا اذا جاء الحسن والحسین علیھما قمیصان احمران یمشیان ویعثران فنزل رسول اللہ ﷺ من المنبر فحملھما ووضعھما بین یدیہ ثم قال صدق اللہ انما اموالکم و اولادکم فتنة نظرت الٰی ھذالصبیین یمشیان ویعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی وفعتھما‘‘

’’عن امّ الفضل انھا دخلت علی رسول اللہ ﷺ فقالت یا رسول اللہ ﷺ انّی رأیت اللیلة قال وما ھو قالت انہ شدید قال وما ھو قالت رأیت کان قطعة من جسدک قطعت و وضعت فی حجری فقال رسول اللہ ﷺ رأیت خیرا تلد فاطمة ان شاء اللہ غلاماً یکون فی حجرک فولدت فاطمة الحسین فکان فی حجری کما قال رسول اللہ ﷺ فدخلت یوماً علی رسول اللہ ﷺ فوضعتہ فی حجرہ ثم کانت منی التفاتہ فاذا عینا رسول اللہ ﷺ تھریقان الدموع قالت فقلت یا نبی اللہ بابی انت وامی مالک قال اتانی جبرئیل علیہ السلام فاخبرنی ان امتک ستقتل ابنی ھذا فقلت ھذا قال نعم واتانی بتربة من تربة حمراء‘‘ام فضل بنت حارث سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ! میں نے آج رات بہت برا خواب دیکھا ہے۔آپ نے فرمایا کیا ہے۔میں نے کہا وہ بہت ڈراؤنا خواب ہے۔آپ نے فرمایا بتا تو سہی۔میں نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھ دیا گیا۔آپ نے فرمایا تو نے بہت اچھا خواب دیکھا۔ان شاء اللہ! فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک لڑکا جنے گی جو سب سے پہلے تیری گود میں آئے گا۔چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے میں وہیں تھی۔سب سے پہلے میں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں اٹھایا جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔پھر ایک دفعہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو آپ کی گود میں رکھ دیا اور دوسری طرف دیکھنے لگی

اچانک میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور آپ رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے پیارے نبی ﷺ یہ کیا بات ہے یعنی آپ کیوں رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ابھی ابھی جبرئیل میرے پاس آئے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ عنقریب تیری امت تیرے اس بیٹے کو قتل کردے گی۔ میں نے عرض کیا کہ اس بیٹے یعنی حسین رضی اللہ عنہ کو۔ آپ نے فرمایا ہاں اور میرے پاس اس جگہ کی مٹی بھی لائے تھے جہاں قتل کیا جائے گا اور وہ سرخ مٹی تھی۔

''روی عن ام سلمة رضی اللہ عنہا انها قالت كان رسول الله ﷺ فی منزلی اذ دخل علیه الحسین رضی اللہ عنہ فطالعت علیهما من الباب واذالحسین رضی اللہ عنہ علیٰ صدر النبی ﷺ قطعة من طین و دمو علی تجزی فلما خرج الحسین رضی اللہ عنہ ادخلت فقلت بابی انت وامی یا رسول الله طالعت علیک وفی یدک طینة وانت تبکی فقال ﷺ لی لما فرحت به وهو علی صدری یلعب اتانی جبرئیل علیہ السلام وناولنی الطینة التی یقتل علیها فلذالک بکیت'' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ ایک دفعہ میرے گھر تشریف فرما تھے کہ اچانک امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ میں اس وقت دیکھ رہی تھی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ رسول خدا ﷺ کے سینہ مبارک پر کھیل رہے ہیں اور حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک میں تھوڑی سی مٹی ہے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ اسی اثنا میں امام حسین رضی اللہ عنہ چلے گئے تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوجائیں۔ یہ کیا بات تھی جو میں نے دیکھی کہ آپ کے دست مبارک میں تھوڑی سی خاک تھی اور آپ آنسو بہا رہے تھے تو آپ نے جواب دیا کہ جب میں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے سینہ مبارک پر کھیلتے دیکھا تو خوشی ہوئی۔ اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور مجھے تھوڑی سی مٹی دے کر کہا کہ یہ اس سرزمین کی مٹی ہے جہاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے تو اس خبر کو سن کر میرے آنسو بھی جاری ہوگئے۔

''عن سلمی قالت دخلت علی ام سلمة رضی اللہ عنہا وهی تبکی فقلت ما یبکیک قالت رأیت رسول الله ﷺ فی المنام وعلیٰ راسه ولحیته التراب فقلت مالک یا رسول الله قال شهدت قتل حسین انفا'' ترمذی نے سلمی سے روایت کی ہے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی تو آپ کو روتے دیکھا۔ میں نے وجہ

دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر اور داڑھی مبارک خاک آلود ہو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا حضرت! کیا بات ہے آپ نے فرمایا میں شہادت حسین رضی اللہ عنہ ابھی دیکھ کر آیا ہوں۔

''عن ابن عباس انه قال رأيت النبی ﷺ فيما يرى النائم ذات يوم بنصف النهار اشعث اغبر بيده قارورة فيه دم فقلت بابی انت وامی ما هذا قال دم الحسين واصحابه لم ازل التقطه منه اليوم فاحصی ذلک الوقت فاجل قتل ذلک الوقت'' بیہقی نے دلائل میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دوپہر کے وقت دیکھا کہ آپ خاک آلود تشریف لئے جا رہے ہیں اور آپ کے دست مبارک میں شیشی ہے، جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے کہ میں آج تمام دن اسے جمع کرتا رہا ہوں۔ ہم نے وہ دن شمار کیا تو عین شہادت کا دن تھا۔

یہ دن ماہ محرم جو کہ ہمارے سال نو کا پہلا مہینہ ہے اس کی دسویں کا دن ہے اس دن کو یوم عاشورا کہتے ہیں۔ یہ دن بڑی فضیلت کا دن ہے۔ یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح قلم، عرش وکرسی، زمین وآسمان، چاند سورج اور ستارے، پہاڑ اور دریا اسی دن پیدا فرمائے، جبرائیل اور تمام فرشتے اسی دن پیدا ہوئے۔ حضرت آدم، ابراہیم اور عیسیٰ علیہم السلام اسی دن پیدا ہوئے، آدم علیہ السلام اسی دن جنت میں داخل ہوئے اور اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب دشمنوں نے آگ میں ڈالا ''یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراهيم'' کہہ کر جلنے سے نجات دی اور آگ کو باغ بنایا وہ یہی دن تھا۔

فرعون ملعون کو اللہ تعالیٰ نے سمندر میں غرق کر کے بنی اسرائیل اور موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ظلم سے نجات اسی دن دی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ اسی دن قبول ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہی اور حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری سے شفا اسی دن ملی۔ سب سے پہلے زمین پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور آسمان سے بارش اسی دن برسی اور قیامت اسی دن قائم ہوگی۔ (غنیۃ)

یہ وہ دن ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے عاشورہ کے دن کا روزہ رکھا اس کو

ساٹھ برس روزہ رکھنے کے برابر ثواب، دس ہزار فرشتوں کی عبادت کا ثواب، دس ہزار شہیدوں کی شہادت، دس ہزار حاجیوں کے حج کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے عاشورہ کی رات عبادت میں گزار دی اسے اللہ تعالیٰ ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب عطا فرماتے ہیں اور جس نے عاشورہ کے دن کسی یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا، سر کے بالوں کی تعداد کے برابر نیکیاں ملیں گی اور ہر نیکی کے بدلے میں ایک درجہ بہشت میں بلند ہوگا اور جس نے اس دن کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلایا اسے تمام امت محمدیہ ''علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام'' کو کھانا کھلانے کے برابر ثواب ملے گا۔

اور جس نے اپنے اہل وعیال کو عاشورہ کے دن پیٹ بھر کے اچھے اچھے کھانے کھلائے تمام سال اللہ تعالیٰ اس کی روزی فراخ کرے گا۔

اور جو شخص اس دن غسل کرے گا تمام سال تندرست رہے گا۔ یہ وہ دن ہے جس میں امام عالی مقام جناب امام حسین رضی اللہ عنہ میدان کربلا میں بے دردی سے شہید کر دیئے گئے۔ آپ کی شہادت کا واقعہ بہت دردناک اور طول طویل ہے کوئی انسان اس کے سننے کی طاقت نہیں رکھتا۔

آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت میں سے سولہ آدمی شہید ہوئے اور ساتھیوں سمیت ۷۲ بہتر۔ آپ کی نعش مبارک کی بے حرمتی کی گئی اور اس پر بارہ گھوڑے دوڑا کر اسے روندا گیا۔ شہید کرنے سے پہلے آپ کے سامنے مستورات کے خیمے کو آگ لگا دی گئی اور آپ کے دو صاحب زادے اصغر اکبر اور تمام ساتھی شہید کر دیئے گئے۔ سب کے بعد آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ جب آپ کی شہادت واقع ہوئی تو سات دن تک دنیا سیاہ رہی۔ دیواروں پر دھوپ کا رنگ زعفرانی رہا۔ ستارے ایک دوسرے پر ٹوٹ کر گرتے رہے۔ چھ مہینے تک برابر آسمان کے کنارے سرخ رہے۔

اور یہ بھی روایت ہے کہ اس دن بیت المقدس کے جس پتھر کو اٹھاتے تھے اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا تھا اور یہ بھی ہے کہ جس دن آپ کی شہادت ہوئی۔ ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے جو قیامت تک آپ کی مظلومیت پر روتے رہیں گے۔

✡ ✡ ✡

مرزا قادیانی کی بیعت میں شامل نہ ہونے والے کل مسلمان مرزا قادیانی
اور اکابر جماعت احمدیہ کے نزدیک کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں
بحوالہ مرزا قادیانی کی کتب اور لٹریچر جماعت احمدیہ

تکفیر مسلم

حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس مختصر سے پمفلٹ میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اکابر جماعت احمدیہ کی کتب سے وہ حوالہ جات نقل کئے گئے ہیں۔ جن سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ جس مسلمان (غیر مرزائی) نے نہ مرزائیت اختیار کی اور نہ ہی مرزا قادیانی کی بیعت میں شامل ہوا۔ وہ قادیانی عقیدہ کے مطابق نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ظاہر ہے کہ مرزائی دلائل و براہین کی رو سے شکست کھا چکے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو اپنے فریب میں لانے کے واسطے یہ پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، حج کرتے، زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہی قرآن شریف پڑھتے ہیں جو تم پڑھتے ہو اور وہی کلمہ ہمارا ہے جو تم سب مسلمانوں کا ہے۔ باوجود اس کے معلوم نہیں کہ تمہارے مولوی ہمیں (مرزائیوں کو) کافر کیوں کہتے ہیں؟ چنانچہ یہ سوال اکثر مرزائی عام مسلمانوں سے اس کثرت سے کرتے ہیں کہ جن مسلمانوں کا مطالعہ صرف محدود ہی نہیں بلکہ مفقود ہے اور قریب قریب اکثریت مرزائی عام مسلمانوں سے کرتا ہے وہ ہم سے آ کر کرتے ہیں۔

سو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ہم بھی آخر قرآن شریف پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہمارا بھی وہی کلمہ ہے۔ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ہے جسے بظاہر سب مرزائی پڑھتے ہیں اور پورے ارکان اسلام پر ہم (مسلمانوں) مرزائیوں سے پہلے ہی سے کاربند ہیں تو ہم غلام احمد اور اکابر جماعت احمدیہ کے نزدیک کیوں کافر ہیں۔ آخر ہمارے کفر کی کیا وجہ ہے؟ کیا ہم کلمہ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** نہیں پڑھتے؟ یا ہم اہل قبلہ نہیں ہیں کہ ہمارے ساتھ مل کر نمازیں پڑھنا ممنوع قرار دیا۔ ہماری نماز جنازہ حرام قرار دی اور ہمیں لڑکی کا رشتہ دینے والے احمدی کو جماعت سے علیحدہ کیا۔ اس سوال کے جواب سے پوری امت مرزائیہ عاجز ہے۔ لیکن جلد سے کہہ دیتے ہیں جناب ہم کسی کو کافر نہیں کہتے۔ البتہ مرزا قادیانی اور اکابر جماعت احمدیہ نے صرف ان علماء اور عوام کو

جنہوں نے خود پہلے مرزا قادیانی کو کاذب جانا اور جماعت احمدیہ پر کفر کے فتوے لگائے، کافر کہا۔ نہ کہ تمام علماء اور سب مسلمانوں کو۔

حالانکہ یہ حقیقت کے بالکل برعکس ہے، جھوٹ ہے جس میں سچ کا شائبہ تک نہیں۔ مرزا قادیانی اور اکابر جماعت احمدیہ کے نزدیک صرف وہی کافر نہیں۔ جس نے مرزا قادیانی کو کاذب اور جماعت احمدیہ کو کافر کہا۔ بلکہ وہ بھی کافر ہے جو مرزا قادیانی کو دل میں بھی سچا جانتا ہے اور زبان سے بھی سچے ہونے کا اقرار کرتا ہے مگر بیعت میں شامل نہیں۔ بلکہ مرزا بشیرالدین محمود احمد کے نزدیک کل مسلمان جو مرزا قادیانی کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ خواہ کسی نے مرزا قادیانی کا نام نہ سنا ہو۔ کیا جس نے مرزا قادیانی کا نام تک نہیں سنا۔ اس نے مرزا قادیانی یا جماعت احمدیہ کو کافر کہا ہے کہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے اس پر بھی کفر کا فتویٰ لگایا۔ اصل بات یہ ہے کہ کوئی (غیر مرزائی) مرزا قادیانی کو کافر جانے یا مسلمان جب تک مرزا کی بیعت میں شامل نہ ہو۔ مرزائیوں کے نزدیک وہ مسلمان نہیں۔ چنانچہ چند عبارتیں مرزا قادیانی اور اکابر جماعت مرزائیہ کی کتب سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرماویں۔ (عبدالرحمٰن)

گالیاں

۱..... ''میری کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میرے دعوؤں کی تصدیق کرتے ہیں۔ مگر بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۲..... ''اور جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے۔'' (انوار الاسلام ص ۳۰ خزائن ج ۹ ص ۳۱)

۳..... ''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔'' (نجم الہدیٰ ص ۱۰ خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

فتویٰ کفر

۱..... ''خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں۔''

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۶۰۷ طبع چہارم، حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳ خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

۲..... ''مجھے الہام ہوا، جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔''

(بحوالہ کلمۃ الفصل ص ۱۲۹)

۳..... ''جو شخص میرا مخالف ہے وہ عیسائی، یہودی، مشرک ہے۔''

(نزول المسیح ص ۴ خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۲ حاشیہ)

۴..... ''ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو تو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (بحوالہ کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

۵..... ''پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب کو الہام کے ذریعہ اطلاع دی کہ تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں اور نہ صرف یہ اطلاع دی بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ۔ دوسری بات یہ کہ حضرت (مرزا قادیانی) نے عبدالحکیم خاں کو جماعت سے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا۔ تیسری یہ کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہنے کا ایک خبیث عقیدہ ہے۔ چوتھی یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لئے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۲۵)

۵.....

چوں دور خسروی آغاز کردند مسلماں را مسلماں باز کردند

(تذکرہ ص ۶۶۵ طبع چہارم، حقیقت الوحی ص ۱۰۷ خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰)

''اس الہامی شعر میں (یہ شعر مرزا قادیانی کا ہے) اللہ تعالیٰ نے کفر و اسلام کو بڑی

وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے۔مسلمان تو اس لئے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جائے لوگوں کو پتہ نہیں چل سکتا کہ کون مراد ہے۔ مگر ان کے اسلام کا اس لئے انکار کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں۔ بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جائے۔'' (ملخص کلمۃ الفصل ص ۱۲۵، ۱۲۶)

''معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو بھی بعض وقت اس بات کا خیال آیا کہ کہیں میری تحریروں سے غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر لوگ دھوکہ نہ کھائیں۔اس لئے آپ نے کہیں کہیں بطور ازالہ کے غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھ دیئے کہ وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں تا جہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو اس سے مدعی اسلام سمجھا جاوے نہ کہ حقیقی مسلمان۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۲۶)

''پس یہ ایک یقینی بات ہے کہ حضرت مرزا (قادیانی) نے جہاں کہیں بھی غیر احمدیوں کو مسلمان کہہ کر پکارا ہے وہاں صرف یہ مطلب ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں ورنہ آپ حسب حکم الٰہی اپنے منکروں کو مسلمان نہ جانتے تھے۔'' (بحوالہ کلمۃ الفصل ص ۱۲۷)

۷..... ''آپ (مرزا قادیانی) کے مبعوث کئے جانے کی یہ غرض نہ تھی کہ لوگ آپ کو مسلمان سمجھ لیں اور بس، بلکہ یہ تھی کہ آپ کو قبول کریں آپ مسلماں را مسلماں باز کردند کے مطابق مسلمان کہلانے والوں کو سچے اور حقیقی مسلمان بنائیں۔پس حضرت مرزا (قادیانی) نے یہ کبھی نہیں کہا اور لکھا کہ جو مجھے مسلمان کہہ لے وہ پکا مسلمان ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہی کہا کہ جو مجھے مانے گا اور قبول کرے گا وہی مسلمان ہوگا۔''

(بحوالہ اخبار الفضل قادیاں ج ۶ نمبر ۴۶ ص ۹ کالم نمبر ۲ مؤرخہ ۲۱ ردسمبر ۱۹۱۸ء)

۸..... ''آپ نے (مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی) نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے۔مگر مزید اطمینان کے لئے ابھی بیعت میں توقف کرتا ہے، کافر ٹھہرایا ہے بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا۔لیکن ابھی بیعت

میں کچھ توقف ہے، کافر ٹھہرایا ہے۔‘‘

(ارشاد میاں محمود احمد رسالہ تشحیذ الاذہان ج ۶ نمبر ۱۴، اپریل ۱۹۱۱ء ص ۱۴۰، ۱۴۱)

۹..... ’’کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘

(آئینہ صداقت ص ۳۵، انوار العلوم ج ۶ ص ۱۱۰)

رشتہ کے متعلق

۱..... ’’حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے۔ اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔‘‘

(برکات خلافت ص ۷۵، انوار العلوم ج ۲ ص ۲۱۱)

۲..... ’’ایک اور بھی سوال ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اوّل نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا۔ ابھی چند ماہ ہوئے ایک شخص نے غیر احمدیوں میں اپنی لڑکی دی تھی، میں نے اسے جماعت سے الگ کر دیا۔‘‘ (انوار خلافت ص ۹۴، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۵۱)

۳..... ’’یہ اعلان بغرض آگاہی عام شائع کیا جاتا ہے کہ احمدی لڑکیوں کے نکاح غیر احمدی مردوں سے کرنے ناجائز ہیں۔‘‘ (اخبار الفضل ج ۲۰ نمبر ۹۷ ص ۸ کالم نمبر ۲، ۱۴ر فروری ۱۹۳۳ء)

’’جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی کو دیتا ہے میرے نزدیک وہ احمدی نہیں، کوئی شخص کسی کو غیر مسلم جانتے ہوئے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں دے سکتا ایسے نکاح خوان کے متعلق ہم وہی فتویٰ دیں گے جو اس شخص کی نسبت دیا جا سکتا ہے جس نے ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے پڑھ دیا ہو۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۸۸ ص ۶ کالم نمبر ۳، ۲۳ر مئی ۱۹۲۱ء)

۴..... ’’پانچویں بات جو اس زمانہ میں ہماری جماعت کے لئے نہایت ضروری ہے وہ غیر احمدی کو رشتہ نہ دینا ہے۔ جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے، وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا کسی عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔‘‘ (ملائکۃ اللہ ص ۴۶، انوار العلوم ج ۵ ص ۴۴۰)

نماز کے متعلق

۱..... ’’صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔‘‘

(مؤرخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء اخبار الحکم ارشاد جناب مرزا قادیانی، ملفوظات ج ۲ ص ۳۲۱)

۲..... ’’حضرت مسیح موعود نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ بھی پوچھو گے۔ اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں۔ جائز نہیں جائز نہیں۔‘‘ (انوار خلافت ص ۸، ۹، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۴۷)

۳..... ’’ان لوگوں کو اپنا امام نہیں بنانا چاہئے جنہوں نے حضرت مسیح موعود کو قبول نہیں کیا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مغضوب ٹھہر چکے ہیں اور ہمیں اس وقت تک کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ جب تک کہ وہ بیعت میں داخل نہ ہو جائے اور ہم میں شامل نہ ہو۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔‘‘

(انوار خلافت ص ۹۰، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۴۸)

’’مرزا قادیانی سے جب یہ سوال ہوا کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف نہیں تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں یا نہ پڑھیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے فرمایا پہلے تمہارا فرض ہے اسے واقف کرو۔ پھر اگر نہ تصدیق کرے نہ تکذیب وہ بھی منافق ہے، اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔‘‘ (ملفوظات احمدیہ ج سوم ص ۲۷۷)

جنازہ کے متعلق

۱..... ’’سوال: کیا کسی کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو۔ یہ کہنا جائز ہے کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت نصیب کرے اور مغفرت کرے؟

جواب: غیر احمدیوں کا کفر بالکل ثابت ہے اور کفار کے لئے دعا مغفرت جائز نہیں۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۵۹ ص ۲ کالم نمبر ۱، مؤرخہ ۷ر فروری ۱۹۲۱ء)

۲..... ’’حضرت رسول کریم ﷺ نے جب کسی کافر کا جنازہ پڑھا تو وہ ابتداء زمانہ اسلام کی بات تھی۔ جب کہ تبلیغ پورے طور پر پہنچ چکی تھی تو بعد میں مشرکین کو حرم میں آنے کی بھی اجازت نہ رہی۔ اگر حضرت (مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی) نے آنحضرت ﷺ کے اس فعل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منکرین کے جنازہ کی اجازت دی تو وہ بھی اوائل کی بات تھی، بعد میں اگر کسی نے اس فتویٰ کو جاری سمجھا تو وہ اس کی اجتہادی غلطی ہے۔ جس کو حضرت خلیفہ اوّل حکیم نورالدین صاحب نے صاف حکم کے ساتھ رد کر دیا کہ غیر احمدی کا جنازہ ہرگز جائز نہیں۔‘‘ (اخبار الفضل قادیاں ج ۳۰ نمبر ۱۰ مؤرخہ ۲۹ر اپریل ۱۹۶۶ء)

’’آپ کا (مرزا غلام احمد صاحب کا) ایک بیٹا فوت ہو گیا جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق بھی کرتا تھا۔ جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے آپ ٹہلتے جاتے تھے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شرارت نہ کی تھی بلکہ میرا فرمانبردار ہی رہا ہے۔ ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا اور شدت مرض میں مجھے غش آ گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ میرے پاس کھڑا نہایت درد سے رو رہا تھا۔ آپ یہ بھی فرماتے کہ یہ میری بڑی عزت کیا کرتا تھا لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ حالانکہ وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض احمدی بھی اتنے نہ ہوں گے۔ محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی اور اس کے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ حضرت نے اس کو فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو، اس نے طلاق لکھ کر حضرت صاحب کو بھیج دی کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے اسی طرح کریں لیکن باوجود اس کے جب وہ مرا تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔‘‘ (انوار خلافت ص ۹۱، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۴۹)

۴..... ’’تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیاں میں ایک لڑکا پڑھتا ہے، چراغ الدین نام، حال میں جب وہ اپنے وطن سیالکوٹ گیا تو اس کی والدہ صاحبہ فوت ہوگئیں۔ متوفیہ کو اپنے نوجوان بچے سے بہت محبت تھی۔ مگر سلسلہ میں داخل نہ تھیں، اس لئے عزیز چراغ الدین نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ اپنے اصول اور مذہب پر قائم رہا۔ شاباش اے تعلیم الاسلام کے غیور فرزند! کہ قوم کو اس وقت تجھ سے غیور بچوں کی ضرورت ہے۔‘‘

(اخبار الفضل ج ۲ نمبر ۱۲۹ ص ۱ کالم نمبر ۲ مؤرخہ ۲۰/اپریل ۱۹۱۵ء)

۵..... ’’جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب پر ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائداعظم احمدی نہ تھے۔ لہٰذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔‘‘ (ٹریکٹ نمبر ۲۲ بعنوان احراری علماء کی راست گوئی کا نمونہ، الناشر: مہتمم نشر واشاعت نظارت دعوت وتبلیغ صدر انجمن ربوہ ضلع جھنگ)

(نوٹ) جماعت احمدیہ کی طرف سے ۱۹۷۰ء کے انتخاب کے دوران ایک اشتہار شائع ہوا تھا، جس میں بڑے فخر کے ساتھ بیان کیا گیا تھا، کہ قائداعظم نے سر ظفر اللہ خان کو عزیز بیٹے کے نام سے نوازا تھا۔ مگر اسی بیٹے نے نہ ہی مرحوم کو مسلمان جانا اور نہ ہی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ (از مرتب)

۷..... ’’کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابو طالب بھی قائداعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے، مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور رسول خدا ﷺ نے۔‘‘

(الفضل لاہور ج ۶/۴۰ نمبر ۲۵۲ ص ۴ کالم نمبر ۲ مؤرخہ ۲۸/اکتوبر ۱۹۵۲ء)

۸..... ’’ایک اور سوال یہ رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے۔ اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ فوت ہو جائے، جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا۔ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو مذہب ماں باپ کا ہوتا ہے

شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔'' (انوار خلافت ص ۹۳، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۵۰)

۹..... ''اگر یہ کہا جاوے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی کوئی مرا ہو اور اس کے مر چکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے تو جنازہ کے متعلق کیا کرے اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر ہی نظر رکھتے ہیں۔ چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے کہ خدا تعالیٰ کے رسول اور نبی کی پہچان اسے نصیب نہیں۔ اس لئے ہم جنازہ نہیں پڑھیں گے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۳۶ ص ۸ کالم نمبر ۳ مؤرخہ ۶ رمئی ۱۹۱۵ء)

مکمل مقاطعہ

''حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم ﷺ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی، دوسری دنیوی، دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی جازت ہے تو میں کہتا ہوں، نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کیا جاتا ہے تو جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم ﷺ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۶۹، ۱۷۰)

(از مرتب) صاحب زادہ بشیر احمد بی.اے نے غیر مرزائیوں کے ثبوت کفر پر مستقل ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس کا نام کلمۃ الفصل ہے۔ یہ رسالہ ۹۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں مرزا بشیر الدین محمود خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ کے وہ بیانات جو اس موضوع پر وقتاً فوقتاً اخبار الفضل میں چھپتے رہے ہیں۔ اگر سب کو یکجا جمع کیا جائے تو یہ ایک ضخیم دفتر بن جائے۔ طوالت کے خوف سے بطور نمونہ چند عبارتیں نقل کردی ہیں۔ اب

آخر میں جماعت اسلامی کے رسالہ ترجمان القرآن کی ایک عبارت نقل کر کے علامہ اقبال مرحوم کے شعر پر اپنے اس پمفلٹ کو ختم کرتا ہوں۔

''جماعت اسلامی سے آپ لوگوں کو یہ شکایت ہے کہ وہ آپ کو ''غیر مسلم اقلیت'' قرار دینا چاہتی ہے لیکن آپ لوگ کبھی ٹھنڈے دل سے یہ نہیں سوچتے کہ یہ آپ کے اپنے ہی مذہبی عقیدے کا لازمی نتیجہ ہے۔ آپ محمد ﷺ کے بعد ایک اور نبی کی نبوت کے قائل ہیں اور ہر اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جو اس کی نبوت پر ایمان نہ لائے۔ یہ نئی نبوت ایک ایسی دیوار ہے جس نے آپ کو تمام دنیا کے ان مسلمانوں سے الگ کر دیا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے ہر شخص کو کاذب اور اس پر ایمان لانے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ یہ دیوار آپ کے عقیدے کی بنا پر بھی اور مسلمانان عالم کے عقیدے کی بنا پر بھی ایسی ناقابل عبور ہے کہ اس کی موجودگی میں آپ اور ہم ایک امت میں کسی طرح جمع نہیں ہو سکتے۔ نبوت کے دعویٰ سے یہ نتیجہ آپ سے آپ نکلتا ہے کہ جو اس کو مانے، وہ ایک امت ہو اور جو اس کو نہ مانے وہ دوسری امت۔ اس چیز کا دعویٰ لے کر جب ایک شخص اٹھ چکا ہے تو لامحالہ اسے سچا سمجھنے والوں کے نزدیک بھی وہ سب لوگ کافر ہونے چاہئیں۔ جو لوگ اسے جھوٹا سمجھیں اور اسی طرح اسے جھوٹا سمجھنے والوں کے نزدیک وہ سب لوگ کافر ہونے چاہئیں جو لوگ اسے سچا سمجھیں۔ اب جب کہ یہ صورت حال ایک امر واقعی کے طور پر موجود ہے تو آخر لوگ اسے تسلیم کرنے سے گریز کیوں کرتے ہیں؟ آپ کو سیدھی طرح یہ مان لینا چاہئے کہ مرزا غلام احمد کی نبوت کے منکرین آپ کے عقیدے کی رو سے غیر مسلم اکثریت ہیں اور اس پر ایمان لانے والے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے عقیدے کی رو سے غیر مسلم اقلیت۔''

پنجاب کے ارباب نبوت کی شریعت کہتی ہے کہ یہ مومن پارینہ ہے کافر

(اقبال مرحوم)

(ترجمان القرآن ج ۴۷ عدد ۶ ص ۳۲۵، اشارات)

حافظ عبدالرحمٰن

قادیانیت سے اعانت، ایمان کامل نہ ہونے کی علامت

قطب الارشاد شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز، پیر طریقت حضرت سید انور حسین نفیس الحسینی دامت برکاتہم فرماتے ہیں: حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل کرنے کے لئے نہایت ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دلی نفرت کی جائے۔ قادیانیت دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ ایک دفعہ مظہر ملتانی قادیانی، قادیانیوں کی گڑھی شاہو لاہور میں واقع عبادت گاہ گڑھی شاہو کی پیشانی کے لئے کلمہ طیبہ لکھوانے کے لئے آیا۔ میں نے اسے سختی سے ڈانٹ دیا کہ تمہیں یہ جرأت کس طرح ہوئی کہ میں قادیانیوں کا کام کروں گا۔

ایک دفعہ ایک پریس والے کا رقعہ لے کر ایک شخص آیا کہ یہ نظم کا کام کرانا چاہتے ہیں، نثر کے کام کی نسبت کاتبوں کے لئے نظم کا کام کرنا آسان ہوتا ہے۔ رقعہ میں تحریر تھا کہ جو آپ معاوضہ کہیں گے، آپ کو دیں گے۔ یہ بات میرے مزاج کے خلاف تھی۔ تاہم کام کی آسانی اور پریس والوں کی شناسائی کے باعث اس آدمی کو میں نے بٹھالیا اور مسودہ دیکھا تو وہ مرزا غلام احمد قادیانی کا کلام ''درثمین'' تھا۔ نامراد مرزا غلاما حمد قادیانی کا کلام دیکھ کر مجھے بہت تعجب اور صدمہ ہوا۔ جس پریس والے نے یہ رقعہ لکھا تھا، اس پر بھی افسوس ہوا کہ میرے اندر ضرور کوئی کمی ہوگی کہ کفر مجھ سے کافرانہ کلام لکھوانے کی امید سے میرے دروازے پر آ گیا۔ استغفار کیا اور اس آدمی کو چلتا کیا۔ میں نے زندگی بھر کسی قادیانی کا کوئی کام نہیں کیا۔

یہ واقعات اس لئے بیان کر دیئے ہیں کہ دوسرے خوش نویس حضرات خواہ وہ کمپیوٹر کتابت کرتے ہوں، ان کو نصیحت ہو کہ وہ مسلمان ہو کر قادیانیوں کا کام نہ کریں۔ یہ بھی قادیانیت سے اعانت کے زمرے میں آتا ہے۔ شرعاً حرام اور ناقابل معافی ہے۔ ماخذ تحفظ ختم نبوت اہمیت وفضیلت

✡ ✡ ✡

چھوٹا منہ بڑی بات

یعنی

مرزا قادیانی کی زبان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق توہین آمیز کلمات

حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفرگڑھی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

زیرنظر رسالہ ایک تاریخی المیہ کی دردناک داستان ہے کہ مرزا قادیانی نے جب سے اصلاح وتجدید کے نام پر قلم اٹھایا اپنے مخاطبین کو وہ گالیاں دیں کہ دنیا بھر کی تاریخ میں چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی اس دور کی مثال نہیں مل سکتی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو گالیاں دینے کا خاص چسکا تھا۔ اگرچہ آپ کے قلم خونخوار سے نہ کوئی بچا، نہ صحابی، نہ اہل بیت، نہ علماء اور بزرگان امت۔ مگر عجیب عجوبہ یہ ہے کہ آپ جس کے مثیل ہونے کے مدعی تھے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کو آپ نے منہ بھر کر گالیاں دیں کہ یہودی بھی کان میں انگلیاں دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس بارے میں مرزا قادیانی کی تحریرات اس قدر متعفن تھیں کہ میں ناک پر کپڑا رکھے بغیر ان کو پڑھ نہیں سکا اور آپ بھی یقیناً تلخی اور تعفن محسوس کریں گے۔

زیرنظر رسالہ پہلا حصہ ہے جس میں مرزا قادیانی کے کلام سے چند نمونے آپ کے دماغ کی عطر ریزی کے لئے جمع کر دیئے ہیں۔ دوسرے حصہ میں ان عبارات کے متعلق عذر گناہ بدتر از گناہ کا مکمل پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے اور الزامی اور تحقیقی جواب سے مزین کیا ہے۔

اس رسالہ میں طریقہ اختیار کیا گیا ہے پہلے صفحات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآنی تعلیمات اور اسلامی نقطہ نگاہ کی وضاحت ہے اور اس کے بعد اگلے صفحات پر مرزا قادیانی کے عقائد قرآن شریف سے انحراف اور توہین مسیح کی عبارتیں درج ہیں جو اس کی اپنی کتابوں سے بقید صفحہ ہیں۔ حوالے خود اصل کتابوں سے درج کئے گئے ہیں۔ ان میں خیانت ثابت کرنے والوں کو فی حوالہ ایک ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔

اب مطالعہ کے بعد فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ یہ بازاری گالیاں نبی تو ایک طرف عام آدمی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ایک غیر شریف انسان کے قلم سے بھی نہیں نکل سکتیں۔

حافظ عبدالرحمٰن عفی عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

’’انّ اللہ اصطفٰی آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العٰلمین ذریۃ بعضھا من بعض. واللہ سمیع علیم. اذ قالت امراۃ عمران ربّ انّی نذرت لک ما فی بطنی محرراً فتقبل منی انک انت السمیع العلیم. فلمّا وضعتھا قالت ربّ انّی وضعتھا انثٰی واللہ اعلم بما وضعت ولیس الذکر کالانثٰی. وانّی سمیتھا مریم وانّی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطٰن الرجیم. فتقبلھا ربھا بقبول حسن وانبتھا نباتا حسناً وکفلھا زکریا کلما دخل علیھا زکریا المحراب وجد عندھا رزقا قال یامریم انّی لک ھذا قالت ھو من عنداللہ انّ اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب (آل عمران: ۳۳تا۳۷)‘‘ بے شک اللہ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کے گھر کو اور عمران یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے نانا کے گھر کو سارے جہان سے، جو اولاد تھے ایک دوسرے کی اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ جب عمران کی عورت یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی نانی نے کہا کہ اے رب! میں نے نذر کیا آپ کی جو کچھ میرے پیٹ میں ہے سب سے آزاد رکھ سو تو مجھ سے قبول کر سو تو ہی ہے اصل سننے والا جاننے والا۔ پھر جب وہ بچی اس کے ہاں پیدا ہوئی تو اس نے کہا اے رب! میرے ہاں تو لڑکی پیدا ہوگئی ہے۔ حالانکہ جو کچھ اس نے جنا تھا اللہ کو اس کی پوری خبر تھی اور لڑکا لڑکی کی طرح نہیں ہوتا۔ خیر میں نے اس کا نام مریم رکھ دیا ہے اور میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کے فتنہ سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ آخر کار اس کے رب نے اس لڑکی کو بخوشی قبول فرمالیا اور اسے بڑی اچھی لڑکی بنا کر اٹھایا اور زکریا علیہ السلام کو اس کا سرپرست کیا (مریم کے خالو لگتے تھے) زکریا علیہ السلام جب کبھی اس کے پاس عبادت گاہ میں جاتے تو اس کے پاس کچھ نہ کچھ کھانے پینے کی چیزیں رکھی پاتے، ازراہ تعجب پوچھا مریم یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا وہ جواب دیتی اللہ کے پاس سے آیا ہے، اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

’’واذ قالت الملئکۃ یا مریم انّ اللہ اصطفٰک وطھرک واصطفٰک علٰی نساء العلمین. یامریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی

مع الراکعین. (آل عمران: ۴۲، ۴۳) اذ قالت الملٰئکة یامریم انّ اللہ یبشرک بکلمة منه اسمه المسیح عیسٰی ابن مریم. (آل عمران: ۴۵) ومریم بنت عمران التی احسنت فرجها فنفخنا فیه من روحنا وصدقت بکلمٰت ربها وکتبه وکانت من القانتین (التحریم: ۱۲)'' پھر جب مریم نے فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ نے تجھے برگزیدہ کیا اور پاکیزگی عطا کی اور تمام دنیا کی عورتوں پہ تجھ کو ترجیح دے کر اپنی خدمت کے لئے چن لیا۔ اے مریم! اپنے رب کی تابع فرمان بن کر رہ اس کے آگے سربسجود ہو اور جو بندے اس کے حضور جھکنے والے ہیں۔ ان کے ساتھ تو بھی جھک جا جب فرشتوں نے کہا اے مریم! اللہ تجھے بیٹے کی خوشخبری دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسٰی بن مریم ہوگا اور مریم عمران کی بیٹی جس نے بچائے رکھا اپنے آپ کو بدکاری سے پھر ہم نے پھونک دی اس میں اپنی طرف سے ایک روح اور سچا جانا مریم نے اپنے رب کی باتوں اور کتابوں کو اور وہ (مریم) تھی بندگی کرنے والوں میں سے۔ مریم بولی اے پروردگار! مجھے بیٹا کہاں سے ہوگا، مجھے تو کسی آدمی نے چھوا بھی نہیں۔ جواب ملا ایسا ہی ہوگا، اللہ جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو بس فرماتا ہے ہو جا وہ ہو جاتا ہے۔

''واذکر فی الکتٰب مریم اذانتبذت من اهلها مکاناً شرقیاً. فاتخذت من دونهم حجاباً فارسلنا الیها روحنا فتمثل لها بشراً سویا. قالت انّی اعوذ بالرحمن منک ان کنت تقیا. قال انما انا رسول ربک لاهب لک غلاما زکیا. قالت انّی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیا. قال کذالک قال ربک هو علیّ هین ولنجعله اٰیة للناس ورحمة منا وکان امراً مقضیاً. فحملته فانتبذت به مکانا قصیا. فاجاء ها المخاض الی جذع النخلة قالت یالیتنی مت قبل هذا وکنت نسیا منسیا. فنادٰها من تحتها الا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا. وهزّی الیک بجذع النخلة تساقط علیک رطبا جنیا. فکلی واشربی وقری عیناً فامّا ترینّ من البشر احداً فقولی انی نذرت للرحمن صوماً فلن اکلم الیوم انسیاً. فاتت به قومها تحمله قالوا یامریم لقد جئت فریّاً. یا اخت هارون

ما کان ابوک امرأ سوء وما کانت امک بغیا. فاشارت الیه قالوا کیف نکلم من کان فی المهد صبیاً. قال انّی عبدالله اتنی الکتاب وجعلنی نبیاً. وجعلنی مبارکا اینما کنت واوصانی بالصلوٰة والزکاة ما دمت حیاً. وبراً بوالدتی ولم یجعلنی جباراً شقیاً. والسلام علیّ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا(مریم:۱۶تا۳۳) ''اے محمد! اس کتاب (قرآن) میں مریم کا حال بیان کرو جب کہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہوکر شرقی جانب گوشہ نشین ہوئی اور پردہ ڈال کر ان سے چھپ کر نہانے کی غرض سے بیٹھی تھیں۔ اس حالت میں ہم نے اس کے پاس اپنی روح یعنی فرشتے کو بھیجا اور وہ اس کے سامنے پورے انسان کی شکل میں ظاہر ہوا۔ مریم یکا یک کہنے لگیں کہ اگر تو خدا سے ڈرنے والا آدمی ہے تو رحمٰن کی پناہ تجھ سے کہ مجھ سے دور رہ اس نے کہا میں تو تیرے رب کا رسول ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔ مریم نے کہا مجھے کیسے لڑکا ہوگا جب کہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں۔ فرشتے نے کہا ایسے ہی ہوگا تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم یہ اس لئے کریں گے کہ اس لڑکے کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ہوکر رہنا ہے۔ مریم حاملہ ہوئی اور وہ اس حمل کو لئے ہوئے ایک دور کے مقام پر چلی گئی۔ پھر دردزہ نے اسے ایک کھجور کے نیچے پہنچا دیا وہ کہنے لگی کاش میں اس سے پہلے ہی مرجاتی اور میرا نام ونشان نہ رہتا۔ فرشتے نے نیچے سے اس کو پکار کر کہا غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے اور تو ذرہ اس درخت کے تنے کو ہلا تیرے اوپر تروتازہ کھجوریں گریں گی۔ پس تو کھا اور پانی پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر پھر اگر کوئی آدمی تجھے نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے رحمٰن کے لئے روزے کی منت مانی ہے۔ اس لئے آج میں کسی سے نہ بولوں گی۔ پھر وہ اپنے بچے کو لئے ہوئے اپنے لوگوں میں آئی، لوگ کہنے لگے اے مریم! یہ تو تو نے بڑا پاپ کر ڈالا، اے ہارون کی بہن نہ تیرا باپ برا تھا اور نہ ہی تیری ماں تھی بدکار عورت۔ مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا لوگوں نے کہا ہم اس سے کیا بات کریں جو پنگھوڑے میں پڑا ہوا، ایک بچہ ہے۔ بچا بولا میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا اور بابرکت کیا جہاں بھی میں رہوں

اور نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں اور اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا بنوں اور مجھ کو جبار اور بد بخت نہیں بنایا۔ سلام ہے مجھ پر جب کہ میں پیدا ہوا اور جب کہ میں مروں اور جب کہ میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں۔

''اذ قالت الملٰئکة یامریم انّ اللہ یبشرک بکلمة منه اسمه المسیح عیسی ابن مریم وجیها فی الدنیا والاخرة ومن المقربین. ویکلم الناس فی المهد وکهلا ومن الصالحین. قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذالک اللہ یخلق ما یشآء. اذا قضٰی امراً فانّما یقول که کن فیکون. ویعلّمه الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل. ورسولاً الی بنی اسرائیل انی قد جئتکم بایة من ربکم انی اخلق لکم من الطین کهیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیراً باذن اللہ وابرئ الاکمه والابرص واحی الموتٰی باذن اللہ وانبئکم بما تأکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذالک لایة لکم ان کنتم مؤمنین (آل عمران: ۴۵ تا ۴۹)'' اور جب فرشتے نے کہا اے مریم! اللہ تعالیٰ تجھے ایک بیٹے کی خوشخبری دیتا ہے۔ اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ دنیا اور آخرت میں عزت والا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں شمار کیا جائے گا اور لوگوں سے پنگھوڑے میں بھی کلام کرے گا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی اور وہ ایک مرد صالح ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسے کتاب اور حکمت کی تعلیم دے گا اور تورات اور انجیل کا علم سکھائے گا اور بنی اسرائیل کی طرف اپنا رسول مقرر کرے گا اور جب وہ بحیثیت رسول بنی اسرائیل کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس معجزات لے کر آیا ہوں۔ میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی صورت کا ایک مجسمہ بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جائے گا اور میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں اور مردے زندہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور بتاتا ہوں کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھروں میں ذخیرہ کر کے رکھتے ہو۔ اس میں تمہارے لئے کافی نشانی ہے، اگر تم ہو ایمان لانے والے۔

''اذ قال اللہ یٰعیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلٰی

والدتک اذ ایدتّک بروح القدس تکلم الناس فی المھد وکھلا واذ علّمتک الکتاب والحکمۃ والتورٰۃ والانجیل واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنخ فیھا فتکون طیراً باذنی وتبرئ الاکمہ والابرص باذنی واذتخرج الموتٰی باذنی واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبیّنٰت فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الّا سحر مبین (المائدہ: ۱۱۰)'' جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میری اس نعمت کو جو میں نے تجھے اور تیری والدہ کو عطا فرمائی تھی۔ میں نے روح القدس سے تیری مدد کی تھی تو پنگھوڑے میں باتیں کرتا تھا، لوگوں سے اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی۔ میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل کی تعلیم دی تو میرے حکم سے مٹی کا پتلا پرندے کی شکل کا بناتا اور اس میں پھونکتا تھا اور وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتا تھا اور تو مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا اور تو مردوں کو میرے حکم سے زندہ کرتا تھا۔ پھر جب تو بنی اسرائیل کے پاس کھلے کھلے معجزات لے کر آیا اور جو لوگ ان میں سے کافر تھے۔ انہوں نے کہا کہ یہ معجزات جادو کے سوا اور کچھ نہیں ہیں۔

ناظرین کرام! گزشتہ صفحات میں آپ نے قرآن مجید کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان وشوکت کو ملاحظہ فرمایا۔ اب آئندہ صفحات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی کے ارشادات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

خیالات مرزا

''مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم تورات عین حمل میں کیوں کر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار (ترکھان) کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار (ترکھان) کے نکاح میں آوے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔'' (کشتی نوح ص ۱۶ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)

''یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں۔''

(کشتی نوح ص ۱۶ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸ حاشیہ)

''حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے۔ مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے حتی کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے جس کو برا نہیں مانتے بلکہ ہنسی ٹھٹھے میں بات کو ٹال دیتے ہیں۔ کیونکہ یہود کی طرح یہ لوگ ناطہ کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جس سے پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا ہے۔''

(ایام صلح ص ۶۶ حاشیہ خزائن ج ۱۴ ص ۳۰۰)

''ایک اور اعتراض ہے جو ہم (یعنی مرزا قادیانی) نے کہا تھا اور وہ یہ ہے کہ یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ موروثی اور کسبی گناہ سے پاک ہے۔ حالانکہ یہ صریح غلط ہے۔ یسوع نے اپنا تمام گوشت و پوست اپنی والدہ سے پایا تھا اور وہ گناہ سے پاک نہ تھی۔'' (کتاب البریہ ص ۵۳ خزائن ج ۱۳ ص ۷۷)

''آپ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھی جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔''

نعوذ باللہ من ذالک! (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

''ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کی روح تھی لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آ جائے گا، بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹ حاشیہ)

''ہاں آپ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آ جاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں۔ کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵ حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو مگر خود اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولدالحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور برے برے نام رکھے۔‘‘

(چشمہ مسیحی ص ۱۱ خزائن ج ۲۰ ص ۳۴۶)

’’یہ بھی یاد رہے کہ آپ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کو کس قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ آپ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵-۷ حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹، ۲۹۰)

’’آپ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

’’میرے نزدیک مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا۔‘‘

(بیان مرزا قادیانی مندرجہ ریویو ج ۱ ص ۱۲۴، مارچ ۱۹۰۲ء)

’’یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے، شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔‘‘

(کشتی نوح ص ۶۵ خزائن ج ۱۹ ص ۷۱ حاشیہ)

’’مجھے ایک دفعہ ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابطیس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابطیس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) تو

شرابی تھا اور دوسرا (یعنی مرزا قادیانی) افیونی۔'' (نسیم دعوت ص ۶۷ خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۴، ۴۳۵)

''یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کب تک ان کے حال پر روئیں۔ کیا یہ مناسب تھا کہ وہ ایک زانیہ عورت کو یہ موقع دیتا کہ وہ عین جوانی اور حسن کی حالت میں ننگے سر اس سے مل کر بیٹھتی اور نہایت ناز و نخرہ سے اس کے پاؤں پر اپنے بال ملتی اور حرام کاری کے عطر سے اس کے سر پر مالش کرتی۔ اگر یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کا دل بدخیالات سے پاک ہوتا تو وہ ایک کسبی عورت کو نزدیک آنے سے ضرور منع کرتا۔ مگر ایسے لوگوں کو حرام کار عورتوں کے چھونے سے مزہ آتا ہے، وہ ایسے نفسانی موقع پر کسی ناصح کی نصیحت بھی نہیں سنا کرتے۔ دیکھو یسوع کو ایک غیرت مند بزرگ نے نصیحت کے ارادے سے روکنا چاہا کہ ایسی حرکت کرنا مناسب نہیں۔ مگر یسوع نے اس کے چہرہ کی ترش روئی سے سمجھ لیا کہ میری اس حرکت سے یہ شخص بیزار ہے تو رندوں کی طرح اعتراض کو باتوں میں ٹال دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ کنجری بڑی اخلاص مند ہے، ایسا اخلاص تو تجھ میں بھی نہیں پایا گیا۔ سبحان اللہ! یہ کیا عمدہ جواب ہے۔ یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) ایک زنا کار عورت کی تعریف کر رہے ہیں کہ بڑی نیک بخت ہے۔ بھلا جو شخص ہر وقت شراب سے مست رہتا ہے اور کنجریوں سے میل جول رکھتا ہے اور کھانے پینے میں بھی ایسا اوّل نمبر کا جولوگوں میں یہ اس کا نام ہی پڑ گیا ہے کہ یہ کھاؤ پیو ہے۔ اس سے کس تقویٰ اور نیک بختی کی امید ہو سکتی ہے۔ کون عقل مند اور پرہیز گار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھے گا جو جوان عورتوں کے چھونے سے پرہیز نہیں کرتا۔ ایک کنجری خوب صورت ایسی قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے۔ کبھی ہاتھ لمبا کر کے سر پر عطر مل رہی ہے، کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوش نما اور سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے اور گود میں تماشا کر رہی ہے۔ یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں اور اگر کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھڑک دیتے ہیں اور طرفہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی عادت اور پھر مجرد (یعنی کنوارے) اور ایک خوب صورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے، کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسبی کے چھونے سے یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ

پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا۔ کم بخت زانیہ کے چھونے سے اور ناز وادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔ اسی وجہ سے یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کے منہ سے یہ بھی نہ نکلا اے حرام کار عورت مجھ سے دور رہ۔'' (نور القرآن نمبر ۲ ص ۴۶، ۴۷ روحانی خزائن ج ۹ ص ۴۴۸، ۴۴۹)

''مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن شریف میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔'' (دافع البلاص اندرون ٹائٹل خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰)

''اور جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔''

(چشمہ مسیحی ص ۲۷، ۲۸ خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۶)

''مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ ہیجڑا ہونا کوئی صفت نہیں۔ حضرت مسیح مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔''

(مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۲۸، نور القرآن ص ۱۱ خزائن ج ۹ ص ۳۹۲)

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت لکھا ہے کہ وہ مہد میں بولنے لگے اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ پیدا ہوتے ہی یا دو چار مہینہ کے بعد بولنے لگے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ دو چار برس کے ہوئے کیونکہ یہی وقت تو بچوں کا پنگھوڑوں میں کھیلنے کا ہوتا ہے اور ایسے بچے کے لئے باتیں کرنا کوئی تعجب انگیز امر نہیں۔ ہماری لڑکی امۃ الحفیظ بھی بڑی باتیں کرتی ہے۔''

(ملفوظات ج ۹ ص ۳۳۵، الحکم ج ۱۱ نمبر ۱۱ ص ۱۰، ۱۱ مؤرخہ ۳۱ / مارچ ۱۹۰۷ء)

’’عیسیٰ علیہ السلام گرفتار کئے گئے، ہاتھ پاؤں میں بیڑیاں ڈالی گئیں، گالیاں دی گئیں، سر پر کانٹوں کا تاج رکھا گیا، چہرے پر تھوکا گیا، پسلی چھیدی گئی، تازیانے لگائے گئے، منہ پر طمانچے مارے گئے، ہنسی کی گئی، ٹھٹھے اڑائے گئے، ہاتھ پاؤں میں کیلیں ٹھوکی گئیں جن سے وہ عشی کی حالت میں ہوگیا جو کچھ اس کے مقدر میں تھا سب کچھ دیکھ کر آخر سولی پر لٹکائے گئے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۳۸۰-۳۹۲ خزائن ج ۳ ص ۳۰۲)

’’نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے۔ یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی، عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بے جا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے تورات سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہرحال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت ہی کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

’’یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کی تمام پیش گوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے۔ اگر ایک ایک پیش گوئی بھی اس (ہماری) پیش گوئی کے ہم پلّہ اور ہم وزن ثابت ہوجائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو تیار ہیں۔ اس درماندہ انسان کی پیش گوئیاں کیا تھیں، صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے، لڑائیاں ہوں گی۔ کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے، کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) نے ان معمولی باتوں کا نام پیش گوئی کیوں رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ حرام کار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں ان کو کوئی معجزہ دکھایا نہیں جائے گا۔ دیکھو یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کو کیسی سوجھی اور کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرام کار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس

میں سراسر یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کی روح تھی، لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آ جائے گا۔ بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفچی کو کہنا پڑتا تھا کہ ہاں صاحب نظر آ گیا۔ سو یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں۔ اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کیسا داؤ کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۴، ۵ حاشیہ خزائن ج۱۱ ص۲۸۸، ۲۸۹)

''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کی اولاد ٹھہرایا اور حرام کار کہا، اسی دن سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام کی اولاد بنیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۶ خزائن ج۱۱ ص۲۹۰)

''ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اس زمانہ میں ایک تالاب بھی تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہوسکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔ اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔''

(انجام آتھم ص۷ حاشیہ خزائن ج۱۱ ص۲۹۶)

''مسیح (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم مفلوج مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے۔''

(ازالہ اوہام ص۳۲۱ حاشیہ خزائن ج۳ ص۲۶۳)

''کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق کو دور نہیں کرتا..... اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کی پیش گوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہ نکل سکیں۔'' (ازالہ اوہام ص۷ خزائن ج۳ ص۱۰۶)

’’غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد ہے اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح علیہ السلام ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا۔ جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔‘‘

(ازالہ اوہام ص ۳۲۲ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۲۶۳)

’’کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں۔ کیونکہ حال کے زمانہ میں دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں، ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت ملتے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بکثرت ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔ ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل التراب یعنی مسمریزمی طریق سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔ کیوں کہ عمل التراب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں۔ ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں میں ڈال کر ان کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔ محی الدین ابن عربی صاحب کو بھی اس میں خاص درجہ کی مشق تھی۔ اہل سلوک اور اولیاء کی تواریخ اور سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں۔

اوراب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوچکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل التراب میں کمال رکھتے تھے۔ گوالیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے کیونکہ الیسع کی لاش نے بھی وہ معجزہ دکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہوگیا۔ بہرحال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یادرکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدائے تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت برا خاصہ یہ ہے کہ جو اپنے شخص تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لئے اپنی تمام تر دلی اور دماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے اور وہ اپنی ان روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت نکما اور ضعیف ہوجاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے ہیں، مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص ۳۰۳-۳۱۱ خزائن ج ۳ ص ۲۵۴-۲۵۸)

’’وہ (یعنی مسیح علیہ السلام) صرف ایک خاص قوم کے لئے آیا اور افسوس کہ اس کی ذات سے دنیا کو کوئی بھی روحانی فائدہ نہ پہنچ سکا۔ ایک ایسی نبوت کا نمونہ دنیا میں چھوڑ گیا جس کا ضرر اس کے فائدے سے زیادہ ثابت ہوا۔ اس کے آنے سے ابتلاء اور فتنہ بڑھ گیا۔‘‘

(اتمام الحجہ ص ۲۸ خزائن ج ۸ ص ۳۰۸)

’’بجز اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہے۔ کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل اس کی نبوت پر قائم نہیں ہوسکتی بلکہ ابطال نبوت (یعنی اس کے جھوٹے ہونے) پر کئی دلائل قائم ہیں۔‘‘ (اعجاز احمدی ص ۱۳ خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۰)

’’ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیش گوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں۔ (اعجاز احمدی ص ۱۴ خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۱)

''تم کہتے ہو کہ مسیح علیہ السلام عالم الغیب نہیں مگر یہ مانتے ہو کہ وہ تمہارے کھانے پینے کی چیزوں اور تمہارے گھروں کے ذخیروں کی اطلاع دے دیتا تھا۔ بڑے شرم کی بات ہے مسلمان کہلا کر ایک خدا کو تمام صفات کاملہ سے موصوف مان کر پھر اس کی صفات ایک عاجز انسان کو دو، کچھ تو خدا کا خوف بھی کرو۔'' (ملفوظات مسیح موعود مرزا قادیانی ج ۱ ص ۴۳۲)

مرزا قادیانی فرماتے ہیں ''ایک شریر مکار جس میں سراسر یسوع کی روح تھی۔'' اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے یسوع کی روح میرے (مرزا کے) اندر رکھی تھی۔'' (تحفہ قیصریہ ص ۲۰ خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۲)

''میں (یعنی مرزا) وہ شخص ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔'' (تحفہ قیصریہ ص ۲۱ خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۳)

ہم مرزا قادیانی کی تحریرات کی روشنی میں حضرت مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کے اخلاق وخواص کا جائزہ لیتے ہیں تو اقتباسات بالا کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ:

۱..... عیسیٰ علیہ السلام شرابی تھے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

۲..... عیسیٰ علیہ السلام بدزبان تھے۔

۳..... وہ نہایت غیر مہذبانہ الفاظ استعمال کرتے تھے۔

۴..... وہ مسمریزم جیسے قابل نفرت اور بدخاصیت عمل میں کمال رکھتے تھے۔

۵..... روحانی تاثیروں میں ضعیف نکمّے اور قریب قریب ناکام تھے۔

۶..... اس درماندہ انسان یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیاں بے معنی تھیں۔

۷..... اس (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کی نبوت کے ابطال پر کئی دلائل قائم تھے۔

۸..... آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔

۹..... آپ کی معجزانہ پیدائش ایسی تھی جیسے برسات میں کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جائیں۔

۱۰..... وہ رجولیت سے محروم تھے اور ہجڑا ہونا کوئی صفت نہیں۔

۱۱..... گندی گالیوں کی وجہ سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کر لیا تھا۔

۱۲..... آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر وفریب کے کچھ نہ تھا۔

۱۳..... آپ کی تین دادیاں اور نانیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔

۱۴..... آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت تھی اسی وجہ سے تھی کہ جدّی مناسبت درمیان میں رہے۔

۱۵..... آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔

۱۶..... آپ ایک دفعہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے تھے۔

۱۷..... ایک نوجوان بے تعلق عورت آپ کی خدمت کرتی تھی۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی سیرت جو مرزا نے پیش کی ہے پیش نظر رکھ کر مرزا قادیانی کے حسب ذیل ارشادات بغور مطالعہ فرماویں۔

مرزا قادیانی فرماتے ہیں ''میں مثیل مسیح ہوں، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادات اور اخلاق وغیرہ خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص ۱۹۰ خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

''اللہ تعالیٰ نے مجھے یسوع کے رنگ میں پیدا کیا تھا۔'' (تحفہ قیصریہ ص ۲۰ خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۲)

مرزا قادیانی کا مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ اور مسیح علیہ السلام کے ۱۷ خواص وعادات آپ کے سامنے ہیں کیا کوئی مرزائی مرزا قادیانی کو مثیل مسیح مان کر یہ خواص وعادات مرزا قادیانی میں ماننے کے لئے تیار ہے؟

چند باتیں حسب ذیل درج ہیں۔ یاد فرمالیں۔ ان شاء العزیز! کام آئیں گی۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں: ''جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے، وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔'' (توضیح مرام ص ۳ خزائن ج ۳ ص ۵۲)

''جب چھ سات مہینہ کا حمل نمایاں ہوگیا۔ تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار (ترکھان) سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا۔ وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔''

(چشمہ مسیحی ص ۲۶ خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۵، ۳۵۶)

''حضرت یسوع مسیح کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترکہ جائیداد کی طرح ہے۔'' (تحفہ قیصریہ ص ۲۳ خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۵)

نوٹ: مذکورہ بالا حوالہ جات سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ مرزا کے نزدیک بھی یسوع اور مسیح ایک ہی ہستی کا نام ہے۔ مرزا نے کبھی یسوع کا نام لے کر آپ کی توہین کی اور کبھی عیسیٰ کا نام لے کر۔ اب اگلے صفحات میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا انداز بیان تردید الوہیت مسیح اور اس کے بالمقابل مرزا قادیانی کذاب کا طرز الوہیت مسیح ملاحظہ فرمائیں۔

''لن یستنکف المسیح ان یکون عبداً للّٰہ (نساء: ۱۷۲)'' مسیح نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا بندہ ہو۔

''لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ھو المسیح ابن مریم وقال المسیح یابنی اسرائیل اعبدوا اللّٰہ ربّی وربّکم انّہ من یشرک باللّٰہ فقد حرم اللّٰہ علیہ الجنۃ وماوٰہ النار وما للظالمین من انصار (المائدہ: ۷۲)'' بے شک کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔ حالانکہ مسیح ابن مریم نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو رب ہے میرا اور اور رب ہے تمہارا جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر خدا نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

''لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ثالث ثلٰثہ وما من الٰہ الّا الٰہ واحد (المائدہ: ۷۳)'' بے شک کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا اللہ تین میں کا ایک ہے۔ حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی نہیں ہے۔

''ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل. وامہ صدیقہ کانا یأکلان الطعام (المائدہ: ۷۵)'' مسیح بن مریم نہیں ہے مگر اللہ کا رسول اس سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں اس کی والدہ ایک راست باز عورت تھی اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔

''وقالت النصٰرٰی المسیح ابن اللّٰہ. ذالک قولھم بافواھھم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل. قاتلھم اللّٰہ انّی یؤفکون اتخذوا

احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الّا لیعبدوا الٰھا واحدا لا الٰہ الّا ھو سبحٰنہ عمّا یشرکون (توبہ: ۳۰، ۳۱)''اور عیسائی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ بے حقیقت باتیں ہیں اور یہ دیکھا دیکھی ان لوگوں کی جو ان سے پہلے کفر میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ ان کو ایک معبود کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پاک ہے وہ ذات ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

''لقد کفر الذین قالوا انّ اللہ ھو المسیح بن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم وامّہ ومن فی الارض جمیعا (مائدہ: ۱۷)'' بے شک کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم خدا ہی ہے (اے محمد ﷺ) ان سے کہو کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو اور اس کی والدہ کو اور تمام زمین والوں کو ہلاک کر دینا چاہے تو کس کو مجال ہے کہ اس کو اس ارادے سے باز رکھے۔

''یااھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم فلا تقولوا علی اللہ الا الحق. انّما المسیح عیسٰی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ القاھا الٰی مریم وروح منہ فاٰمنوا باللہ ورسولہ ولا تقولوا ثلٰثہ انتھوا خیرلکم (نساء: ۱۷۱)''اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کی طرف حق کے سوا کوئی بات منسوب نہ کرو۔ مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ اللہ کا ایک رسول تھا اور ایک حکم جو اللہ نے مریم کی طرف بھیجا اور ایک روح تھی۔ پس تم اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں۔ یعنی مسیح اور اس کی والدہ اور تیسرا خود خدا، شرک کرنے سے باز آ جاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

''واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن الربیع رضی اللہ عنہ قال النصاریٰ اتوا رسول اللہ ﷺ فخاصموا فی عیسٰی ابن مریم وقالوا لہ من ابوہ وقالوا علی اللہ الکذب وللبھتان فقال لھم النبی ﷺ والستم تعلمون انہ لا یکون ولد الا ھو یشبہ اباہ قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا حیّ لا یموت وان عیسٰی یاتی علیہ الفناء قالوا بلی قال الستم تعلمون ان ربنا قیم علی کل

شئی بکلؤہ ویحفظ وبرازقہ قالوا بلی قال فھل یملک عیسٰی من ذلک شیئا قالوا لا. قال افلستم تعلمون ان اللہ لا یخفی علیہ شئ فی الارض ولا فی السماء قالوا بلی قال فھل تعلم عیسٰی من ذالک شیئا الا ما علم قالوالا قال فان بربنا صور عیسٰی فی الرحم کیف شاء الستم تعلمون ان ربنالا یأکل الطعام ولا یشرب الشراب ولا یحدث الحدث قالوا بلی قال الستم تعلمون ان عیسٰی حملتہ امہ کما تحمل المرأۃ ثم رضعتہ کما تضع المرأۃ ولدھا ثم غذی کما تغذی المرأۃ الصبی ثم کان یأکل الطعام ویشرب الشراب ویحدث المحدث قالوا بلی قال فکیف یکون ھذا کما زعمتم تعرفوا ثم ابواہ جحودا (در منثور ج ۲ ص ۳) ''حضرت ربیع فرماتے ہیں کہ عیسائی حضرت رسول کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بحث کی، کہنے لگے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے؟ اور جھوٹ موٹ انہیں خدا کا بیٹا بتانے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے نہیں کہ بیٹا اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ کہنے لگے کیوں نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہیں کہ ہمارا پروردگار زندہ اور لافانی ہے اور عیسیٰ پر یقیناً ایک دن موت آئے گی۔ کہنے لگے کیوں نہیں۔ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب ہر چیز کا بنانے والا ہے۔ وہ سب کی نگہداشت کرتا ہے اور سب کا رازق ہے۔ کہنے لگے کیوں نہیں۔ آپ نے دریافت کیا عیسیٰ بھی ایسے اختیارات رکھتے ہیں۔ کہنے لگے نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا پھر تمہیں علم نہیں کہ خدا تعالیٰ پر عرش سے فرش تک کچھ پوشیدہ نہیں۔ کہنے لگے درست ہے۔

پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ عیسیٰ بھی بن بتائے یہ سب کچھ جان لیتے ہیں، کہنے لگے ہرگز نہیں؟ فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر شکم مادر میں بنائی۔ کیا تم نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کھانے پینے اور حوائج انسانیہ سے پاک ہیں۔ کہنے لگے کیوں نہیں۔ فرمایا پھر کیا تم نہیں جانتے کہ عیسیٰ شکم مادر میں اسی طرح رہے جیسے دوسرے لوگ رہتے ہیں۔ پھر سب انسان کی طرح پیدا ہوئے۔ پھر بچوں کی طرح ماں کا دودھ پیتے رہے، پھر کھاتے پیتے رہے اور بول و براز کرتے رہے۔ کہنے لگے کیوں نہیں۔ فرمایا پھر تمہارا یہ خیال باطل کیا درست ہوسکتا ہے۔ پس وہ حقیقت کو پا گئے مگر ہٹ دھرمی سے انکار کرتے رہے۔

ناظرین کرام! یہ ہے حضور ﷺ اور اللہ تعالیٰ کا انداز تردید۔ الوہیت مسیح مجال کہ اشارۃً بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کا پہلو نکلے۔ اب آپ مرزا قادیانی کا بھی انداز تردید ملاحظہ فرمائیں۔

''مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کا چال چلن کیا تھا، ایک کھاؤ پیو شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔'' (نورالقرآن نمبر ۲ ص ۸ خزائن ج ۹ ص ۳۸۷)

''اب دوسرا مذہب یعنی عیسائی باقی ہے جس کے حامی نہایت زور وشور سے اپنے خدا کو جس کا نام انہوں نے یسوع مسیح رکھا ہوا ہے، بڑے مبالغہ سے سچا خدا سمجھتے ہیں اور عیسائیوں کے خدا کا حلیہ یہ ہے کہ وہ ایک اسرائیلی آدمی، مریم بنت یعقوب کا بیٹا ہے جو ۳۲ برس کی عمر پا کر اس دارالفنا سے گزر گیا۔ جب ہم سوچتے ہیں کہ کیوں کر وہ گرفتار ہونے کے وقت ساری رات دعا کر کے پھر بھی اپنے مطلب سے نامراد رہا اور ذلت کے ساتھ پکڑا گیا اور سولی پر کھینچا گیا اور ایلی ایلی کرتا مر گیا تو ہمیں ایک دفعہ بدن پر لرزہ پڑتا ہے کہ کیا ایسے انسان کو کہ جس کی دعا بھی جناب الٰہی میں قبول نہ ہو سکی اور نہایت ناکامی اور نامرادی سے ماریں کھاتا مر گیا، قادر خدا کہہ سکتے ہیں۔

ذرا اس وقت کے نظارہ کو آنکھوں کے سامنے لاؤ جب کہ یسوع مسیح حوالات میں ہو کر پلاطوس کی عدالت سے ہیرودوس کی طرف بھیجا گیا۔ کیا یہ خدا کی شان ہے کہ حوالات میں ہو کر ہتھکڑی ہاتھ میں زنجیروں میں چند سپاہیوں کی حراست میں چالان ہو کر جھڑکیاں کھاتا ہوا گلیل کی طرف روانہ ہوا اور اس حالت پر ملامت میں ایک حوالات سے دوسری حوالات میں پہنچا۔ پلاطوس نے کرامت دیکھنے پر چھوڑنا چاہا اس وقت کوئی کرامت دکھلا نہ سکا، ناچار پھر حراست میں واپس کر کے یہودیوں کے حوالہ کیا گیا اور انہوں نے ایک دم میں اس کی جان کا قصہ تمام کر دیا۔

اب ناظرین خود سوچ لیں کہ کیا اصلی اور حقیقی خدا کی یہی علامتیں ہوا کرتی ہیں۔ کیا کوئی پاک کانشنس اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ وہ جو زمین آسمان کا خالق اور بے انتہا قدرتوں اور طاقتوں کا مالک ہے وہ اخیر پر ایسا بدنصیب اور کمزور اور ذلیل حالت میں ہو جائے کہ شریر انسان اس کو اپنے ہاتھوں میں مل ڈالیں۔'' (معیارالمذاہب ص ۷، ۸ خزائن ج ۹ ص ۴۶۸، ۴۶۹)

''اسلام..... نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھلاتا ہے کہ خدا (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ صرف نو مہینہ تک خون حیض کھا کر ایک گناہگار جسم سے جو بنت سبع اور تمر اور راحاب جیسی حرام کار عورتوں کے خمیر سے اپنی فطرت میں ابنیت (بیٹے ہونے) کا حصہ رکھتا تھا خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں جیسے خسرہ، چیچک دانتوں کی تکالیف وغیرہ تکلیفیں وہ سب اٹھائیں اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آ گئی۔ مگر چونکہ دعویٰ ہی دعویٰ تھا اور خدائی طاقتیں ساتھ نہیں تھیں۔ اس لئے دعویٰ کے ساتھ پکڑا گیا۔

ایسا ہی یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ (اللہ تعالیٰ عیسائیوں کے خدا عیسیٰ کی طرح) کسی عورت کے رحم میں داخل ہوتا اور خون حیض کھاتا تقریباً نو ماہ پورے کر کے سیر ڈیڑھ سیر کے وزن پر عورتوں کی پیشاب گاہ سے روتا چلاّتا پیدا ہو جاتا ہے اور پھر روٹی کھاتا اور پاخانہ جاتا اور پیشاب کرتا اور تمام دکھ اس فانی زندگی کے اٹھاتا ہے اور آخر چند ساعت جان کندنی کا عذاب اٹھا کر اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتا ہے۔'' (ست بچن ص ۱۷۳، ۱۷۴ خزائن ج ۱۰ ص ۲۹۷، ۲۹۸)

''غرض وہ اپنے خدا ہونے کا نشان دکھلا نہ سکا۔ بلکہ ایک ضعیفہ عاجزہ کے پیٹ سے تولد پا کر وہ ذلت اور رسوائی اور ناتوانی اور خواری عمر بھر دیکھی کہ جو انسانوں سے وہ انسان دیکھتے ہیں جو بدقسمت اور بے نصیب کہلاتے ہیں اور پھر مدت تک ظلمت خانہ رحم میں قید رہ کر اور اس ناپاک راہ سے کہ جو پیشاب کی بدرو ہے، پیدا ہو کر ہر ایک قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اوپر وارد کر لیا اور بشری آلودگیوں اور نقصانوں میں سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی جس سے وہ بیٹا باپ کا بدنام کندہ ملوث نہ ہوا اور پھر اس نے اپنی جہالت اور بے علمی اور بے قدرتی اور نیز اپنے نیک نہ ہونے کا اپنی کتاب میں آپ ہی اقرار کر لیا اور پھر درصورتے کہ وہ عاجز بندہ کہ خواہ مخواہ خدا کا بیٹا قرار دیا گیا۔'' (براہین احمدیہ ص ۳۶۸، خزائن ج ۱ ص ۴۴۰)

''وہ (مسیح ابن مریم) ہر طرح عاجز ہی عاجز تھا۔ مخرج معلوم کی راہ سے جو پلیدی اور ناپاکی کا مبرز ہے تولد پا کر مدت تک بھوک اور پیاس اور درد اور بیماری کا دکھ اٹھاتا ہے۔'' (براہین احمدیہ ص ۳۶۹ خزائن ج ۱ ص ۴۴۱، ۴۴۲)

’’عیسائیو! آپ کو یاد ہوگا کہ آپ کے خدا صاحب تھوڑی سی بھوک کے عذاب پر صبر نہ کر کے کیونکر انجیر کے درخت کی طرف دوڑے گئے۔ کیا آپ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ درخت ان کا یا ان کے باپ (یعنی اللہ) کا تھا۔ پس جو شخص بیگانہ درخت کو دیکھ کر اپنے نفس پر غالب نہ آسکا اور پیٹ کو بھینٹ چڑھانے کے لئے اس کی طرف دوڑا گیا وہ خدا تو کیا بلکہ بقول آپ کے فرد اکمل بھی نہیں ہوسکتا۔‘‘ (نور القرآن نمبر ۲ ص ۲۵ خزائن ج ۹ ص ۴۴۷)

’’مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا بھی کبھی آپ نے سوچا ہے۔ ہم تو سوچ کر تھک گئے۔ اب تک کوئی عمدہ جواب خیال میں نہیں آیا کیا خوب خدا ہے جس کی دادیاں، نانیاں اس کمال کی (یعنی زنا کار اور کسبی) ہیں۔‘‘

(نور القرآن نمبر ۲ ص ۱۲ خزائن ج ۹ ص ۳۹۴)

’’آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

’’تکبر اور خود بینی بدیوں کی جڑ ہے وہ تو یسوع صاحب کے حصہ میں آئی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس نے آپ خدا بن کر سب نبیوں کو رہزن اور بٹمار اور ناپاک حالت کے آدمی قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ اقرار بھی اس کی کلام سے نکلتا ہے کہ وہ خود بھی نیک نہیں مگر افسوس کہ تکبر کا سیلاب اس کی تمام حالت کو برباد کر گیا۔ کوئی بھلا آدمی گزشتہ بزرگوں کی مذمت نہیں کرتا۔ لیکن اس نے پاک نبیوں کو رہزن اور بٹماروں کے نام سے موسوم کیا ہے اس کی زبان پر دوسروں کے لئے ہر وقت بے ایمان حرام کار کا لفظ چڑھا ہوا ہے کسی کی نسبت ادب کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ کیوں نہ ہو آخر خدا کا فرزند جو ہوا۔‘‘

(معیار المذاہب ص ۱۸ خزائن ج ۹ ص ۴۸۴)

’’یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں لکھ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتدا ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک نتیجہ ہے۔‘‘ (معیار المذاہب ص ۲۰ خزائن ج ۹ ص ۴۸۵، ۴۸۶)

’’ہر ایک انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے اور مطہر اور مقرب انسان کا شیطان ایمان لے آتا ہے مگر افسوس کہ یسوع کا شیطان ایمان نہیں لایا بلکہ الٹا اس کو گمراہ کرنے کی فکر میں ہوا اور ایک پہاڑی پر لے گیا اور دنیا کی دولتیں دکھلا کر وعدہ کیا کہ سجدہ کرنے پر یہ تمام دولتیں دے دوں گا، جن کے پیشوا نے خدا بن کر پھر شیطان کی پیروی کی۔ ان کا شیطان کو سجدہ کرنا کیا بعید تھا۔‘‘ (معیار المذاہب ص ۱۳ حاشیہ خزائن ج ۹ ص ۴۷۵)

’’دیکھو وہ (مسیح علیہ السلام) کیسے شیطان کے پیچھے پیچھے چلا گیا حالانکہ اس کو جانا مناسب نہ تھا اور غالباً یہی حرکت تھی جس کی وجہ سے وہ ایسا نادم ہوا کہ ایک شخص نے جب اسے نیک کہا تو اس نے روکا کہ کیوں مجھے نیک کہتا ہے۔ حقیقت میں ایسا شخص جو شیطان کے پیچھے پیچھے چلا گیا، کیونکر جرأت کرسکتا ہے کہ اپنے تئیں نیک کہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ یسوع نے اپنے خیال سے اور بعض اور باتوں کی وجہ سے بھی اپنے تئیں نیک کہلانے سے کنارہ کشی ظاہر کی۔ مگر افسوس کہ اب عیسائیوں نے نہ صرف نیک قرار دے دیا بلکہ خدا تک بنا رکھا ہے۔‘‘ (ست بچن ص ۱۶۹، ۱۷۰ خزائن ج ۱۰ ص ۲۹۳)

’’غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیش گوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح ان کو دفع نہیں کرسکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور سچ دل سے قبول کیا ہے اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں، عیسائی تو ان کی خدائی کو روتے ہیں مگر یہاں تو نبوت بھی ان کی ثابت نہیں ہوسکتی۔‘‘ (اعجاز احمدی ص ۱۳، ۱۴ خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۱)

ناظرین کرام! آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ کا مقام معلوم کرلیا اور مرزا قادیانی نے جو آپ اور آپ کی اماں جان کی سیرت کا نقشہ کھینچا ہے وہ بھی آپ سے مخفی نہ رہا۔ سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کی توہین کرنے والا نبی تو کجا ایک شریف انسان بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ عبدالرحمٰن عفی عنہ

✡ ✡ ✡

مخلصانہ درخواست

حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفرگڑھی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

گزارش ہے کہ دو متضاد خیال شخص جب کسی مسئلہ پر گفتگو کریں گے تو ان دونوں میں سے حق صرف اس کا ساتھ دے گا جو دلائل و براہین کی رو سے غالب اور حق پرست ہوگا۔ یہ تو ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ایک شخص دعویٰ اور دلیل کی رو سے بھی کمزور ہو اور پھر لوگ اس کو حق پر جانیں۔

قادیانیوں کے اور ہمارے درمیان سب سے بڑا اور مرکزی اختلاف مرزا قادیانی کو ماننے میں ہے۔ ان کتابوں سے جو مرزا قادیانی کا سوانحی خاکہ تیار ہوتا ہے اور آپ کی زندگی کے علمی عملی، سیاسی اخلاقی اور معاشرتی پہلو جو ہمارے سامنے آتے ہیں اور آپ کی متحدیانہ پیشین گوئیوں کے جو نتائج ظاہر ہوئے ہیں۔ جن کو تاویل و تحریف کے نشتروں سے مجروح کر کے مزید قابل رحم بنایا گیا، پڑھی لکھی دنیا کے سامنے آجائیں تو وہ ''**جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا**'' کا کھلا نظارہ دیکھ لیں گے۔

اگر آپ کو بھی یقین کامل ہے کہ مرزا قادیانی کی زندگی کے مذکورہ پہلو اپنے اندر کوئی کشش اور جاذبیت رکھتے ہیں اور آپ کو یقین ہے کہ اگر مجلس عام میں آپ میرے ساتھ مرزا قادیانی کی سیرت پر گفتگو کریں گے تو لوگ مرزا قادیانی کی سیرت سے پروانہ وار متاثر ہوں گے تو آپ کے لئے یہ تبلیغ کا سنہری موقع ہے۔ آپ مرزا قادیانی ان کے خلفاء اور احباب کی کتابوں کی روشنی میں کھلی مجلس میں جہاں احمدی اور غیر احمدی سب ہوں۔ مذکورہ موضوع پر گفتگو کریں۔ آپ کا فریضۂ تبلیغ ادا ہو جائے گا اور عوام حق و باطل میں فیصلہ کر کے راہ حق کو متعین کر سکیں گے۔ اس بنیادی گفتگو کے بعد دیگر اختلافی مسائل مثلاً حیات مسیح، ختم نبوت، علامات مہدی پر بھی گفتگو ہوگی۔ اس گفتگو میں کتاب اللہ اور احادیث صحیحہ (ان کا وہ مفہوم جو جمہور اہل اسلام نے سمجھا ہے) بطور دلیل و استدلال ہوں گے اور مرزا قادیانی اور دیگر اکابر احمدیوں کی کتابیں آپ کے مسلمات کے طور پر پیش ہوں گی۔ گفتگو پوری تفصیل سے ہوگی تاکہ عوام کے سامنے بات کھل کر آئے اور لوگ کوئی صحیح نتیجہ نکال سکیں۔

مثال کے طور پر جب وفات مسیح پر آپ گفتگو فرمائیں گے تو شروع سے آخر تک استدلال کی بنیاد صرف قرآن و حدیث پر ہوگی۔ یعنی مرزا قادیانی کے نزدیک مسیح کی گرفتاری تک جو واقعات ہوئے ہیں۔ وہ قرآن و حدیث سے بتائے جائیں گے کہ کہاں لکھا ہے۔

۱..... کہ مسیح کو گرفتار کرنے میں یہودی کامیاب ہو گئے تھے۔

۲..... مسیح کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھ کر طمانچے مارنا اور منہ پر تھوکنا اور ہنسی مذاق اڑا کر بے عزتی کرنا کس قرآن میں لکھا ہے۔

۳..... پھر مسیح کو صلیب پر لٹکانا، تڑپانا، پسلی چھیدنا کس آیت میں ہے۔

۴..... پھر زندہ اترنا اور چوری چھپے مرہم سے علاج کرنا کس آیت میں لکھا ہے۔

۵..... پھر ''رسولاً الی بنی اسرائیل'' سے بھاگ جانا اور تبلیغ کلام الٰہی اور اپنے فرض منصبی سے معزول ہو کر باقی زندگی گزارنا۔ ہاں اگر آپ کشمیریوں کو اسرائیلی سمجھتے ہیں تو چشم ما روشن دل ما شاد آپ ان کا اسرائیلی ہونا قرآن وحدیث سے ثابت کریں۔

۶..... مرزا قادیانی کے نزدیک مسیح کا بار بار فوت ہونا۔ پہلے ۱۲۰ سال کی عمر میں۔ پھر ۱۲۵ سال کی عمر میں۔ پھر ۱۵۳ سال کی عمر میں اور کئی قبروں میں دفن ہونا۔ پہلے گلیل میں۔ پھر طرابلس میں، پھر کشمیر میں۔ یہ قرآن پاک کی کون سی سورت میں مذکور ہے۔

الغرض ان تمام پہلوؤں پر تفصیل سے گفتگو ہوگی۔ علٰی ھذا دیگر مسائل پر بھی بالتفصیل گفتگو ہوگی اور ان شاء اللہ! حق دوپہر کے سورج کی طرح عوام پر روشن ہو جائے گا۔ دوبارہ عرض ہے کہ اگر آپ کو صدفی صد یقین ہے کہ آپ حق پر ہیں اور صدفی صد آپ کو یقین ہے کہ دلائل وبراہین کی رو سے آپ مجھ پر غالب رہیں گے تو مجمع عام میں مجھ سے تبادلہ خیال کریں اور ضرور کریں۔ یہ آپ کے واسطے سنہری موقع ہے۔ اسے ہاتھ سے مت جانے دیں۔ اپنا فریضہ تبلیغ بطریق احسن نبھائیں، لوگ آپ کا ساتھ دیں گے۔ کیونکہ اندھی تقلید کوئی کسی کی نہیں کرتا لوگ دلائل وبراہین کے آگے سر جھکا دیتے ہیں۔ مگر مجھے یقین ہے کہ دلائل وبراہین کی رو سے میں گفتگو میں غالب رہوں گا اور فتح ان شاء اللہ! میری ہوگی۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ غیر احمدی تو کجا احمدی احباب بھی میری باتوں سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہیں گے۔ یقین نہ ہو تو آزمائش کر لیں۔ مگر یہ سب کچھ آپ کی خوشی سے ہوگا۔ اگر آپ تیار ہیں تو میں بھی بصد شوق تیار ہوں۔ گفتگو کا طریق کار یہ ہوگا:

۱..... گفتگو کے لئے مقام ۱/۳/۴۰۔ آر ہے۔ جس احمدی کے مکان کو تجویز کریں آپ کو اختیار ہے میں بخوشی حاضر ہو جاؤں گا۔

۲..... کل وقت تین گھنٹے دس منٹ ہوگا۔

۳..... پہلی تقریر کے لئے ہر دو فریق کو آدھا آدھا گھنٹہ وقت دیا جائے گا اس کے بعد ہر تقریر دس دس منٹ ہوگی اور آخری تقریر میں ہر دو فریق کو صرف پانچ پانچ منٹ وقت ملے گا۔

۴..... پہلی اور آخری تقریر مدعی کی ہوگی۔ لیکن آخری تقریر میں کوئی نئی دلیل پیش نہ کی جاسکے گی۔

۵..... مرزا قادیانی کی سیرت کے موضوع میں مدعی میں ہوگا اور وفات مسیح اور اجرائے نبوت وغیرہ میں مدعی آپ ہوں گے۔

۶..... ایک مجلس میں صرف ایک ہی عنوان پر گفتگو ہوگی۔

۷..... گفتگو کے خاتمے پر لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے اور وہ حق اور باطل کا فیصلہ خود کرلیں گے۔

نوٹ: تبادلہ خیال کرنے پر اگر آپ تیار ہوں تو وقت اور تاریخ مقرر فرما کر ایک ہفتہ مجھے پہلے مطلع فرماویں۔ اطلاع تحریری ہو جو میرے چک ۱/۳/۴۰۔ آر کے کسی احمدی دوست کے ذریعہ مجھ تک پہنچے۔ جسے میں تین غیر احمدی احباب کی موجودگی میں وصول کر کے دستخط کردوں گا تاکہ بطور سند آپ کا اطلاع نامہ میرے پاس اور میرے دستخط آپ کے پاس رہیں اور وقت پر وہ کام آئیں۔ علاوہ ازیں اوکاڑہ کے احمدی احباب اور محترم مربی صاحب کے سوا کوئی دوسری جگہ کے احمدی دوست اور مربی صاحب مذکورہ بالا شرائط کے تحت تبادلہ خیال کرنا چاہیں تو تب بھی میں حاضر ہوں۔

نماز اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا، زکوٰۃ اچھی — مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی حرمت پر — خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

(مولانا ظفر علی خان)

✡ ✡ ✡

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفرگڑھی

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

خدا کے فضل ورحم کے ساتھ هو الناصر

جماعت احمدیہ اوکاڑہ ضلع ساہیوال

نمبر..... تاریخ: ۲۰/ اگست ۱۹۷۱ء

مکرم محترم حافظ عبدالرحمٰن صاحب

چک نمبر ۳۰/۴۰ آر۔ براستہ اوکاڑہ ضلع ساہیوال

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کے تحریری چیلنج کے جواب میں بذریعہ رجسٹری خط ارسال کیا گیا تھا کہ آپ گورنمنٹ سے مناظرہ کی اجازت حاصل کرلیں اور اطلاع دیں۔ کیونکہ مناظرہ کا چیلنج آپ نے دیا تھا۔ لیکن آپ نے گورنمنٹ کی اجازت حاصل کرنے اور اس کی اطلاع دینے کی بجائے اپنی شہرت کے لئے پمفلٹ شائع کردیا موجودہ حالات اس بات کے متقاضی نہیں کہ گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر بحث ومباحثہ کا سلسلہ شروع کردیا جائے۔ اگر آپ کو احقاق حق مطلوب تھا تو آپ نے اجازت لینے کی بجائے پمفلٹ کیوں شائع کردیا۔ ظاہر ہے کہ آپ کی نیت ذاتی شہرت کا حصول ہے نہ کہ احقاق حق۔ چونکہ چیلنج آپ نے کیا ہے۔ اس لئے مارشل لاء حکام سے اجازت حاصل کرنا بھی آپ کا ہی کام ہے۔ فقط والسلام!

خاکسار حاکم علی امیر جماعت احمدیہ اوکاڑہ

مذکورہ صدر خط کے جواب میں:

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لانبی بعدہ! مکرم ومحترم ماسٹر حاکم علی صاحب او۔ٹی امیر جماعت احمدیہ اوکاڑہ۔ بعد احترام واجب کے عرض ہے کہ جناب کا رجسٹری لفافہ موصوف ہوا۔ جواباً عرض ہے میں نے چند مسائل میں افہام وتفہیم اور تبادلہ خیال کرنے کی درخواست کی تھی آپ نے اور آپ کے مربی صاحب نے اس درخواست کو چیلنج کا نام دیا اور گفتگو کا نام مناظرہ رکھ کر مجھے مارشل لاز حکام کا دروازہ کھٹکھٹانے پر زور دیا ہے۔ ماشاء اللہ! جب جماعت احمدیہ کے امیر اور مربی صاحب بھی درخواست کو چیلنج اور تبادلہ خیال کو مناظرہ سمجھیں تو پھر کار طفلاں تمام خواہد شد جس کی بہار یہ ہو، اس کی خزاں نہ پوچھ۔ آپ مہربانی فرما کر میری اصل عبارت تحریر کریں جس میں چیلنج اور مناظرہ کے الفاظ ہوں۔ رہا میری نیت پر حملہ کہ میں نے ذاتی شہرت کے لئے پمفلٹ شائع کیا ہے تو شاید آپ نے کہیں جناب مرزا قادیانی کے

اشتہارات وغیرہ شائع کرنے کو ذاتی شہرت کے لئے سمجھ کر اسی آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھ لیا ہو۔

المرء یقیس علٰی نفسه

محترم! اگر آپ افہام وتفہیم اور تبادلہ خیال کی غرض سے میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں یا مجھے میرے گاؤں کے کسی مرزائی دوست کے گھر حاضر ہونے کے واسطے فرمائیں تو ہم سب ایک دوسرے کے مہمان اور میزبان ہوں گے اور یہ تو ظاہر ہے کہ افہام وتفہیم تبادلہ خیال اور مہمانی ومیزبانی پر گورنمنٹ نے کبھی کوئی پابندی ہی عائد نہیں فرمائی کہ جس کی منظوری حاصل کریں ہاں بقول شخصے ''جی ہی نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں۔'' والسلام علٰی من اتبع الھدیٰ!

فقط حافظ عبدالرحمٰن چک نمبر ۴۰/۳۰ آر ضلع ساہیوال

نوٹ: جواب الجواب کا آج تک منتظر ہی رہا۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اس سے بعد دسمبر ۱۹۷۲ء کے اواخر محترم مرزا محمد یعقوب صاحب ۴۰/۷/۲۷ شاہ بھور کا نامہ موصول ہوا جس کا متن حسب ذیل تھا۔

مکرمی محترمی جناب حافظ عبدالرحمٰن صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! واضح ہو کہ آپ کا شائع کردہ پمفلٹ نظر سے گزرا جس میں آپ نے مربی سلسلہ احمدیہ اوکاڑہ اور دیگر تمام احمدیوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا ہے۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے مناظرہ کرنے کی اجازت نہیں ہے اور اسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ نے مفت ہی نام پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ چیلنج آپ نے دیا ہے اس لئے آپ کا فرض ہے کہ آپ گورنمنٹ سے اجازت لے کر ہمیں ارسال کریں۔ اس کے بعد ہم آپ کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے حاضر ہیں۔ شرائط طے کر کے مناظرہ کی تاریخ مقرر کر لیں اور ہم تاریخ اور مقام مقررہ پر حاضر ہو جائیں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ مفت ہی نام پیدا کرنے کے خواہش مند ہیں۔ اب راہ گریز اختیار کریں گے اور بہانے بنانے کی کوشش کریں گے۔ والسلام! خاکسار مرزا محمد یعقوب چک ۴۰/۷/۲۷ براستہ اوکاڑہ ضلع ساہیوال

درج صدر خط کے جواب میں:

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علٰی من لا نبی بعدہٗ!

مکرمی ومحترمی جناب مرزا یعقوب صاحب

آپ کا رجسٹری شدہ لفافہ ملا۔ جواباً عرض ہے کہ میرے جس پمفلٹ کا آپ نے ذکر

کیا ہے وہ سال سے زیادہ عرصہ ہوا شائع ہو چکا ہے۔ آپ کے مربی صاحب نے بھی راہ گریز کا یہی بہانہ بنایا تھا۔ اب آپ نے بھی ان سے مشورہ کر کے وہی فرسودہ نسخہ آزمانا چاہا۔ کیا آپ کی تمام جماعت میں ایک بھی فرد ایسا نہیں ہے جو بغیر نقص امن کے دوستانہ گفتگو کر سکے۔ جناب من حکومت اس وقت دخیل ہوتی ہے جب نقص امن کا خطرہ ہو۔ ورنہ مہذبانہ تبادلہ خیال نہ شرعاً ممنوع ہے نہ قانوناً میرے شائع کردہ پمفلٹ میں گفتگو اور تبادلہ خیال کرنے کی جو شرطیں ہیں وہ عین تہذیب کے مطابق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ گورنمنٹ نے آج تک مجھ سے باز پرس نہیں کی اور نہ ہی یہ کہا کہ بغیر اجازت حکومت آپ نے یہ پمفلٹ کیوں شائع کیا۔ کیونکہ مطلق گفتگو اور تبادلہ خیال کرنے پر گورنمنٹ کی طرف سے کوئی پابندی نہیں۔ آپ کے اور آپ کے مربی صاحب کے اس بات پر زور دینے سے کہ حکومت سے اجازت حاصل کرو، میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ مرزا قادیانی والی زبان استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے عبداللہ آتھم سے مباحثہ کر کے فرمایا تھا کہ: ''جو میری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اسے ولدالحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔'' (انوار الاسلام ص ۳۰ خزائن ج ۹ ص ۳۱)

اور قادیانی تہذیب چھوڑ کر گفتگو کرنے سے معذور ہیں یہی وجہ ہے کہ پر نقص امن کا خطرہ ہر وقت آپ کے پیش نظر رہتا ہے اور بار بار حکومت کی اجازت حاصل کرنے پر زور دیتے ہیں۔ ورنہ حجازی تہذیب کی رو سے گفتگو کرنے میں کیا اندیشہ ہے یا پھر ''ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا'' پس اگر آپ راہ گریز نہیں چاہتے تو میرے پمفلٹ کے مطابق تشریف لائیں چشم ما روشن دل ماشاد، یا پھر آپ دو آدمی ہوں ہم بھی دو آدمی ہوں گے بند کمرے میں ٹیپ ریکارڈ پر گفتگو ہوگی اور پھر اسے مشتر کہ خرچ پہ شائع کر دیں گے۔ اس صورت میں اگر ۳۰/۴۰ آر میں تشریف لائیں تو جس مرزائی دوست کے گھر آپ حکم دیں، میں حاضر ہوں اور اگر ۲۷/۴۰ آر میں حاضر ہونے کے واسطے فرمائیں۔ تب بھی حاضر ہوں لیکن یہ میری مرضی پہ ہوگا کہ گفتگو آپ کے گھر ہو یا کسی مسلمان کے گھر۔ اگر اس پر آپ کو ہمت نہ ہو اور تبادلۂ خیال پر تیار نہ ہوں تو دیگر راہیں بھی تجویز کی جا سکتی ہیں۔ بہر حال آپ کو گفتگو اور تبادلہ خیال کرنا پڑے گا اور آپ کے لئے کوئی جائے مفر نہیں۔ فقط **والسلام علی من اتبع الھدیٰ!** آپ کا خیر خواہ حافظ عبدالرحمٰن عفی عنہ چک ۳۰/۴۰ آر صدہا افسوس کہ مذکورہ بالا جواب کے جواب میں بھی آج تک محروم ہی ہوں۔

نوٹ: اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے تو جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم ﷺ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔ (کلمۃ الفصل ص ۱۶۹، ۱۷۰)

انجام مرزا

حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفرگڑھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ امابعد!

''ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین فما منکم من احد عنه حاجزین. (الحاقہ: ۴۴ تا ۴۷) ''ترجمہ: اور اگر یہ شخص ہماری طرف جھوٹا الہام الہام منسوب کرتا خواہ ایک ہی ہوتا تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے (یعنی دائیں ہاتھ کی ہڈی توڑ دیتے) اور اس کی رگ گردن کاٹ دیتے (یعنی ذلت کی موت مار دیتے) پھر کوئی تم میں سے ہم سے اسے چھڑا نہ سکتا۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مفہوم جو مرزائی احباب پیش کرتے ہیں وہ یہ کہ آیت میں جو حکم ہے وہ عام ہے خواہ حضور ﷺ ہوں یا کوئی دوسرا جو بھی یہ دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام کیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے الہام نہیں کیا۔ اس کی ہلاکت آیت کریمہ کے مطابق یقینی ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی نے ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر وہ دعویٰ میں سچے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹنے اور ذلت آمیز موت سے یقیناً بچایا ہوگا لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔

ملاحظہ ہو مرزا قادیانی کا صاحبزادہ بشیر احمد لکھتے ہیں: ''بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم.اے کہ ایک دفعہ والد صاحب اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے اور دائیں بازو پر چوٹ آئی۔ چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اترنے لگے تھے، سامنے سٹول رکھا تھا وہ الٹ گیا اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لے جاسکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۹۸ روایت نمبر ۱۷۸ طبع جدید)

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمالیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''لاخذنا منه بالیمین'' جو ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کرے اور درحقیقت وہ جھوٹا ہو تو ہم اسے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیں گے اور ہڈی توڑ دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کے دائیں ہاتھ سے پکڑا اور ہڈی توڑ دی۔ آگے فرمایا ''ثم لقطعنا منه الوتین'' پھر ہم اس کی رگ گردن

کاٹ دیں گے۔یعنی ذلت کی موت ماریں گے۔قارئین کرام! بالکل ایسا ہی ہوا۔جناب مرزا قادیانی سخت گھبراہٹ اور تکلیف مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر دنیا سے بعد حسرت رخصت ہوئے۔

ملاحظہ ہو جناب مرزا قادیانی کے فرزند بشیر احمد ایم.اے لکھتے ہیں: ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود آخری بار بیمار ہوئے اور آپ کی حالت نازک ہوئی تو میں نے گھبرا کر کہا۔اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔اس پر حضرت صاحب نے فرمایا: ''یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔'' خاکسار مختصراً عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ۲۵ رمئی ۱۹۰۸ء یعنی پیر کی شام کو بالکل اچھے تھے۔رات کو عشاء کی نماز کے بعد خاکسار باہر سے مکان میں آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ والدہ صاحبہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا اور پھر مجھے نیند آ گئی۔رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب مجھے جگایا گیا یا شاید لوگوں کے چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سے میں خود بیدار ہوا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہیں اور حالت نازک ہے اور ادھر ادھر معالج اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں۔جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے نہ دیکھی تھی اور میرے دل پر یہی اثر پڑا کہ یہ مرض الموت ہے۔اس وقت آپ کمزور ہو چکے تھے۔اتنے میں ڈاکٹر نے نبض دیکھی تو ندارد سب سمجھے کہ وفات پا گئے اور یک دم سب پر ایک سناٹا چھا گیا۔مگر تھوڑی دیر کے بعد نبض میں پھر حرکت پیدا ہوئی۔مگر حالت بدستور نازک تھی۔اتنے میں صبح ہو گئی اور حضرت مسیح موعود کی چارپائی کو باہر صحن سے اٹھا کر اندر کمرے میں لے آئے۔

اس وقت آپ کی حالت سخت کرب اور گھبراہٹ کی تھی۔غالباً آٹھ یا ساڑھے آٹھ بجے ڈاکٹر نے پوچھا کہ حضور کو خاص طور پر کیا تکلیف محسوس ہوتی ہے مگر آپ جواب نہ دے سکے۔اس لئے کاغذ قلم دوات منگوائی گئی اور آپ نے بائیں ہاتھ پر سہارا لے کر بستر سے کچھ اٹھ کر لکھنا چاہا مگر بمشکل دو چار الفاظ لکھے سکے اور پھر بوجہ ضعف کے کاغذ کے اوپر قلم گھسٹتا ہوا چلا گیا اور آپ پھر لیٹ گئے اور یہ آخری تحریر جس میں غالباً زبان کی تکلیف کا اظہار تھا اور کچھ حصہ پڑھا نہیں جاتا تھا۔جناب والدہ صاحبہ کو دے دی گئی۔نو بجے کے بعد حضرت صاحب کی حالت زیادہ نازک ہو گئی اور تھوڑی دیر کے بعد آپ کو غرغرہ شروع ہو گیا.....سانس لمبا لمبا اور کھچ کھچ کر آتا تھا۔خاکسار اس وقت آپ کے سرہانے کھڑا تھا۔یہ

حالت دیکھ کر والدہ صاحبہ کو جو اس وقت ساتھ والے کمرے میں تھیں اطلاع دی گئی وہ مع چند گھر کی مستورات کے آپ کی چارپائی کے پاس آ کر زمین پر بیٹھ گئیں۔

اس وقت ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب لاہوری نے آپ کی چھاتی میں پستان کے پاس انجکشن یعنی دوائی کی پچکاری کی۔ جس سے وہ جگہ کچھ ابھر آئی مگر کچھ افاقہ محسوس نہ ہوا۔ بلکہ بعض لوگوں نے برا منایا کہ اس حالت میں آپ کو کیوں یہ تکلیف دی گئی ہے۔ تھوڑی دیر تک غرغرہ کا سلسلہ جاری اور ہر آن سانسوں کے درمیان کا وقفہ لمبا ہوتا گیا۔ حتی کہ آپ نے ایک لمبا سانس لیا اور آپ کی روح رفیق اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔

خاکسار نے والدہ صاحب کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی اور حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو اپنے ہاتھ سے مجھے جگایا میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔ مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے۔ اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔

مگر ضعف بہت ہو گیا تھا، اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۹ تا ۱۱، روایت نمبر ۱۲ طبع جدید)

اس کے ساتھ مرزا قادیانی کے خسر جناب میر ناصر صاحب کا فرمودہ بھی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں: ''ابتداء میں جب کہیں حضرت صاحب باہر تشریف لے جاتے تھے تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت کے لئے چھوڑ جاتے تھے اور آخر زمانہ میں جب کہیں سفر کرتے

تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے تو بندہ بھی ہمرکاب ہوتا تھا۔ چنانچہ جب آپ لاہور میں تشریف لے گئے جس سفر میں آپ کو سفر آخرت پیش آیا تب بھی بندہ آپ کے ہمراہ تھا اور اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا۔ جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از دوپہر انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں پیدا ہوئی اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی کہ جس کی تلافی بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کو کوئی نہیں جان سکتا۔ حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے۔ اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا میر صاحب! ''مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔'' اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔''

(مرزا قادیانی کے خسر میر ناصر کی خودنوشت حیات ناصر مطبوعہ قادیان ص ۱۴)

قارئین کرام! قے اور دست لگے ہوئے، غرغرہ شروع ہے، سانس لمبا لمبا کھنچ کھنچ کے آرہا ہے، زبان بند ہے، ڈاکٹر صاحب اور دوسرے لوگ جان بچانے میں کوشاں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''فما منکم من احد عنه حاجزین'' اب تم میں سے کوئی اسے ہم سے چھڑا نہیں سکے گا۔

اس سے بڑھ کر اور کیا ذلت کی موت ہوگی۔ عبرت کا مقام کس قدر برا انجام ہے۔ مرزا قادیانی ساری زندگی منہ سے جھوٹا دعویٰ کرتے اور ہاتھ سے لکھتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرتے وقت خاص کر انہیں دونوں اعضاء پر اتنا قہر نازل فرمایا منہ بند ہے، زبان بولنے اور ہاتھ لکھنے سے جواب دے چکے ہیں اور یہ سب کچھ اچانک ہوا۔ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ شام کی سیر بھی ہوئی اور عشاء کے بعد کھانا بھی پیٹ بھر کے کھایا۔ (شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات)

مرزا قادیانی کی دوسری ذلت آمیز شکست اور نزول قہر خداوندی کا عبرت آموز واقعہ جو حسب ذیل درج ہے۔ ملاحظہ فرماویں۔ جناب مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

یستنبئونک احق ھو قل ای وربی انہ لحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ! مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، اور دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہوجاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی ہی میں ناکام ہلاک ہوجاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر جو نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے۔ آمین!

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین!

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی، وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت ''لاتقف ما لیس لک به علم '' پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکان دار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین. ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین آمین!

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ الراقم: عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایدہ! مرقومہ ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء''

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸، ۵۷۹)

قارئین کرام! اس اشتہار کے شائع ہونے کے ایک سال ایک ماہ دس دن بعد ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء میں جناب مرزا قادیانی مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں اور مولانا ثناء اللہ صاحب کا ۴۰ سال بعد ۱۵/مارچ ۱۹۴۸ء میں انتقال ہوتا ہے۔

ایک دفعہ پھر مرزا قادیانی کے الفاظ دہرائیں ''اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر۔ آمین!''

ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کی موت سے مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور اس کی جماعت ضرور خوش ہوئی ہوگی۔ جناب مرزا قادیانی نے بہت عاجزی سے بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ سے فیصلہ چاہا کہ اگر میں اپنے دعویٰ میں سچا ہوں تو اے میرے مالک ثناء اللہ کو میری زندگی میں ہلاک کر اور اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھے ثناء اللہ کے سامنے تباہ کر۔ اب ظاہر کہ جناب مرزا قادیانی مولانا ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں ہلاک ہوئے۔ یہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی روز روشن کی طرح پختہ دلیل ہے۔ مرزائی احباب، لاہوری اور قادیانیوں کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے وہ آئینہ آحمدیت حصہ اوّل سید حبیب کی تحریک قادیاں پر ایک نظر دوست محمد پبلیشر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور مطبوعہ کوا پریٹو سٹیم پریس لاہور (ص ۱۶۲ تا ۱۷۵) اور (احمدیہ پاک بک حصہ دوم ص ۳۷۰ تا ۳۸۷) مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں ملاحظہ فرماویں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دعوت مباہلہ تھی جو مولانا صاحب نے منظور نہیں کی۔

ناظرین کرام! آپ مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا اشتہار مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ کو بار بار پڑھیں کسی جگہ لفظ مباہلہ مذکور نہیں نہ ہی اسے دعوت مباہلہ قرار دیا جاسکتا ہے بلکہ یہ یک طرفی دعا ہے جو مرزا قادیانی اپنے اشد ترین دشمن کی ہلاکت کے واسطے اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے ہیں جو بسبب مرزا قادیانی کے مفتری علی اللہ ہونے کے مرزا قادیانی کی اپنی تباہی کا موجب بنی۔ مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ اسے منظور فرماتے یا نہ۔ یہ ایک تیر تھا جو جناب مرزا قادیانی کے دست دعا سے چھوٹ چکا تھا اور حق بأہل حق رسید کے مطابق جو اس کا مستحق تھا اسے جا لگا۔

جناب مرزا قادیانی ایک سال ایک ماہ دس دن اشتہار شائع ہونے کے بعد تک زندہ رہے لیکن یہ ذکر کبھی نہیں کیا کہ مولانا ثناء اللہ نے چونکہ منظوری نہیں دی۔ لہٰذا یہ اشتہار مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ اب منسوخ ہے۔ مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ مرحوم کی موت طاعون یا ہیضہ سے اپنی زندگی میں واقع نہ ہونے اور عذاب الٰہی سے بچ جانے کی ایک ہی راہ بتلائی وہ یہ کہ بجز اس صورت کے کہ ''وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور

میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھ دکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین!''

یہ الفاظ مرزا قادیانی کے اشتہار مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ میں موجود ہیں۔ وہاں ملاحظہ فرماویں۔ سوال یہ ہے کہ کیا مولانا ثناء اللہ صاحب نے توبہ کی؟ قطعاً نہیں۔ جب مولانا نے توبہ نہیں کی تو ان کی موت مرزا قادیانی کی دعا کے مطابق یقینی تھی بلکہ اشتہار ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء کی اشاعت کے بعد ۲۵ر اپریل ۱۹۰۷ء اخبار بدر قادیاں میں مرزا قادیانی کی روزانہ ڈائری یوں چھپی۔ ''ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف تھی..... اور رات کو الہام ہوا کہ ''اجیب دعوۃ الداع'' یعنی دعا قبول ہوگئی۔'' مرزا قادیانی کی مراد تو یہی تھی کہ مولانا ثناء اللہ ہلاک ہوجائیں گے۔ لیکن ہوا الٹ خود مرزا قادیانی بوجہ کاذب دجال مفتری علی اللہ ہونے کے۔ مولانا کی زندگی میں لقمۂ اجل ہوکر جناب مولانا صاحب اور ان کی جماعت کو خوش کر گئے۔ فاعتبروا یآولی الابصار!

مرزا قادیانی کی تیسری شکست

جناب مرزا قادیانی کے ایک خاص الخواص مرید ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی جو عرصہ ۲۰ سال تک دام مرزائیت میں پھنسا رہا، آخر جب اس پر حقیقت آشکارا ہوئی نہ صرف یہ کہ مرزائیت سے تائب ہوا بلکہ باقی ماندہ زندگی عوام الناس کو مرزائیت سے دور رکھنے میں گزار دی۔ ایک دفعہ اس نے مرزا قادیانی کے متعلق الہام شائع کیا جسے مرزا قادیانی کے اپنے اشتہار (بعنوان خدا سچے کا حامی) میں درج فرمایا۔ اشتہار حسب ذیل مندرج ہے۔ ملاحظہ اشتہار فرماویں:

خدا سچے کا حامی آمین ثم آمین!

''اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے۔ چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہوکر سخت مخالف ہوگئے ہیں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر، حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری اور خدا پر افتراء کرنے والا قرار دیا ہے..... اور پھر ایک میاں عبدالحکیم صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ہر ایک لیکچر کے ساتھ یہ پیش گوئی بھی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ مجھے خدا نے الہام کیا

ہے کہ یہ شخص تین سال کے عرصہ میں فنا ہو جائے گا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کیونکہ کذاب اور مفتری ہے۔ میں نے اس کی ان پیشین گوئیوں پر صبر کیا مگر آج جو ۱۴/اگست ۱۹۰۶ء ہے پھر اس کا ایک خط ہمارے فاضل جلیل مولوی نورالدین صاحب کے نام آیا۔ اس میں بھی میری نسبت کئی قسم کی عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ بارہ جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے اس شخص کے ہلاک ہونے کی خبر مجھے دی کہ اس تاریخ سے ۳ برس تک ہلاک ہو جائے گا۔ جب اس حد تک نوبت پہنچ گئی تو اب میں بھی اس بات میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا نے اس کی نسبت میرے پر ظاہر فرمایا میں بھی شائع کروں اور درحقیقت اس میں قوم کی بھلائی ہے۔ کیونکہ اگر درحقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس برس سے دن رات خدا پر افتراء کر رہا ہوں اور اس کی عظمت اور جلال سے بے خوف ہو کر اس پر جھوٹ باندھتا اور اس کی مخلوق کے ساتھ بھی میرا یہ معاملہ ہے کہ میں لوگوں کا مال بددیانتی اور حرام خوری کے طریق سے کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو اپنی بدکرداری اور نفس پرستی کے جوش سے رکھ دیتا ہوں تو اس صورت میں تمام بدکرداروں سے بڑھ کر سزا کے لائق ہوں تا کہ لوگ میرے فتنہ سے نجات پائیں اور اگر میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبدالحکیم خان نے سمجھا ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو ایسی ذلت کی موت نہیں دے گا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور میرے پیچھے بھی۔ میں خدا کی آنکھ سے مخفی نہیں۔ مجھے کون جانتا ہے مگر وہی اس لئے میں اس وقت دونوں پیش گوئیاں یعنی میاں عبدالحکیم خان کی میری نسبت پیش گوئی اور اس کے مقابل پر جو خدا نے میرے پر ظاہر کیا ذیل میں لکھتا ہوں اور اس کا انصاف خدائے قادر پر چھوڑتا ہوں اور وہ یہ ہیں:

میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی میری نسبت پیش گوئی جو اخویم مولوی نورالدین کی طرف اپنے خط میں لکھتے ہیں ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں: ''مرزا کے خلاف ۱۲/جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔ مرزا مسرف، کذاب اور عیار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔'' یہ میعاد'' ۱۱/جولائی ۱۹۰۹ء تک بنتی ہے۔

اس کے مقابل پر وہ پیش گوئی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں:

خدا کے مقبولوں میں قبولیت اور علامتیں ہوئی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے

کہلاتے ہیں، ان پر کوئی غالب نہیں آ سکتا، فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے پر تو نے وقت کو نہ پہچانا، نہ دیکھا اور نہ جانا۔ **رب فرّق بین صادق و کاذب انت تری کل مصلح و صادق۔**'' (ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۱، ۲ خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۹ تا ۴۱۱)

قارئین کرام! جب مرزا قادیانی کا مذکورہ بالا اشتہار شائع ہوا اور ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کی نگاہ سے گزرا تو بہت سٹ پٹایا اور کہنے لگا مرزا قادیانی آپ نے میرے الہام کا مذاق اڑایا، الہام کا نہیں بلکہ میرے خدا کا۔ میرے خدا نے اس جرم کی پاداش میں تیری زندگی سے ۹ ماہ گیارہ دن کم کر دیئے۔ گیارہ جولائی ۱۹۰۹ء کے بجائے تو ۱۹۰۸ء آخر ستمبر تک مرجائے گا۔ جب مرزا قادیانی نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کا یہ بیان پڑھا تو ایک اشتہار بعنوان تبصرہ شائع کیا جو حسب ذیل درج ہے۔

تبصرہ

اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ''میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم اور ایسا ہی تیرے اہل کے ساتھ ہوں اور تو میرے ساتھ ہے اور ایسا ہی تیرے اہل، میں رحمان ہوں۔ میری مدد کا منتظر رہے اور اپنے دشمن کو کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا اور پھر آخر میں اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھادوں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴ ماہ تک تیری عمر کے دن رہ گئے یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھادوں گا تا کہ معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔

یہ عظیم الشان پیش گوئی ہے جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائے گا اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔ خدا ایک قہری تجلی کرے گا اور وہ جھوٹ اور شوخی سے باز نہیں آتے ان کی ذلت اور تباہی ظاہر کرے گا مگر میری طرف ایک دنیا کو جھکا دے گا اور میرا نام عزت کے ساتھ دنیا کے ہر ایک کنارہ میں پھیلا دے گا۔ سو چاہئے میری جماعت کے لوگ اس پیش گوئی کے منتظر رہیں اور تقویٰ اور طہارت سے پاک نمونہ دکھاویں۔'' (تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۳۱، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱، ۵۹۲)

(۱۹۰۸ء آخر ستمبر ۹ ماہ گیارہ دن کم کر دیئے)

جب مرزا قادیانی کا مذکورہ بالا اشتہار بعنوان تبصرہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کی نگاہ سے گزرا تو سیخ پا ہوا اور کہا مرزا تو باز نہیں آتا اور ہر دفعہ میرا مذاق اڑاتا ہے۔ آخری دشمن سے آخری بات سن لے تیری زندگی سے ایک ماہ ۲۷ دن اور کم کر دیئے گئے ہیں بجائے ۱۹۰۸ء آخر ستمبر کے ۴/اگست ۱۹۰۸ء تک تو یقینی مر جائے گا۔ مرزا قادیانی ان دنوں کتاب چشمہ معرفت کی تصنیف فرما رہے تھے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کا مذکورہ بالا بیان سنا تو اس کتاب (چشمہ معرفت ص ۳۲۱، ۳۲۲ خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۶، ۳۳۷) پر لکھا: ''آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خاں ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴/اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا اور یہ اس کی سچائی کے لئے ایک نشان ہوگا۔ یہ شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہے اور مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے۔ پہلے اس نے بیعت کی اور برابر بیس برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا..... اس نے یہ پیش گوئی کی کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴/اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے بلا شبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے، خدا اس کی مدد کرے گا۔''

قارئین کرام! مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا بیان شائع ہونے کے گیارہ دن بعد مرزا قادیانی مر جاتے ہیں اور جس ذلت و نامرادی سے مرتے ہیں وہ بھی گزشتہ صفحات پر ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کی پیش گوئی کے مطابق مرزا قادیانی کا مر جانا اس کے چہرہ پر ایسا بدنما دھبہ کہ جسے مرزائی احباب قیامت تک نہیں دھو سکتے۔ اس سے متعلق جو جواب دیا جاتا ہے اس کا وزن دروغ گورا بہانے بسیار ست سے زیادہ نہیں۔ لکھتے ہیں کہ عبدالحکیم نے تاریخ بدل دی تھی۔ یہ چاند کی طرح چمکتا ہوا جھوٹ ہے، کہیں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ عبدالحکیم نے تاریخ بدل دی اللہ تعالیٰ نے تو نہیں بدلی کیا اللہ تعالیٰ نے ضرور مرزا قادیانی کو عبدالحکیم کے سامنے مارنا تھا۔ عبدالحکیم کو مرزا قادیانی کے سامنے نہیں مار سکتے تھے، ضرور مرزا قادیانی کو مارنا تھا۔ اصل میں جھوٹے کو سچے کے سامنے مارنا تھا۔ لہٰذا جو جھوٹا تھا وہ سچے کے سامنے ذلت آمیز موت سے یعنی قے اور دست کرتا ہوا ہیضہ سے مر گیا۔

حیات موسیٰ علیہ السلام

از کتب مرزا

حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد!

قادیانی دوستو! مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں اور آپ کا بھی مرزا قادیانی کے کہنے سے یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہیں۔

آپ کا کہنا کہ یہ قانون فطرت کے خلاف ہے کہ ایک انسان اتنا لمبا عرصہ دو ہزار سال سے زندہ رہے اور زندہ بھی آسمان پر حالانکہ انسان زمین پر رہنے کے لئے پیدا ہوا ہے نہ کہ آسمان پر بیٹھنے کے لئے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اتنے لمبے عرصہ سے زندہ رہنا اور زندہ بھی آسمان پر یہ کیوں کر ہوسکتا ہے؟ کیونکہ یہ قانون فطرت کے خلاف ہے تو کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام جو عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو سال پہلے پیدا ہوئے ہیں وہ آسمان پر زندہ رہنے کے واسطے پیدا ہوئے تھے وہ بھی تو زمین پر رہنے کے واسطے پیدا ہوئے تھے بقول مرزا قادیانی وہ کیوں آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں کیا یہ قانون فطرت کے خلاف نہیں ہے؟ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''ان عیسٰی الا نبی اللہ کانبیاء اٰخرین وان ھو الا خادم شریعۃ النبی المعصوم الذی حرم اللہ علیہ المراضع حتی اقبل علی ثدی امہ وکلمہ ربہ علی طور سنین وجعلہ من المحبوبین ھذا ھو موسٰی فتی اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الی حیاتہ وفرض علینا ان نؤمن انہ حیّ فی السماء ولم یمت ولیس من المیّتین'' عیسیٰ صرف اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور وہ اس نبی معصوم کی شریعت کا ایک خادم ہے جس پر تمام دودھ پلانے والی حرام کی گئی تھیں یہاں تک کہ اپنی ماں کی چھاتیوں تک پہنچایا گیا اور اس کا خدا کوہ سینا میں اس سے ہم کلام ہوا، اور اس کو پیارا بنایا۔ یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں ارشاد ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہوگیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں۔'' (نور الحق حصہ اوّل ص ۵۰ خزائن ج ۸ ص ۶۸، ۶۹)

یہی بات مرزا قادیانی نے حمامۃ البشریٰ میں بھی لکھی ہے: ''حیاۃ کلیم اللہ ثابت بنص القرآن الکریم الا تقرء فی القرآن ما قال اللہ تعالیٰ وعزوجل

فلا تکن فی مریة من لقائه. وانت تعلم ان هذه الایة نزلت فی موسٰی فهی دلیل صریح علی حیات موسٰی علیہ السلام لانه لقی رسول الله ﷺ والاموات لا یلاقون الاحیاء ولا تجد مثل هذه الایات فی شأن عیسٰی علیہ السلام نعم ''ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زندہ ہونا قرآن شریف سے ثابت ہے کہ کیا تو نے قرآن شریف میں نہیں پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ سے موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات میں شک نہ کرو اور تو جانتا ہے کہ یہ آیت ''فلا تکن فی مریة من لقائه ''نبی کریم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آپس میں ملاقات کرنے کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ پس یہ صریح اور قطعی دلیل ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ نہ ہوتے تو نبی کریم علیہ السلام سے ملاقات کیسے کرتے کیوں کہ مرے ہوئے زندوں سے ملاقات نہیں کرتے۔''

(حمامۃ البشریٰ ص ۳۵ خزائن ج ۷ ص ۲۲۱)

قادیانی دوستو! جب یہ ثابت ہوگیا کہ مرے ہوئے زندوں سے نہیں ملا کرتے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بقول مرزا جو آج سے دو ہزار سال پہلے مر چکے ہیں اور ان کی قبر بھی کشمیر میں موجود ہے وہ مرزا قادیانی سے کیوں ملے اور ملے بھی بارہا۔ مرزا قادیانی سے چند پادریوں نے سوال کیا:

سوال: مسیح کو آپ نے کس طور سے دیکھا ہے۔ آیا جسمانی رنگ میں دیکھا ہے؟

جواب: فرمایا کہ ''ہاں جسمانی رنگ میں اور عین حالت بیداری میں دیکھا ہے۔''

سوال: ہم نے بھی کو دیکھا ہے اور دیکھتے ہیں مگر وہ روحانی رنگ میں ہے۔ کیا آپ نے بھی اسی طرح دیکھا ہے جس طرح ہم دیکھتے ہیں؟

جواب: ''نہیں ہم نے ان کو جسمانی رنگ میں دیکھا ہے اور بیداری میں دیکھا ہے۔'' (ملفوظات مسیح موعود ج ۱۰ ص ۲۲۴)

قادیانی دوستو! اگر موسیٰ علیہ السلام نبی کریم علیہ السلام سے ملیں وہ تو زندہ ہیں۔ حالانکہ یہ بھی پتہ نہیں کہ مثالی رنگ ملے ہیں یا روحانی میں یا جسمانی میں، بیداری میں ملے ہیں یا خواب میں، زمین پر ملے ہیں یا آسمان پر وہ تو زندہ ہیں۔ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کا موسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر ماننا فرض ہے نہ مرا اور نہ مرنے والوں میں ہے اور عیسیٰ علیہ السلام جو مرزا قادیانی کو

بارہا ملے اور مرزا قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کو بارہا دیکھا جسمانی رنگ میں دیکھا عین حالت بیداری میں دیکھا اور ایک دفعہ مرزا قادیانی اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں نے مل کر ایک پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا وہ آج سے دو ہزار سال پہلے مر چکا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

قادیانی دوستو! حق بات وہی ہے جو مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں لکھی ہے کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔''

(براہین چہارم ص ۴۹۹ حاشیہ در حاشیہ خزائن ج اوّل ص ۵۹۳-۶۰۱)

احمدی دوستو! یہ عقیدہ مرزا قادیانی کا پیدائشی ہے۔ مرزا قادیانی کی پیدائش ۱۸۳۹ء میں ہوئی ہے۔ (کتاب البریہ ص ۱۴۶ خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷) اور براہین مرزا قادیانی نے ۱۸۸۴ء میں لکھی ہے۔ براہین احمدیہ پیش لفظ ص ا براہین میں یہ لکھنے کے بعد کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں دوبارہ دنیا میں آئیں گے بارہ سال اسی عقیدے پر جمے رہے اور بارہ سال بعد یہ عقیدہ بدلا۔ (اعجاز احمدی، ضمیمہ نزول المسیح ص ۶ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

اور اس کے بعد کہنا شروع کیا کہ ''عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں'' گویا کہ زندگی کے ۵۸ سال تک یہی عقیدہ رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور مرنے سے ۱۲ سال پہلے، سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر عقیدہ کیوں بدلا۔

جب مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو لوگوں نے کہا مہدی کے ساتھ مسیح موعود عیسیٰ علیہ السلام بھی ہوں گے وہ کہاں ہیں؟ کہنے لگا وہ مر گئے ہیں اور جس مسیح موعود نے آنا ہے وہ آنے والا مسیح موعود میں ہوں۔ لوگوں نے کہا تو نے تو براہین میں لکھا ہے کہ وہ آسمان پر زندہ ہیں کہنے لگا وہ مجھ سے غلطی ہوگئی تھی۔ لوگوں نے کہا غلطی کیسے ہوئی تو نے تو کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور قرآن شریف کی دو آیتوں سے بھی ثابت کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، دوبارہ دنیا میں آئیں گے، کہنے لگا اصل میں الہام کا مطلب میں نہیں سمجھا تھا۔ الہام کا مطلب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں اور آنے والا عیسیٰ مسیح موعود تو ہی ہے۔ مگر میں اس کا الٹ سمجھ بیٹھا اور قرآن شریف کی آیتوں کا مطلب بھی میری سمجھ میں نہیں آیا۔ براہین میں یہ لکھنے کے بعد کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں ۵۸ سال تک میں یہی کہتا رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بارش کی طرح الہام پے در پے کئے کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں اور آنے والا مسیح موعود مہدی موعود تو ہی ہے تو پھر میں نے اپنا پہلا عقیدہ بدلا۔

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کی روشنی میں

حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

احمدی دوستو! آپ بخوبی جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور آپ احباب اس بات پر بضد ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں لیکن آپ یہ بات جان کر حیران ہوں گے کہ مرزا غلام احمد نے کل زندگی ۶۹ سال ۴ ماہ ۲۵ دن پائی ہے اور ۵۷ سال ۴ ماہ ۲۵ دن تک یہی کہتے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور مرنے سے ۱۲ سال پہلے ۱۸۹۶ء کو اپنا عقیدہ بدلا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ انہیں زندہ آسمانوں پر ماننا شرک عظیم ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے کتاب البریہ میں لکھا ہے کہ ''میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی ہے۔'' (کتاب البریہ ص ۱۴۶ حاشیہ خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۷) اور وفات ۲۶ ؍مئی ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔ (ملفوظات ج ۱۰ ص ۴۵۹) حساب لگالیں، ۶۹ سال ۴ ماہ ۲۵ دن بنتے ہیں۔

آیت قرآنی اور تفسیر الہامی (اوّل): مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں لکھا ہے: ''**ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظرہٗ علی الدین کلہ**'' یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔'' (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۹۹ حاشیہ خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

مندرجہ بالا عبارت میں خاص طور پر لائق توجہ بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیت قطعی الثبوت ہے اور مرزا قادیانی نے ''اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے'' کہہ کر اس کی جو الہامی تفسیر کی ہے۔ وہ بھی ان کے نزدیک قطعی ہے کہ یہ آیت حضرت مسیح کی ظاہری وجسمانی آمد کی پیش گوئی ہے۔ پس قرآن مجید کی آیت اور مرزا قادیانی کی الہامی تفسیر دونوں مل کر حضرت

مسیح علیہ السلام کی ظاہری اور جسمانی آمد ثانی کو قطعی بنا دیتے ہیں۔ جس کے بعد مرزا قادیانی کے ماننے والوں کے لئے کسی قسم کے شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

آیت قرانی اور تفسیر الہامی (دوم): اس الہامی کتاب براہین احمدیہ میں بڑے زوردار دعویٰ کے ساتھ اپنے الہام سے ثابت کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ ملاحظہ فرماویں: ''عسٰی ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکافرین حصیرا'' خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے۔ اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کردیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست ونابود کردے گا۔'' (براہین احمدیہ ص ۵۰۵ حاشیہ در حاشیہ خزائن ج ۱ ص ۶۰۱، ۶۰۲)

نوٹ: مرزا قادیانی کے الہامات کا مجموعہ ''تذکرہ'' میں فاضل مرتب نے زیر بحث الہام ''عسٰی ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکافرین حصیراً'' پر حسب ذیل نوٹ لکھا ہے: ''حضرت اقدس نے اس الہام کو (اربعین نمبر ۲ ص ۵ خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۲) اور اس کے علاوہ کئی مقامات پر بھی بحوالہ براہین احمدیہ ''ان یرحمکم'' درج فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ''علی'' کا لفظ سہو کتابت ہے۔''

(تذکرہ طبع چہارم ص ۷۹)

مرزا قادیانی کے اس الہام اور اس کی تشریح سے واضح ہوجاتا ہے کہ انہیں قطعی الہام ہوا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور براہین احمدیہ کے زمانہ میں اپنے الہام کی روشنی میں وہ یہی عقیدہ رکھتے تھے۔

نوٹ: مرزا قادیانی نے اربعین نمبر۲ میں براہین احمدیہ میں درج شدہ الہامات کی فہرست دی ہے اور ''ھو الذی اور عسٰی ربکم'' والی آیات کو مرزا قادیانی نے اپنے الہامات قرار دیا ہے۔ حوالہ کے لئے دیکھیں۔ (اربعین نمبر۲ ص۵، ۶ خزائن ج۱۷ ص۳۵۱، ۳۵۲)

یہاں کس قدر وضاحت سے مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے، رفع آسمانی اور آمد ثانی کے عقیدے کو تسلیم کیا ہے اور ۱۲ سال بعد تک اسی عقیدہ پر جمے رہے۔ ہمیشہ مسیح موعود ہونے کا انکار کیا اور مثیل مسیح کہلاتے رہے۔

اپنی کتاب ازالہ اوہام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''اے برادران دین وعلمائے شرح متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنایا گیا ہو بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پاکر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا۔ جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادت اور اخلاق وغیرہ کے خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں۔'' (ازالہ اوہام (اول) ص۱۹۰ خزائن ج۳ ص۱۹۲)

قارئین کرام! مسیح موعود بننے سے انکار اور مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ الہامی ہے جیسا کہ مرزا قادیانی کی اپنی تحریروں سے ثابت ہے۔ اب حیرانی والی بات ہے کہ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ کے الہامات سے اپنا یہ دعویٰ ثابت کیا ہے کہ میں مسیح موعود نہیں ہوں، مسیح علیہ السلام زندہ ہیں، دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور دوسری طرف یہ بھی براہین احمدیہ کے الہامات سے ہی ثابت کیا کہ میں ہی مسیح موعود ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام مسیح موعود نہیں، وہ فوت ہو چکے ہیں۔ آگے حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔ مرزا قادیانی اعجاز احمدی کے شروع میں لکھتے ہیں: ''وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا

ہے، تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کے نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ میں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا۔ اس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسر صلیب کرے گا اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ: ''**ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ**'' تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا۔ خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا۔ مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی۔ مگر میں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آیا کہ میرے اوپر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔

پس جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ ''**فاصدع بما تؤمر**''، یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سنا دے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روز روشن کی طرح یقین بٹھا دیا گیا، تب میں نے یہ پیغام لوگوں کو سنا دیا۔'' (اعجاز احمدی ص ۶، ۷ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

مرزا قادیانی نے ایک قرآنی اور الہامی آیت سے یہ ثابت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور پھر ۱۲ برس بعد اسی قرآنی اور الہامی آیت

سے ثابت کر رہے ہیں مسیح موعود میں ہوں، عیسیٰ ابن مریم مر چکے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ میں نے براہین احمدیہ میں حیات عیسیٰ کا رسمی عقیدہ لکھ دیا تھا۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے قرآن کی آیت کی الہامی تفسیر کرتے ہوئے بڑے زوردار دعوے سے ثابت کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔

احمدی دوستو! کیا قرآن شریف میں رسمی عقائد درج ہیں اور مرزا قادیانی کو رسمی الہام ہوتے تھے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون!

احمدی دوستو! جب مرزا قادیانی کی طرف اللہ تعالیٰ کے کئے ہوئے الہام اور قرآن شریف کی آیت کا مفہوم مرزا قادیانی غلط بیان کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے کیوں نہیں فرمایا۔ مرزا قادیانی کیا کر رہے ہو کیا آپ کو الہام اور قرآن شریف کی آیت کا مفہوم نہیں سمجھ میں آیا یا خواب دیکھ رہے ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام تو مر گئے ہیں اور جس مسیح موعود نے آنا ہے وہ تم ہو اور تم ہی لکھ رہے ہو کہ جب مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو ۱۲ سال بعد یاد آیا یا علم ہوا کہ مرزا قادیانی نے اپنی گردن پر چھری پھیر دی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ نیند آ گئی تھی۔ کیا یہ اصلاح وتجدید دین ہو رہی ہے؟ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اور پھر لطف یہ کہ جب حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ بدلا تو مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ایام الصلح میں لکھا کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ۱۲۰ سال کی عمر پائی۔''

(ایام الصلح ص ۴۶ خزائن ج ۱۴ ص ۴۷۷)

پھر پانچ ماہ بعد مرزا قادیانی نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں لکھا کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ۱۲۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔'' (تریاق القلوب ص ۳۷۱ خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۹)

پھر چار سال بعد مرزا قادیانی نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں لکھا کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۱۵۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔'' (۳۳ برس واقعہ صلیب سے قبل اور ۱۲۰ برس واقعہ صلیب کے بعد زندہ رہے، یوں کل عمر ۱۵۳ سال ہے۔ مرتب)

(تذکرۃ الشہادتین ص ۲۹ خزائن ج ۲۰ ص ۲۹)

اس طرح قبر کے متعلق مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام میں لکھا کہ ''مسیح کی قبر ان کے اپنے وطن گلیل میں ہے۔'' (ازالہ اوہام (دوم) ص ۴۷۳ خزائن ج ۳ ص ۳۵۳)

پھر کچھ سال بعد مرزا قادیانی نے اتمام الحجہ میں لکھا کہ ''مسیح کی قبر بیت المقدس، طرابلس یا بلاد شام میں ہے۔'' (اتمام الحجہ ص ۲۴ خزائن ج ۸ ص ۲۹۶)

پھر کچھ سال بعد مرزا قادیانی نے اپنی کتاب کشتی نوح میں لکھا کہ ''مسیح کی قبر کشمیر سری نگر محلّہ خانیار میں ہے۔'' (کشتی نوح ص ۱۸ خزائن ج ۱۹ ص ۱۶)

اگرچہ مرزا قادیانی پر قبر مسیح کا مسئلہ پھر مشتبہ ہوا اور اپنے مرنے سے ۱۱ دن پہلے لکھا کہ ''ایک بزرگ کی روایت سے مسیح کی قبر مدینہ کے قریب ہے۔''

(چشمہ معرفت ص ۲۵۱ خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۱)

لیکن احمدی احباب کشمیر والی قبر ہی مسیح کی قبر بتلاتے ہیں جس کا قبر مسیح ہونا کسی حدیث رسول اللہ ﷺ سے ہرگز ثابت نہیں۔

مرزا قادیانی نے ابن مریم بننے کی غرض سے ۱۸۹۶ء کو اپنا عقیدہ بدلا۔

(اعجاز احمدی ص ۹ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

اور ۱۹۰۸ء تک زندہ رہے۔ یعنی ۱۲ سال تک اللہ کی طرف سے مختلف الہام ہوتے رہے یعنی اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی سے مذاق کرتے رہے اور یہ صحیح خبر ایک بھی الہام میں نہ دی گئی۔ نعوذ باللہ! اصل میں جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔

احمدی دوستو! مرزا قادیانی نے سرمہ چشم آریہ کے آخر میں ایک اشتہار دیا ہے جس میں فرماتے ہیں کہ ''کتاب براہین احمدیہ جس کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے مؤلف (مرزا غلام احمد صاحب) نے ملہم و مامور (یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے) ہو کر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے۔'' (سرمہ چشم آریہ اشتہار نمبر ۳ خزائن ج ۲ ص ۳۱۹)

آئینہ کمالات اسلام میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے یہ بات معلوم ہے کہ روح القدس کی قدسیت (یعنی جبرئیل علیہ السلام کی توجہ) ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قوی (یعنی بدن کے تمام اعضاء) میں کام کرتی ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۹۳ خزائن ج ۵ ص ۹۳)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روح القدس کی قدسیت نے مرزا قادیانی کے ہاتھ کو کیوں نہ پکڑا اور قلم کیوں نہیں توڑ دی۔ روح القدس کی قدسیت نے کیوں نہیں شور مچایا، کیوں نہیں چیخی چلائی کہ مرزا قادیانی کیوں اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کو مرے

ہوئے تقریباً دو ہزار سال ہو گئے ہیں اور تم لکھ رہے ہو کہ مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور لکھ بھی ایسی کتاب میں رہے ہو جو اصلاح وتجدید کے لئے لکھی جا رہی ہے۔ مرزا قادیانی کیا تمہاری مت ماری ہے۔ تمہیں پتہ نہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننا شرک ہے۔

احمدی دوستو! مرزا قادیانی نے میں لکھا ہے کہ: ''ہم نے صدہا طرح کا فتور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا، چونکہ یہ مخالفین پر فتح عظیم ہے۔'' (براہین احمدیہ ج ۱ ص ۶۲ خزائن ج ۱ ص ۶۲)

احمدی دوستو! صدہا فتور اور فساد میں سے سب سے بڑا فتور اور فساد تمہارے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر ماننا اور ان کا دوبارہ دنیا میں آنا ہے۔ صدہا فتور اور فساد کی اصلاح تو مرزا قادیانی سے کیا ہوگی۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام کو براہین احمدیہ میں مرزا قادیانی نے تسلیم کر کے اپنے پاؤں کاٹ دیئے۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ مخالفوں پر فتح عظیم ہے۔ یہ مرزا قادیانی کی خوش فہمی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ مخالفوں کی فتح عظیم ہے نہ کہ مرزا قادیانی کی۔ کیونکہ یہ مرزا قادیانی کی مسیح موعودیت اور مہدی معودیت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے واسطے تیز سے تیز تر کلہاڑا ہے۔

احمدی دوستو! مرزا قادیانی طالب علمی کے زمانہ کے بارے میں لکھتے ہیں ''اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے۔''

(کتاب البریہ ص ۱۸۱ خزائن ج ۱۳ ص ۱۸۱)

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے لکھا ہے کہ ''والد صاحب کا دستور تھا کہ سارا دن الگ بیٹھے پڑھتے رہتے تھے اور ارد گرد کتابوں کا ڈھیر لگا رہتا تھا۔''

(سیرت المہدی جدید ج اوّل ص ۲۰۰ روایت نمبر ۱۹۳)

مرزا قادیانی فرماتے ہیں ''مگر اکثر حصہ اوقات کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا اور بسا اوقات حضرت والد صاحب کو وہ کتابیں سنایا بھی کرتا تھا۔'' (کتاب البریہ ص ۱۸۷ خزائن ج ۱۳ ص ۱۸۷)

مرزا قادیانی ۱۸۸۴ء میں لکھی گئی اپنی کتاب براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں کہ ''حضرت علی رضی اللہ عنہ بعد نماز مغرب میرے پاس تشریف لائے۔ حضرت فاطمہ، حسن، حسین رضی اللہ عنہم بھی تھے اور حضور ﷺ بھی تھے، پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علی رضی اللہ عنہ نے تالیف کیا ہے اور اب علی رضی اللہ عنہ وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔'' (براہین احمدیہ ص ۵۰۴ خزائن ج ۱ ص ۵۹۹، تذکرہ طبع چہارم ص ۲۰)

احمدی دوستو! مرزا قادیانی نے (براہین احمدیہ مندرجہ خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، ۶۰۱) پر لکھا ہے کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے جیسا کہ میں پہلے بیان کر آیا ہوں۔''

براہین مرزا قادیانی نے ۱۸۸۴ء میں لکھی ہے، یہ آپ کو معلوم ہے کہ براہین میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ لکھنے کے بعد ۱۲ سال تک اسی عقیدہ پر جمے رہے۔ ۱۲ سال بعد عقیدہ بدلا اور ازالہ اوہام (دوم) کے (ص ۵۹۵، خزائن ج ۳ ص ۴۲۳) پر لکھا ہے کہ ''قرآن شریف کی ۳۰ آیتوں سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔''

(ازالہ اوہام ص ۵۹۸ خزائن ج ۳ ص ۴۲۳)

کیوں صاحب، مرزا قادیانی کتابوں کا مطالعہ اس قدر کرتے تھے کہ گویا دنیا میں نہیں تھے۔ خاص کر تدبر قرآن شریف اور تفسیروں کا اور احادیث شریف کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ کسی حدیث شریف یا قرآن شریف کی ایک آیت میں بھی یہ نہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں کہ مرزا قادیانی نے براہین میں لکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اب ۱۲ سال بعد ۳۰ آیات سے ثابت کر رہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ کیا یہ ۳۰ آیتیں اس وقت نظر نہیں آئی تھیں۔ کیا تفسیر علی جو مرزا قادیانی کو براہین لکھنے سے ۱۰ سال پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دی تھی، اس میں بھی یہ نہ لکھا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔

احمدی دوستو! مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ اور تذکرہ میں لکھا ہے کہ: ''براہین احمدیہ کی تصنیف سے ۲۰ برس پہلے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو اس وقت میرے دائیں ہاتھ میں میری تالیف کردہ کتاب تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے۔ عرض کیا یہ میری لکھی ہوئی کتاب ہے۔ فرمایا اس کا کیا نام ہے۔ میں نے کہا قطبی یعنی قطب ستارے کی طرح مستحکم غیر متزلزل۔ آپ نے فرمایا مجھے دیں، میں آپ کو دے دی۔

فرمایا اس کے ذریعہ اسلام زندہ ہوگا۔‘‘

(براہین احمدیہ ص ۲۴۹ خزائن ج ۱ ص ۲۷۴، ۲۷۵ حاشیہ، تذکرہ ص ۲ طبع ۴)

احمدی دوستو! بقول مرزا قادیانی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کتاب کے ذریعہ اسلام جو مردہ ہو چکا ہے، زندہ ہوگا۔ اگر آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہوتا تو یہ بھی فرمایا ہوتا کہ مرزا یہ جو تو نے اس کتاب میں گند مارا ہے اسے درست کر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور ان کے ہاتھ سے دین اسلام پوری دنیا میں پھیل جائے گا اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ عیسیٰ کے ذریعہ ظہور میں آئے گا۔ مرزا کیا تم کو اتنا بھی علم نہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو مرے ہوئے تو تقریباً دو ہزار سال ہو گئے ہیں اور تم نے لکھا ہے کہ وہ زندہ ہیں، دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ مرزا یہ غلبہ دین تو تیری اس کتاب کے ذریعہ سے ہوگا نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے، لہٰذا اس غلطی کو درست کرو۔

احمدی دوستو! قطب ستارے کی طرح مستحکم غیر متزلزل کتاب (براہین احمدیہ) میں وہ زلزلہ آیا کہ وفات مسیح کی عمارت ایسے منہدم ہوئی کہ قیامت تک قائم نہیں ہو سکتی۔

احمدی دوستو! مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ازالہ اوہام ص ۳۲۳ تا ۳۳۸ خزائن ج ۳ ص ۴۲۳ سے ۴۳۸) میں لکھا ہے کہ ۳۰ آیتیں قرآن شریف میں ہیں اور وہ تمام آیات لکھی بھی ہیں کہ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ ایک آیت ہے، شراب حرام ہے، سب مفسرین نے لکھا شراب حرام ہے۔ ایک آیت ہے چور کے ہاتھ کاٹو۔ سب مفسرین نے لکھا چور کے ہاتھ کاٹو۔ ایک آیت ہے زانی مرد ہو یا عورت اسے سنگسار کرو۔ سب مفسرین نے لکھا ہے زانی مرد ہو یا عورت اسے سنگسار کیا جائے۔ تعجب ہے کہ تیس آیتیں قرآن شریف میں ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں اور کسی مفسر نے یہ نہیں لکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ منہ مانگا انعام دوں گا، اگر آپ مرزا قادیانی سے پہلے ۱۳ صدیوں کے کسی مفسر، مجدد کی چھوٹی بڑی ترجمہ و تفسیر سے یہ دکھاویں کہ اس نے لکھا ہو کہ اس آیت سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔

احمدی دوستو! مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے ساتھ شادی ہونے کی پیش گوئی کی تھی۔ اس پر میرا ایک رسالہ آسمانی دلہن کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں اس پیش گوئی کی مکمل تفصیل ہے۔ آپ اس کا مطالعہ کریں۔ میں یہاں صرف ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارک ہے: ''عن عبداللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسٰی ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولدله ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسٰی ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر (مشکوٰۃ شریف ص ۴۹۱ باب نزول عیسٰی علیہ السلام) ''عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عیسیٰ ابن مریم زمین میں نازل ہوں گے، شادی کریں گے، ان کی اولاد ہوگی۔ پینتالیس سال تک زمین میں ٹھہریں گے، پھر فوت ہوں گے اور میرے ساتھ میرے مقبرہ میں داخل ہوں گے۔ میں اور عیسیٰ بن مریم ابوبکر اور عمر کے درمیان ایک مقبرہ سے اٹھیں گے۔

حدیث مذکورہ بالا سے صاف واضح ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام زمین پر اتر کر نکاح کریں گے۔ چونکہ مرزا قادیانی دعویٰ مسیحیت سے پہلے نکاح کر چکے تھے، اس سے اولاد بھی تھی۔ اس لئے مرزا قادیانی نے حدیث ہذا کا یہ مطلب ظاہر کیا کہ اس نکاح سے جو مسیح موعود کی علامت ہے، محمدی بیگم کا میرے ساتھ نکاح ہونا ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی کے الفاظ ہیں: ''اس (محمدی بیگم والی) پیشین گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ ''یتزوج ویولدله ''یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا نیز صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشین گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ اس سیہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔'' (انجام آتھم ص ۵۳ حاشیہ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

احمدی دوستو! ساری باتیں چھوڑو، مرزا قادیانی کی شادی محمدی بیگم کے ساتھ نہ ہونے سے ثابت ہوگیا کہ عیسیٰ ابن مریم زندہ ہیں اور مرزا قادیانی کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ آپ حدیث شریف کے الفاظ پر غور فرماویں۔ آپ علیہ السلام نے عیسیٰ ابن مریم کی شادی کا ذکر کیا۔ کیونکہ جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ اس وقت آپ کنوارے تھے اور ابھی آپ

کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ اس واسطے آپ ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام شادی کریں گے اور ان کے بچے بھی ہوں گے اور یہ مرزا قادیانی بھی مانتے ہیں کہ ''عیسیٰ علیہ السلام کی بیوی نہ تھی اور ان کی شادی نہیں ہوئی تھی۔'' اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ وہ نامرد ہیجڑا تھے۔'' (بہرحال کنوارے دنیا سے رخصت ہوئے) تفصیل کے لئے دیکھو۔ (نورالقرآن ص ۴۷ خزائن ج ۹ ص ۴۴۸، ۴۴۹)

احمدی دوستو! کتاب ''عسل مصفی'' تالیف ابوالعطا مرزا خدا بخش قادیانی احمدی یکے از کمترین خادمان مسیح موعود بماہ اپریل ۱۹۰۳ء مطابق غرہ ذی الحجہ ۱۳۱۸ھ میں لکھی گئی تھی۔ اس میں مجددین کی ایک فہرست دی ہے اس کا مطالعہ فرماویں ''اس باب میں کہ ۱۳ صدیوں میں کون کون مجدد ہوئے ہیں ہم اوپر دکھلا چکے ہیں کہ ہر صدی کے سرے پر مجددوں کا آنا ضروری ہے۔ کیونکہ ہر سو ۱۰۰ سال کے بعد زمانہ کی حالت پلٹا کھاتی ہے اور دین اسلام میں ضعف واقع ہوجاتا ہے۔ لہٰذا ازبس ضروری ہے کہ اس ضعف اور کمزوری کے دور کرنے کے لئے کوئی شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے خاص تائید پاکر دنیا میں کھڑا ہو اور جس قدر اہل اسلام میں فتور برپا ہوگیا ہو۔ اس کو دور کرنے کی کوشش کرے اور دین مردہ کو از سرنو زندہ کرکے اس کو اپنی اصلی ہیئت میں دکھلا دے۔ چنانچہ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے ۱۳ صدیوں میں جس قدر اصحاب مجدد تسلیم کئے گئے ہیں۔ جن میں سے بعض نے اپنی زبان سے دعویٰ مجددیت کیا ہے اور بعض نے نہیں کیا، صرف لوگوں نے ان کو اپنے اعتقاد اور علم سے مجدد تسلیم کرلیا ہے۔ ہم ان کے نام صدی وار لکھ دیتے ہیں تاکہ جو لوگ ان کے اسمائے مبارک سے ناواقف اور ناآشنا ہیں، اچھی طرح سے واقف ہوجائیں۔

<u>پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدد تسلیم کئے گئے ہیں:</u> (۱) عمر بن عبدالعزیز، (۲) سالم، (۳) قاسم، (۴) مکحول۔ علاوہ ان کے اور بھی اس صدی میں مجدد مانے گئے ہیں۔

<u>دوسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں:</u> (۱) امام محمد ادریس ابوعبداللہ شافعی، (۲) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی، (۳) یحییٰ بن معین بن عون عطفانی، (۴) الشہب بن عبدالعزیز بن داؤد قیسی، (۵) ابوعمرو مالکی مصری، (۶) خلیفہ مامون رشید بن ہارون، (۷) قاضی حسن بن زیاد حنفی، (۸) جنید بن محمد بغدادی صوفی، (۹) سہل بن ابی سہل بن رحلہ شافعی، (۱۰) بقول امام شعرانی حارث بن اسد محاسبی ابوعبداللہ صوفی بغدادی۔

تیسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) قاضی احمد بن شریح بغدادی شافعی، (۲) ابوالحسن اشعری متکلم شافعی، (۳) ابوجعفر طحاوی ازدی حنفی، (۴) احمد بن شعیب، (۵) ابوعبدالرحمٰن نسائی، (۶) خلیفہ مقتدر باللہ عباسی، (۷) حضرت شبلی صوفی، (۸) عبیداللہ بن حسین، (۹) ابوالحسن کرخی صوفی حنفی، (۱۰) امام قنبی بن مخلد قرطبی مجدد اندلس اہل حدیث۔

چوتھی صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) امام ابوبکر باقلانی، (۲) خلیفہ قادر باللہ عباسی، (۳) ابوحامد اسفرائنی، (۴) حافظ ابونعیم، (۵) ابوبکر خوارزمی حنفی، (۶) بقول شاہ ولی اللہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم نیشاپوری، (۷) امام بیہقی، (۸) حضرت ابوطالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیا سے ہیں، (۹) حافظ احمد علی بن ثابت خطیب بغداد، (۱۰) ابواسحاق شیرازی، (۱۱) ابراہیم بن علی بن یوسف فقیہ ومحدث۔

پانچویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) محمد بن ابوحامد امام غزالی، (۲) بقول عینی وکرمانی حضرت راعونی حنفی، (۳) خلیفہ مستظہر باللہ عباسی، (۴) عبداللہ بن محمد انصاری ابواسماعیل ہروی، (۵) ابوطاہر سلفی، (۶) محمد ابن احمد ابوبکر شمس الدین سرخسی فقیہ حنفی۔

چھٹی صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) محمد بن عمر ابوعبداللہ فخر الدین رازی، (۲) علی بن محمد، (۳) عزالدین ابن کثیر، (۴) امام رافعی شافعی صاحب زبدہ شرح شفا، (۵) یحییٰ بن جبش بن میرک حضرت شہاب الدین سہروردی شہید امام طریقت، (۶) یحییٰ بن اشرف بن حسن محی الدین لوذی۔

ساتویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) احمد بن عبدالحلیم تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی، (۲) تقی الدین ابن دقیق السعید، (۳) شاہ شرف الدین مخدوم بہائی سندی، (۴) حضرت معین الدین چشتی، (۵) حافظ ابن القیم جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن القیم الجوزی ورعی دمشقی حنبلی، (۶) عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن خلاج ابومحمد عفیف الدین یافعی شافعی، (۷) قاضی بدرالدین محمد بن عبداللہ الشبلی حنفی دمشقی۔

آٹھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) حافظ علی بن حجر عسقلانی شافعی، (۲) حافظ زیدالدین عراقی شافعی، (۳) صالح بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی، (۴) علامہ ناصرالدین شاذلی ابن سنت میلی۔

نویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) عبدالرحمٰن بن کمال الدین شافعی معروف امام جلال الدین سیوطی، (۲) محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی شافعی، (۳) سید محمد جون پوری مہتدی۔

دسویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) ملا علی قاری، (۲) محمد طاہر فتنی گجراتی محی الدین محی السنۃ، (۳) حضرت علی بن حسام الدین معروف بعلی متقی ہندی مکی۔

گیارہویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) عالمگیر بادشاہ غازی اورنگ زیب، (۲) حضرت آدم بنوری صوفی، (۳) شیخ احمد بن عبدالاحد بن زین العابدین فاروقی سرہندی معروف امام ربانی مجدد الف ثانی۔

بارہویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی، (۲) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی، (۳) سید عبدالقادر حسنی کوکیانی، (۴) حضرت احمد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، (۵) امام شوکانی، (۶) علامہ سید محمد بن اسماعیل امیر یمن، (۷) محمد حیات بن ملا ملازیہ سندھی مدنی۔

تیرہویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں: (۱) سید احمد بریلوی، (۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، (۳) مولوی محمد اسماعیل شہید دہلوی، (۴) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں، (۵) بعض نے شاہ عبدالقادر کو مجدد تسلیم کیا ہے۔

ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ بعض ممالک میں بعض بزرگ ایسے بھی ہوں گے جن کو مجدد مانا گیا ہو اور ہمیں ان کی اطلاع نہ ملی ہو۔ وجہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد جو جامع جمیع صفات انسانی تھے، کوئی کامل انسان ایسا نہیں ہوسکتا تھا کہ شریعت اسلامی کے تمام محکمہ جات کی خدمات کو سرانجام دے سکتا۔ اس لئے ضروری بلکہ اشد ضروری تھا کہ شریعت حقہ اسلام کے ہر پہلو اور ہر محکمہ کے ضعف اور کمزوری کو دور کرنے کے لئے الگ الگ افراد اس خدمت پر مامور ہوتے اور مشاہدہ اور تجربہ گواہی دیتا ہے کہ ایسا ہی ہوتا رہا۔ چنانچہ فہرست مجددین سے واضح ہوتا ہے کہ کوئی مجدد فقیہ ہے کوئی محدث ہے، کوئی مفسر ہے، کوئی صوفی ہے، کوئی متکلم ہے اور کوئی بادشاہ ہے۔ الغرض جن کاموں کو ایک ذات جامع جمیع صفات انسانی بہمہ حسن وخوبی سرانجام دیتی تھی۔ اب مختلف زمانوں میں مختلف افراد مختلف پہلوؤں میں ان خدمات کو بجا لاتے رہے اور اس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔

جب یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہوگیا کہ ہر صدی کے سر پر کسی مجدد کا آنا ضروری ہے تو اب کوئی وجہ نہیں کہ چودھویں صدی کے سر پر کوئی مجدد نہ آوے۔ مجدد کا آنا نہایت ضروری ہے۔ خاص کر ایسے پرفتن زمانہ میں جب کہ اسلام پر ہر پہلو اور ہر طرف سے مصائب کے پہاڑ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں اور اسلام ایسے نرغہ میں پھنس گیا ہو کہ جس سے جانبری نہایت ہی مشکل ہوگئی ہو۔'' (عسل مصفی ص۱۶۲ تا ۱۶۶)

احمدی دوستو! آپ کی کتاب ''عسل مصفی'' میں ۸۳ مجددین کی فہرست دی ہے اور ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ بعض ممالک میں بعض بزرگ ایسے بھی ہوں گے جن کو مجدد مانا گیا ہو اور ہمیں ان کی اطلاع نہ ملی ہو۔ احمدی دوستو! یہ تو ظاہر ہے کہ مجدد وہی ہوسکتا ہے جو اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ قرآن وحدیث کا علم رکھتا ہو۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پہلی صدی سے لے کر تیرہویں صدی تک تمہارے ۸۳ مجدد ہوئے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی پتہ نہیں چلا کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں۔ انہیں زندہ ماننا شرک ہے اور لوگوں کے واسطے سب سے بڑا فتنہ ہے اور پھر سب سے بڑا ظلم یہ کہ خود مرزا قادیانی بھی اپنی زندگی کے ۵۷ سال ۴ ماہ ۲۵ دن تک اس شرک میں مبتلا رہے اور یہی کہتے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔

احمدی دوستو! مرزا قادیانی نے (ضمیمہ حقیقت الوحی الاستفتاء ص۳۹ خزائن ج۲۲ ص۶۶۰) پر سب سے بڑا فتنہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دیا ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننا شرک عظیم کہا ہے۔ ۱۳ صدیوں کے کسی مجدد نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کی اصلاح کیوں نہیں کی۔ اس لئے کہ ۱۳ صدیوں کے سب مجدد حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کے قائل تھے، کسی مجدد نے ہرگز نہیں کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں بلکہ سب نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور ان کا نزول ہوگا۔ اگر کسی نے کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں تو حوالہ دو۔

آپ ذرا سوچیں یہ ساری باتیں یہ نہیں بتاتیں کہ یہ سارے کا سارا دجل ہے، فریب ہے، ہیرا پھیری ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی پہلے ہی دن کہہ دیتے کہ عیسیٰ علیہ السلام تقریباً دو ہزار سال پہلے فوت ہو چکے ہیں چہ جائے کہ ان کو اتنا عرصہ زندہ مانتے رہے اور اپنی کتابوں میں لکھتے رہے۔ اللہ تعالیٰ بھی نعوذ باللہ! خاموش رہے۔ کیا اللہ تعالیٰ سے

بھی نعوذ باللہ! غلطی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں نہ بتایا کہ غلام احمد کیا لکھ رہے ہو؟ مرزا قادیانی کو الہام ہوتے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، آسمانوں سے اتریں گے اور کوئی بتانے والا نہ تھا کہ یہ الہام غلط ہیں۔ روح القدس جبرئیل علیہ السلام بھی خاموش رہے۔ کثرت سے تفاسیر کا مطالعہ اور بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تفسیر میں بھی یہ مسئلہ نہ ملا۔ تیرہ صدیوں کے مجددین میں سے کسی ایک کو بھی یہ معلوم نہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور وہ سب ان کو زندہ مانتے رہے اور حیات نزول عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق لکھتے رہے جب ملہم من اللہ ہو کر لکھی گئی کتاب براہین احمدیہ (قطبی) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش رہے۔ پھر عمر کے آخری حصہ میں تواتر سے ہونے والے الہامات نے مرزا قادیانی پر یہ تو کھول دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور مرزا قادیانی خود مسیح موعود ہے۔ مگر یہ الہامات نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کے متعلق بتا سکے اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے متعلق بتا سکے۔

احمدی دوستو! آدمی آلو خریدتا ہے تو اسے اچھی طرح دیکھتا ہے کہ کہیں یہ خراب یا کانا تو نہیں۔ کیا یہ انصاف کی بات ہے کہ جہاں ایمان کے سودے ہوں، وہاں آنکھیں بند کر کے کسی کی ہر بات قبول کر لے۔ یہ تو جنت اور جہنم کا سوال ہے۔ اس قدر غفلت سے کام نہ لیں بلکہ سوچیں، سمجھیں اور اپنا عقیدہ وہی بنائیں جو تمام امت کا متفقہ طور پر چلا آ رہا ہے۔ اس سلسلہ میں اگر آپ سوالات کرنا چاہیں یا سمجھنا چاہیں یا مجددین ومفسرین ومحدثین کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیں تو میرے ساتھ رابطہ کر لیں۔ اگر آپ نے میری باتیں جو مرزا قادیانی کی کتابوں سے بھی عرض کروں گا، غور سے سنیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی سمجھ میں ضرور آ جائیں گے۔ آپ اس موضوع پر میرے دو رسائل ''حیات عیسیٰ از روئے قرآن شریف'' اور حیات عیسیٰ علیہ السلام از روئے حدیث شریف'' کا بھی ضرور مطالعہ فرمائیں۔ اگر آپ چاہیں تو کسی اپنے مربی صاحب سے میری بات کرا دیں۔ میں مربی صاحب سے بھی بات کرنے کو تیار ہوں:

شاید کے تیرے دل میں اتر جائے میری بات

ابن سرور ابو الشہید حافظ عبد الرحمٰن خان شاہ جمالی مظفر گڑھی

مرزا غلام احمد قادیانی کے قلم اور منہ سے نکلی ہوئی وہ باتیں
جو نہ آج تک پوری ہوئیں اور نہ روز قیامت تک پوری ہوں گی

ادھوری باتیں

حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دوستو! مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''امام الزمان میں ہوں۔''

(ضرورت الامام ص۴ خزائن ج۱۳ ص۴۹۵)

پھر مرزا قادیانی کا کہنا ہے ''غرض جو لوگ امام الزماں ہوں ان کے کشوف اور الہام صرف ذاتیات تک محدود نہیں ہوتے۔ بلکہ نصرت دین اور تقویت ایمان کے لئے نہایت مفید اور مبارک ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان سے نہایت صفائی سے مکالمہ کرتا ہے اور ان کی دعا کا جواب دیتا ہے اور بسا اوقات سوال اور جواب کا ایک سلسلہ منعقد ہو کر ایک ہی وقت میں سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب۔ ایسے صفا اور لذیذ اور فصیح الہام کے پیرایہ میں شروع ہوتا ہے کہ صاحب الہام خیال کرتا ہے کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور امام الزمان کا ایسا الہام نہیں ہوتا کہ جیسے ایک کلوخ انداز در پردہ ایک کلوخ پھینک جائے اور بھاگ جائے اور معلوم نہ ہو کہ وہ کون تھا اور کہاں گیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ ان سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں آتی۔ بلکہ وہ تو بسا اوقات اپنے تئیں ایسا پاتے ہیں کہ گویا ان سے کوئی ٹھٹھا کر رہا ہے اور امام الزمان کی الہامی پیش گوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتی ہیں۔ جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کرتا ہے اور یہ قوت اور انکشاف اس لئے کہ ان کے الہام کو دیا جاتا ہے تا کہ ان کے پاک الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں اور تا دوسروں پر حجت ہو سکیں۔'' (ضرورت الامام ص۱۲، ۱۳ خزائن ج۱۳ ص۴۸۳)

پھر مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ ''ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں تخلف ہو (خلاف ورزی) ہو۔'' (چشمہ معرفت ص۸۳ خزائن ج۲۳ ص۹۱)

پھر مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۹۳، خزائن ج۵ ص۹۳ بقیہ حاشیہ)

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ: ''مجھے اللہ تعالیٰ نے نبوت بخشی ہے میں نبی ہوں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۶ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۶، دافع البلاء ص ۹-۱۱ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۹ تا ۲۳۱، حقیقت الوحی ص ۱۰۷ خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰)

مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''کہ ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔''

(کشتی نوح ص ۵ خزائن ج ۱۹ ص ۵)

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ ''کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔'' (تریاق القلوب ص ۱۰۷ خزائن ج ۱۵ ص ۳۸۲)

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ ''اگر ثابت ہو کہ میری سو پیش گوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی ہو تو میں اقرار کروں گا کہ میں (جھوٹا) کاذب ہوں۔''

(اربعین ۴ ص ۲۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۶۱ در حاشیہ)

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ ''بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک (کسوٹی) امتحان نہیں ہوسکتا۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸ خزائن ج ۵ ص ۲۸۸)

دوستو! اب ہم مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا دعوؤں کی روشنی میں آپ کی پیش گوئیوں کی پڑتال کر کے ان کے صدق یا کذب یعنی سچے یا جھوٹے ہونے کو جانچتے ہیں۔

سب سے پہلے طاعون کی پیش گوئی کی پڑتال کرتے ہیں۔

طاعون کی پیش گوئی

قارئین کرام! مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ میں نے طاعون پھیلنے کی پیش گوئی کی تھی اور وہ سچی نکلی۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے نہ یہ پیش گوئی کی کہ ملک میں طاعون پھیلے گی اور نہ ہی مرزا قادیانی کی پیش گوئی سے طاعون پھیلی۔ اس واسطے کہ مرزا قادیانی نے پہلا اشتہار جو طاعون کے سلسلہ میں دیا ہے وہ ۶ رفروری ۱۸۹۸ء میں دیا ہے اور طاعون اس اشتہار سے دو برس پہلے پھیل چکی تھی اور ہزاروں بندگان خدا اس سے لقمہ اجل ہو چکے تھے۔ مرزا قادیانی اشتہار کے شروع میں لکھتے ہیں: ''اس مرض نے جس قدر ممبئی اور دوسرے شہروں اور دیہات پر حملے کئے اور کر رہی ہے۔ ان کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ دو سال کے عرصے میں ہزاروں

بچے اس مرض سے یتیم ہوگئے اور ہزار ہا گھر ویران ہوگئے، دوست اپنے دوستوں سے اور عزیز اپنے عزیزوں سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲)

اور اس اشتہار میں بھی مرزا قادیانی نے کہیں یہ نہیں کہا کہ طاعون میری پیش گوئی کرنے سے آیا ہے۔

طاعون کے ملک میں پھیل جانے اور ہزاروں بچوں کے یتیم ہوجانے اور ہزار ہا گھر ویران ہوجانے اور دوست اپنے دوستوں اور عزیز اپنے عزیزوں سے جدا ہوجانے سے پہلے مرزا قادیانی نے لفظ ''طاعون'' کے ساتھ صراحت سے کبھی نہیں کہا کہ لوگو! ایک وقت آنے والا ہے کہ ملک میں طاعون پھیلے گی اور لاکھوں بڑے چھوٹے انسان لقمۂ اجل ہوجائیں گے اور کتنے گھر ویران ہوجائیں گے اور سخت مخالف جن کی قسمت میں ہدایت نہیں وہ اس دنیا سے گزر جائیں گے۔ پھر دو چار سال یا دس بارہ سال یا پندرہ بیس سال بعد طاعون پڑتی، چھوٹے بڑے لوگ لقمۂ اجل ہوجاتے۔ سینکڑوں گھر ویران ہوجاتے، بڑے بڑے مخالف ہلاک ہوجاتے تو مرزا قادیانی یہ کہتے اچھے لگتے کہ لوگو! دیکھو جیسے میں نے کہا تھا ویسے ہی ہوا یا نہ۔ دنیا کہتی کہ واقعی جس طرح مرزا قادیانی نے کہا تھا ویسے ہی ہوا۔ (سبحان اللہ) جب طاعون ملک کے بعض حصوں میں پھیل گئی اور لاکھوں بڑے چھوٹے انسان لقمہ اجل ہوگئے اور کتنے گھر ویران ہوگئے، طاعون کو پھیلے ہوئے پورے دو سال ہوگئے تو مرزا قادیانی نے یہ کہنا شروع کردیا کہ کتاب حمامۃ البشریٰ میں جو طاعون پیدا ہونے سے کئی سال پہلے شائع کی تھی۔ میں نے لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کی دعا کی تھی سو وہ دعا قبول ہوکر ملک میں طاعون پھیلی:

فلما طغی الفسق المبید بسیله تمنیت لو کان الوباء المتبر

(حمامۃ البشریٰ ص ۹۷ خزائن ج ۷ ص ۳۲۶)

''براہین'' میں اس کی (یعنی طاعون) کی خبر دی گئی ہے ''اتی امر اللہ فلا تستعجلون'' (ملفوظات ج ۳ ص ۴۱۳)

''حمامۃ البشریٰ میں یہ بہ باعث تکذیب طاعون پیدا ہونے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی تھی، سو پچیس برس بعد پنجاب میں طاعون پھیل گئی۔''

(حقیقت الوحی ص ۲۲۴ خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۵)

الخلافہ پر جو میں نے لکھا ہے ''کہ مخالفوں پر طاعون پڑنے کے لئے میں نے دعا کی تھی۔ یعنی ایسے مخالف جن کی قسمت میں ہدایت نہیں، سو اس دعا سے کئی سال بعد اس ملک میں طاعون کا غلبہ ہوا اور بعض سخت مخالف اس دنیا سے گزر گئے اور وہ دعا یہ تھی:

وخذ رب من عادی الصلاح ومفسدا ونزل علیہ الرجز حقا ودمّر
وفرج کروبی یا کریمی ونجّنی ومزق خصیمی یا الٰہی وغفّر

(سر الخلافہ ص ۶۲، خزائن ج ۸ ص ۳۹۱)

مرزا قادیانی نے تین کتابوں کا نام لیا ہے کہ ان کے اندر میں نے طاعون پھیلنے کی پیش گوئی کی تھی اور پیش گوئی کے الفاظ بھی لکھے ہیں۔

براہین کے الفاظ یہ ہیں: ''اتی امر اللہ فلا تستعجلون '' اللہ تعالیٰ کا حکم آچکا ہے جلدی نہ کرو۔

حمامۃ البشریٰ کے الفاظ یہ ہیں:

فلما طغی الفسق المبید بسیلہ تمنیت لو کان الوباء المتبر

ترجمہ: اور جب فسق ہلاک کرنے والا حد سے بڑھ گیا تو میں نے آرزو کی کہ اب ہلاک کرنے والی طاعون چاہئے۔

سر الخلافہ کے الفاظ یہ ہیں:

وخذ رب من عادی الصلاح ومفسدا ونزل علیہ الرجز حقا ودمّر
وفرج کروبی یا کریمی ونجّنی ومزق خصیمی یا الٰہی وغفّر

ترجمہ: اے میرے خدا جو شخص نیک راہ اور نیک کام کا دشمن ہے اور فساد کرتا ہے، اس کو پکڑ اور اس پر طاعون کا عذاب نازل کر اور اس کو ہلاک کر دے اور میری بے قراریاں دور کر اور مجھے غموں سے نجات دے۔ اے میرے کریم! اور میرے دشمن کو ٹکڑے ٹکڑے کر اور خاک میں ملا دے۔''

دوستو! ایمان سے بتاؤ کہ ان کتابوں کے الفاظ میں کہیں طاعون کا لفظ ہے، کہیں یہ الفاظ ملتے ہیں لوگو! میں نے طاعون کی پیش گوئی کی ہے دیکھ لینا ایک وقت آنے والا ہے دنیا میں طاعون پھیلے گی جس سے میرے سلسلہ کی ترقی ہوگی۔ کئی ہزار آدمی طاعون کے ڈر سے میرے سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ طاعون کا ڈنڈا لوگوں کو میرے سلسلہ میں داخل ہونے پر

مجبور کردے گا۔ مرزا قادیانی کو یہ ساری باتیں اب یاد آئی ہیں۔ جب کہ طاعون کو پھیلے ہوئے دوسال ہوگئے ہیں۔ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ طاعون پھیلنے سے پچیس سال پہلے میں نے پیش گوئی کی تھی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پیش گوئی کرنے کے بعد طاعون پھیلنے سے پہلے پچیس سال کے اندر کہیں ان باتوں کا ذکر ہے جو باتیں طاعون پھیلنے کے بعد مرزا قادیانی کہہ رہے ہیں۔

دوستو! حقیقت یہ ہے کہ طاعون مرزا قادیانی کی پیش گوئی کرنے سے نہیں آئی بلکہ وہ ایسے آئی ہے جیسے آفتیں آجاتی ہیں۔ چار سال پہلے ۲۰۰۵ء میں زلزلہ آیا تھا۔ کیا وہ کسی کی پیش گوئی کرنے سے آیا تھا۔ جیسے زلزلہ آگیا ایسے ہی طاعون بھی پھیل گیا جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور تھا رہا اور جب اللہ تعالیٰ نے چاہا بند ہوگیا، نہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی سے آیا تھا اور نہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی سے گیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایک طرف تو مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ: ''میں نے پیش گوئی کی تھی طاعون دنیا میں پھیلے گی اور دوسری طرف یہ کہنا کہ طاعون کی پیش گوئی پہلے انبیاء علیہم السلام بھی کرتے آئے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں طاعون شدت سے پھیلے گی۔'' (ملفوظات ج ۳ ص ۴۴۳)

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ ''اس بات پر تمام کتابوں کا اتفاق ہے اور سب لوگ مانتے ہیں کہ آخر زمانہ میں طاعون آئے گی سارے نبی اس کی خبر دیتے آئے ہیں۔''

(ملفوظات ج ۴ ص ۵۷)

''آج سے تیرہ سو برس قبل قرآن مجید میں بھی اس کی خبر ہے۔'' (ملفوظات ج ۴ ص ۲۳۳)

''طاعون بڑا بھاری کتب مقدسہ میں مسیح موعود کا نشان ہے۔'' (ملفوظات ج ۳ ص ۴۵۴)

''رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے زمانہ کا نشان طاعون قرار دیا اور انجیل میں بھی اسی کی صداقت موجود ہے۔'' (بحوالہ مذکور ص ۲۵۰)

کیوں صاحب! اگر یہی صورت حال ہے تو طاعون کی پیش گوئی پہلے انبیاء علیہم السلام کی ہوئی نہ کہ مرزا قادیانی کی، مرزا قادیانی نے جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ پیش گوئی تو پہلے انبیاء علیہم السلام کر گئے اور پہلی کتابوں میں بھی ذکر موجود ہے۔ گویا مرزا قادیانی کو دوسروں کی کمائی سے کھانا آتا ہے نہ کہ خود کما کے کھانا۔

اصل بات یہ ہے کہ نہ مرزا قادیانی نے طاعون کی پیش گوئی کی تھی اور نہ پہلی کتب میں طاعون کا ذکر ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں طاعون پھیلے گی، نہ قرآن شریف میں اس کا

ذکر ہے، نہ انجیل میں، نہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ طاعون مسیح موعود کے زمانہ کا نشان ہے، نہ دوسرے انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نے طاعون کی خبر دی ہے، نہ طاعون پر تمام کتابوں کا اتفاق ہے۔ یہ سب مرزا قادیانی کی بنائی ہوئی کہانیاں ہیں، جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

دوستو! آپ بضد ہیں کہ مرزا قادیانی نے پیش گوئی کی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک طرف تو مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ''میں نے طاعون پھیلنے کی دعا کی تھی، سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیلی۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۲۴ خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۵، سر الخلافہ ص ۶۲ خزائن ج ۸ ص ۳۹۱)

اور دوسری طرف مرزا قادیانی نے طاعون کے نام سے ایک اشتہار شائع کیا جس کی ایک سو تیس سطریں ہیں۔ ان میں سے نو سطریں تحریر کی ہیں۔ ذرا انہیں غور سے پڑھیں۔

''اس مرض نے جس قدر ممبئی اور دوسرے شہروں اور دیہات پر حملے کئے اور کر رہی ہے اور ان کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ دو سال کے عرصہ میں ہزاروں بچے اس مرض سے یتیم ہو گئے اور ہزارہا گھر ویران ہو گئے۔ دوست اپنے دوستوں سے اور عزیز اپنے عزیزوں سے ہمیشہ کے لئے جدا کئے گئے اور ابھی انتہا نہیں کچھ شک نہیں کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ نے کمال ہمدردی سے تدبیریں کیں اور اپنی رعایا پر نظر شفقت کر کے لاکھوں روپیہ کا خرچ اپنے ذمہ ڈال لیا اور قواعد طبیہ کے لحاظ سے جہاں تک ممکن تھا، ہدایتیں شائع کیں۔ مگر اس مرض مہلک سے اب تک بکلی امن حاصل نہیں ہوا۔ بلکہ ممبئی میں ترقی پر ہے اور کچھ شک نہیں کہ ملک پنجاب بھی خطرہ میں ہے۔ ہر ایک کو چاہئے کہ اس وقت اپنی اپنی سمجھ اور بصیرت کے موافق نوع انسان کی ہمدردی میں مشغول ہو۔ کیونکہ وہ شخص انسان نہیں جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲، ۳)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ شخص تو انسان نہیں جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ کیا مرزا قادیانی میں ہمدردی کا مادہ تھا کہ اللہ تعالیٰ سے طاعون کی دعا کر کے ہزارہا بچے یتیم کرائے، ہزارہا گھر ویران کرائے، کتنی عورتیں بیوہ کرائیں، دوستوں سے دوست اور عزیزوں سے عزیز جدا کرائے؟ لوگوں سے گلہ ہے اور اپنا یہ حال ہے کہ خدا سے طاعون مانگ کر ملک کے ملک، شہروں کے شہر، گاؤں کے گاؤں ویران کرا دیئے اور ہزارہا جانیں موت کے گھاٹ اتروا دیں۔ اب طاعون سے بچنے کی تدبیریں لوگوں کو بتائی جا رہی ہیں اور زور دیا جا رہا ہے کہ ان تدابیر پر عمل کرو۔

دوستو! جن بستیوں اور شہروں میں طاعون پھیلی ہوئی تھی۔ گورنمنٹ نے کچھ اصول اور طریقے بنا لئے اور ان پر لوگوں سے عمل کرانے کے واسطے کچھ سختی کی تو لوگوں نے گورنمنٹ کے خلاف باتیں بنانی شروع کر دیں تو مرزا قادیانی نے لوگوں کو نصیحت کی کہ ''گورنمنٹ کی تدبیروں اور بھلائیوں کو بدگمانی کی نظر سے نہ دیکھا جائے، غور سے معلوم ہوگا کہ اس بارے میں گورنمنٹ کی تمام ہدایتیں نہایت احسن تدبیر پر مبنی ہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳)

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''جس گھر میں بلاء طاعون نازل ہو تو گو ایسا مریض کوئی پردہ دار جوان عورت ہی ہو تب بھی فی الفور وہ گھر والوں سے الگ کر کے ایک علیحدہ ہوادار مکان میں رکھا جائے جو اس شہر یا گاؤں کے بیماروں کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہو اور اگر کوئی بچہ بھی ہو تو اس سے بھی یہی معاملہ کیا جائے اور باقی گھر والے بھی کسی ہوادار میدان میں چھپروں میں رکھے جائیں۔ گورنمنٹ نے اس کی اجازت بھی دے دی ہے کہ اگر اس بیماری کی حفاظت کے لئے ایک دو قریبی اس کے اسی مکان میں رہنا چاہیں تو وہ رہ سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ گورنمنٹ اور کیا تدبیر کر سکتی تھی۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳)

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ: ''پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ہماری جماعت کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ جاہلوں کی روش (طریقہ) اختیار کرے اور احمقوں اور کوتاہ اندیشوں (کم سمجھ لوگوں) کے نقش قدم پر چلے۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ گورنمنٹ نے جس قدر ہدایات جاری کی ہیں، وہ صحت کے لئے بہت مفید ہیں۔'' (ملفوظات ج ۱ ص ۲۵۶)

''اس لئے گورنمنٹ کی تدابیر حفظ صحت کی نسبت بدظنی کرنا ایک ناپاک خیال ہے۔ گورنمنٹ نے اس مرض کے دفعیہ کے لئے جو کچھ سوچا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کے لئے لازم ہے وہ اس بارے میں گورنمنٹ کی مدد کریں اور اپنے دوستوں وہمسائیوں اور دوسرے لوگوں کو خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان، سمجھائیں اور غلط فہمیوں کو دور کریں۔ جیسا کہ بعض لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ گورنمنٹ نے رعایا کو مارنے کی یہ تجویز کی ہے۔ بھلا کوئی ان نادانوں سے پوچھے تو سہی کہ گورنمنٹ یہ لکھوکھا (لاکھوں) روپیہ صرف لوگوں کو مارنے پر صرف کر رہی ہے اور اسے اس قدر تکالیف برداشت کرنے کا شوق ہے؟ نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ طاعون بہت مہلک مرض ہے۔'' (ملفوظات ج ۱ ص ۲۵۷)

طاعون شامت اعمال یا مرزا کی دعا؟

''ایسا نہ ہو کہ تم خدا تعالیٰ کو بھی ناراض کرو اور گورنمنٹ کو خطا کار ٹھہراؤ، گورنمنٹ کو بدنام کرنے سے کیا حاصل، طاعون تمہاری اپنی شامت اعمال سے آئی اس لئے گورنمنٹ پر بھی تمہاری بدولت آفت آئی۔ گورنمنٹ کو اگر تمہارے ساتھ سچی ہمدردی نہیں تو تم خود ہی بتلاؤ کہ وہ کیوں اس قدر پیسہ اس مرض کے تدارک پر خرچ کرتی ہے؟ شفا خانے اور ڈاکٹر کیوں مقرر کئے جاتے ہیں؟ پولیس کے ہزاروں آدمی کیوں انتظام کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں؟ کیا گورنمنٹ کو کچھ شوق ہے کہ اس قدر اخراجات کثیر برداشت کرے؟ نہیں بلکہ ملک کی یہ حالت دیکھ کر وہ اندر ہی اندر مادر مہربان کی طرح بے چین ہو رہی ہے۔'' (ملفوظات ج ا ص ۲۵۵)

''پس یہ لوگوں کی اپنی نادانی اور حماقت ہے کہ اپنے قصور (جرم) کو گورنمنٹ کے سر پر تھوپا جاتا ہے۔ اگر اس میں گورنمنٹ کا کچھ قصور یا غلطی ہے تو تمہیں حق پہنچتا ہے کہ اسے ظاہر کرو۔ ورنہ اپنی غلطی کے لئے گورنمنٹ کو متہم کرنا (تہمت لگانا) ناواجب ہے۔ گورنمنٹ کی نیک نیتی اور خیر طلبی تو اس معاملہ میں یہاں تک ہے کہ اس نے خود معززین سے مشورے لئے، پھر کارروائی کی۔ مگر چونکہ ہمارا ملک واقعی نیم وحشی اور جاہل ہے۔ اس لئے ان کے ہاتھ میں سوائے غصہ اور بدظنی کے اور کچھ نہیں۔ اپنی غلط کاریوں کا الزام گورنمنٹ پر دیتے ہیں اور ذرہ نہیں سوچتے۔ کاش کہ یہ صدہا انجمنیں جو ہمارے ملک میں پھیل رہی ہیں۔ اس کام کی طرف توجہ کریں اور جہلاء کے دلوں سے بدظنیاں نکالنے کی کوشش کریں تو بنی نوع کی کس قدر بھلائی ہو۔ تم لوگ غفلت کے لحافوں میں پڑے سو رہے ہو اور جن بے آراموں اور تکالیف میں تمہارے ہم جنس مبتلا ہیں، تمہیں ان کی خبر تک نہیں۔ گورنمنٹ جس قدر روپیہ ان مصائب سے نجات دلانے کے لئے اپنی پیاری رعایا کی خاطر صرف کر رہی ہے اگر چندہ کر کے وہ صرف کرنا پڑتا اور یہ حکم ہوتا کہ گاؤں کے لوگ چندہ دیں تو کوئی شخص بھی ایک پیسہ دینے پر راضی نہ ہوتا۔ میں نے بھی ایک دوائی تیار کرنی چاہی ہے جس کی تیاری میں، میں مصروف ہوں۔ اللہ تعالیٰ شیخ رحمت اللہ صاحب کو جزائے خیر دے، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے دو صد (۲۰۰) روپیہ اس کار خیر میں دیا ہے۔ میں نے اس مرض کے اسباب کو خوب زیر نظر رکھ لیا ہے۔ بات یہ ہے کہ اس مرض کے کئی حصے ہوتے ہیں۔ اس لئے

طبیب کو مناسب اور لازم ہے کہ وہ ہر حصہ اور سبب کی رعایت کو ملحوظ رکھے۔ ردی غذائیں اور سمی ہوائیں اس مرض کو بہت زیادہ پھیلاتی اور خطرناک بنا دیتی ہیں۔ زمین کے نشیبی حصہ سے ایسی سمی ہوائیں تنفس کے ذریعہ یا غذا کے ذریعہ سے انسان کے خون میں سمیت اور عفونت پیدا کر دیتی ہیں۔ آج کل کی تحقیقات میں طاعون کی جڑ کیڑے یا اجرام صغیر ثابت ہوئے ہیں۔ میں بھی اس تحقیقات کو پسند کرتا ہوں۔'' (ملفوظات ج ۱ ص ۲۵۷، ۲۵۸)

طاعون کا علان مرزا کی دعا سے بچنے کا عمل؟

''ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ ایک دوا علاج طاعون کے لئے بہ صرف مبلغ دو ہزار پانچ سو روپیہ تیار ہوئی ہے اور ساتھ اس کے ظاہر بدن پر مالش کرنے کے لئے مرہم عیسیٰ بھی بنائی گئی ہے۔ یعنی وہ مرہم جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ان چوٹوں کے لئے بنائی گئی تھی، جب کہ نااہل یہودیوں نے آپ کو صلیب پر کھینچا تھا۔ یہی مبارک مرہم چالیس دن برابر جناب مسیح علیہ السلام کے صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپ کو شفا بخشی۔ گویا دوبارہ زندگی ہوئی۔ یہ مرہم طاعون کے لئے نہایت درجہ مفید ہے بلکہ طاعون کی تمام قسموں کے لئے فائدہ مند ہے۔ مناسب ہے کہ جب نعوذ باللہ بیماری طاعون نمودار ہو تو فی الفور اس مرہم کو لگانا شروع کر دیں کہ یہ مادہ سمی کی مدافعت کرتی ہے اور پھنسی یا پھوڑے کو تیار کر کے ایسے طور سے پھوڑ دیتی ہے کہ اس کی سمیت دل کی طرف رجوع نہیں کرتی اور نہ بدن میں پھیلتی ہے۔ لیکن کھانے کی دوا جس کا نام ہم نے ''تریاق الٰہی'' رکھا ہے۔ اس کے استعمال کا طریق یہ ہے کہ اول بقدر فلفل خورد کھانا شروع کریں اور پھر حسب برداشت مزاج بڑھاتے جائیں اور ڈیڑھ ماشہ تک بڑھا سکتے ہیں اور بچوں کے لئے جن کی عمر دس برس سے کم ہے، ایک یا ڈیڑھ رتی تک دی جا سکتی ہے اور طاعون سے محفوظ رہنے کے لئے جب یہ دوا کھائیں تو مفصلہ ذیل دواؤں کے ساتھ اس کو کھانا چاہئے۔ کیمفر کو ۱۵ قطرہ، وائیم اپی کاک ۹ قطرہ، سپرٹ کلورافارم ۱۵ قطرہ، عرق کیوڑہ ۵ تولہ، عرق سلطان الاشجار یعنی سرس ۵ تولہ۔ باہم ملا کر اور تین چار تولہ پانی ڈال کر گولی کھانے کے بعد پی لیں اور یہ خوراک اوّل حالت میں ہے۔ ورنہ حسب برداشت کیمفر کو ساٹھ بوند تک اور وائیم اپی کاک چالیس بوند تک اور سپرٹ کلورافارم ساٹھ بوند تک اور عرق کیوڑہ بیس تولہ تک اور عرق سرس یعنی سلطان الاشجار پچیس تولہ تک ہر شخص استعمال کر سکتا ہے۔ بلکہ مناسب

ہے کہ وزن بیان کردہ کے اندر اندر حسب تجربہ تحمل طبیعت ان ادویہ کو بڑھاتے جائیں تا پورا وزن ہو کر جلد طبیعت میں اثر کرے۔ مگر بچوں میں بلحاظ عمر کے کم مقدار دینا چاہئے اور اگر تریاق الٰہی میسر نہ آسکے تو پھر عمدہ جدوار کو سرکہ میں پیس کر بقدر سات رتی بڑوں کے لئے اور بقدر دو دو رتی چھوٹوں کے لئے گولیاں بنالیں اور اس دوا کے ساتھ صبح شام کھاویں۔ حتی المقدور ہر روز غسل کریں اور پوشاک بدلیں اور بدر رویں گندی نہ ہونے دیں اور مکان کی اوپر کی چھت میں رہیں اور مکان صاف رکھیں اور خوشبودار چیزیں عود وغیرہ گھر میں جلاتے رہیں اور کوشش کریں کہ مکانوں میں تاریکی اور حبس ہوا نہ ہو اور گھر میں اس قدر ہجوم نہ ہو کہ بدنی عفونتوں کے پھیلنے کا احتمال ہو۔ جہاں تک ممکن ہو گھروں میں لکڑی اور خوشبودار چیزیں بہت جلاویں اور اس قدر گھر کو گرم رکھیں کہ گویا گرمی کے موسم سے مشابہ ہو اور گندھک بھی جلاویں اور گھر میں بہت سے کچے کوئلے اور چونا بھی رکھیں اور دروازے عقربی کے ہار پر و کر دروازوں پر لٹکاویں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۲ تا ۵۴)

طاعون کی جگہ کو چھوڑنا چاہئے

حکیم محمد حسین قریشی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ''لاہور میں اکتوبر کے ماہ میں طاعون کا خوف معلوم ہوتا ہے۔ آپ ہمارے پہلے اصول کو یاد رکھیں کہ جب اردگرد طاعون کا غلبہ ہو یا مکان میں چوہے مریں تو فوراً اس مکان کو چھوڑ دو اور شہر سے باہر کہیں کھلی ہوا میں اپنے لئے جگہ بناؤ، باہر نکل کر بھی اس امر کی احتیاط کرنی چاہئے کہ پھر ایک ہی جگہ بہت سے آدمی جمع ہو کر وہی صورت خراب ہوا کی پیدا نہ کرلیں جو شہر میں تھی۔ سنت انبیاء یہی ہے کہ ایسی جگہ سے بھاگ جانا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔ جہاں طاعون ہو اس گھر کو فوراً خالی کر دینا چاہئے اور باہر کھیتوں یا کھلے میدان میں چلے جاؤ۔'' (ملفوظات ج ۷ ص ۱۴)

''ایسے مقام پر (طاعون والے علاقہ میں) جانا گناہ ہے۔'' (ملفوظات ج ۳ ص ۲۷۳)

''طاعون قیامت کا نمونہ ہے۔'' (ملفوظات ج ۱ ص ۲۴۵)

''چنانچہ ہمارے الہامات میں کئی بار طاعون کو جہنم فرمایا گیا ہے۔''

(ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۰۲)

''طاعون بڑا خطرناک عذاب ہے۔'' (ملفوظات ج ۳ ص ۳۹۵)

''طاعون میں خوف نقصان مال، نقصان جان، تلف ثمرات ہے۔''

(ملفوظات ج ۱ ص ۲۴۶)

''طاعون کا نام اللہ تعالیٰ نے ''رجز'' رکھا ہے جس کے معنی عذاب اور دوام اور پلیدی اور ناپاکی کے ہیں۔'' (ملفوظات ج ۱ ص ۲۵۰)

''طاعون ایک عذاب الٰہی ہے۔'' (ملفوظات ج ۴ ص ۵۷، ۱۷۲)

اس ہمدردی پر لعنت

دوستو! آپ نے دیکھ لیا ہے کہ مرزا قادیانی ملک میں طاعون پھیلنے کی وجہ سے کتنے پریشان ہیں، بھاگے پھرتے ہیں، طاعون سے بچنے کی تدبیریں بتائی جارہی ہیں۔ دوائیاں تیار ہورہی ہیں۔ ہدایتیں دی جارہی ہیں۔ ان پر عمل کرنے کرانے پر زور دیا جارہا ہے۔ طاعون زدہ لوگوں سے ہمدردیاں کی جارہی ہیں۔ جن کے دلوں میں ہمدردیاں نہیں ہیں، انہیں یہ کہا جارہا ہے کہ یہ انسان ہی نہیں۔ لوگوں کو طاعون سے بچانے کے سلسلے میں ڈاکٹر مقرر کرنے، دوائیاں مہیا کرنے، رقم روپے خرچ کرنے پر گورنمنٹ کی تعریفیں کی جارہی ہیں۔ گورنمنٹ سے اس سلسلہ میں تعاون کرنے پر لوگوں سے اپیلیں کی جارہی ہیں۔ لیکن دکھ اس بات کا ہے کہ یہ ساری مصیبت مرزا قادیانی ہی کی بدولت ہے۔ نہ مرزا قادیانی طاعون پھیلنے کی دعا کرتے اور نہ ملک مصیبت میں پڑتا، طاعون پھیلنے کی دعا کر کے ملک کو مصیبت میں ڈال کے اب مرزا قادیانی کو ہمدردیاں سوجھتی ہیں۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ سیالکوٹ کے ایک گاؤں ''بھڈال'' میں ایک بھائی کی اپنے بھائی کے ساتھ لڑائی ہوئی تو بھائی کو خوب مارا اور بھائی کے بازو اور ٹانگیں توڑ دیں۔ بعد میں پریشانی کے عالم میں روتا ہوا آیا اور کہنے لگا بھائی بڑا دکھ ہوا ہے آپ کا یہ حال دیکھ کر۔ اچھا کرائے کی گاڑی لایا ہوں، چلو آپ کو ہسپتال لے چلوں۔ زخمی بھائی نے کہا لعنت ہے تیرے اوپر اور تیری ہمدردی پر۔ یہ ہمدردی ہورہی ہے یا مجھ سے مذاق ہورہا ہے۔ اگر یہی بات تھی تو پہلے میری ٹانگیں اور بازو نہ توڑتا۔ مجھے مار پیٹ کے ٹانگیں، بازو توڑ کے اب ہمدردیاں یاد آگئی۔

دوستو! اگر یہی بات تھی تو مرزا قادیانی پہلے طاعون پھیلنے کی دعا ہی نہ کرتے۔ ملک برباد کرا کے ہزاروں بچے یتیم کرا کے، ہزاروں عورتیں بیوہ کرا کے، ہزاروں مرد

رنڈوے کرا کے، ہزاروں گھر ویران کرا کے اب مرزا قادیانی کو ہمدردیاں یاد آئی ہیں۔

دوستو! مرزا قادیانی نے کہا ہے ''اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا تاکہ تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔ اب دیکھو تین برس سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ دونوں پہلو پورے ہو گئے یعنی ایک طرف تمام پنجاب میں طاعون پھیل گئی اور دوسری طرف باوجود اس کے قادیان کے چاروں طرف دو دو میل کے فاصلہ پر طاعون کا زور ہو رہا ہے مگر قادیان طاعون سے پاک ہے، بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیان آیا وہ بھی اچھا ہو گیا۔''

(دافع البلاء ص ۵، ۶ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۵، ۲۲۶)

دوستو! یہ باہر سے آنے والے طاعون زدہ کا یہ بھی پتہ نہیں کہ قادیانی ہے یا غیر قادیانی، ہندو ہے یا سکھ، یہودی ہے یا عیسائی، جو بھی ہے اچھا ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ جب باہر سے قادیان آنے والا طاعون زدہ اچھا ہو گیا ہے تو قادیان میں رہنے والے کو کیوں طاعون ہوگا اور وہ طاعون سے کیوں مرے گا خواہ کوئی ہو۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن یہ بات غلط ثابت ہوئی ہے، قادیان میں طاعون بڑے زور سے داخل ہو گئی۔

قادیان میں طاعون

مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں ''جب قادیان میں طاعون پڑی ہوئی تھی ہم اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب نظارہ دیکھ رہے تھے۔ ہمارے گھر کے ادھر ادھر سے چیخیں آتی تھیں اور ہمارا گھر درمیان میں اس طرح تھا جیسے سمندر میں کشتی ہوتی ہے۔'' (ملفوظات ج ۷ ص ۱۷)

کیوں صاحب! طاعون قادیان میں داخل ہو گئی یا نہ، ہو گئی۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا ہے کہ قادیان کے چاروں طرف دو دو میل طاعون کا زور ہو رہا ہے مگر قادیان طاعون سے پاک ہے۔

مرزا قادیانی کا کہنا کہ جو شخص طاعون زدہ باہر سے آیا وہ بھی اچھا ہو گیا اور اب قادیان میں لوگ اس طرح مر رہے ہیں جس طرح چوہوں کے بلوں میں پانی داخل ہو جانے سے چوہے مرتے ہیں۔

مرزا قادیانی کا مکتوب جو سیٹھ عبدالرحمٰن مدراسی صاحب کی طرف لکھا ہے۔

مکتوب نمبر ۱:

''مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہٗ ..... مدت ہوئی آں مکرم کا کوئی خط میرے پاس نہیں پہنچا، نہایت تردد اور تفکر ہے، خدا تعالیٰ آفات سے محفوظ رکھے۔ اس طرف طاعون کا اس طرح زور ہے کہ نمونہ قیامت ہے۔'' (مکتوبات احمدیہ ج ۲ ص ۴۱۰)

دوستو! مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ اس طرف طاعون کا اس قدر زور ہے کہ نمونہ قیامت ہے یا یہ بات قادیان کی ہو رہی ہے، جسے خدا نے طاعون سے پاک رکھا ہوا تھا؟

مرزا قادیانی کا مکتوب نمبر ۵۳ جسے انہوں نے سیٹھ صاحب کو بھیجا تھا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''محبی عزیزی نواب صاحب سلمہ۔ یہ مضمون پڑھ کر کہ عزیزی عبدالرحمٰن خان کو پھر بخار ہو گیا ہے۔ نہایت قلق ہوا۔ خدائے تعالیٰ شفا بخشے۔ اب میں حیران ہوں کہ اس وقت جلد آنے کی نسبت کیا رائے دوں، پھر دعا کرنا شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ شفا بخشے، اس جگہ طاعون سخت تیزی پر ہے۔ ایک طرف انسان بخار میں مبتلا ہوتا ہے اور صرف چند گھنٹوں میں مر جاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کب تک یہ ابتلا دور ہو۔ لوگ سخت ہراساں ہو رہے ہیں، زندگی کا اعتبار اٹھ گیا ہے۔ ہر طرف چیخوں اور نعروں کی آواز آتی رہتی ہے، قیامت برپا ہے۔'' (مکتوبات احمدیہ ج ۲ ص ۲۵۸)

مکتوب نمبر ۶ ۷ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قادیان میں طاعون کی تیزی

''محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ۔ قادیان میں تیزی سے طاعون شروع ہو گئی ہے۔ آج میاں محمد افضل ایڈیٹر اخبار البدر کا لڑکا جان بلب ہے۔ نمونیا پلیگ ہے۔ آخری دم معلوم ہوتا ہے۔ ہر طرف آہ وزاری ہے۔ خدا تعالیٰ فضل کرے۔ ایسی صورت میں میرے نزدیک بہت مناسب ہے کہ آپ آخر اپریل ۱۹۰۵ء تک ہرگز تشریف نہ لاویں۔ دنیا پر ایک تلوار چل رہی ہے۔ خدائے تعالیٰ رحم فرماوے۔ باقی خدائے تعالیٰ کے فضل سے سب خیریت ہے۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ'' (مکتوبات احمدیہ ج ۲ ص ۲۸۶)

کیوں صاحب! مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ ''قادیان طاعون سے پاک ہے، باہر کا

طاعون زدہ قادیان میں داخل ہوگیا تو اچھا ہوگیا۔'' (روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۶)

اب یہ حال ہے کہ آج میاں محمد افضل ایڈیٹر اخبار البدر کا لڑکا جاں بلب ہے۔ قادیان میں طاعون تیزی پر ہے۔ ایک طرف انسان بخار میں مبتلا ہوتا ہے اور صرف چند گھنٹوں میں مرجاتا ہے۔ ابھی تو اللہ تعالیٰ نے قادیان کو طاعون سے پاک رکھا ہوا ہے، اگر قادیان طاعون سے پاک نہ ہوتا تو خدا جانے کیا ہوتا؟

دوستو! اب قادیانی جماعت کو طاعون نے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ طاعون سے مرنے والوں کو اس ڈر سے کہ کہیں ہمیں طاعون نہ ہوجائے، غسل دینے اور کفنانے اور دفنانے کے لئے کوئی تیار نہیں ہوتا تھا۔ حتی کہ مرزا قادیانی کو اس سلسلے میں تقریر کرنی پڑی اور مرزا قادیانی نے اللہ سے رورو کے دعا کی کہ اے اللہ ہماری جماعت سے طاعون اٹھالے۔

قادیان میں بے رحمی

مرزا قادیانی نے کہا: ''میں صرف اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہماری اس جماعت کو ایک قسم کا دھوکہ لگا ہوا ہے۔ شاید اچھی طرح میری باتوں پر غور نہیں کی اور وہ غلطی اور دھوکہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہماری جماعت میں سے طاعون سے فوت ہوجاوے تو اس قدر بے رحمی اور سرد مہری (بے مروتی) سے پیش آتے ہیں کہ جنازہ اٹھانے والا بھی نہیں ملتا۔ درحقیقت جیسا کہ قاضی امیر حسین صاحب نے لکھا ہے یہ مصیبت تو ماتم سے بھی بڑھ کر ہے۔ یا در کھو تم میں اس وقت دو اخوتیں جمع ہوچکی ہیں۔ ایک تو اسلامی اخوت اور دوسری اس سلسلہ کی اخوت ہے۔ پھر ان دو اخوتوں کے ہوتے ہوئے گریز اور سرد مہری ہو تو یہ سخت قابل اعتراض امر (بات) ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسے مسافر اپنے گھروں میں ہوتے تو وہ جو خارج از مذہب سمجھتے ہیں اور کافر کہتے ہیں، ان میں بھی اس قسم کی سرد مہری نہ ہوتی۔ لیکن یہ سرد مہری کیوں ہوتی ہے؟ دو باتوں کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ افراط اور تفریط کا، اگر افراط اور تفریط کو چھوڑ کر اعتدال سے کام لیا جاوے تو ایسی شکایت پیدا نہ ہو۔ جب کہ ''تواصوا بالحق وتواصوا بالمرحمة'' کا حکم ہے تو پھر ایسے مردوں سے گریز کیوں کیا جاوے؟ اگر کسی کے مکان میں آگ لگ جاوے اور وہ پکار فریاد کرے تو جیسے یہ گناہ ہے کہ محض اس خیال سے کہ میں نہ جل جاؤں اس مکان کو اور اس میں رہنے والوں کو جلنے دے اور جا کر آگ بجھانے میں مدد نہ دے، ویسے ہی یہ بھی معصیت ہے

کہ ایسی بے احتیاطی سے اس میں کود پڑے کہ خود جل جاوے۔ ایسے موقعہ پر احتیاط مناسب کے ساتھ ضروری ہے کہ آگ بجھانے میں اس کی مدد کرے۔

پس اس طریق پر یہاں بھی سلوک ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے جا بجا رحم کی تعلیم دی ہے، یہی اخوت اسلامی کا منشاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ تمام مسلمان مومن آپس میں بھائی ہیں۔ ایسی صورت کہ تم میں اسلامی اخوت قائم ہو اور پھر اس سلسلہ میں ہونے کی وجہ سے دوسری اخوت بھی ساتھ ہو۔ یہ بڑی غلطی ہوگی کہ کوئی شخص مصیبت میں گرفتار ہو اور قضا وقدر سے اسے ماتم پیش آجاوے تو دوسرا تجہیز وتکفین میں بھی اس کا شریک نہ ہو۔ ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کا یہ منشا نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم جنگ میں شہید ہوتے یا مجروح ہوجاتے تو میں یقین نہیں رکھتا کہ صحابہ انہیں چھوڑ کر چلے جاتے ہوں یا پیغمبر ﷺ اس بات پر راضی ہوجاتے کہ وہ ان کو چھوڑ کر چلے جاویں۔

میں سمجھتا ہوں کہ ایسی وارداتوں کے وقت ہمدردی بھی ہوسکتی ہے اور احتیاط مناسب بھی عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ اول تو کتاب اللہ سے یہ مسئلہ ملتا ہی نہیں کہ کوئی مرض لازمی طور پر دوسرے کو لگ بھی جاتی ہے۔ ہاں جس قدر تجارب (تجربوں) سے معلوم ہوتا ہے، اس کے لئے بھی نص قرآنی سے احتیاط مناسب کا پتہ لگتا ہے۔ جہاں ایسا مرکز وبا کا ہو کہ وہ شدت سے پھیلی ہوئی ہو۔ وہاں احتیاط کرے، لیکن اس کے بھی یہ معنی نہیں کہ ہمدردی ہی چھوڑ دے۔ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ منشاء نہیں ہے کہ انسان ایک میت سے اس قدر بعد (دوری) اختیار کرے کہ میت کی ذلت ہو اور پھر اس کے ساتھ ساری جماعت کی ذلت ہو۔ آئندہ خوب یاد رکھو کہ ہرگز اس بات کو نہیں کرنا چاہئے۔ جب کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں بھائی بنا دیا ہے تو پھر نفرت اور بعد (دوری) کیوں ہے؟ اگر وہ بھی مرے گا تو اس کی بھی کوئی خبر نہ لے گا اور اس طرح پر اخوت کے حقوق تلف (ختم) ہوجائیں گے۔

خدا تعالیٰ نے دو ہی قسم کے حقوق رکھے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ جو شخص حقوق العباد کی پروا نہیں کرتا وہ آخر حقوق اللہ کو بھی چھوڑ دیتا ہے، کیونکہ حقوق العباد کا لحاظ رکھنا یہ بھی تو امر الٰہی ہے جو حقوق اللہ کے نیچے ہے۔ یہ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ پر توکل بھی کوئی چیز ہے۔ یہ مت سمجھو کہ تم نرے پرہیزوں سے بچ سکتے ہو۔ جب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو اور انسان اپنے آپ کو کارآمد انسان نہ بنالے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس کی کچھ پروا نہیں

کرتا خواہ وہ ہزار بھاگتا پھرے۔ کیا وہ لوگ جو طاعون میں مبتلا ہوتے ہیں، وہ پرہیز نہیں کرتے؟ میں نے سنا ہے کہ لاہور میں نواب صاحب کے قریب ہی ایک انگریز رہتا تھا وہ مبتلا ہوگیا۔ حالانکہ یہ لوگ تو بڑے پرہیز کرنے والے ہوتے ہیں۔ نرا پرہیز کچھ چیز نہیں۔ جب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو۔ پس آئندہ کے لئے یاد رکھو کہ حقوق اخوت کو ہرگز نہ چھوڑو، ورنہ حقوق اللہ بھی نہ رہیں گے۔ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ طاعون کا سلسلہ جو مرکز پنجاب ہوگیا ہے، کب تک جاری رہے، لیکن مجھے یہی بتایا گیا ہے ''ان اللہ لا یغیّر ما بقوم حتی یغیّروا ما بانفسھم'' اللہ تعالیٰ کسی حالت میں قوم میں تبدیلی نہ کرے گا، جب تک لوگ دلوں کی تبدیلی نہ کریں گے۔ ان باتوں کو سن کر یوں تو ہر شخص جواب دینے کو تیار ہو جاتا ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں، استغفار بھی کرتے ہیں۔ پھر کیوں مصائب اور ابتلا آجاتے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی باتوں کو جو سمجھ لے وہی سعید ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا منشا کچھ اور ہوتا ہے۔ سمجھا کچھ اور جاتا ہے اور پھر اپنی عقل اور عمل کے پیمانہ سے اسے ماپا جاتا ہے، یہ ٹھیک نہیں۔ ہر چیز جب اپنے مقررہ وزن سے کم استعمال کی جاوے تو وہ فائدہ نہیں ہوتا جو اس میں رکھا گیا ہے۔ مثلاً ایک دوائی جو تولہ کھانی چاہئے، اگر تولہ کے بجائے ایک بوند استعمال کی جاوے تو اس سے کیا فائدہ ہوگا اور اگر بجائے روٹی کے کوئی ایک دانہ کھالے تو وہ سیری کا باعث ہوگا؟ اور پانی کے پیالے کے بجائے ایک قطرہ سیراب کر سکے گا؟ ہرگز نہیں۔ یہی حال اعمال کا ہے جب تک وہ اپنے پیمانہ پر نہ ہوں، وہ اوپر نہیں جاتے ہیں۔ یہ سنت اللہ ہے جس کو ہم بدل نہیں سکتے۔ پس یہ بالکل خطا ہے کہ اسی ایک امر کو پلے باندھ لو کہ طاعون والے سے پرہیز کریں تو طاعون نہ ہوگا۔ پرہیز کرو جہاں تک مناسب ہے لیکن اس پرہیز سے باہمی اخوت اور ہمدردی نہ اٹھ جاوے اور اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرو۔ یاد رکھو کہ مردہ کی تجہیز و تکفین میں مدد دینا اور اپنے بھائی کی ہمدردی کرنا صدقات خیرات کی طرح ہی ہے۔ یہ بھی ایک قسم کی خیرات ہے اور یہ حق حق العباد کا ہے جو فرض ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ نے صوم وصلوٰۃ اپنے لئے فرض کیا ہے اسی طرح اس کو بھی فرض ٹھہرایا ہے کہ حقوق العباد کی حفاظت ہو۔ پس ہمارا کبھی یہ مطلب نہیں کہ احتیاط کرتے کرتے اخوت ہی کو چھوڑ دیا جاوے۔ ایک شخص مسلمان ہوا اور پھر سلسلہ میں داخل ہوا اور اس کو یوں چھوڑ دیا جاوے جیسا کتے کو یہ بڑی غلطی ہے۔ جس زندگی میں اخوت اور ہمدردی ہی نہ ہو وہ کیا زندگی ہے۔

پس ایسے موقعہ پر یاد رکھو کہ اگر کوئی ایسا واقعہ ہو جاوے تو ہمدردی کے حقوق فوت نہ ہونے پاویں۔ ہاں مناسب احتیاط بھی کرو مثلاً ایک شخص طاعون زدہ کا لباس پہن لے یا اس کا پس خوردہ کھالے تو اندیشہ ہے کہ وہ مبتلا ہو جاوے۔ لیکن ہمدردی یہ نہیں بتاتیں کہ تم ایسا کرو۔ احتیاط کی رعایت رکھ کر اس کی خبر گیری کرو اور پھر جو زیادہ وہم رکھتا ہو وہ غسل کر کے صاف کپڑے بدل لے۔ جو شخص ہمدردی کو چھوڑتا ہے وہ دین کو چھوڑتا ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے: ''من قتل نفسا بغیر نفس او فساد الایة'' یعنی جو شخص کسی نفس کو بلا وجہ قتل کر دیتا ہے وہ گویا ساری دنیا کو قتل کرتا ہے۔ ایسا ہی میں کہتا ہوں کہ اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ ہمدردی نہیں کی تو اس نے ساری دنیا کے ساتھ ہمدردی نہیں کی۔ زندگی سے اس قدر پیار نہ کرو کہ ایمان ہی جاتا رہے۔ حقوق اخوت کو کبھی نہ چھوڑو، وہ لوگ بھی تو گزرے ہیں جو دین کے لئے شہید ہوئے ہیں۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات پر راضی ہے کہ وہ بیمار ہو اور کوئی اسے پانی تک نہ دینے جاوے۔ خوفناک وہ بات ہوتی ہے جو تجربہ سے صحیح ثابت ہو۔ بعض ملاں ایسے ہیں جنہوں نے صدہا طاعون سے مرے ہوئے مردوں کو غسل دیا ہے اور انہیں کچھ اثر نہیں ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اسی لئے فرمایا ہے کہ یہ غلط ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ہے۔ وبائی ایام میں اتنا لحاظ کرے کہ ابتدائی حالت ہو تو وہاں سے نکل جاوے لیکن زور و شور ہو تو مت بھاگے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کہا تھا کہ تم ابواب متفرقہ مختلف دروازوں سے داخل ہونا، اس لحاظ سے کہ مبادا کوئی جاسوس سمجھ کر پکڑ نہ لے۔ احتیاط تو ہوئی لیکن قضا وقدر کے معاملہ کو کوئی روک نہ سکا۔ وہ ابواب متفرقہ سے داخل ہوئے لیکن پکڑے گئے۔ پس یاد رکھو کہ سارے فضل ایمان کے ساتھ ہیں۔ ایمان کو مضبوط کرو۔ قطع حقوق معصیت ہے اور انسان کی زندگی ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔ ایسا پرہیز اور بعد جو ظاہر ہوا ہے وہ عقل اور انصاف کی رو سے صحیح نہیں ہے۔ ایسے امور سے اپنے آپ کو بچاؤ جو تجربہ میں مضر ثابت ہوئے ہیں۔

یہ جماعت جس کو خدا تعالیٰ نمونہ بنانا چاہتا ہے اگر اس کا بھی یہی حال ہوا کہ ان میں اخوت اور ہمدردی نہ ہو تو بڑی خرابی ہوگی۔ میں دوسرا پہلو نہ بیان کرتا، لیکن مجھے چونکہ سب سے ہمدردی ہے اس لئے اسے بھی میں نے بیان کرنا ضروری سمجھا۔ یعنی جس کے واقعہ ہو جاوے اس کے ساتھ بھی اور جو بچے ہوئے ہیں ان کے ساتھ بھی۔

افسوس ہے میں خود نہیں آ سکا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عصر کے بعد مجھے چکر آتا ہے اور مجھے خبر تک نہیں ہوئی، جب تک انہوں نے نہیں لکھا۔ بہر حال باہم ہمدردی ہو اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت سے اس طاعون کو اٹھا لے۔ آمین'' (الحکم ج ۹ نمبر ۱۵ ص ۲ مؤرخہ ۳۰/اپریل ۱۹۰۵ء و بدر ج ۱ نمبر ۵ ص ۱، ۲ مؤرخہ ۴/مئی ۱۹۰۵ء) (ملفوظات ج ۷ ص ۳۴۹ تا ۳۵۳)

مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ ''جب قادیان میں ہم اللہ کی قدرت کا عجیب نظارہ دیکھ رہے تھے ہمارے گھر کے اردگرد سے چیخیں آتی تھیں اور ہمارا گھر درمیان میں اس طرح تھا جیسے سمندر میں کشتی ہوتی ہے۔''

لیجئے صاحب اب مرزا قادیانی کے گھر کی چار دیواری میں طاعون داخل ہو گیا اور مرزا قادیانی کو اپنی جماعت کے ساتھ گھر چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ قادیان سے باہر باغ میں جا ڈیرہ لگایا۔ مرزا قادیانی سیٹھ صاحب کو خط کے جواب میں لکھتے ہیں:

قادیان دارالامان سے مرزا کا فرار

''مکتوب نمبر ۹۴: مخدومی ومکرمی سیٹھ صاحب سلمہٗ عنایت نامہ پہنچا۔ بدریافت خیر وعافیت خوشی ہوئی۔ الحمدللہ! اس جگہ بھی بفضلہٖ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ میں اس وقت تک معہ اپنی جماعت کے باغ میں ہوں۔ اگرچہ اب قادیان میں طاعون نہیں ہے، لیکن میں اس خیال سے کہ جو زلزلہ کی نسبت مجھے اطلاع دی گئی ہے، اس کی نسبت توجہ کر رہا ہوں۔ اگر معلوم ہو کہ وہ واقعہ جلد تر آنے والا ہے تو اس واقعہ کے ظہور کے بعد قادیان میں جاؤں۔ اگر معلوم ہو کہ وہ واقعہ کچھ دیر کے بعد آنے والا ہے تو پھر قادیان میں چلے جائیں۔ بہر حال دس یا پندرہ جون تک ان شاء اللہ میں اس جگہ باغ میں ہوں، آپ تشریف لے آویں، ان شاء اللہ اس جگہ کوئی تکلیف نہ ہوگی اور آنے سے پہلے مجھے اطلاع دیں۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمد'' (۱۲/مئی ۱۹۰۵ء) (مکتوبات احمدیہ ج ۲ ص ۴۲۴)

دوستو! مرزا قادیانی کے ان کلمات پر غور کریں کہ میں اس وقت تک مع اپنی جماعت کے باغ میں ہوں، اگرچہ اب قادیان میں طاعون نہیں۔ سوال یہ ہے کہ قادیان اور قادیان والے گھر کی چار دیواری کو چھوڑ کر مرزا قادیانی باغ میں کیوں آئے تھے، ظاہر ہے کہ جب قادیان کی بستی میں طاعون کا زور ہوا تو گھر کی چار دیواری میں بیٹھ گئے۔ جب

چار دیواری میں طاعون پہنچا تو بھاگ کر باغ میں پناہ لی اور کوئی چارہ ہی نہ تھا۔

خدا نے جس گھر کو بیماری سے محفوظ کہا، اس سے مرزا نے فرار کیا

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''بڑے زور سے خدا تعالیٰ کی طرف سے پیش گوئی ہے وہ یہ کہ خدا میرے گھر کے احاطہ کے اندر مخلص لوگوں کو جو خدا کے سامنے اور اس کے مامور (یعنی مرزا قادیانی) کے سامنے تکبر نہیں کرتے۔ بلائے طاعون سے نجات دے گا۔ خدا نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہوگا، وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے۔ خدا نے مجھ پر وحی کی ہے کہ میں ہر ایک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چار دیواری میں ہوگا۔ بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دست کش ہو کر پورے اخلاص سے اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور خدا کے احکام اس کے مامور (یعنی مرزا قادیانی) کے سامنے کسی طور سے متکبر اور سرکش اور مغرور اور غاغل اور خود سر اور خود پسند نہ ہو۔'' (کشتی نوح ص ۲ خزائن ج ۱۹ ص ۲)

دوستو! اس طرح کی عبارتیں مرزا قادیانی نے اپنی کئی کتابوں میں تحریر کی ہیں۔

دوستو! برا نہ منانا جو کچھ میں لکھ رہا ہوں، توجہ سے پڑھیں اور صرف پڑھیں ہی نہیں بلکہ اچھی طرح غور و خوض کریں۔ سوچیں ان شاء اللہ تعالیٰ درست نتیجہ پر پہنچیں گے۔ مرزا قادیانی کی باتیں ربڑ کے تسمہ کی مانند ہوتی ہیں۔ کھینچ کر جدھر سے ملانا ہو، ملالیں۔ مرزا قادیانی کی عبارت کہ جو میرے گھر کی چار دیواری میں داخل ہوگا وہ بلائے طاعون سے محفوظ رہے گا۔ بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دست کش ہو کر لفظ خود پسند نہ ہو تک ایک دفعہ پھر مطالعہ کریں۔ یہ شرائط مرزا قادیانی نے کیوں لگائی ہیں۔ سنئے! اس واسطے کہ اگر کوئی چار دیواری میں رہ کر طاعون سے ہلاک ہو جائے لوگ یہ کہنا شروع کر دیں کہ لو جی مرزا قادیانی نے تو کہا تھا کہ اللہ نے مجھے وحی کی ہے کہ جو چار دیواری میں آ گیا وہ نہیں مرے گا۔ دیکھو چار دیواری میں رہ کر بھی طاعون سے مر گیا ہے تو میں کہوں گا، وہ مخلص نہیں تھا۔ کیا میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ بشرطیکہ وہ ایسا نہ ہو، وہ تو ایسا تھا، ایسا ایسا تھا۔

دوستو! صحیح بات تو یہ ہے کہ طاعون سے کسی قادیانی کو نہ مرنا چاہئے۔ اس واسطے کہ

مرزا قادیانی نے نقارے کی چوٹ ببانگ دہل کہا میں نے مخالفوں پر طاعون پڑنے کی دعا کی تھی یعنی ایسے مخالف جن کی قسمت میں ہدایت نہیں۔ بلکہ ایسا مخالف جو مرزا قادیانی کی موجودگی میں ہے اور مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد اس نے مرزائیت قبول کرنی تھی۔ وہ بھی طاعون سے نہ مرے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے طاعون پڑنے کی دعا ان مخالفوں کے واسطے کی تھی، جن کی قسمت میں ہدایت یعنی قادیانیت نہ تھی۔ جو قادیانی ہوں یا وہ غیر قادیانی جن کی قسمت میں آگے چل کر ہدایت یعنی قادیانی ہونا لکھا ہے، وہ کہیں بھی ہوں گھر کی چار دیواری میں ہوں یا چار دیواری سے باہر، قادیان میں ہوں یا امرتسر، لاہور، لدھیانہ، جالندھر، خلاصہ یہ کہ دنیا کے کسی کونے میں ہوں انہیں طاعون سے نہ مرنا چاہئے۔ کیونکہ طاعون سے مرنے کی دعا مرزا قادیانی نے ان مخالفوں کے واسطے کی تھی جن کی قسمت میں قادیانی ہونا نہیں لکھا۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ مجھے وحی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''میں ایسے شخص کو طاعون سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چار دیواری میں ہوگا۔ بشرطیکہ وہ اپنے مخالفانہ ارادوں سے دست کش ہو کر پورے اخلاص سے اور اطاعت اور انکساری سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور خدا کے احکام اس کے مامور یعنی مرزا قادیانی کے سامنے کسی طور سے متکبر اور سرکش اور مغرور اور غافل اور خودسر اور خود پسند نہ ہو۔ یہ ساری شرطیں جنہیں مرزا قادیانی نے گن کر سنوائی ہیں۔ یہ سب فضول گنوائی اور سنوائی ہیں۔

ظاہر ہے کہ جو آدمی مرزا قادیانی کے گھر کی چار دیواری میں صرف طاعون سے بچنے کی غرض سے داخل ہوا ہے، وہ ان ساری باتوں سے تائب ہو کر ہی آئے گا اور یہ بھی کہ جس نے یہ شرائط نہیں مانیں وہ کیوں مرزا قادیانی کی چار دیواری میں آئے گا۔ کیا مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا کرم دین جہلمی، ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی، مولانا ثناء اللہ مرحوم، حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی مرحوم، شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، شیخ الہند مولانا محمود حسن، مولانا انور شاہ کشمیری یا دوسرے علماء اور شیوخ میں سے کوئی آیا تھا؟ نہیں کوئی نہیں آیا اور ان میں سے سچ مچ طاعون سے مرا بھی کوئی نہیں اور مرزا قادیانی کے بڑے بڑے دشمنوں میں سے یہ سب سے بڑے دشمن تھے۔

دوستو! مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''مخالفوں پر طاعون پڑنے کے لئے میں نے دعا کی (یعنی ایسے مخالف جن کی قسمت میں ہدایت نہیں یعنی جنہوں نے قادیانی نہیں ہونا) سو

اس دعا سے کئی سال بعد اس ملک میں طاعون کا غلبہ ہوا اور بعض سخت مخالف اس دنیا سے گزر گئے۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۲۴، خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۵)

مرزا کے مخالفین کے نام

فرمایئے! طاعون تو مخالفوں کے مارنے کے واسطے آئی تھی اور مر رہے ہیں مرزائی، جو خاص اپنے ہیں۔

دوستو! مرزا قادیانی نے اپنے بڑے بڑے سخت مخالفوں دشمنوں کی فہرست ''انجام آتھم'' میں دی ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

اب ہم ان مولوی صاحبوں کے نام ذیل میں لکھتے ہیں جن میں سے بعض تو اس عاجز کو کافر بھی کہتے ہیں اور مفتری بھی اور بعض کافر کہنے سے تو سکوت کرتے ہیں۔ مگر مفتری اور کذاب اور دجال نام رکھتے ہیں۔ بہرحال یہ تمام مکفرین اور مکذبین (کفر کرنے والے اور جھٹلانے والے) مباہلہ کے لئے بلائے گئے ہیں اور ان کے ساتھ وہ سجادہ نشین بھی ہیں جو مکفر یا مکذب ہیں اور درحقیقت ہر ایک شخص جو باخدا اور صوفی کہلاتا ہے اور اس عاجز کی طرف رجوع کرنے سے کراہت رکھتا ہے وہ مکذبین میں داخل ہے۔ کیونکہ اگر مکذب نہ ہوتا تو ایسے شخص کے ظہور کے وقت جس کی نسبت آنحضرت ﷺ نے تاکید فرمائی تھی کہ اس کی مدد کرو اور اس کو میرا سلام پہنچاؤ اور اس کے مخلصین میں داخل ہو جاؤ تو ضرور اس کی جماعت میں داخل ہو جاتا اور صاف باطن فقراء کے لئے یہ موقعہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر اور ہر ایک کدورت سے الگ ہو کر اور مال تضرع اور ابتہال سے اس پاک جناب میں توجہ کر کے اس راز سربستہ کا اسی کے کشف اور الہام سے انکشاف چاہیں اور جب خدا کے فضل سے انہیں معلوم کرایا جائے تو پھر جیسا کہ ان کی اتقاء کی شان کے لائق ہے محبت اور اخلاص اور کامل رجوع سے ثواب آخرت حاصل کریں اور سچائی کی گواہی کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ مولویان خشک بہت سے حجابوں میں ہیں۔ کیونکہ ان کے اندر کوئی سماوی روشنی نہیں، لیکن جو لوگ حضرت احمدیت سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں اور تزکیہ نفس سے انانیت کی تاریکیوں سے الگ ہو گئے ہیں وہ خدا کے فضل سے قریب ہیں۔ اگرچہ بہت تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں مگر یہ امت مرحومہ ان سے خالی نہیں۔

وہ لوگ جو مباہلہ کے لئے مخاطب کئے گئے ہیں یہ ہیں۔

(۱) مولوی نذیر حسین دہلوی (۲) شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ (۳) مولوی عبدالحمید دہلوی مہتمم مطبع انصاری (۴) مولوی رشید احمد گنگوہی (۵) مولوی عبدالحق دہلوی مؤلف تفسیر حقانی (۶) مولوی عبدالعزیز لدھیانوی (۷) مولوی محمد لدھیانوی (۸) مولوی محمد حسن رئیس لدھیانہ (۹) سعداللہ نومسلم مدرس لدھیانہ (۱۰) مولوی احمداللہ امرتسری (۱۱) مولوی ثناء اللہ امرتسری (۱۲) مولوی غلام رسول عرف رسل بابا امرتسری (۱۳) مولوی عبدالجبار غزنوی (۱۴) مولوی عبدالواحد غزنوی (۱۵) مولوی عبدالحق غزنوی (۱۶) محمد علی بوپڑی واعظ (۱۷) مولوی غلام دستگیر قصور ضلع لاہور (۱۸) مولوی عبداللہ ٹونکی (۱۹) مولوی اصغر علی (روحی) لاہور (۲۰) حافظ عبدالمنان وزیرآباد (۲۱) مولوی محمد بشیر بھوپالی (۲۲) شیخ حسین عرب یمانی (۲۳) مولوی محمد ابراہیم آرہ (۲۴) مولوی محمد حسن مؤلف تفسیر امروہہ (۲۵) مولوی احتشام الدین مرادآباد (۲۶) مولوی محمد اسحاق اجرادری (۲۷) مولوی عین القضاۃ صاحب لکھنو فرنگی محل (۲۸) مولوی محمد فاروق کان پور (۲۹) مولوی عبدالوہاب کان پور (۳۰) مولوی سعیدالدین کان پور رام پوری (۳۱) مولوی حافظ محمد رمضان بشوری (۳۲) مولوی دلدار علی الور مسجد دائرہ (۳۳) مولوی محمد رحیم اللہ مدرس مدرسہ اکبرآباد (۳۴) مولوی ابوالانوار نواب محمد رستم علی خان چشتی (۳۵) مولوی ابوالموید امروہی مالک رسالہ مظہرالاسلام اجمیر (۳۶) مولوی محمد حسین کوئلہ والا دہلی (۳۷) مولوی احمد حسن صاحب شوکت مالک اخبار شحنہ ہند میرٹھ (۳۸) مولوی نذیر حسین ولد امیر علی انبیٹھ ضلع سہارن پور (۳۹) مولوی احمد علی صاحب سہارن پور (۴۰) مولوی عبدالعزیز دینا نگر ضلع گورداسپور (۴۱) قاضی عبدالاحد خان پور ضلع راولپنڈی (۴۲) مولوی احمد رام پور ضلع سہارن پور محلہ محل (۴۳) مولوی محمد شفیع رام پور ضلع سہارن پور (۴۴) مولوی فقیر اللہ مدرس مدرسہ نصرت الاسلام واقع لال مسجد بنگلور (۴۵) مولوی محمد امین صاحب بنگلور (۴۶) مولوی قاضی حاجی شاہ عبدالقدوس صاحب پیش امام جامع مسجد بنگلور (۴۷) مولوی عبدالغفار صاحب فرزند قاضی شاہ عبدالقدوس صاحب بنگلور (۴۸) مولوی محمد ابراہیم صاحب ویلوری حال مقیم بنگلور (۴۹) مولوی عبدالقادر صاحب پیارم پیٹی پیارم ساکن پیت علاقہ بنگلور (۵۰) مولوی محمد عباس صاحب ساکن دانمباری علاقہ بنگلور (۵۱) مولوی گل حسن شاہ صاحب میرٹھ (۵۲) مولوی امیر شاہ صاحب اجمیر (۵۳) مولوی احمد حسن صاحب کنجوری حال دہلی خاص

جامع مسجد (۵۴) مولوی محمد عمر صاحب دہلی فراشخانہ (۵۵) مولوی مستعان شاہ صاحب سانبھر علاقہ جے پور (۵۶) مولوی حفیظ الدین صاحب دوجانہ ضلع رہتک (۵۷) مولوی فضل کریم صاحب نیازی غازی پور زینا (۵۸) مولوی حاجی عابد حسین صاحب دیوبند۔

اور سجادہ نشینوں کے نام یہ ہیں:

(۱) غلام نظام الدین صاحب سجادہ نشین نیاز احمد صاحب بریلی (۲) میاں اللہ بخش صاحب سجادہ نشین سلیمان تونسوی سنگھڑی (۳) سجادہ نشین صاحب شیخ نور احمد صاحب مہارانوالہ (۴) میاں غلام فرید صاحب چشتی چاچڑاں علاقہ بہاول پور (۵) التفات احمد شاہ صاحب سجادہ نشین ردولے (۶) مستان شاہ صاحب کابلی (۷) محمد قاسم صاحب سجادہ نشین شاہ معین الدین شاہ خاموش حیدرآباد دکن (۸) محمد حسین صاحب گدی نشین شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہی (۹) گدی نشین اوچہ شاہ جلال الدین صاحب بخاری (۱۰) ظہور الحسین صاحب گدی نشین بٹالہ ضلع گورداسپور (۱۱) صادق علی شاہ صاحب گدی نشین رتر چھتڑ ضلع گورداسپور (۱۲) سید صوفی جان صاحب مرادآبادی صابری چشتی (۱۳) مہر شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی (۱۴) مولوی قاضی سلطان محمود صاحب آی اعوان والہ پنجاب (۱۵) حیدر شاہ صاحب جلال پور کنکیاں والہ (۱۶) توکل شاہ صاحب انبالہ (۱۷) مولوی عبداللہ صاحب تلونڈی والہ (۱۸) محمد امین صاحب چکوتری علاقہ گجرات پنجاب (۱۹) مولوی عبدالغنی صاحب جانشین قاضی اسماعیل صاحب مرحوم بنگلور (۲۰) مولوی ولی النبی شاہ صاحب نقشبند رام پور در الریاست (۲۱) حاجی وارث علی شاہ مقام دیوا ضلع لکھنؤ (۲۲) میر امداد علی شاہ سجادہ نشین شاہ ابوالعلی نقشبند (۲۳) سید حسین شاہ مودودی دہلی (۲۴) عبداللطیف شاہ خلف حاجی نجم الدین شاہ چشتی جودھپور (۲۵) قطب علی شاہ دیوگڑھ علاقہ اودے پور میواڑ (۲۶) میرزا بادل شاہ بدایونی (۲۷) مولوی عبدالوہاب جانشین عبدالرزاق لکھنؤ فرنگی محل (۲۸) علی حسین کچھوچھا ضلع فقیرآباد (۲۹) شیخ غلام محی الدین صوفی وکیل انجمن حمایت اسلام لاہور (۳۰) حافظ صابر علی رام پور ضلع سہارن پور (۳۱) امیر حسن خلف پیر عبداللہ دہلی (۳۲) منور شاہ فاضل پور ضلع گوڑگانواں قریب دہلی (۳۳) محمد معصوم شاہ نبیرہ شاہ ابوسعید رام پور دارالریاست (۳۴) بدرالدین شاہ سجادہ نشین پہلواری ضلع پٹنہ (۳۵) شاہ اشرف سجادہ نشین پہلواری ضلع پٹنہ (۳۶) مظہر علی شاہ سجادہ نشین لوادا ضلع پٹنہ

(۳۷) رفاقت حسین شاہ سجادہ نشین لوادا (۳۸) نثار علی شاہ الور دارالریاست (۳۹) وزیرالدین شاہ سجادہ نشین مخدوم الور (۴۰) مولوی سلام الدین شاہ نہم ضلع رہتک (۴۱) غلام حسین خان شاہ ٹھانوی ضلع حصار (۴۲) سید اصغر علی شاہ نیازی اکبر آباد (۴۳) واجد علی شاہ فیروز آباد ضلع اکبر آباد (۴۴) سید احمد شاہ ہردوئی ضلع لکھنؤ (۴۵) مقصود علی شاہ شاہجہان پور (۴۶) مولوی نظام الدین چشتی صابری جھجر (۴۷) مولوی محمد کامل شاہ اعظم گڑھ ضلع خاص (۴۸) محمود شاہ سجادہ نشین بہار ضلع خاص۔

ان تمام حضرات کی خدمت میں یہ رسالہ پیکٹ کر کے بھیجا جاتا ہے، لیکن اگر اتفاقاً کسی صاحب کو نہ پہنچا ہو تو وہ اطلاع دیں تاکہ دوبارہ بذریعہ رجسٹری بھیجا جائے۔ (انجام آتھم ص ۶۹ تا ۷۲ خزائن ج ۱۱ ص ۶۹ تا ۷۲) راقم میرزا غلام احمد از قادیان (۲۷/ جولائی ۱۸۹۶ء)

دوستو! ان میں سے سوائے چند کے جن کی گنتی ۱۰۶ تک پہنچتی ہے کوئی نہیں مرا اور یہ وہ دشمن ہیں جو طاعون پھیلنے سے پہلے بھی تھے۔ طاعون کے زمانہ میں زندہ موجود تھے اور طاعون گزر جانے اور مرزا قادیانی کے مرجانے کے بعد بھی زندہ دندناتے رہے اور قادیانی اتنے مرے کہ مرزا قادیانی کو رو رو کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی پڑی ''اے اللہ ہماری جماعت سے طاعون اٹھا۔''

ملعون قادیان کا عذر لنگ

مرزا قادیانی سے جب یہ پوچھا گیا کہ یہ قادیانی مرزائی کیوں مر رہے ہیں؟ تو جواب دیا کہ ''نبی کریم علیہ السلام نے جنگ کا عذاب کفار کے لئے مانگا تھا۔ جنگ لگی، کیا جنگ میں صحابہ شہید نہیں ہوئے تھے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۱ خزائن ج ۲۲ ص ۵۶۸)

سبحان اللہ قادیانیو! کیا ہی عمدہ جواب ہے۔ کونسی حدیث شریف ہے، ذرا ثبوت پیش کریں کیا کہیں یہ الفاظ ملتے ہیں ''اللھم انزل علی الکافرین عذاب القتال'' اے اللہ کفار پر عذاب جنگ بھیج۔

یا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو: ''انّا انزلنا علی الکفار عذاب القتال'' ہم نے کفار پر عذاب جنگ نازل کیا۔

دوستو! پہلے انبیاء علیہم السلام کی قوموں پر عذاب آتے رہے۔ نوح علیہ السلام کی قوم پر سیلاب کا عذاب نازل ہوا۔ ساری قوم پانی میں غرق ہوگئی۔ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم

پر زلزلہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''فاخذتهم الرجفة (الاعراف: ۷۸) ''قوم صالح کو زلزلہ نے پکڑا۔ قوم لوط پر پتھروں کی بارش برسی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وامطرنا عليهم حجارة (الحجر: ۷۴) ''ہم نے قوم لوط پر پتھروں کی بارش برسائی۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو خوفناک آواز نے پکڑا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''واخذت الذين ظلموا الصيحة (هود: ۹۴) ''شعیب علیہ السلام کی قوم کو دردناک آواز نے پکڑا۔

دوستو! یونہی مختلف قوموں پر مختلف عذاب آئے، فرعون اور اس کا لشکر سمندر میں غرق ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''واغرقنا ال فرعون (الانفال: ۵۴) ''اور ہم نے فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کر دیا۔

یونہی کہیں حدیث شریف میں یا کہیں قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے ''انا انزلنا على قوم محمد عذاب القتال ''ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم پر جنگ کا عذاب نازل کیا۔

اگر قرآن شریف میں ہے تو قرآن شریف سے دکھاؤ۔ قرآن شریف میں نہیں تو حدیث شریف سے دکھاؤ، لیکن قیامت تک نہیں دکھا سکتے۔

دوستو! مرزا قادیانی کہتے ہیں ''میں نے لکھا ہے کہ مخالفوں پر طاعون پڑنے کے لئے میں نے دعا کی تھی یعنی ایسے مخالف جن کی قسمت میں ہدایت نہیں سو اس دعا سے کئی سال بعد اس ملک میں طاعون کا غلبہ ہوا اور بعض سخت مخالف اس دنیا سے گزر گئے اور وہ دعا یہ تھی:

و خذ رب من عادى الصلاح ومفسدا ونزل عليه الرجز حقا ودمّر
وفرّج كروبى يا كريمى ونجّنى ومزق خصيمى يا الٰهى وغفّر

ترجمہ: اے میرے خدا جو شخص نیک راہ اور نیک کام کا دشمن ہے اور فساد کرتا ہے، اس کو پکڑ اور اس پر طاعون کا عذاب نازل کر اور اس کو ہلاک کر دے اور میری بے قراریاں دور کر اور مجھے غموں سے نجات دے۔ اے میرے کریم! اور میرے دشمن کو ٹکڑے ٹکڑے کر اور خاک میں ملا دے۔ (سر الخلافہ ص ۶۲ خزائن ج ۸ ص ۳۹۱)

دوستو! جس طرح مرزا قادیانی نے مخالفوں پر طاعون پڑنے کی دعا کی ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام نے کہا ہے اے اللہ! میرے دشمنوں پر جنگ کا عذاب بھیج؟ جنگیں ہمیشہ لگتی رہتی ہیں۔ ایک ملک والوں کی دوسرے ملک والوں سے، ایک گروہ کی دوسرے گروہ

سے، نبی کریم علیہ السلام سے پہلے خود کفار کی آپس میں جنگیں ہوئیں۔ کبھی کوئی گروہ غالب آ گیا، کبھی کوئی گروہ دونوں طرف سے آدمی مرتے رہتے ہیں۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ کفار کے ستر آدمی جہنم رسید ہوئے۔ مسلمانوں میں سے صرف چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ جنگ احد میں ستر صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اور کفار کے صرف ۲۳ آدمی جہنم رسید ہوئے۔ ابوسفیان مسلمان ہونے سے پہلے جب نجاشی بادشاہ سے ملے، گفتگو میں نجاشی نے ابوسفیان سے پوچھا تمہاری محمد سے جنگیں بھی ہوتی رہتی ہیں۔ ابوسفیان نے کہا ہوتی رہتی ہیں۔ نجاشی نے کہا نتیجہ کیا نکلتا رہا۔ ابوسفیان نے کہا ''ینال منا وننال منه'' کبھی وہ جنگ جیت گئے، ہم ہار گئے اور کبھی ہم جیت گئے وہ ہار گئے۔

نجاشی نے کہا جنگوں میں ایسا ہی ہوتا رہتا ہے، لوگوں نے کہا مرزا قادیانی آپ نے طاعون مخالفوں پر پڑنے کے لئے مانگا تھا اور مرتے قادیانی بھی رہے ہیں۔ جواب کیا دیا سنئے!

''یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہماری جماعت میں سے کسی کو طاعون نہ ہوگا۔''

(ملفوظات ج ۳ ص ۲۴۵ ج ۴ ص ۶۷)

کیوں جی! آپ کیوں نہیں کہہ سکتے کہ ہماری جماعت میں سے کسی کو طاعون نہ ہوگا۔ آپ نے طاعون مخالفوں پر پڑنے کے واسطے مانگی تھی یا اپنی جماعت کی ہلاکت کے واسطے۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں: ''بعض صحابہ کو بھی طاعون ہوگئی تھی۔'' (ملفوظات ج ۳ ص ۲۴۵)

''انا للہ وانا الیه راجعون'' کیا نبی کریم علیہ السلام نے کفار کے لئے طاعون مانگی تھی اور پھر صحابہ بھی مخالفوں کے واسطے مانگی ہوئی طاعون سے مرے ہوں، اس کا ثبوت دیں، ہے کسی حدیث شریف میں؟

چاہئے تو یہ کہ جس غیر قادیانی نے کبھی قادیانی ہو جانا ہے، خواہ مرزا قادیانی کی زندگی میں یا مرزا قادیانی کے فوت ہو جانے کے بعد وہ بھی طاعون سے نہ مرے۔ اس واسطے کہ مرزا قادیانی نے طاعون ان مخالفوں کے واسطے مانگی تھی جن کی قسمت میں ہدایت نہ تھی اور اس نے تو آگے چل کر ہدایت یافتہ یعنی قادیانی ہونا ہے۔ یہ کیوں طاعون سے مرے۔ لیکن ظلم تو یہ ہے کہ طاعون سے وہ قادیانی بھی مر رہے ہیں جو عرصہ دراز سے قادیانی ہو چکے ہیں۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''طاعون کی قسموں سے وہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جس کا نام طاعون جارف ہے یعنی جھاڑو دینے والی، جس سے لوگ جا بجا بھاگتے ہیں اور

کتوں کی طرح مرتے ہیں۔ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو میں قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا یعنی یہ کہ کچھ حرج نہیں کہ انسان برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں بھی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جائے، جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب فرار و انتشار نہ ہو۔ کیونکہ نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے۔''

(نزول المسیح ص ۹، دافع البلاء ص ۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۵، ۲۳۷)

دوستو! یہ مذکورہ بالا عبارت مرزا قادیانی نے صرف ایک جگہ نہیں بلکہ کئی جگہ تحریر کی ہے۔

دوستو! مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو میں قادیان کو بھی ہلا کر دیتا، ہاں کوئی چھوٹا سا حادثہ جو انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ میں کہتا ہوں کیوں کوئی حرج نہیں سلسلہ کی عزت کا تقاضہ تو یہ ہے کہ نہ چھوٹی واردات ہو نہ بڑی۔ کیا اللہ تعالیٰ بڑی واردات پر قابو پا سکتا ہے اور چھوٹی واردات پر قابو پانا اللہ تعالیٰ کے بس میں نہیں ہے؟ عزت کا لحاظ تو یہ ہے کہ قادیان میں چوہا بھی نہ مرے۔

دوستو! یہ ایک چور دروازہ ہے جو مرزا قادیانی نے کھولا ہے، خوب جان لو بقول مرزا قادیانی اور تمہارے قادیان میں وہ طاعون نہیں آئے گا کہ لوگ جا بجا بھاگتے پھریں اور کتوں کی طرح مریں اور قادیان کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جائے۔ ہاں اس شہر کا پتہ دیجئے۔ جس شہر کے لوگ جا بجا ادھر ادھر بھاگتے پھرے اور کتوں کی طرح مرتے رہے ہوں اور اس شہر کا نام و نشان نہ رہا ہو اور لوگ ڈھونڈتے پھرتے ہوں کہ کہاں ہے وہ شہر کسی ایک شہر کا نام تو بتا دیں کہ اس کا نام و نشان نہیں رہا۔ کیا جالندھر مٹ گیا ہے، لدھیانہ مٹ گیا ہے، فیروز پور مٹ گیا ہے، قصور مٹ گیا ہے، رام پور مٹ گیا ہے، گولڑہ مٹ گیا ہے، شرقپور مٹ گیا ہے، سیالکوٹ مٹ گیا ہے، پسرور مٹ گیا ہے، ڈسکہ مٹ گیا ہے، احمد پور مٹ گیا ہے، جھنگ مٹ گیا ہے۔

امرتسر مکہ؟

دوستو مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ'' (جس طرح مکہ والوں نے مسلمانوں کو تنگ کیا تھا اسی طرح) ہمارے لئے امرتسر مکہ کی طرح ہو رہا ہے، گندے اشتہار وہاں ہی سے شائع ہوتے ہیں، ابوجہل کے اخوان و انصار وہاں موجود ہیں۔'' (ملفوظات ج ۳ ص ۴۲۰)

یہ بیان مرزا قادیانی کا ۸/اکتوبر ۱۹۰۲ء کا ہے جب کہ پنجاب میں طاعون کا زور تھا اور سب سے زیادہ اور بڑے سے بڑے مخالف خاص کر مولانا ثناء اللہ امرتسری اسی امرتسر میں رہ رہے تھے، نہ امرتسر دنیا سے مٹا نہ مولانا ثناء اللہ طاعون سے مرے۔

دوستو! مرزا قادیانی کا کہنا ہے ''پنجاب میں طاعون کا حملہ بہت بڑھ کر ہے، پنجاب پر طاعون کا حملہ کیوں ہو رہا ہے، ہمارے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا نے یہاں ایک سلسلہ قائم کیا ہے تو اول المکذّبین یعنی سب سے پہلے مخالفت کرنے والے یہی لوگ ہوئے ہیں۔'' (ملفوظات ج ۳ ص ۴۱۹)

دوستو! سارے پنجابی اور پنجاب کے شہر تو صفحہ ہستی سے کیا مٹیں گے، مرزا قادیانی کے مانگے ہوئے طاعون سے امرتسر اور مولانا ثناء اللہ امرتسری نہ مٹ سکے۔ گولڑہ اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی نہ مٹ سکے۔ بٹالہ اور محمد حسین بٹالوی نہ مٹ سکے۔ پٹیالہ اور عبدالحکیم پٹیالہ نہ مٹ سکے۔

دوستو! یہ چاروں مرزا قادیانی کے پوری دنیا میں سب سے بڑے مخالف ہیں، مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کریں، جابجا ان کا ذکر ملے گا، مرزا قادیانی ساری زندگی ان کا رونا روتے رہے۔

مرزا قادیانی سے لوگوں نے کہا یہ قادیانی کیوں مر رہے ہیں؟

مرزا قادیانی نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری جماعت کی اس ذلت کی موت سے حفاظت فرماوے گا، مگر رسمی مسلمان یا رسمی بیعت کرنے والے کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے۔'' (ملفوظات ج ۴ ص ۲۱۰)

پھر فرماتے ہیں: ''اگر ہماری جماعت میں کوئی موت طاعون کی ہو تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ اس میں کوئی نوع غفلت کی تھی۔'' (ملفوظات ج ۴ ص ۲۱۱)

دوستو! مخالفوں پر طاعون پڑنے کی جب مرزا قادیانی دعا مانگ رہے تھے تو اس طرح مانگی تھی۔ اے اللہ! میرے مخالفوں پر اور ایسے قادیانی جو دل کے کھوٹے رسمی بیعت کرنے والے جن میں کوئی نوع غفلت کی ہو ان سب پر طاعون کا عذاب بھیج یا صرف مخالفوں پر۔

دوستو! مرزا قادیانی نے تو یہ بھی کہا تھا کہ قادیان میں طاعون نہیں آئے گی بلکہ اگر باہر سے بھی کوئی طاعون زدہ آ گیا وہ بھی اچھا ہو گیا، حالانکہ یہ بھی پتہ نہیں کہ باہر سے آنے والا طاعون زدہ قادیانی ہے یا غیر قادیانی، سکھ ہے یا ہندو، عیسائی ہے یا یہودی، چوڑھا ہے یا

چمار۔ وہ نہیں مرا بجائے مرنے کے اچھا ہوگیا تو قادیانی کیوں مرے؟ انہیں ہرگز نہ مرنا چاہئے خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو آخر ہے تو قادیانی۔

دوستو! مرزا قادیانی کا کہنا ہے ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''انہ اوی القریة'' اس گاؤں کو پریشانی اور انتشار سے حفاظت میں لے لیا گیا کیا اس گاؤں میں ہر قسم کے لوگ چوڑھے، چمار، مریلے اور شراب پینے والے اور بیچنے والے اور قسم کے لوگ نہیں رہتے۔''

(ملفوظات ج ۳ ص ۱۹۲)

دوستو! یہ تو وہ ہیں جن کا ذکر مرزا قادیانی نے خود کیا ہے ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ رہتے تھے مثلاً ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی غیر قادیانی باوجود اس کے مرزا قادیانی نے کہا قادیان میں طاعون نہیں آئے گا۔ ظاہر ہے کہ جب طاعون قادیان میں نہیں آئے گی تو قادیان میں طاعون سے مرے گا بھی کوئی نہیں۔ باہر سے آنے والا طاعون زدہ بھی اچھا ہوگیا مرا نہیں تو قادیان میں رہنے والا کوئی ہو سکھ ہو، ہندو، عیسائی ہو، یہودی ہو، چوڑھا یا چمار ہو وہ کیوں مرے؟ جب قادیان میں رہنے والا غیر قادیانی کیوں نہ ہو۔ سکھ، ہندو کیوں نہ ہو، عیسائی، یہودی کیوں نہ ہو، چوڑھا چمار کیوں نہ ہو، نہیں مرے گا تو قادیانی خواہ کیسا ہی بدعمل کیوں نہ ہو غفلت میں ڈوبا ہوا کیوں نہ ہو۔ پھر بھی چوڑھے چمار، سکھ ہندو، عیسائی یہودی اور غیر قادیانی سے تو اچھا ہے وہ کیوں مرے۔ لیکن دوستو! مرزائی اتنے مرے کہ مرزا قادیانی کی چیخیں نکل گئیں۔ رو رو کہ دعا کرنی پڑی اے اللہ! ہماری جماعت سے طاعون اٹھا۔

نواب مالیر کوٹلہ کی طرف مرزا قادیانی کا خط: ''قادیان میں طاعون تیزی سے شروع ہوگئی ہے۔ ایڈیٹر اخبار البدر کالڑکا جاں بلب ہے۔ آخری دم معلوم ہوتا ہے ہر طرف سے آہ وزاری ہے۔'' (مکتوبات احمد ج پنجم نمبر ۴ ص ۱۳۱۔ مکتوبات احمد ج ۲ ص ۲۸۶ مکتوب نمبر ۷۶)

مرزا قادیانی نے سیٹھ صاحب کو خط میں لکھا: ''اس جگہ طاعون سخت زوروں پر ہے، ایک طرف انسان بخار میں مبتلا ہوتا ہے اور صرف چند گھنٹوں میں مرجاتا ہے، لوگ سخت ہراساں ہو رہے ہیں، زندگی کا اعتبار اٹھ گیا ہے، ہر طرف سے چیخوں اور نعروں کی آواز آتی رہتی ہے، قیامت برپا ہے۔'' (مکتوبات احمد ج ۲ ص ۲۵۸)

دوستو! مرزا قادیانی نے جو یہ نقشہ قادیان کا کھینچا ہے، کیا اسی کو نہیں کہتے جا بجا بھاگتے پھرنا اور کتوں کی طرح مرنا۔

دوستو! ایک طرف تو یہ کہنا کہ: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ طاعون کی قسموں میں سے وہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جس کا نام ''طاعون جارف'' ہے یعنی جھاڑو دینے والی، جس سے لوگ جا بجا بھاگتے ہیں اور کتوں کی طرح مرتے ہیں۔ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہ ہوگی۔'' (دافع البلاء حاشیہ ص ۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۵)

''اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت کا خیال نہ ہوتا تو میں قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا۔''

(دافع البلاء حاشیہ ص ۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۵)

اللہ تعالیٰ کا وعدہ۔ قادیان۔ طاعون؟

''انہ اٰوی القریة'' اس گاؤں کو پریشانی اور انتشار سے حفاظت میں لے لیا۔''

(ملفوظات ج ۳ ص ۱۹۲)

اور دوسری طرف یہ حال ہے کہ قادیان میں طاعون سخت زوروں پر ہے، ایک طرف انسان بخار میں مبتلا ہوتا ہے اور چند گھنٹوں میں مرجاتا ہے، لوگ سخت ہراساں ہیں، زندگی کا اعتبار اٹھ گیا ہے، ہر طرف سے چیخوں اور نعروں کی آواز آتی رہتی ہے، قیامت برپا ہے۔ قادیان میں مرزائی اس طرح مر رہے ہیں کہ جس طرح دوائی ڈالنے سے کیڑے مکوڑے اور مکھی مچھر مرتے ہیں۔ مرزا قادیانی رو رو کے دعائیں کر رہے ہیں ''اے اللہ! ہماری جماعت سے طاعون اٹھا۔'' (ملفوظات ج ۷ ص ۳۴۹ تا ۳۵۳)

دوستو! اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ طاعون جارف قادیان میں نہیں آئے گی، کوئی اکا دکا قابل برداشت واقعہ ہو جائے تو ہو جائے، بتایئے وہ وعدہ کہاں گیا؟ وہ وعدہ پورا کیوں نہیں ہوا؟

بقول مرزا قادیانی کے اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا کہ مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو قادیان کو ہلاک کر دیتا۔ بتایئے! سلسلہ کی عزت کا لحاظ کہاں گیا، اس سلسلہ کی عزت کے لحاظ کو آخر بالائے طاق کیوں رکھ دیا۔

دوستو! مرزا قادیانی کا کہنا ہے، اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: ''وان من قریة الا نحن مهلكوها قبل يوم القيامة او معذبوها عذاباً شديداً (الاسراء: ۵۸)'' یعنی طاعون کا عذاب دو طرح پر ہوگا کوئی بستی اس سے خالی نہیں رہے گی۔ بعض تو ایسی ہوں گی کہ جن کو ہم بالکل ہلاک کر دیں گے یعنی وہ اجڑ کر بالکل غیر آباد ہو جائیں گی اور ویرانہ اور تھہ (اجڑے ہوئے کھنڈرات) ہو جائیں گی۔ ان کا کوئی نشان بھی نہ رہے گا۔ لوگ تلاش

کرتے پھریں گے کہ اس جگہ فلاں بستی آباد تھی۔ لیکن پھر بھی پتہ نہ ملے گا گویا طاعون وہاں جاروب دے کر اس کو دنیا سے صاف کردے گی اور کوئی آثار اس کے نہ چھوڑے گی، بعض قریئے ایسے ہوں گے کہ جن کو کم وبیش عذاب کر کے چھوڑ دیا جائے گا اور صفحہ دنیا سے ان کا نام نہ مٹایا جائے گا۔ صرف سرزنش کے طور پر کچھ عذاب ان میں نازل کیا جائے گا اور تازیانہ کر کے عذاب ہٹا لیا جائے گا۔ دوسرے بہت سے شہر فنا ہوں گے، مگر وہ فنا نہ ہوں گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قادیان کو اسی قسم میں شامل کیا ہے۔'' (ملفوظات ج ۷ ص ۴۷)

دوستو! مرزا قادیانی کی اوپر والی عبارت سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ طاعون سے برباد ہونے والی بستیاں دو قسم کی ہوں گی ایک وہ جو بالکل تباہ کر دی جائیں گی اور دوسری وہ بستیاں جنہیں صرف سرزنش کے طور پر کم وبیش عذاب کر کے چھوڑ دیا جائے گا، قادیان کو اس دوسری قسم کی بستیوں میں شامل کیا گیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قادیان کو تو اس واسطے تھوڑا بہت عذاب دے کر چھوڑ دیا جائے گا کہ مرزا قادیانی اور اس کے سلسلہ کی عزت کا خیال کیا گیا، باقی دوسری بستیوں کو کون سے سلسلہ کی عزت کا لحاظ کر کے چھوڑ دیا گیا وہ کیوں نہیں مکمل طور پر تباہ ہوئیں۔ ایک طرف تو یہ کہنا کہ قادیان کے واسطے وعدہ ہے اور دوسری طرف یہ کہنا کہ اور بھی کئی بستیاں ہیں کہ انہیں بھی معمولی طور سے سرزنش کر کے چھوڑ دیا جائے گا۔ کیوں صاحب انہیں کیوں چھوڑ دیا جائے گا۔ اگر یہی بات ہے تو پھر قادیان کی خصوصیت تو نہ رہی۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے قادیان سے متعلق بہت کچھ دعوے کئے ہیں اور مرزا قادیانی کا اپنے متعلق بھی بہت بڑا دعوی ہے۔

مرزا قادیانی اپنے نشانوں کے متعلق کہتے ہیں وہ نشان جو ان کو دکھلائے گئے، اگر نوح کی قوم کو دکھلائے جاتے وہ غرق نہ ہوتی۔ اگر لوط کی قوم ان سے اطلاع پاتی تو ان پر پتھر نہ برستے۔

دوستو! مرزا قادیانی سے میرا سوال ہے کہ تیری قوم نے تو تیرے نشان دیکھ لئے ہیں اور ان پر اطلاع بھی پائی ہے اور قادیانیت بھی قبول کی ہے وہ کیوں طاعون سے مر رہی ہے۔ اس خیال سے کہیں ہمیں طاعون نہ ہو جائے۔ میت کو نہلانے دفنانے کے واسطے کوئی تیار نہیں ہے۔ حتی کہ مرزا قادیانی کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی سے پیش آنے کے سلسلہ میں تقریر کرنی پڑی۔ رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی پڑی۔ اے اللہ! ''ہماری جماعت سے طاعون اٹھا لے۔'' (ملفوظات ج ۷ ص ۳۴۹ تا ۳۵۳)

دوستو! نوح علیہ السلام نے اپنے مخالفوں کے واسطے اللہ تعالیٰ سے عذاب مانگا ''قال نوح الرب لا تذر علی الارض من الکافرین دیّارا (نوح: ۲۷)'' نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے اللہ! ایک گھر کافروں کا نہ چھوڑ سب کو ہلاک کردے اور مرزا قادیانی نے بھی مخالفوں کے واسطے طاعون مانگا۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام سے فرمایا: ''واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون (ھود: ۳۷)'' ترجمہ: ہماری آنکھوں کے سامنے جس طرح ہم کہتے جائیں کشتی بنا، کسی ظالم کے سلسلہ میں سفارش نہ کرنا، وہ سب کے سب غرق ہونے والے ہیں۔

دوستو! مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ ''مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے۔''

(ملفوظات ج ۳ ص ۴۱۸)

جب قوم نوح پر عذاب آیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''فانجیناہ ومن معہ فی فلک المشحون (الشعراء: ۱۱۹)'' پس بچایا ہم نے نوح علیہ السلام اور انہیں جوان کے ساتھ تھے لدی ہوئی کشتی میں۔

''ثم اغرقنا بعد الباقین (الشعرا: ۱۲۰)'' پھر ہم نے باقی رہنے والوں کو غرق کردیا۔

دوستو فرمایئے نوح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا ہے جو غرق ہوگیا ہو اور مخالفوں میں سے کوئی ایسا ہے جو غرق ہونے سے بچ گیا ہو؟

دوستو! مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ وہی بچے گا جو میری کشتی میں سوار ہوگا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ بھی پتہ نہیں کہ کشتی سے مرزا قادیانی کی مراد کیا ہے۔ اگر مرزائی ہوجانا ہے تو کیا؟ ساری مخلوق جو بچ گئی تھی وہ مرزائی ہوگئی تھی اور اگر کشتی سے مراد قادیان ہے تو کیا سارے قادیان میں آگئے تھے اور اگر آجاتے تو کیا یہ سارے قادیان میں سما جاتے اور اگر کشتی سے مراد گھر کی چار دیواری ہے تو وہی سوال جو قادیان کے متعلق پیدا ہوا ہے گھر کی چار دیواری کے متعلق پیدا ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ کتنے قادیانی جو قادیان کے علاوہ دوسرے شہروں میں رہتے تھے، طاعون سے مرگئے اور کتنے قادیانی اور غیر قادیانی ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی، چوڑھے چمار قادیان میں رہتے ہوئے مرگئے۔ خاص کر قادیانی اتنی کثرت سے مرے کہ جناب مرزا قادیانی کو دعا کرنی پڑی۔ ''یا اللہ! ہماری جماعت سے طاعون اٹھالے۔''

دوستو! کشتی نوح میں جو سوار ہوا وہ مرا نہیں اور جو سوار نہیں ہوا وہ بچا نہیں۔ مرزا قادیانی کی کشتی میں جو سوار ہوئے ان میں سے بہت سے مر گئے اور جو سوار نہیں ہوئے ان میں سے بہت سے بچ گئے۔ معاملہ الٹ ہو گیا۔ مرزا قادیانی کی کشتی میں سوار ہونے والوں نے مرنا نہ تھا اور سوار نہ ہونے والوں میں سے کسی نے بچنا نہ تھا۔

دوستو! میں مرزا قادیانی کی اپنی دی ہوئی مخالفین کی فہرست انجام آتھم سے نقل کر آیا ہوں یہ کل ایک سو چھ (۱۰۶) ہیں جن کے نام مرزا قادیانی نے لکھے ہیں۔

یہ فہرست طاعون پھیلنے سے پہلے کی لکھی ہوئی ہے اور یہ سارے مخالف طاعون ختم ہو جانے کے بعد بھی زندہ رہے، ماسوا ان کے جو طاعون پھیلنے سے پہلے فوت ہو گئے۔

بتایئے وہ کون کون ہیں جو طاعون سے مرے ہیں۔ اس فہرست میں مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد حسین بٹالوی، پیر مہر علی گولڑوی اور ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی۔ یہ سب مخالفوں سے بڑے مخالف تھے۔ جن کا مرزا قادیانی ہمیشہ رونا روتے رہے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم کا ذکر (تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۱۳ تا ۱۱۵ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۵۷ تا ۵۵۹)، مولانا ثناء اللہ امرتسری کا ذکر (تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۱۹، ۱۲۰ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸، ۵۷۹) میں ہے۔ یہ حضرات طاعون پھیلنے سے پہلے بھی، طاعون کے زمانہ میں بھی اور طاعون رک جانے اور مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد بھی زندہ دندناتے رہے۔

مرزا کے چار بڑے مخالف

عبدالحکیم پٹیالوی مرزا قادیانی کے مرنے کے بیس سال بعد فوت ہوئے۔ پیر مہر علی مرزا قادیانی کے مرنے کے ۲۹ سال بعد فوت ہوئے۔ مولانا محمد حسین بٹالوی مرزا قادیانی کے مرنے کے بارہ سال بعد فوت ہوئے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری مرزا قادیانی کے مرنے کے چالیس سال بعد فوت ہوئے۔ یہ چاروں مرزا قادیانی کے سب سے بڑے مخالف ہیں۔ مرزا قادیانی نے ان کے متعلق جو کچھ کہا ہے، ملاحظہ فرمایئے۔

ڈاکٹر عبدالحکیم کے متعلق مرزا قادیانی کہتے ہیں

خدا سچے کا حامی: ''اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے۔ چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ

(ناراض) ہوکر سخت مخالف ہوگئے ہیں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر، حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مفسد اور مفتری اور خدا پر افترا کرنے والا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو میرے ذمہ نہیں لگایا۔ گویا جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے، ان تمام بدیوں کا نمونہ میرے سوا کوئی نہیں گزرا اور پھر اسی پر کفایت نہیں کی بلکہ پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کا دورہ کرکے میری عیب شماری کے بارے میں لیکچر دیئے اور لاہور اور امرتسر اور پٹیالہ اور دوسرے مقامات میں انواع واقسام کی بدیاں عام جلسوں میں میرے ذمہ لگائیں اور میرے وجود کو دنیا کے لئے ایک خطرناک اور شیطان سے بدتر ظاہر کرکے ہر ایک لیکچر میں مجھ پر ہنسی اور ٹھٹھا اڑایا۔ غرض ہم نے اس کے ہاتھ سے وہ دکھ اٹھایا جس کے بیان کی حاجت نہیں اور پھر میاں عبدالحکیم صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ہر ایک لیکچر کے ساتھ یہ پیش گوئی بھی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ ''مجھے خدا نے الہام کیا ہے کہ یہ شخص تین سال کے عرصہ میں فنا ہوجائے گا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہوجائے گا کیونکہ کذاب اور مفتری ہے۔'' میں نے اس کی ان پیش گوئیوں پر صبر کیا۔ مگر آج جو ۱۴؍اگست ۱۹۰۶ء ہے پھر اس کا ایک خط ہمارے دوست فاضل جلیل مولوی نورالدین صاحب کے نام آیا اس میں بھی میری نسبت کئی قسم کی عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے اس شخص کے ہلاک ہونے کی خبر مجھے دی ہے کہ اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہوجائے گا۔ جب اس حد تک نوبت پہنچ گئی تو اب میں بھی اس بات میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا نے اس کی نسبت میرے پر ظاہر فرمایا ہے میں بھی شائع کروں اور درحقیقت اس میں قوم کی بھلائی ہے۔ کیونکہ اگر درحقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس برس سے دن رات خدا پر افترا کررہا ہوں اور اس کی عظمت اور جلال سے بے خوف ہوکر اس پر جھوٹ باندھتا ہوں اور اس کی مخلوق کے ساتھ بھی میرا یہ معاملہ ہے کہ میں لوگوں کا مال بددیانتی اور حرام خوری کے طریق سے کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو اپنی بدکرداری اور نفس پرستی کے جوش سے دکھ دیتا ہوں تو اس صورت میں تمام بدکرداروں سے بڑھ کر سزا کے لائق ہوں تا لوگ میرے فتنہ سے نجات پاویں اور اگر میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبدالحکیم خاں نے سمجھا ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ خدا مجھ کو ایسی ذلت کی موت نہیں دے گا کہ میرے آگے بھی لعنت ہو اور میرے پیچھے بھی۔ میں خدا

کی آنکھ سی مخفی نہیں۔ مجھے کون جانتا ہے مگر وہی اس لئے میں اس وقت دونوں پیش گوئیاں یعنی میاں عبدالحکیم خاں کی میری نسبت پیش گوئی اور اس کے مقابل پر جو خدا نے میرے پر ظاہر کیا۔ ذیل میں لکھتا ہوں اور اس کا انصاف خدائے قادر پر چھوڑتا ہوں اور وہ یہ ہیں۔

میاں عبدالحکیم خاں صاحب اسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی میری (مرزا قادیانی کی) نسبت پیش گوئی جو اخویم مولوی نوردین صاحب کی طرف اپنے خط میں لکھتے ہیں ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

مرزا کے خلاف ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں، مرزا مسرف کذاب اور عیار ہے، صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔

اس کے مقابل پر وہ پیش گوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خان صاحب اسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں:

خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا، فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا:

رب فرق بین صادق و کاذب انت تری کل مصلح و صادق

خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ کے وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عبدالحکیم خان کے اس فقرہ کا رد ہے کہ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دے کر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ گویا میں کاذب ہوں اور وہ صادق اور وہ مرد صالح ہے اور میں شریر اور خدا تعالیٰ اس کے رد میں فرماتا ہے کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ذلت کی موت ذلت کا عذاب ان کو نصیب نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہو جائے اور صادق اور کاذب میں کوئی امر خارق نہ رہے۔ منہ

اس فقرہ میں عبدالحکیم خان مخاطب ہے اور فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار سے آسمانی عذاب مراد ہے جو بغیر ذریعہ انسانی ہاتھوں کے ظاہر ہوگا۔

یعنی تو نے یہ غور نہ کی کہ کیا اس زمانہ میں اور اس نازک وقت میں امت محمد یہ ﷺ کے لئے کسی دجال کی ضرورت ہے یا کسی مصلح اور مجدد کی۔

یعنی اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا۔ تو جانتا ہے کہ صادق

اور مصلح کون ہے۔ اس فقرہ الہامیہ میں عبدالحکیم خان کے اس قول کا رد ہے جو وہ کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ پس چونکہ وہ اپنے تئیں صادق ٹھہراتا ہے اور خدا فرماتا ہے کہ تو صادق نہیں ہے میں صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلاؤں گا۔'' منہ

المشتہر: مرزا غلام احمد قادیانی ۱۶/ اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴/ جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ

(اشتہار خدا سچے کا حامی خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۹ تا ۴۱۱)

''ومع اھلک انک معی واھلک انی انا الرحمن فانتظر قل یا خذک اللہ ''یعنی تمہارے لئے دنیا اور آخرت میں بشارت ہے۔ تیرا انجام نیک ہے، خیر ہے اور نصرت اور فتح ان شاء اللہ تعالیٰ! ہم تیرا بوجھ اتار دیں گے۔ جس نے تیری کمر توڑ دی اور تیرے ذکر کو اونچا کر دیں گے۔ میں تیرے ساتھ ہوں، میں نے تجھے یاد کیا ہے سو تو مجھے بھی یاد کر اور اپنے مکان کو وسیع کر دے۔ وہ وقت آتا ہے کہ تو مدد دیا جائے گا اور لوگوں میں تیرا نام عزت اور بلندی سے لیا جائے گا۔ میں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم اور ایسا ہی تیرے اہل کے ساتھ اور تو میرے ساتھ ہے اور ایسا ہی تیرے اہل، میں رحمان ہوں۔ میری مدد کا منتظر رہ اور اپنے دشمن کو کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا اور پھر آخر میں اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر بھی بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔

یہ عظیم الشان پیش گوئی ہے جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائے گا اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے۔ وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔ خدا ایک قہری تجلی کرے گا اور وہ جو جھوٹ اور شوخی سے باز نہیں آتے۔ ان کی ذلت اور تباہی ظاہر کرے گا۔ مگر میری طرف ایک دنیا کو جھکا دے گا اور میرا نام عزت کے ساتھ دنیا کے ہر ایک کنارہ میں پھیلا دے گا۔ سو چاہئے کہ میری جماعت کے لوگ اس پیش گوئی کے منتظر رہیں اور تقویٰ وطہارت سے پاک نمونہ دکھاویں۔''

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱، ۵۹۲)

''ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴ راگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا اور یہ اس کی سچائی کے لئے ایک نشان ہوگا۔ یہ شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہے اور مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے۔ پہلے اس نے بیعت کی اور برابر بیس برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا۔ پھر ایک نصیحت کی وجہ سے جو میں نے محض للہ اس کو کی تھی، مرتد ہو گیا۔ نصیحت یہ تھی کہ اس نے یہ مذہب اختیار کیا تھا کہ بغیر قبول اسلام اور پیروی آنحضرت ﷺ کے نجات ہو سکتی ہے۔ گو کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے وجود کی خبر بھی رکھتا ہو۔ چونکہ یہ دعویٰ باطل تھا اور عقیدہ جمہور کے بھی برخلاف۔ اس لئے میں نے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا آخر میں نے اسے اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔ تب اس نے یہ پیش گوئی کی کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴ راگست ۱۹۰۸ تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے بلا شبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے اللہ اس کی مدد کرے گا۔''

(چشمہ معرفت ص ۳۲۱، ۳۲۲ خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۶، ۳۳۷)

دوستو! مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ عبدالحکیم خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ یہ بھی غلط ثابت ہوا۔ نہ عبدالحکیم طاعون سے مرا، نہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی سے مرا بلکہ مرزا قادیانی خود اس کے سامنے کسم پرسی کے عالم میں مر گئے اور ''مرے بھی مرض ہیضہ سے۔'' (سیرۃ المہدی ج اول ص ۹ تا ۱۲)

اور عبدالحکیم مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد بیس سال زندہ دندناتا رہا۔

دوستو! مرزا قادیانی نے مولانا ثناء اللہ کی طرف خط بھیجا جو نیچے درج ہے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری

''بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ!

مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری

ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے، جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ (آمین) مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے۔ حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔

مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس

صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ دکھ دیتا ہے۔ آمین رب العالمین!

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی، وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں۔ جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت ''لا تقف ما لیس لک به علم'' پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکان دار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیری ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ''ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین. آمین''

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم: عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایدہ۔ مرقومہ ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء

(تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۱۸ تا ۱۲۰ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸ تا ۵۷۹)

لیکن دوستو! ہوا کیا مرزا قادیانی خود مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں ان کے سامنے مر گئے اور مولانا اور مولانا کی جماعت خوش ہوئی اور ''خس کم جہاں پاک شد کے خوب چلا چلا کر زور شور سے نعرے لگائے اور مولانا ثناء اللہ صاحب مرزا قادیانی کے مرنے کے چالیس بعد تک زندہ دندناتے رہے، نہ مرزا قادیانی کی دعا سے مرے نہ طاعون سے مرے۔

پیر مہر علی شاہ صاحب کو گالیاں

''کذاب (بڑا جھوٹا) خبیث، بچھو کی طرح نیش زن (ڈنگ چلانے والا) اے گولڑہ کی سرزمین تو ملعون کے سبب ملعون ہوگئی۔'' (اعجاز احمدی ضمیمہ نزول مسیح ص ۷۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۸) ''کمینہ، فرومایہ، گمراہی کا شیخ، سیاہ دل، دیو، بد بخت، جھوٹا'' (اعجاز احمدی ص ۷۶ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۸) ''بکواسی اس کی پلید کتاب (سیف چشتیائی) گویا پاخانہ ہے۔''

(اعجاز احمدی ص ۷۹ خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۲)

مر گیا بدبخت اپنے وار سے — کٹ گیا سر اپنی ہی تلوار سے
کھل گئی ساری حقیقت سیف کی — کم کرو اب ناز اس مردار سے

(نزول مسیح ص ۲۲۴ خزائن ج ۱۸ ص ۶۰۲)

''اے نادان ..... ان لعنتوں کو کیوں آپ نے ہضم کیا جو در حالت سکوت ہماری طرف سے آپ کی نذر ہوئیں ..... بے حیا کا منہ ایک ہی ساعت (منٹ) میں سیاہ ہو جاتا ہے۔'' (نزول مسیح ص ۶۲ خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۰) ''یہ گوہ کھانا ہے اے جاہل بے حیا۔''

(نزول مسیح ص ۶۳ خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۱)

''اگر مہر علی کو کچھ شرم ہوتی تو اس چوری کا راز کھلنے سے مر جاتا ..... شوخ بے حیا۔''

(نزول مسیح ص ۶۷ خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۵) ''تو نے کفن دزدوں کی طرح ناقابل شرم چوری کی نہ صرف چور بلکہ کذاب۔'' (نزول مسیح ص ۷۰ خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۸)

مولانا محمد حسین کو گالیاں

''ظالم یعنی محمد حسین اپنے ہاتھ کاٹے گا اور اپنی شرارتوں سے روکا جائے گا، شیخ بے ادب، تیز مزاج نے سراسر ظلم اور ناحق پسندی کی خصلت ظاہر کی۔'' (تریاق القلوب ص ۸۶ خزائن ج ۱۵ ص ۳۲۷) ''شرم، شرم شرم ..... ژاژ خائی (بکواسی) بے ہودہ۔'' (تریاق القلوب ص ۸۳ خزائن ج ۱۵ ص ۳۲۰) ''کمینہ، شرارتی، بدزبان، مفتری، جھوٹا، پلید، بے حیا، گندہ، زبان سفلہ (کمینہ) سراسر حیا اور تہذیب کا مخالف۔'' (تریاق القلوب ص ۱۳۳ خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۸)

بڑے میاں بڑے چھوٹے میاں سبحان اللہ! حضرت مسیح موعود کے ہم عمر مولوی محمد حسین بٹالوی بھی تھے ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا ان کو اگر حضرت مسیح موعود کی حیثیت

معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا محمد رسول اللہ ﷺ کے ظل اور بروز (یعنی مرزا قادیانی) کے مقابلہ میں وہی کام کرے گا جو آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں ابوجہل نے کیا تھا تو وہ اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔''

(الفضل قادیان ج ۱۰، نمبر ۳۵، ص ۶، کالم نمبر ۳، مؤرخہ ۲ رنومبر ۱۹۲۲ء بیان مرزا محمود)

دوستو! پیر مہر علی مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد سینتیس اور مولانا محمد حسین بٹالوی بارہ سال بعد زندہ دندناتے رہے۔ طاعون نے ان کا بال بھی بیکا نہیں کیا۔

پنجاب اور مرزا قادیانی

دوستو! مرزا قادیانی کے جتنے بڑے سے بڑے دشمن تھے، خواہ وہ مسلمانوں میں سے ہوں یا ہندو، سکھوں میں سے ہوں یا عیسائی اور یہودیوں میں سے ہوں۔ ان بڑے دشمنوں میں سے سب سے بڑے دشمن یہ چار مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد حسین بٹالوی، عبدالحکیم پٹیالوی اور پیر مہر علی گولڑوی تھے اور پوری دنیا میں جتنے صوبے ہیں سب سے زیادہ دشمن صوبہ پنجاب میں تھے۔ میں پہلے بھی عرض کر آیا ہوں، دوبارہ عرض ہے کہ مرزا قادیانی کہتے ہیں'' پنجاب پر طاعون کا حملہ کیوں ہو رہا ہے، ہمارے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا نے یہاں ایک سلسلہ قائم کیا ہے تو اوّل المکذبین یعنی سب سے پہلے مخالفت کرنے والے جھٹلانے والے یہی لوگ ہوئے ہیں اور انہوں نے بھی کفر کے فتوے دیئے ہیں۔'' (ملفوظات ج ۳ ص ۴۱۹)

دوستو! پھر پنجاب میں جتنے شہر ہیں سب سے گندا شہر امرتسر ہے، مرزا قادیانی لکھتے ہیں'' امرتسر مکہ بنا ہوا ہے، گندے اشتہار وہاں سے شائع ہوتے ہیں ابوجہل کے اخوان وانصار وہاں موجود ہیں۔'' (ملفوظات ج ۳ ص ۴۲۰)

دوستو! سوچنے والی بات ہے۔ مرزا قادیانی نے طاعون اپنے سخت مخالفوں کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے مانگا تھا، چاہئے تو یہ تھا کہ سب سے پہلے طاعون نے پنجاب اور پھر پنجاب کے شہروں میں سے امرتسر اور امرتسر میں سخت مخالف، بڑا دشمن مولوی ثناء اللہ امرتسری اور پھر بٹالہ میں محمد حسین بٹالوی اور گولڑہ اور گولڑہ میں پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور پھر پٹیالہ اور پٹیالہ میں عبدالحکیم پٹیالوی پر حملہ کیا ہوتا۔ بجائے پنجاب اور پنجاب کے شہروں کے ممبئی اور ممبئی کے دوسرے شہروں اور دیہات پر حملے کئے اور کر رہی ہے۔ کیوں کر رہی ہے؟

جب کہ سخت مخالف دشمن پنجاب کے شہروں میں رہ رہے ہیں اور مرزا قادیانی نے طاعون مانگا بھی سخت مخالفوں کے واسطے تھا۔

دوستو! مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''اس مرض نے جس قدر بمبئی اور دوسرے شہروں اور دیہات پر حملے کئے اور کر رہی ہے، ان کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ دو سال کے عرصہ میں ہزاروں بچے اس مرض سے یتیم ہوگئے اور ہزار ہا گھر ویران ہوگئے۔ دوست اپنے دوستوں سے اور عزیز اپنے عزیزوں سے ہمیشہ کے لئے جدا کئے گئے اور ابھی انتہا نہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ نے کمال ہمدردی سے تدبیریں کیں اور اپنی رعایا پر نظر شفقت کر کے لاکھوں کا خرچ کا ذمہ ڈال لیا اور قواعد طبیہ کے لحاظ سے جہاں تک ممکن تھا ہدایتیں شائع کیں۔ مگر اس مرض مہلک سے اب تک بالکل امن حاصل نہیں ہوا۔ بلکہ بمبئی میں ترقی پر ہے اور کچھ شک نہیں کہ ملک پنجاب بھی خطرہ میں ہے۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۰۲)

کیوں صاحب طاعون کو پھیلے ہوئے دو سال ہوگئے ہیں اور پنجاب کو اب خطرہ ہے، حالانکہ سب سے پہلے طاعون کا سلسلہ پنجاب اور پنجاب کے شہروں میں سے امرتسر اور لدھیانہ پر ہونا چاہئے تھا کیونکہ سب سے پہلے مرزا قادیانی پر کفر کے فتوے یہاں سے دیئے گئے۔ پھر بٹالہ پر ہوتا۔ پھر گولڑہ پر ہوتا۔ پھر پٹیالہ پر۔ اوّل مولانا ثناء اللہ طاعون سے ہلاک ہوتے، پھر محمد حسین بٹالوی ہلاک ہوتے، پھر پیر مہر علی ہلاک ہوتے، پھر ڈاکٹر عبدالحکیم ہلاک ہوتے۔ کیونکہ یہی سخت مخالف تھے اور سخت مخالفوں ہی کے واسطے مرزا قادیانی نے طاعون کی دعا مانگی تھی اور طاعون جا پہنچی بمبئی اور بمبئی کے شہروں اور دیہاتوں پر۔

ہماری سرائیکی زبان میں ایک مثال مشہور ہے وہ یہ کہ ''ڈیڈھ دی پیڑتے ہنڑوں کڈھاوے'' یعنی درد پیٹ میں ہے اور نکلوائی داڑھ (دانت) جا رہی ہے۔

کیوں صاحب سخت مخالف پنجاب میں ہیں اور دو سال سے مصیبت میں بمبئی والے پھنسے ہوئے ہیں۔

دوستو! خدا کے واسطے ذرا غور کرو، سوچو، حق اور باطل میں تمیز کرو، پہچان رکھو، اگر مرزا قادیانی حق پر ہوتے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے، اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی کے ساتھ ہوتا۔ طاعون مرزا قادیانی کی دعا سے پھیلی ہوتی تو سب سے پہلے پنجاب اور پنجاب کے شہروں لدھیانہ اور امرتسر پر حملہ کرتی، پٹیالہ پر حملہ کرتی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور محمد حسین بٹالوی اور

پیر مہر علی شاہ اور عبدالحکیم پٹیالوی کا وہ انجام ہوتا کہ دنیا والوں کو نصیحت آ جاتی لیکن ہوا کیا؟ معاملہ الٹ ہوگیا۔ مرزا قادیانی خود ان کی آنکھوں کے سامنے کسمپرستی کے عالم میں مر رہے ہیں۔ دست اور قے کا زور تھا، کمزوری اتنی ہے کہ بیت الخلاء تک جانے کی ہمت نہیں ہے۔ چارپائی کے پاس چند اینٹیں جوڑ دی گئیں وہیں فارغ ہوتے رہے۔ اخیر وقت میں یہ حالت کہ زبان بولنے سے جواب دے گئی اور ہاتھ لکھنے سے ''غرغرہ لگا ہوا ہے۔ سانس کھچ کھچ کے آ رہا ہے، ہر آن سانسوں کے درمیان کا وقفہ لمبا ہوتا گیا حتی کہ آپ نے ایک لمبا سانس لیا اور روح رفیق اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔'' (سیرۃ المہدی جدید حصہ اول ص ۱۰ روایت نمبر ۱۲)

مرزا قادیانی کے سسر میر ناصر صاحب لکھتے ہیں: ''حضرت صاحب رات کو بیمار ہوئے، میں جا کر سو گیا، جب آپ کو تکلیف زیادہ ہوئی تو مجھے جگایا گیا، میں آپ کے پاس پہنچا مجھے دیکھ کہا میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا اس کے بعد آپ نے میرے خیال میں ایسی صاف بات نہیں کہی کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد انتقال ہوگیا۔'' (خود نوشت حیات ناصر ص ۱۴)

خدا کی شان مرزا قادیانی ''منگل کے دن کو اچھا نہ سمجھتے تھے اور موت بھی منگل ہی کے دن آئی۔'' (بحوالہ سیرۃ المہدی جدید حصہ اوّل ص ۸ روایت نمبر ۱۱)

اور یہ سب کچھ اچانک ہوا ہے ''شام کی سیر بھی ہوئی ہے اور رات کا کھانا بھی کھایا ہے۔'' (بحوالہ سیرت المہدی جدید حصہ اوّل ص ۱۰ روایت نمبر ۱۲ حیات ناصر ص ۱۴)

دوستو! نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی میری قوم تباہ کر دے، ایک گھر نہ چھوڑ ''قال نوح ربّ لا تذر علی الارض من الکافرین دیّارا (نوح: ۲۶)'' اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور سیلاب کا طوفان آئے گا لہٰذا ''واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون'' میری آنکھوں کے سامنے میرے حکم سے کشتی بنا اور یاد رکھ ظالموں کے بارے میں مجھ سے سفارش نہ کرنا وہ غرق ہونے والے ہیں۔

مرزا قادیانی بھی کہتے ہیں ''میں نے سخت مخالفوں کے واسطے جن کی قسمت میں ہدایت نہ تھی طاعون کی دعا کی۔ لہٰذا ملک میں طاعون پھیل گئی۔''

(حقیقت الوحی ص ۲۲۴ خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۵)

''اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی فرمایا: ''واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا

تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون ''اے مرزا! میری آنکھوں کے سامنے اور میرے حکم سے کشتی بنا اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے سفارش نہ کرنا کیونکہ وہ غرق ہونے والے ہیں۔ (دافع البلاء ص ۶ حاشیہ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۶)

دوستو! نوح علیہ السلام اور مرزا قادیانی نے اپنی قوموں پر عذاب مانگا۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی دعا قبول فرمائی۔ نوح علیہ السلام کی قوم پر سیلاب کا عذاب اور مرزا قادیانی کی قوم پر طاعون کا عذاب نازل کیا۔ نوح علیہ السلام نے صرف عذاب مانگا کسی قسم کا ہو اور مرزا قادیانی نے نام لے کر طاعون کا عذاب مانگا۔ نوح علیہ السلام کی کشتی پر جو سوار ہو گیا وہ بچ گیا اور جو سوار نہیں ہوا وہ غرق ہو گیا حتی کہ بیٹے نے سوار ہونے سے انکار کر دیا وہ بھی نہیں بچا، غرق ہو گیا۔

مرزا قادیانی نے کہا جو میری کشتی میں سوار ہو جائے گا وہی بچے گا۔ ہم مرزا قادیانی سے دریافت کرتے ہیں کہ تیری کشتی کہاں ہے، کیسی ہے، اس کی کیا تعریف ہے۔ لیکن مرزا قادیانی چپ ہیں۔ ہم اندازہ لگائیں گے وہ یہ کہ جو طاعون سے بچ گئے، خیال کریں گے کہ وہ سوار ہو گئے تھے اور جو طاعون سے مر گئے وہ سوار نہیں ہوئے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جتنے قادیانی مرزائی مرے ہیں اور یہ تو آپ جان چکے ہیں کہ بہت مرے ہیں۔ مچھر مکھی کی طرح مرے ہیں۔ مرزا قادیانی رو رو کر دعا کرتے رہے۔ اے اللہ! میری جماعت سے طاعون کو اٹھا۔ یہ سارے کے سارے مرزا قادیانی کی کشتی میں سوار نہیں ہوئے۔ اگر سوار ہوتے تو نہ مرتے اور یہ وہاں کا حال ہے جہاں کے واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ قادیان طاعون سے پاک رکھا جائے گا تو دوسرے شہروں بستیوں کا کیا حال ہوگا جہاں کے واسطے یہ وعدہ بھی نہ تھا۔ اگر کشتی میں سوار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مرزائی ہو جائے، مرزائیت قبول کر لے تو وہی سوال ہے کہ مرزائی کیوں مرے ہیں وہ تو سوار ہو گئے تھے اور جو مرزائی نہیں ہوئے وہ بچ کیوں گئے وہ تو سوار نہیں ہوئے تھے۔

کیا نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہونے والا کوئی غرق ہوا ہے؟ نہیں ہوا اور سوار نہ ہونے والا کوئی بچا ہے؟ نہیں کوئی نہیں بچا، سب کے سب غرق ہو گئے تھے۔ اگر کہو کہ مرزا قادیانی کی کشتی مرزا قادیانی کی چار دیواری ہے تو طاعون وہاں بھی داخل ہو گیا اور مرزا قادیانی کو چار دیواری چھوڑ کر بھاگنا پڑا اور باہر جا کر باغ میں پناہ لی۔ آخر چار دیواری چھوڑ کر کیوں بھاگے تھے؟ یہی وجہ تھی کہ طاعون نے حملہ کر دیا تھا۔ جب یہ معلوم ہو گیا کہ گھر میں

چوہے مر رہے ہیں فوراً بھاگ نکلے اور جا کے باغ میں ڈیرہ لگایا۔

دوستو! مولانا لال حسین اختر بہت بڑے قادیانی تھے اور تھے بھی کامیاب مبلغ، بعد میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت بخشی۔ مرزائیت سے تائب ہو کر لوگوں کو مرزائیت سے دور رکھنے میں زندگی گزار دی وہ فرمایا کرتے تھے جب طاعون کا قادیان میں زور ہوا تو مرزا قادیانی اپنے گھر کی چار دیواری میں بند ہو کر بیٹھ گئے اور نکلنا چھوڑ دیا حتی کہ آنے جانے والوں سے ملنا بھی ترک کر دیا۔ ایک رات صبح اٹھے، دیکھا گھر میں چوہے مرے پڑے تھے۔ پھر کیا تھا فوراً بھاگ کھڑے ہوئے، گھر والوں سے کہا جلدی یہاں سے بھاگو، طاعون حملہ کرنے والا ہے، طاعون کے پہلے حملے کی نشانی یہی ہے کہ حملہ کرنا ہو تو پہلے چوہوں پر حملہ کرتا ہے، چوہے مرنے شروع ہو جاتے ہیں۔

مفتی محمد صادق قادیانی اپنی کتاب (ذکر حبیب ص ۸۹) پر لکھتے ہیں کہ ''جب قادیان میں طاعون ہوئی۔ (۱۹۰۲ء اور اس کے قریب) تو حضرت مسیح موعود اپنے مکان کے صحن میں ایک بڑا ڈھیر لکڑیوں کا روزانہ جلایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ اس سے طاعونی جرم ہلاک ہو جاتے ہیں اور خود ہمیشہ اوپر منزل میں مقیم رہتے تھے اور احباب کو بھی فرمایا کرتے تھے کہ حتی الوسع اوپر کی منزلوں میں رہا کریں۔''

دوستو! مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ: ''یہ ہمارا حکم ہے کہ جس گھر میں چوہے مر رہے ہوں وہ مکان فوراً چھوڑ دینا چاہئے۔'' (ملفوظات ج ۹ ص ۲۴۸)

دوستو! مرزا قادیانی کا کہنا ہے جس مکان میں چوہے مرنے شروع ہوں تو فوراً خالی کر دو ''جس محلّہ میں طاعون ہو اس محلّہ سے نکل جاؤ۔'' (ملفوظات ج ۹ ص ۲۵۲)

دوستو! مرزا قادیانی نے کہہ تو دیا کہ جو میری کشتی میں سوار ہوگا بچے گا۔ لیکن بچا کوئی بھی نہیں۔ نہ مرزائی بچے۔ بے شمار مرزائی مرے نہ قادیان میں پناہ لینے والے بچے، قادیان میں لوگوں کی چیخیں نکل گئی تھیں، قیامت کا نمونہ تھا، نہ مرزا قادیانی کی چار دیواری محفوظ رہی۔ خود مرزا قادیانی کو چار دیواری چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔

دوستو! یہ جو کچھ میں نے لکھا مرزا قادیانی کا اپنا کہنا ہے نہ کہ میرا۔ یہ گھر کی شہادت ہے۔

زبان جل جائے گر میں نے کچھ کہا ہو سر محشر تمہاری تیغ کے چھینٹے تمہارا نام لیتے ہیں

دوستو! ایک طرف تو کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ چار دیواری کی حفاظت کا ذمہ لے لیا اور دوسری طرف یہ کہ اپنے مکان کے صحن میں ایک بڑا ڈھیر لکڑیوں کا روزانہ جلایا کرتے تھے، فرماتے کہ اس سے طاعونی جرم ہلاک ہو جاتے ہیں۔

مرزا قادیانی کا بیٹا لکھتا ہے: ''والد صاحب بٹیر کا گوشت کھاتے تھے لیکن جب طاعون کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ نے بٹیر کا گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ کیوں کہ آپ فرماتے تھے اس میں طاعونی مادہ ہوتا ہے۔'' (سیرت المہدی جدید ج اوّل ص ۴۵ روایت نمبر ۵۶)

دوستو! جب اللہ تعالیٰ نے چار دیواری کی حفاظت کا ذمہ لے لیا تو پھر یہ لکڑیوں کے ایک بڑے ڈھیر کو روزانہ جلانے اور گوشت سے پرہیز کرنے کا کیا مطلب؟ کیا اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر مکمل یقین نہ تھا؟

دوستو! مرزا قادیانی کا کہنا ہے، امراض میں علاج کرنا گناہ نہیں ہے بلکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ کوئی ایسی مرض نہیں جس کے لئے خدا نے دوا پیدا نہیں کی لیکن میں اس بات کو معصیت جانتا ہوں کہ خدا کے اس نشان کو ٹیکہ کے ذریعے سے مشتبہ کر دوں، جس نشان کو وہ ہمارے لئے زمین پر صفائی سے ظاہر کرنا چاہتا ہے اور میں اس کے سچے نشان اور سچے وعدہ کی ہتک عزت کر کے ٹیکہ کی طرف رجوع کرنا نہیں چاہتا اور اگر میں ایسا کروں تو یہ گناہ میرا قابل مواخذہ ہوگا کہ میں خدا کے اس وعدہ پر ایمان نہ لایا جو مجھ سے کیا گیا اور اگر ایسا ہو تو پھر تو مجھے شکر گزار اس طبیب کا ہونا چاہئے جس نے یہ نسخہ ٹیکہ کا نکالا، نہ خدا کا شکر گزار جس نے مجھے وعدہ دیا کہ ہر ایک جو چار دیواری کے اندر ہے میں اسے بچاؤں گا۔

دوستو! ٹیکہ لگوانے سے اس کے سچے نشان اور سچے وعدہ کی ہتک عزت ہوتی ہے تو یہ لکڑیوں کے بڑے ڈھیر کو مکان کے صحن میں جلانے اور گوشت کھانا چھوڑ دینے پر ہتک عزت نہیں ہوتی۔

دوستو! مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ ''طاعون ہی کے ذریعہ سے دس ہزار کے قریب لوگ اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔'' (ملفوظات ج ۳ ص ۴۲۰)

''طاعون والی عظیم الشان پیش گوئی ہے، جس کے ذریعہ قریباً دس ہزار لوگ اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔'' (ملفوظات ج ۴ ص ۵۵)

''جس زور کے ساتھ لوگ طاعون کی وجہ سے اس سلسلہ میں داخل ہو رہے اس طرح کسی کو یقین چھوڑو، وہم بھی نہ تھا۔ ان تمام ناموں کو محفوظ رکھا جاوے اور اگر ان لوگوں کا الگ رجسٹر نہ ہو تو رجسٹر بیعت میں ہی سرخی کے ساتھ ان کو درج کیا جاوے۔'' (ملفوظات ج ۵ ص ۳۲۳)

''اب دیکھئے ان کو کہ اتنے لوگ جو ہر جمعہ کو جن کی نوبت اکثر پچاس، ساٹھ تک پہنچ جاتی ہے ان کو کون بیعت کے لئے لایا ہے، یہی طاعون کا ڈنڈا ہے جو ان کو ڈرا کر ہماری طرف لے آتا ہے، ورنہ کب جاگنے والے تھے۔ اسی فرشتہ نے ان کو جگایا ہے۔''

(ملفوظات ج ۵ ص ۱۴۱)

''میں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی طور پر بڑھ رہی ہے اور اس کی وجہ طاعون ہی ہے۔ بعض ایسے لوگوں کے خطوط اور درخواستیں آئی ہیں جو طاعون میں مبتلا ہو کر لکھتے ہیں کہ اس وقت مجھے طاعون ہوا ہوا ہے، اگر زندہ رہا تو پھر آ کر بیعت کر لوں گا، فی الحال تحریری کرتا ہوں۔ طاعون کے ذریعہ کئی ہزار آدمی اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔'' (ملفوظات ج ۷ ص ۶، ۷)

''ہمارے مخالفوں کا یہ حال ہے کہ ایک تو طاعون سے ہزاروں مر رہے ہیں، وہ بھی ان میں سے کم ہو گئے اور جو زندہ ہیں ان میں سے ہزاروں نکل کر ہماری جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہماری جماعت تو دن بدن بڑھ رہی ہے اور مخالفوں کی جماعت دن بدن گھٹ رہی ہے۔ پس ظاہر ہے کہ گھاٹے میں کون ہیں اور فائدے میں کون ہیں۔''

(ملفوظات ج ۹ ص ۲۸۵)

تصویر کا دوسرا رخ

''طاعون کے ایام میں جو لوگ بیعت کرتے ہیں وہ سخت خطرناک حالت میں ہیں، کیونکہ صرف طاعون کا خوف ان کو بیعت میں داخل کرتا ہے۔ جب یہ خوف جاتا رہا تو پھر وہ اپنی پہلی حالت پر عود کر آ جاویں گے، پس اس حالت میں ان کی بیعت کیا ہوئی۔''

(ملفوظات ج ۷ ص ۵)

دوستو! مرزا قادیانی کا کہنا ''کہ اس حالت میں ان کی بیعت کیا ہوئی۔'' سنو یہ ہوئی کہ مرزا قادیانی کا خوشی سے یہ کہنا کہ طاعون ہی کی وجہ سے دس ہزار کے قریب لوگ اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ ہمارے سلسلہ کی ترقی ہو رہی ہے، ہر جمعہ

پچاس ساٹھ آدمی ہماری طرف آرہا ہے، ہماری جماعت بڑھ رہی ہے، مخالفوں کی گھٹ رہی ہے۔ یہ طاعون کا ڈنڈا ہے جو لوگوں کو ہماری طرف لا رہا ہے، ورنہ کہاں یہ لوگ آنے والے تھے۔ اس خوشی پر پانی پھر گیا اور یہ ساری خوشی خاک میں مل گئی۔

دوستو! مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''اگر طاعون سے کوئی آدمی ہماری جماعت کا شہید ہو جاتا ہے تو یہاں خدا تعالیٰ ایک کے بجائے سو بھیج دیتا ہے، یہ طاعون ہمارے لئے کام کر رہی ہے۔ اگر اس گروہ میں سے ایک شہید ہو جاتا ہے تو اس کے قائم مقام ہزار آتے ہیں۔'' (ملفوظات ج ۷ ص ۷)

''ذکر تھا کہ بعض جگہ چھوٹے گاؤں میں ایک ہی احمدی گھر ہے اور مخالف اتنے متعصب ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی احمدی مر جائے گا تو ہم جنازہ بھی نہ پڑھیں گے۔ حضرت نے فرمایا ''احمدی شہید کا جنازہ خود فرشتے پڑھیں گے۔'' (ملفوظات ج ۹ ص ۲۸۵)

دوستو! اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھیں: ''مرزا قادیانی سے سوال کیا گیا کہ طاعون سے مرنا شہادت بتاتے ہیں تو پھر عذاب کیونکر ہوا؟ فرمایا جو لوگ طاعون سے مرنا شہادت بتاتے ہیں، ان کو معلوم نہیں کہ طاعونی موت تو عذاب الٰہی ہی ہے۔ لیکن یہ جو کسی حدیث میں آیا ہے کہ اگر مومن ہو کر طاعون سے مر جاوے تو شہادت ہے تو یہ اللہ تعالیٰ نے گویا مومن کی پردہ پوشی کی ہے۔ کثرت سے اگر مرنے لگیں تو شہادت نہ رہے گی۔ پھر عذاب ہو جائے گا۔ شہادت کا حکم شاذ کے اندر ہے، کثرت ہمیشہ کافروں پر ہوتی ہے۔'' (ملفوظات ج ۴ ص ۱۲۹)

''اکثر یہ ایسی ہی شہادت اور برکت والی بات تھی تو اس کا نام ''رجز من السماء'' نہ رکھا جاتا اور پھر کثرت سے مومن مرتے اور انبیاء مبتلا ہوتے مگر کیا کوئی کسی نبی کا نام لے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔'' (ملفوظات ج ۴ ص ۱۲۹، ۱۳۰)

''جب کسی عذاب کے واسطے پہلے خبر دی جائے کہ خدا آسمان سے اپنی ناراضگی کی وجہ سے قہر نازل کرے گا تو ایسے وقت میں وہ وبا رحمت نہیں اور شہادت نہیں ہوا کرتی بلکہ لعنت ہوا کرتی ہے۔'' (ملفوظات ج ۵ ص ۱۵۷)

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ کثرت سے مرنے لگیں تو شہادت نہ رہے گی، عذاب ہو جائے گا۔ دوستو! یہ طاعون پھیلنے کی خبر اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو پہلے ہی سے دی تھی کہ لوگوں پر تیرے ساتھ دشمنی کرنے کی وجہ سے طاعون کی شکل میں عذاب نازل ہوگا اور لوگ

کثرت سے مریں گے تو پھر مرزا قادیانی نے یہ کیوں کہا کہ ہماری جماعت سے کوئی طاعون سے مرے گا تو وہ شہید ہوگا، اس کی نماز جنازہ فرشتے پڑھیں گے، جب کہ طاعون کا عذاب نازل بھی ناراضگی کی وجہ سے ہوا اور مرزائی مرے بھی کثرت سے اور مرزا قادیانی کا اپنا کہنا ہے کہ ''ایسے عذاب سے مرنا شہادت نہیں بلکہ لعنت ہے۔'' پھر ایک طرف تو یہ کہنا ہے ''اگر کوئی ہماری جماعت سے طاعون سے مرے گا تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس میں کوئی وجہ غفلت کی تھی۔'' (ملفوظات ج ۴ ص ۲۱۰، ۲۱۱)

بہرحال مرزا قادیانی نے اپنی جماعت میں سے طاعون سے مرنے والوں کی شہادت پر بھی پانی پھیر دیا، خاک ڈال دی۔

دوستو! عذاب دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) ایک اتفاقی مثلاً آندھی آ گئی، سیلاب آ گیا، زلزلہ آ گیا، جیسے ابھی کچھ سال پہلے زلزلہ آیا تھا، اس میں ہر طرح کے لوگ مرتے بھی ہیں اور بچ بھی جاتے ہیں۔ کئی نیک، اللہ والے مر گئے اور کئی بچ گئے۔ اسی طرح کئی گندے، شرابی، زانی مر گئے اور کئی بچ بھی گئے۔ ایسے عذاب سے اگر کوئی نیک بندہ مر جائے تو اسے شہید بھی کہا جا سکتا ہے، کوئی بڑی بات نہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ شہادت کا مقام نصیب کریں اور گناہ گار کی مغفرت فرما دیں۔ اس عذاب سے بچنے کے واسطے دعائیں بھی مانگنی جائز ہیں توبہ کی جا سکتی ہے، کرنی چاہئے۔ کوئی بڑی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ توبہ سے مصیبت ٹال دیں۔ ہیضہ یا طاعون کی وبا پھیل جائے، ہر طرح کی تدبیریں کی جا سکتی ہیں۔ علاج معالجہ دوائیوں کا استعمال وغیرہ سب جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہیں۔ ڈاکٹروں کی ہدایات پر عمل کرنا وغیرہ وغیرہ۔

(۲) دوسرا عذاب ایسا ہے کہ اس میں نہ کوئی تدبیر کام آتی ہے نہ علاج معالجہ، نہ کسی کافر کا ایمان لانا اسے عذاب سے بچا سکتا ہے نہ کوئی حیلہ، نہ کوئی چارہ۔ جن کے واسطے عذاب بھیجا جاتا ہے انہیں چھوڑتا نہیں اور جن کے واسطے نہیں بھیجا گیا انہیں چھوتا نہیں۔ وہ، وہ ہے کہ ایک نبی اپنی کافر قوم سے تنگ آ کر اللہ تعالیٰ سے عذاب مانگتا ہے، جیسے نوح علیہ السلام نے اپنی کافر قوم کے واسطے اللہ تعالیٰ سے مانگا تھا۔ ایسے عذاب سے کافر کوئی بچتا نہیں اور ایمان لانے والوں میں سے کوئی مرتا نہیں اور عذاب میں پھنستا نہیں۔ خواہ عملی حالت میں کیسا ہی بدعمل کیوں نہ ہو۔ کیا نوح علیہ السلام پر ایمان لانے والے سب کے سب فرشتے تھے، لیکن پانی کے طوفان سے غرق کوئی بھی نہیں ہوا اور کافر کوئی بچا نہیں یا یوں سمجھیں کہ ایمان ہے تو امان ہے،

عمل چاہے کتنے گندے کیوں نہ ہوں اور ایمان نہیں تو امان نہیں، چاہے کردار کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو۔ یہ تب ہے جب کسی نبی نے اپنی کافر قوم کے لئے اللہ تعالیٰ سے عذاب مانگا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب کسی نبی نے اپنی کافر قوم سے تنگ آ کر اللہ تعالیٰ سے عذاب مانگا اور اللہ تعالیٰ نے نبی کی دعا قبول کر کے عذاب بھیج دیا، نبی چپ کر کے بیٹھ گیا، تماشا دیکھتا رہا۔ کیا نوح علیہ السلام نے جب قوم غرق ہونے لگی کسی قسم کا کوئی واویلا کیا ہو، غرق ہونے سے بچنے کی کوئی تدبیریں بتائی ہوں، قوم سے کہا ہو کہ پہاڑوں اور درختوں پر چڑھ جاؤ، نیچی جگہ سے اونچی جگہ پر آ جاؤ، ادھر ہو جاؤ، ادھر ہو جاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعونیوں پر عذاب کی دعا کی تھی: ''ربنا اطمس علی اموالھم واشدد علی قلوبھم فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم (یونس: ۸۸) ''اے اللہ! ان کے اموال برباد کر دے اور ان کے دل سخت کر دے جب تک عذاب نہ دیکھیں، ایمان نہ لاویں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم مصر سے چل پڑی۔ فرعون پکڑنے کے واسطے اپنے لشکر سمیت پیچھے بھاگا۔ آگے سمندر آ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے لشکر سمیت سمندر میں کود پڑے۔ فرعون بھی لشکر سمیت سمندر میں کود پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے غرق کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سلامتی کے ساتھ پار ہو گئے۔ جب فرعون غرق ہونے لگا، کہنے لگا ''امنت انہ لا الہ الا الذی اٰمنت بہ بنوا اسرائیل وانا من المسلمین (یونس: ۹۰) ''میں اس رب پر ایمان لایا جو بنی اسرائیل کا رب ہے اور میں مسلمان ہوں۔

اللہ پاک نے فرمایا عذاب دیکھ کر جو ایمان لائے اس کا ایمان لانا قبول نہیں۔ چنانچہ وہ لشکر سمیت غرق کر دیا گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے جیسے دعا مانگی ویسے ہی قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو لشکر سمیت بچانے کا وعدہ دیا، سب کو بچایا اور فرعون کو غرق کرنے کا وعدہ دیا، وہ لشکر سمیت غرق کر دیا گیا۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو غرق ہونے سے بچنے کے لئے تدبیر بتائی؟ ادھر سے سمندر میں داخل نہ ہونا، اُدھر سے ہونا، اُدھر سے سمندر میں داخل نہ ہونا، ادھر سے ہونا۔ نہیں کوئی تدبیر نہیں بتائی۔ ظاہر ہے کہ اگر عذاب سے بچنے بچانے کے واسطے تدبیریں بتانی تھیں تو پھر عذاب مانگا کیوں تھا؟ یونہی ہود علیہ السلام، صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام کی قوموں پر جب عذاب نازل ہوا۔ کیا مخالفوں میں سے کوئی بچا بھی؟ جی نہیں، کوئی نہیں بچا، یا ان تمام پیغمبروں پر ایمان لانے والوں میں سے کوئی عذاب سے ہلاک

ہوا؟ جی نہیں کوئی ہلاک نہیں ہوا یا ان تمام پیغمبروں میں سے کسی نے اپنی قوم کو عذاب سے بچ جانے کی کوئی تدبیر بتائی ہو؟ جی کوئی تدبیر نہیں بتائی۔

دوستو! جب کسی نبی نے قوم کے تنگ کرنے پر اللہ تعالیٰ سے عذاب مانگا اور اللہ نے عذاب بھیج دیا تو نبی چپ کر کے بیٹھ گئے۔ مخالفوں میں سے کوئی بچا نہیں، سب ہلاک ہو گئے اور اپنوں میں سے کوئی مرا نہیں، سب سلامت رہے۔ لیکن دوستو! مرزا قادیانی کا معاملہ الٹ ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود، مہدی معہود ماننے والوں میں سے ایک بھی نہ مرتا، مگر ہزاروں مر گئے۔ مرزا قادیانی کو رو، رو کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی پڑی ''اے اللہ ہماری جماعت سے طاعون اٹھا'' اور مخالفوں میں سے ایک نہ بچتا۔ مرزا قادیانی نے انجام آتھم میں اپنے مخالفوں کی فہرست لکھی ہے جو ایک سو چھ (۱۰۶) مخالف ہیں۔ یہ طاعون پھیلنے سے پہلے بھی تھے۔ طاعون ختم ہونے کے بعد بھی زندہ رہے۔ فرمایئے ان میں سے طاعون سے کتنے مرے؟ مرزا قادیانی کی کتب کے حوالے سے سب کے نام گنوا دیئے۔ خاص کر بڑے مخالف جنہوں نے مرزا قادیانی کو ناکوں چنے چبوا رکھے تھے، خصوصاً مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد حسین بٹالوی، پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور عبدالحکیم پٹیالوی وغیرہ۔

دوستو! مرزا قادیانی پر اعتراض ہوا کہ مرزا قادیانی کے ''بڑے بڑے مخالف بچے ہوئے ہیں۔ ابھی تک مرے نہیں۔ مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ سنت اللہ یہی ہے کہ **آئمّة الکفر** (بڑے مخالف) اخیر میں پکڑے جائیں۔'' (ملفوظات ج ۳ ص ۲۶۹)

لیکن دوستو! ہوا کیا یہ بڑے بڑے مخالف نہ طاعون سے پہلے مرے نہ بعد میں مرے، بلکہ مرزا قادیانی خود مرض ہیضہ سے ان کے سامنے مر گئے اور یہ کئی سال مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد زندہ دندناتے پھرے۔

دوستو! مرزا قادیانی نے کہا اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ''قادیان اور میرے گھر کی چار دیواری میں طاعون نہیں آئے گی، حالانکہ قادیان اور چار دیواری میں طاعون اتنے زور سے آئی کہ مرزا قادیانی کو قادیان اور چار دیواری چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ تفصیل کے ساتھ پہلے حوالے کے ساتھ لکھ آیا ہوں۔ ایک مرتبہ پھر مطالعہ کریں۔

دوستو! مرزا قادیانی نے طاعون کا عذاب اللہ تعالیٰ سے اپنے مخالفوں کے واسطے مانگا، اللہ تعالیٰ نے مرزا کی دعا قبول کر کے بھیج دیا۔ بس اب مرزا قادیانی چپ کر کے کانوں

میں انگلیاں دے کر آنکھیں بند کر کے بیٹھے رہتے اور تماشا دیکھتے رہتے۔ لیکن بجائے اس کے لوگوں کو طاعون سے بچنے کی تدبیریں بتائی جارہی ہیں اور طاعون کے مریضوں کے واسطے دوائیاں بنائی جارہی ہیں۔ ہدایات دی جارہی ہیں۔ جس گھر میں بہت سے لوگ بیمار ہوجائیں وہ خالی کردو۔ جس گھر میں چوہے مرنے لگیں اسے خالی کیا جارہا ہے۔ طاعون والے گھر میں نہ رہیں۔ گورنمنٹ بھاگی پھر رہی ہے، دوائیوں اور ڈاکٹروں کا انتظام کررہی ہے۔ مرزا قادیانی حکم دے رہے ہیں کہ گورنمنٹ کی ہدایات پر عمل کرو۔ مرزا قادیانی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کررہے ہیں۔

دوستو! مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ سے طاعون کا عذاب مانگا۔ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی آبرو رکھی، طاعون کا عذاب بھیج دیا۔ لیکن مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ سے مقابلہ شروع کردیا۔ طاعون کے عذاب سے بچنے کی تدبیریں بتانی شروع کردیں۔ دوائیاں بتانی شروع کردیں۔ یہی بات تھی تو عذاب مانگا کیوں تھا؟ اس سلسلے میں پہلے کچھ لکھ آیا ہوں، دوبارہ مطالعہ کریں۔

دوستو! مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب اس ملک سے کبھی طاعون دور نہیں ہوگی، جب تک یہ لوگ اپنی تبدیلی نہ کریں۔''

(حقیقت الوحی ص ۲۲۰ خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۰، ۱۵ رمئی ۱۹۰۷ء)

''اور طاعون دور نہیں ہوگی اور کبھی دور نہیں ہوگی جب تک کہ لوگ اپنی اصلاح نہ کرلیں اور نیکی کی طرف رجوع نہ کریں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۲)

''خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ جب تک اہل دنیا اپنی اصلاح نہ کرلیں اور تبدیلی نہیں کریں گے اس وقت تک عذاب کو نہیں اٹھائے گا۔'' (ملفوظات ج ۷ ص ۱۲، ۹ رمئی ۱۹۰۴ء)

''یہ طاعون اس حالت میں فرو (ختم) ہوگی جب کہ لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کرلیں گے اور کم از کم یہ کہ حقارت اور ایذا اور بدزبانی سے باز آجائیں۔ کیونکہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں آخری دنوں میں طاعون بھیجوں گا تاکہ میں ان خبیثوں اور شریروں کا منہ بند کردوں، جو میرے رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔'' (دافع البلاء ص ۹ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۹)

مرزا قادیانی نے لکھا ہے ''طاعون کا علاج خدا تعالیٰ نے مجھے یہی بتلایا ہے یہ طاعون بدکاریوں اور فسق و فجور اور میرے استہزاء کا نتیجہ ہے اور یہ رک نہیں سکتا، جب تک

لوگ اپنے اعمال میں پاک تبدیلی نہ کریں اور سب وشتم سے باز نہ آئیں اور زبان کو روک نہ رکھیں۔'' (ملفوظات ج ۳ ص ۱۹۲، ۲۷ دسمبر ۱۹۰۱ء)

مرزا قادیانی لکھتے ہیں'' طاعون کی خبر آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں بھی دی گئی ہے اور یہ علم غیب بجز خدا کے کسی اور کی طاقت میں نہیں۔ پس اس بیماری کے دفع کے لئے وہ پیغام جو خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ لوگ مجھے سچے دل سے مسیح موعود مان لیں۔'' (دافع البلاء ص ۶ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۶)

مرزا قادیانی لکھتے ہیں'' خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کرے گا۔ جب تک لوگ ان خیالات کو دور نہ کرلیں جو ان کے دلوں میں ہیں۔ یعنی جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول کو مان نہ لیں۔ تب تک طاعون دور نہیں ہوگی۔''

(دافع البلاء ص ۵ خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۵)

''سو، اے عزیزو! اس کا بجز اس کے کوئی بھی علاج نہیں کہ اس کو سچے دل اور اخلاص سے قبول کرلیا جاوے۔'' (دافع البلاء ص ۱۲ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۲)

دوستو! طاعون ملک سے دور ہوگئی کیا سب لوگوں نے مرزا قادیانی کو مسیح موعود مان لیا تھا؟ اس واسطے طاعون دور ہوئی۔ کیا سب لوگوں نے خدا کے مامور اور رسول کو مان لیا تھا؟ کیا بڑے بڑے دشمنوں کا منہ بند ہوگیا تھا؟ جو مرزا قادیانی کو سب وشتم کرتے تھے اور گالیاں دیتے تھے۔ کیا مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد حسین بٹالوی، ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی اور حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور دوسرے دشمن جن کے نام مرزا قادیانی نے انجام آتھم میں دیئے ہیں۔ یہ سارے سب وشتم سے باز آگئے تھے۔ مرزا قادیانی کو مسیح موعود مامور اور رسول مان لیا تھا اس واسطے طاعون ملک سے دور ہوگئی۔

دوستو! اگر آپ مرزا قادیانی کی ساری عبارتیں جو طاعون کے سلسلے میں کہی ہیں، پڑھیں تو سچ مچ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ مرزا قادیانی کی ایک بات بھی سچی ثابت نہیں ہوئی۔

دوستو! میرے اس رسالے کو بڑی توجہ سے پڑھیں، میں نے ہر بات مرزا قادیانی کی کتب کے حوالے سے لکھی ہے۔ اصل عبارتیں خود آپ روحانی خزائن، ملفوظات اور تبلیغ رسالت سے دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح سمجھ کی توفیق دے۔

ابن سرور ابوالشہید حافظ عبدالرحمٰن شاہ جمالی مظفر گڑھی

انمول موتی

حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جوں ہی میں اپنے ایک جان پہچان کے مرزائی دوست کی دکان کے سامنے سے گزرا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا حافظ صاحب! آپ کی کتاب ''چھوٹا منہ بڑی بات'' ابھی تک نہیں چھپی؟

''جی نہیں! ان شاء اللہ! عنقریب چھپ جائے گی'' میں نے جواباً کہا۔ میرا یہ جواب سن کر اس نے مسکراتے ہوئے کہا کہ حضرت مرزا قادیانی کے ایک مرید نے حضرت صاحب سے کہا کہ کل ایک آدمی نے میرے سامنے آپ کو برا بھلا کہا میرے جی میں آیا کہ اسے جان سے ماردوں اور صفحہ ہستی سے مٹا دوں۔ اس پر حضرت صاحب نے اسے بازو سے پکڑا اور کمرے میں لے گئے اور الماری کا دروازہ کھول کر جو خطوط سے بھری ہوئی تھی دکھا کر فرمایا دیکھا یہ سارے خطوط مجھے مخالفوں کی طرف سے موصول ہوئے ہیں جن میں سوائے گالیوں کے اور کچھ بھی نہیں مگر میں نے جواباً گالیاں دینا تو کجا، برا تک بھی نہیں مانا اور تو اس قدر بے صبر ہوا کہ اسے جان سے ہلاک کرنے پر تل آیا۔ یہ کہانی سنا کر اس نے مرزا قادیانی کا ایک شعر پڑھا:

گالیاں سن کر دعا دیتا ہوں رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

میں نے کہا حضور یہ باتیں انہیں سنائیں جنہوں نے مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا۔ میں ان انمول موتیوں سے خوب واقف ہوں جو مرزا کے دہن اقدس سے نکلے ہیں۔ اس پر وہ دوست جی نہیں جی نہیں کی رٹ لگانے لگا اور میں وہاں سے چلتا بنا۔

حقیقت یہ ہے کہ جب ہم مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا کی کو گالیاں دینے کا خاص چسکا تھا۔ مشتے از خروارے مرزا قادیانی کے منہ سے نکلے ہوئے چند انمول موتی اپنے دوست کی خدمت میں ہدیہ کرتا ہوں۔

گر قبول افتدز عزوشرف

مرزا قادیانی اپنے ہم عصر علماء سے مخاطب ہیں

''اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہ عوام کالانعام کو بھی پلایا'' (انجام آتھم ص ۲۱ خزائن ج ۱۱ ص ۲۱)

''بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہیں مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اے مردار خوار مولویو! اور گندی روحو! تم پر افسوس اے اندھیرے کے کیڑو۔ تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی ہے''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱ خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵)

''اے نادانو، احمقو، آنکھوں کے اندھو، مولویت کو بدنام کرنے والو، یہودیوں کیلئے تو خدا نے اس گدھے کی مثال لکھی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ مگر یہ (مولوی) خالی گدھے ہیں۔ اور اس شرف سے بھی محروم ہیں جو ان پر کوئی کتاب ہو۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶، ۴۷ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰، ۳۳۱)

''نالائق مولویوں کو ذلت پر ذلت نصیب ہوئی، نفاق زدہ، یہودی سیرت مولوی ذلیل ہو گئے قلوب ملعونہ (پھٹکارے ہوئے دل)'' (انجام آتھم ص ۲۴ خزائن ج ۱۱ ص ۲۴)

''اے بد بخت مفتریو جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم اور حیا سے کام نہیں لیتا۔ خدا نے مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸ خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)

''اے بے ایمانو! نیم عیسائیو، دجال کے ہمراہیو! اسلام کے دشمنو! تمہاری ایسی تیسی ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۶۹، ۷۰)

''اور بعض مولوی دنیا کے کتے۔'' (استفتاء صفحہ ۲۰ خزائن ج ۱۲ ص ۱۲۸)

''کم بخت متعصبو۔'' (سراج ص منیر ص ۶ خزائن ج ۱۲ ص ۸)

''نابکار مولوی۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۵ خزائن ج ۱۷ ص ۹۴)

''شریر کتوں کی طرح۔'' (تریاق القلوب ص ۱۴۸ خزائن ج ۱۵ ص ۴۶۳)

''دنیا پرست مولوی فطرتی بدذات، سیاہ دل اور شریر مولوی۔''

(ضیاء الحق ص ۲۷ خزائن ج ۹ ص ۲۸۵)

''اے شریر مولویو اور ان کے چیلو غزنی کے ناپاک سکھو!''

(ضیاء الحق ص ۳۲ خزائن ج ۹ ص ۲۹۱)

''اے نادانو اور سفیہو۔'' (نور الحق ص ۵۶ خزائن ج ۸ ص ۲۵۳)

''بے ایمان اور اندھے مولوی تقویٰ اور دیانت سے دور۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۲، ۲۳ خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۶، ۳۰۷)

مولانا ثناء اللہ مرحوم کو گالیاں

''ابوجہلی'' (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۲۶ خزائن ج ۲۲ ص ۴۵۸)

''کفن فروش۔ سخت بے حیائی سے جھوٹ بولا، کتوں سے بدتر، بے وجہ بھونکتا ہے۔'' (اعجاز احمدی ص ۲۵ خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۲)

''مچھر بچھو غول (بھتنا)'' (اعجاز احمدی ص ۴۳ خزائن ج ۱۹ ص ۱۵۵)

''بکواس کرتا ہے'' (اعجاز احمدی ص ۴۴ خزائن ج ۱۹ ص ۱۵۶)

''مولوی ثناء اللہ پر دس لعنتیں، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت۔ ''تلک عشرۃ کاملۃ'' یہ پوری دس ہوئیں۔''

(اعجاز احمدی ص ۳۸ خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۹)

''کتے مردار خور۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵ خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۹ در حاشیہ)

مولانا سعد اللہ مرحوم کو گالیاں

''لعین، فاسق، شیطان، ملعون، سفیہوں کا نطفہ، بدگو، خبیث، مفسد، منحوس، متکبر، تیرا نفس خبیث گھوڑا ہے، زانیہ کے بیٹے، نامراد خدا تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی۔'' (حقیقۃ الوحی ص ۱۴، ۱۵ خزائن ج ۲۲ ص ۴۴۵، ۴۴۶)

''شیطان فطرت، نادان، عدو الدین، (دین کا دشمن)''

(انوار الاسلام ص ۲۵ خزائن ج ۹ ص ۲۷)

''ہندو زادہ، شقی، خبیث طینت، فاسد القلب، فطرتی خبیث، محض جاہل، بد فطرت، نامراد، ذلیل، رسوا مرے گا۔'' (انجام آتھم ص ۵۸ خزائن ج ۱۱ ص ۵۸، ۵۹)

مولانا محمد حسین بٹالوی کو گالیاں

''ظالم یعنی محمد حسین اپنے ہاتھ کاٹے گا اور اپنی شرارتوں سے روکا جائے گا۔ شیخ بے ادب، تیز مزاج نے سراسر ظلم اور ناحق پسندی کی خصلت ظاہر کی۔''

(تریاق القلوب ص ۸۶ خزائن ج ۱۵ ص ۳۲۷)

''شرم، شرم، شرم ژاژ خائی (کواسی) بے ہودہ۔''

(تریاق القلوب ص ۸۳ خزائن ج ۱۵ ص ۳۲۰)

''کینہ، شرارتی، بدزبان، مفتری، جھوٹا، پلید، بے حیا، گندہ زباں سفلہ (کمینہ) سراسر حیا اور تہذیب کا مخالف۔'' (تریاق القلوب ص ۱۳۳ خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۸)

''بڑے میاں بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ! حضرت مسیح موعود کے ہم عمر مولوی محمد حسین بٹالوی بھی تھے ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا اگر ان کو حضرت اقدس مسیح موعود کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا محمد رسول اللہ ﷺ کے ظل اور بروز (یعنی مرزا) کے مقابلہ میں وہی کام کرے گا جو آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں ابوجہل نے کیا تھا تو وہ اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔''

(الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۳۵ ص ۶ کالم ۳ مورخہ ۲ نومبر ۱۹۲۲ بیان مرزا محمود)

مولانا عبدالحق غزنوی کو گالیاں

''اے بدذات یہودی صفت۔ اے خبیث، تجھ کو لعنت کھا گئی۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۵ خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۹)

''جھوٹ کی جو نجاست پادریوں نے کھائی عبدالحق اور عبدالجبار غزنوی وغیرہ مخالف مولویوں نے بھی وہی نجاست کھائی۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۵ خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۹)

''اس زمانے کے ظالم مولوی خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ **علیھم نعال لعن اللہ الف الف مرّۃ** ان کے منہ پر خدا کی لعنتوں کے لاکھ جوتے پڑیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰)

''اسلام کے بدنام کرنے والے غزنوی گروہ جو امرتسر میں رہتے ہیں۔ سوچو کہ یہ سیاہ دل فرقہ غزنویوں کا کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸ خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)

''نہ معلوم یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم اور حیا سے کام نہیں لیتا۔ کیا اب تک عبدالحق کا منہ کالا نہیں ہوا کیا اب تک غزنویوں کی جماعت پر لعنت نہیں پڑی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ذلت کی روسیاہی کے اندر غرق کر دیا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸ خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)

''اے کسی جنگل کے وحشی۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۹ خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۳)

''اے اسلام کی عار مولویو! ذرا آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ کس قدر تم نے غلطی کی ہے جہالت کی زندگی سے تو موت بہتر ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۸ خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۱)

''اے پلید دجال تعصب کے غبار نے تجھے اندھا کر دیا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶ خزائن ج ۱۱ ص ۳۲)

''یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵ خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۹)

''اب عبدالحق سے ضرور پوچھنا چاہیے کہ اس کا وہ مباہلے کی برکت کا بیٹا کہاں گیا اندر ہی اندر تحلیل پا گیا (یعنی حل ہو گیا) یا پھر رجعت قہقری (واپس ہو کر) نطفہ بن گیا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۷ خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۱)

''اب تک تو اس کی بیوی کے پیٹ سے چوہا بھی پیدا نہیں ہوا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۳ خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۷)

''اور یہ تیری حماقت اے کلب العناد (ضدی کتے) اے نادان۔''

(حجۃ اللہ ص ۵۸ خزائن ج ۱۲ ص ۲۰۶)

''اے شریر، اے غزنی کے بندر۔'' (حجۃ اللہ ص ۶۲ خزائن ج ۱۲ ص ۲۱۰)

''کتوں کی طرح تھا۔'' (حجۃ اللہ ص ۶۳ خزائن ج ۱۲ ص ۲۱۱)

''ان پر خدا کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت اور تمام نیک مردوں کی لعنت اور یہ آسمانوں کے نیچے بدترین خلائق ہیں اگرچہ اپنے تئیں مولوی کر کے پکاریں۔''

(حجۃ اللہ ص ۶۹ خزائن ج ۱۲ ص ۲۱۷)

''اے جنگلی شیطان، اے دجال۔'' (حجۃ اللہ ص ۷۱ خزائن ج ۱۲ ص ۲۱۹)

''اے کذاب، اے احمقوں کے فضلے (پاخانے)۔''

(حجۃ اللہ ص ۷۲ خزائن ج ۱۲ ص ۲۲۰)

''تو نے بدکار عورتوں کی طرح اپنی زبان دراز کی، اے دیو (شیطان)۔''

(حجۃ اللہ ص ۸۴ خزائن ج ۱۲ ص ۲۳۲)

''میں تیرے نفس میں علم اور عقل نہیں دیکھتا اور تو نے بدکار عورتوں کی طرح رقص (ناچ) کیا۔ تو سب سے بڑا فاسق (بدمعاش) ہے۔'' (حجۃ اللہ ص ۸۷ خزائن ج ۱۲ ص ۲۳۵)

''کتا دانت پیسنے والا۔'' (حجۃ اللہ ص ۸۸ خزائن ج ۱۲ ص ۲۳۷)

''اے مردار کتے۔'' (حجۃ اللہ ص ۹۰ خزائن ج ۱۲ ص ۲۳۸)

''لئیم (کمینہ) بدگو، بدخو، ابلیس، لئیموں کا وارث، شقی، چمگادڑ کی طرح اندھا۔'' (حجۃ اللہ ص ۹۲ خزائن ج ۱۲ ص ۲۴۰)

''کتوں کی طرح بھونکنے والا۔'' (حجۃ اللہ ص ۹۶ خزائن ج ۱۲ ص ۲۴۴)

پیر مہر علی شاہ صاحب کو گالیاں

''کذاب (بڑا جھوٹا) خبیث، بچھو کی طرح نیش زن (ڈنگ چلانے والا) اے گولڑہ کی سرزمین تو ملعون کے سبب ملعون ہوگئی۔'' ''کمینہ، فرومایہ، گمراہی کا شیخ، سیاہ دل، دیو، بدبخت۔'' (اعجاز احمدی ص ۷۵، ۷۶ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۸)

''بکواسی اس کی پلید کتاب (سیف چشتیائی) گویا پاخانہ ہے۔'' (اعجاز احمدی ص ۷۹ خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۲)

مرگیا بد بخت اپنے وار سے — کٹ گیا سر اپنی ہی تلوار سے
کھل گئی ساری حقیقت سیف کی — کم کرو اب ناز اس مردار سے

(نزول المسیح ص ۲۲۴ خزائن ج ۱۸ ص ۶۰۲)

''اے نادان، ان لعنتوں کو کیوں آپ نے ہضم کیا جو در حالت سکوت ہماری طرف سے آپ کی نذر ہوئیں۔ بے حیا کا منہ ایک ہی ساعت (منٹ) میں سیاہ ہو جاتا ہے۔'' (نزول المسیح ص ۶۲ خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۰)

''یہ گوہ کھانا ہے اے جاہل بے حیا۔'' (نزول المسیح ص ۶۲ خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۰)

''اگر مہر علی کو کچھ شرم ہوتی تو اس چوری کا راز کھلنے سے مرجاتا۔ شوخ بے حیا۔'' (نزول المسیح ۶۶ خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۵)

''تو نے کفن دزدوں کی طرح ناقابل شرم چوری کی نہ صرف چور بلکہ کذاب (بڑا جھوٹا) اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پیر صاحب کے منہ میں رکھ دی۔'' (نزول المسیح ص ۷۰ حاشیہ خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۸)

شیعہ عالم مولانا علی حائری کو گالیاں

''جاہل تر، حسین کی عبادت کرنے والا، دیو، کھوئی آنکھ والا یک چشم۔''

(اعجاز احمدی ص ۷۴ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۶)

عیسائیوں کے بزرگ پولس کو گالیاں

''عیسائیوں کا مشرکانہ تعلیم کا تمام مدار اس شریر انسان کی باتوں پر ہے جس کا نام پولس تھا''۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۱۰)

آریہ قوم کے رشی دیانند کو گالیاں

''یہ شخص درحقیقت سیاہ دل، جاہل، ناحق شناس، ظالم پنڈت، نالائق، یاوہ گو، بد زبان، پرلے درجے کا متکبر، ریاکار، خود بین، نفسانی اغراض سے بھرا ہوا، خبیث مادہ، سخت کلام، خشک دماغ والا، موٹی سمجھ کا آدمی، نااہل۔'' (ست بچن ص ۸، ۹ خزائن ج ۱۰ ص ۱۲۰، ۱۲۱)

آریوں کے پرمیشر کو گالیاں

''بدنصیب پرمیشر'' (شحنہ حق ص ۲۰ خزائن ج ۲ ص ۳۵۴) ''دیانند کی گواہی سے ثابت ہوگیا کہ پرمیشر کبھی رام چندر بنا کبھی کرشن کبھی مچھر، ایک مرتبہ خوک یعنی سور بن گیا''۔

(شحنہ حق ص ۵۲ خزائن ج ۲ ص ۳۹۵، ۳۹۶)

سوامی جی کو گالیاں

''گندہ نامعقول'' (شحنہ حق ص ۲ حاشیہ خزائن ج ۲ ص ۳۲۸) ''دیانندی فریب''۔

(شحنہ حق ص ۳۰ خزائن ج ۲ ص ۳۶۸)

عام آریہ کو گالیاں

''کنجر ولدالزنا جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں مگر اس آریہ میں اس قدر شرم باقی نہ رہی۔ آریوں کے حق میں لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت۔'' (شحنہ حق ص ۴۶، ۴۷ خزائن ج ۲ ص ۳۸۶، ۳۸۷)

مخصوص گالیاں

''جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں''۔ (انوار الاسلام ص ۳۰ خزائن ج ۹ ص ۳۱)

''بے شک ہمارے دشمن جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں''۔ (نجم الہدیٰ ص ۱۰ خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

''میری کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میرے دعووں کی تصدیق کرتے ہیں۔ مگر بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے''۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

مرزائی احباب اکثر کہا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جو کچھ گالیاں دی ہیں، جواباً دی ہیں لیکن یہ کہنا غلط ہے اور اگر بالفرض مخالفوں کی طرف سے گالیاں دی بھی گئی تھیں تو ان کا یہ دعویٰ تو نہیں تھا کہ ہم نبی یا رسول ہیں یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لبوں پر رحمت جاری کر دی ہے اور ہما جو کلام کرتے ہیں وہ گویا انمول موتی ہیں یا یہ کہ ہم اپنے نفس پر قابو پا چکے ہیں اور گالیاں سن کے دعا دیتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز (مرزا قادیانی) کو ہدایت اور دین حق۔ اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔''

(اربعین نمبر ۳ ص ۳۶ خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶)

''خدا کی طرف سے میرے (مرزا قادیانی) لبوں پر رحمت جاری کی گئی ہے۔ میرا قول (بولنا) اور کلمے موتیوں کی طرح ہیں۔'' (حجۃ اللہ ص ۹۱ خزائن ج ۱۲ ص ۲۳۹)

''میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے میرے نفس کو گندی سے گندی گالیاں دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہوگا اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہ سکا۔''

(ملفوظ مرزا قادیانی مندرجہ منظور الٰہی ص ۱۹۸)

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۲۵ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

یہ تو ابھی مرزا قادیانی کے جوش میں رحم ہے اور غیظ گھٹا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو رسول بنا کر تہذیب اور اخلاق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور مرزا قادیانی کے نفس کو اللہ تعالیٰ نے مسلمان بنایا ہے اور مرزا قادیانی اپنے نفس پر قابو پا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کے لبوں پر رحمت جاری فرمادی ہے اور مرزا قادیانی گالیاں سن کے دعا دیتے ہیں۔ یہ حالت ہے اگر یہ سب کچھ نہ ہوتا تو خدا جانے کیا ہوتا۔

ناظرین کرام! اگر وہ تمام گالیاں جو مرزا قادیانی نے بزرگان قوم اور اپنے ہم عصر علماء کو دی ہیں یک جا جمع کر دی جائیں تو یہ ایک ضخیم دفتر بن جائے طوالت کے خوف سے جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں بطور نمونہ تھوڑی سی تحریر کر دی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی میں برداشت کا مادہ بکلّی مفقود تھا اور اس نعمت سے بالکل محروم تھے ذرا سی بات سن کے اس قدر مغلوب الغضب ہو جاتے کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا مرزا قادیانی کے واسطے ایک معمولی بات تھی۔

ایک دفعہ ایک آریہ نے کہا کہ ''مرزا قادیانی کوڑی کوڑی کو لاچار ہے'' اس بات سے اس قدر آپے سے باہر ہوئے کہ غیظ وغضب کی حد نہ رہی اور فرمانے لگے کہ: ''حیرت ہے لالہ صاحب کو ہماری قرض کی فکر کیوں پڑ گئی۔ ایک قوم ہندو جاٹ ہے اکثر ان کی عادت ہے کہ جب وہ اپنی لڑکی کا ناطہ کسی جگہ کرنا چاہتے ہیں تو پہلے چپکے چپکے اس گاؤں چلے جاتے ہیں جہاں اپنی دختر کی نسبت کا ارادہ ہوتا ہے تب اس گاؤں میں پہنچ کر پٹواری کی کھیوٹ اور گرداوری اور روزنامچہ سے دریافت کر لیتے ہیں کہ اس شخص کی کتنی زمین ہے پڑتال کے بعد اپنی دختر دیتے ہیں لیکن اس جگہ تو ان امور میں سے کوئی بات نہیں۔'' (شحنۂ حق ص ۱۱ خزائن ج ۲ ص ۳۴۵)

آریہ کا یہ کہنا کہ ''مرزا قادیانی کوڑی کوڑی کو لاچار ہے'' اور مرزا قادیانی کا اس کے جواب میں یہ کہنا کہ تمہیں میرے مقروض ہونے کا کیوں فکر ہے۔ ایک ہندو جاٹ قوم ہے جو اچھا کھاتا پیتا گھر تلاش کر کے اپنی دختر کا ناطہ کرتے ہیں۔ یہ بالکل ایسا ہے کہ سوال از آسماں جواب از ریسماں بھلا کون ہیں جو اپنی دختر کے واسطے کھاتا پیتا نہیں تلاش کرتے اور چاہتے ہیں کہ اپنی لڑکی کا رشتہ ایسی جگہ کریں جن کے ہاں صبح کے وقت کھانے کو میسر ہو تو شام کو بھوکے سوئیں اور شام کے وقت کھانے کو ملے تو دن کو روزہ سے اور دوپٹہ ہو تو کرتہ نہ ہو اور اگر کرتہ ہو تو جوتا نہ دارد۔

خود مرزا قادیانی نے اپنی صاحبزادی کا رشتہ نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ کے ساتھ کیا تھا اور حق مہر ۵۶ ہزار روپے مقرر ہوا اور حضرت صاحب نے مہر نامہ کی باقاعدہ رجسٹری کروا کے اس پر بہت سے لوگوں کی شہادتیں ثبت کروائی تھیں۔''

(سیرۃ المہدی جدید ج اول حصہ دوم ص ۳۳۸ روایت نمبر ۳۶۹)

میں عرض کر رہا تھا کہ مرزا قادیانی میں یہ کمزوری تھی کہ جب جوش میں آتے تو ہوش بالائے طاق رہ جاتا۔ اسی طرح ایک آریہ ہندو نے اسلام کے اس حکم پر جب عورت کا خاوند مر جائے تو وہ عقد ثانی کر لے یہ اس کیلئے بہت ہے۔ اعتراض کیا تو مرزا قادیانی نے حسب ذیل نظم کہہ ڈالی:

دوسرا بیاہ کیوں حرام نہ ہو — جبکہ رسم نیوگ جاری ہے
چپکے چپکے حرام کروانا — آریوں کا اصول بھاری ہے
زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں — جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ — سخت خبث اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے — وہ نہ بیوی زن بازاری ہے
ہے وہ چنڈال دشٹ اور پاپی — جفت اس کی کوئی چماری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے — ساری شہوت کی بے قراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط — یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن — پاکدامن ابھی بیچاری ہے
لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں — ان کی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو — ایسی جورو کی پاسداری ہے
اس کے یاروں کو دیکھنے کیلئے — سر بازار ان کی باری ہے
جورو جی پر فدا ہیں یہ جی سے — وہ نیوگی پہ اپنے واری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہیں — خوب جو رو کی حق گزاری ہے
تاکہ کروائیں پھر اسے گندی — پاک ہونے کی انتظاری ہے

(آریہ دھرم ص ی، یا، خزائن ج ۱۰ ص ۷۵ تا ۷۷)

اس میں شک نہیں کہ عقد ثانی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جب عورت کا خاوند مر جائے تو اس کا دوسرا نکاح کر دیا جائے بشرطیکہ عورت جوان ہو اور یہ بھی صحیح ہے کہ رسم نیوگ بہت ہی بری رسم ہے لیکن گندگی گندے اور ناپاک پانی سے نہیں دھوئی جاتی اس کیلئے پاک اور صاف پانی چاہئے اگر کوئی شخص پیشاب آلودہ کپڑے کو پیشاب ہی سے دھونے اور پاک کرنے لگے تو کیوں کر پاک ہوگا۔

اس آریہ کو اچھے الفاظ سے بھی جواب دیا جا سکتا تھا کیونکہ مخالف کو حسن اخلاق سے مہذبانہ الفاظ کے ساتھ بہتر انداز پر جواب دے کر ہی قائل کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''ادع الیٰ سبیل ربّک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالّتی ھی احسن. (نحل:۱۲۵) ''اپنے رب کی راہ کی طرف بلایئے حکمت اور اچھی نصیحت یعنی دانائی اور سنجیدہ الفاظ سے تبلیغ کیجئے اور اگر جھگڑے اور بحث کی نوبت پیدا ہو جائے تو اپنے حریف اور مقابل کو الزام دو تو بہترین اسلوب سے خواہ مخواہ دل آزار اور جگر خراش باتیں مت کرو۔

مگر مرزا قادیانی کے دامن اخلاق میں ان الفاظ کے سوا اور تھا ہی کیا، کیونکہ آخر خدا کا نبی جو ہوا (معاذ اللہ) اور پھر لطف یہ کہ جواب بھی اشعار میں جو فی نفسہٖ شان نبوت کے خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وما علّمنٰہ الشّعر وماینبغی لہ'' ہم نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کو نہ شعر گوئی کا علم سکھایا اور نہ ہی آپ کے شایان شان ہے کہ شعر کہتے پھریں۔

حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم کی توہین

ناظرین کرام! جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں مرزا قادیانی نے جو گالیاں دی ہیں یہ ان کی عادت تھی نہ کہ جواباً اور اگر بقول مرزائی احباب جواباً بھی دی ہیں تو بھی مرزا قادیانی کو زیبا نہ تھا کہ جواباً گالیاں دیں کیونکہ ان کا دعویٰ بقول ان کے بہت بلند تھا لیکن سوال یہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مرزا قادیانی کا کیا بگاڑا تھا کہ انہیں بھی معاف نہیں کیا چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

کربلائے است سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

یعنی کربلا ہر وقت میری سیر گاہ ہے۔ سو ۱۰۰ حسین میری آستین میں پوشیدہ ہیں۔

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

''یہ تو بتلاؤ کہ اس (امام حسین رضی اللہ عنہ) سے تمہیں دینی فائدہ کیا پہنچا۔''

(اعجاز احمدی ص ۶۸ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۰)

''میں (مرزا قادیانی) خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین (بے شک حسین رضی اللہ عنہ ہمارے ہیں) دشمنوں کا کشتہ، پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔ اسے بخدا مجھ (مرزا قادیانی) سے کچھ زیادت (فضیلت) نہیں۔'' (اعجاز احمدی ص ۸۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

''مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے (مرزا قادیانی) تو ہر وقت مدد رہی ہے اور خدا کی تائید مگر حسین تم دشت کربلا کو یاد کرلو۔ اب تک روتے ہو پس سوچ لو۔'' (اعجاز احمدی ص ۶۹ خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۱)

تم نے اس کشتہ (یعنی حسین) سے نجات چاہی جو نا امیدی میں مرگیا۔''

(اعجاز احمدی ص ۸۱ خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳)

''تم نے خدا کے مجد اور جلال کو بھلا دیا ہے اور تمہارا اور صرف حسین ہے پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے سامنے گوہ کا ڈھیر ہے۔''

(اعجاز احمدی ص ۸۲ خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۴)

''پھر عجیب تر یہ بات ہے کہ حسین کو یہ شرف بھی نصیب نہ ہوا کہ وہ موت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر کے قریب دفن کیا جاتا''۔ (نزول المسیح ص ۴۷ خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۵) (شاید مرزا قادیانی روضہ اقدس کے اندر دفن ہوئے ہوں گے؟ مؤلف)

''قرآن شریف نے تو امام حسین کو رتبہ ابنیت (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہونے) کا حق بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں (شاید مرزا قادیانی کے نام کی سورۃ نازل ہوئی ہوگی) ان (یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا قرآن شریف کی نص صریح کے خلاف ہے''۔ (نزول المسیح ص ۴۵ خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۳، ۴۲۴)

''نعوذ باللہ من ذالک'' پھر تو حضور علیہ السلام سے غلطی ہوئی جو یہ فرمایا: ''ھذان ابنای'' (حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ میرے بیٹے ہیں) علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب صواعق محرقہ کے صفحہ ۱۸۸ پر لکھتے ہیں: ''قیامت کے دن اعلان ہوگا۔ ''غضوا ابصارکم حتّی تجوز فاطمة الزهراء الی الجنة'' (سب اپنی آنکھیں بند کریں کیونکہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی سواری گزر رہی ہے۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''ایک دفعہ میں عشاء کی نماز سے فارغ ہوا تو اس وقت نہ تو مجھ پر نیند طاری تھی اور نہ ہی کوئی بے ہوشی کے آثار تھے بلکہ میں بیداری کے عالم میں تھا، اچانک سامنے آواز آئی اور آواز کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد دیکھتا ہوں دروازہ کھٹکھٹانے والے جلدی جلدی میرے قریب آرہے ہیں۔ یہ پنج تن پاک ہیں یعنی علی رضی اللہ عنہ ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کے اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضور ﷺ اور دیکھتا ہوں کہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے میرا سر اپنی ران پر رکھ دیا۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۹، ۵۵۰ خزائن ج ۵ ص ایضاً)

''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اور اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی (یعنی مرزا قادیانی) تم میں موجود ہے اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔''

(ملفوظات احمدیہ ج ۲ ص ۱۴۲)

''رسول کریم ﷺ عیسائیوں کے ہاتھ کا بنا ہوا پنیر کھالیا کرتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۶۶ ص ۹ کالم ۳ مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

''شبہ پڑ سکتا ہے کہ بسکٹ اور دودھ وغیرہ جوان (عیسائیوں) کے کارخانوں میں بنے ہوئے ہیں ان میں سور کی چربی اور سور کے دودھ کی آمیزش ہو اس لئے ہمارے نزدیک ولایتی بسکٹ اور دودھ اور اس قسم کے شوربے وغیرہ استعمال کرنے خلاف تقویٰ اور ناجائز ہیں۔'' (ملفوظات احمدیہ ج ۷ ص ۵۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی نے جو موتی پرو دیئے ہیں میرے رسالہ ''چھوٹا منہ بڑی بات'' حصہ اول، دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں میں ان عبارات کے اقتباسات درج کرتا ہوں۔ شرف مطالعہ بخشیں۔

۱..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام شرابی تھے۔

۲..... بدزبان تھے۔

۳..... وہ نہایت غیر مہذبانہ الفاظ استعمال کرتے تھے۔

۴..... وہ مسمریزم جیسے قابل نفرت اور بدخاصیت عمل میں کمال رکھتے تھے۔

۵..... روحانی تاثیروں میں ضعیف، نکمے اور قریب قریب ناکام تھے۔

۶..... اس درماندہ نشان کی پیش گوئیاں بے معنی تھیں۔

۷..... اس کی نبوت کے ابطال پر کئی دلائل قائم تھے۔

۸..... آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔

۹..... ان کی بغیر باپ کے معجزانہ پیدائش ایسی تھی جیسے برسات میں کیڑے مکوڑے خود پیدا ہو جاتے ہیں۔

۱۰..... وہ رجولیت سے محروم تھے اور ہجڑا ہونا کوئی صفت نہیں۔

۱۱..... گندی گالیوں کی وجہ سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کرلیا تھا۔

۱۲..... آپ کے ہاتھ میں سوائے مکروفریب کے اور کچھ نہیں تھا۔

۱۳..... آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے تھی کہ جدی مناسبت درمیان میں رہے۔

۱۴..... آپ علمی عملی قوتوں میں بہت کچے تھے۔

۱۵..... آپ ایک دفعہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

۱۶..... ایک نوجوان بے تعلق عورت آپکی خدمت کرتی تھی۔

۱۷..... آپ کی تین دادیاں اور نانیاں زنا کار عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔

ناظرین کرام! مرزا قادیانی نے جو انمول موتی بکھیرے ہیں انہیں معلوم کرنے کے بعد مرزا قادیانی کی ایک نصیحت بھی ملاحظہ فرماویں۔ جو اپنی ایک تقریر میں فرمائی تھی۔

''ایک شخص کو کتے نے کاٹا۔ اس کی لڑکی بولی آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا۔ جواب دیا بیٹی! انسان سے کتا پن نہیں ہوتا۔ اسی طرح انسان کو چاہئے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے نہیں تو وہی کتا پن کی مثال صادق آئے گی۔''

(ملفوظات ج ۱ ص ۱۰۳، رپورٹ سالانہ جلسہ ۱۸۹۷ء از یعقوب علی تراب ص ۹۹)

مرزا قادیانی کا کہنا ہے ''کسی شخص کو جاہل، نادان، دنیا پرست، مکار، فریبی، گنوار، متکبر وغیرہ الفاظ کہنے والا شریفوں اور منصفوں کے اور نیک سرشت لوگوں کے نزدیک گندہ طبع اور بدزبان ہوتا ہے۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۴۶)

بیس ہزار کا نقد انعام

مرزا قادیانی کی کتاب نورالحق حصہ اوّل ص ۱۱۸ خزائن ج ۸ ص ۱۵۸ کی آخری چار سطریں اور صفحہ ۱۵۹ سے ۱۶۲ کے ختم تک کسی ایسے مجمع میں جہاں غیر احمدی احباب بھی موجود ہوں پڑھ کر سنا دیں تو میں بیس ہزار روپے نقد انعام دوں گا۔

(نورالحق حصہ اول ص ۱۱۸ تا ۱۲۲ خزائن ج ۸ ص ۱۵۸ تا ۱۶۲)

ناظرین کرام! آپ حیران ہوں گے کہ آخر ان صفحات پر کیا لکھا ہوا ہے۔ تو گزارش ہے کہ صرف لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت جس کا شمار ایک ہزار تک ہے کے سوا کچھ نہیں۔

میرے دوست نے مجھے مرزا قادیانی کا ایک شعر سنایا تھا۔ میں بھی اس رسالہ ''انمول موتی'' کو مرزا قادیانی کے ایک لاجواب اور انمول شعر پر ختم کرتا ہوں۔ مرزا قادیانی اپنے مخالفوں سے مخاطب ہیں:

بن کے رہنے والو! تم ہرگز نہیں ہو آدمی کوئی ہے روبہ کوئی ہے خنزیر اور کوئی ہے مار

(براہین احمدیہ ص ۱۰۸ خزائن ج ۲۱ ص ۱۳۸)

نوٹ: مذکورہ حوالہ جات غلط ثابت کرنے والے کو، فی حوالہ ایک ہزار نقد انعام دیا جائے گا۔ عبدالرحمٰن عفی عنہ

✡ ✡ ✡

دس ہزار روپے کا

نقد انعام

حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ عالمی مظفر گڑھی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيما(نساء:۱۵۸)''

''اور نہیں قتل کیا انہوں (یہودیوں) نے اسے (عیسیٰ علیہ السلام کو) یقیناً بلکہ اٹھا لیا اللہ نے اسے اپنی طرف۔ اللہ ہے زبردست اور حکمت والا ہے۔''

مرزائی احباب وفات مسیح علیہ السلام پر بہت زور دیتے ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی مسیحیت کے راستے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات سدّ سکندری بنی ہوئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اس بارے میں ایک فیصلہ کن بات ارشاد فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک مدینہ منورہ میں میرے حجرے مبارک کے اندر بنے گی جیسا کہ احادیث ذیل سے ثابت ہے۔

(۱)''عن عبد الله ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول الله ﷺ ينزل عيسىٰ ابن مريم الى الارض يتزوج ويولد له ويمكث فى الارض خمسا واربعين سنة ثم يموت فيدفن معى فى قبرى فاقوم انا وعيسىٰ ابن مريم فى قبر واحد بين ابى بكر وعمر رضی اللہ عنہما (مشکوٰۃ .باب نزول مسیح ص ۴۸۰)'' حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نازل ہوگا عیسیٰ ابن مریم زمین پر اور کرے گا بیوی (کیونکہ وہ کنوارے آسمان پر اٹھائے گئے تھے) اور اللہ تعالیٰ اسے اولاد عطا فرمادیں گے اور رہیں گے زمین پر پینتالیس برس، پھر مریں گے اور دفن ہوں گے میرے روضہ (اقدس) میں، پھر قیامت کے دن اٹھوں گا میں اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک ہی قبر سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان سے۔

(۲)''عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت قلتُ یا رسول اللہ ﷺ انی اری ان اعیش بعدک فتاذن لی ان ادفن الیٰ جنبک فقال انّی لی بذالک من موضع مافیه الاّ موضع قبری وقبر ابی بکر وعمروقبر عیسیٰ ابن مریم(ابن عساکر کنز ج۷ ص۲۶۸) ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میرا خیال ہوتا ہے شاید میں آپ کے بعد تک زندہ رہوں گی تو آپ مجھ کو اس کی اجازت دیں کہ میں ﷺ آپ کے پہلو میں دفن ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اس کی بھلا کیسے اجازت دے سکتا ہوں۔ یہاں صرف میری قبر اور ابوبکر وعمر کی قبر اور عیسیٰ ابن مریم کی قبر مقدر ہے۔

(۳)''عن عبد اللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ قال یدفن عیسیٰ ابن مریم مع رسول اللہ ﷺ وصاحبیه فیکون قبره رابعا (در منثور. ج۲ ص۲۴۵) ''حضرت عبد اللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام آ کر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دو جان نثار یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کے پاس دفن ہوں گے اور اس لحاظ سے ان کی قبر چوتھی ہوگی۔

(۴)''عن محمد ابن یوسف بن عبد اللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ عن ابیه عن جده قال مکتوب فی التوراة صفة محمد ﷺ وعیسیٰ ابن مریم یدفن معه(درمنثور ج۲ ص۲۴۵) ''عبداللہ ابن سلام فرماتے تھے کہ توراۃ میں حضرت محمد ﷺ کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی لکھی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پاس دفن ہوں گے۔

(۵)''قال ابو مودود وقد بقی فی البیت موضع قبر (ترمذی: ج۲ ص۲۰۲) ''فرمایا: ابومودود نے کہ آنحضرت ﷺ کے روضہ اقدس میں ایک قبر کی جگہ بچی ہوئی ہوئی ہے۔

ان احادیث کی صحت پر مرزا قادیانی نے بھی دستخط فرمادیئے ہیں اور اس پر چودہ سو سال سے مسلمانوں کا کلی اتفاق بھی ہے کہ روضہ اقدس میں چوتھی قبر کی جگہ بچی ہوئی ہے۔ آخر وہاں کیوں کسی کو دفن نہیں کیا گیا؟ وجہ ظاہر ہے کہ وہ جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے چھوڑی ہوئی ہے۔ ورنہ کس کا جی نہیں چاہتا تھا کہ وہاں دفن ہو اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تو اجازت بھی چاہی تھی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دفن کا عذر فرما کر جواب نفی میں دیا جیسا کہ دوسری حدیث سے ثابت ہے۔ فیصلہ یہی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ، امت مسلمہ کے اجماع کے بعد انکار کی کیا گنجائش۔ مزید براں جبکہ مرزا قادیانی نے بھی تصدیق فرمادی لیکن بعد میں مرزا قادیانی اپنی مسیحیت کی راہ ہموار کرنے کے واسطے اس بارے میں جو گرگٹ کی طرح مختلف رنگ اور پینترے بدلے ہیں وہ بھی ملاحظہ ہوں:

۱..... سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ مرزا قادیانی کی پیدائش ۱۸۳۹ء میں ہوئی ہے۔ (کتاب البریہ ص۱۴۶ حاشیہ خزائن ج۱۳ ص۱۷۷)

۲..... اور مرزا قادیانی نے تفسیر علی رضی اللہ عنہ ملنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے اصلاح خلق کے پیش نظر باطل عقائد اور خیالات کی بیخ کنی کے سلسلہ میں ۱۸۸۴ء میں براہین احمدیہ لکھی۔

(براہین احمدیہ ص۵۰۴ خزائن ج۱ ص۵۹۹)

۳..... اور اسی کتاب کے اندر قرآن شریف کی روشنی میں ایک آیت سے ثابت کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۹۸ خزائن ج۱ ص۵۹۳ حاشیہ در حاشیہ)

۴..... پھر اس کے بارہ سال بعد یعنی ۱۸۹۶ء تک یہی فرماتے رہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں۔ (براہین احمدیہ ص۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۵ خزائن ج۱ ص۵۹۳، ۶۰۱ حاشیہ)

۵..... مرزا قادیانی کی موت ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں واقع ہوئی ہے۔ حساب لگالیں بات ظاہر ہے کہ ستر سالہ زندگی کے دوران ۵۸ سال تک یہی فرماتے رہے کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں دوبارہ تشریف لائیں گے'' اور صرف آخر کے بارہ سال خود عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام بننے کی غرض سے ۱۸۹۶ء کو اپنا عقیدہ بدلا۔ (اعجاز احمدی ص ۷ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

۶..... اور پھر ۱۹۰۸ء ۲۵ مئی تک اسی عقیدہ پر قائم رہے کہ: ''مسیح مر چکا ہے'' اور پھر ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو خود دست اور قے۔ (سیرت المہدی جدید حصہ اول روایت نمبر ۱۲ ص ۹ تا ۱۲)

۷..... یعنی مرض ہیضہ سے بروز منگل جہان فانی سے رخصت ہوئے۔

(ایام صلح ص ۴۶ خزائن ج ۱۴ ص ۲۷۷)

۸..... لطف یہ کہ جب حیات عیسیٰ کا عقیدہ بدلا تو فرمایا کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پائی'' (ضمیمہ تریاق القلوب صفحہ ش خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۹)

۹..... پھر پانچ ماہ بعد لکھا کہ ایک سو پچیس برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

(تذکرۃ الشہادتین ص ۷۲ خزائن ج ۲۰ ص ۲۹)

۱۰..... پھر چار سال بعد لکھا کہ ایک سو ترپن سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۴۷۳ خزائن ج ۳ ص ۳۵۳) (مرزا نے لکھا کہ ۳۳ برس واقعہ صلیب سے قبل اور ۱۲۰ برس واقعہ صلیب کے بعد زندہ رہے یوں کل عمر ۱۵۳ ہوئی۔ مرتب)

۱۱..... اسی طرح قبر کے متعلق لکھا کہ مسیح کی قبر ان کے اپنے وطن گلیل ہیں ہے۔

(اتمام الحجہ ص ۲۴ خزائن ج ۸ ص ۲۹۶)

۱۲..... پھر کچھ سال بعد فرمایا کہ مسیح کی قبر کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں ہے۔

(کشتی نوح ص ۱۵ خزائن ج ۱۹ ص ۱۶)

۱۳..... اگر چہ مرزا قادیانی پر قبر مسیح کا معاملہ پھر مشتبہ ہوا۔ اور اپنے مرنے سے گیارہ دن پہلے لکھا کہ مسیح کی قبر مدینہ منورہ کے قریب وادی عقیق میں ہے۔

(چشمہ معرفت ص ۲۵۱ خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۱)

لیکن مرزائی احباب کشمیر والی قبر ہی مسیح کی قبر بتلاتے ہیں جس کا قبر مسیح ہونا کسی حدیث رسول ﷺ سے ہرگز ثابت نہیں۔ جس طرح میں نے ایک نہیں بلکہ پانچ روایتیں آپ کے سامنے پیش کی ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک حضور ﷺ کے روضہ اقدس کے اندر بنے گی۔ اسی طرح اگر مرزائی احباب صرف اور صرف ایک حدیث ہی پیش کر دیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں اور ان کی قبر کشمیر سری نگر محلّہ خان یار میں ہے۔'' تو میں:

دس ہزار

روپے نقد انعام دوں گا اور اپنی تمام کتابیں جلا کر قادیانیوں کی تردید چھوڑ دوں گا۔ ''فان لم تفعلو ولن تفعلوا'' اور اگر پیش نہ کر سکو اور کر بھی ہرگز نہ سکو گے۔

پھر میری مخلصانہ درخواست ہے کہ اپنے خیالات اور عقائد پر از سرے نو نظر ثانی کریں۔ شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات۔

نوٹ: اگر مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کے روضہ اقدس کے اندر چوتھی قبر بن چکی ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں اور اگر ابھی چوتھی قبر نہیں بنی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً زندہ ہیں۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے یہودیوں سے فرمایا تھا۔ ''انّ عیسیٰ لم یمت وانّه راجع الیکم قبل یوم القیامة'' کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی نہیں مرے اور وہ تمہارے پاس قیامت سے پہلے ضرور تشریف لائیں گے۔ (درمنثور ج ۲ ص ۲۴۵)

مشاہیر کے خطبات ختم نبوت

مرتب

مناظر ختم نبوت

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان۔ 061-4783486

www.amtkn.com, www.laulak.info, www.khatm-e-nubuwwat.info,
www.khatm-e-nubuwwat.com, ameer@khatm-e-nubuwwat.com